تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ

علامہ عبد المجتبیٰ رضوی علیہ الرحمہ

Taaj-al-Shari'ah Foundation
WWW.MUFTIAKHTARRAZAKHAN.COM
Karachi, Pakistan.

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com
0092 303 2886671 /makhtarraza1011

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتیِ اعظم ہند، جگر گوشۂ مفسرِ اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خان قادری ازہری**

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan. WWW.MUFTIAKHTARRAZAKHAN.COM

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ

مؤلف

مولانا عبد المجتبیٰ رضوی

استاذ شعبۂ عالیہ مدرسہ حمیدیہ بنارس

اکیڈمی مشائخ قادریہ رضویہ

بخشی مسجد، اندھراپل، بنارس (انڈیا)

www.muftiakhtarrazakhan.com

جملہ حقوق بحق مولف محفوظ

نام کتاب : تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ
مولف : مولانا عبد المجتبیٰ رضوی
سال طباعت : بار اوّل جولائی ۱۹۸۹ء
کتابت : برق الماسی قادری رضوی بریلوی
ناشر : اکیڈمی مشائخ قادریہ رضویہ ایس ۸/۱۸ اندھراپل بنارس
تقسیم کار : المجمع الاسلامی مبارکپور اعظم گڈھ یوپی - انڈیا
مطبوعہ : اسٹار پریس، دہلی۔
قیمت : ۸۵ روپے مجلد ۹۰ روپے

ملنے کے پتے

(۱) رضا دار الاشاعت الجامعۃ القادریہ رچھا ریلوے اسٹیشن بریلی شریف (۲) قادری بک ڈپو نومحلہ مسجد بریلی شریف (۳) مکتبہ رضویہ مدنپورہ روڈ بنارس (۴) صوفی بک ڈپو و نورنبی بک ڈپو دالمنڈی بنارس (۵) حق اکیڈمی مبارکپور اعظم گڈھ (۶) مکتبہ الحبیب اترسوئیاں الہ آباد (۷) مکتبہ قادریہ دار العلوم قادریہ چریاکوٹ اعظم گڈھ (۸) رضوی کتاب گھر غیبی نگر تھانہ بھیونڈی (۹) قادری اکیڈمی شترخانہ رامپور (۱۰) مکتبہ استقامت ۸۸/۲۴ ریل بازار کانپور (یوپی) (۱۱) رضا بک ڈپو پریہار چوک سیتامڑھی (۱۲) اکیڈمی مشائخ قادریہ رضویہ مقام و پوسٹ سندرپور سرلاہی نیپال (۱۳) المجمع الاسلامی مبارکپور اعظم گڈھ (۱۴) مکتبہ مشرق کانگر ٹولہ بریلی شریف (۱۵) المجمع الرضوی مقام و پوسٹ سندرپور نیپال۔ (۱۶) سید ولی الدین صاحب، مکتبہ نور مصطفےٰ پٹنہ (۱۷) مکتبہ جام نور دریاگنج گونچہ چیلان (۱۸) رضا اکیڈمی ۱۳۰، مسلی محمد اسٹریٹ بمبئی۔ (۱۹) مکتبہ رضویہ، مسجد بی بی جی بریلی شریف

(۲۰) مکتبہ ماہنامہ "زم زم" مدرسہ نوریہ شکر تالاب بنارس۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

فہرست

نمبر شمار	ترتیب مضامین		نمبر صفحہ
۱	شرف انتساب		۶
۲	عرض حال		۷
۳	مختصر تعارف		۱۲
۴	دعائیہ کلمات		۱۴
۵	خط		۱۵
۶	تقدیم		۱۶
۷	مقدمہ		۱۷
۸	نور اول	رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم	۳۷
۹	نور دوم	امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۸۲
۱۰	نور سوم	سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۱۰۰
۱۱	نور چہارم	سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۱۱۹
۱۲	نور پنجم	سیدنا امام باقر رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۱۳۴
۱۳	نور ششم	سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۱۴۳
۱۴	نور ہفتم	سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۱۵۴
۱۵	نور ہشتم	سیدنا امام علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۱۶۴
۱۵	نور نہم	سیدنا شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۱۷۶
۱۶	نور دہم	شیخ سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۱۸۲
۱۷	نور یازدہم	شیخ جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۱۸۹
۱۸	نور دوازدہم	شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۲۰۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

۱۹	نور سیزدہم	شیخ عبدالواحد تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۱۱
۲۰	نور چہاردہم	شیخ محمد یوسف ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ عنہ	۲۱۴
۲۱	نور پانزدہم	شیخ ابوالحسن علی ہاشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۱۷
۲۲	نور شانزدہم	شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۲۲
۲۳	نور ہفدہم	سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۲۶
۲۴	نور ہشت دہم	سیدنا عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۵۷
۲۵	نور نوازدہم	سیدنا ابوصالح عبداللہ نصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۶۲
۲۶	نور بستم	سیدنا محی الدین ابونصر محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۶۷
۲۷	نور بست ویکم	سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۷۰
۲۸	نور بست ودوم	حضرت سید موسیٰ بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۷۲
۲۹	نور بست وسوم	〃 سید حسن بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۷۴
۳۰	نور بست وچہارم	〃 سید احمد الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۷۶
۳۱	نور بست وپنجم	〃 شیخ بہاء الدین شطاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۷۸
۳۲	نور بست وششم	〃 شیخ ابراہیم ایرجی رضی تعالیٰ عنہ	۲۸۳
۳۳	نور بست وہفتم	〃 سید قاری محمد نظام الدین عرف شاہ بھیکا قدس سرہٗ	۲۸۷
۳۴	نور بست وہشتم	〃 قاضی ضیاء الدین عرف شیخ جیا رضی اللہ عنہ	۳۰۲
۳۵	نور بست ونہم	〃 جمال الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳۰۶
۳۶	نور سی	〃 میر سید محمد کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳۱۴
۳۷	نور سی ویکم	〃 میر سید احمد کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳۲۳
۳۸	نور سی ودوم	〃 میر سید فضل اللہ کالپوی رضی اللہ عنہ	۳۲۷
۳۹	نور سی وسوم	〃 سید شاہ برکت اللہ مارہروی رضی اللہ عنہ	۳۳۰
۴۰	نور سی وچہارم	〃 سید شاہ آل محمد مارہروی رضی اللہ عنہ	۳۴۶
۴۱	نور سی وپنجم	〃 سید شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳۵۰
۴۲	نور سی وششم	〃 سید شاہ آل احمد اچھے میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳۵۷

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ترتیب مضامین

نمبر شمار			نمبر صفحہ
۴۳	نور سی و ہفتم	حضرت سید شاہ آلِ رسول رضی اللہ تعالٰے عنہ	۳۶۸
۴۴	نور سی و ہشتم	" سید شاہ ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ عنہ	۳۷۷
۴۵	نور سی و نہم	" شاہ امام احمد رضا قادری رضی اللہ عنہ	۳۹۱
۴۶	نور چہل	" حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا رضی اللہ عنہ	۴۸۲
۴۷	نور چہل و یکم	" مفتی اعظم ہند شاہ مصطفٰے رضا رضی اللہ عنہ	۵۰۳
۴۸	نور چہل و دوم	" مفسر اعظم ہند شاہ ابراہیم رضا رضی اللہ عنہ	۵۲۷

مندرجہ ذیل حالات حاشیہ میں ہیں

نمبر شمار		
۱	حضرت امام احمد بن حنبل	۲۷۸
۲	حضرت ملا عبد الکریم	۲۹۹
۳	" ملا شیخ وجیہ الدین	۳۰۳
۴	" یشیخ طیب بنارسی	۳۱۱
۵	" محمد افضل الہ آبادی	
۶	" محمد یحیٰی عرف شاہ خوب اللہ الہ آبادی	۳۲۲
۷	" محی الدین محمد عالم گیر اورنگ زیب	
۸	" علاء الدین علی احمد صابری کلیری	۳۴۳
۹	" محی الدین ابن عربی	۳۵۱
۱۰	شاہ عبد المجید عین الحق بدایونی	
۱۱	حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	۳۵۹
۱۲	" فضل رسول بدایونی رضی اللہ عنہ	۳۶۱
۱۳	" مخدوم شیخ العالم عبد الحق رودولوی	۳۶۹
۱۴	" شیخ عبد الحق شاذلی	۳۷۱
۱۵	" شمس الدین محمد ابو الخیر جزری	۳۷۲

نمبر شمار		
۱۶	حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی	۳۷۵
۱۷	" شاہ شرف الدین محمد بوصیری	۳۹۹
۱۸	حافظ ملت شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی	
۱۹	شمس العلماء شاہ شمس الدین احمد جعفری جونپوری ۔	

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

شرفِ انتساب

تصوف و معرفت کے امام، عالمگیر رشد و ہدایت کے شہنشاہوں کا یہ اجمالی مقالہ تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ کے نام سے بتوسل شیخ الاسلام والمسلمین، مجدد اعظم الشاہ امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز ان تمام مشائخ کرام کی بارگاہ میں نذر کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جن کے فیضان طریقت و شریعت نے مسلمانانِ عالم اسلام کی رشد و ہدایت فرمائی ہے۔ اور جن کا روحانی فیضان آج بھی زندہ و تابندہ ہے۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

طلبگار کرم

عبد المجتبیٰ رضوی سندر پوری

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

عرض حال

لاتعداد حمد وثنا اس خالق کائنات کے لئے ہے جس نے لفظ "کُن" سے پورے عالم کو وجود بخشا اور لاکھوں درود وسلام ہو اس نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جس کو اپنے نور پاک سے پیدا فرما کر ساری مخلوقات کو ان کا مطیع وفرمانبردار بنایا اور مجھ سیہ کار بے بضاعت کو اپنے محبوبوں کے حالات بیان کرنے کی توفیق رفیق بخشی، فالحمد للہ علیٰ ذالك

وہی رب ہے جس نے تم کو ہمہ تن کرم بنایا   ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا تجھے حمد ہے خدایا

امام اہلِ سنت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کو تصوف ومعرفت کے ۱۳ سلسلوں سے خلافت واجازت حاصل تھی۔ آپ جس دور میں تشریف لائے وہ بڑا ہی پرفتن دور تھا۔ تصوف ومعرفت پر ہر چہار جانب سے حملے ہو رہے تھے، بدعت کا عام رواج ہو چلا تھا، شریعت کا کھلے طور پر مذاق اڑایا جا رہا تھا، ہندو مسلم بھائی بھائی کا نعرۂ جبہ ودستار والے لگا رہے تھے۔ دیابنہ، وہابیہ اور قادیانیت کا خطرناک فتنہ مومن صادق کے ایمان کو کھوکھلا بنانے پر ہمہ تن مصروف تھا۔ اس پُرخطر ماحول میں حضرت مجدد الف ثانی فاروقی قدس سرہٗ کے بعد مسلمانانِ عالم کا مجدد اعظم بنا کر قدرت نے آپ کو بھیجا ساتھ ہی ایسے ایسے علوم سے نوازا کہ آج آپ کی بعض کتابوں کے علم کو سمجھنے والے دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ حیرت انگیز یادداشت، علم سینہ کے ساتھ ساتھ علم ظاہر میں بھی کوئی آپ کا مثیل وثانی نہ تھا ___ آپ نے اپنے وقت میں عالمِ اسلام کی قیادت فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سونے چاندی کے سکے کی جگہ جب نوٹ کا مسئلہ علماءِ مکہ کے درمیان عقدۂ لاینحل ہو گیا تو آپ ہی کی قیادت وعلم خداداد نے اس کا حل "کفل الفقیہ الفاہم" جیسی بالغۂ روزگار عربی تصنیف کی شکل میں دیا اور پورے علمائے عرب کو سکون وطمانیت سے ہمکنار فرمایا۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے تصوف پر کیا کام کیا ہے اس کا بیان حضرت علامہ خواجہ حسن نظامی دہلوی کی زبانی سنئے:

"انہوں نے (فاضل بریلوی) ان مسائل اختلافی پر معرکہ کی کتابیں لکھی ہیں جو سالہا سال سے فرقہ وہابیہ کے زیر تحریر و تقریر تھیں اور جن کے جوابات گروہ صوفیہ کی طرف سے کافی و شافی نہیں دئے گئے تھے۔ یہ کتابیں بہت زیادہ تعداد میں ہیں اور ایسی مدلل ہیں جن کو دیکھ کر لکھنے والے کے تبحر علمی کا جیّد سے جیّد مخالف کو اقرار کرنا پڑتا ہے۔"

آپ نے خانقاہوں اور صاحب خانقاہ کے تقدس کی خاطر پوری زندگی جہاد بالقلم فرماکر خانقاہی نظام کو درست کرنے کا انمول ضابطۂ حیات عطا فرمایا۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ آج بیشتر خانقاہیں ہوا و ہوس میں مبتلا' اپنے محسن کے لائحہ عمل سے جداگانہ ہے۔ ورنہ اگر آج پوری خانقاہیں امام اہلِ سنت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کو اپنا قائد اور محسن مان کر آپ کے بتائے ہوئے اصول پر گامزن ہوجائیں تو آج بھی خانقاہیں رشد و ہدایت کا سرچشمہ بن سکتی ہیں۔ تصوف کا اصلی رمز آپ کی ذات سے فروغ پایا اور آج اگر خانقاہیں محفوظ ہیں' مقابر ڈھائے نہیں گئے' آثار مقدسہ کی عظمت برقرار ہے تو یہ صدقہ ہے مجدد اعظم قدس سرہٗ کا' اسی لئے آپ ہی کی ذات پر ہر باطل اور بدمذہب حملہ کررہے ہیں۔

آپ کی بارگاہ کے عقیدت کیش جن سلاسل سے اجازت و خلافت طلب کی ہے آپ نے انہیں اسی سلسلے کی اجازت و خلافت سے نوازا ہے' چار مشہور سلسلے قادریہ' چشتیہ' نقشبندیہ' سہروردیہ ہوں یا دیگر سلاسل آپ سبھی سلاسل کے امین وفیض بخش عالم تھے۔ ابھی حال ہی میں ادارہ قاری دہلی نے فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے ہاتھ کا قلمی خلافت نامہ شائع کیا ہے' فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے یہ چشتیہ سلسلے کا خلافت نامہ حضرت علامہ سید غلام علی بن حضرت مولانا سید نور محمد معینی قدس سرہٗ کو عطا فرمایا ہے جو ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے اور اس دستاویزی سند سے خانقاہ رضویہ اور اجمیر مقدسہ سے روحانی و عرفانی تعلقات کی بھرپور نشاندہی ہوتی ہے۔

سبب تالیف: ۱۹۸۲ء کی بات ہے کہ راقم مسجد شیخ سلیم پھاٹک بنارس میں درس و تدریس کے ساتھ ساتھ امامت کے فرائض انجام دے رہا تھا محب مکرم وبرادر طریقت جناب ماسٹر شمیم احمد صاحب رضوی بنارسی باتوں ہی باتوں میں کہنے لگے سلسلۃ الذہب شجرۂ عالیہ قادریہ رضویہ کے جملہ مشائخ عظام کے حالات اگر یکجا ہوجائیں تو بہت اچھا اور بہتر ہو جکی شدید ضرورت عرصے سے محسوس کی جارہی ہے۔ راقم نے اس کی ذمہ داری تولے لیا اور بفضلہ تعالیٰ و بکرم حبیبہٖ تلاش و جستجو میں لگ گیا۔ اس

www.muftiakhtarrazakhan.com

درمیان میں بہت سے حوادثات سے گذرا والد گرامی جناب شجاعت علی عرف سجاک علیہ الرحمہ کے وصال پھر معًا چند ماہ کے بعد عزیزم شاہد رضا کے انتقال نے ذہن پر کافی اثر ڈالا۔ اس کے علاوہ معاشی اعتبار سے بہت سی الجھنوں کا شکار رہا، مگر جو قدم اٹھ چکا تھا اس کو پیچھے کرنا اپنے مشائخ کرام سے منہ موڑنے کے مترادف سمجھ کر بڑھتا ہی رہا۔

اہل تحقیق اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ کتابوں کا لکھنا کتنا مشکل اور جان جوکھم میں ڈالنے سے کم نہیں اور وہ بھی کسی بزرگان دین کے حالات پر اور بھی مشکل۔ راقم نے جب تلاش شروع کی تو بڑی دشواریاں سامنے آئیں جکی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس موضوع پر کوئی حالات یکجا نہیں بلکہ سیکڑوں کتابوں میں بکھرے ہوئے جستہ جستہ حالات ہیں جسکا تلاش کرنا اور پانا مزید مشکل اور چند مشائخ کے حالات تو صرف فیضانِ روحانی تک محدود ہیں۔

ان حالات میں کسی کتاب کا مکمل ہو جانا راقم اپنے مشائخ کرام کی عظیم کرامت ہی سمجھتا ہے، جبکہ نہ کوئی شریک سفر تن تنہا ایک غریب مدرس بالکل خود رفتہ ہو کر اس کام میں لگا رہا اور اپنی تنخواہوں سے جہاں تک زادِ راہ ہوتا، سفر کرتا اور پھر اگلی تنخواہ کے انتظار میں اگلا سفر روکے رکھتا۔ اس تہی دستی کے عالم میں الہ آباد کا متعدد سفر کیا۔ جہاں جناب سیّد محمد اکمل اجملی مدظلہ العالی سے ملاقات ہوئی موصوف بڑے علم دوست اور مخلص فرد ہیں چونکہ آپکا خود بھی علمی و تحقیقی ذہن ہے اس لئے اپنی خانقاہ سے بہت سی پرانی قلمی نوادرات کی زیارت کرائی۔ مشائخ کالپی شریف کے متعدد قلمی رسائل کی زیارت کرائی اور خود بھی شریک کار رہ کر بہت سے ضروری مضامین کی نقل و املا کرائی۔ موصوف کا راقم پر بڑا احسان ہے۔ پھر مبارکپور کا متعدد سفر کیا۔ اعظم گڑھ دارالمصنفین، مظفرپور، بدایوں، بریلی شریف، مارہرہ شریف کا بھی ایک طویل رامپور میں رضا لائبریری اور صولت لائبریری میں چار پانچ روز تک چھان بین کی۔ بنارس کی ہر چھوٹی بڑی لائبریری کی تلاش، علمی حلقوں میں جو ذاتی کتب خانے تھے انکی چھان بین کی۔ ہندوستان کی بیشتر لائبریریوں سے رابطہ قائم کیا، خانقاہوں میں سجادگان سے مراسلت کے ذریعے تلاش و جستجو کی صورت نکالی۔ پھر بغداد شریف میں خانقاہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سجادہ نشین حضرت شیخ یوسف عبداللہ سے رابطہ قائم کیا تو موصوف نے حالات کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا۔

پاکستان میں ماہر رضویات، محقق دوراں حضرت علامہ ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب پی، ایچ ڈی مدظلہ العالی و علامہ مولانا جلال الدین صاحب قادری سے رابطہ قائم کیا۔ دونوں حضرات نے بڑی دعائیں دیں اور موخر الذکر پاکستان کی مشہور لائبریریوں میں دورہ کیا اور حالات معلوم کرنے کی پوری کوشش کی موصوف نے اپنی کاوش و تلاش کے دوران جن کتابوں اور لائبریریوں سے کتابوں کو دیکھا اسکی پوری فہرست

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بھی راقم کے پاس ارسال فرمایا۔ یقیناً ان حضرات کی بڑی مہربانی ہے۔ اور راقم پر بہت بڑا احسان بھی۔ اس کے علاوہ دونوں جلیل القدر ہستیوں کے تقدیم و مقدمہ شامل کتاب ہیں جو اپنے موضوع کے اعتبار سے بڑے اہم ہیں۔ جن کے شکریئے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں، دعا ہیکہ رب تبارک و تعالیٰ ان حضرات پر اپنا خاص فضل فرماتے اور انکی عمروں میں برکت عطا فرماکر تا دیر ہم اہلسنت وجماعت پر ان کے سایۂ دینی و علمی کو قائم رکھے آمین ثم آمین،

راقم نے تلاش و جستجو کا کوئی ذریعہ نہیں چھوڑا اور ہر ممکن یہ کوشش رہی کہ پورے حالات پوری تلاش کے بعد ہی قلمبند کئے جائیں۔ یہاں تک کہ یہ مقالہ ایک مختصر حالات کی صورت میں آپکے سامنے ہے۔

تکمیل کے بعد تصحیح کا کام بھی بڑا اہم تھا۔ ضخامت کے اعتبار سے کسی ایک فرد کا کام نہ تھا۔ اس کام کو مندرجہ ذیل علماء کرام نے انجام دیا۔

(۱) حضرت مولانا خادم رسول صاحب شیخ الحدیث جامعہ حمیدیہ رضویہ ہٹیہ مدنپورہ بنارس
(۲) حضرت مولانا مفتی محمد یامین صاحب دارالافتاء " " "
(۳) حضرت مولانا مفتی قاری محمد ظہیر صاحب شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ غوثیہ بجرڈیہ بنارس
(۴) حضرت مولانا محمد خلیق احمد صاحب پرنسپل جامعہ حنفیہ غوثیہ بجرڈیہ بنارس
(۵) حضرت مولانا محمد حسین صاحب شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ ریوڑی تالاب بنارس
(۶) حضرت مولانا احمد القادری صاحب صدر مدرس جامعہ مدینۃ العلوم جلالی پورہ بنارس

ان تمام علمائے کرام کا میں بے حد مشکور ہوں جنہوں نے اپنے قیمتی اوقات کو کام میں لگاکر ایک عظیم دینی خدمت انجام دیا۔

حضرت مولانا عبد المبین صاحب نعمانی رکن المجمع الاسلامی مبارکپور نے راقم کی بڑی مدد فرمائی اور بہت سے مفید و کارآمد مشوروں نیز ضروری صحت سے آگاہ فرماکر کرم نوازی فرمائی اور حضرت مولانا مفتی محمد یامین صاحب قبلہ مرادآبادی کا بھی بے حد مشکور ہوں جنہوں نے اعلیٰ حضرت کے کلام " امداد کن" والی بحر میں اشعار قلمبند کیا جو شامل کتاب ہے۔ حضرت علامہ سید اصغر امام صاحب قبلہ پرنسپل جامعہ فاروقیہ بنارس و مولانا عبد الہادی خاں صاحب رضوی جامعہ فاروقیہ بنارس نے اہم و مستند کتابیں عطا کیں اور ترجموں کی دشواریوں کو بھی حل فرمایا۔

جناب نصر اللہ خان صاحب مدنپورہ و جناب ماسٹر شمیم احمد صاحب راماپورہ بنارس کا بے حد احسان مند ہوں کہ موصوف نے بنارس کا چپہ چپہ چھان مارا اور کتابوں کی تلاش

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

میں مثالی اقدام فرما کر بہت سی دشواریوں کو حل فرمایا۔ اور بھی میرے بہت سے احباب و مخلصین ہیں جنھوں نے بڑی قربانیاں دیں ہیں، ان کا بھی میں تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مقالے کی ترتیب تو ۱۹۸۴ء میں پورا کر چکا تھا اور خیال تھا کہ تدوین کے بعد اس کی طباعت کا مسئلہ بحسن و خوبی جلد ہی انجام پا جائے گا جیسی کہ امید تھی مگر طباعت کے سلسلے میں بڑا تلخ تجربہ ملا اور اس کی اشاعت کا مسئلہ مالی مشکلات کی وجہ سے التوا میں پڑا رہا۔ اس درمیان میں مزید نظر ثانی کا بہترین موقعہ ملا اور بہت سے ضروری مضامین کا اضافہ بھی کیا۔ مقالے میں صحت کا خاص خیال رکھا گیا۔ جن کتابوں سے مضامین لئے گئے ہیں ان کے حوالے حاشیہ میں دئے گئے ہیں اور تمام حوالجات کا ایک اجمالی خاکہ ماخذ کتب میں دے دیا گیا ہے۔

چونکہ راقم کا یہ پہلا مقالہ ہے اور اپنی کم علمی و بے بضاعتی کا پورا احساس ہے اس لئے علمائے کرام، دانشوران، محققین، کی بارگاہ میں مؤدبانہ التماس ہے کہ اگر کوئی نقص یا غلطی پائیں تو راقم کو ضرور آگاہ فرما کر احسان فرمائیں تاکہ اشاعت ثانی میں اس کی تلافی ہو سکے۔ کسی خامی کو لے کر نشانہ طعن و تشنیع نہ بنائیں بلکہ اپنے مشورے و تبصرے سے راقم کو آگاہ فرمائیں، میں آپ کے رائے کا منتظر ہوں۔

گر قبول افتد زہے عزت و شرف

منازم بسرمایہ فضل خویش ـــ بدریوزہ آوردہ ام دست پیش
تو ئیزار بدی بینم در سخن ـــ بخلق جہاں آفریں کار کن

رابطہ کا پتہ: بندہ گنہگار

عبد المجتبیٰ رضوی سندرپوری

مکان نمبر سی، کے ۶۶/۱ بنیا باغ، بنارس ۲۲۱۰۰۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مختصر تعارف مؤلف کتاب

نام کتاب:۔ تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ

نام مولف:۔ عبد المجتبیٰ رضوی بن شجاعت علی رضوی عرف شیخ سجاک علیہ الرحمہ

تولد:۔ ۲۰؍ فروری ۱۹۵۶ء

جامعہ فاروقیہ بنارس — عربی فارسی بورڈ الہ آباد

تعلیم:۔ مولوی، عالم، فاضل درس نظامیہ، مولوی، عالم، فاضل دینیات، منشی، کامل درس عالیہ علی گڑھ

ادیب، ادیب ماہر، ادیب کامل۔ ایم اے اردو (سال اول)

فراغت:۔ جامعہ فاروقیہ بنارس ۱۹۷۴ء

شیخ طریقت:۔ تاجدار اہلسنت الشاہ مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہٗ

اساتذہ۔ شمس العلماء حضرت مولانا شمس الدّین احمد جعفری جون پوری

۲۔ حضرت مولانا محمّد سلیمان صاحب بھاگل پوری

۳۔ حضرت مولانا محدث ثناء اللہ صاحب مئو

۴۔ حضرت مولانا مفتی محمّد اسلم صاحب مظفر پوری

۵۔ حضرت مولانا مفتی عبید الرّحمٰن صاحب پورنوی

۶۔ حضرت مولانا خادم رسول صاحب گیاوی

۷۔ حضرت مولانا محمّد طیّب صاحب رشیدی پورنوی

۸۔ حضرت مولانا عبد الرّسول محمّد باقر علی خاں گیاوی

۹۔ حضرت مولانا نجم الدّین صاحب گیاوی

۱۰۔ حضرت مولانا صلاح الدّین صاحب مظفر پوری

۱۱۔ حضرت مولانا حکیم محمّد لقمان صاحب بنارسی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

۱۲۔ حضرت مولانا عبد الحمید صاحب نوری
۱۳۔ حضرت مولانا ظل الرحمٰن صاحب بھاگل پوری
۱۴۔ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کٹیہار
۱۵۔ حضرت محمد مسلم صاحب دربھنگوی
۱۶۔ حضرت قاری محمد عثمان صاحب
قاری محمد ہارون صاحب مدنپورہ بنارس

مشغلہ:۔ درس و تدریس نائب صدر المدرسین مدرسہ مجیدیہ سرائے ہڑہا بنارس
تصنیف:۔ نقش اول، تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ (۲) کنز الایمان اردو تراجم کی جان (۳) موت کے بعد حصہ اول (۴) دیوبندی عقائد (ہندی)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

دعائیہ کلمات

۷۸۶ — ۹۲

الحمد للہ وکفیٰ، ثم الصلاۃ والسلام علیٰ حبیبہ المصطفیٰ ورسولہ المجتبیٰ وعلیٰ آلہ واصحابہ ذوی الاجتباء والاقتداء یارب الارض والسماء امابعد

عزیزم ومحبم مولانا عبدالمجتبیٰ صاحب قادری برکاتی رضوی اپنی تصنیف "مشائخ قادریہ رضویہ" ایسے وقت میرے پاس لائے میں کچھ نہ کچھ علیل چل رہا ہوں۔ رات کا وقت لکھنے پڑھنے والا چشمہ بھی فی الوقت میرے پاس نہیں اس لئے بغیر کتاب مذکور کو بالاستیعاب دیکھے میں صرف اتنا ہی لکھ سکتا ہوں کہ مولانا موصوف کا ارادہ نیک ہے اللہ تعالےٰ اس کار خیر پر انہیں دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

سید حسن بقلم خود
سجادہ نشین درگاہ برکاتیہ مارہرہ (ایٹہ)
شب پنجم ربیع النور ۱۴۰۸ھ

۷۸۶ — ۹۲

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم والہ وصحبہ اجمعین۔

محب محترم مولانا عبدالمجتبیٰ صاحب رضوی اپنی تصنیف "مشائخ قادریہ رضویہ" میرے پاس لائے ہیں یہاں بنارس میں جامعہ حمیدیہ رضویہ واقع مدن پورہ بنارس کے جلسۂ دستار فضیلت میں حاضر ہوا تھا اس لئے کتاب مذکور کو دیکھنے کا موقع نہ ملا۔ ایک آدھ جگہ سے دیکھا۔ کتاب کے نام سے واضح ہے کہ یہ تصنیف سوانح وحالات مشائخ قادریہ رضویہ پر مشتمل ہے۔ مولانا کے اس اقدام سے خوشی ہے جزاہ اللہ تعالیٰ فی الدارین خیرا وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
قائم مقام مفتی اعظم ہند، رضا نگر سوداگران بریلی شریف
۱۴ر شعبان ۱۴۰۷ھ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

PROFESSOR
Dr. MUHAMMAD MASOOD AHMED
M. A., Ph. D.
2/17-C, FIRST FLOOR
P. E. C. H. SOCIETY
KARACHI - 29

Phone : 029 - 678
PRINCIPAL
Govt. Degree College
Thatta (Sind) — 73/50

[illegible] مارچ ۱۹۹۰ء

مولانا زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ — مرسلہ لفافہ موصول ہوا — [illegible]

معلوم ہوا کہ [illegible] کے لیے ایک مختصر [illegible] اگر [illegible]

تو ارسال فرما دیجئے گا — ان شاء اللہ

[illegible]

آپ [illegible] یہ علمی کارنامہ علمی گنجینہ [illegible] — مولیٰ تعالیٰ

اس کی کامرانی اور [illegible] سے محفوظ رکھے — آمین

[illegible] ارسال کر رہا ہے [illegible] قبول فرمائیں

[illegible] بہت مصروفیت [illegible]

مصروفیات ہیں اس لیے [illegible] ممکن نہ ہوگا — امید ہے

[illegible] خیال فرمائیں گے —

[illegible] بہت سے [illegible]

[illegible] اہل سنت کا خادم ہے

اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں — فقط والسلام

محمد مسعود احمد عفی عنہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تقدیم

ماہر رضویات حضرت علامہ پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب قبلہ مدظلہٗ۔
پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ، سندھ پاکستان۔

امام احمد رضا کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، وہ اپنے دور کے عظیم مفسر بھی تھے اور محدث بھی۔ فقیہہ بھی تھے، مفتی بھی۔ مفکر بھی تھے، مدبر بھی ـــــ مصلح بھی تھے، مبلّغ بھی ـــــ بے مثال شاعر بھی تھے، ناشر بھی ـــــ بے نظیر مصنف بھی تھے، مؤلف بھی ـــــ باکمال محقق بھی تھے، مدقق بھی ـــــ مختصر یہ کہ وہ علوم نقلیہ و فنون عقلیہ میں یگانۂ روزگار تھے ـــــ ہندوستان ان پر فخر کرے تو اس کو زیب دیتا ہے ـــــ عالم اسلام ان کے حضور خراج عقیدت پیش کرے تو اس کو سجتا ہے۔

امام احمد رضا کے وصال کو نصف صدی گزر جانے کے بعد پاک و ہند میں ان پر تحقیقی کام شروع ہوا جو گزشتہ تین عشروں میں اتنا آگے بڑھ چکا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اور جس سے چاہتا ہے کام لیتا ہے۔ ہر کام کا ایک وقت ہے، امام احمد رضا پر کام کا یہی وقت تھا۔ اس وقت عالمی سطح پر مختلف یونیورسٹیوں میں کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ مثلاً برکلے یونیورسٹی (امریکہ) کولمبیا یونیورسٹی (امریکہ) لائڈن یونیورسٹی (ہالینڈ) نیو کاسل یونیورسٹی اور لندن یونیورسٹی (انگلستان) کراچی یونیورسٹی (کراچی) پنجاب یونیورسٹی (لاہور) علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی (اسلام آباد) سندھ یونیورسٹی (جام شورو) پٹنہ یونیورسٹی (بھارت) وغیرہ وغیرہ۔

امام احمد رضا کی شخصیت، علمیت اور افکار و نظریات پر متعدد تحقیقی مقالات لکھے گئے ہیں اور کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ مختلف بین الاقوامی کانفرنسوں میں پڑھے جانے والے مقالات میں ان کا ذکر اذکار ہوئے ہیں۔ لیکن ان کی سوانح کا ایک پہلو ہنوز تشنہ تھا اس پر محبّی مولانا عبد المجتبیٰ رضوی دام مجدہٗ نے نامساعد حالات کے باوجود بڑی ہمت و استقامت کے ساتھ کام کیا اور سلسلۂ رضویہ کے مشائخ کے حالات کو ایک لڑی میں پرو کر یکجا کر دیا۔ یہ وابستگان دامن رضویت پر ان کا عظیم احسان ہے، سب کو ان کا ممنون ہونا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا پر خلوص سے کام کرنے والوں کی غیبی مدد ہوتی ہے۔ یہ راقم کا ذاتی تجربہ ہے اور یہ بارگاہ ایزدی میں امام احمد رضا کی مقبولیت کی دلیل ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو اپنے محبوبوں کے دامن سے وابستہ رکھے آمین! بیشک ان کے نشان قدم ہی صراط مستقیم ہیں۔

دربارِ شہنشہی سے خوش تر
مردانِ خدا کا آستانہ

احقر محمد مسعود احمد
پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ
(سندھ پاکستان) ۲۶ رجب ۱۴۰۸ھ / ۱۴ مارچ ۱۹۸۸ء

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مُقَدّمہ

از محققِ دوراں، مورخِ ملت حضرت علّامہ مولینا محمّد جلال الدین قادری مدّظلہ العالی گورنمنٹ سکول کھاریاں گجرات پاکستان۔

اللّٰہُ ربُّ محمّدٍ صلّے علیہ وسلّما

نحنُ عبادُ محمّدٍ صلّے علیہ وسلّما

صدرِ اسلام میں جب کہ تصوف نے ابھی تک باقاعدہ شکل اختیار نہ کی۔ صوفیہ کاملین کے متعدد جن سلاسل طریقت نے مخلوق الٰہی کی راہنمائی فرمائی ان میں سے دس سلاسل نے خاص شہرت پائی۔ صوفیہ کے سلاسل کا یہ اختلاف معاملات مجاہدات اور ریاضات کے انداز کا اختلاف تھا۔ اصول فرع اور عقائد اسلام میں سبھی متفق تھے۔

قدوۃ العارفین حضرت ابوالحسن سیّد علی بن عثمان الجلابی معروف بہ حضور داتا گنج بخش (م صفر ۴۶۵ھ قدس اللہ سرّہٗ) اپنی کتاب مستطاب فیض انتساب کشف المحجوب میں مذکورہ سلاسل طریقت کا تفصیلی تذکرہ فرماتے ہیں۔ ذیل میں کشف المحجوب کے حوالے سے ان سلاسل طیبہ کا ذکر اختصار سے کیا جاتا ہے۔

① :محاسبیہ: حضرت ابوعبداللہ الحارث بن اسد المحاسبی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔ آپ اپنے زمانہ میں باتفاق علماء مقبول النفس اور مقتول النفس تھے۔ اصول و فروع اور حقائق کے علوم کے عالم تھے۔ تجرید و توحید میں ان کا قول ظاہری و باطنی معاملت کی صحت کا ہے۔ [1]

② :قصاریہ: حضرت ابوصالح بن حمدون بن عمارت القصار رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہیں۔ آپ علماء میں بزرگ اور اس طریق کے سردار تھے۔ آپ کا طریقہ ملامت کا اظہار تھا۔ معاملات میں آپ کا کلام عالی ہے۔ [2]

③ :طیفوریہ کی نسبت حضرت ابویزید طیفور بن عیسےٰ بن سروشان بسطامی کی طرف ہے۔ رضی اللہ عنہ۔ آپ صوفیہ کے سردار اور بزرگ تھے۔ آپ کا طریقہ غلبہ حال اور سکر تھا۔ [3]

④ :جنیدیہ کی نسبت حضرت ابوالقاسم جنید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہے۔ آپ کو اپنے زمانہ میں طاؤس العلماءؒ سید الطائفہ اور صوفیہ کے ائمہ کے امام کہا جاتا تھا۔ آپ کا طریق، برخلاف طیفوریہ، صحو پر مبنی ہے۔

صحو عبارت از صحت حال ست باحق و سکر عبارت است از فرط شوق و غایت محبت۔

ترجمہ: حق تعالیٰ کے ساتھ صحت حال صحو کہلاتا ہے اور فرط شوق و غایت محبت، صحو ہے۔

⑤ :نوریہ: حضرت ابوالحسین احمد بن محمد نوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہیں۔ آپ صوفی علماء کے صدر اور نور سے

---

[1] کشف المحجوب، طبع سمرقند ص ۲۱۷

[2] ایضاً ص ۲۲۴

[3] ایضاً ص ۲۲۷

[4] ایضاً ص ۲۳۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

زیادہ مشہور تھے۔ گروہ صوفیہ میں آپ کے مناقب روشن ہیں اور دلائل مضبوط۔ ۵۵

(۶) سہیلیہ: کی نسبت حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہے۔ آپ صوفیہ کرام میں سے عظیم المرتبت اور بزرگ تھے۔ (جیسا کہ آپ کا ذکر گزرا) آپ اپنے زمانہ میں سلطان تصوف اور طریقت کے مشکل مسائل کو حل فرمانے والے تھے۔ ۵۶

(۷) حکیمیہ: حضرت ابو عبد بن علی الحکیم الترمذی کی طرف منسوب ہیں۔ آپ جملہ علوم ظاہری و باطنی میں امام زمانہ تھے۔ آپ کی بے شمار تصانیف ہیں۔ ۵۷

(۸) خزاریہ: کی نسبت حضرت ابو سعید خزار رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔ تصوف میں آپ کی مشہور تصانیف۔ تجرید اور مخلوق سے انقطاع میں آپ عظیم الشان تھے۔ ۵۸

(۹) خفیفیہ: حضرت ابو عبد اللہ محمد بن خفیف شیرازی کی طرف منسوب ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ گروہ صوفیہ کے آپ سردار و مقتدا ہیں۔ اپنے وقت میں عزیز اور علوم ظاہری و باطنی کے عالم تھے۔ آپ کی بے شمار تصانیف مشہور و معروف ہیں علم طریقت میں آپ کے فنون اور مناقب اتنے مشہور ہیں کہ ان تمام کا جمع کرنا مشکل ہے۔ ۵۹

(۱۰) سیاریہ: حضرت ابو العباس سیاری رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہیں۔ آپ مرو کے امام تھے۔ تمام علوم میں عالم اور حضرت ابو بکر واسطی رضی اللہ عنہ کے پیرو تھے۔ ۶۰

چوتھی صدی ہجری کے اواخر اور پانچویں صدی ہجری کے اوائل تک عالم اسلام میں ان مقبول طرق تصوف نے جو علمی و روحانی مقام پیدا کر لیا تھا وہ تاریخ اسلام کا زریں باب ہے۔ ان ارباب طریقت نے محراب و منبر کو عرفان الٰہیہ کا منبع بنایا اسرار دینیہ اور حقائق حقہ کا بیان ان کی تبلیغ کا ذریعہ بنا۔

اس زمانہ میں اسلامی سلطنت کی سرحدیں چین، روس، افریقہ اور دیارِ مغرب تک پہنچ چکی تھیں۔ فاتحین اسلام نے اسلامی عظمت کے پرچم عالمِ اسلام میں لہرا دیئے۔ بایں جاہ و حشمت بہ شاہان اسلام خود اربابِ طریقت کے ایسے گرویدہ و شیفتہ تھے کہ صوفیہ کرام کی خانقاہوں پر عقیدت و محبت سے حاضر ہوتے، ان سے فیوض و برکات حاصل کرتے اور اپنی مشکلات ان سے حل کرواتے۔ اس دور میں صوفیہ کے اثر کی ہمہ گیر عظمت کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ شاہی خاندان کی مستورات بھی اربابِ طریقت سے بہرہ ور ہوتی تھیں۔

اس دور میں مذکورہ بالا دس سلاسلِ طریقت نے کافی شہرت حاصل کر لی تھی۔ علاوہ ازیں ان کی ذیلی شاخوں ملامتیہ، قلندریہ، رفاعیہ، جلالیہ، جمالیہ، زینتیہ، روشنیہ، خلوتیہ، شاذلیہ، شطاریہ، بکریہ، خواطویہ، جوہریہ، دنائیہ، کمیہ، ہاشمیہ، عینیہ، قاسمیہ، کبرویہ وغیرہ سلاسل طریقت نے اطراف عالم میں رشد و ہدایت کے مراکز قائم کر لئے۔ تاہم ان تمام سلاسلِ طریقت

۵۵ ایضاً ص ۲۳۳ — ۵۶ الاینا ص ۲۴۰

۵۷ ایضاص ۲۵۸ — ۵۸ ایضاً ص ۲۹۵

۵۹ ایضاص ۳۰۰ — ۶۰ کشف المحجوب، طبع سمرقند، ص ۳۰۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نے رفتہ رفتہ ان چار مشہور سلاسل کی شکل اختیار کرلی جو آج قادریہ چشتیہ نقشبندیہ اور سہروردیہ کے نام سے معروف ہیں۔ یا یوں کہہ لیجیے کہ تمام سلاسل نے ان مؤخر الذکر سلاسل میں اپنا ادغام کرلیا اور ہر سلسلہ اب انہی کی طرف مائل ہے۔ جیسا کہ صدر اسلام میں ائمۂ مجتہدین کی کثیر تعداد تھی۔ ان کے متبعین کی کثیر تعداد بھی موجود تھی۔ مگر شدہ شدہ ائمۂ مجتہدین کے صرف چار معروف سلاسل شریعت نے استقرار حاصل کرلیا۔ علماء نے لکھا ہے کہ اب ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ ان میں سے کسی ایک کی تقلید کرے اس کے بغیر گمراہی ہے۔ اسی طرح صوفیہ کا بھی اس زمانہ میں یہی قول راجح ہے کہ ان چاروں سلاسل طریقت میں سے کسی ایک کے ساتھ وابستہ ہوجائے۔

سلسلۂ قادریہ غوث الثقلین سید ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی (م ۵۶۱ھ) سلسلۂ سہروردیہ امام شیخ الشیوخ ابو حفص شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ) سلسلہ چشتیہ سلطان الہند خواجہ سید معین الدین سنجری اجمیری (م ۶۳۲ھ) اور سلسلہ نقشبندیہ شیخ المشائخ خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند (م ۷۹۱ھ) قدست اسرارہم کے اسماء گرامی سے منسوب ہوا۔ تصوف کے ان چار مؤخر الذکر سلاسل میں سلسلہ طریقت سے قدیم ترین سلسلہ عالیہ قادریہ ہے حضور غوث العالم قدس سرہٗ قدیم ترین سلاسل طریقت میں سے سلسلہ جنیدیہ کے فرد فرید ہیں جو سید الطائفہ طاؤس العلماء حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔ اس سلسلہ کی نمایاں خصوصیت صحو ہے۔ جو ان کے عالی ظرف ہونے کی علامت ہے۔

سلسلہ سہروردیہ جس میں فخر الدین عراقی، مصلح الدین شیرازی، امیر حسینی ہروی اور بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہم نے ممتاز مقام حاصل کیا، نے بھی حضور سید غوث العالم سے اکتساب فیض کیا۔

سلسلہ چشتیہ کے بزرگ خواجہ غریب نواز اجمیری قدس سرہٗ، حضور غوث اعظم کے فیضان سے وافر حصہ لیکر برصغیر تشریف فرما ہوئے اور روحانی خانقاہ کا سلسلہ شروع کیا

سلسلۂ نقشبند کے صوفیہ کرام نے بھی سلسلۂ قادریہ سے اکتساب فیض کیا۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات مجمع برکات قدسی صفات سے اولیاء کاملین متقدمین و متاخرین نے اکتساب فیضان کیا اور اس امر کا اعتراف بھی کیا۔ بے شمار شواہد کتب ارباب طریقت میں موجود ہیں۔ بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ جس کسی کو ظاہری یا باطنی فیض ملا ہے سید غوث اعظم کی وساطت سے ملا ہے، خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو۔ کوئی ولی آپ کی مہر تصدیق کے بغیر منظور و معتبر نہیں ہوسکتا۔ حق تعالیٰ نے آپ کو وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ تمام تصرفات کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں دیدی ہے جسے چاہیں کسی منصب ولایت پر مقرر فرمادیں اور جسے چاہیں معزول فرمادیں۔

بادشاہی وجہاں را قادری — غیر تو کس را نہ زیبد قادری

اللہ اللہ چہ عظیم و چہ رفیع القدر است — غوث اعظم کہ جہاں بندۂ فرمان وے است

ہر کہ در پیش توائے شاہ جہاں بندہ نہ شد — خسر الدنیا والآخرۃ در شان وے است

زبدۃ الاصفیاء عمدۃ الاتقیاء حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ حضور غوث اعظم کی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

عظمتِ رفیعہ اور مناصبِ عُلیہ کو اپنے ایک مکتوب میں بیان فرماتے ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر اس کا اردو ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔

ترجمہ:۔ وہ راستے جو اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچانے والے ہیں، دو ہیں۔ ایک وہ راہ ہے جو قربِ نبوت سے تعلق رکھتی ہے (علیٰ اربابہا الصلوٰۃ والسلام) اور اصل الاصل تک پہنچانے والی ہے۔ اس راہ سے واصل ہونے والے اصل میں تو انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات ہیں اور ان کے صحابہ اور باقی امتوں میں سے جس کو بھی اس دولت سے نوازیں۔ اگرچہ وہ تھوڑے ہوتے ہیں، بلکہ بہت ہی تھوڑے۔ اور اس راہ میں توسط وحیلولت نہیں۔ جو بھی ان واصلین میں سے فیض حاصل کرتا ہے وہ بغیر کسی وسیلے کے اصل سے حاصل کرتا ہے اور کوئی بھی دوسرے کی راہ میں حائل نہیں ہوتا۔

اور ایک راہ وہ ہے جو قربِ ولایت سے تعلق رکھتی ہے۔ اقطاب، اوتاد، اور بدلاء ونجباء اور عام اولیاء اللہ اسی راہ سے واصل ہیں۔ اور راہ سلوک اسی راہ سے عبارت ہے۔ بلکہ جذبۂ متعارفہ بھی اسی میں داخل ہے اور اسی راہ میں توسط وحیلولت ثابت ہے اور اس راہ کے واصلین کے پیشواؤں، سرداروں اور ان کے بزرگوں کے منبع فیض حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں اور یہ عظیم الشان ان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس راہ میں گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مبارک سر پر ہیں اور حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہم ان مقامات میں ان کے شریک ہیں۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت امیر (علی رضی اللہ عنہ) اپنی جسدی پیدائش سے پہلے بھی اس مقام کے ملجا و ماویٰ تھے جیسا کہ آپ جسدی پیدائش کے بعد ہیں اور جس کو بھی فیض وہدایت اس راہ سے پہنچی، ان کے ذریعہ سے پہنچی۔ کیونکہ وہ اس راہ کے آخری نقطے کے نزدیک ہیں اور اس مقام کا مرکز ان ہی سے تعلق رکھتا ہے اور جب حضرت امیر کا دور ختم ہوا تو یہ عظیم القدر منصب بالترتیب حضرات حسنین کے سپرد ہوا۔ اور ان کے بعد وہی منصب ائمہ اثنا عشر میں سے ہر ایک کو ترتیب وار اور تفصیل سے مقرر ہوا اور ان بزرگوں کے زمانہ میں اور اسی طرح ان کے انتقال کے بعد جس کو بھی فیض و ہدایت ملی ان بزرگوں کے ذریعے اور حیلولت سے ملی۔ اگرچہ وہ اقطاب ونجبائے وقت ہی کیوں نہ ہوں اور سب کے ملجا۔ ماویٰ یہی بزرگ ہیں۔ کیونکہ اطراف کو اپنے مرکز کے ساتھ الحاق کرنا لازمی ہے یعنی اس کے بغیر چارہ نہیں۔ یہاں تک کہ نوبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ تک پہنچی۔ جب اس بزرگوار تک نوبت پہنچی تو منصبِ مذکور آپ کے سپرد ہوا اور ائمہ مذکورین اور حضرت شیخ کے درمیان کوئی بھی اس مرکز پر مشہور نہیں ہوا۔ اس راہ میں فیوض وبرکات کا وصول جس کو بھی ہوا، خواہ وہ اقطاب و نجباء ہوں، آپ کے واسطے ہی سے مفہوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مرکز ان کے علاوہ اور کسی کو میسر نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہے۔ ؎

أَفَلَتْ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا ابدًا علیٰ اُفُقِ العُلیٰ لَا تَغْرُبُ

پہلے لوگوں کے سورج غروب ہوگئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے کناروں پر رہے گا اور وہ کبھی غروب نہ ہوگا۔ شمس سے مراد فیضان ہدایت وارشاد کا آفتاب ہے اور اس کے غروب ہونے کا مطلب فیضان مذکور کا عدم ہے اور

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور جب شیخ کے وجود سے وہ معاملہ، جو پہلے لوگوں سے تعلق رکھتا تھا، مقرر ہوا اور رشد و ہدایت کے وصول کا واسطہ ہوئے جیسا ان سے پہلے بزرگ تھے اور پھر یہ بھی ہے کہ جب تک فیض کے توسط کا معاملہ قائم ہے ان ہی کے وسیلہ سے ہے تو لازماً درست ہوا کہ: اَفَلَتْ شُمُوسُ الاَوَّلِین وَشَمْسُنَا

سوال: یہ حکم مجدّد الف ثانی سے ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ مجدّد الف ثانی کے معنے کے بیان میں جلد ثانی کے ایک مکتوب میں درج ہوا ہے کہ جو کچھ بھی فیض کی قسم سے اس مدت میں امتوں کو پہنچتا ہے وہ اسی سے ہوتا ہے اگرچہ وہ اقطاب واوتاد ہوں یا نجباء و بدلاء وقت۔

جواب: میں کہتا ہوں کہ مجدد الف ثانی اس مقام میں حضرت شیخ کے نائب مناب ہیں اور شیخ کی نیابت ہی سے یہ معاملہ اس سے (مجدّد الف ثانی) وابستہ ہے جیسا کہ کہا ہے۔

نُورُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِنْ نُورِ الشَّمْسِ (چاند کا نور سورج کے نور سے مستفاد ہے)

لہٰذا کوئی استحالہ واشکال نہ رہا۔ [۱]

مذکورہ حقیقت کو ذرا اختصار کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اپنے رسالہ مکاشفات غیبیہ میں بھی بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"باید دانست کہ واصلان ذات ازیں بزرگواراں کہ بہ افراد ملقب اند نیز اقل قلیل اند واکابر صحابہ وائمہ اثنا عشر از اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بایں دولت فائض اند واز اکابر اولیاء اللہ قطب غوث الثقلین قطب ربانی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی است قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس بایں دولت ممتاز اند ودریں مقام شانِ خاص دارند کہ اولیائے دیگر ازاں خصوصیت قلیل النصیب اند ہمیں امتیاز فضلے باعث علو شان ایشاں شدہ است۔ فرمودہ اند قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ۔ اگرچہ دیگراں را ہم فضائل وکمالات بسیار است۔ اما قرب ایشاں بآں خصوصیت از ہمہ زیادہ تر است در عروج وبآں کیفیت کسے برایشاں نمی رسد۔ باصحاب وائمہ اثنا عشر دریں باب شارک اند۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ [۲]

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی اپنے روحانی مدارج اور مراتب عالیہ اور ان کی کیفیت حصول کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

واز آنجا بمقامات اصل ترقی ارزانی فرمودہ باصل الاصول رسانید دریں عروج آخر کہ عروج درمقامات اصل ست مدداز روحانیت حضرت غوث اعظم محی الدین شیخ عبدالقادر قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس دبقوت تصرف ازآں مقامات گزار نیدہ باصل الاصول گردانیدند۔ [۳]

---

[۱] مکاشفات غیبیہ طبع کراچی ص ۳۰ بحوالہ افضلیت غوث اعظم از قلم حکیم محمد موسیٰ امرتسری بانی مرکزی مجلس رضا، لاہور۔

[۲] رسالہ مبدا و معاد طبع (۱۳۷۶ھ) لاہور۔ ص ۵

[۳] مکتوبات امام ربانی مترجمہ مولانا سعید احمد نقشبندی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

یاد رہے کہ اصل الاصل روحانیت کی دنیا میں وہ مقام ہے جو حضرت مجدّد الف ثانی کی تصریح کے مطابق اقل قلیل حضرات کو نصیب ہوتا ہے۔ اور یہ مقام قریب نبوت کی ہدیٰ سے حاصل ہوتا ہے۔

حضور غوث الثقلین قدس سرّہٗ کے ارشاد:- قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کی تشریح و تائید میں اکثر اولیاء کاملین نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ وہ حضرات جن کی افضلیت منصوص ہے یعنی حضرات صحابہ اور اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے سوا سب زمانوں کے اولیاء کرام معاصرین اولین و آخرین سب کے سب آپ کے فیض یافتہ ہیں اور سب ہی آپ کے تابع ہیں۔ مگر بعض حضرات نے اس سے اختلاف کرتے ہو آپ کی افضلیت صرف آپ کے زمانہ کے اولیاء پر مانی ہے اور بعض حضرات نے معاصرین اور آخرین پر آپ کا تفوّق تسلیم کیا ہے مگر اولین پر نہیں۔

رسالہ رموز خمریہ یعنی شرح قصیدہ غوثیہ تالیف حضرت عارف کامل کلانوری رحمۃ اللہ علیہ کے شروع میں بطور پیش لفظ ناشر نے حضرت شاہ حبیب اللہ چشتی کے حوالہ سے حضور غوث اعظم کے کلام الہامی قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی۔ رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کی بابت لکھا ہے:

حضرت شاہ حبیب اللہ چشتی کہ حال کمالات شاں از کتاب ماثر الکرام وغیرہ ظاہر است در مناقب الاولیاء فرمودہ

سوال: از کلام الہامی قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ مراد اولیاء ہمہ عصر اند یا اولیاء ہم عصر؟

جواب: مشہور آن است کہ مراد اولیاء ہم عصر اند۔ امّا شیخ احمد صاحب نقشبندی گفتہ کہ ایں حکم مخصوص بہ اولیاء آں وقت است، اولیاءِ ماتقدم وما تاخر ازیں حکم خارج اند چنانچہ از کلام جناب شیخ حماد معلوم می شود کہ قدم او در وقتِ او بر گردن ہمہ اولیاء خواہد بود و ہم چناں از کلام غوثے کہ در بغداد بود و ایں فقیر (شاہ حبیب اللہ چشتی) می گوید ہر گاہ کہ غوث اعظم از حق سبحانہٗ بہ تکلم ایں کلام مامور گشت و تکلم نمود از اں وقت ہر کہ داخل ولایت است مندرج است تحت ایں کلام، چنانچہ عموم و کلیت آں کلام منادی است و از اں ہنگامی کہ امر الٰہی بر لفظ کلی صادر گشتہ دریں حکمے ناسخ آں بظہور نہ پیوستہ ہمیشہ وقتِ اوست تا کہ ولایت باقی است۔ چنانچہ بحیرا راہب وغیرہ از علو شاں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم خبر دادہ کہ در وقت او کفر ذلیل گردد و ادیان دیگر نسخ پذیرد، مراد از اں یک وقت مخصوص نیست بلکہ از وقت نزول امر الٰہی تا قیامت وقت اوست و بالفرض اگر اولیاء آں عصر مراد داشتہ شود یقینی است کہ اولیاء آں عصر پیران اولیاء ما تاخر شدند ہر گاہ پیراں منقاد شدند و گردن نہادند بطریق اولیٰ و کلام شیخ حماد وغیرہ با وجود آنکہ دلالت بر نفی ماتقدم وما تاخر نمی کند ناسخ کلام الٰہی نمی تواند بود۔" [کله]

حضرت شیخ آدم بنوری (م ۱۰۵۳ھ) قدس سرّہٗ نے خلاصۃ المعارف و نکات الاسرار میں وہی کچھ فرمایا ہے جو ان کے شیخ و مرشد ارشد امام ربانی قدس سرہ السامی نے بیان فرمایا ہے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فاضل اجل حضرت شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۹۵ھ) نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

[کله] رموز خمریہ شرح قصیدہ غوثیہ طبع صبح صادق سیتاپور (۱۳۰۶ م) بحوالہ افضلیت غوث اعظم از حکیم محمد موسےٰ امرتسری

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

"پس ثابت شد حکم کشفاً قطعاً بر ثبوت قدم مبارک بر فوق رقاب جمیع اولیائے کرام اولین و آخرین قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم واز جمیع ماذکر دانستہ باشی۔" [۱۵]

سرخیل سلسلہ نقشبندیہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ السامی (م ۸۹۸ھ) نے اس سلسلہ میں متعدد بزرگوں کے کشف نقل فرمائے ہیں۔ ان میں ایک بزرگ کی کشفی شہادت ملاحظہ ہو۔

"شیخ ابو سعید قیلوی گفتہ کہ چوں شیخ عبدالقادر گفت قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ بر دل وے تجلی کرد ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر دست طائفہ از ملائکہ مقربین بحضر اولیا ر متقدمین و متاخرین کہ آنجا حاضر بودند، احیاء باجساد خود و اموات بارواح خود خلعتے در وے پوشانیدند و ملائکہ و رجالِ غیب مجلس وے را در میان گرفتہ بودند وصفہا در ہوا ایستادہ بودند، بر روے زمین ہیچ ولی نماند مگر کہ گردنِ خود را پست کرد وبعضے گفتہ اند کہ یک کس از عجم تواضع نکرد و حال وے از وے متواری شد۔" [۱۶]

اسی حقیقت کو حضرت شاہ ابو المعالی قادری قدس سرہ نے اپنی فارسی کتاب تحفہ قادریہ میں بیان کیا ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ مولانا محمد باقر نقشبندی مجددی ٹیڈر یالوی ثم لاہوری نے سیرت الغوث کے نام کیا ہے۔ [۱۷]

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نقشبندی (م ۱۱۷۶ھ) سلسلہ قادریہ اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو اپنے مخصوص انداز میں بیان کرتے ہیں۔

"در اولیاء امت واصحاب طرق اقوی کسیکہ بعد تمام راہ جذب باکو وجوہ باصل ایں نسبت میل کردہ است و در انجا بوجہ اتم قدم زدہ است حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی اند ولہٰذا گفتہ اند کہ ایشان در قبر خود مثل احیاء تصرف می کنند۔" [۱۸]

اولیاء امت اور ارباب سلاسل میں سے راہ جذب کی تکمیل کے بعد جو اس نسبت (اویسیہ) کی طرف سب سے زیادہ مائل اور اس مرتبہ پر بدرجہ اتم فائز ہوئے ہیں وہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی ہیں۔ اس لئے (مشائخ) نے کہا ہے کہ وہ اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔

نیز شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ تفہیمات میں لکھتے ہیں۔

"لقد فہم للطریقۃ قادریۃ والنقشبندیۃ والجشتیۃ خاصیۃ علی حدتہا فالقادریۃ قریبۃ من الاویسیۃ والروحانیۃ وان کان التعلیم من الشیخ ظاہر ولہا قدم فی الارتباط بالشیوخ وتوجہ المشائخ الی الطالب لیست لغیرہا وذالک ظاہر لان الشیخ عبد القادر لہ شعبۃ من السریان فی العالم وذالک انہ لمامات صار بہیئۃ الملا الاعلیٰ والطبع

---

[۱۷] سیرت الغوث، طبع نول کشور لاہور (۱۳۲۳ھ)۔ ص ۵۳

[۱۸] ہمعات (فارسی) از شاہ ولی اللہ، ص ۶۱ بحوالہ افضلیت غوث اعظم از حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

فیہ الوجود الساری فی العالم کلہ فحصل من ھٰذا الوجہ روح فی طریقۃ"۔[۱۹]

سلسلہ قادریہ نقشبندیہ اور چشتیہ کی الگ الگ خاصیت سمجھی گئی ہے۔ سلسلہ قادریہ میں اگرچہ تعلیم بظاہر شیخ ہی سے ہوتی ہے۔ تاہم یہ سلسلہ، طریقۂ اویسیہ روحانیہ کا مظہر ہے۔ اس سلسلہ میں مشائخ کے ساتھ تعلق اور مشائخ کی توجہ طالب کی طرف اس قدر ہوتی ہے کہ دوسرے سلاسل میں نہیں پائی جاتی۔ اور یہ امر ظاہر و عیاں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو عالم میں اثر و نفوذ کا ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اس لئے کہ انھیں وصال کے بعد ملأ اعلیٰ کی ہیئت حاصل ہوگئی ہے۔ اور ان میں وہ وجود منعکس ہوگیا ہے جو تمام عالم میں جاری و ساری ہے۔ لہٰذا ان کے طریقے (سلسلہ قادریہ) میں ایک خاص روح اور زندگی پیدا ہوگئی ہے۔

شاہ فقیر اللہ علوی نقشبندی شکارپوری سلسلہ قادریہ اور قادریوں کے بارے میں نہایت مفید ہدایت لکھ گئے ہیں فرماتے ہیں:

"فضل طریقہ قادریہ بر جمیع طرق و فضل تابعان او بر تابعان جمیع طرق، چہ فضل متبوع است وقد قال اللہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس وازیں جا ظاہر گردید کہ مرید طریقہ علیہ قادریہ را با وجود مرشد قادری نشاید کہ ارادہ استفادہ از طرق دیگر کند چہ اصحاب طرق دیگر بتوسط جناب ایشاں فتح باب می یابند اگرچہ اقطاب وقت و نجبار ساعت باشند پس اصحاب طرق دیگر اگر استفادہ از طریقہ علیہ قادریہ نمایند در حق ایشاں سبب مزید فیض خواہد بود۔"[۲۰]

خلاصہ یہ کہ سلسلہ قادریہ کو سب سلسلوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اور اس سلسلے کے مریدین دیگر سلاسل کے مریدین پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ تابع کی فضیلت متبوع کے سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (تم بہتر ہو ان سب امتوں میں سے جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں) سلسلہ قادریہ کے مرید کے لئے نامناسب ہے کہ وہ کسی اور سلسلہ کے پیر سے روحانی استفادہ کرے۔ اس لئے کہ تمام سلاسل کے مشائخ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ اور اوّل و آخر ان ہی کے طفیل ان پر در معرفت وا ہوتا ہے۔ اگر وہ اقطاب و نجبأ وقت ہوں۔ ہاں دیگر سلاسل کے مریدین کا سلسلہ قادریہ کے مشائخ سے استفادہ ان کے لئے فیض کی زیادتی کا موجب ہوتا ہے۔

حضرت شاہ ابو المعالی قادری قدس سرہ تحفہ قادریہ میں اسی حقیقت کو اپنے انداز میں بیان کرتے ہیں۔

(اردو ترجمہ): شیخ ابو البرکات موصلی سے منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ جو کوئی مشائخ کرام کے مریدوں سے مجھ سے خرقہ لینے کی آرزو کرے تو اس کو پہنادوں مگر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کو نہیں پہنا سکتا۔ کیونکہ وہ رحمت بے نہایت اور عنایت بے غایت کے دریا میں غرق ہیں۔ ان کو کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ وہ کیوں کسی کی طرف التفات کریں۔ کیونکہ کوئی سمندر کو چھوڑ کر حوض کی طرف نہیں آتا۔ مصرع

ہر کہ در جنّت عدن است گلستاں چہ کند [۲۱]

---

[۱۹] تفہیمات الٰہیہ بحوالہ افضلیت غوث اعظم از حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور

[۲۰] مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی نقشبندی ص ۲۱۱/ بحوالہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور

[۲۱] سیرت الغوث، از مولانا محمد باقر نقشبندی مجددی، لاہوری، طبع بار اوّل (۱۳۲۳ھ) ص ۳۵

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نائب غوث الوریٰ امام احمد رضا قادری بریلوی (م ۱۳۴۰ھ) نے مخدوم ومطاع عالم حضور غوث اعظم قدس سرہ کے منصب رفیع کو اپنی متعدد تصانیف میں بڑی شرح وبسط سے بیان کیا ہے۔ نظم کی صورت میں آپ کے چند کلمات پڑھیے اور عظمت قادریت کے جلوے ملاحظہ کیجیے ؎

تنزیل مکمل ست عبدالقادر　　تکمیل منزل ست عبدالقادر
کس نیست جز او در دو کنا رایں سیر　　خود ختم وخود اولست عبدالقادر

نامد ز سلف عدیل عبدالقادر　　ناید بخلف بدیل عبدالقادر
مثلش گراز اہل قرب جوئی گوئی　　عبدالقادر مثیل عبدالقادر

صدیق صفت حلیم عبدالقادر　　فاروق نمط حکیم عبدالقادر
مانند غنی کریم عبدالقادر　　در رنگ علی علیم عبدالقادر

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے　　افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا
مرغ سب بولتے ہیں اور بول کے چپ رہتے ہیں　　ہاں اصیل ایک نوا سنج رہے گا تیرا

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے　　سب ادب رکھتے ہیں دل میں ہمیشہ آقا تیرا
بقسم کہتے ہیں شاہان حریفین و حریم　　کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

بخارا و عراق و چشت و اجمیر　　تیری لو شمع ہر محفل ہے یا غوث

تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب　　قلمرو میں حرم تا حل ہے یا غوث

ملک کے کچھ بشر کے کچھ جن کے ہیں پیر　　تو شیخ عالی و سافل ہے یا غوث

تیری عزت، تیری رفعت، تیرا فضل　　بفضلہٖ افضل و فاضل ہے یا غوث

صحابیت ہوئی پھر تابعیت　　بس آگے قادری منزل ہے یا غوث

ہزاروں تابعی سے تو فزوں ہاں　　وہ طبقہ مجملاً فاضل ہے یا غوث

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

یہ چشتی، سہروردی، نقشبندی — ہر اک تیری طرف آئل ہے یا غوث
انھیں تو قادری بیعت ہے تجدید — وہاں خاطی جو مستبدل ہے یا غوث

مشائخ میں کسی کو تجھ پہ تفضیل — بحکم اولیاء باطل ہے یا غوث

مزرعِ چشت و بخارا و عراق و اجمیر — کونسی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا
حکم نافذ ہے تیرا خامہ تیرا سیف تیری — دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا

تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی — قطب خود کون ہے خادم تیرا چیلا تیرا
سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف — کعبہ کرتا ہے طواف درِ والا تیرا

صف ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی تیری — شاخیں جھک جھک کے بجالاتی ہیں مجرا تیرا
کس گلستاں کو نہیں فصل بہاری سے نیاز — کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

نہیں کس چاند کی منزل میں تیرا جلوہ نور — نہیں کس آئینہ کے گھر میں اوجالا تیرا

محبِ سنّت جناب حاجی اسمٰعیل میاں صدّیقی واڑی نے جنوبی افریقہ کے مقام بھوٹا بھوٹی برٹش باسوٹولینڈ سے متعدد بار دارالافتاء بریلی میں سوالات روانہ کئے۔ جن کے جوابات امام احمد رضا قادری قدس سرہ نے لکھ کر روانہ کئے۔ ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا قادری قدس سرہ لکھتے ہیں:۔

"حضور پر نور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ حضور اقدس وانور سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وارث کامل ونائب تام وآئینہ ذات ہیں کہ حضور پر نور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم مع اپنی جمیع صفات جمال وکمال وافضال کے ان میں متجلی ہیں۔ جس طرح ذات عزت احدیت مع جملہ صفات ونعوت جلالات آئینہ محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم میں تجلی فرما ہے۔" [۲۲]

طلب وسیلہ سنت جمیلہ ہے۔ اس بارے میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"جناب مرزا مظہر جانجاناں صاحب (کہ وہابیہ کے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے نسبتاً وعلماً دادا طریقہ پر دادا شاہ ولی اللہ صاحب ان کو قیم طریقۂ احمدو داعی سنت نبویہ لکھتے ہیں اور کہتے ہیں ہند وعرب وولایت میں ایسا متبع کتاب وسنّت نہیں بلکہ سلف میں بھی کم ہوئے) اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں: التفات

---

[۲۲] السنیۃ الانیقۃ فی فتاوی افریقہ، مطبوعہ کانپور، ص ۱۰۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

غوث الثقلین بحال متوسلان طریقہ علیہ ایشان بسیار معلوم شد با ہیچ کس از اہل ایں طریقہ ملاقات نشد کہ توجہ مبارک آنحضرت بحالش مبذول نیست۔"[۲۳]

قصیدہ غوثیہ کی فصاحت و بلاغت بیان کرتے ہوئے امام احمد رضا قدس سرہ نے غوث اعظم کے مدارج علیہ کا ذکر یوں فرمایا :

"بالجملہ ہمارے حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام الفریقین و نظام الطریقین و سرور اصحاب صحو و تمکین و وارث اکمل حضور سید المرسلین ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین و بارک وسلم ولہذا رب عزّ وجل نے حضور کو شطحیات سکر سے محفوظ رکھا اور حضور کے اقوال و افعال و احوال و اعمال سب کو احیائے ملت و اقتضائے سنت کا مرتبہ بخشا۔ نہیں کہتے جب تک کہلوائے نہ جائیں اور نہیں کرتے جب تک اذن نہ پائیں رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ وحشرنا فی زمرۃ من تبعہ وولاہ آمین ۔ بایں ہمہ وہ تجلیات عظیمہ و واردات جسیمہ جن کا عشر عشیر اور وں کو بے خود و آشفتہ و از خود رفتہ کر دے، جب بحمد للہ یہاں کمال تمکین و غایت وقار و تسکین کے سوا کچھ اثر نہیں ڈالتیں۔"[۲۴]

امام الفریقین، موضح الطریقین، معلم الطرفین، غوث الثقلین کریم الجدین حسنی حسینی سید ہیں والد ماجد کی طرف سے شجرہ نسب یوں ہے :

"سید محی الدین عبد القادر بن سید موسیٰ جنگی دوست بن سید عبد اللہ بن سید یحییٰ بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبد اللہ بن سید موسیٰ جون سید عبد اللہ محض بن سید امام حسن مثنیٰ ابن سید امام حسن بن سیدنا علی ابن ابی طالب

والدہ ماجدہ کی جہت سے شجرہ نسب یوں ہے :

سید محی الدین عبد القادر بن امۃ الجبار ام الخیر فاطمہ بنت سید ابو عبد اللہ صومعی بن سید ابو جمال الدین محمد بن سید محمود بن سید ابو العطا بن سید کمال الدین عیسیٰ ابن سید ابو علاء الدین محمد جواد بن سید علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن سید امام جعفر صادق بن سید امام محمد باقر بن سید امام زین العابدین بن سید الشہدا ابو عبد اللہ امام حسین بن سیدنا علی بن ابی طالب[۲۵]

صحاح ستہ کی مشہور کتاب ابن ماجہ میں ایک حدیث کی سند یوں ہے :

حدثنا سہل بن ابی سہل و محمد بن اسمٰعیل قالا ثنا عبد السلام بن صالح ابو الصلت الہروی ثنا علی بن موسیٰ الرضیٰ عن ابیہ عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی بن الحسین عن ابیہ عن علی ابن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ

حدیث بیان کرنے کے بعد حدیث کا ایک راوی اس حدیث کی سند کی ایک خوبی بیان کرتا ہے :

قال ابو الصلت لو قرئ ھذا الاسناد علی مجنون لبرأ

---

[۲۳] السنیۃ الانیقۃ فی فتاوی افریقہ، مطبوعہ کانپور، ص ۱۲۲

[۲۴] الزمزمۃ القمریہ فی الذب عن الخمریہ، مصنفہ امام احمد رضا مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور، ص ۳۰

[۲۵] محبوب الاتقیا فی ذکر سلطان الاولیاء، اردو ترجمہ نزہۃ الخاطر الفاطر، مصنفہ ملا علی قاری، طبع لاہور۔ ص ۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ابوالصلت نے بیان کیا کہ اگر اس سند کو مجنون پر پڑھ کر دم کیا جائے تو یقیناً اسے شفا مل جائے۔ حسن کا اتفاق، کہ یہ سند حضرت حضور غوث اعظم کا شجرہ نسب ہے۔ گویا یہ شجرہ طیبہ مریضوں کی شفا کا پیام ہے۔ اس شجرۂ نسب کو سلسلۃ الذہب کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔

جس طرح حضور غوث الوریٰ کے آبا و اجداد کا ایک ایک فرد شریعت و طریقت کا جامع اور عرفان الٰہیہ اور اسرار کونیہ میں یکتا تھا۔ اسی طرح آپ کی اولاد امجاد کا ایک ایک فرد شریعت و طریقت کا جامع اور عرفان الٰہیہ اور اسرار کونیہ میں مقتدائے زمانہ ہے۔ آپ کی اولاد و امجاد، پوتوں نواسوں نے فقہ، حدیث، تفسیر اور دیگر علوم دینیہ آپ سے حاصل کیا۔ یہ حضرات بزم علوم کے چراغ بنے، زینت افتاء اور محفل وعظ کی رونق ان سے قائم رہی۔ اسی طرح بزم عرفان میں قدوۃ الاصفیاء الکاملین تھے۔ عرفاء نے ان سے اکتساب فیض کیا۔ خود غوث الوریٰ نے حدیث، فقہ، تفسیر اور دیگر علوم کے حصول میں اپنی عمر عزیز کا ایک وافر حصہ صرف فرمایا۔ خود ارشاد فرماتے ہیں:

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا
وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَوْلَی الْمَوَالِی

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری قدس سرہ فرماتے ہیں:

"۵۲۸ھ سے ۵۶۱ھ تک تینتیس برس مسند تدریس اور افتا کو زینت بخشی۔ تیرہ علوم میں کلام کرتے تھے اور اپنے مدرسہ میں تفسیر و حدیث و مذہب و خلاف و اصول و نحو پڑھایا کرتے تھے اور نماز ظہر کے بعد خود قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ عراق اور اطراف سے فتاویٰ آپ کی خدمت میں آتے اور آپ پڑھتے ہی ان کا جواب لکھ دیتے۔ درستی اور سرعت جواب کو دیکھ کر علماء حیران ہوتے۔ امام شافعی اور امام حنبل کے مسلک پر فتویٰ دیتے۔"[۲۷]

بلکہ ملا علی قاری مکی قدس سرہ نے اپنے رسالہ نزہۃ الخاطر الفاطر میں لکھا ہے کہ آپ اصل میں حنبلی المذہب تھے۔ لیکن اپنے زمانہ میں چاروں مذہبوں میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔[۲۸]

علماء کا ایک عظیم گروہ آپ سے شرف تلمذ رکھتا ہے۔ ملا علی قاری نے مزید لکھا ہے کہ آپ کے زمانے میں کوئی شخص بھی علو نسب اور شرف عبادت و علم میں آپ کا ہم سر نہ تھا۔[۲۹]

آپ کی بہت سی مصنفات آپ کے وفور علم و عرفان پر شاہد ہیں۔ آپ کی مجلس وعظ میں سینکڑوں علما قلم دوات لیکر حاضر رہتے تاکہ آپ کے ارشادات و افادات کو قلم بند کرلیں۔

ربیع الآخر ۵۶۱ھ میں حضور غوث اعظم قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ کی اولاد امجاد آپ کی مسند رشد و ہدایت کی وارث بنی بغداد، عراق اور عالم اسلام میں ان کی برکت سے شریعت و طریقت کے گلستان میں بہار رہی تاآنکہ ۶۵۶ھ میں تاتاریوں نے بغداد پر

---

[۲۷] تکبیر الغوث۔ ص ۸۵/۸۶

[۲۸] محبوب الاتقیاء فی ذکر سلطان الاولیاء، اردو ترجمہ نزہۃ الخاطر الفاطر، طبع لاہور (۱۹۳۱ء) بار دوم ص ۳

[۲۹] ایضاً۔ ص ۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

حملہ کیا: تاتار کا یہ حملہ عالم اسلام پر ایک ایسی بلا تھی جس سے بڑی مصیبت اسلام پر کبھی نہ آئی۔ علامہ سیوطی نے اس بارے میں اپنے تاثرات یوں بیان کئے ہیں:

وكانت بلية لم يصب الاسلام بمثلها [۳۰]

تاتار نے اسلام اور عالم اسلام کی غارت میں جو کچھ کیا اس کو علامہ مذکور نے بڑے موثر مگر مختصر انداز میں بیان کیا ہے:

قال الموفق عبد اللطيف فی خبر التتار وهو حديث ياكل الاحاديث وخبر يطوى الاخبار وتاريخ ينسى التواريخ ونازلة تصغر كل نازلة و فادحة تطبق الارض وتملؤها بين الطول والارض [۳۱]

موفق عبد اللطیف نے خبر تاتار کے بارے میں بیان کیا کہ یہ ایک گفتگو ہے جس نے ہر قسم کی گفتگو کو مات کر دیا۔ یہ ایک ایسی خبر ہے جس نے ہر خبر کی بساط لپیٹ دی۔ یہ ایک ایسی تاریخ ہے جس نے ہر تاریخ کو فراموش کر دیا۔ یہ ہر مصیبت سے بڑی مصیبت ہے۔ یہ ایک ایسی وبا ہے جس نے روئے زمین کو فساد سے بھر دیا۔

تاتاریوں کی سفاکی اور اسلام دشمنی کے باعث ایران، عراق، عالم اسلام بالخصوص عروس البلاد بغداد جو مسلمانوں کے جاہ و جلال اور علم و عرفان کا کعبہ تھا۔ کی بربادی تاریخ عالم اسلام کا سب سے بڑا سانحہ ہے اس سانحہ کا المناک پہلو یہ بھی ہے کہ ہلاکو خاں کو سلطنت عباسیہ پر حملہ کی دعوت محقق طوسی نے دی جو شیعہ عالم تھا۔ اور عباسی خلیفہ کا معتمد وزیر ــــ چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین میں اس حادثہ فاجعہ کو محقق طوسی کے مفاخر میں شمار کیا ہے۔

محقق طوسی کی دعوت پر بغداد کے حملہ کا نتیجہ علامہ سیوطی نے لکھا ہے۔ حملہ کے بعد ہلاکو خاں نے خلیفہ، امرا وزراء، علماء، صوفیہ کو ایک سازش کر کے جمع کیا۔ پھر ہر ایک کو نہایت بے باکی سے ظلماً شہید کیا۔

فاستدعى الفقهاء والاماثل ليحضروا العقد فخرجوا من بغداد فضربت اعناقهم وصار كذلك يخرج طائفة بعد طائفة فتضرب اعناقهم حتى قتل جميع من هناك من العلماء والامراء والحجاب والكبار ثم مد الجسر وبذل السيف فی بغداد واستمر القتل فيها نحو اربعين يوما فبلغ القتلى اكثر من الف الف نسمة ولم يسلم الامن اختفى فی بئر او قناة [۳۲]

اس نے فقہاء اور علماء کو دعوت دی کہ وہ عقد (نکاح) کی محفل میں شامل ہوں۔ یہ حضرات بغداد سے (باہر محفل نکاح تک) باہر نکلے تب ان سب کی گردنیں اڑا دی گئیں۔ اسی طرح ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ آتا

---

[۳۰] تاریخ الخلفاء، تالیف علامہ سیوطی، طبع مجتبائی دلی۔ (۱۹۱۰ء)

[۳۱] ایضاً ص ۳۴۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہر ایک کو قتل کیا گیا۔ جہاں بغداد جیسی قدر علما، امراء، دربان اور بڑے لوگ تھے سب قتل ہو گئے تقریباً چالیس دن تک قتل وغارت جاری رہی۔ اس طرح دس لاکھ سے زیادہ جانیں ضائع گئیں۔ صرف وہی بچا جو کنوئیں یا پردہ میں چھپا رہا۔ خلیفہ کو پامال کر کے قتل کیا گیا۔

لاکھوں فضلاء، فقہا، صوفیہ کی طرح جا تو ادہ حضور غوث اعظم، سلسلۂ عالیہ، قادریہ کے عظیم مشائخ فقہیہ ومحدث سیدا لبومحاسن فضل اللہ بن سید تاج الدین عبد الرزاق بن سید محی الدین عبد القادر، سید ابونصر محمد بن سید عماد الدین ابو صالح نصر (قاضی القضاۃ) بن سید تاج الدین عبد الرزاق قدس اسرارہم بھی تاتاریوں کے ہاتھوں شہید ہوتے۔ ۳۳
یہ حضرات سلسلہ عالیہ قادریہ کے مشائخ عظام میں سے ہیں۔

تاتار کے حملہ سے عالم اسلام شدید مصائب سے دوچار ہو گیا۔ یہاں تک کہ ساڑھے تین برس تک خلافت عباسیہ کا سلسلہ منقطع رہا۔ اس عرصہ میں مسلمان بغیر خلیفہ کے بے یار و مددگار رہے۔

وکان مدۃ انقطاع الخلافۃ ثلث سنین ونصفا ۳۴

سلطنت روحانی کے تاج دار سید محی الدین ابونصر قدس سرہ کی شہادت ۶۵۶ھ کے بعد ان کے اخلاف سیدنا علی اور سیدنا موسیٰ بن سیدنا علی قدس سرہ نے شجرۂ طیبہ کو نہ صرف زندہ رکھا بلکہ سلسلۂ قادریہ کو اپنے جد امجد کی برکت سے عالم اسلام میں فروغ دینے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ اسلام کو جتنا دبانے کی کوشش کی جائے اتنا ہی یہ نکھر کر سامنے آتا ہے۔ بظاہر شاہی ساز و سامان سے عاری ان عظیم مقتدایان ملت اور سراجان طریقت نے دین کی بقا اور استحکام اور علم و عرفان کی تقسیم میں جلیل القدر رہنمایان اسلام سے بڑھ کر کام کیا۔ یہی وہ حضرات قدسی صفات ہیں جو نائبان نبوت اور وارثان ولایت ہیں۔ ان کے دم سے کائنات کی بہار رہی ہے اور رہے گی۔ ان شاء اللہ۔ شکر اللہ سعیہم وکثر فینا امثالہم

مشائخ سلسلۂ قادریہ رضویہ میں سے سیدنا موسیٰ کاظم (م ۵ رجب ۱۸۲ھ) سے لیکر سیدنا سید احمد الجیلانی (م ۱۹ محرم ۸۵۳ھ) تک، ماسوا سید علی رضا کے، حضرات کی زندگیاں بغداد میں گذریں بعد وصال ان کے مزارات بغداد مقدس میں ہیں۔ تصوف نے جب سے باقاعدہ ایک فن کی شکل اختیار کی ہے۔ سلسلۂ قادریہ کے جتنے مشائخ عظام نویں صدی ہجری تک عروس البلاد میں جلوہ افروز رہے، دوسرے سلاسل طریقت میں شاید ہی اس کی مثال مل سکے کہ اتنا طویل عرصہ کسی ایک شہر میں ان کا روحانی دار الخلافہ علی سبیل التواتر رہا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام خصوصاً متوسلین سلسلۂ قادریہ کی نظروں میں بغداد مقدس کی ایک خاص عظمت ہمیشہ سے رہی ہے۔

شیخ بہاء الدین رضی اللہ عنہ (م ۹۲۱ھ) مدفون دولت آباد، ہند کے واسطے سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی

---

۳۲ ایضاً ص ۳۲۸
۳۳ (الف) سیرت الغوث، ص ۹۳ ۱۵ (ب)، محبوب الانقیاء ص ۴ ۷
۳۴ تاریخ الخلفاء ص ۳۳۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اشاعت برصغیر میں ہوئی۔ دہلی، کاکوری، لکھنؤ، کوڑا جہان آباد، کالپی، مارہرہ اور بریلی کے مقامات اس اعتبار سے بابرکت ہیں کہ ان میں مشائخ قادریہ رضویہ نے علم و عرفان کی بارشیں نازل فرمائیں۔ مخلوقِ خدا کو واصل بخدا کیا۔ ان حضرات میں ہر ایک بزرگ خواجہ مقتدائے زمانہ تھا۔ مگر جو عزّت شہرت اور عزت و وجاہت نائب غوث الوریٰ امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ النوری کو عطا ہوئی وہ سب سے منفرد تھی جس طرح دیگر سلاسل کے مریدان باصفا بھی حضور غوث اعظم قدس سرہ سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ کچھ ایسا ہی امام احمد رضا قدس سرہ کے زمانہ میں تمام سلاسل کے مقتدایان عظام اور ان کے مریدان باصفا نائب غوث الوریٰ سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ یہ امر اس حقیقت کا بین ثبوت ہے کہ امام احمد رضا قادری برکاتی اپنے زمانہ میں نائب غوث الوریٰ ہے۔ الحمد للّٰہ علی احسانہ و کرمہ وجودہ و نوالہ

نائب غوث الوریٰ امام احمد رضا ——— کون؟ وہی جسے علمائے عرب و عجم نے بیک زبان شیخ الاسلام والمسلمین حجۃ اللّٰہ علی العالمین، آیت من آیات اللّٰہ، مجدد دین و ملت، فرید دہر، وحید عصر، غوث زمان، قطب دوراں اور اس طرح کے بے شمار مدائح جلیلہ و مناقب جمیلہ کا حامل تسلیم کیا ہے۔ آپ کی علمی و روحانی عظمت دیکھ کر کہنا پڑتا ہے: کم ترک الاول للاخر، پچھلے تو کجا، اگلوں میں سے بھی کم حضرات کو یہ عظمت نصیب ہوئی۔ سلاطین علم و عرفان نے انہیں اپنا تاجدار تسلیم کیا۔

غوث اعظم رضی اللّٰہ عنہ نے دین کو از سر نو رونق عطا فرما کر محی الدین کا لقب پایا۔ آپ کی اولاد امجاد جو سلسلہ شریفہ قادریہ رضویہ کے امین و وارث بنے۔ عالم اسلام کے سب سے بڑے فتنہ، حملۂ تاتاریں بھی عظمت شریعت و طریقت کے محافظ و امین رہے ——— غوث الوریٰ کی برکت سے، امام احمد رضا نے اپنے وقت کے فتنوں میں دین اسلام کی حفاظت فرمائی۔ فتنہ کا قلع قمع کیا۔ دین کو از سر نو رونق بخشی۔

امام احمد رضا قدس سرہ کے دور کا جائزہ لیں۔ برصغیر پر مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ حکومت کا خاتمہ ہوا۔ غاصب انگریز خود دین اسلام کا دشمن تھا۔ اس نے اسلام کے خاتمہ کے لئے دشمنان اسلام کو ساتھ ملا لیا۔ یہاں تک کہ بعض صاحبان جبّہ و دستار مسلم نما مولویوں کو ترغیب سے اپنا ہم نوا بنا لیا۔ اسلامی امتیازات اور روحانی اقدار کو کند چھری سے ذبح کرنے کی ناپاک کوشش تیار ہوئیں۔ عظمت اسلام سے مسلمانوں کو برگشتہ کرنے کی ہر ممکن کوششیں ہوئیں محاربۂ عظیم (۱۸۵۷ء) میں علماء، صوفیہ کی جس کثیر تعداد کو تہ تیغ یا پابند سلاسل کیا گیا۔ وہ کم المیہ نہیں۔ ہزاروں سلاطین علم و عرفان کا کس مپرسی کے عالم میں جاں آفرینی کی، وہ حملۂ تاتار کی یاد تازہ کرنے کے لئے کافی ہے۔

متعدد اعتزالی، انحرافی تحریکوں نے فرقوں کی روپ دھارا اور برسات کے مینڈکوں کی طرح بے گمراہ و بے دین فرقے پھیلے ——— غرض ہر طرف ایک عجیب شور برپا ہے۔ مسلمان سیاسی، اقتصادی، علمی روحانی ——— ہر اعتبار سے روبہ انحطاط تھے۔ ان کربناک، وحشت ناک اور المناک حالات میں مسلمانوں کے لئے روشنی کے عظیم مینار کا نام امام احمد رضا ہے۔ قدس اللّٰہ اسرارنا بسرہ النوری۔

امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ نے خداداد عبقری صلاحیتوں سے ان حالات کا مقابلہ کیا۔ ہر سازش کو نہ صرف بے نقاب کیا بلکہ سازشیوں کا یہاں تک مقابلہ کیا کہ وہ اپنی موت آپ مر گئے۔ یہ تمام سازشیں طشت از بام ہو گئیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

تجدید دین کی ذمہ داری، ظاہر ہے کہ روحانی اقتدار میں رسوخ کے بغیر ادا ہونی محال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عرب و عجم کے اکابر علماء و فضلاء جن کی عظمت خود آسمان عزت کا چراغ ہے، نے آپ کو جن جلیل مدائح سے یاد فرمایا ہے وہ اس امر پر شاہد و عادل ہیں۔ اس مقام پر ان عظیم المرتبت حضرات علماء و فضلاء امت کی چند تحریرات سے صرف ان مدائح کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں آپ کی روحانی عظمت کا تذکرہ ہے۔

فخر الاماثل شیخ الخطباء شیخ احمد ابوالخیر میر داد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے غوث اعظم کے نائب امام احمد رضا کے مناقب میں لکھا، فهو كنز اللا فائق المنتخب من خزائن الذخرة وشمس المعارف المشرقة فى الظهيرة، كشاف مشكلات العلوم فى الظاهر والباطن ......[۳۵]

زین المشائخ علامہ سید مرزوقی ابوحسین مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔ وقد كنت سمعت بجميل ذكره وعظيم قدره وتشرفت بمطالعه بعض مصنفاته التى يضئ الحق بها من نور مشكاته بحر معارف تتدفق منه الساكل كالانهار .... المحافظ بتوفيق الله تعالىٰ على الآداب والسنن والواجبات والفرائض ....[۳۶]

زین العلم والعلماء مولانا علی بن حسین المالکی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل قصیدہ آپ کی تصنیف منیف المعتمد المستند کی شان میں لکھا۔ اس میں آپ کی بابت لکھا۔

محی علوم الدین احمد سیرة   عدل رضا فی کل ما زلت عرت
مولی الفضائل احمد المدعو رضا   خان البریلوی من به الخلق اهتدت[۳۷]

شیخ الدلائل صورۃ السعادۃ مولانا السید محمد سعید المدنی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

فاذا الظلم ليل الشبهة الطلع من سماء علمه بدرا فصارت بذلك محفوظة عن تغير والتبديل[۳۸]

ضیاء الحرمین مولانا محمد بن احمد عمر المدنی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

المرشد المحقق الفهامة صاحب العوارف والمعارف والمنح الالهية اللطائف ......[۳۹]

امام الشافعیہ فخر السادات مولانا حسین بن صالح جمل اللیل نے بغیر سابقہ تعارف کے، امام احمد رضا کی پیشانی کو پکڑ کر فرمایا: انى لاجد نور الله من هذا الجبين —— [۴۰] اور فرمایا تیرا نام ضیاء الدین احمد ہے۔

وحید العصر السید احمد الجزائری بن السید احمد المدنی، مفتی مکیہ، مکہ معظمہ نے لکھا۔

---

[۳۵] حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین، مطبوعہ نوری کتب لاہور، ص ۱۲۶   [۳۶] ایضاً ص ۱۴۵، ۱۴۶
[۳۷] ایضاً ص ۱۶۶   [۳۸] ایضاً ص ۲۴۳ ۲۱۲
[۳۹] ایضاً ص ۲۱۴
[۴۰] تذکرہ علماء ہند، مرتبہ مولانا رحمن علی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

...... فرید الأوان و منبع العرفان وملحظ انظار سید ولد عدنان ...... [۴۱]

استاذ المدرسین سید عمر بن مصطفیٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

..... العالم الفاضل العامل المشهور بمحاسن الاخلاق والقدم الراسخ المعارف ..... [۴۲]

عمدۃ العلماء مصطفیٰ بن التارزی التونسی المالکی مدرس حرم نبوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

...... العارف بربه الدال عليه في كل زمان ومكان الشيخ سيدي احمد رضا خاں .... [۴۳]

قدوۃ الاصفیاء مولانا محمد الحکیم آفندی مدرس مدرسہ سیدی خلیل دمشق الشام رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

...... تشهد لمولفها بطول الباع وسعة الاطلاع ورسوخ القدم في العلوم والمعارف النقلية والعقلية مع غيرة دينية وحمية على الشريعة المحمدية .... [۴۴]

زینت المدرسین حضرت مولانا محمد سعید بن عبدالقادر القادری النقشبندی الاسنا والاول مدرسہ حضرت امام اعظم بغداد نے لکھا۔

..... العاض بالنواجذ على التمسك بالسنة المحمدية نخبة اهل العلم والعرفان مولانا المولوی الشیخ احمد رضا خان ..... [۴۵]

فخر العلماء حضرت مولانا علی بن احمد المصنار مدرس حرم نبوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

...... كيف لا وهي من اغاث الله المسلمين في هذا الزمان .... [۴۶]

کثیر علماء حرمین اور عالم اسلام نے نائب غوث الوریٰ امام احمد رضا خاں قادری کو چودھویں صدی کا مجدد تسلیم کیا ہے۔ برصغیر کے علماء و فضلاء کی کثیر تعداد نے بھی اس امر کی تائید و توثیق فرماتی ہے۔ تجدید دین کا منصب علوم ظاہری میں رسوخ کے ساتھ اعلیٰ روحانی مناسب کا مقتضی ہے۔ بغیر اس کے تجدید دین کا فریضہ سرانجام نہیں پاتا۔ برصغیر اور عالم اسلام کے بے شمار حضرات نے امام احمد رضا قدس سرہ سے استفتا کئے۔ ان میں آپ کے مریدین بھی شامل ہیں اور وہ بھی شامل ہیں جو آپ کے سلسلے میں بیعت کر کے منسلک نہ ہوئے۔ ظاہر ہے کہ مریدین حضرات اپنے اپنے شیخ طریقت کو عمدہ سے عمدہ کلمات سے یاد کرتے ہیں۔ یہاں صرف ان حضرات کے کلمات والقابات کا ذکر دلچسپی کا باعث ہوگا۔ جو آپ کے سلسلہ طریقت میں منسلک نہیں۔

مولوی سید محمد آصف کانپوری نے ۵ رشعبان ۱۳۲۹ھ اور پھر ۴ ر رمضان ۱۳۲۹ھ کو امام احمد رضا سے استفتا کئے آپ کو جن القابات سے یاد کیا ان میں چند ایک یہ ہیں۔

---

[۴۱] امام احمد رضا اور عالم اسلام، مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مطبوعہ کراچی (۱۴۰۳ھ) ص ۹۰

[۴۲] ایضاً ص ۹۸

[۴۳] ایضاً ص ۱۱۵

[۴۴] ایضاً ص ۱۳۲

[۴۵] ایضاً ص ۱۴۷

[۴۶]

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

قبلہ کونین وکعبہ دارین محی الدین الملہ والدین . . . [26]

بلند شہر (بھارت) کے محترم عبدالشکور نے قصبہ کیسر کلاں سے ۵ رشعبان ۱۳۲۶ھ کو ایک استفتار میں آپ کے القاب میں لکھا طریقت شعار حقیقت آثار [27]

مرزا محمد اسمٰعیل بیگ نے ۲۴ رشعبان ۱۳۲۹ھ کو اپنے استفتار میں آپ کو لکھا

سرخیل کملائے دین، جنید عصر، شبلی دہر [28]

مولانا قاضی غلام گیلانی نے شمس آباد ضلع کیمبل پور (پنجاب) سے ۱۸ رجب ۱۳۳۱ھ کو آپ کے بارے میں لکھا۔

حضرت مجدد المائۃ الحاضرہ الفاضل البریلوی غوث الانام مجمع العلم والحلم والاحترام امام العلمار و مقدام الفضلار [29]

اودھے پور، میواڑ، بڑا بازار سے چھیپیا بخشاجی محمود نے ایک استفتار کے سرعنوان آپ کے بارے میں لکھا۔

بعالی خدمت فیض درجت غوث دوراں قطب زماں مجدد ہذا الاوان حضرت مولانا الحاج . . . [30]

بھر چونڈی (سندھ) سے مولانا عبدالقادری نے آپ سے استفتار کرتے ہوئے سرعنوان لکھا

غیاث الاسلام والمسلمین مجدد مائۃ حاضرہ [31]

مولانا سید غلام محمد نے پوربندر، کاٹھیاوار، میٹھی مسجد سے ایک استفتار کے سرعنوان لکھا

امام العلمار المحققین مقدام الفضلار المدققین جامع شریعت وطریقت [32]

علامہ سید شاہ محمد قائم رضوی قتیل داناپوری بہار بھارت نے حضرت امام احمد رضا کے بارے میں لکھا۔

"حضرت امام احمد رضا خاں صاحب قدس اللہ سرہ انوار طریقت سے بھی بھرپور ہیں اور آج تک آپ کا فیض جاری ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ آپ مجمع البحرین ہیں یعنی شریعت وطریقت کے سنگم ہیں۔ آپ کو بیعت میرے جد امجد سید السادات قطب العالم حضرت سید محمد کالپی قدس اللہ سرہ العزیز سے بواسطہ حضرت مارہرہ شریف حاصل تھی۔ آپ کے مریدین و متوسلین کی تعداد اللہ ہی جانے۔ آپ کی تصانیف نظم ونثر سے صاف ہے کہ آپ مقام "فنا فی الرسول" میں ہیں۔ میری کیا بساط کہ مناقب ومحامد لکھ سکوں۔ [33]

بڑودہ، گجرات سے مولانا محمد اسرار الحق دہلوی نے ۷ رجب المرجب ۱۳۱۷ھ ایک استفتار کے سرعنوان امام احمد رضا کو خطاب کیا:

افضل العلمار واکمل الکملار آیۃ من آیات اللہ برکۃ من برکات اللہ مجدد دین نائب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

---

[26] فتاویٰ رضویہ جلد ششم، مطبوعہ مبارک پور۔ ص ۴، ۱۸۰
[27] ایضاً۔ ص ۱۵۹۔
[28] ایضاً ص ۹۲۔ [29] ایضاً۔ ص
[30] فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم، مطبوعہ مبارک پور۔ ص ۱۰۵
[31] فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف آخر مطبوعہ بیسل پور ضلع پیلی بھیت۔ ص ۳۱۵
[32] فتاویٰ رضویہ۔ جلد دوم۔ ص ۲۷ (مطبوعہ ڈجکوٹ روڈ۔ فیصل آباد)
[33] انوار رضا۔ مطبوعہ لاہور (۱۳۹۶ھ)۔ ص ۳۸۹

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت مولانا صاحب بریلوی معظمنا ومکرمنا ادامہ اللہ المنان علی رؤس اہل الایمان من الانس والجان۔ [۳۴]

صدر کراچی کی انجمن جمعیت الاحناف کے مولانا ابوالرجا غلام رسول نے ایک استفتار کے سرعنوان لکھا۔

مظہر اسرار مصطفوی سلطان العلماء . . . . قدوۃ شیوخ الزماں . . . . امام الشریعت والطریقت . . [۳۵]

نائب غوث الوریٰ امام احمد رضا قادری قدس سرہ کی سیرت وسوانح پر اگرچہ آپ کی شایانِ شان کام نہ ہو سکا۔ بہرحال کثیر مقالہ جات اور متعدد تصانیف آپ کی سیرت وسوانح پر شائع ہو چکی ہیں۔ بحمداللہ تعالیٰ آپ کی سیرت وسوانح اور آپ کے کام کے بارے میں بہت سے گوشے منور ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مصنفین ومولفین حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے کام میں برکت دے۔ مگر حیرت ہوتی ہے کہ چودھویں صدی کے مجدد اعظم اور نائب غوث اعظم کی روحانیت اور طریقت وحقیقت میں آپ کے رسوخ پر ابھی بہت ہی کم لکھا گیا ہے۔ جو نہ ہونے کے برابر ہے۔ انتہا یہ ہے کہ علماء وفضلاء کے مقالہ جات کا مجموعہ "انوار رضا" کے نام سے ضخیم شکل میں لاہور سے شائع ہوا۔ اس سے قبل ماہنامہ المیزان بمبئی کا ایک وقیع وضخیم نمبر امام احمد رضا کی سیرت وکردار پر شائع ہو چکا ہے۔ علماء وفضلاء اور طلباء نے اسے قبولیت کے ہاتھوں لیا ہے۔ مگر سات سو سے زائد صفحات پر مشتمل انوار رضا میں صرف چوبیس صفحات امام احمد رضا کی روحانیت اور تصوف کے بارے میں ہیں۔ جو یقیناً انتہائی کم ہیں۔

امام احمد رضا سلسلہ قادریہ کی ایک اہم کڑی ہیں۔ آپ کے خلفاء ومتوسلین نے نہ صرف برصغیر میں بلکہ اقصائے عالم میں علم وعرفان کی دنیا آباد کی۔ مسلم دنیا کی اکثر آبادی میں آپ کے انوار پھیلے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی صاحبِ عرفان آپ کی حقیقی روحانی عظمت کو واضح کرے اور اس سلسلہ میں آپ کے کام کو آگے بڑھائے۔ کرامات کا صدور برحق ہے۔ مگر صرف چند کرامات کا ذکر کرنا ہی کافی نہ ہوگا۔ تصوف کی زبان اور اصطلاح میں آپ کے منصب کو اجاگر کیا جائے۔ تاکہ عامۃ الناس پر بھی واضح ہو کہ اس دور میں غوث اعظم کے نائب اعظم امام احمد رضا قادری بریلوی ہیں۔ قدس اللہ اسرارنا بسرہ النوری۔

زیر نظر کتاب کے مصنف حضرت علامہ شاہ عبدالمجتبیٰ رضوی مدظلہ ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے مشائخ قادریہ رضویہ کے تذکرہ کو مرتب فرما کر ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔

یہ فقیر قادری غفرلہ الہادی اس کتاب کے چند صفحات پڑھ سکا ہے۔ اس دوران جو تاثرات مرتب ہوئے وہ ناظرین کی خدمت میں انتہائی اختصار سے پیش خدمت ہیں۔

تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ میں مشائخ کرام کے حالات، خاندانی کوائف، شجرہ نسب اور شجرہ طریقت کے علاوہ ان حضرات قدسی صفات کی علمی وروحانی مساعی جمیلہ کا تذکرہ بھی ہے۔ تذکرہ کے مطالعہ سے بے شمار علمی وروحانی تالیفات سے آگاہی ہوتی ہے۔

سلاطین علم اور سلاطین زمانہ کا آپس میں گہرا تعلق رہا ہے۔ اس تذکرہ سے عیاں ہوگا کہ سلاطین زمانہ اور عامۃ الناس کے اولیائے کاملین کے ساتھ ادب واحترام کے روابط کوئی نئی بات نہیں اور نہ ہی بدعت۔ بلکہ یہ مسلمانوں کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے اور اولیاء کا محبوب ومقبول۔

---

[۳۴] فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اوّل، مطبوعہ بیسل پور، پیلی بھیت۔ ص ۱۶۹

[۳۵] فتاویٰ رضویہ جلد سوم، ص ۴۵،

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

متن تذکرہ اور اس کے جابجا مفید حواشی میں بے شمار ان اولیاء کرام اور علماء عظام کا تذکرہ بھی ملتا ہے جو سلسلہ قادریہ رضویہ سے تعلق نہیں رکھتے۔ یہ امر حضرت مصنف مدظلہ کے وسعت قلب پر دال ہے۔

تذکرہ کے مطالعہ کے بعد یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوجاتی ہے کہ اولیاء کاملین علوم ظاہری کی تعلیم و تدریس میں کس درجہ انہماک سے مصروف ومشغول رہے۔ خانقاہوں کے زینت سجادہ حضرات اپنے وقتوں میں مدارس کے فخر المدرسین بھی تھے۔ عمدۃ المولفین بھی تھے۔ قدوۃ المصنفین بھی اور زبدۃ العارفین بھی۔ لغیر حصول علم ظاہری روحانی مدارج نصیب نہیں ہوتے کہ ع بے علم نتواں خدارا شناخت۔ یہ الگ بات ہے کہ جن محدود دے چند اولیاء نے ظاہری علوم کا اکتساب باقاعدہ نہ فرمایا۔ تاہم جب انھیں ولایت کے مقام پر سرفراز فرمایا گیا تو علوم ظاہری بھی لدنی طور پر عطا ہوگئے۔ اور یہ حضرات ارشاد خداوندی وعلمناہ من لدنا علما کے مظہر بن گئے۔ تذکرہ کے مطالعہ سے یہ تصور باطل مٹ جاتا ہے کہ علماء اور صوفیہ دو الگ اور بے تعلق جماعتیں ہیں۔ علماء ربانیین ہی صوفیہ کاملین ہیں اور صوفیہ علماء ان میں کبھی بعد نہ رہا ہے۔ آپ پڑھیں گے کہ علم جدل، علم مناظرہ کے باقاعدہ مصنف حضرت علامہ مولانا عبد الرشید مصنف مناظرہ رشید یہ ایک بلند مرتبت صوفی اور سلاسل طریقت میں مجاز وماذون تھے۔ بے شمار علماء کو آپ نے خرقہ طریقت بھی عطا فرمایا۔ یہی خلفاء آپ کے تلامذہ بھی تھے۔

آج کے اس مادی دور میں مکاتیب، مدارس، کلیات اور جامعات کی کثرت کے باوجود انسان کا انسان بننا میسر نہیں۔ مدارس کی تعلیمات نے انسان کو درندگی کی سرحدوں کے قریب کردیا ہے۔ ایک مسلمان اپنے بھائی کی عزت وآبرو مال وجان کے درپے ہے۔ محبت وایثار کے الفاظ صرف کتابوں میں ملتے ہیں۔ علمی زندگی میں ان کا سراغ ناپید ہے۔ یہ سب کچھ خانقاہی نظام سے نفرت کے باعث ہے۔ یہ درست سہی کہ خانقاہی نظام میں وہ پہلی سی بات نہ رہی تاہم اس کے آثار تو موجود ہیں۔ اس کی اصلاح ممکن ہے۔ مگر عوام الناس کے لئے تو بہر نوع اس سے اکتساب ضروری ہے۔

خدا کرے یہ تذکرہ اللہ ورسول کے نزدیک مقبول ہو اور عامۃ المسلمین، بالخصوص متوسلین سلسلہ قادریہ رضویہ کے لئے باعث خیر وبرکت ہو۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وابنہ الکریم غوث الثقلین وبارک وسلم۔

فقیر قادری محمد جلال الدین عفی عنہ

کھاریاں ضلع گجرات

۲۲ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ اوّل

صلی اللہ علیہ وسلم

رحمتِ عالم

۲۰ / اپریل ۵۷۱ء ـــــــ ۸ / جون ۶۳۲ء

۱۲ / ربیع الاول ۱۱ھ

یا خدا بہرِ جنابِ مصطفےٰ امداد کن

یا رسول اللہ از بہرِ خدا امداد کن

(اعلیحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰهُمَّ يَا نُوْرُ لَكَ الْحَمْدُ سَرْمَدًا صَلِّ عَلٰى نُوْرِكَ الْمُنِيْرِ وَاٰلِهٖ
اَبَدًا اَبَدًا يَا نُوْرُ وَيَا نُوْرَ النُّوْرِ وَيَا نُوْرًا قَبْلَ كُلِّ نُوْرٍ وَّيَا نُوْرًا بَعْدَ كُلِّ
نُوْرٍ وَّيَا نُوْرُ وَيَا نُوْرًا مَعَ كُلِّ نُوْرٍ وَّيَا نُوْرًا فِيْ كُلِّ نُوْرٍ وَّيَا نُوْرًا
فَوْقَ كُلِّ نُوْرٍ لَكَ النُّوْرُ وَبِكَ النُّوْرُ وَمِنْكَ النُّوْرُ وَاِلَيْكَ
النُّوْرُ وَ اَنْتَ النُّوْرُ وَنُوْرُ النُّوْرِ وَنُوْرٌ عَلٰى كُلِّ نُوْرٍ صَلِّ
عَلٰى نُوْرِكَ الْاَنْوَرِ وَاٰلِهِ السُّرُجِ الْغُرَرِ وَصَحْبِهِ الْمَصَابِيْحِ
الزُّهَرِ صَلَاةً تَجْعَلُ لَنَا بِهَا فِيْ قُلُوْبِنَا نُوْرًا وَّفِيْ صُدُوْرِنَا
نُوْرًا وَّفِيْ عُيُوْنِنَا نُوْرًا وَّفِيْ وُجُوْهِنَا نُوْرًا وَّفِيْ قُبُوْرِنَا نُوْرًا
اٰمِيْنَ يَا نُوْرَ الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ٥

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغِ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

بارہویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا اک اک ستارا نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

شمع دل، مشکوٰۃ تن، سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا

مَیل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پتلا نور کا
ہے گلے میں آج تک کورا ہی کرتا نور کا

ناریوں کا دَور تھا دِل جَل رہا تھا نور کا
تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

انبیاء اجزاء ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقہ سے ہے ان پر نام سچا نور کا

چاند جھک جاتا جدھر اُنگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

کٓ گیسو ہٰ دہن یٰ ابرو آنکھیں عٓ صٓ
کٓھٰیٰعٓصٓ ان کا ہے چہرہ نور کا

اے رضا یہ احمد نوری کا فیضِ نور ہے
ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاٰلِهِ الْكِرَامِ اَجْمَعِيْنَ.

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجے خدا کے واسطے

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اسم مبارک

اسمائے مبارکہ آپ کے بہت ہیں آسمان پر **احمد و محمود** ہے اور زمین پر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) توریت میں **احمد و ضحوک و قتال** ہے اور **انجیل** میں **حامد** ہے نیز بعض صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار نام ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کی تعداد بھی ایک ہزار ہے[1]

کنیت

آپ کی مشہور کنیت ابو القاسم ہے نیز ابو ابراہیم بھی آپ کی کنیت ہے۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو ان لفظوں سے یاد فرمایا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا اِبْرَاھِیْمَ۔ یعنی اے ابراہیم کے والد آپ پر سلام ہو[2]

نسب شریف

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نسب شریف والد ماجد کی طرف سے اس طرح ہے:
حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبد المطلب[2] بن ہاشم[4] بن عبد مناف[5] بن قصی[6] بن کلاب[7] بن مرہ[8] بن کعب[9] بن لوئی[10] بن غالب[11] بن فہر[12] بن مالک[13] بن نضر[14] بن کنانہ[15] بن خزیمہ[16] بن مدرکہ[17] بن الیاس[18] بن مضر[19] بن نزار[20] بن معد[21] بن عدنان[22][3] اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حضور کا شجرۂ نسب یہ ہے:
حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بن آمنہ[2] بنت وہب[3] بن عبد مناف[4] بن زہرہ[5] بن کلاب[6] بن مرہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا نسب نامہ **کلاب بن مرہ** پر مل جاتا ہے اور آگے چل کر دونوں سلسلے ایک ہو جاتے ہیں **عدنان** تک آپ کا سلسلۂ نسب صحیح سندوں کے ساتھ باتفاق رائے مورخین ثابت ہے اور تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ **عدنان** حضرت **اسمٰعیل** علیہ السلام کی اولاد پاک میں سے ہیں۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند ارجمند ہیں[4]

نورِ مصطفیٰ کی پیدائش

نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے اللہ وحدہٗ لاشریک کی ذات پاک ایک پوشیدہ خزانہ تھی جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اپنی الوہیت کو ظاہر کرے تو سارے جہان سے پہلے مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور پاک کو پیدا فرمایا اور آپ کے نور پاک سے لوح و قلم عرش و کرسی چاند و سورج بہشت اور جو کچھ اس میں ہے سب کو پیدا فرمایا۔

لَوْلَا محمد لما مَا خَلَقْتُ اٰدَمَ وَلَا الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ۔	اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا اور نہ جنت و دوزخ کو
وَلَا خَلَقْتُ الْوَرٰی لَوْلَاکَ	اگر آپ کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا
لولاک لما مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا	اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا
اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَکُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُوْرِیْ وَاَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ۔	یعنی سب سے پہلے رب تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور تمام کائنات میرے نور سے پیدا کئے گئے اور میں اللہ کے نور سے ہوں۔

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات ظاہر ہوئی کہ رب تعالیٰ نے سب سے پہلے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ

---

[1] زرقانی ج ۳ ص ۱۱۸
[2] زرقانی ج ۳ ص ۱۵۱
[3] بخاری ج ۱
[4] مدارج النبوہ ج ۲ ص ۱۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

علیہ وسلم کے نور پاک کو پیدا فرمایا اور آپ کے نور پاک سے تمام کائنات کی تخلیق ہوئی؎۱

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو ؞ جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

نور پاک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام پاک پیشانیوں سے منتقل ہوتا ہوا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت (ابراہیم واسمٰعیل علیہم السلام تک وہ نور پاک پیشانی حضرت عبد اللہ میں ہوا اور حضرت عبد اللہ سے وہ نور پاک آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم مبارک کو رونق بخشا۔

بطنِ مادر کے معجزے

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ جب سے حضرت کا نور میرے شکم میں آیا چھ مہینے تک کوئی نشانی حمل کی ظاہر نہ ہوئی۔ مگر شکم میں ایک روشنی معلوم ہوتی تھی پھر چھ مہینے کے بعد ایک فرشتہ خواب میں آیا اور فرمایا کہ آپ کے شکم مبارک میں نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد رکھنا اس لئے کہ توریت وانجیل میں ان کا نام احمد ہے اور ان کی پیدائش کے ساتھ ایک ایسی روشنی ظاہر ہوگی کہ شام اور بصرہ کے محلات تم کو خوب اچھی طرح نظر آئیں گے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مجھ کو حضرت کے شکم میں ہونے کی امید ہوئی تو وہ پہلا مہینہ رجب کا تھا ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص نہایت روشنی اور خوشبو کے ساتھ میرے پاس آئے

میں نے کہا تم کون ہو؟ جواب دیا کہ میں آدم ہوں، میں نے کہا آپ کیسے تشریف لائے کہا تم کو خوشخبری سنانے آیا ہوں کہ اے آمنہ تمہارے شکم میں سارے جہان کا سردار ہے۔ اسی طرح دوسرے مہینے میں حضرت شیث علیہ السلام تیسرے مہینے میں حضرت ادریس علیہ السلام چوتھے مہینے میں حضرت نوح علیہ السلام پانچویں مہینے میں حضرت ہود علیہ السلام چھٹے مہینے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتویں مہینے میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام آٹھویں مہینے میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور نویں مہینے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور سب نے خوشخبری سنائی؎۲

ولادت باسعادت

چنانچہ جب پورے نو مہینے ہو چکے تو سرورِ کائنات محبوب کردگار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہجرت مقدسہ سے ترپن برس پہلے ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء مطابق سمت بیاکھ ۶۲۸ سدی گیارہ سال اسکندری ۸۸۳ھ کو صبح صادق کے وقت ولادت باسعادت ہوئی۔

چنانچہ اہل مکہ کا بھی اسی پر عمل ہے کہ ــــــ بارھویں تاریخ کا شانۂ نبوت کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور وہاں میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے ہیں؎۳

ایامِ شیر خوارگی

ولادت باسعادت کے بعد دستورِ مکہ کے مطابق آپ کو حضرت دائی حلیمہ سعدیہ کے ذمہ سونپ دیا گیا حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے پہلے آپ کو دودھ پلانے کا شرف حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا

؎۱ روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم از شاہ عبد الرحیم دہلوی سید المطابع ۱۲۹۰ھ ؎۲ ایضاً ایضاً ایضاً ؎۳ مدارج النبوہ ج ۲ ص ۱۴

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت ثُوَیبہ رضی اللہ عنہا و حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے حاصل کیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے مکان میں لے گئیں تو اندھیری رات میں چراغ کی حاجت نہ ہوئی۔ ہمیشہ تمام مکان آپ کے چہرۂ انور کے نور سے روشن و تابناک رہتا تھا اور ہمیشہ حضرت داہنی پستان کا دودھ نوش فرماتے بائیں پستان میرے بیٹے کے لئے چھوڑ دیا کرتے۔ اور وہ بھی ادب کی وجہ سے کبھی داہنی چھاتی پر ہاتھ نہ ڈالتا۔ اور حضرت سے پہلے دودھ نہ پیتا۔

بھائیوں کے لئے ترکِ پستاں کرے　　　دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام　　　(اعلیحضرت)

اور حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ کبھی حضور نے بچھونے پر پیشاب یا پاخانہ نہیں کیا۔ دن بھر میں ایک وقت مقرر تھا۔ جب وہ ساعت آتی پہلے سے اشارہ فرما کر حاجتِ ضروریہ سے فراغت پا جاتے۔ بستر ہمیشہ آپ کا پاک و صاف رہتا تھا اور جب میں ارادہ کرتی کہ آپ کا منہ دھلاؤں تو اسی وقت خود بخود غیب سے دھل جاتا تھا مجھکو منہ پوچھنے اور نہلانے کی نوبت کبھی نہ آئی۔ اور آپ ایک دن میں اتنا بڑھتے تھے کہ اور بچے ایک مہینے میں اور مہینے میں اس قدر بڑھتے تھے کہ اور بچے ایک سال میں۔ جب دو مہینہ کے ہوئے بیٹھنے لگے۔ تیسرے مہینے کھڑے ہونے لگے چوتھے مہینے ہاتھ دیوار پر رکھ کر چلنے لگے۔ اور پانچویں مہینے اچھی طرح چلنے پھرنے اور بولنے لگے۔ پہلے پہل آدھی رات کو آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمہ نکلا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ الحمد للہ رب العلمین پھر ہمیشہ میں سنا کرتی تھی آدھی رات کو یہ پڑھا کرتے تھے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قُدُّوْسًا قُدُّوْسًا نَامَتِ الْعُیُوْنُ وَالرَّحْمٰنُ لَاتَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ چھٹویں مہینے دوڑنے لگے۔ ساتویں مہینے خوب دوڑنے کی طاقت ہوگئی، آٹھویں مہینے پیاری پیاری باتیں کرنے لگے نویں مہینے خوب صاف عقل مندی کی باتیں فرمانے لگے اور جب عمر شریف دس مہینے کی ہوئی کمان سے تیر چلانے لگے اور جو لڑکے کھیلنے کو کہتے تو آپ فرماتے کہ ہم کو حق تعالیٰ نے کھیلنے کے لئے نہیں پیدا فرمایا اور ہر چیز داہنے ہاتھ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر لیا کرتے تھے [1] حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک سال پورے سال بھر ملک میں بارش نہ ہوئی تو ہم لوگ حضرت کو لیکر جنگل میں گئے اور دعا مانگی:

"اے اللہ اس صاحبزادے کے طفیل بارش کا نزول فرما"

دعا کے بعد فوراً گھٹا چھائی اور ایسی موسلا دھار بارش ہونے لگی کہ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ مشک کا دہانہ کھل گیا ہے۔

الغرض اسی طرح ہر دم اور ہر قدم پر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا برکات نبوت کا مشاہدہ کرتی رہیں یہاں تک کہ آپ کے شق صدر کا واقعہ پیش آیا۔

شق صدر

ایک دن آپ چراگاہ میں تھے کہ فرشتے آئے اور آپ کا شکم مبارک چاک کیا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحبزادے حضرت ضمیرہ اس واقعہ کو دیکھکر دوڑتے ہوئے اپنے گھر آتے اور ان سے کہا کہ اماجان! بڑا غضب ہوگیا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو تین آدمیوں نے جو بہت ہی نورانی شکل و صورت والے ہیں اور سفید لباس میں ملبوس ہیں چت لٹا کر ان کے شکم کو چیر ڈالا ہے اور میں اسی حال میں ان کو چھوڑ کر بھاگا ہوا آپ کو خبر کرنے آیا ہوں!

---

[1] روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

یہ خبر سن کر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے شوہر دونوں گھبرائے ہوئے دوڑ کر جنگل کی اس چراگاہ میں پہونچے جہاں آپ بکریاں چرانے تشریف لے گئے تھے حضرت حلیمہ سعدیہ نے وہاں جاکر دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں مگر خوف وہراس سے چہرہ زرد اور اداس ہے۔ حضرت حلیمہ نے انتہائی مشفقانہ لہجے میں پوچھا کہ بیٹا کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تین شخص نورانی شکل وصورت والے آئے تھے۔ اور مجھکو چت لٹا کر میرا شکم چاک کرکے اس میں سے کوئی چیز نکالی اور اس کو باہر پھینک دیا اور پھر کوئی چیز میرے شکم میں ڈال کر شگاف کو سی دیا۔ لیکن مجھے ذرہ برابر بھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

اس واقعہ کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی بڑی سخت نگرانی فرمانے لگیں یہاں تک کہ جب مکمل پورے دو سال ہو چکے تو آپ کا دودھ چھڑا دیا گیا۔ آپ کی تندرستی اور نشو نما کا حال دوسرے بچوں سے اتنا اچھا تھا کہ دو سال میں آپ خوب اچھے بڑے معلوم ہونے لگے اب دستور کے مطابق رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس لائیں اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حلیمہ سعدیہ کو بیشمار انعام واکرام سے نوازا۔[1]

شق صدر کتنی بار ہوا

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ الم نشرح کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ چار مرتبہ آپ کا مقدس سینہ چاک کیا گیا اور اس میں نور وحکمت کا خزینہ بھر گیا۔ پہلی مرتبہ جب آپ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تھے۔ اس کی حکمت یہ تھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان وسوسوں اور خیالات سے محفوظ رہیں جن میں بچے مبتلا ہو کر کھیل کود اور شرارتوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ دوسری بار جب آپ کی عمر شریف دس سال کی ہوئی اس کی حکمت یہ ہے کہ آپ جوانی کے پر آشوب دور کے خطرات سے بے خوف ہو جائیں۔ تیسری بار غار حرا میں شق صدر ہوا اور آپ کے قلب مبارک میں نور وسکینہ بھر دیا گیا تاکہ آپ وحی الٰہی کے بار عظیم کو برداشت کر سکیں اور چوتھی مرتبہ شب معراج میں آپ کا سینہ مبارک چاک کیا گیا اور نور وحکمت کے خزانے سے معمور کیا گیا تاکہ آپ کے قلب مبارک میں اتنی وسعت اور صلاحیت پیدا ہو جائے کہ آپ دیدار الٰہی کی تجلیوں اور کلام ربانی کی ہیبت وعظمت کے متحمل ہو سکیں۔[2]

حضرت آمنہ کا وصال

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف جب چھ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو ساتھ لیکر مدینہ منورہ میں آپ کے دادا کے نانی ہال بنو عدی بن نجار میں رشتہ داروں کی ملاقات یا اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کیلئے تشریف لے گئیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد ماجد کی باندی ام ایمن بھی اس سفر میں آپ کے ساتھ تھیں، وہاں سے واپسی پر ابواء نامی گاؤں میں حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور وہیں مدفون ہوئیں حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضرت ام ایمن آپ کو مکہ مکرمہ لائیں اور آپ کے دادا حضرت عبد المطلب کے سپرد کیا۔ انہوں نے آغوش تربیت میں انتہائی شفقت ومحبت کے ساتھ آپ کی پرورش کی اور حضرت ام ایمن آپ کی خدمت کرتی رہیں جب آپ کی

---

[1] مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۲
[2] ایضاً و سیرۃ المصطفیٰ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

عمر شریف آٹھ برس کی ہوگئی تو آپ کے دادا حضرت **عبدالمطلب** کا بھی انتقال ہوگیا [۱]

ابوطالب کے پاس

حضرت **عبدالمطلب** کی وفات کے بعد آپ کے چچا **ابوطالب** نے آپ کو آغوش تربیت میں لے لیا اور آپ کی نیک خصلتوں اور دل لبھا لینے والی بچپن کی پیاری پیاری اداؤں نے **ابوطالب** کو آپ کا ایسا گرویدہ بنا دیا کہ مکان کے اندر اور باہر ہر وقت آپ کو اپنے ساتھ ہی رکھتے اپنے ساتھ کھلاتے پلاتے اور اپنے پاس ہی آپ کا بستر بچھاتے یہاں تک کہ ایک لمحہ بھی کبھی اپنی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیتے۔

ابوطالب کا بیان ہے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی وقت بھی کوئی جھوٹ بولے ہوں یا کبھی کسی کو دھوکہ دیا ہو یا کبھی کسی کو کوئی ایذا پہنچائی ہو یا بیہودہ لڑکوں کے پاس کھیلنے گئے ہوں یا کبھی کوئی خلاف تہذیب بات کی ہو۔ ہمیشہ انتہائی خوش اخلاق، نیک اطوار، نرم گفتار، بلند کردار اور اعلیٰ درجہ کے پارسا اور پرہیزگار رہے [۲]

سفرِ شام

جب حضور عالم غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف بارہ برس کی ہوئی تو اس وقت **ابوطالب** نے تجارت کی غرض سے ملک شام کا سفر کیا **ابوطالب** کو چونکہ سرکار سے بہت ہی والہانہ محبت تھی اس لئے وہ آپکو بھی اس سفر میں اپنے ہمراہ لے گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دوران سفر قیام **بصری** میں **بحیریٰ** راہب (عیسائیوں کے سادھو) کے پاس ہوا۔ راہب نے توراۃ و انجیل میں بیان کی ہوئی نبی آخر الزماں کی نشانیوں سے آپ کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور بہت ہی عقیدت و احترام کے ساتھ اس نے آپ کے قافلے والوں کی دعوت کی اور **ابوطالب** سے کہا کہ یہ سارے جہان کے سردار اور رب العٰلمین کا رسول ہے جنکو خدا نے رحمۃ للعٰلمین بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ شجر و حجر ان کو سجدہ کرتے ہیں اور ابر ان پر سایہ کرتا ہے اور ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے اس لئے تمہارے اور ان کے حق میں بہتر یہی ہوگا کہ اب تم ان کو لے کر آگے نہ جاؤ اور اپنا مالِ تجارت یہیں فروخت کر کے بہت جلد مکے چلے جاؤ۔ کیونکہ ملکِ شام میں یہودی لوگ ان کے بہت بڑے دشمن ہیں وہاں پہنچتے ہی وہ لوگ ان کو شہید کر ڈالیں گے۔ بحیریٰ راہب کے کہنے سے **ابوطالب** کو خطرہ محسوس ہونے لگا چنانچہ انہوں نے وہیں تجارت کا مال فروخت کر دیا اور بہت جلد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے کر مکہ مکرمہ واپس آگئے۔ بحیریٰ راہب نے چلتے وقت انتہائی عقیدت کے ساتھ آپ کو سفر کا توشہ بھی دیا [۳]

جنگ فجار

اسلام سے پہلے عربوں میں لڑائیوں کا ایک طویل سلسلہ جاری تھا انہیں لڑائیوں میں سے ایک مشہور لڑائی جنگ فجار کے نام سے مشہور ہے عرب کے لوگ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب ان چار مہینوں کا بے حد احترام کرتے تھے اور ان مہینوں میں لڑائی کرنے کو گناہ جانتے تھے۔ یہاں تک کہ عام طور پر ان مہینوں میں لوگ تلوار کو نیام میں رکھ دیتے اور نیزوں کی برچھیاں اتار لیتے تھے۔ مگر اس کے باوجود کبھی کبھی ایسے ہنگامی حالات درپیش ہوجاتے کہ مجبوراً ان مہینوں میں بھی لڑائیاں کرنی پڑتیں۔ تو ان لڑائیوں کو اہل عرب حروب فجار (گناہگاروں

---

[۱] روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم و سیرۃ المصطفیٰ ص ۸۷/۸۶ [۲] ایضًا

[۳] ترمذی ج ۲ باب ماجاء فی بدء نبوۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کی لڑائیاں کہتے تھے۔

سب سے آخری جنگ فجار جو **قریش** اور **قیس** کے قبیلوں کے درمیان ہوئی۔ اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف بیس برس کی تھی۔ چونکہ قریش اس جنگ میں حق پر تھے اس لئے **ابو طالب** وغیرہ کے ساتھ آپ نے بھی اس جنگ میں شرکت فرمائی مگر کسی پر ہتھیار نہیں اٹھایا صرف اتنا ہی کیا کہ اپنے چچاؤں کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے رہے اس لڑائی میں پہلے قیس پھر قریش غالب آئے اور آخر کار صلح پر اس لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔[1]

حلف الفضول

جنگ فجار کے خاتمے کے بعد صلح پسند لوگوں نے محسوس کیا کہ آئے دن کی لڑائیوں سے عرب کے سیکڑوں گھرانے برباد ہو گئے۔ ہر طرف بدامنی اور آئے دن کی لوٹ مار سے ملک کا امن وامان غارت ہو چکا ہے۔ کوئی شخص اپنی جان ومال کو محفوظ نہیں سمجھتا اور نہ دن کو چین نہ رات کو آرام اس وحشت ناک صورتحال سے تنگ آکر ایک اصلاحی تحریک چلائی۔ چنانچہ بنو ہاشم، بنو زہرہ، بنو اسد وغیرہ قبائل قریش کے بڑے بڑے سردار **عبد اللہ** بن جدعان کے مکان پر جمع ہوئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا زبیر بن **عبد المطلب** نے یہ تجویز پیش کی کہ موجودہ حالات کو سدھارنے کے لئے کوئی معاہدہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ خاندان قریش کے سرداروں نے بقائے باہم کے اصول پر قسم کا ایک معاہدہ کیا اور حلف اٹھا کر عہد کیا کہ ہم لوگ:

(۱) ملک سے بدامنی دور کریں گے (۲) مسافروں کی حفاظت کریں گے (۳) غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے (۴) مظلوم کی حمایت کریں گے (۵) کسی ظالم یا غاصب کو مکہ میں نہیں رہنے دیں گے

اس معاہدے میں حضور اقدس **صلی اللہ** تعالیٰ علیہ وسلم بھی شریک ہوئے اور آپ کو یہ معاہدہ اس قدر عزیز تھا کہ اعلان نبوت کے بعد آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس معاہدہ سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر اس معاہدے کے بدلے کوئی مجھے سرخ اونٹ بھی دیتا تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔ اور آج اسلام میں بھی کوئی مظلوم یاالَ حِلْفِ الْفُضُوْلِ کہہ کر مجھے مدد کے لئے پکارے تو میں اس کی مدد کے لئے تیار ہوں۔[2]

شام کا دوسرا سفر

جب آپ کی عمر شریف تقریباً پچیس ۲۵ سال کی ہوئی تو آپ کی امانت وصداقت کا چرچا دور دور تک پہنچ چکا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ کی ایک بہت ہی مالدار بیوی تھیں ان کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا ان کو ضرورت تھی کہ کوئی امانت دار آدمی مل جائے تو اس کے ساتھ اپنی تجارت کا مال واسباب ملک شام بھیجیں۔ چنانچہ ان کی نظر انتخاب نے اس کام کے لئے حضور **اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منتخب کیا اور آپ کو کہلا بھیجا کہ آپ میرا تجارت کا مال لیکر ملک شام جائیں۔ جو معاوضہ میں دوسروں کو دیتی ہوں آپ کی امانت ودیانتداری کی بنا پر میں آپ کو اس کا دوگنا دونگی۔

حضور صلی **اللہ تعالیٰ** علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرمائی اور تجارت کا مال واسباب لیکر ملک شام کو روانہ ہو گئے

---

[1] سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۱۸۶

[2] سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۲۷

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اس سفر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے غلام معتمد **میسرہ** کو بھی آپ کے ساتھ روانہ کردیا تاکہ وہ آپ کی خدمت کرتا رہے۔ جب آپ ملک شام کے مشہور شہر **بصرہ** کے بازار میں پہنچے تو وہاں **نسطورا** راہب کی خانقاہ کے قریب میں ٹھہرے۔ **نسطورا میسرہ** کو بہت پہلے سے جانتا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت دیکھتے ہی نسطورا میسرہ کے پاس آیا۔ اور دریافت کیا یہ کون شخص ہیں جو اس درخت کے نیچے ٹھہرے ہیں؟

میسرہ نے جواب دیا کہ یہ مکہ کے رہنے والے ہیں اور خاندانِ **بنو ہاشم** کے چشم و چراغ ہیں ان کا نام نامی محمد اور لقب امین ہے نسطورا نے کہا کہ سوائے نبی کے اس درخت کے نیچے آج تک کوئی نہیں ٹھہرے اس لئے مجھے یقین کامل ہے کہ نبی آخر الزمان یہی ہیں۔ کیونکہ آخری نبی کی تمام نشانیاں جو میں نے توریت و انجیل میں پڑھی ہیں وہ سب میں ان میں دیکھ رہا ہوں۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب یہ اپنی نبوت کا اعلان کرتے تو میں ان کی بھرپور مدد کرتا اور پوری جانثاری کے ساتھ ان کی خدمت گزاری میں اپنی تمام عمر گزار دیتا۔ اے **میسرہ**! میں تم کو نصیحت اور وصیت کرتا ہوں کہ خبردار ایک لمحہ کے لئے بھی تم ان سے جدا نہ ہونا۔ اور انتہائی خلوص و عقیدت کے ساتھ ان کی خدمت کرتے رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خاتم النبیین ہونے کا شرف عطا کیا ہے حضور اقدس **صلی** اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **بصرہ** کے بازار میں بہت جلد تجارت کا مال فروخت کرکے مکہ مکرمہ واپس آگئے۔

واپسی میں جب آپ کا قافلہ شہر **مکہ** میں داخل ہونے لگا تو حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بالاخانے پر بیٹھی ہوئی قافلہ کی آمد کا منظر دیکھ رہی تھیں جب ان کی نظر حضور **اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پڑی تو انہیں ایسا نظر آیا کہ دو فرشتے آپ کے سر پر دھوپ میں سایہ کئے ہوتے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قلب پر اس نورانی منظر کا ایک خاص اثر ہوا اور فرط عقیدت سے انتہائی والہانہ محبت کے ساتھ یہ حسین جلوہ دیکھتی رہیں پھر اپنے غلام **میسرہ** سے آپ نے کئی دن کے بعد اس کا ذکر کیا تو **میسرہ** نے بتایا کہ میں تو پورے سفر میں یہی منظر دیکھتا رہا ہوں اور اس کے علاوہ میں نے بہت ہی عجیب و غریب باتوں کا مشاہدہ کیا ہے۔ پھر **میسرہ** نے **نسطورا** راہب کی گفتگو اور اس کی عقیدت و محبت کا تذکرہ بھی کیا یہ سنکر حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ سے بے پناہ قلبی تعلق اور بے حد عقیدت و محبت ہوگئی۔ اور یہاں تک ان کا دل جھک گیا کہ انہیں آپ سے نکاح کی رغبت ہوگئی[1]

نکاح شریف

حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مال و دولت کے ساتھ انتہائی شریف اور عفت مآب خاتون تھیں اہل مکہ ان کی پاکدامنی اور پارسائی کی وجہ سے ان کو **طاہرہ** پاک باز کہا کرتے تھے ان کی عمر چالیس سال کی ہوچکی تھی۔ پہلے ان کا نکاح **ابوہالہ** بن زرارہ تمیمی سے ہوا تھا اور ان سے دو لڑکے **ہند بن ابوہالہ** اور ہالہ بن ابوہالہ پیدا ہوچکے تھے۔ پھر ابوہالہ کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوسرا نکاح **عتیق بن عابد** مخزومی سے کیا ان سے بھی دو اولاد ہوئیں ایک لڑکا **عبد اللہ بن عتیق** اور ایک لڑکی **ہند بنت عتیق** حضرت **بی بی** خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دوسرے شوہر کا بھی انتقال ہوچکا تھا۔ بڑے بڑے سردارانِ قریش ان کے ساتھ عقد نکاح کے خواہشمند تھے

---

[1] مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۷

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

لیکن حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سب کے پیغاموں کو ٹھکرا دیا۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیغمبرانہ اخلاق و عادات کو دیکھ کر اور آپ کے حیرت انگیز حالات کو سنکر خود بخود حضرت خدیجہ کے قلب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی رغبت پیدا ہوگئی اور — نفیسہ بنت امیہ کے ذریعے خود ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔ مشہور امام سیرت محمد بن اسحٰق نے لکھا ہے کہ اس رشتہ کو پسند کرنے کی جو وجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کی ہے وہ خود ان کے الفاظ میں یہ ہے:

اِنّی قَدْ رَغِبْتُ فِیْکَ لِحُسْنِ خُلُقِکَ وَ صِدْقِ حَدِیْثِکَ — میں نے آپکے اچھے اخلاق اور آپکی سچائی کی وجہ سے آپکو پسند کیا۔[1]

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس رشتہ کو اپنے چچا ابوطالب اور خاندان کے دوسرے بڑے بوڑھوں کے سامنے پیش فرمایا۔ سارے خاندان والوں نے نہایت خوشی خوشی اس رشتہ کو منظور کر لیا اور نکاح کی تاریخ مقرر ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوطالب وغیرہ اپنے چچا و خاندان کے دوسرے افراد اور شرفائے بنو ہاشم و سرداران مضر کے ساتھ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور نکاح ہوا اس نکاح کے وقت ابوطالب نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا اس خطبے سے بہت اچھی طرح اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ اعلان نبوت سے پہلے آپ کے خاندانی بڑے بوڑھوں کا آپ کے متعلق کیسا خیال تھا اور آپ کے اخلاق و عادات نے ان لوگوں پر کیسا اثر ڈالا تھا۔ ابوطالب کے اس خطبہ کا ترجمہ یہ ہے:

تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے ہم لوگوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں بنایا اور ہم کو معد اور مضر کے خاندان میں پیدا فرمایا اور اپنے گھر کعبہ کا نگہبان اور اپنے حرم کا منتظم بنایا اور ہم کو علم و حکمت والا گھر اور امن والا حرم عطا فرمایا اور ہم کو لوگوں پر حاکم بنایا! یہ میرے بھائی کے شہزادے محمد بن عبد اللہ ہیں یہ ایک ایسے جوان ہیں کہ قریش کے جس شخص کا بھی اس کے ساتھ موازنہ کیا جائے یہ اس سے ہر شان میں ان سے بڑھے ہوئے ہوں گے ہاں! آپ کے پاس مال کم ہے۔ لیکن مال تو ایک ڈھلتی ہوئی چھاؤں اور ادل بدل ہونیوالی چیز ہے۔

اما بعد! میرے بھتیجا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ شخص ہیں جن کے ساتھ میری قرابت اور قربت و محبت کو آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں۔ ہم آپکا خدیجہ بنت خویلد سے نکاح کرتے ہیں اور میرے مال میں سے بیس اونٹ مہر مقرر کیا جاتا ہے اور آپ کا مستقبل بہت ہی تابناک، عظیم الشان اور جلیل القدر ہے،[2]

شادی کے وقت آپ کی عمر شریف ۲۵ برس دو ماہ دس روز کی تھی اور ام المومنین کا سن مبارک اس وقت ۴۰ برس کا تھا[3] غرض حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نکاح ہو گیا اور حضور محبوب کردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کاشانۂ معیشت ازدواجی زندگی کے ساتھ آباد ہو گیا۔ حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تقریباً پچیس برس تک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں رہیں اور ان کی زندگی میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۰۰

[2] زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۰۱

[3] مدارج النبوۃ ج ۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نے کوئی دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک فرزند حضرت ابراہیم کے سوا باقی آپ کی تمام اولادیں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ اور آپ نے تمام عمر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غمگساری اور خدمت گزاری میں نثار کردیں ۱؎

کاروباری مشاغل

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آبائی پیشہ تجارت تھا اور چونکہ آپ بچپن ہی میں ابوطالب کے ساتھ کئی بار تجارتی سفر فرما چکے تھے جس سے آپ کو تجارتی لین دین کا کافی تجربہ بھی حاصل ہو چکا تھا۔ اس لئے تعلیم امت کے لئے آپ نے تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا اور تجارت کی غرض سے شام و بصرہ اور یمن کا سفر فرمایا اور ایسی راستبازی اور امانت و دیانت کے ساتھ آپ نے تجارتی کاروبار کیا کہ آپ کے شرکاءکار اور تمام اہل بازار آپ کو امین کے لقب سے پکارنے لگے۔ ایک کامیاب تاجر کے لئے امانت، سچائی، وعدہ کی پابندی، خوش اخلاقی تجارت کی جان ہے۔

اس خصوصیات میں مکہ کے تاجر امین نے جو تاریخی شاہکار پیش کیا ہے اس کی مثال تاریخ عالم میں نادر روزگار ہے۔

حضرت عبد اللہ بن ابی الحمساء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نزول وحی اور اعلان نبوت سے پہلے میں نے آپ سے کچھ خرید و فروخت کا معاملہ کیا۔ کچھ رقم میں نے ادا کردی کچھ باقی رہ گئی تھی میں نے وعدہ کیا کہ میں ابھی ابھی آکر باقی رقم بھی ادا کردونگا۔ اتفاق سے تین دن تک مجھے اپنا وعدہ یاد نہیں آیا۔ تیسرے دن جب میں اس جگہ پہونچا جہاں میں نے آنے کا وعدہ کیا تھا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی جگہ منتظر پایا مگر میری اس وعدہ خلافی سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیشانی پر ذرا بل نہیں آیا۔ بس صرف اتنا ہی فرمایا کہ تم کہاں تھے؟
میں اس مقام پر تین دن سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں ۲؎

اعلانِ نبوت کے بعد

پہلی وحی

ایک دن آپ غار حرا کے اندر عبادت میں مشغول تھے کہ بالکل اچانک غار میں آپ کے پاس ایک فرشتہ ظاہر ہوا۔ (یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے جو ہمیشہ خدا کے رسولوں تک خدا کا پیغام پہنچاتے رہے) حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ پڑھئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ فرشتہ نے آپ کو پکڑا اور نہایت گرم جوشی کیساتھ آپ سے زوردار معانقہ کیا پھر چھوڑ کر کہا کہ پڑھئے۔ آپ نے پھر فرمایا کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں تیسری مرتبہ پھر فرشتہ نے آپ کو بہت زور کے ساتھ اپنے سینہ سے لگا کر چھوڑا۔ اور کہا کہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ

یہی سب سے پہلی وحی تھی جو آپ پر نازل ہوئی۔ ان آیتوں کو یاد کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف

۱؎ زرقانی علی المواہب
۲؎ سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۳۳۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

لائے مگر اس واقعہ سے جو بالکل ناگہانی طور پر آپ کو پیش آیا اس سے آپ کے قلب مبارک پر لرزہ طاری تھا آپ نے گھر والوں سے فرمایا کہ مجھے کملی اڑھاؤ؟

مجھے کملی اڑھاؤ؟ ۔ جب آپ کا لرزہ دور ہوا اور کچھ سکون ہوا تو آپ نے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے غار حرا میں ہونے والے واقعہ کو بیان کیا اور فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ — یہ سن کر حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ نہیں ہرگز نہیں۔ آپ کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ کو رسوا نہیں کرے گا۔ آپ تو رشتہ داروں کے ساتھ بہترین سلوک کرتے ہیں۔ دوسروں کا بار خود اٹھاتے ہیں۔ خود کما کر مفلسوں اور محتاجوں کو عطا فرماتے ہیں۔ مسافروں کی مہمان نوازی کرتے ہیں، اور حق و انصاف کی خاطر سب کی مصیبتوں اور مشکلات میں کام آتے ہیں — اس کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو اپنے چچازاد بھائی **ورقہ بن نوفل** کے پاس لے گئیں۔ **ورقہ** بن نوفل ان لوگوں میں سے تھے جو موحد تھے اور اہل مکہ کے شرک و بت پرستی سے بیزار ہو کر نصرانی ہوگئے تھے۔ اور انجیل کا عبرانی زبان سے عربی میں ترجمہ کیا کرتے تھے۔ بہت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کہا کہ بھائی جان آپ اپنے بھتیجے کی بات سنئے؟ ورقہ بن نوفل نے کہا کہ بتائیے۔ آپ نے کیا دیکھا ہے؟ حضور **اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غار حرا کا پورا واقعہ بیان کیا۔ یہ سن کر **ورقہ بن نوفل** نے کہا کہ یہ تو وہی فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا تھا۔ پھر ورقہ کہنے لگے کہ کاش میں آپ کے اعلان نبوت کے زمانہ میں تندرست و جوان ہوتا! کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا۔ جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے باہر نکالے گی۔

یہ سن کر حضور **اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعجب سے فرمایا کہ کیا مکہ والے مجھے مکہ سے نکال دیں گے؟ — **تو ورقہ** نے کہا کہ جی ہاں! جو شخص بھی آپ کی طرح نبوت لے کر آیا لوگ اس کے ساتھ دشمنی پر کمربستہ ہوگئے۔ اس کے بعد کچھ دنوں تک **وحی** اترنے کا سلسلہ بند ہوگیا اور حضور **اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **وحی** کے انتظار میں مضطرب اور بے قرار رہنے لگے یہاں تک کہ ایک دن حضور **اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہیں گھر سے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ کسی نے یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہکر آپ کو پکارا آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا تو یہ نظر آیا کہ وہی فرشتہ حضرت **جبرئیل** علیہ السلام جو **غار حرا** میں آئے تھے آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھے ہیں اور یہ منظر دیکھ کر آپ کے قلب مبارک میں **اضطرابی کیفیت** پیدا ہوگئی۔ اور آپ مکان پر آکر لیٹ گئے اور گھر والوں سے فرمایا کہ مجھے کمبل اڑھاؤ؟ **مجھے کمبل اڑھاؤ؟**

چنانچہ آپ کمبل اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے کہ ناگہاں آپ پر سورۂ **مدثر** کی ابتدائی آیات نازل ہوئی۔ اور رب تعالیٰ کا فرمان اترا کہ:

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۙ

یعنی اے بالاپوش اوڑھنے والے کھڑے ہوجاؤ، پھر ڈر سناؤ، اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں سے دور رہو[1]

ان آیات کے نزول کے بعد حضور **اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خداوند قدوس نے دعوت اسلام کے منصب پر مامور فرمادیا۔

---

[1] بخاری ج ۱ ص ۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور آپ خداوند قدوس کے حکم کے مطابق دعوت حق اور تبلیغ اسلام کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔

دعوتِ اسلام کے تین دور

پہلا دور تین برس تک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہائی پوشیدہ طور پر اور نہایت رازداری کے ساتھ تبلیغ اسلام کا فرض ادا فرماتے رہے اور اس درمیان عورتوں میں سب سے پہلے حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت و تبلیغ سے حضرت عثمان حضرت زبیر بن عوام حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی جلد ہی دامن اسلام میں آگئے پھر چند دنوں کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن الجراح و حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد و حضرت ارقم بن ارقم و حضرت عثمان بن مظعون اور ان کے دونوں بھائی حضرت قدامہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اسلام میں داخل ہو گئے۔ ان کے علاوہ دیگر بہتیرے لوگوں نے اسلام لانے کا شرف حاصل کیا[۱]

دوسرا دور تین سال کی اس خفیہ دعوت اسلام سے مسلمانوں کی ایک جماعت تیار ہو گئی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ شعراء کی آیت: وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ۝ نازل فرمائی اور خداوند تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے محبوب! آپ اپنے قریبی خاندان والوں کو خدا سے ڈرائیے! تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دن کوہ صفا کی چوٹی پر چڑھ کر یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ کہکر قبیلہ قریش کو پکارا۔ جب تمام افراد قریش جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ اے میری قوم اگر میں تم لوگوں سے یہ کہہ دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر چھپا ہوا ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم لوگ میری بات کا یقین کر وگے؟

تو سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ ہاں! ہاں! یقیناً آپ کی بات کا یقین کرلیں گے۔ کیونکہ ہم نے آپ کو ہمیشہ سچا اور امین ہی پایا ہے۔ آپ نے فرمایا تو لا الٰہ الا اللہ تفلحوا تو پھر میں یہ کہتا ہوں اور تم لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا رہا ہوں اگر تم لوگ ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب الٰہی اتر پڑے گا۔ یہ سن کر تمام قریش جن میں آپ کا چچا ابولہب بھی تھا سخت ناراض ہو کر سب کے سب چلے گئے اور حضور کی شان میں بکواس کرنے لگے۔

تیسرا دور اب وہ وقت آگیا کہ اعلان نبوت کے چوتھے سال سورۂ حجر کی آیت فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ ۝ نازل ہوئی اور خالقِ کائنات نے یہ حکم فرمایا کہ اے محبوب! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس کو علی الاعلان بیان فرمایئے۔

چنانچہ اس کے بعد آپ اعلانیہ طور پر دین اسلام کی تبلیغ فرمانے لگے اور شرک و بت پرستی کی کھلم کھلا برائی بیان فرمانے

---

[۱] زرقانی علی المواہب ج ا ص ۲۴۶

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

گئے۔ جس کی وجہ سے تمام قریش بلکہ تمام اہل مکہ بلکہ پورا عرب آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہوگیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے لئے تکلیف برداشت کرنے اور صبر و شکر کے ساتھ معاندین اسلام کا مقابلہ کرنے کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوگیا۔

کفار کا وفد بارگاہِ رسالت میں

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب رب کائنات کا حکم علی الاعلان دین اسلام کے بیان فرمانے کا آگیا تو آپ بے شمار تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے دین حق کی تبلیغ فرمانے لگے جس کو دیکھ کر سرداران قریش سوچنے پر مجبور ہوگئے ایک مرتبہ حرم کعبہ میں بیٹھے ہوئے یہ سوچنے لگے کہ آخر اتنی تکالیف اور سختیاں برداشت کرنے کے باوجود محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنی تبلیغ کیوں بند نہیں کرتے؟ آخر ان کا مقصد کیا ہے، ممکن ہے عزت و جاہ یا سرمایہ داری و دولت کے خواہاں ہوں؟ چنانچہ سبھوں نے عتبہ بن ربیعہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ تم کسی طرح ان کا دلی مقصد معلوم کرو۔ یہاں تک کہ عتبہ تنہائی میں آپ سے ملا اور کہنے لگا کہ: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آخر اس دعوتِ اسلام سے آپ کا مقصد کیا ہے۔ کیا آپ مکہ کی سرداری چاہتے ہیں۔ یا عزت و دولت کے خواہاں ہیں۔ یا کسی بڑے گھرانے میں شادی کے خواہشمند ہیں۔ آپ کے دل میں جو تمنا ہو کھلے دل کے ساتھ کہدیجئے، میں اس کی ضمانت لیتا ہوں۔ کہ اگر آپ دعوتِ اسلام سے باز آجائیں گے تو پورا مکہ آپ کے زیر فرمان ہو جائیگا، اور آپ کی ہر خواہش و تمنا پوری کر دی جائیگی؟ عتبہ کی یہ ساحرانہ تقریر سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب میں قرآنِ مجید کی چند آیتیں تلاوت فرمائیں جن کو سنکر عتبہ اس قدر متاثر ہوا کہ اس کے جسم کا رونگٹا اور بدن کا بال بال خوفِ ذو الجلال سے لرزنے اور کانپنے لگا اور اس کے بعد سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دہن مبارک پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں آپ کو رشتہ داری کا واسطہ دیکر درخواست کرتا ہوں کہ بس کیجئے۔ میرا دل اس کلام کی عظمت سے پھٹا جاتا ہے۔ عتبہ بارگاہِ رسالت سے واپس ہوا۔ مگر اس کے دل کی دنیا میں ایک عظیم انقلاب رونما ہو چکا تھا۔

عتبہ ایک بڑا ہی ساحر البیان خطیب اور انتہائی فصیح و بلیغ آدمی تھا، اس نے واپس لوٹ کر سرداران قریش سے کہدیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جو کلام پیش کرتے ہیں وہ نہ جادو ہے، نہ کہانت، نہ شاعری۔ بلکہ وہ کوئی اور ہی چیز ہے۔ لہٰذا میری رائے ہے کہ تم لوگ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو، اگر وہ کامیاب ہو کر سارے عرب پر غالب ہوگئے تو اس میں ہم قریشیوں ہی کی عزت بڑھے گی ورنہ سارا عرب ان کو خود ہی فنا کر دے گا۔ قریش کے سرکش کافروں نے عتبہ کا یہ مخلصانہ اور مدبرانہ مشورہ نہیں مانا بلکہ اپنی مخالفت اور ایذا رسانیوں میں اور زیادہ اضافہ کر دیا [1]

قریش کا وفد ابوطالب کے پاس

پھر سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تبلیغ اسلام اور بت پرستی کے خلاف تقریروں کی شکایت لیکر کفار قریش کے چند معزز رؤساء ابوطالب کے پاس آئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلام اور بت پرستی کے خلاف

---

[1] زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۵۸ و سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۹۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تقریروں کی شکایت کی۔ ابوطالب نے نہایت نرمی کے ساتھ ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر رخصت کر دیا۔

لیکن آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ کی تعمیل کرتے ہوئے علی الاعلان شرک و بت پرستی کی مذمت اور دعوتِ توحید کا وعظ فرماتے ہی رہے۔ جس کی وجہ سے قریش کا غصہ پھر بھڑک اٹھا۔ چنانچہ تمام سردارانِ قریش ایک ساتھ مل کر **ابوطالب** کے پاس آئے اور یہ کہا کہ: آپ کا بھتیجہ ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے، اس لئے یا تو آپ درمیان میں سے ہٹ جائیں اور اپنے بھتیجے کو ہمارے سپرد کر دیں یا پھر آپ بھی کھل کر ان کے ساتھ میدان میں نکل پڑیں، تاکہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے؟

ابوطالب نے قریش کا تیور دیکھ کر سمجھ لیا کہ اب بہت ہی خطرناک اور نازک گھڑی آپڑی ہے اس لئے **ابوطالب** نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو انتہائی مخلصانہ اور مشفقانہ لہجے میں سمجھایا کہ: میرے بھتیجے اپنے بوڑھے چچا پر رحم کرو۔ اور بڑھاپے میں مجھ پر اتنا بوجھ مت ڈالو کہ میں اٹھا نہ سکوں، میری رائے یہ ہے کہ تم کچھ دنوں کے لئے دعوت اسلام موقوف کر دو؟

چچا کی گفتگو سنکر سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: چچا جان! خدا کی قسم اگر قریش میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند لا کر دیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہ آؤنگا، یا تو خدا اس کام کو پورا فرما دیگا یا خود دین اسلام پر نثار ہو جاؤنگا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ جذباتی تقریر سنکر **ابوطالب** کا دل پسیج گیا اور وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کی ہاشمی رگوں کے خون کا قطرہ قطرہ بھتیجے کی محبت میں گرم ہو کر کھولنے لگا، اور انتہائی جوش میں آکر کہدیا کہ: جان عم! جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں جب تک میں زندہ ہوں کوئی تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتا[1]

ہجرت حبشہ ۵ نبوی

کفار مکہ نے جب اپنے ظلم و ستم سے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حبشہ جا کر پناہ لینے کا حکم دیا۔ وہاں کا بادشاہ جس کا نام اَصْحَمہ اور لقب نجاشی تھا۔ عیسائی دین کا پابند تھا مگر بہت ہی انصاف پسند اور رحم دل تھا۔ توریت اور انجیل وغیرہ آسمانی کتابوں کا بہت ہی ماہر عالم تھا اعلانِ نبوت کے پانچویں سال **رجب** کے مہینے میں گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی[2]

شعب ابی طالب

اعلانِ نبوت کے ساتویں سال ۷ نبوی میں کفار مکہ نے جب دیکھا کہ روز بروز مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے اور حضرت حمزہ و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے بہادرانِ قریش بھی دامن اسلام میں آگئے۔ تو غیظ و غضب میں یہ لوگ آپے سے باہر ہو گئے اور تمام سردارانِ قریش اور مکہ کے دوسرے کفار نے یہ اسکیم بنائی کہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان کا مکمل بائیکاٹ کر دیا جائے اور ان لوگوں کو کسی تنگ و تاریک جگہ میں محصور کر کے ان کا دانہ پانی بند کر دیا جائے۔ تاکہ یہ لوگ مکمل طور پر تباہ و برباد ہو جائیں۔ چنانچہ اسی خوفناک تجویز کے مطابق قبائل قریش نے آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ جب تک بنی ہاشم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو قتل کے لئے ہمارے حوالہ

---

[1] سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۶۶

[2] زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۷۰

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نہ کر دیں اس وقت تک مقاطعہ جاری رکھا جائے۔ جو معاہدہ لکھا گیا وہ اس طرح ہے:

(۱) کوئی شخص بنو ہاشم کے خاندان سے شادی بیاہ نہ کرے (۲) کوئی شخص ان لوگوں کے ہاتھ کسی قسم کے سامان کی خرید و فروخت نہ کرے۔ (۳) کوئی شخص ان لوگوں سے میل جول، سلام و کلام اور ملاقات و بات چیت نہ کرے (۴) کوئی شخص ان لوگوں کے پاس کھانے پینے کا کوئی سامان نہ جانے دے۔ **منصور بن عکرمہ** نے اس معاہدہ کو لکھا اور تمام سرداران قریش نے اس پر دستخط کرکے ان تجاویز کو کعبہ کے اندر آویزاں کر دیا۔

ابو طالب مجبوراً حضور **اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوسرے تمام خاندان والوں کو لیکر پہاڑ کی اس گھاٹی میں جس کا نام **شعب ابی طالب** ہے پناہ گزیں ہوئے اور قیدیوں کی زندگی بسر کرنے لگے یہ تین برس کا زمانہ اتنا سخت اور کٹھن گزرا کہ بنو ہاشم درختوں کے پتے اور سوکھے چمڑے چبا چبا کر کھاتے تھے اور ان کے بچے بھوک و پیاس کی شدت سے تڑپ تڑپ کر دن رات رویا کرتے تھے۔

سنگ دل اور ظالم کافروں نے ہر طرف پہرہ بٹھا دیا تھا کہ کہیں سے بھی گھاٹی کے اندر دانہ پانی نہ جانے پائے [۱]
مسلسل تین سال تک حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خاندان بنو ہاشم ان ہوشربا مصائب کو جھیلتے رہے یہاں تک کہ خود قریش کے کچھ رحم دل لوگوں کو بنو ہاشم کی ان مصیبتوں پر رحم آگیا اور ان لوگوں نے اس ظالمانہ معاہدہ کو توڑنے کی تحریک اٹھائی آخرکار وہ تحریک کامیاب ثابت ہوئی رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کے مطابق اس معاہدہ کو دیمک نے چاٹ لیا ہے صرف اسم ذات اللہ باقی ہے۔ اس کے بعد جب دستاویز کو کعبہ کے اندر سے نکالا گیا تو واقعی ایسا ہی ہوا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے نام کے پورے دستاویز کے حروف کو کیڑوں نے کھا لیا تھا۔ **مطعم بن عدی** نے سب کے سامنے اس دستاویز کو پھاڑ کر پھینک دیا اور پھر قریش کے چند بہادر باوجودیکہ یہ سب کے سب اس وقت کفر کی حالت میں تھے، ہتھیار لیکر گھاٹی میں پہنچے اور خاندانِ **بنو ہاشم** کے ایک ایک آدمی کو وہاں سے نکال لائے، **منصور بن عکرمہ** جس نے ان تجاویز کو لکھا تھا اس پر یہ قہر الٰہی ٹوٹ پڑا کہ اس کا ہاتھ شل ہو کر سوکھ گیا [۲]

غم کا سال

وصال حضرت بی بی خدیجہ

۱۰ نبوی میں چچا **ابو طالب** کا انتقال ہو گیا جس کا اثر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر تازہ ہی تھا کہ ٹھیک صرف تین دن کے بعد ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی وصال ہو گیا۔ مکہ میں **ابو طالب** کے بعد سب سے زیادہ جس ہستی نے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصرت و حمایت میں اپنا تن من دھن سب قربان کیا وہ ام المومنین حضرت **خدیجۃ الکبریٰ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات گرامی و قار تھی جس وقت دنیا میں کوئی آپ کا مخلص، مشیر اور غمخوار نہیں تھا۔ حضرت ام المومنین **خدیجۃ الکبریٰ** ہی تھیں کہ ہر پریشانی کے موقع پر پوری جاں نثاری کے ساتھ آپ کی غمگساری اور دلداری کرتی رہتی تھیں۔ اس لئے **ابو طالب**

---

[۱] زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۷۸

[۲] مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۶

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں کی وفات سے آپ کے مددگار اور غمگسار دونوں ہی دنیا سے اٹھ گئے جس سے آپ کے قلب نازک پر اتنا عظیم صدمہ گزرا کہ آپ نے اس سال کا نام ہی "عام الحزن" غم کا سال رکھدیا۔

حضرت بی بی **خدیجۃ الکبریٰ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رمضان سنہ ۱۰ نبوی میں وفات پائی۔ بوقت وفات پینسٹھ ۶۵ برس کی عمر تھی۔ مقام **حجون** قبرستان جنت **المعلیٰ** میں مدفون ہوئیں حضور **رحمت عالم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بنفس نفیس ان کی قبر مقدس میں اترے اور اپنے مقدس ہاتھوں سے ان کی لاش مبارکہ کو زمین کے سپرد فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہا [1]

مدینہ میں اسلام کی اشاعت

انصار اگرچہ بت پرست تھے مگر یہودیوں کے میل جول سے اتنا جانتے تھے کہ نبی آخر الزماں کا ظہور ہونے والا ہے اور مدینہ کے یہودی اکثر انصار کے دونوں قبیلوں **اوس** و خزرج کو دھمکیاں بھی دیا کرتے تھے کہ نبی آخر الزماں کے ظہور کے وقت ہم ان کے لشکر میں شامل ہو کر بت پرستوں کو دنیا سے نیست و نابود کر ڈالیں گے۔ اس لئے نبی آخر الزماں کی تشریف آوری کا یہود اور انصار دونوں کو انتظار تھا

سنہ ۱۱ نبوی میں حضور **اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معمول کے مطابق حج میں آنے والے قبائل کو دعوت اسلام دینے کیلئے **منیٰ** کے میدان میں تشریف لے گئے۔ اور قرآن مجید کی آیتیں سنا سنا کر لوگوں کے سامنے اسلام کو پیش فرمانے لگے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **منیٰ** میں **عقبہ** (گھاٹی) کے پاس جہاں آج مسجد العقبہ ہے تشریف فرما تھے کہ قبیلۂ خزرج کے چھ ۶ آدمی آپ کے پاس آگئے۔ آپ نے ان لوگوں سے ان کا نام و نسب پوچھا، پھر قرآن کی چند آیتیں سنا کر ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جس سے یہ لوگ بے حد متاثر ہو گئے۔ اور ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر کہنے لگے کہ یہودی جس نبی آخر الزماں کی خوشخبری دیتے رہے ہیں **یقیناً** وہ نبی یہی ہیں۔

لہٰذا ایسا نہ ہو کہ یہودی ہم سے پہلے اسلام کی دعوت قبول کر لیں۔ یہ کہکر سب ایک ساتھ مسلمان ہو گئے اور مدینہ جا کر اپنے اہل خاندان اور رشتہ داروں کو بھی اسلام کی دعوت دی۔ جن چھ ۶ خوش نصیبوں نے پہلے اسلام قبول کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت ابو الہیثم بن تیہان (۲) حضرت ابو امامہ اسعد بن زرارہ (۳) حضرت عوف بن حارث (۴) حضرت رافع بن مالک (۵) حضرت قطبہ بن عامر بن حدیدہ (۶) حضرت جابر بن عبد اللہ بن رياب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین [2]

بیعت عقبہ اولیٰ

دوسرے سال سنہ ۱۲ نبوی میں حج کے موقع پر **مدینہ** کے بارہ ۱۲ اشخاص منیٰ کی اس گھاٹی میں چھپ کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور حضور سرور **کائنات** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت ہوئے تاریخ اسلام میں اسی بیعت کو بیعت عقبہ اولیٰ کہتے ہیں۔ ساتھ ہی ان لوگوں نے حضور مالک کل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ درخواست بھی کی کہ احکام اسلام کی تعلیم کے لئے کوئی معلم بھی ان لوگوں کے ساتھ کر دیا جائے۔ چنانچہ حضور معلم مکارم اخلاق حسنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عُمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان لوگوں کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا۔ وہ مدینہ میں حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر ٹھہرے اور انصار کے ایک ایک گھر میں جا جا کر اسلام کی تبلیغ کرنے

---

[1] زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۹۶
[2] مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۵۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

لگے اور روزانہ ایک دو نئے آدمی آغوشِ اسلام میں آنے لگے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ مدینہ سے قبا تک گھر گھر اسلام پھیل گیا۔ قبیلۂ اوس کے سردار حضرت **سعد بن معاذ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی بہادر اور بااثر شخص تھے۔ حضرت **مصعب** بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی تو انہوں نے پہلے تو اسلام سے نفرت و بیزاری ظاہر کی مگر جب حضرت **مصعب** بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو قرآن مجید پڑھ کر سنایا تو ایک دم ان کا دل پسیج گیا اور اس قدر متاثر ہوئے کہ سعادتِ ایمان سے سرفراز ہو گئے ان کے مسلمان ہوتے ہی ان کا قبیلہ اوس بھی دامنِ اسلام میں آگیا۔

اسی سال ماہ رجب کی ستائیسویں رات میں **حضور اقدس** سرکارِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بحالتِ بیداری معراجِ جسمانی ہوئی اور اسی سفرِ معراج میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں [1]

بیعت عقبۂ ثانیہ

۱۳ نبوی میں حج کے موقع پر مدینہ کے تقریباً بہتر ۷۲ اشخاص نے منیٰ کی اس گھاٹی میں اپنے بت پرست ساتھیوں سے چھپ کر حضور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ اور یہ عہد کیا کہ ہم لوگ آپ کی اور اسلام کی حفاظت کے لئے اپنی جان قربان کر دیں گے۔ اس موقع پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے مدینہ والوں سے کہا کہ دیکھو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنے خاندان بنو ہاشم میں ہر طرح محترم اور باعزت ہیں ہم لوگوں نے دشمنوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر ہمیشہ ان کی حفاظت کی ہے اب تم لوگ ان کو اپنے وطن میں لے جانے کے خواہشمند ہو تو سن لو! اگر مرتے دم تک تم لوگ ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر ہے۔ ورنہ ابھی سے کنارہ کش ہو جاؤ۔

یہ سن کر **براء بن عازب** رضی اللہ تعالیٰ عنہ طیش میں آکر کہنے لگے کہ ہم لوگ تلوار کی گود میں پلے ہیں۔ حضرت **براء بن عازب** رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ حضرت **ابو الہیثم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بات کاٹتے ہوئے یہ کہا کہ: یارسول اللہ! ہم لوگوں کے یہودیوں سے پرانے تعلقات ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ ہمارے مسلمان ہو جانے کے بعد یہ تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب اللہ تعالیٰ آپ کو غلبہ عطا فرمائے تو آپ ہم لوگوں کو چھوڑ کر اپنے وطن مکہ چلے جائیں؟ یہ سن کر رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ تم لوگ اطمینان رکھو کہ تمہارا خون میرا خون ہے۔ اور یقین کرو کہ میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے۔ میں تمہارا ہوں، اور تم میرے ہو۔ تمہارا دشمن میرا دشمن اور تمہارا دوست میرا دوست ہے [2]

جب انصار یہ بیعت کر رہے تھے تو حضرت **سعد بن زرارہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا حضرت **عباس بن نضلہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ: میرے بھائیو! تمہیں یہ بھی خبر ہے کہ تم لوگ کس چیز پر بیعت کر رہے ہو؟ خوب سمجھ لو کہ یہ عرب و عجم کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے؟ انصار نے طیش میں آکر نہایت ہی پرجوش لہجے میں کہا کہ ہاں، ہاں ہم لوگ اسی پر بیعت کر رہے ہیں۔ بیعت ہو جانے کے بعد آپ نے اس جماعت میں بارہ آدمیوں کو نقیب (سردار) مقرر فرمایا ان میں نو آدمی قبیلۂ **خزرج** کے اور تین اشخاص قبیلۂ **اوس** کے تھے [3]

---

[1] ایضاً ایضاً ج ۱ ص ۳۱۶   [2] ایضاً ایضاً ج ۱ ص ۳۱۷

[3] زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۳۱۶ و سیرۃ المصطفیٰ ص ۱۵۹ و سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۴۲/۴۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہجرتِ مدینہ

مدینہ منورہ میں جب اسلام اور مسلمانوں کو پناہ مل گئی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو عام اجازت دیدی کہ وہ **مکہ** سے ہجرت کرکے مدینہ چلے جائیں۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت **ابو سلمہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کی ان کے بعد یکے بعد دیگرے دوسرے لوگ بھی مدینہ روانہ ہونے لگے جب کفار قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے روک ٹوک شروع کردی۔ مگر چھپ چھپا کر لوگوں نے ہجرت کا سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بہت سے صحابہ کرام مدینہ منورہ چلے گئے۔ صرف وہی حضرات مکہ میں رہ گئے۔ جو یا تو کافروں کی قید میں تھے۔ یا اپنی مفلسی کی وجہ سے مجبور تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چونکہ ابھی تک خدا کی طرف سے ہجرت کا حکم نہیں ملا تھا اس لئے آپ مکہ میں ہی مقیم رہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی آپ نے روک لیا تھا۔ لہذا یہ دونوں شمع نبوت کے پروانے بھی آپ ہی کے ساتھ مکہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

کفار کی کانفرنس

جب مکہ کے کافروں نے یہ دیکھ لیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے مددگار مکہ کے باہر مدینہ میں بھی ہو گئے اور مدینہ جانے والے مسلمانوں کو انصار نے اپنی پناہ میں لے لیا ہے تو کفار مکہ کو یہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی مدینہ چلے جائیں اور وہاں سے اپنے حامیوں کی فوج لیکر مکہ پر چڑھائی کردیں۔

چنانچہ اسی خطرہ کا دروازہ بند کرنے کے لئے کفار مکہ نے اپنے **دار الندوہ**، پنچایت گھر میں ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد کی۔ اور یہ کفار مکہ کا ایسا زبردست اجتماع تھا کہ مکہ کا کوئی بھی ایسا دانشور اور با اثر شخص نہ تھا جو اس کانفرنس میں شریک نہ ہوا ہو۔ شیطان لعین بھی کمبل اوڑھے ایک بزرگ شیخ کی صورت میں آگیا۔ قریش کے سرداروں نے نام و نسب پوچھا تو بولا کہ "میں شیخ نجدی ہوں" اس لئے میں اس کانفرنس میں آگیا ہوں۔ کہ میں بھی تمہارے معاملے میں اپنی رائے پیش کروں۔ یہ سنکر قریش کے سرداروں نے ابلیس لعین کو بھی اپنی کانفرنس میں شریک کرلیا اور کانفرنس کی کارروائی شروع ہوگئی۔

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ پیش ہوا تو **ابخترى** نے یہ رائے دی کہ ان کو کسی کوٹھری میں بند کردیا جائے۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ایک سوراخ سے کھانا پانی دیا جائے۔

ابو الاسود ربیعہ بن عمرو عامری نے مشورہ دیا کہ ان کو مکہ سے نکال دیا جائے تاکہ یہ کسی دوسرے شہر میں جاکر رہیں اس طرح ہم کو ان کے تبلیغ سے نجات مل جائے گی۔

شیخ نجدی نے ان تمام مشوروں کو کاٹ دیا اور کہا کہ یہ تجاویز نہایت فرسودہ ہیں۔

ابو جہل بولا کہ صاحبو! میرے ذہن میں ایک رائے ہے جو اب تک کسی کو نہیں سوجھی۔ یہ سن کر سب کے کان کھڑے ہو گئے اور سب نے بڑے اشتیاق کے ساتھ پوچھا کہ کہئے وہ کیا ہے؟ ــــ تو **ابو جہل** نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ کا ایک

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مشہور ہیا۔ تلوار لیکر اٹھ کھڑا ہو اور سب یک بارگی حملہ کر کے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو قتل کر ڈالے اس تدبیر سے خون کرنے کا جرم تمام قبیلوں کے سر پر رہے گا. ظاہر ہے کہ خاندان بنو ہاشم اس خون کا بدلہ لینے کی تمام قبیلوں سے طاقت نہیں رکھتے اس لئے یقیناً وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم لوگ مل جل کر آسانی کے ساتھ خون بہا کی رقم ادا کردیں گے۔ ابوجہل کی یہ خونی تجویز سنکر شیخ نجدی (شیطان) مارے خوشی کے اچھل پڑا اور کہا کہ بیشک یہ تدبیر بالکل درست ہے اس کے سوا اور کوئی تجویز قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ تمام شرکائے کانفرنس نے اتفاق رائے سے اس تجویز کو پاس کر دیا۔ اور مجلس شوریٰ برخواست ہوگئی۔ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں اسی واقعہ کا ذکر اس طرح ہے۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ ط وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ہ	اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر دیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر [1]

واقعہ ہجرت

جب کفار مکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل پر اتفاق کر کے کانفرنس ختم کر چکے اور اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوگئے تو حضرت جبریل علیہ السلام رب العالمین کا حکم لے کر نازل ہوگئے کہ اے محبوب! آج رات کو آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں اور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جائیں۔ چنانچہ عین دوپہر کے وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ: سب گھر والوں کو ہٹا دو، کچھ مشورہ کرنا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان۔ یہاں آپ کی اہلیہ حضرت عائشہ صدیقہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ اس وقت حضرت عائشہ سے حضور کی شادی ہو چکی تھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کی اجازت عطا فرما دی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے بھی ہمراہی کا شرف عطا فرمائیے۔ آپ نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار مہینے سے دو اونٹنیاں ببول کی پتی کھلا کھلا کر تیار کی تھیں کہ ہجرت کے وقت یہ سواری کے کام آئیں گی۔ عرض کیا یا رسول اللہ ان میں سے ایک اونٹنی آپ قبول فرمالیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قبول ہے مگر قیمتاً، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے با دل ناخواستہ فرمان رسالت سے مجبور ہو کر قبول کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو اس وقت بہت کم عمر تھیں۔ لیکن ان کی بڑی بہن حضرت بی بی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سامان سفر درست کیا اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کافر کو جس کا نام عبد اللہ بن اُریقط تھا۔ اور جو راستوں کا ماہر تھا راہنمائی کے لئے اجرت پر نوکر رکھا اور ان دونوں اونٹوں کو اس کے سپرد کر کے فرمایا کہ تین راتوں کے بعد وہ ان دونوں اونٹوں کو لیکر غار ثور کے پاس آجائے۔ یہ سارا انتظام کر لینے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مکان پر تشریف لائے۔ [2]

---

[1] کنز الایمان ۹ ع ۱۷

[2] بخاری شریف ج ۱ ص ۵۵۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کاشانۂ نبوت کا محاصرہ

کفارِ مکہ نے اپنے پروگرام کے مطابق کاشانۂ نبوت کو گھیر لیا اور انتظار کرنے لگے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو جائیں تو ان پر قاتلانہ حملہ کیا جائے اس وقت گھر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس صرف **علی مرتضیٰ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے کفار مکہ اگرچہ **رحمت عالم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے۔ مگر اس کے باوجود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امانت و دیانت پر کفار کو اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنے قیمتی مال و اسباب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس امانت رکھتے تھے۔ چنانچہ اس وقت بھی بہت سی امانتیں کاشانۂ نبوت میں تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت **علی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم میری سبز رنگ کی چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو اور میرے چلے جانے کے بعد تم قریش کی تمام امانتیں ان کے مالکوں کو سونپ کر مدینہ چلے آنا ــ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بستر نبوت پر جان ولایت کو سلا کر ایک مٹھی خاک ہاتھ میں لی اور سورہ یٰسین کی ابتدائی آیتوں کو تلاوت فرماتے ہوئے کاشانۂ نبوت سے باہر تشریف لائے اور محاصرہ کرنے والے کافروں کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے مجمع سے صاف نکل گئے۔ نہ کسی کو نظر آئے نہ کسی کو کچھ خبر ہوئی۔ ایک دوسرا شخص جو اس مجمع میں موجود نہ تھا اس نے ان لوگوں کو خبر دی کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تو یہاں سے نکل گئے اور چلتے وقت تمہارے سروں پر خاک ڈال گئے ہیں؟ چنانچہ ان کوربختوں نے اپنے سروں پر ہاتھ پھیرا تو واقعی ان کے سروں پر خاک اور دھول پڑی ہوئی تھی [1]

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کاشانۂ نبوت سے نکل کر مقام حزورہ کے پاس کھڑے ہوگئے۔ اور بڑی حسرت کے ساتھ کعبہ شریف کو دیکھ کر فرمایا:

"اے شہر مکہ تو مجھ کو تمام دنیا سے پیارا ہے اگر قوم مجھ کو تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور جگہ سکونت پذیر نہ ہوتا:

حضرت **ابوبکر صدیق** رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی جگہ آگئے اور اس خیال سے کہ کفار مکہ ہمارے قدموں کے نشان سے ہمارا راستہ پہچان کر ہمارا پیچھا نہ کریں۔ پھر یہ بھی دیکھا کہ **حضور اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے نازک زخمی ہوگئے ہیں۔ حضرت **ابوبکر صدیق** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اپنے کاندھوں پر سوار کر لیا۔ اور اس طرح خاردار جھاڑیوں اور نوکدار پتھروں والی پہاڑیوں کو روندتے ہوئے اسی رات غار ثور پہنچے۔ [2]

سو اونٹ کا انعام

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو غار ثور میں تشریف فرما ہوگئے ادھر کاشانۂ نبوت کا محاصرہ کرنے والے کفار مکہ جب صبح کو مکان میں داخل ہوئے تو بستر نبوت پر حضرت **علی کرم اللہ** تعالیٰ وجہہ الکریم تھے ظالموں نے تھوڑی دیر آپ سے پوچھ گچھ کر کے چھوڑ دیا پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاش و جستجو میں مکہ اور اطراف و جوانب کا چپہ چپہ چھان مارا۔ یہاں تک کہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار ثور تک پہنچے۔ مگر غار ثور کے منہ پر اس وقت خداوندی حفاظت کا پہرہ لگا ہوا تھا یعنی غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا اور کنارے پر کبوتری انڈے دے رہی تھی۔ یہ منظر دیکھ کر کفار قریش آپس میں کہنے لگے کہ اگر اس غار میں کوئی انسان موجود ہوتا تو نہ مکڑی

---

[1] مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۵۷

[2] مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۵۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جالاتنتی نہ کبوتری یہاں انڈے دیتی۔ کفار کی آہٹ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھبراہٹ کا اظہار فرمایا تو سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا مت گھبراؤ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اہل مکہ جب تھک ہار چکے تو اشتہار دیدیا کہ جو شخص محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو گرفتار کرکے لائے گا اس کو ایک سو اونٹ انعام ملے گا۔ اس گرانقدر انعام کے لالچ میں بہت سے لالچی لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے اور کچھ لوگ تو منزلوں دور تک تعاقب میں گئے۔

ام معبد کی بکری

دوسرے روز مقام قدید میں ام معبد **عاتکہ بنت خالد خزاعیہ** کے مکان پر آپ کا گزر ہوا ام معبد ایک ضعیفہ عورت تھیں جو اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھی رہا کرتی تھیں اور مسافروں کو کھانا پانی دیا کرتی تھیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے کچھ کھانا خریدنے کا قصد کیا۔ مگر ان کے پاس کوئی چیز موجود نہ تھی۔ اس کے بعد ان کی بکری کی جانب آپ نے دیکھا جو نہایت ہی لاغر تھی۔ آپ نے فرمایا کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ ام معبد نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم اجازت دو تو میں اس کا دودھ دوہ لوں!۔ انہوں نے اجازت دیدی اور آپ نے بسم اللہ پڑھ کر اس کے تھن کو ہاتھ لگایا تو اس کا تھن دودھ سے بھر گیا۔ اور اتنا دودھ نکلا کہ سب لوگ سیراب ہوگئے اور ام معبد کے تمام برتن دودھ سے بھر گئے یہ معجزہ دیکھ کر ام معبد اور ان کے خاوند دونوں مشرف بہ اسلام ہوگئے۔

ام معبد کی یہ بکری ۱۸ھ تک زندہ رہی اور برابر دودھ دیتی رہی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جب عام الرماد کا سخت قحط پڑا کہ تمام جانوروں کے تھنوں کا دودھ خشک ہوگیا۔ اس وقت بھی یہ بکری صبح و شام برابر دودھ دیتی رہی [1]

سراقہ کا گھوڑا

جب ام معبد کے گھر سے حضور ساقی کوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے کی جانب روانہ ہوئے تو مکہ کا ایک مشہور شہسوار سراقہ بن مالک بن جوشم تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوکر تعاقب کرتا نظر آیا۔ قریب پہنچ کر حملہ کرنے کا ارادہ کیا مگر اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گھوڑے سے گر پڑا۔ مگر سو اونٹوں کا انعام کوئی معمولی چیز نہ تھی۔ انعام کے لالچ نے اسے دوبارہ ابھارا اور وہ حملہ کی نیت سے آگے بڑھا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے پتھریلی زمین میں سراقہ کے گھوڑے کا پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ یہ معجزہ دیکھ کر خوف و دہشت سے کانپنے لگا اور امان۔ امان پکارنے لگا۔ آپ نے دعا فرمادی تو زمین نے اس کے گھوڑے کو چھوڑ دیا اس کے بعد سراقہ نے عرض کیا کہ مجھکو امن کا پروانہ لکھ دیجئے؟ چنانچہ آپ کے حکم سے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امن کا پروانہ لکھ دیا۔ سراقہ امن کی تحریر لیکر واپس لوٹ گیا اور جو راستے میں ملتا اس کو یہ کہہ کر لوٹا دیتا کہ میں نے بڑی دور تک تلاش کیا مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرف نہیں ہیں۔ سراقہ اس وقت تو مسلمان نہیں ہوئے مگر جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ اور جنگ طائف و حنین سے فارغ ہوکر جعرانہ میں پڑاؤ کیا تو سراقہ نے اسی پروانۂ امن کو لیکر اپنے قبیلہ کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ اسلام قبول کرلیا۔ [2]

---

[1] زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۳۴۶

[2] دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۱۱۵ و مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۶۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

شہنشاہ رسالت مدینہ میں

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کی خبر چونکہ مدینہ میں پہلے سے پہنچ چکی تھی اور عورتوں و بچوں تک کی زبانوں پر آپکی تشریف آوری کا چرچا تھا۔ اس لئے اہل مدینہ آپ کے دیدار کے لئے انتہائی مشتاق و بیقرار تھے۔ روزانہ صبح سے نکل نکل کر شہر کے باہر سراپا انتظار بنکر استقبال کے لئے تیار رہتے تھے اور جب دھوپ تیز ہوجاتی تو حسرت و افسوس کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاتے۔ ایک دن معمول کے مطابق اہل مدینہ آپ کی راہ دیکھ کر واپس جا چکے تھے کہ ناگہاں ایک یہودی نے اپنے قلعہ سے دیکھا کہ تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری مدینہ کے قریب آ پہنچی ہے۔ تو اس نے باآواز بلند پکارا کہ: اے مدینہ والو! لو تم جس کا روزانہ انتظار کرتے تھے وہ کاروانِ رحمت آگیا۔ یہ سنکر تمام انصار بدن پر ہتھیار سجا کر اور وجد و شادمانی سے بیقرار ہو کر دونوں عالم کے تاجدار کا استقبال کرنے کیلئے اپنے گھروں سے نکل پڑے اور نعرۂ تکبیر کی آوازوں سے تمام شہر گونج اٹھا[1]

مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر جہاں آج مسجد قبا بنی ہوئی ہے بارہ ربیع الاول کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے اور قبیلۂ عمرو بن عوف کے خاندان میں حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں تشریف فرما ہوئے۔ اکثر صحابۂ کرام جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ہجرت کرکے مدینہ منورہ آئے ہوئے تھے وہ لوگ بھی اس مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بھی حکم نبوی کے مطابق قریش کی امانتیں لوٹا کر تیسرے دن مکہ سے چل پڑے تھے۔ وہ بھی مدینہ آگئے اور اسی مکان میں قیام فرمایا اور حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے خاندان والے ان تمام مقدس مہمانوں کی مہمان نوازی میں دن رات مصروف رہنے لگے۔

مدنی زندگی

ہجرت کا پہلا سال سنہ ۱ھ

مسجد قبا قبا میں سب سے پہلا کام ایک مسجد کی تعمیر تھی۔ اس مقصد کیلئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک زمین کو پسند فرمایا جہاں خاندان عمرو بن عوف کی کھجوریں سکھائی جاتی تھیں۔ اسی جگہ آپ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔ یہی وہ مسجد ہے جو آج بھی مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے اور جس کی شان میں قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ

یقیناً وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے۔ وہ اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس مسجد میں ایسے

---

[1] مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۶۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ (توبہ) لوگ ہیں جنکو پاکی پسند ہے اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

اس مبارک مسجد کی تعمیر میں صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی بہ نفس نفیس اپنے دست مبارک سے بڑے بڑے پتھر کو اٹھاتے جس سے جسم مبارک خم ہو جاتا[1]

مسجد الجمعہ

چودہ یا چوبیس روز کے قیام میں مسجد قبا کی تعمیر فرما کر جمعہ کے دن آپ قبا سے شہر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں قبیلہ بنی سالم کی مسجد میں پہلا جمعہ آپ نے پڑھا۔ یہی وہ مسجد ہے جو آج تک مسجد الجمعہ کے نام سے مشہور ہے۔ اہل شہر کو خبر ہوئی تو ہر طرف سے لوگ جذباتِ شوق میں مشتاقانہ استقبال کیلئے دوڑ پڑے۔ **بنو النجار** ہتھیار لگائے قبا سے شہر تک دو رویہ صفیں باندھے مستانہ وار چل رہے تھے۔ اور **حضور اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راستے میں تمام قبائل کی محبت کا شکریہ ادا کرتے اور سب کو خیر و برکت کی دعائیں دیتے ہوئے جا رہے تھے شہر قریب آگیا تو اہل مدینہ کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ پردہ نشین خواتین مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئیں اور یہ استقبالیہ اشعار پڑھنے لگیں کہ:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ ؎ وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَیْنَا مَا دَعیٰ لِلّٰهِ دَاعِی

ہم پر چاند طلوع ہو گیا وداع کی گھاٹیوں سے ۔ ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک کہ اللہ سے دعا مانگنے والے دعا مانگتے رہیں[2]

ابو ایوب انصاری کا مکان

تمام قبائل انصار جو راستہ میں تھے انتہائی جوش و مسرت کیساتھ اونٹنی کی مہار تھام کر عرض کرتے کہ: یا رسول اللہ! آپ ہمارے گھر کو شرف نزول بخشیں۔ مگر آپ ان سب محبین سے یہی فرماتے کہ میری اونٹنی کی مہار چھوڑ دو جس جگہ خدا کو منظور ہوگا اسی جگہ میری اونٹنی بیٹھ جائے گی۔ چنانچہ جس جگہ آج مسجد نبوی شریف ہے اس کے پاس حضرت **ابو ایوب انصاری** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان تھا اسی جگہ **حضور اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ اور حضرت **ابو ایوب** انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی اجازت سے آپ کا سامان اٹھا کر اپنے گھر لے گئے اور حضور **اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں کے مکان پر قیام فرمایا[3]

تعمیر مسجد نبوی

مدینہ میں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں مسلمان باجماعت نماز پڑھ سکیں اس لئے مسجد کی تعمیر نہایت ضروری تھی **حضور اقدس** صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام گاہ کے قریب ہی **بنو نجار** کا ایک باغ تھا آپ نے مسجد تعمیر کرنے کے لئے اس باغ کو قیمت دیکر خریدنا چاہا۔ ان لوگوں نے یہ کہہ کر کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم خدا ہی سے اس کی قیمت (اجر و ثواب) لیں گے۔ مفت میں یہ زمین مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کر دی۔ لیکن چونکہ یہ زمین اصل میں دو یتیموں کی تھی آپ نے ان دونوں یتیم بچوں کو طلب فرمایا۔ ان یتیم بچوں نے بھی زمین مسجد کے لئے نذر کرنی چاہی۔ مگر حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال سے آپ نے اسکی قیمت ادا فرما دی[4]

---

[1] وفاء الوفا ج ۱ ص ۱۸۰
[2] مدارج النبوہ ج ۲ ص ۶۲
[3] زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۳۵۹/۳۶۰
[4] ایضاً ایضاً ص ۶۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

رخصتی حضرت عائشہ صدیقہ

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نکاح تو ہجرت سے قبل ہی کہ میں ہو چکا تھا مگر ان کی رخصتی ہجرت کے پہلے ہی سال مدینہ میں ہوئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک پیالہ دودھ سے لوگوں کی دعوت ولیمہ فرمائی [1]

اذان کی ابتداء

مسجد نبوی کی تعمیر ہو گئی۔ مگر لوگوں کو نمازوں کے وقت جمع کرنیکا کوئی ذریعہ نہیں تھا جس سے نماز با جماعت کا انتظام ہوتا۔ اس سلسلہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا۔ بعض نے نمازوں کے وقت **آگ** جلانے اور **ناقوس** بجانے کا مشورہ دیا۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے ان طریقوں کو پسند نہیں فرمایا۔ حضرت **عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تجویز پیش کی کہ ہر نماز کے وقت آدمی کو بھیج دیا جائے جو پوری مسلم آبادی میں نماز کا اعلان کر دے۔ **حضور اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی رائے کو پسند فرمایا اور حضرت **بلال** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ نمازوں کے وقت لوگوں کو پکار دیا کریں چنانچہ الصلوٰۃ جامعۃ کہہ کر پانچوں نمازوں کے وقت اعلان کرتے تھے۔ اس درمیان میں ایک صحابی حضرت **عبداللہ بن زید** انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ اذان شرعی کے الفاظ کوئی سنا رہا ہے۔ اس کے بعد **حضور اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت **عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ کو بھی اس قسم کے خواب نظر آئے۔ **حضور اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو منجاب اللہ سمجھ کر قبول فرمایا اور حضرت **عبداللہ بن زید** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم بلال کو اذان کے کلمات سکھادو کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں۔ چنانچہ اسی دن سے شرعی اذان کا طریقہ (جو آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا) شروع ہو گیا [2]

یہودیوں سے معاہدہ

مدینہ میں انصار کے علاوہ بہت سے یہودی بھی آباد تھے۔ ان یہودیوں کے تین قبیلے بنی قینقاع، بنو نضیر و بنو **قریظہ** مدینہ کے اطراف میں آباد تھے اور نہایت مضبوط محلات اور مستحکم قلعے بنا کر رہتے تھے۔ ہجرت سے پہلے یہود و انصار میں ہمیشہ اختلاف رہتا تھا۔ اور وہ اختلاف اب بھی موجود تھا انصار کے دونوں قبیلے اوس و خزرج بہت کمزور ہو چکے تھے کیونکہ مشہور لڑائی جنگ **بعاث** میں ان دونوں قبیلوں کے بڑے بڑے سردار اور نامور بہادر آپس میں لڑ کر قتل ہو چکے تھے۔ اور یہودی ہمیشہ اس قسم کی تدبیروں اور شرارتوں میں لگے رہتے تھے کہ انصار کے یہ دونوں قبائل ہمیشہ ٹکراتے رہیں اور کبھی بھی متحد نہ ہونے پائیں ان وجوہات کی بنا پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہودیوں اور مسلمانوں کے آئندہ تعلقات کے بارے میں ایک معاہدہ کی ضرورت محسوس فرمائی تاکہ دونوں فریق امن و سکون کے ساتھ رہیں اور آپس میں کوئی تصادم اور ٹکراؤ نہ ہونے پائے۔ چنانچہ آپ نے انصار اور یہود کو بلا کر معاہدہ کی ایک دستاویز لکھوائی جس پر دونوں فریق کے دستخط ہو گئے اس معاہدہ کی دفعات کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

(۱) خون بہا اور فدیہ کا جو طریقہ پہلے سے چلا آتا تھا اب بھی وہ قائم رہے گا (۲) یہودیوں کو مذہبی آزادی حاصل رہے گی ان کی مذہبی رسوم میں کوئی دخل اندازی نہیں کی جائے گی (۳) یہودی اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے (۴) یہودی اور

---

[1] ایضاً ایضاً،

[2] زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۳۷۶ و بخاری

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مسلمان کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا ⑤ اگر مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو دونوں فریق ملکر حملہ آور کا مقابلہ کریں گے ⑥ کوئی فریق قریش اور ان کے مددگاروں کو پناہ نہیں دے گا ⑦ کسی دشمن سے اگر ایک فریق صلح کریگا تو دوسرا فریق بھی اس صلح میں شامل ہوگا۔ لیکن مذہبی لڑائی اس سے مستثنیٰ رہے گی [1]

ہجرت کا دوسرا سال ۲ھ

پہلی ہجری کی طرح ۲ھ میں بھی بے شمار اہم واقعات وقوع پذیر ہوئے جن کی ہلکی سی جھلک بخوف طوالت آپ کے سامنے رکھتا ہوں ● اسی سال قبلہ کی تبدیلی ہوئی کہ سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس قبلہ رہا ● اسی سال ۱۲ صفر کو رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفار کے مقابلہ میں تلوار اٹھانے کی اجازت دی ● اسی سال جہاد کی آیت نازل ہونے کے بعد سب سے پہلے جو ایک لشکر کفار کے مقابلے کے لئے روانہ فرمایا اس کا نام سریۂ حمزہ رکھا۔ ● اسی سال سریہ عبیدہ بن الحارث میں اسی مہاجرین کیساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبیدہ بن الحارث کو سفید جھنڈے کے ساتھ امیر بنا کر رابغ کی طرف روانہ کیا۔ مگر تمام کفار ڈر کر بھاگ گئے ● اسی سال ذوالعقدہ میں سریۂ سعد بن ابی وقاص رونما ہوا ● اسی سال غزوۂ ابواء رونما ہوا یہ سب سے پہلا غزوہ ہے جس میں پہلی مرتبہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہاد کے ارادہ سے ماہ صفر ۲ھ میں مہاجرین کے ساتھ نکلے اور پندرہ روز کے بعد مدینہ واپس آئے۔ ابولہب کی عبرتناک موت ہوئی ● اسی سال غزوۂ بنی قینقاع ہوا غزوۂ بواط، غزوۂ سفوان، غزوہ ذی العشیرہ، سریہ عبداللہ بن جحش رونما ہوا ● اسی سال جنگ بدر ہوئی جس میں کل چودہ مسلمان شہید ہوئے۔ چھ مہاجرین اور آٹھ انصار۔ جس جنگ نے اسلام کی عظمت کو دنیا کے سامنے دن کے دوپہر کی طرح روشن کر دیا ● اسی سال روزہ، زکوٰۃ کی فرضیت کے احکام نازل ہوئے ● اسی سال عیدالفطر کی نماز جماعت کے ساتھ عیدگاہ میں ادا کی گئی ● اسی سال حضرت فاطمہ کی شادی ہوئی ● اسی سال صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم جاری ہوا ● اسی سال دس ذوالحجہ بقرعید کی نماز ادا فرمائی اور نماز کے بعد آپ نے دو مینڈھوں کی قربانی فرمائی ● اسی سال غزوہ سویق غزوہ قرقرالکدر، غزوہ نجران وغیرہ واقع ہوئے [2]

ہجرت کا تیسرا سال ۳ھ

● اس سال کا سب سے بڑا واقعہ جنگ احد ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۴ شوال کو بعد نماز جمعہ مدینہ سے روانہ ہوئے اور جس جنگ میں حضرت حمزہ حضرت حنظلہ حضرت مصعب بن عمیر، زیاد بن مسکن رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شہید ہوئے۔ اس میں کل ستر "۷۰" صحابہ کرام نے جام شہادت نوش فرمایا جن میں چار "۴" مہاجرین اور چھیاسٹھ "۶۶" انصار تھے اور تیس کفار بھی نہایت ذلت کے ساتھ جہنم رسید ہوئے ● اسی جنگ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دو "۲" دندان مبارک شہید ہوئے اور نیچے کا مقدس ہونٹ زخمی ہوا ● اسی جنگ میں ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلیجہ چبایا ● اسی سال غزوہ

---

[1] سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۵۰۱ / ۵۰۲

[2] زرقانی علی المواہب / مدارج النبوہ ج ۲ / بخاری وغیرہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

غطفان ربیع الاول میں واقع ہوا ● اسی سال دعثور نامی کافر نے آپ پر تلوار کھینچ کر کہا کہ اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ اسی سال ۱۵ رمضان کو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی ● اسی سال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بی بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا ● اسی سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی ● اسی سال میراث کے احکام وقوانین نازل ہوئے ● اسی سال ہمیشہ کے لئے مشرکہ عورتوں کا نکاح مسلمانوں پر حرام کر دیا گیا[1]

ہجرت کا چوتھا سال ۴ھ

اسی سال سریۂ ابو سلمہ یکم محرم کو واقع ہوا مگر کفار خوف سے کافی مال واسباب چھوڑ کر بھاگ گئے ● اسی سال سریہ عبد اللہ بن انیس، حادثۂ رجیع واقع ہوا ● اسی سال ماہ صفر میں بیر معونہ کا مشہور واقعہ پیش آیا ● اسی سال غزوۂ بنو نضیر و بدر صغریٰ رونما ہوا ● اسی سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے حضرت عبد اللہ بن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوئی ● اسی سال ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوئی ● اسی سال آپ نے ام المومنین حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقد نکاح فرمایا ● اسی سال حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی فاطمہ بنت اسد کا وصال ہوا ● اسی سال حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی ● اسی سال ایک یہودی نے ایک یہودیہ عورت کے ساتھ زنا کیا تو یہودیوں نے یہ مقدمہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا تو آپ نے توراۃ وقرآن دونوں کتابوں کے فرمان کے مطابق اس کو سنگسار کرنے کا فیصلہ فرمایا ● اسی سال طعمہ بن ابیرق نے جو مسلمان تھا چوری کی تو آپ نے قرآن کے حکم سے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔

اور بعض مورخین کے نزدیک شراب کی حرمت کا حکم بھی اسی سال نازل ہوا، اور بعض ۳ھ اور بعض کے نزدیک ۶ھ میں شراب حرام کی گئی[2]

ہجرت کا پانچواں سال ۵ھ

● اسی سال غزوۂ ذات الرقاع پیش ہوا جس غزوہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار سو جاں نثاروں کے ساتھ گئے مگر کفار بھاگ گئے چند عورتیں ملیں جن کو گرفتار کر لیا گیا ● مشہور امام سیرت ابن اسحٰق کا قول ہے کہ سب سے پہلے اسی غزوہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صلوٰۃ الخوف پڑھی ● اسی سال ربیع الاول شریف میں غزوۂ دومۃ الجندل واقع ہوا جس میں ایک ماہ تک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ سے باہر رہے ● اسی سال ۲ شعبان کو غزوہ مریسیع پیش ہوا جس میں ایک مسلمان شہید ہوئے، دس کفار مارے گئے اور سات سو سے زائد کفار گرفتار کئے گئے۔ دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں مال غنیمت میں صحابۂ کرام کو ہاتھ آیا ● اسی سال حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور

---

[1] زرقانی علی المواہب، مدارج النبوہ، بخاری وغیرہ [2] ایضاً ایضاً ایضاً

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا ● اسی سال واقعہ **افک** ہوا اور سورہ نور سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ کی طہارت کا اعلان ہوا۔ ● اسی سال آیت تیمم نازل ہوئی۔ ● اسی سال جنگ **خندق** واقع ہوئی۔ جس میں صرف چھ مسلمان شہید ہوئے۔
● اسی سال **عمرو بن عبدود** مارا گیا جو جنگ بدر میں زخمی ہو کر بھاگ نکلا تھا اور جو ایک ہزار سواروں کے برابر بہادر مانا جاتا تھا ● اسی سال نوفل مارا گیا ● اسی سال حضرت **سعد ابن معاذ** جنگ **خندق** میں شہید ہوئے جن کی شہادت پر سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: **ابن معاذ** کی شہادت سے عرش الٰہی ہل گیا ● اسی سال خندق کی واپسی میں غزوہ **بنی قریظہ** واقع ہوا ● اسی سال نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا ● اسی سال مسلمان عورتوں پر، پردہ فرض ہوا ● اسی سال حد **قذف** (کسی پر زنا کی تہمت لگانے کی سزا) اور لعان وظہار کے احکام نازل ہوئے [1]

ہجرت کا چھٹا سال ۶ھ

● اسی سال واقعہ **بیعت الرضوان** اور **صلح حدیبیہ** واقع ہوا ● اسی سال سرکار نے سلاطین عالم کے نام دعوتِ اسلام روانہ فرمائی
● اسی سال سریہ نجد واقع ہوا ● اسی سال **ابو رافع** جو اسلام کا زبردست دشمن اور بارگاہ رسالت کا بدترین گستاخ اور بے ادب تھا قتل کر دیا گیا ● اسی سال **صلح حدیبیہ** سے قبل چند چھوٹے چھوٹے لشکروں کو حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مختلف اطراف میں روانہ فرمایا تاکہ وہ کفار کی مدافعت کرتے رہیں جن کے نام اس طرح ہیں۔ سریہ قرطا، غزوہ بنی لحیان سریۃ الغمر، سریہ علی بجانب جموم، سریہ زید بجانب عیص، سریہ زید وادی القریٰ، سریہ علی بجانب بنی سعد، سریہ زید بجانب ام قرفہ، سریہ ابن رواحہ، سریہ ابن مسلمہ، سریہ زید بجانب طرف، سریہ عکل وعرینہ، سریہ ضمری ● اسی سال قریش نے ابو سفیان کو مدینہ بھیجا کہ ہم صلحنامہ حدیبیہ میں اپنی شرط سے دست بردار ہو گئے اور آپ **ابو بصیر** کو مدینہ بلالیں [2]

ہجرت کا ساتواں سال ۷ھ

● اسی سال غزوہ **ذات القرد** غزوہ خیبر کے لئے روانہ ہونے سے **تین روز قبل** واقع ہوا ● اسی سال غزوہ خیبر محرم کے مہینے میں واقع ہوا جسمیں قلعہ ناعم کے فتح کرنے میں پچاس مسلمان زخمی ہوئے۔ مگر فتح حاصل ہوئی ● اسی سال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا ● اسی سال **سلام بن مشکم** یہودی کی بیوی زینب نے رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت کی اور گوشت میں زہر ملا کر دیا مگر خدا کے حکم سے بوٹی نے علی الاعلان آپ سے کہا یا رسول اللہ مجھے تناول نہ فرمائیں۔ اس لئے کہ مجھ میں زہر ملا دیا ہے ● اسی سال خیبر کے موقع پر مندرجہ ذیل فقہی مسائل کی حضور عالم ماکان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبلیغ فرمائی:

(۱) پنجہ دار پرندوں کو حرام فرمایا (۲) تمام درندہ جانوروں کی حرمت کا اعلان فرمایا (۳) گدہا اور خچر حرام کیا گیا

---

[1] ایضاً ایضاً ایضاً ایضاً [2] زرقانی علی المواہب، مدارج النبوہ، مسلم و بخاری وغیرہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

④ عورتوں سے متعہ کرنا حرام کیا گیا ⑤ چاندی سونے کی خرید و فروخت میں کمی بیشی کے ساتھ خریدنے اور بیچنے کو حرام فرمایا۔ اسی سال **وادی القریٰ** کی جنگ واقع ہوئی ● فدک کی صلح اسی سال ہوئی ● اسی سال **رحمت عالم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے **عمرۃ القضا** فرمایا ● اسی سال **عمرۃ القضا** کے سفر میں **حضور اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا[1]

ہجرت کا آٹھواں سال ۸ھ

● اسی سال جنگ **موتہ** کا واقعہ ہوا جس میں صرف تین ہزار مسلمانوں نے ایک لاکھ لشکر کفار سے مقابلہ کیا اور حضور رحمت دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ میں صحابۂ کرام کو جنگ کے حالات بتلاتے رہے: دیکھو! اب جھنڈا زید نے لیا وہ شہید ہو گئے۔ پھر جعفر نے جھنڈا اٹھایا وہ بھی شہید ہو گئے، پھر عبداللہ بن رواحہ علمبردار بنے وہ بھی شہید ہو گئے۔ یہاں تک کہ جھنڈے کو خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد ابن ولید) نے اپنے ہاتھوں میں لیا یہ خبریں حضور عالم ما کان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام کو سناتے رہے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے ● اسی سال جنگ **موتہ** اور **فتح مکہ** کے درمیان چھوٹی چھوٹی جماعتوں کو کفار کی مدافعت کے لئے مختلف مقامات پر بھیجا جن کے نام یہ ہیں: ذات السلاسل، **سریۃ الخبط**، سریہ **ابوقتادہ نجد** سریہ **ابوقتادہ** اضم، مگر ان میں سریۃ الخبط زیادہ مشہور ہے اس سفر میں صحابۂ کرام لگ بھگ ایک ماہ مدینہ سے باہر رہے اور بھوک کی شدت سے درخت کے پتے کھاتے تھے کہ اچانک سمندر سے ایک ایسی مچھلی باہر آئی جو ایک پہاڑ کی مانند تھی جس کو تین سو[300] صحابہ کرام اٹھارہ دنوں تک کھاتے رہے اور واپسی پر اس کے گوشت کو کاٹ کاٹ کر مدینہ منورہ تک لائے اور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ غیب سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے رزق کا سامان مہیا کیا تھا جس کو آپ نے تناول فرمایا ● اسی سال ۸ھ مطابق جنوری ۶۳۰ء میں مکہ فتح ہوا ● اسی سال حالتِ سفر میں روزہ رکھنا موقوف ہوا ● اسی سال حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام میں داخل ہوئے ● اور اسی سال حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا ● اسی سال جنگ **حنین** واقع ہوئی ● اسی سال جنگ **اوطاس** اور **طائف** کا محاصرہ ہوا۔

● اسی سال طائف سے محاصرہ اٹھا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **جعرانہ** تشریف لائے یہاں اموال غنیمت کا بہت بڑا ذخیرہ تھا جو بیس ہزار[24000] اونٹ چالیس ہزار[40000] سے زائد بکریاں، کئی من چاندی اور چھ ہزار قیدی۔ ان تمام مالوں کو تقسیم فرمایا۔

● اسی سال حضرت **ابراہیم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ماریہ **قبطیہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم مبارک سے تولد ہوئے ● اسی سال حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وفات پائیں ● اسی سال مسجد نبوی میں منبر رکھا گیا[2]

ہجرت کا نواں سال ۹ھ

● اسی سال **آیۃ تخییر و ایلا** کا حکم آیا ● اسی سال زکوٰۃ وصدقات کی وصولی کے لئے عاملوں کو مختلف قبائل میں بھیجا گیا ● اسی

---

[1] شمائل ترمذی و بخاری، زرقانی علی المواہب، مدارج النبوہ وغیرہ [2] بخاری شریف، زرقانی علی المواہب، مدارج النبوہ وغیرہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

سال عَدی بن حاتم طائی اور اس کی بہن نے اسلام قبول کیا ● اسی سال جنگ تبوک رونما ہوا جس میں تیس ہزار صحابۂ کرام شریک ہوئے اور جن کی ہیبت سے رومیوں کے اندر سراسیمگی چھاگئی اور وہ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اسی سال منافقوں کی بنائی ہوئی مسجد ضرار کو منہدم کرکے آگ لگانے کا حکم اترا ● اسی سال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر حج بنائے گئے ● اسی سال زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا ● اسی سال غیر مسلموں سے جزیہ لینے کا حکم نازل ہوا۔ ● اسی سال سود کی حرمت نازل ہوئی ● اسی سال شاہ حبش حضرت اصحمہ کا وصال ہوا ● اسی سال منافقوں کا سردار عبداللہ ابن ابی مرگیا ● اسی سال مختلف وفود عرب نے آپ کی بارگاہ میں آکر اسلام قبول کیا [1]

ہجرت کا دسواں سال ۱۰ھ

● اسی سال آپ نے حجۃ الوداع ادا فرمایا ● اسی سال حجۃ الوداع کے بعد میدان عرفات میں آپ نے ایک عظیم خطبہ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہوکر فرمایا ● اسی سال منیٰ میں بھی ایک طویل خطبہ آپ نے دیا جس میں عرفات کے خطبہ کی طرح بہت سے مسائل و احکام کا اعلان فرمایا ● اسی سفر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غدیر خم کا خطبہ دیا [2]

ہجرت کا گیارہواں سال ۱۱ھ

● اسی سال جیش اسامہ (سریہ اسامہ) واقع ہوا یہ سب سے آخری فوج ہے جس کے روانہ کرنے کا حکم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ۲۶ صفر ۱۱ھ دوشنبہ کے دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رومیوں سے جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور دوسرے دن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلاکر فرمایا کہ: میں نے تم کو اس فوج کا امیر لشکر مقرر کیا"، حضرت اُسامہ اپنی فوج میں تشریف لے گئے اور ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو کوچ کرنے کا اعلان فرمادیا۔ فوج کی تیاری ہی کے وقت خبر ملی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نزع کی حالت میں ہیں۔ یہ خبر سن کر حضرت اسامہ فوراً مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ آپ سکرات کے عالم میں ہیں اور اسی دن دوپہر یا سہ پہر کے وقت آپ کا وصال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

● اسی سال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسند خلافت پر رونق افروز ہونے کے بعد لشکر اسامہ کو روانہ فرمایا یہ لشکر اسلام فتحیابی سے ہم کنار ہوکر بے شمار مال غنیمت لے کر چالیس دن کے بعد مدینہ منورہ واپس آیا [3]

---

[1] مدارج النبوۃ [2] ایضاً ایضاً ایضاً [3] زرقانی علی المواہب، مدارج النبوہ، بخاری وغیرہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اعجاز مصطفائی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حسن یوسف، دم عیسٰی، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرت علامہ **جلال الدین** سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معجزات نبوت پر ایک ضخیم کتاب **خصائص کبریٰ** لکھی ہے جس میں ایک ہزار معجزوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ علامہ **یوسف بن اسمٰعیل** نبہانی نے **حجۃ اللہ علی العالمین** میں کثیر معجزات ذکر کئے ہیں۔ اسی طرح اور مورخوں نے بھی لکھا ہے چنانچہ تین ہزار معجزے مشہور کتابوں میں پائے جاتے ہیں اور ائمہ صادقین سے مروی ہے کہ تین لاکھ معجزے آپ سے صادر ہوئے۔ تبرکاً چند معجزات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

شق القمر

صحیح بخاری و مسلم میں بصراحت تامہ یہ قصہ مذکور ہے کہ رات کے وقت کفار قریش نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی نشانی طلب کی، جو آپ کی نبوت پر شاہد ہو آپ نے اس کو یہ معجزہ دکھایا کفار کے علاوہ جلیل القدر صحابہ کرام نے بھی بچشم خود دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا اور اس کا ایک ٹکڑا ایک پہاڑ پر اور دوسرا ٹکڑا دوسرے پہاڑ پر ہے۔ یہ وہ معجزہ ہے جو کسی دوسرے پیغمبر کے لئے وقوع میں نہیں آیا۔ اور بطریق تواتر ثابت ہے۔

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی (اعلیحضرت)

رد الشمس

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ مقام صہباء میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عصر ادا فرما کر مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانوئے اقدس پر سر مبارک رکھ کر آرام فرمانے لگے کہ اسی درمیان میں **وحی** کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے ابھی نماز عصر ادا نہ فرمائی تھی۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ نماز عصر نہیں پڑھی ہے؟ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے عصر نہیں پڑھی۔ اس پر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ کَانَ فِیْ طَاعَتِکَ وَطَاعَۃِ رَسُوْلِکَ فَارْدُدْ عَلَیْہِ الشَّمْسَ یعنی اے میرے پروردگار! یہ تیری طاعت اور تیرے رسول کی طاعت میں تھا۔ تو اس کے لئے آفتاب کو واپس لا۔ حضرت **اسماء** فرماتی ہیں کہ میں نے آفتاب کو دیکھا کہ غروب ہوگیا تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ غروب ہونے کے بعد نکل آیا اور اس کی شعاع پہاڑوں اور زمین پر پڑنے لگی [1] رد الشمس کی طرح حبس الشمس (یعنی سورج کا رک جانا) بھی آپ کے لئے وقوع میں آیا۔

مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے (اعلیٰ حضرت)

---

[1] شفاء شریف، مواہب لدنیہ، خصائص کبریٰ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مردوں کو زندہ کرنا

امام بیہقی نے دلائل النبوت میں روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعوت اسلام دی اس نے جواب دیا کہ میں آپ پر ایمان اس وقت لاؤں گا جبکہ میری مردہ بیٹی زندہ کر دی جائے؟ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ مجھے اس کی قبر دکھا۔ اس نے آپ کو اپنی بیٹی کی قبر دکھائی تو آپ نے اس لڑکی کا نام لے کر پکارا لڑکی نے قبر سے نکل کر کہا لبیک وسعدیک میں آپ کی اطاعت اور آپ کے دین کی اطاعت کے لئے حاضر ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کیا تو پسند کرتی ہے کہ دنیا میں پھر آجائے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم میں نے اپنے رب کو اپنے والدین سے زیادہ بہتر پایا اور اپنے لئے آخرت کو دنیا سے اچھا پایا۔ اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے والدین کریمین کو زندہ فرما کر اپنی رسالت کی گواہی دلوائی اور بھی بے شمار واقعات اس پر شاہد ہیں [1]

انگلیوں سے چشمے جاری ہونا

حضرت سالم بن الجعد حضرت جابر صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک چھاگل تھی۔ جب آپ نے اس سے وضو فرمایا تو لوگ آپ کی طرف پانی کے لئے دوڑے آپ نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ حضور کے چھاگل کے پانی کے سوا ہمارے پاس نہ وضو کرنے کو پانی ہے اور نہ پینے کو، آپ نے اپنا دستِ مبارک چھاگل پر رکھا تو آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی نکلنے لگا۔ ہم نے پانی لیا اور وضو کیا میں نے حضرت جابر سے پوچھا کہ تم اس دن کتنے آدمی تھے؟ تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔ کہ ہم ڈیڑھ ہزار تھے۔ اگر ایک لاکھ کا مجمع بھی ہوتا تو بھی وہ پانی کفایت کرتا [2]

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

(اعلیحضرت)

طعام قلیل کو کثیر بنانا

حضرت عبد الرحمٰن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہم ایک سو تیس اشخاص تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے پاس طعام ہے؟ تو ایک شخص کے پاس ایک صاع طعام نکلا وہ گوندھا گیا۔ پھر ایک مشرک دراز قد ژولیدہ مو بکریاں ہانکتا ہوا آیا۔ آپ نے اس سے ایک بکری خریدی اور اسے ذبح کیا گیا۔ اور آپ کے حکم سے اس کا کلیجہ بھونا گیا۔ آپ نے اس کلیجہ کی ایک ایک بوٹی سب کو دی۔ پھر گوشت دو پیالوں میں ڈال دیا گیا۔ سب نے سیر ہو کر کھایا اور دونوں پیالے بھرے کے بھرے بچ گئے۔ ہم نے بچے ہوئے کھانے کو اونٹ پر رکھ لیا۔ واضح رہے کہ اس واقعہ میں دو معجزے ہیں ایک تکثیر کلیجہ دوسرے تکثیر صاع وگوشت۔

اسی طرح غزوۂ احزاب کے دن خندق کھودنے کے درمیان حضرت جابر کے گھر ایک صاع جو اور ایک بکری کے بچے کے پکے ہوئے کھانے کو ایک ہزار یا تین ہزار صحابہ کرام نے کھایا اور جتنا کھانا تھا اس میں کمی نہ ہوئی سب بدستور ویسے ہی رکھے معلوم ہوئے۔

---

[1] مواہب لدنیہ وغیرہ
[2] صحیح بخاری باب علامات النبوۃ فی الاسلام

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اسی طرح غزوۂ تبوک کے دن تھوڑا سا توشہ ایک لاکھ لشکر اسلام نے کھاتا اور بچ بھی گیا۔[1]

حضرت **ابوہریرہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں چند کھجوریں **حضور اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا اور میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان میں دعائے برکت فرمائیں۔ آپ نے دست مبارک میں کھجوروں کو لیکر دعائے برکت فرمائی اور فرمایا کہ لو! ان کو اپنے توشہ دان میں رکھ لو جس وقت ان میں سے کچھ لینا چاہو تو ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرنا اور توشہ دان کو مت جھاڑنا،،۔ ہم نے ان میں سے راہ خدا میں دیا خود کھاتے اور دوسروں کو کھلاتے رہے، وہ توشہ دان میری کمر سے جدا نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ جب حضرت **عثمان غنی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا دن آیا تو وہ بھیڑ میں گم ہوگیا۔ کہتے ہیں حضرت **ابوہریرہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دن یہ شعر پڑھتے اور حزن وملال کا مجسمہ بن کر یہ کہتے[2]؎

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَّلِیْ هَمَّانِ بَیْنَهُمْ

آج کے دن لوگوں کو ایک غم ہے اور مجھے دو غم ہیں

هَمُّ الْجِرَابِ وَهَمُّ الشَّیْخِ عُثْمَانِ

ایک غم تو: توشہ دان گم ہونے کا اور دوسرا عثمان کے شہید ہونے کا

بیماروں کو شفا

حضرت فدیک بن **عمر السلامانی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں آنکھیں سفید ہوگئی تھیں اور وہ کچھ نہ دیکھ سکتے تھے **حضور اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دم فرمادیا وہ ایسے بینا ہوگئے کہ اسی برس کی عمر میں بھی سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے امام **رازی** نے ذکر کیا ہے کہ حضرت معاذ بن عضراء کی بیوی کو برص کی بیماری تھی، وہ **حضور اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں۔ آپ نے اپنا عصائے مبارک ان کے بدن پر پھیر دیا۔ اسی وقت مرض جاتا رہا۔[3]

حضرت **حبیب بن یساف** ذکر کرتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میری گردن پر ایک شدید ضرب تھا اور بازو کٹ کر لٹک گیا تھا۔ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اپنا لعاب دہن مبارک لگا دیا اور بازو کو اسی جگہ پر چپاں کر دیا **تو فوراً ٹھیک ہوگیا۔** اور پھر میں نے اسے قتل کر دیا جس نے مجھے شدید ضرب لگائی تھی[4]

مغیبات پر مطلع ہونا

سرِ غیب ہدایت پر غیبی درود

عطر جیب نہایت پر لاکھوں سلام

(اعلیحضرت)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں آپ کا **مغیبات** پر مطلع ہونا اور **غیوب ماضیہ** اور **مستقبلہ** کی خبر دینا بھی ہے۔ علم غیب **بالذات اللہ تعالیٰ** کے ساتھ خاص ہے جو کچھ اس قبیل سے **حضور** کی زبان مبارک سے ظاہر ہوا وہ **اللہ تعالیٰ کی وحی والہام** سے ہوا جیسا کہ آیات ذیل سے ظاہر ہے:

---

[1] بخاری باب قبول الہدایا من المشرکین ومسلم، مواہب لدنیہ
[2] الخصائص الکبریٰ لیسوطی ج ۲ ص ۵۰
[3] بخاری باب قضاء الوصیفہ ودیون المیت
[4] ایضاً ایضاً ایضاً

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۝ (بقر)

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۝ (آل عمران)

یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۝ (آل عمران)

اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دیدے۔ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ (نسآ)

اور اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ۝ (جن)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے [۱]

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں ؏

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود (اعلیٰ حضرت)

اللہ تعالیٰ نے حضور **اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم **ماکان و مایکون** عطا فرمایا ہے چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت **حذیفہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ **رسول خدا** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم میں وعظ کیلئے کھڑے ہوئے اس وعظ میں آپ نے جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا سب بیان فرمادیا، اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا [۲]

صحیح بخاری کی حدیث امیر المومنین حضرت **عمر فاروق** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ انہوں نے فرمایا: ایک بار نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے سامنے۔

ترمذی کی حدیث معاذ بن **جبل** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ نبی **صلی اللہ** تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: میں نے رب عزوجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی تو مجھ پر ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لیا [۳]

ترمذی کی حدیث **عبداللہ بن عباس** رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے جس میں نبی **صلی اللہ** تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب جان لیا۔ اور دوسری روایت میں: جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے سب مجھے معلوم ہوگیا [۴]

صحیحین میں سورج گرہن کی حدیث میں ہے: جو کوئی چیز میرے دیکھنے میں نہ آئی تھی وہ سب میں نے اپنے مقام میں دیکھ لی [۵]

تفصیل کیلئے امام **احمد رضا** فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی کتاب الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ کا مطالعہ کریں۔

---

۱ ترجمہ رضویہ
۲ 〃 〃 〃
۳ 〃 〃 〃 ص ۲۶۱
۴ الدولۃ المکیہ ص ۲۵۹
۵ 〃 〃 ص ۲۶۱
۶ 〃 〃 〃 〃

www.muftiakhtarrazakhan.com

استغاثہ و توسل

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے بارگاہ الٰہی میں دعا کرنا مستحسن ہے اس کو مختلف الفاظ میں توسل و استغاثہ و توجہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل و استغاثہ فعل انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور طریقۂ سلف صالحین ہے اور یہ توسل حضور کی ولادت شریف سے پہلے، ولادت شریف کے بعد، عالم برزخ میں اور عرصات قیامت میں ثابت ہے:

يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈھو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔[1]

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا — بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے — پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا (اعلیٰحضرت)

توسل قبل ولادت

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب عرش بریں سے فرش زمین پر تشریف لائے اور رب کے حضور معافی کے طلب گار ہوئے تو آخر میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب سے یوں دعا کی: — يَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَّا غَفَرْتَ لِيْ

اے میرے پروردگار! میں تجھ سے بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم سوال کرتا ہوں کہ میری خطا معاف کر دے۔

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے آدم! تونے محمد کو کس طرح پہچانا۔ حالانکہ میں نے ابھی ان کو دنیا میں پیدا نہیں کیا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! جب تونے مجھکو پیدا فرمایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے سر اٹھایا اور عرش پر لکھا پایا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو میں جان گیا کہ تونے اپنے نام کے ساتھ اسی کو ذکر کیا ہے جو تیرے نزدیک محبوب ترین خلق ہے۔[1]

ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میری اصل
اس گل کی یاد میں یہ صدا ابو البشر کی ہے

اسی طرح بعثت سے پہلے یہود اپنے دشمنوں پر فتح پانے کے لئے دعا میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا وسیلہ پکڑا کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم میں وارد ہے کہ: وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح کی دعائیں مانگتے تھے۔

حافظ ابو نعیم نے دلائل میں عطاء و ضحاک کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے یہود بنی قریظہ و بنی نضیر کافروں پر فتح کی دعا مانگا کرتے تھے اور دعا میں یوں کہا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ بحق النبی الامی ان تنصرنا علیھم — اے میرے اللہ! ہم تجھ سے بحق نبی امی دعا مانگتے ہیں کہ تو ہم کو ان پر فتح دے۔[2]

---

[1] حکم و طبرانی
[2] تفسیر در منثور للسیوطی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

توسل بعدِ ولادت

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حیات شریف میں دیگر حاجات کی طرح آپ سے طلب دعا، طلب شفاعت بروز قیامت یا طلب دعائے مغفرت بھی کیا کرتے تھے چند مثالیں یہ ہیں:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ قیامت کے دن میری شفاعت فرما دیجئے؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں شفاعت کرونگا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو کہاں تلاش کرونگا۔ فرمایا پہلے مجھے پل صراط پر تلاش کرنا میں نے عرض کیا اگر میں وہاں آپ کو نہ پاؤں فرمایا کہ پھر میزان کے پاس تلاش کرنا میں نے عرض کیا کہ اگر میزان کے پاس آپ کو نہ پاؤں فرمایا تو پھر حوض کوثر کے پاس مجھے تلاش کرنا کیونکہ میں ان تین جگہوں کو نہ چھوڑوں گا [۱]

حضرت اسود ابن قارب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایمان لاتے ہوئے عرض کرتے ہیں: اور آپ میرے شفیع بنیں جس دن اسود ابن قارب کو کوئی شفاعت کرنے والا ذرا بھی فائدہ نہ پہنچا سکے گا [۲]

صحابی رسول حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک نابینا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے بینائی بخشے۔ حضور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں دعا کر دیتا ہوں۔ اور اگر چاہے تو صبر کر۔ صبر تیرے واسطے اچھا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ خدا سے دعا فرمائیے۔ آپ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر کے یوں دعا کرنا:

"یا اللہ! میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی، نبی الرحمہ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پیش کیا ہے اپنی اس ضرورت میں تاکہ وہ پوری ہو۔ یا اللہ تو میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما [۳]

توسل بعد وصال

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وصال شریف کے بعد بھی اپنے جملہ مصائب و حاجات میں آپ کو پکارا کرتے اور آپ سے استغاثہ کیا کرتے تھے۔ چند نمونے ملاحظہ ہو:

مدینہ منورہ میں ایک سال سخت قحط پڑا لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فریاد کی تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ: تم رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہو کر اس میں ایک روشن دان آسمان کی طرف کھول دو۔ تاکہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ خوب بارش ہوئی اور گھاس اگی اور اونٹ ایسے فربہ ہوگئے کہ چربی سے پھٹنے لگے اس سال کو عام الفتق کہتے ہیں [۴]

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن قرط صحابی کے ہاتھ اپنا خط ابو عبیدہ بن الجراح

---

[۱] مشکوۃ شریف بحوالہ ترمذی باب المومن والشفاعۃ
[۲] استیعاب لابن عبد البر
[۳] ترمذی، نسائی
[۴] سنن دارمی باب ما اکرم اللہ تعالیٰ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کے نام یرموک بھیجا اور سلامتی کی دعا کی۔ حضرت عبداللہ بن قرط جب مسجد سے نکلے تو خیال آیا کہ مجھ سے خطا ہوئی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ شریف پر سلام عرض نہیں کیا۔ اس لئے وہ روضۂ مبارک پر حاضر ہوئے وہاں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ، امیرالمومنین علی ابن ابی طالب، وحضرت عباس رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضر تھے۔ حضرت امام حسن حضرت علی کی گود میں اور امام حسین حضرت عباس کی گود میں تھے حضرت عبداللہ بن قرط نے حضرت علی وحضرت عباس سے عرض کیا کہ کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔ دونوں حضرات نے روضۂ شریف پر ہاتھ اٹھاکر یوں دعا کی:

"یا اللہ! ہم اس نبی مصطفےٰ و رسول مجتبیٰ کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں کہ جن کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول ہوگئی۔ اور ان کی معافی ہوگئی کہ تو عبداللہ پر اس کا راستہ آسان کردے اور بعید کو نزدیک کردے اور اپنے نبی کے اصحاب کی مدد فتح سے کردے۔ بیشک تو دعا کا سننے والا ہے۔"

اس دعا کے بعد حضرت علی نے حضرت عبداللہ سے فرمایا کہ اب جائیے، اللہ تعالیٰ ان حضرت عمر وعباس وعلی وحسن وحسین وازواج رسول رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی دعا کو رد نہ کریگا کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس نبی کا وسیلہ پکڑا ہے جو اکرم الخلق ہیں [1]

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد آج تک یہ توسل واستغاثہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا امام الائمہ حضرت سیدنا امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت تابعی کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا حال یوں عرض کرتے ہیں:

"اے سید سادات! میں قصد کرکے آپ کے پاس آیا ہوں۔ میں آپ کی خوشنودی کا امیدوار اور آپ کے سبزہ زار میں پناہ گزیں ہوں آپ کی وہ مقدس ذات ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کبھی کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا اور نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی میں آپ کے جود وکرم کا امیدوار ہوں آپ کے سوا خلقت میں ابوحنیفہ کا کوئی سہارا نہیں ہے۔ [2]"

ہم ہیں ان کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے
اس سے بڑھ کر تیری سمت اور وسیلہ کیا ہے (اعلیٰ حضرت)

زیارت گنبد خضریٰ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ شریف کی زیارت بالاجماع صفت جلیلہ اور فضیلت عظیمہ ہے اور زیارت کے متعلق بے شمار احادیث وارد ہیں جس میں سے صرف چند احادیث کا ذکر ملاحظہ ہو۔ جس کی طرف اشارہ امام احمد رضا قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

مَنْ زَارَ تُرْبَتِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ
ان پر درود جن سے نوید ان بشر کی ہے (اعلیٰ حضرت)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی [3] جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے واسطے

---

[1] فتوح الشام ج ۱ ص ۵۱
[2] قصیدہ نعمانیہ
[3] دار قطنی وبیہقی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

میری شفاعت ثابت ہوگئی[4] جو میری زیارت کو اس طرح آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی اور چیز اس کو نہ لائی تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں گا[5] جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ مثل اس کے ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی[6] جس نے حج بیت اللہ کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ستم کیا[7] جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا میری زندگی میں زیارت کی اور جو حرمین شریفین میں سے ایک میں مرگیا وہ قیامت کے دن امن والوں کے زمرہ میں اٹھایا جائے گا[8]

جس نے مکہ میں حج کیا پھر میری مسجد میں میری زیارت کی اس کے لئے دو مقبول حج لکھے گئے[9]

امت پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حقوق

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا فرض ہے۔ آپ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں اس کی تصدیق فرض ہے۔ ایمان بالرسل کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔

وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا۔ اور جو ایمان نہ لائے اللہ اور اس کے رسول پر تو بیشک ہم نے کافروں لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت واجب ہے آپ کے اوامر کی پیروی اور نواہی سے اجتناب لازم جیسا کہ قرآن کریم ناطق ہے۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت و سنت کی اقتداء و اتباع واجب ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو۔ تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کیلئے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

مذکورہ بالا آیتہ سے ظاہر ہے کہ دین و دنیا کے ہر امر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مومنوں کو اپنی جانوں سے زیادہ پیارے ہیں۔ اگر حضور کسی امر کی طرف بلائیں اور ان کے نفوس کسی دوسرے امر کی طرف بلائیں تو حضور کی فرمانبرداری لازم ہے کیونکہ حضور جس امر کی طرف بلاتے ہیں اس میں ان کی نجات ہے اور ان کے نفوس جس امر کی طرف بلاتے ہیں اس میں ان کی تباہی ہے اس لئے اپنی جانیں حضور پر فدا کر دیں اور جس چیز کی طرف آپ بلائیں اس کا اتباع کریں۔ حضرت سہل بن عبد اللہ

---

[4] بزاز
[5] ایضاً
[6] دار قطنی
[7] دار قطنی
[8] کامل ابن عدی
[9] وفاء الوفا

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں!

جو شخص یہ نہ سمجھا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی میری جان کے مالک ہیں اور یہ نہ سمجھا کہ تمام حالات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولایت (حکم و تصرف) نافذ ہے اس نے کسی حال میں آپ کی سنت کی حلاوت نہیں چکھی کیونکہ آپ اولی بالمومنین ہیں۔

علامات حبّ صادق

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محب صادق میں علامات ذیل پائی جاتی ہیں اگر کوئی شخص حب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دعویٰ کرے اور اس میں یہ علامات نہ پائیں جائیں تو وہ حب میں صادق و کامل نہیں:

۱ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال و افعال و آثار کی اقتدار۔ آپ کی سنت پر عمل۔ آپ کے اوامر کا بجالانا اور نواہی سے اجتناب اور آپ کے آداب سے آراستہ ہونا۔

۲ اپنے نبی کے ذکر کو کثرت سے کرنا۔ مثلاً درود شریف کثرت سے پڑھنا۔ حدیث شریف پڑھنا۔ میلاد شریف یا مجالس میلاد شریف میں شامل ہونا۔

۳ اپنے نبی کی زیارت سے مشرف ہونے کا نہایت اشتیاق پیدا ہونا جیسا کہ حضرت بلال و ابو موسیٰ و صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو تھا۔

۴ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرنا۔ جیسا کہ صحابہ کا معمول تھا کہ آپ کی آواز پر آواز بلند نہ کرتے حضور سے پہلے کلام نہ کرتے اور مودب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

۵ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس سے محبت رکھتے تھے۔ (اہل بیت عظام، صحابہ کرام، مہاجرین و انصار) ان سے محبت رکھنا اور جو شخص ان بزرگوں سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھنا اور جو ان کو سب و شتم کرے اس کو برا جاننا جیسا کہ قرآن مجید کا حکم ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں[1]

چند خصائص کبریٰ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات کی ایک ہلکی جھلک قلبند کی جاتی ہے جس میں آپ کا کوئی شریک نہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا۔ تمام مخلوقات آپ کے لئے پیدا ہوئیں۔ آپ کا مقدس نام عرش و جنت اور حوران بہشتی کی پیشانیوں پر تحریر کیا گیا۔ تمام آسمانی کتابوں میں آپ کی بشارت دی گئی۔ آپ کی ولادت کے وقت تمام بت اوندھے ہوکر گر پڑے۔ آپ کا شق صدر ہوا۔ آپ کو معراج جسمانی کا شرف عطا کیا گیا۔ آپ کی سواری کے لئے براق پیدا کیا گیا۔ آپ پر نازل ہونے والی کتاب تبدیل و تحریف سے محفوظ کر دی گئی۔ آپ کو شفاعت کبریٰ کے اعزاز سے نوازا گیا۔ آپکو تمام خزائن الارض

---

[1] سورہ مجادلہ ترجمہ رضویہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کی کنجیاں عطا کر دی گئیں ۔آپ کو آیۃ الکرسی عطا کی گئی ۔آپ کو جوامع الکلم کے معجزہ سے سرفراز کیا گیا ۔آپ کو رسالت عامہ کے شرف سے ممتاز کیا گیا ۔آپ کی تصدیق کے لئے معجزہ شق القمر ظہور میں آیا ۔آپ کے لئے اموال غنیمت کو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا ۔تمام زمین کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی مسجد اور پاکی حاصل کرنے (تیمم) کا سامان بنادیا ۔آپ کے معجزات (قرآن مجید) قیامت تک باقی رہیں گے ۔آپ کو قیامت کے دن لواء الحمد عطا کیا جائیگا ۔اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو ان کا نام لیکر پکارا اگر آپ کو اچھے اچھے القاب سے پکارا ۔آپ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے ۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی رسالت، آپ کی حیات، آپ کے شہر، آپ کے زمانے کی قسم یاد فرمائی ۔قبر میں آپ کی ذات کے بارے میں منکر نکیر سوال کریں گے ۔آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات سے نکاح کرنا حرام ٹھہرایا گیا ۔ہر نمازی پر واجب کر دیا گیا کہ بحالت نماز السلام علیک ایہا النبی کہکر آپ کو سلام کرے آپ کو حوض کوثر عطا کیا گیا ۔اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت کا آپ کو مختار بنادیا ہے کہ جسکے لئے جو چاہیں حلال فرمادیں اور جس کیلئے جو چاہیں حرام فرمادیں قیامت کے دن ہر شخص کا نسب و تعلق منقطع ہو جائیگا مگر آپ کا نسب و تعلق منقطع نہیں ہوگا ۔آپ کے منبر اور قبر انور کے درمیان کی زمین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے ۔صور پھونکنے پر سب سے پہلے آپ اپنی قبر انور سے باہر تشریف لائیں گے ۔آپ کے سوا کسی نبی کے پاس حضرت اسرافیل علیہ السلام نہیں اترے ۔آپ کے دربار میں بلند آواز سے بولنے والے کے اعمال صالحہ برباد کر دیئے جاتے ہیں ۔آپ کو حجروں کے باہر سے پکارنا حرام کر دیا گیا ۔آپ کی ادنیٰ گستاخی کرنے والے کی سزا قتل ہے ۔آپ کو تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ معجزات عطا کئے گئے۔ [1]

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ و بارک وسلم

ازواج مطہرات

ازواج مطہرات کی تعداد اور ان کے نکاحوں کی ترتیب کے بارے میں مورخین کا قدرے اختلاف ہے مگر گیارہ امہات المومنین کے بارے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں یہاں ایک نقشہ ان گیارہ امہات المومنین کا دیا جاتا ہے جن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان مقدس ازواج کی پاکی زندگی بھی ابھر کر سامنے آتی ہے ۔ ع اہل اسلام کی مادران شفیق ۔: بانوان طہارت پہ لاکھوں سلام

نمبر شمار	اسمائے گرامی امہات المومنین	سنہ نکاح	امہات المومنین کی عمر بوقت نکاح	عمر	سنہ وفات	مقبرہ	سرکار کی خدمت میں رہنے کی مدت	سرکار کی عمر شریف بوقت نکاح
۱	حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	میلاد النبی ۲۵	۴۰ سال	۶۵ سال	نبوت سنہ ۱۰	مکہ معظمہ	تقریباً ۲۵ سال	۲۵ سال
۲	〃 سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	نبوت سنہ ۱۰	۵۰ سال	۷۲ سال	ہجرت سنہ ۱۹	مدینہ منورہ	۱۴ سال	۵۰ سال
۳	〃 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	نکاح ۱۰ نبوت رخصتی شوال ۱ھ	۹ سال	۶۳ سال	۱۷ رمضان ۵۸ھ	〃	۹ سال	۵۴ سال
۴	〃 حفصہ رضی اللہ عنہا	شعبان ۳ھ	۲۲ سال	۵۹ سال	جمادی الاولیٰ ۴۱ھ	〃	۸ سال	۵۵ سال
۵	〃 زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	۳ھ	تقریباً ۳۰ سال	۳۰ سال	۳ھ	〃	۳ ماہ	۵۵ سال
۶	〃 ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۴ھ	۲۴ سال	۸۰ سال	سنہ ۶۰	〃	۷ سال	۵۶ سال
۷	〃 زینب بنت جحش رضی اللہ عنہ	۵ھ	۳۶ سال	۵۱ سال	۲۰ھ	〃	۶ سال	۵۷ سال
۸	〃 جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	شعبان ۵ھ	۲۰ سال	۷۱ سال	ربیع الاول ۵۶ھ	〃	۶ سال	۵۷ سال
۹	〃 ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	۶ھ	۳۶ سال	۷۲ سال	۴۴ھ	〃	۶ سال	۵۷ سال
۱۰	〃 صفیہ رضی اللہ عنہا	جمادی الآخر ۷ھ	۱۷ سال	۵۰ سال	رمضان ۵۰ھ	〃	۳ ۳/۴ سال	۵۹ سال
۱۱	〃 میمونہ رضی اللہ عنہا	ذوالقعدہ ۷ھ	۳۶ سال	۸۰ سال	۵۱ھ	قریب مکہ	۳ ۱/۲ سال	۵۹ سال

[1] زرقانی علی المواہب ج ۵

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مقدس باندیاں

(۱) حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۵ ایا ۱۶ھ (۲) حضرت ریحانہ سنہ ۱۰ھ (۳) حضرت نفیسہ (۴) نام نامعلوم

اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ کے
ان سب اہل مکانت پہ لاکھوں سلام (اعلیٰحضرت)

اولاد کرام

اس بات پر جملہ مورخین کا اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد کرام کی تعداد سات ہے (۱) حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف سترہ دن حیات میں رہے (۲) حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱ یا ۱۸ ماہ کی عمر میں وصال ہوا (۳) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن ہی میں وفات پا گئے۔ (۴) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۸ھ (۵) حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۲ھ چھ برس کی عمر میں وفات پا گئیں (۶) حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ۹ھ میں وفات پائی (۷) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۱۱ھ میں وفات پائی۔

خلفائے کرام

خلیفہ اول (۱) امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا نام نامی عبداللہ، ابوبکر آپ کی کنیت اور صدیق وعتیق آپ کا لقب ہے۔ آپ قریشی ہیں اور ساتویں پشت میں آپ کا شجرۂ نسب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاندانی شجرہ سے مل جاتا ہے۔ آپ عام الفیل کے ڈھائی برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ اس قدر جامع الکمالات اور مجمع الفضائل ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام اگلے اور پچھلے انسانوں میں سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔ آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ اور سفر، وطن کے تمام مشاہد اور اسلامی جہادوں میں مجاہدانہ کارناموں کے ساتھ شامل ہوئے اور صلح وجنگ وغیرہ کے تمام فیصلوں میں آپ حضور شہنشاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وزیر و مشیر بن کر مراحل نبوت کے ہر ہر موڑ پر آپ کے رفیق وجانثار رہے۔ آپ کے تین لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ دو برس تین ماہ گیارہ دن مسند خلافت پر رونق افروز رہ کر ۲۲ جمادی الاخر ۱۳ھ منگل کی رات میں آپ نے وفات پائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور روضۂ منورہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو مقدس میں دفن ہوئے۔ [1]

(۲) خلیفۂ دوم جانشین پیغمبر حضرت **عمر فاروق اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی کنیت ابوحفص اور لقب فاروق اعظم ہے آپ اشراف قریش میں اپنی ذاتی وخاندانی وجاہت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہیں۔ آٹھویں پشت میں آپ کا خاندانی شجرہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شجرۂ نسب سے ملتا ہے آپ **واقعہ فیل** کے تیرہ برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اعلان نبوت کے چھٹے سال ستائیس برس کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جبکہ ایک روایت میں آپ سے پہلے کل انتالیس ۳۹ آدمی اسلام قبول کر چکے تھے۔ آپ کے مسلمان ہوجانے سے مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی اور ان کو ایک بہت بڑا سہارا مل گیا۔ یہاں تک کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ خانۂ کعبہ کی مسجد میں اعلانیہ نماز ادا فرمائی۔ آپ تمام اسلامی جنگوں میں مجاہدانہ شان کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے۔ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

---

[1] تاریخ الخلفاء، وازالۃ الخفاء وغیرہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تمام اسلامی تحریکات اور صلح وجنگ وغیرہ کی تمام منصوبہ بندیوں میں حضور سلطان مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وزیر ومشیر کی حیثیت سے وفادار، اور رفیق کار رہے۔ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعد آپ کو خلیفہ منتخب فرمایا۔ آپ کی کل چھ اولاد ہوئی جن میں صرف ایک لڑکی باقی تمام لڑکے تھے۔ آپ دس برس چھ ماہ چار دن تخت خلافت پر رونق افروز رہے ۲۸ ذی الحجہ ۲۳ھ چہارشنبہ کے دن نماز فجر میں ابولولو فیروز مجوسی کافر نے آپ کے شکم مبارک میں خنجر مارا اور آپ یہ زخم کھا کر تیسرے دن شرف شہادت سے سرفراز ہوئے۔ بوقت وفات آپ کی عمر ۶۳ ترسٹھ سال تھی حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور روضہ منورہ کے اندر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلوئے انور میں مدفون ہوئے[1]

③ خلیفۂ سوم امیر المومنین حضرت **عثمان بن عفان** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوعمرو اور لقب ذوالنورین ہے آپ قریشی ہیں اور نسب نامہ شریف آپ کا یہ ہے عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف آپ کا خاندانی شجرہ عبد مناف پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب نامہ سے مل جاتا ہے۔ آپ نے آغاز اسلام ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا اور آپ کو آپ کے چچا اور دوسرے خاندانی کافروں نے مسلمان ہوجانے کی وجہ سے بے حد ستایا۔ آپ نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ اس لئے آپ کا لقب صاحب الہجرتین (دو ہجرتوں والے) ہے اور چونکہ **حضور اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔ اس لئے آپ کا لقب **ذوالنورین** ہے آپ کو جنگ بدر کے موقع پر آپ کی زوجہ محترمہ کے سخت علیل ہوجانے کی وجہ سے حضور نے جنگ بدر میں جانے سے منع فرمادیا۔ لیکن مجاہدین بدر میں شمار فرمایا اور مال غنیمت میں مجاہدین کے برابر حصہ دیا اور اجر وثواب کی بھی بشارت دی سیدنا عمر **فاروق اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ منتخب ہوئے اور بارہ برس تک تخت خلافت کو سرفراز فرماتے رہے۔ آپ کے دور خلافت میں بہت سے ممالک مفتوح ہوکر خلافت راشدہ کے زیرنگیں ہوئے بیاسی ۸۲ برس کی عمر میں مصر کے باغیوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کرلیا۔ اور ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ جمعہ کے دن ان باغیوں میں سے ایک بدنصیب نے رات کے وقت تلاوت قرآن مجید کرنے کی حالت میں آپ کو شہید کردیا۔ آپ کے خون کے چند قطرات قرآن مجید کی اس آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پر پڑے۔ آپ کے جنازہ کی نماز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی حضرت **زبیر بن عوام** نے پڑھائی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے[2]

④ خلیفہ چہارم امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں (ان کے تفصیلی حالات اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں)

چچاؤں کی تعداد

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا جن کے نام حسب ذیل ہیں اور جن میں صرف حضرت حمزہ وحضرت عباس رضی اللہ عنہما نے اسلام قبول کیا۔

① حارث ② ابوطالب ③ زبیر ④ حضرت حمزہ ⑤ حضرت عباس ⑥ ابولہب ⑦ غیداق ⑧ مقوم
⑨ ضرار ⑩ قثم ⑪ عبدالکعبہ ⑫ جحل۔

---

[1] تاریخ الخلفاء [2] ایضاً [3] ایضاً [4] ایضاً

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

دربارِ نبوت کے شعراء | (۱) حضرت کعب ابن مالک انصاری سلمی (۲) حضرت عبداللہ بن رواحہ (۳) حضرت حسان بن ثابت متوفی ۵۴ھ

خصوصی مؤذنین | (۱) حضرت بلال بن رباح (۲) حضرت عبداللہ بن ام مکتوم (۳) حضرت سعد بن عائذ (۴) حضرت ابو محذورہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

کاتبین وحی

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۷) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸) حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۹) حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۰) حضرت حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہ (۱۱) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۲) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۳) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۴) حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ [1]

خصوصی خدام

(۱) حضرت انس بن مالک (۲) حضرت ربیعہ بن کعب (۳) حضرت ایمن بن ام ایمن (۴) حضرت عبداللہ بن مسعود (۵) حضرت عقبہ بن عامر (۶) حضرت اسلع بن شریک

(۷) حضرت ابو ذر غفاری (۸) حضرت مہاجر مولیٰ ام سلمہ (۹) حضرت حنین مولیٰ عباس (۱۰) حضرت نعیم بن ربیعہ اسلمی (۱۱) حضرت ابو الحمراء (۱۲) حضرت ابو السمع رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

حضور کو اپنی وفات کا علم

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت پہلے سے اپنی وفات کا علم حاصل ہو گیا تھا۔ اور آپ نے مختلف مواقع پر لوگوں کو اس کی خبر بھی دیدی تھی چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے لوگوں کو یہ فرما کر رخصت فرمایا تھا کہ: شاید اس کے بعد میں تمہارے ساتھ حج نہ کر سکوں۔

اسی طرح غدیر خم کے خطبہ میں اسی انداز سے کچھ اسی قسم کے الفاظ آپ کی زبان اقدس سے ادا ہوئے تھے۔ اگرچہ ان دونوں خطبات میں لفظ لَعَلَّ (شاید) فرما کر ذرا پردہ ڈالتے ہوئے اپنی وفات کی خبر دی۔ مگر حجۃ الوداع سے واپس لوٹ کر آپ نے جو خطبات ارشاد فرمائے اس میں لَعَلَّ (شاید) کا لفظ آپ نے نہیں فرمایا گویا کہ صاف صاف اور یقین کے ساتھ اپنی وفات کی خبر سے لوگوں کو آگاہ فرما دیا۔ جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لے گئے اور شہدائے احد کی قبروں پر اس طرح نماز پڑھی جس طرح میت پر پڑھی جاتی ہے۔ پھر پلٹ کر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ میں تمہارا پیش رو (تم سے پہلے وفات پانیوالا) ہوں اور تمہارا گواہ ہوں اور میں خدا کی قسم اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں [2]

علالت کی ابتداء

علالت کی ابتداء کب ہوئی، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کتنے دنوں تک علیل رہے؟ اس میں مورخین کا اختلاف ہے۔ بہر حال ۲۰ یا ۲۲ صفر ۱۱ھ کو حضور

---

[1] مدارج النبوہ ج ۲ [2] بخاری کتاب الحوض ج ۲ ص ۹۷۵

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت البقیع میں آدھی رات کو تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپس تشریف لائے تو مزاج اقدس ناساز ہوگیا اسی ناسازگی کی حالت میں ایک روز تین مرتبہ آپنے یہ فرمایا۔ اخترت بالرفیق الاعلیٰ۔ یعنی میں نے رفیق اعلیٰ کو پسند کیا۔ یہی الفاظ زبان اقدس پر تھے کہ ناگہاں مقدس ہاتھ لگ گئے۔ اور آنکھیں چھت کی طرف دیکھتے ہوئے کھلی کی کھلی رہیں اور آپکی قدسی روح عالم قدس میں پہنچ گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ [1]

تاریخ وصال

تاریخ وصال میں مورخین کا بڑا اختلاف ہے۔ لیکن اس پر تمام علمائے سیرت کا اتفاق ہے کہ بروز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مطابق نہم خزیراں ۶۳۳ء رومی اسکندرانی و ہشتم جون ۶۳۲ء میں نصف النہار کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانہ مبارکہ میں وصال فرمایا۔

آخری وصیت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایام علالت میں جو آخری وصیت کی کثرت فرماتے رہے وہ یہ ہے کہ: دو مملوک (لونڈی یا غلام) سے احسان یعنی اچھے سلوک کرنا اور نماز کی تاکید فرمائی۔

تجہیز و تکفین

چونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصیت فرمادی تھی کہ میری تجہیز و تکفین میرے اہل بیت اور اہل خاندان کریں۔ اس لئے یہ خدمت آپ کے خاندان ہی کے لوگوں نے انجام دی۔ چنانچہ حضرت فضل بن عباس، حضرت قثم بن عباس، حضرت علی، حضرت عباس، حضرت اسامہ بن زید رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے مل جل کر آپ کو غسل دیا اور ناف مبارک اور پلکوں پر جو پانی کے قطرات اور تری جمع تھی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے جوش محبت اور فرط عقیدت سے اس کو زبان سے چاٹ کر پی لیا۔ غسل کے بعد تین سوتی کپڑے جو سحول گاؤں کے بنے ہوئے تھے اسی سے کفن بنایا گیا ان میں قمیص اور عمامہ نہ تھا۔

نماز جنازہ

جنازہ تیار ہوگیا تو لوگ نماز جنازہ کے لئے ٹوٹ پڑے پہلے مردوں نے، پھر عورتوں نے، پھر بچوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ جنازۂ مبارکہ حجرۂ مقدسہ کے اندر ہی تھا۔ باری باری سے تھوڑے تھوڑے لوگ اندر جاتے تھے اور نماز جنازہ پڑھ کر چلے آتے تھے۔ لیکن کوئی امام نہ تھا۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز قدرے تفصیل سے نماز جنازہ کے سلسلے میں اپنی شہرہ آفاق انسائیکلو پیڈیا جو فتاویٰ رضویہ کے نام سے موسوم ہے اس کی جلد چہارم میں فرماتے ہیں: جنازۂ اقدس پر نماز کے باب میں علماء مختلف ہیں۔ ایک کے نزدیک یہ نماز معروف نہ ہوئی بلکہ لوگ گروہ در گروہ حاضر آتے اور صلوٰۃ و سلام عرض کرتے۔ بعض احادیث بھی اس کی مؤید ہیں۔ کمابیناھا فی رسالتنا النھی الحاجز عن تکرار صلاۃ الجنائز اور بہت علماء یہی نماز معروف مانتے ہیں۔ امام قاضی عیاض نے اس کی تصحیح فرمائی۔ کمافی شرح الموطا للزرقانی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تسکین فتن و انتظام امت میں مشغول تھے جب تک ان کے دست حق پرست پر بیعت نہ ہوئی تھی۔ لوگ فوج در فوج آتے اور جنازہ انور پر نماز پڑھتے جاتے، جب بیعت ہولی، ولی شرعی صدیق ہوتے انہوں نے جنازۂ مقدسہ پر نماز پڑھی۔ پھر کسی نے نہ پڑھی کہ بعد صلوٰۃ ولی پھر اعادہ نماز

---

[1] مدارج النبوہ ج ۲

[2] مدارج النبوہ ج ۲ ص، امام زرقانی ج ۲ ص ۱۱۰

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جنازہ کا اختیار نہیں ان تمام مطالب کی تفصیل تلیل فقیر کے رسالۂ مذکورہ میں ہے ۔مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی میں ہے ان ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان مشغولا بتسویۃ الامور تسکین الفتنۃ فکانوا یصلون علیہ قبل حضورہ وکان الحق لہ لانہ ھو الخلیفۃ فلما فرغ صلی علیہ ثم لم یصل علیہ بعدہٗ ۔ بزار و حاکم و ابن منیع و بیہقی اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا غسلتمونی وکفنتمونی فضعوا علی سریری ثم اخرجوا عنی فان اول من یصلی علی جبریل ثم میکائیل ثم اسرافیل ثم ملک الموت مع جنودہ من الملئکۃ باجمعھم ثم ادخلوا علی فوجا بعد فوج فصلوا علی وسلموا تسلیما ۔ جب میرے غسل و کفن سے فارغ ہو میری نعش تابوت مبارک پر رکھ کر باہر چلے جاؤ سب سے پہلے جبرئیل مجھ پر صلوٰۃ کریں گے پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت اپنے سارے لشکروں کے ساتھ پھر گروہ گروہ میرے پاس حاضر ہو کر مجھ پر درود و سلام عرض کرتے جاؤ ۔[1]

قبر انور

حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغلی تیار کی تھی جسم اطہر کو حضرت علی و حضرت فضل بن عباس حضرت قثم بن عباس رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے قبر انور میں اتارا ۔ لیکن ابو داؤد کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ حضرت اسامہ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی قبر انور میں اترے تھے ۔ سب سے آخر میں قبر مبارک سے حضرت قثم برآمد ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ آخر میں روئے مبارک کو میں نے دیکھا کہ لبہائے مبارک جنبش میں تھے ۔ میں نے کان لگا کر سنا فرما رہے تھے رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ اے میرے رب میری امت مجھے عطا فرما دے ۔[2]

حضور کا ترکہ

امتی امتی لب پہ جاری رہا
یادگاری امت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس زندگی اس قدر زاہدانہ تھی کہ کچھ اپنے پاس رکھتے ہی نہیں تھے اس لئے ظاہر ہے کہ آپ نے وفات کے بعد کیا چھوڑا ہوگا ۔ چنانچہ حضرت عمرو بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی وفات کے وقت نہ درہم و دینار نہ لونڈی و غلام نہ اور کچھ بلکہ صرف اپنا سفید خچر، ہتھیار اور کچھ زمین جو عام مسلمانوں پر صدقہ کر گئے تھے چھوڑا تھا ۔[3]

---

[1] فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۴
[2] ایضاً ایضاً اصح التواریخ و بخاری
[3] مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۴۲ ابو داؤد ج ۲ ص ۵۸۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ دوم

امیر المؤمنین

سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

ولادت ۵؍ اکتوبر ۵۹۹ء ـــــــ وصال ۴؍ فروری ۶۶۱ء

۲۱؍ رمضان ۴۰ھ

مرتضیٰ شیرِ خدا مرحب کشا خیبر کشا
سرورِ لشکر کشا مشکل کشا امداد کن

(اعلیٰحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْكَرِيْمِ عَلِيِّ نِ الْمُرْتَضٰى كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى وَجْهِهِ الْكَرِيْمِ

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
کربلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے

اسم مبارک

آپ کا اسم گرامی علی اور کنیت ابوالحسن، ابوتراب، اور لقب مرتضیٰ و اسد اللہ اور حیدر کرار ہے۔

والد ماجد

آپ کے والد ماجد ابوطالب اور دادا عبدالمطلب ہیں۔ ابوطالب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے۔

والدہ ماجدہ

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھا۔ یہ اول ہاشمیہ ہیں کہ جن کے شکم مبارک سے ہاشمی پیدا ہوئے جو اسلام لائیں اور جنہوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی۔ ان کی نماز جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھی اور اپنی قمیص مبارک سے کفن پہنایا اور ان کی لحد کھود دی اور اس سے مٹی نکالی اور خود بنفس نفیس ان کی قبر میں لیٹے تاکہ اس سے ضغطہ قبر میں آسانی ہو اور جنت کے کپڑے انھیں پہنائیں جائیں۔[۲]

بطن مادر کی کرامتیں

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شکم مادر میں تھے تو آپ کی والدہ ماجدہ عجیب خواب دیکھتی رہیں کبھی وہ دیکھتیں کہ نورانی شکل کے کچھ لوگ آئے ہیں اور مجھے خوشخبری سنا رہے ہیں اور جب تک آپ شکم میں رہے میں عجیب فرحت محسوس کرتی تھی اور جب کبھی میں کسی بت کو سجدہ کرنے کا قصد کرتی تھی تو میرے شکم میں اس زور کا درد شروع ہو جاتا تھا کہ میں سخت تکلیف محسوس کرنے لگتی تھی، یہاں تک کہ میں سجدہ کرنے کا قصد ہی ترک کر دیتی تھی۔[۳]

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت بروز جمعہ محرم یا رجب المرجب کی تیرھویں تاریخ واقعہ فیل سے تیس سال بعد خانۂ کعبہ کی چہار دیواری کے اندر ہوئی اور اس فضیلت میں آپ سے پہلے کوئی شریک نہیں۔ دیگر سنہ مطابق ولادت کے اس طرح ہے۔ ۵ راکتوبر ۵۹۹ء کنوار سدی پندرہ سمبت ۶۵۶ بکرمی سال سکندری ۹۱۰ء ہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ ارشاد فرماتی ہیں کہ جب آپ کی ولادت ہوئی تو تین دن تک دودھ ہی نہیں نوش فرمایا جس کی وجہ سے گھر کے اندر مایوسی چھا گئی۔ تو اس کی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچی آپ تشریف لائے اور حضرت علی کو اپنی آغوش رحمت میں اٹھا کر پیار فرمایا اور ساتھ ہی اپنی زبان مبارک حضرت علی کے دہن

۱۔ تاریخ الخلفاء، اکمال فی اسماء الرجال
۲۔ شجرۂ طیبہ و نور الابصار
۳۔ مسالک السالکین ج ۱ ص ۱۳۸۔
۴۔ نور الابصار، شجرۂ طیبہ، حالات نسب و مروج الذہب ج ۵ ص ۵،

www.muftiakhtarrazakhan.com

میں ڈالی، حضرت علی زبان مبارک کو چوسنے لگے اور اس کے بعد دودھ بھی پینے لگے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو صرف پانچ سال اپنے والدین کے زیر سایہ پرورش پانے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنی آغوش رحمت میں جگہ دی اور اپنے سایۂ رحمت میں رکھ کر خود ان کی تربیت فرمانے لگے۔ یہاں تک ان کی عمر شریف دس سال کی ہوگئی۔

حلیۂ مبارکہ

امیر المومنین سیّدنا علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کا قد میانہ مائل بقصر تھا۔ رنگ مبارک گندم گون تھا دور سے سبز رنگ اور نزدیک سے سرخ و سفید معلوم ہوتے تھے۔ چہرۂ مبارک نہایت خوبصورت اور چودہویں رات کے چاند کی طرح روشن تھا۔ آنکھیں بڑی بڑی سیاہ و روشن مثل چاندی کی صراحی کے تھیں ــــ کندھا: کندھوں کی ہڈیاں چوڑی چوڑی مثل شیر کے کندھوں کی ہڈیوں کے تھیں لحیہ مبارکہ: طویل و عریض تھی کہ دونوں کندھوں تک پہنچی ہوتی تھی ــــ

بدن: فربہ، شکم مبارک تو ندیلا تھا اور بدن پر بال بکثرت تھے۔ بازو و کلائیاں: گوشت سے پر، مضبوط و زبردست اور زور آور ایسے کہ جس کو پکڑ لیتے وہ سانس نہ لے سکتا جسم مبارک: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی طرح گٹھا و کسا ہوا تھا ــــــــ رانیں: پر گوشت او پنڈیاں تپلی تھیں۔

رفتار حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی رفتار کے مشابہ تھی۔ یعنی قدم جمائے چلتے اور چال میں صفائی تھی۔ اور معرکۂ کارزار میں بہت سرعت و چستی سے چلتے۔ دل: آپ کا بہت قوی تھا کسی دشمن کی کچھ پرواہ نہ رکھتے اور اپنے ارادہ و داعیہ کے کر گزرنے میں کبھی نہ ڈرتے، اور جو آپ کا مقابل ہوتا اس پر آپ ہی غالب آتے شدت سرما اور شدت گرما دونوں آپ کے واسطے برابر تھیں۔ اگر چاہتے گرمیوں میں جاڑے کا لباس پہن لیتے اور جاڑے میں گرمیوں کا لباس زیب تن فرماتے رہے[5]

نسب نامہ شریف

آپ کا نسب نامہ شریف اس طرح ہے۔ علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ[6]

اسلام میں داخل

رب کائنات نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ سب سے پہلے آپ اپنے خاندان والوں پر ایمان کی دعوت کو پیش کیجئے اور ان کے افعال و اخلاق کی اصلاح کیجئے، مشیت ربانی کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اپنے جاں نثار ساتھی سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اپنے برادر عزیز سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش فرمایا جن کو سن کر تمام خوش نصیب اسی وقت مسلمان ہوگئے ــــ مورخین و محدثین کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بڑی عمر والوں میں سیدنا

---

[5] مسالک السالکین ج ۱ ص ۱۳۸

[6] تاریخ الخلفاء ص ۳۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــ چھوٹی عمر والوں میں سیدنا علی مرتضیٰ (اس وقت آپ کی عمر ۱۳، یا دس یا نو یا آٹھ سال کی تھی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول فرمایا[1]

فضائل مبارکہ

علامہ ابن حجر مکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے زواجر میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ضرار سے بہت ہی اصرار کے ساتھ کہا کہ تم صفات حضرت علی مرتضیٰ بیان کرو یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصرار پر انھوں نے بیان کرنا شروع کیا کہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا علم وسیع تھا۔ آپ عارف باللہ تھے، دین کی تائید میں سخت تھے۔ کلام آپ کا حق کو باطل سے جدا کرتا تھا، انصاف کے ساتھ حکم کرتے تھے۔ دنیا کی زیب وزینت آپ کو پسند نہ تھی۔ رات اور اس کی تاریکی سے محبت رکھتے تھے۔ اکثر خوف الٰہی سے رویا کرتے تھے۔ اور اکثر اوقات متفکر رہتے تھے۔ اور کف دست کو حیرت سے پھیرا کرتے تھے۔ ہمیشہ اپنے نفس کو ملامت کرتے تھے۔ موٹا کپڑا پسند فرماتے تھے۔ جو کھانا موجود ہوتا پسند کرتے تھے ذائقہ اور لذت کا خیال نہ فرماتے تھے۔ ہم لوگوں میں مثل ہمارے رہتے تھے اور اپنے مراتب کا کچھ لحاظ نہ کرتے تھے جو شخص بلاتا تھا اس کے پاس جاتے تھے، اور ہم لوگ باوجود کمال تقرب اور نزدیکی کے آپ سے بوجہ کمال ہیبت کے کلام نہیں کر سکتے تھے۔ دینداروں کی آپ عظمت فرماتے تھے۔ غریب محتاجوں کو دوست رکھتے تھے کوئی زبردست آدمی اگر ناحق پر ہوتا تو اس کو یہ امید نہ ہوتی کہ آپ ہماری کچھ رعایت کریں گے۔ کسی ضعیف حقدار کو یہ سوچ کر کسی طرح مایوسی نہ ہوتی کہ آپ میرے ضعف کے سبب سے میرا ـــ کچھ خیال نہ کریں گے۔ اور قسم کھا کر ضرار نے بیان کیا کہ دیکھا میں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پچھلی رات میں جبکہ سیاہی اس کی تمام عالم میں پھیلی تھی۔ اور ستارے چھپ گئے تھے دیکھا کہ اس وقت آپ محراب مسجد میں ریش مبارک کو پکڑے تھے اور اس طرح مضطرب تھے جیسے کسی کو سانپ وغیرہ نے کاٹ لیا ہے وہ بے چین ہو اور آپ اس طرح روتے تھے جیسے کوئی غمگین روتا ہے اور کہتے تھے ربنا ربنا اور اللہ کی جناب میں عاجزی کرتے ـــ اور فرماتے تھے: اے دنیا، اے دنیا متوجہ ہوئی تو میری طرف، یا مشتاق ہوئی ـــ دور ہو، دور ہو ـــ کسی اور کو فریب دے میں نے تجھ کو تین طلاق بائن دے دئے، یعنی میں تجھ سے کنارہ کشی کرتا ہوں کیونکہ تیری عمر کم ہے اور عیش تیرا ذلیل اور خوف تجھ میں بہت ہے اور افسوس کرتے تھے اپنے اوپر بسبب کمی زاد آخرت اور درازیٔ سفر کے سبب اور وحشت و ناداشتگی پر وائے ـــ یہ سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور داڑھی تک بہہ آئے اور اس طرح روئے کہ اس کو روک نہ سکے آخر آستین سے پوچھنے لگے اور تمام حاضرین پر یہی حالت طاری رہی۔ پھر کہا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ رحم فرمائے اللہ جل شانہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قسم خدا کی وہ ایسے ہی تھے جیسا کہ تم نے بیان کیا۔[2]

فضائل

امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کے دوسرے امام و شیخ طریقت ہیں اور خلفائے راشدین میں چوتھے خلیفہ ہیں آپ کے فضائل و مناقب میں بیشمار آیات و احادیث وارد

---

[1] اکمال فی اسماء الرجال

[2] مسالک السالکین ج ۱ ص ۱۴۹، جامع المناقب ص ۱۰۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہوئے ہیں، یہاں پر چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ؕ

کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔

حضرت امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ جب شب ہجرت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر سو رہے تھے۔ حق تعالیٰ نے حضرت جبریل و میکائیل علیہما السلام کو وحی بھیجی کہ میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور تم دونوں میں ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی ہے تم دونوں میں سے کوئی ہے کہ اپنی عمر کا حصہ اپنے دوسرے بھائی کو دیدے ہ مگر کسی نے اپنی عمر کی کمی کو گوارہ نہ کیا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا تم دونوں مثل علی کے ہرگز نہیں ہو، میں نے اس کو اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھائی بنایا ہے۔ دیکھو وہ اپنے بھائی کے بستر پر سو رہا ہے اور اپنی زندگی کو ان پر فدا کر رہا ہے۔ تم دونوں زمین پر جا کر ان کو ان کے دشمنوں سے بچاؤ۔ حضرت جبریل علیہ السلام سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرہانے اور حضرت میکائیل علیہ السلام پائنتی میں اترے اور تمام رات ان کی حفاظت کرتے رہے جس کی وجہ سے رب تعالیٰ نے آپ کی شان میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ [1]

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا

اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت میں مسکین اور یتیم اور اسیر کو

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہو گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ساتھ لیکر ان کی عیادت کو تشریف لائے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ یا ابا الحسن آپ ان نور چشموں کے واسطے نذر مانتے تو بہتر ہوتا۔ چنانچہ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کی کنیز فضہ نے حضرت حسنین کی صحت پر تین تین روزے رکھنے کی نذر مانی اللہ کے فضل و کرم سے دونوں شہزادے صحت یاب ہو گئے تو سب نے مل کر روزے رکھے گھر کا یہ عالم تھا کہ غلے کی قسم سے کچھ بھی گھر میں موجود نہ تھا جو افطار کے لئے کام آتا سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شمعون یہودی خیبری سے تین پیمانہ جو قرض لیا اور ایک پیمانہ حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیس کر پانچ روٹیاں آدمیوں کی تعداد کے موافق پکائیں، جب افطار کے لئے سب اپنے اپنے آگے روٹی لیکر بیٹھے۔ اتنے میں ایک سائل نے آکر صدا بلند کی:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ میں مسلمان مساکین میں سے ایک مسلمان مسکین ہوں مجھے کچھ کھلائیں، خدا انہیں جنت کی نعمتوں سے کھلائے گا۔ فقیر کی آواز پر سب نے اپنا اپنا کھانا اُسے بخش دیا اور پانی سے افطار کر کے سو رہے اور اُسی پانی پر دن بھر روزہ رکھا جب رات ہوئی اور افطار کے لئے کھانا پکایا گیا تو ایک سائل نے آکر صدا بلند کی کہ: میں یتیم ہوں۔ اُس کی آواز پر سب نے اپنا اپنا کھانا اس کے حوالے کر دیا اور پانی سے افطار کر کے سو رہے چنانچہ اسی طرح تیسرے دن بھی ایک قیدی نے آکر صدا بلند کی اور اس قیدی کو تمام نے اپنا اپنا کھانا دیدیا اور صرف پانی پی کر روزے کی نیت کر لی۔ صبح کو جناب حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضرت حسنین کا ہاتھ پکڑے ہوئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ اُس وقت دونوں شہزادے بید کی لکڑی کی طرح

---

[1] سورہ بقرہ ع کشف المحجوب ص ۲۶۰ و مسالک السالکین ج ۱ ص ۱۴۶

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کانپ رہے تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ ان کی یہ کیا حالت ہے جس کی وجہ سے مجھے تکلیف ہو رہی ہے؟ پھر آپ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے گھر تشریف لے گئے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو محراب میں دیکھا کہ آپ کا شکم مبارک بالکل ہی پست ہے اور آنکھوں میں ضعف سے حلقے پڑے ہوئے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ حالت دیکھ کر نہایت ملال ہوا اور آپ کے قلب نازک پر ان حضرات کی تکلیف سے کافی اثر ہوا۔ اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ آیت کریمہ لیکر نازل ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے اہل بیت کی نسبت مبارکباد دیتا ہے۔ [1]

۲۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر ان کے لئے ان کا نیک بدلہ ہے ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس صرف چار درہم تھے، آپ نے ایک درہم رات کو خدا کی راہ میں دیا اور ایک درہم دن کو اور ایک درہم پوشیدہ اور ایک ظاہر طور پر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی۔ [2]

۱۔ حضرت زر بن جیش سے روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس نے دانہ کو پھاڑ کر درخت نکالا اور جان کو پیدا کیا نبی امی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے علی تم سے وہی محبت کرے گا جو مومن ہوگا اور وہی بغض رکھے گا جو منافق ہوگا۔ [3]

۲۔ حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی میرے ہیں اور میں ان کا ہوں اور وہ تمام مومنوں کے محبوب ہیں۔ [4]

۳۔ سہیل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن ارشاد فرمایا کہ: کل یہ جھنڈا میں ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا، وہ شخص اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتا ہے۔ پھر جب صبح ہوئی تو لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اس وقت تمام اپنے دلوں میں یہ امید لئے ہوئے تھے کہ جھنڈا ان کے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ مگر آپ نے پوچھا کہ علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا ان کی آنکھیں آشوب چشم سے متاثر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان کو بلاؤ چنانچہ بلائے گئے۔ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا دیا تو وہ اچھے ہو گئے۔ گویا کہ کوئی تکلیف تھی ہی نہیں پھر آپ نے جھنڈا ان کو دیا۔ [5]

اخلاق

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس زندگی اخلاقیات کا حسین مرقع ہے۔ قدرت نے آپ کو اخلاق حسنہ کا پیکر بنایا تھا۔ اسد الغابہ کی روایت ہے کہ آپ نے ایک امتیازی حیثیت کے مالک ہونے کے باوجود کبھی دوسروں سے

---

[1] مسالک السالکین ج ۱ ص ۱۴۵ [2] ایضاً ایضاً ج ۱ ص ۱۴۷ [3] مسلم شریف [4] ترمذی شریف
[5] صحیح بخاری ومسلم

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اپنے کو ممتاز تصور نہیں کیا ہمیشہ خندہ پیشانی اور انکساری کی زندگی بسر کرتے رہے۔ عام لوگوں کی طرح گھر کے کام بھی کر لیا کرتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے پھٹے ہوئے کپڑوں میں پیوند بھی لگا لیا کرتے تھے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کا حکم دیا تو سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک معمولی مزدور کی طرح کام کیا' اور خود ہی کھودتے تھے اور خود ہی مٹی اٹھا کر باہر پھینکتے تھے۔ اور اگر کوئی بڑا پتھر سامنے آجاتا تو اپنی خداداد قوت سے اس کو ریزہ ریزہ کر دیتے تھے۔

جود و سخا

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حلیم و کریم تھے۔ آپ کبھی کسی کے اوپر ناراض نہیں ہوتے تھے اگر کسی سے کوئی غلطی بھی ہو جاتی تو رحم و کرم سے درگزر فرما دیتے تھے' حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے اولوالعزم' بلند ہمت اور صادق البیان' نرم طبیعت اور خوش طبع تھے۔ غرباء نوازی کا جذبہ آپ کے دل میں سمندر کی طرح لہریں مارا کرتا تھا۔ آپ اپنے گھر سے دور دور جا کر غریبوں، مسکینوں، محتاجوں، ضعیفوں اور اپاہجوں کی خدمت و اعانت فرمایا کرتے تھے۔ مریضوں کی عیادت بھی معمولات زندگی سے تھی۔

بہادری

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر رہیں اسی وجہ سے لوگ اشجع الناس (لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر) کہتے ہیں۔ آپ کے حیرت انگیز اور شجاعت مندانہ کارناموں کو اگر جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب ہو جائے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہجرت سے پیشتر جب قریش مکہ نے معاذاللہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی اسکیم بنائی تو پروردگار عالم نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ ہجرت کر جائیں حکم الٰہی پا کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کی تیاری فرمائی اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ امانتیں سپرد کر کے اپنے بستر نبوت پر سونے کا حکم صادر فرمایا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خطرناک ماحول میں اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم پر اپنی جان کو بارگاہ رسالت میں نذر کر کے زندگی کی بے مثال قربانی پیش فرمائی خود آپ کا بیان ہے کہ مجھے ایسی نیند زندگی کے کسی حصے میں نہیں آئی کیونکہ میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ضمانت پہ سویا تھا کہ ان تمام سامانوں کو دیکر تمہیں پھر مجھ سے ملاقات کرنا ہے۔

آپ غزوۂ تبوک کے سوا تمام غزوات میں حاضر رہے اور بڑے بڑے سورماؤں کو موت کے گھاٹ اتارا' ایک دن میں آپ اور زبیر بن عوام نے سات سو آدمی بنو قریظہ کے قتل کئے۔[۱]

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ خیبر میں جب گھمسان کی جنگ ہونے لگی تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈھال کٹ کر گر پڑی جوش جہاد میں آپ آگے بڑھے اور قلعہ خیبر کا پھاٹک اکھاڑ ڈالا اور اس کے کواڑ کو ڈھال بنا کر اس پہ دشمنوں کی تلواروں کو روکتے تھے۔ یہ دروازہ اتنا وزنی تھا کہ جنگ کے خاتمہ کے بعد چالیس آدمی مل کر بھی اس کو نہیں اٹھا سکتے تھے[۲] ؏

شیر شمشیر زن شاہِ خیبر شکن
پر تو دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰحضرت)

---

[۱] مدارج النبوۃ
[۲] زرقانی ج ۲ ص ۲۳۰ و تاریخ الخلفاء ص ۳۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

عجیب و غریب فیصلے

زر بن حبیش کا بیان ہے کہ دو آدمی صبح کے وقت ناشتہ کے لئے بیٹھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین، اتنے میں ادھر سے ایک آدمی گزرا، اس نے سلام کیا تو ان دونوں نے اس کو بھی ناشتہ میں شامل کر لیا اور ان آٹھوں روٹیوں کو ان تینوں افراد نے مل کر کھا لیا کھانے کے بعد اس تیسرے شخص نے جاتے وقت آٹھ درہم دیا اور کہا کہ چونکہ میں نے تیرا کھانا کھایا ہے اس لئے یہ اس کی قیمت ہے۔ اسے تم دونوں آپس میں تقسیم کر لو۔ ان دونوں میں تھوڑے پر جھگڑا ہو گیا، پانچ روٹیوں والے نے کہا پانچ درہم میں لوں گا اور تین تمہارا ہوا تین روٹیوں والے نے کہا کہ تین پانچ کا معاملہ نہیں آدھا آدھا حصّہ بانٹو غرض یہ کہ یہ مقدمہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پیش ہوا۔

آپ نے پورے مقدمہ کی سماعت کے بعد تین روٹیوں والے سے فرمایا تمہارا ساتھی جو کہتا ہے اس کو قبول کر لو کیونکہ اس کی روٹیاں زیادہ تھیں اور تمہارے حصّے کے جو تین درہم دیتا ہے وہ لے لو اس پر تین روٹیوں والے نے کہا "میں آپ کے اس غیر منصفانہ فیصلہ کو کیسے قبول کر لوں؟ تو حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ فیصلہ غیر منصفانہ نہیں بلکہ تمہارے حق میں کمی کے بجائے اضافہ ہی ہے، اور در حقیقت صرف ایک درہم تم کو ملنا چاہئے اور سات تمہارے ساتھی کو ۔ اس پر اس جھگڑالو نے کہا "سبحان اللہ! یہ کیسے؟ ذرا آپ سمجھا دیجئے تاکہ میں دلیل کے مدنظر آپ کا فیصلہ قبول کر سکوں۔

آپ نے فرمایا آٹھ روٹیوں کے چوبیس ٹکڑے تم تینوں آدمیوں نے کھائے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کس نے کم اور کس نے زیادہ کھایا اس لئے اپنی روٹیوں کے برابر حصّے کرو، تمہاری تین روٹیوں کے نو ٹکڑوں میں سے جبکہ جملہ روٹیوں کے چوبیس ٹکڑے ہوئے آٹھ ٹکڑے تم نے کھائے اور تمہارا ایک ٹکڑا باقی بچا' اور تمہارے ساتھی کی پانچ روٹیوں کے پندرہ ٹکڑے ہوئے جس میں سے اس نے بھی چوبیس ٹکڑوں کے منجملہ صرف آٹھ ٹکڑے کھائے اور اس کے سات ٹکڑے باقی بچے یعنی مہمان نے تمہاری روٹیوں میں سے ایک ٹکڑا اور تمہارے ساتھی کی روٹیوں میں سے سات ٹکڑے کھائے۔ اس لئے تمہارے ایک ٹکڑے کے بدلے میں تم کو ایک درہم اور تمہارے ساتھی کو سات درہم ملنا چاہئے۔ غرض یہ کہ تفصیل سننے کے بعد اس جھگڑالو نے آپ کے فیصلے کو قبول کیا۔[1]

بیعت و خلافت

ابن سعد کا قول ہے کہ حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دوسرے ہی دن حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر تمام صحابۂ کرام جو اس وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے بیعت کی اور آپ امیر المومنین ہو گئے۔ پھر حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بصرہ پہنچ کر حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں سے خون کا قصاص لینے کے لئے آپ سے مطالبہ شروع کر دیا اور ہزاروں انسان اس مطالبہ میں شریک ہو گئے جس وقت امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر ہوئی تو آپ بھی عراق تشریف لے گئے اور یہاں جمادی الآخرہ ۳۶ھ میں جنگ جمل ہوئی جس میں حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما شہید ہو گئے اور طرفین کے ہزاروں آدمی شہید ہوئے بصرہ میں آپ نے پندرہ روز قیام فرمایا پھر کوفہ تشریف لائے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا مطالبہ کرتے ہوئے آپ پر حملہ کر دیا چنانچہ آپ بھی اپنی فوج لیکر آگے بڑھے اور طرفین کی فوجوں کے درمیان کئی روز تک نہایت خونریز جنگ ہوتی رہی یہ لڑائی جنگ صفین کے۔

---

[1] تاریخ الخلفاء ص ۱۲۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نام سے مشہور ہے جو صفر ۳۷ھ میں ہوئی بعد وہ جنگ ایک صلح پر ختم ہوئی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام کو اور حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کو تشریف لائے ــــــ کوفہ تشریف لانے پر خارجی لوگ آپ کی اطاعت سے علیحدہ ہو گئے اور آپ کی خلافت کا انکار کر کے سرکشی شروع کر دی یہی نہیں بلکہ لشکر جمع کر کے آپ پر چڑھائی کر دی جب آپ نے خارجیوں کی یہ حالت دیکھی تو آپ نے بھی ان خوارج کی سرکوبی کے لئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قیادت میں ایک لشکر کو روانہ فرمایا اور حضرت عبداللہ بن عباس خوارج پر غالب ہوئے اور ان میں سے بہت سے تائب ہو کر کوفہ واپس آ گئے لیکن بہت سے خوارج وہاں سے بھاگ کر نہروان چلے گئے اور وہاں جاکر مسلمانوں کی بستیوں پر حملے اور راہزنی کرنے لگے تو اس فتنے کی مدافعت کے لئے امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳۸ھ میں ایک فوج لیکر نہروان تشریف لے گئے اور ان خوارج کو نہایت بیدردی کے ساتھ قتل فرمایا۔ اور انھیں مقتول خارجیوں میں ذوالثدیہ بھی مارا گیا جس کے بارے میں آقائے دوعالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ یہ وہ بدنصیب خارجی ہوگا جو خروج کرے گا اور اس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کے مانند ہوگا اور مومنین کی بہترین جماعت اس کو قتل کرے گی۔[1]

آپ کا علم

امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ پروردۂ نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں۔ اور بارگاہ رسالت سے آپ کا شرح صدر، کتنے علوم پر ہوا ضبط تحریر سے باہر ہے۔

ابو عمر ابو طفیل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا: سَلُوْنِیْ عَنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَوَاللّٰہِ مَامِنْ اٰیَۃٍ اِلَّا وَاَنَا اَعْلَمُ اَبِلَیْلٍ نَزَلَتْ اَمْ نَھَارٍ اَمْ فِیْ سَھْلٍ اَمْ فِیْ جَبَلٍ۔

یعنی مجھ سے دریافت کرنا چاہو تو دریافت کرلو کتاب اللہ سے، خدا کی قسم کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس کو میں نہیں جانتا ہوں یہاں تک کہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ دن میں نازل ہوئی یا رات میں، نرم زمین پر نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔[2]

آپ نے نبی اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے پانچ سو چھیاسی حدیثیں روایت کی ہیں اور آپ کے فتاویٰ اور فیصلوں کا انمول مجموعہ اسلامی علوم کے خزانوں کا بہترین قیمتی سرمایہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہم تمام صحابہ میں سب سے بہترین فیصلہ کرنے والے ہیں ــــ اور کبھی یوں بھی ارشاد فرماتے تھے کہ میں ایسے مقدمہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں جس کا فیصلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی نہ کر سکیں ــــ اسی طرح آپ کے متعلق حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ مدینہ منورہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سوا کوئی ایسا صاحب علم نہیں جو یہ کہہ سکے:

"جس کو جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لے" ــــــ

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود اپنے علم وفضل کے اعلانیہ کہا کرتے تھے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ سے زیادہ فرائض کا جاننے والا اور معاملہ فہم کوئی شخص بھی نہیں ہے۔

اور خود سیدنا علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے کہ میں اگر چاہوں تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے چالیس اونٹوں کو کتابوں سے لاد دوں۔

---

[1] ایضاً ایضاً
[2] جامع المناقب ص ۱۱۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

عقیدۂ اہلسنت

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہ الکریم کے فضائل اور کمالات مسلم ہیں چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں کہ:

یعنی لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین ہیں۔

اسی طرح سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں:

يَعْتَقِدُ اَهْلُ السُّنَّةِ اَنَّ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَيْرُ الْاُمَمِ وَاَفْضَلُهُمُ الْعَشَرَةُ الَّذِيْنَ شَهِدَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَهُمْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَزُبَيْرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدٌ وَسَعِيْدٌ وَاَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاَفْضَلُ هٰؤُلَاءِ الْعَشَرَةِ الْاَبْرَارِ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ الْاَخْيَارُ وَاَفْضَلُ الْاَرْبَعَةِ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ

یعنی عقیدۂ اہلسنت وجماعت اس بات پر ہے کہ بیشک امت محمدیہ سب امتوں سے افضل ہے اور تمام امت محمدیہ میں عشرہ مبشرہ افضل ہیں اور وہ دس شخص یہ ہیں حضرت ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحہ وزبیر وعبد الرحمن بن عوف وسعد وسعید وابوعبیدۃ الجراح، اور ان دسوں میں افضل خلفائے راشدین ہیں اور ان چاروں حضرات میں سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین رہ[1]

حبِّ علی

بزار و ابویعلٰی محدثین نے نقل کیا ہے کہ سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس حضور آقائے دوعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ اے علی! تمہیں حضرت عیسٰی علیہ السلام سے ایک تمثیل سمجھو کہ سبت ہے یہود یوں نے ان سے اسقدر بغض رکھا کہ معاذ اللہ ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم پر تہمت لگائی اور نصارٰی ان کی محبت میں اس قدر حد سے بڑھ گئے کہ معاذ اللہ ان کو خدا کا بیٹا کہہ دیا اسی طرح ہوشیار ہوجاؤ کہ تیرے حق میں بھی دو گروہ ہوں گے ایک ان لوگوں کا گروہ ہوگا جو تیری محبت میں تجھ کو تیرے مرتبہ سے بہت زیادہ بڑھا کر حد سے تجاوز کر جائے گا اور دوسرا گروہ وہ ہوگا جو تجھ سے انتہائی بغض و عداوت رکھے گا اور تجھ پر بہتان لگائے گا۔

اس ارشاد مبارک سے ثابت ہوتا ہے کہ رافضی اور خارجی دونوں فرقے گمراہ ہیں اور اہل سنت وجماعت یقیناً صراط مستقیم اور حق پر ہیں۔ جو حضرت مولائے کائنات علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰے عنہ سے انتہائی والہانہ محبت وعقیدت رکھتے ہیں اور حد سے تجاوز بھی نہیں کرتے۔

شاعری

فصاحت وبلاغت کے میدان میں اہل عرب اپنے مدمقابل کسی کو خاطر میں نہیں لاتے اور برجستہ اشعار کا زبان سے ادا ہوجانا ایک عام بات تھی ــــــ میدانِ شاعری میں بھی امیر المومنین سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک منفرد حیثیت کے حامل ہیں، چنانچہ اکثر تواریخ وسیرت کی کتابوں میں آپ کے بیشمار اشعار حمد ونعت و رجز کے ملتے ہیں، چند اشعار تبرکاً وتمثیلاً تحریر کئے جاتے ہیں:۔

---

[1] غنیۃ الطالبین بحوالہ جامع المناقب ص ۱۱۹

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اَلَا یَا سَاکِنَ الْقَصْرِ الْمُعَلّٰی ۔۔۔ سَتُدْفَنُ عَنْقَرِیْبٍ فِی التُّرَابِ
لَهٗ مَلَکٌ یُّنَادِیْ کُلَّ یَوْمٍ ۔۔۔ لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ

اے مضبوط محلوں میں آرام کرنے والے ۔۔۔ عنقریب تم مٹی میں دفن کئے جاؤ گے
ہر روز تمہیں ایک فرشتہ ندا کر دیتا ہے

اِلٰهِیْ تُبْتُ عَنْ کُلِّ الْمَعَاصِیْ ۔۔۔ بِاِخْلَاصٍ رَجَاءً لِلْخَلَاصِ
اَغِثْنِیْ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِ ۔۔۔ بِفَضْلِکَ یَوْمَ یُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ

خدا وندا توبہ کرتا ہوں میں اپنے تمام گناہوں سے ۔۔۔ اخلاص کے ساتھ نجات کی امید رکھتے ہوئے
میری فریاد کو پہنچ اے فریاد کے پہنچنے والے ۔۔۔ اپنے فضل سے اس روز کہ جس روز پکڑے جائیں گے لوگ پیشانیوں سے

رَضِیْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِیْنَا ۔۔۔ لَنَا عِلْمٌ وَّلِلْجُهَّالِ مَالٌ
لِاَنَّ الْمَالَ یُفْنٰی عَنْقَرِیْبٍ ۔۔۔ وَاِنَّ الْعِلْمَ یَبْقٰی لَا یَزَالُ

ہم اپنے رب تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہیں ۔۔۔ کہ مجھے علم سے نوازا اور جاہلوں کو مال سے
اس لئے کہ مال عنقریب فنا و تمام ہو جانے والا ہے ۔۔۔ اور علم باقی ہے اس کے لئے زوال نہیں

کرامات

فالج زدہ اچھا ہو گیا

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب طبقات میں ذکر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دونوں شاہزادگان حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ حرم کعبہ میں حاضر تھے کہ درمیانی رات میں ناگہاں آپ نے ایک التجا کرنے والے کی آواز کو سنا کہ وہ گڑگڑا کر اپنی حاجت کے لئے دعا مانگ رہا ہے اور زار و قطار رو رہا ہے آپ نے حکم دیا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ۔ وہ شخص اس حال میں حاضر خدمت ہوا کہ اس کے بدن کی ایک کروٹ فالج زدہ تھی اور وہ زمین پر گھسٹتا ہوا آپ کے سامنے آیا۔ آپ نے اس کا قصہ دریافت فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! میں بہت ہی بے باکی کے ساتھ قسم قسم کے گناہوں میں دن رات منہمک رہتا تھا اور میرا باپ جو بہت ہی صالح اور پابند شریعت مسلمان تھا بار بار مجھ کو گناہوں سے روکتا تھا اور بار بار میری گرفت کرتا تھا۔ ایک دن میں نے اپنے باپ کی نصیحت سے ناراض ہو کر ان کو مارا، میری مار کھا کر میرا باپ رنج و غم میں ڈوبا ہوا حرم کعبہ میں آیا اور میرے لئے بددعا کرنے لگا، ابھی اس کی دعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ ناگہاں میری ایک کروٹ پر فالج کا اثر ہو گیا اور میں زمین پر گھسٹ کر چلنے لگا۔ اس غیبی سزا سے مجھے بڑی عبرت حاصل ہوئی اور میں نے رو رو کر اپنے باپ سے اپنے جرم کی معافی طلب کی اور میرے باپ نے اپنی شفقت پدری سے مجبور ہو کر مجھ پر رحم کھایا اور مجھے معاف کر دیا اور کہا کہ بیٹا چل جہاں میں نے تیرے لئے بددعا کی تھی۔ اس جگہ اب تیرے لئے صحت و سلامتی کی دعا مانگوں گا۔

چنانچہ میں والد کو اونٹنی پر سوار کر کے مکہ معظمہ لا رہا تھا کہ ناگہاں اونٹنی ایک مقام پر بدک کر بھاگنے لگی اور میرا باپ اس کی پیٹھ سے گر کر ہلاک ہو گیا۔ اب میں اکیلا حرم کعبہ میں آ کر رات و دن رو رو کر خدا سے اپنی تندرستی کے لئے دعائیں

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مانگتا رہتا ہوں ـــــ امیر المومنین نے اس کی ساری سرگذشت سنکر فرمایا کہ اے شخص! اگر واقعی تیرا باپ تجھ سے خوش ہوگیا تھا تو تو اطمینان رکھ کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے خوش ہوگیا ہے، اس نے کہا کہ اے امیر المومنین! میں بحلف شرعی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا باپ مجھ سے خوش ہوگیا تھا، امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کی حالت زار پر ترس کھا کر اُس کو تسلی دی اور چند رکعت نماز پڑھ کر اس کی تندرستی کے لئے دعا مانگی، پھر فرمایا کہ اے مبارک شخص! اٹھ کھڑا ہو جا! یہ سنتے ہی وہ بلا تکلف اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور چلنے لگا آپ نے فرمایا کہ اے شخص! اگر تو نے قسم کھا کر یہ نہ کہا ہوتا کہ تیرا باپ تجھ سے خوش ہوگیا تھا تو میں ہرگز کبھی تیرے لئے دعا نہ کرتا۔ لہ

گرتی ہوئی دیوار تھم گئی

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دیوار کے سائے میں ایک مقدمہ کا فیصلہ سنانے کے لئے بیٹھ گئے، درمیان مقدمہ میں لوگوں نے شور مچایا کہ اے امیر المومنین! یہاں سے اٹھ جائیں، یہ دیوار گر رہی ہے، آپ نے نہایت ہی اطمینان اور سکون کے ساتھ فرمایا کہ مقدمہ کی کاروائی جاری رکھو، اللہ تعالیٰ بہترین محافظ و نگہبان ہے ـــــ چنانچہ اطمینان کے ساتھ آپ اس مقدمہ کا فیصلہ فرما کر جب وہاں سے چل دیئے تو فوراً ہی دیوار گر گئی۔ ٢ه

جاسوس اندھا ہوگیا

ایک شخص آپ کے پاس رہ کر جاسوسی کیا کرتا تھا اور آپ کی خفیہ خبریں آپ کے مخالفین کو پہنچایا کرتا تھا، آپ نے جب اس سے دریافت فرمایا تو وہ شخص قسمیں کھانے لگا اور اپنی برأت ظاہر کرنے لگا، آپ نے جلال میں آکر فرمایا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری آنکھوں کی روشنی چھین لے ـــــ چنانچہ وہ شخص اندھا ہوگیا، اور لاٹھی کے سہارے چلنے لگا۔ ٣ه

فرشتے خدمت پر مقرر

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلانے کے لئے آپ کے دولت کدے پر بھیجا، میں جب حضرت کے دولتکدے پر پہنچا تو دیکھا کہ آپ کے گھر میں چکی بغیر کسی چلانے والے کے خود بخود چل رہی ہے جب میں نے بارگاہ رسالت میں اس عجیب کرامت کا تذکرہ کیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر! اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے بھی ہیں جو زمین میں سیر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کی یہ بھی ڈیوٹی مقرر فرما دی ہے کہ وہ میرے آل کی امداد و اعانت کرتے رہیں۔ ٤ه

ذرا دیر میں قرآن ختم

امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کرامت بھی روایت صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ گھوڑے پر سوار ہوتے وقت ایک پاؤں رکاب میں رکھتے اور قرآن مجید شروع کرتے اور دوسرا پاؤں رکاب میں رکھ کر گھوڑے کی زین پر بیٹھتے اتنی دیر میں ایک ختم قرآن مجید کر لیا کرتے تھے۔ ٥ه

خبر ما فی الغد

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے اس کے حالات بتا کر یہ بھی بتایا کہ تم کو فلاں کھجور کے درخت پر پھانسی دیجائے گی، چنانچہ اس شخص کے بارے میں جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہ حرف بحرف صحیح نکلا، اور آپ کی پیشین گوئی

لہ حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۳
٢ه ازالۃ الخلفاء مقصد ۲ ص ۲۷۳
٣ه شواہد النبوہ ص ۱۶۷ خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۲۱
٤ه ازالۃ الخلفاء مقصد دوم ص ۲۷۳
٥ه شواہد النبوہ ص ۱۶۰

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

پوری ہوکر رہی۔[1]

دریا کی طغیانی اشارے سے ختم

ایک مرتبہ نہر فرات میں ایسی خوفناک طغیانی آگئی کہ سیلاب میں تمام کھیتیاں غرق آب ہوگئیں لوگوں نے آپ کے دربار میں فریاد کی۔ آپ فوراً ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارکہ، و عمامہ مقدسہ اور چادر مبارک زیب تن فرمایا اور گھوڑے پر سوار ہوئے اور لوگوں کی ایک جماعت جس میں حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے آپ کے ساتھ پیدل چل پڑے اور پل پر پہنچ کر اپنے عصا سے نہر فرات کی طرف اشارہ فرمایا تو نہر کا پانی ایک گز کم ہوگیا، جب تیسری مرتبہ اشارہ فرمایا تو تین گز پانی اتر گیا اور سیلاب ختم ہوگیا لوگوں نے شور مچایا کہ امیر المومنین بس کیجئے اتنے ہی کافی ہے۔

عجیب و غریب چشمہ

مقام صفین کو جاتے ہوئے آپ کا لشکر ایک ایسے میدان سے گزرا جہاں پانی نایاب تھا، پورا لشکر پیاس کی شدت سے بے تاب ہوگیا، وہاں کے گرجا گھر میں ایک راہب رہتا تھا اس نے بتایا کہ یہاں سے دو کوس کے فاصلے پر پانی مل سکے گا۔ کچھ لوگوں نے اجازت طلب کی تاکہ وہاں سے جاکر پانی لائیں، یہ سنکر آپ اپنے خچر پر سوار ہوگئے اور ایک جگہ آپ نے اشارے سے فرمایا کہ اس جگہ تم لوگ زمین کھودو چنانچہ لوگوں نے زمین کی کھدائی شروع کی تو اس میں ایک پتھر ظاہر ہوا لوگوں نے اس پتھر کو نکالنے کی انتہائی کوشش کی لیکن تمام آلات بیکار ہوگئے اور وہ پتھر نہ نکل سکا، یہ دیکھکر آپ کو جلال آگیا اور آپ نے اپنی سواری سے اتر کر آستینیں چڑھائی اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اس پتھر کی دراز میں ڈال کر زور لگایا تو وہ پتھر نکل پڑا، اور اس کے نیچے سے ایک نہایت ہی صاف و شفاف اور شیریں پانی کا چشمہ ظاہر ہوگیا، اور تمام لشکر اس پانی سے سیراب ہوگیا لوگوں نے اپنے جانوروں کو بھی پلایا اور لشکر کے تمام مشکوں کو بھی بھر لیا، پھر آپ نے اس پتھر کو اس کی جگہ پر رکھ دیا ـــ گرجا گھر کا عیسائی راہب آپ کی یہ کرامت دیکھ کر سامنے آیا اور آپ سے دریافت کیا کہ:

کیا آپ فرشتہ ہیں؟ ـــــــــ آپ نے فرمایا نہیں

کیا آپ نبی ہیں؟ ـــــــــ آپ نے فرمایا کہ نہیں

پھر آپ کون ہیں؟ ـــــــــ آپ نے فرمایا کہ میں پیغمبر مرسل حضرت محمد بن عبداللہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صحابی ہوں اور مجھکو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند باتوں کی وصیت بھی فرمائی ہے۔ یہ سن کر وہ عیسائی راہب کلمہ پڑھکر مشرف بہ اسلام ہوگیا ـــ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے اتنی مدت تک اسلام کیوں نہیں قبول کیا تھا؟ راہب نے کہا کہ ہماری کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس گرجا گھر کے قریب میں ایک چشمہ پوشیدہ ہے اور اس چشمے کو وہی شخص ظاہر کریگا جو یا تو نبی ہوگا ـــ یا نبی کا صحابی ہوگا، چنانچہ میں اور مجھ سے پہلے بہت سے راہب اس گرجا گھر میں اسی انتظار میں مقیم رہے، اب آج آپ نے یہ چشمہ ظاہر کر دیا تو میری مراد بر آئی۔

راہب کی تقریر سنکر آپ رو پڑے اور اس قدر روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی اور پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ـــ الحمد للہ کہ ان لوگوں کی کتابوں میں بھی میرا ذکر ہے ـــ یہ راہب مسلمان ہوکر آپ کے خادموں میں شامل ہوگئے اور آپ کے لشکر میں داخل ہوکر شامیوں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگئے اور آپ نے ان کو اپنے دست مبارک سے دفن کیا اور اس کے

---

[1] ازالۃ الخفاء ص ۱۶۲

[2] شواہد النبوۃ ص ۱۶۲، خزانۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۱۷

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

لئے مغفرت کی دعا فرمائی [1]

شوہر عورت کا بیٹا نکلا

امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاشانۂ خلافت سے کچھ دور ایک مسجد کے پہلو میں دو میاں بیوی رات بھر جھگڑا کرتے رہے۔ صبح کو امیر المومنین نے دونوں کو بلا کر جھگڑے کا سبب دریافت فرمایا۔ شوہر نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! میں کیا کروں نکاح کے بعد اچانک اس عورت سے بے انتہا نفرت ہوگئی' یہ دیکھ کر بیوی مجھ سے جھگڑا کرنے لگی پھر بات بڑھ گئی۔

آپ نے تمام حاضرین دربار کو باہر نکال دیا اور عورت سے فرمایا کہ دیکھ میں تجھ سے جو سوال کروں اس کا سچ سچ جواب دینا پھر آپ نے فرمایا کہ:۔۔۔۔ اے عورت تیرا نام یہ ہے' اور تیرے باپ کا نام یہ ہے؟ عورت نے کہا کہ بالکل درست آپ نے پھر فرمایا کہ:۔۔۔۔ اے عورت یاد کر تو زناکاری سے حاملہ ہوگئی تھی اور ایک مدت تک تو اور تیری ماں اس حمل کو چھپاتی رہی جب دردِ زہ شروع ہوا تو تیری ماں تجھے گھر سے باہر لے گئی اور جب بچہ پیدا ہوا تو اس کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر تو نے میدان میں ڈال دیا اتفاق سے ایک کتا اس بچے کے پاس آیا تیری ماں نے اس کتے کو پتھر مارا لیکن وہ پتھر بچے کو لگا اور اس کا سر پھوٹ گیا' تیری ماں کو بچے پر رحم آگیا اور اس نے بچے کے زخم پر پٹی باندھ دی' پھر تم دونوں وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔ اس کے بعد اس بچے کی تم دونوں کو کچھ بھی خبر نہیں ملی کیا یہ واقعہ سچ ہے؟ عورت نے کہا ہاں! اے امیر المومنین! یہ پورا واقعہ حرف بحرف صحیح ہے۔۔۔۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے مرد تو اپنا سر کھول کر اس کو دکھا دے؟ مرد نے سر کھولا تو اس زخم کا نشان موجود تھا اس کے بعد امیر المومنین نے فرمایا کہ اے عورت یہ مرد تیرا شوہر نہیں ہے بلکہ:۔۔۔۔۔ تیرا بیٹا ہے تم دونوں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم دونوں کو حرام کاری سے بچا لیا [2]

قبر والوں سے بات چیت

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم لوگ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینۂ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں گئے تو امیر المومنین نے قبروں کے سامنے کھڑے ہو کر باآواز بلند یہ فرمایا کہ:

اے قبر والو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ کیا تم لوگ اپنی خبریں ہمیں سناؤ گے' یا ہم تم لوگوں کو تمہاری خبریں سنائیں؟ اس کے جواب میں قبروں کے اندر سے آواز آئی۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے امیر المومنین! آپ ہمیں یہ سنائیے کہ ہماری موت کے بعد ہمارے گھروں میں کیا کیا معاملات ہوئے؟۔۔۔۔ حضرت امیر المومنین نے یہ فرمایا کہ: اے قبر والو! تمہارے بعد تمہارے گھروں کی خبر یہ ہے کہ تمہاری بیوی نے دوسروں سے نکاح کر لیا اور تمہارے مال و دولت کو تمہارے وارثوں نے آپس میں تقسیم کر لیا اور تمہارے چھوٹے چھوٹے بچے یتیم ہو کر در بدر پھر رہے ہیں۔ اور تمہارے مضبوط اور اونچے اونچے محلوں میں تمہارے دشمن آرام اور چین کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔۔۔۔ اس کے جواب میں قبروں میں سے ایک مردے کی دردناک آواز آئی کہ اے امیر المومنین! ہماری خبر یہ ہے کہ ہمارے کفن پرانے ہو کر پھٹ چکے ہیں اور جو کچھ ہم نے دنیا میں خرچ کیا تھا اس کو ہم نے یہاں پا لیا ہے اور جو کچھ ہم دنیا میں چھوڑ آئے تھے اس میں ہمیں گھاٹا ہی گھاٹا اٹھانا پڑا [3]

---

[1] ایضاً ص ۱۶۳

[2] شواہد النبوہ ص ۱۶۱ / خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۱۷

[3] حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ڈوبا ہوا سورج دوبارہ طلوع ہوا

صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپکی وجہ سے دو مرتبہ ڈوبے ہوئے سورج کو دوبارہ طلوع فرمایا۔ ایک تو مقام صہبا میں جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عصر کی نماز ادا فرماکر مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو پر سر رکھ کر استراحت فرما رہے تھے کہ اسی اثناء میں وحی کا نزول ہوگیا اور یہ سلسلہ اتنی دیر تک قائم رہا کہ آفتاب غروب ہوگیا اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر قضا ہوگئی۔ جب وحی کے نزول کا سلسلہ ختم ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا کہ عصر کی نماز تم نے ادا کی؟ آپ نے فرمایا کہ آپ کے حکم سے ادا کروں گا۔ اور میں نے آپ کو بیدار اس لئے نہیں فرمایا کہ یہ ادب کے خلاف ہے۔

آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو ڈوبا ہوا سورج واپس آگیا اور آپ نے عصر کی نماز ادا فرمائی۔

دوسری بار وصال حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جس وقت آپ بابل کی طرف سفر میں تھے اور آپ نے چاہا کہ فرات سے پار اتریں تو وہ عصر کی نماز کا وقت تھا یہاں تک کہ آپ اور آپ کے کچھ ساتھیوں نے عصر کی نماز ادا فرمالی اور دوسرے اصحاب جو چوپایوں اور سامانوں کو دریا سے پار کر رہے تھے وقت زیادہ ہوجانے کی وجہ سے آفتاب غروب ہوگیا اور عصر کی نماز قضا ہوگئی اس وقت آپ کے اصحاب نے آپ کی خدمت میں نماز عصر کے قضا ہوجانے کی پریشانی ظاہر کی تو آپ نے قاضی الحاجات کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو رب تعالیٰ نے آفتاب کو لوٹا دیا اور آپ کے اصحاب نے عصر کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد حسب سابق آفتاب غروب ہوگیا۔[1]

ازواج واولاد

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ازواج واولاد کے بارے میں روایتیں مختلف ہیں یہاں پر چند روایتیں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) پہلی بیوی: حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھیں جب تک حضرت سیدہ فاطمہ زندہ رہیں آپ نے کوئی دوسرا نکاح نہیں فرمایا حضرت فاطمہ سے تین صاحبزادے حضرت امام حسن حضرت امام حسین اور حضرت محسن اور تین صاحبزادیاں ام کلثوم کبریٰ، زینب ورقیہ کبریٰ تھیں محسن اور رقیہ کا انتقال ایام طفولیت میں ہوگیا اور حضرت ام کلثوم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ (۲) دوسری بیوی حضرت امامہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نواسی وحضرت بی بی زینب کی صاحبزادی تھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو بہت پیار کرتے تھے حضرت شیر خدا نے حسب وصیت حضرت سیدۃ النساء کے ان سے نکاح کیا تھا اور ان سے صرف ایک صاحبزادے محمد اوسط پیدا ہوئے۔ (۳) تیسری بیوی اسماء بنت عمیس تھیں۔ یہ آپ کے بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں ان کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے نکاح کیا تھا بعد وفات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ آپ کے نکاح میں آئیں۔ ان سے دو صاحبزادے حضرت عون اور یحییٰ پیدا ہوئے۔ (۴) چوتھی بیوی حضرت خولہ بنت جعفر بن قیس بن سلمہ تھیں ان سے حضرت محمد اکبر جنکو محمد حنیفہ اور محمد بن حنیفہ بھی کہتے ہیں پیدا ہوئے یہ صاحبزادے بڑے بہادر اور سخی اور خوش تقدیر تھے۔ وصال

---

[1] خزینۃ الاصفیاء ص ۱ ص ۲۱/۲۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

سنہ ۱ھ میں ہوا۔ (۵) پانچویں بیوی ام البنین بنت حرام بن خالد بن جعفر بن ربیعہ کلابی تھیں۔ ان سے حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عثمان، حضرت عبداللہ پیدا ہوئے اور یہ چاروں صاحبزادے ہمراہ حضرت سید الشہداء کے کربلا میں شہید ہوئے۔ (۶) چھٹویں بیوی ام حبیب بنت ربیعہ تھیں۔ ان سے ایک صاحبزادے حضرت عمرو اور ایک صاحبزادی رقیہ صغریٰ توام پیدا ہوئے۔ (۷) ساتویں بیوی لیلیٰ بنت مسعود والدارہنہ تھیں ان سے دو صاحبزادے پیدا ہوئے ایک عبداللہ ثانی جنکو مختار بن ابی عبید نے قتل کیا دوسرے ابوبکر جو معرکہ کربلا میں شہید ہوئے۔ (۸) آٹھویں بیوی ام سعد بنت عروہ تھیں ان سے دو صاحبزادیاں ام الحسن اور رملہ کبریٰ پیدا ہوئیں۔ (۹) نویں بیوی کا نام اور ان سے کون کون اولاد ہوئیں معلوم نہیں ہوسکا۔ ۱

اولاد

آپ کے کل صاحبزادے پندرہ تھے جن کے نام اس طرح ہیں حضرت حسن[۱]، حسین[۲]، محسن[۳]، محمد اکبر[۴]، محمد اوسط[۵]، محمد اصغر[۶]، عباس[۷]، عثمان[۸]، جعفر[۹]، عبداللہ[۱۰]، عبداللہ ثانی[۱۱]، ابوبکر[۱۲]، عمر[۱۳]، یحییٰ[۱۴]، عون[۱۵] رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

صاحبزادیاں کل سترہ تھیں جن کے اسماء یہ ہیں! ام کلثوم کبریٰ، زینب، رقیہ کبریٰ، رقیہ صغریٰ، ام الحسن، رملہ کبریٰ، رملہ صغریٰ، ام ہانی، ام کلثوم صغریٰ، میمونہ، فاطمہ، خدیجہ، ام الخیر، ام سلمہ، ام جعفر، جمانہ نفیسہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ آپ کے صاحبزادوں میں صرف پانچ کی نسل باقی ہے حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت عباس، حضرت محمد بن حنفیہ اور حضرت عمر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اور صاحبزادیوں میں سے صرف ایک صاحبزادی زینب بنت فاطمہ کی نسل موجود ہے جن کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے ہوا تھا۔ ۲

علامہ مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمہ نے آپ کے بارہ صاحبزادے اور نو صاحبزادیاں تحریر فرمائی ہے جبکہ اصح التوار میں علامہ محمد میاں مارہروی علیہ الرحمہ نے اٹھارہ لڑکے اور اٹھارہ لڑکیاں تحریر فرمائی ہیں۔ ۳

خلفاء

حضرت مولا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ خلیفہ تھے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت کمیل بن زیاد، حضرت خواجہ اویس قرنی، حضرت قاضی ابو المقدام شریح بن ہانی بن زید الحارثی حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اقوال زریں

• حکمت کی بات گویا مومن کی گمشدہ چیز ہے جیسے وہ جہاں دیکھتا ہے لے لیتا ہے • بصارت کا چلا جانا چشم بصیرت کے اندھا ہونے سے اچھا ہے۔ جو شخص مال دینے میں سب سے زیادہ بخیل ہو وہ اپنی عزت کے دینے میں سب سے زیادہ سخی ہوتا ہے۔ • جو شخص اپنے دشمن کے قریب رہتا ہے اس کا جسم غم کی وجہ سے گھل کر لاغر ہو جاتا ہے • خدا کی رحمت سے ناامید ہونا نہایت نقصان دہ ہے۔ • دین کی درستی دنیا کے نقصان کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ • فرصت کو کھونا بہت بڑی مصیبت ہے • علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے۔ اور تم مال کی حفاظت کرتے ہو • دنیاداروں کی دوستی ایک معمولی ادنیٰ

---

۱ مسالک السالکین ج ۱ ص ۱۸۲ ۲ ایضاً ایضاً
۳ مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۹۶

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بات سے دور ہوجاتی ہے ● حق نہایت زبردست مددگار ہے اور جھوٹ بہت کمزور معاون ہے۔

صبر ایک ایسی سواری ہے جو کبھی ٹھوکر نہیں کھاتی ● دشمن کے حسن سلوک پہ بھروسہ مت کرو کیونکہ پانی کو آگ سے کتنا ہی گرم کیا جائے پھر بھی وہ اس کے بجھانے کو کافی ہے ● شریف عالم تواضع اختیار کرتا ہے اور جب کمینہ باعلم ہوجائے تو وہ بڑائی کرنے لگتا ہے ● شرافت اپنی بلند ہمتی سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ باپ دادا پر فخر کرنے سے ● جو شخص نیک سلوک کرنے سے درست نہ ہو وہ بدسلوکی سے درست ہوجاتا ہے ● جس شخص کا راز اس کے سینے میں نہیں سما سکتا اس کے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔ ● بیشک دنیا و آخرت کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کی دو بیویاں ہوں کہ جب ایک کو راضی کرتا ہے تو دوسری ناخوش ہوجاتی ہے۔ ● جب رزق کی تنگی تیرے اوپر ہو تو بخشش مانگ اللہ تعالیٰ سے یعنی استغفر اللہ اور کلمہ پڑھ کشادگی ہوگی ● برائیوں سے پرہیز کرنا نیکیاں کمانے سے بہتر ہے ● عقیدے میں شک کرنا شرک کے برابر ہے ● فرمایا! اللہ تعالیٰ نے دنیا میں فقر میں ثواب بھی رکھا ہے اور عذاب بھی ہے وہ فقر جس میں ثواب موجود ہے وہ یہ ہے: صاحب فقر کے اخلاق نیک ہوں، اپنے رب کا اطاعت گزار بندہ ہو اور اپنے حال کی شکایت اپنے لب پر نہ لائے اور اپنے فقر پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ بجا لائے ــ اور وہ فقر جس میں عذاب ہے اس کی علامت یہ ہے کہ: صاحب فقر کے اخلاق برے ہوں اور اپنے رب کا نافرمان ہو، اپنے فقر پر بہت شکوہ شکایت کرے اور حکم الٰہی یا تقدیر پر غصہ کرے [1]

واقعہ شہادت

آپ کی شہادت کا واقعہ جو تاریخ اسلام کا بہت ہی دردناک واقعہ ہے آپ کے قتل کے سلسلے میں واقعہ یوں درج ہے کہ تین خبیث قسم کے خارجی عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی، برک بن عبداللہ تمیمی اور عمرو بن بکیر تمیمی یہ تینوں مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے اور آپس میں یہ فیصلہ کیا کہ حضرت علی و حضرت معاویہ و حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک معین تاریخ میں قتل کر دیا جائے ــ اور امام سدی سے یہ منقول ہے کہ عبدالرحمٰن بن ملجم ایک خارجی عورت قطام پر عاشق ہوگیا اور اس خبیثہ کی شادی کا مہر تین ہزار درہم ایک غلام ایک لونڈی اور حضرت علی کرم اللہ کا قتل کرنا قرار پایا۔

یہ تینوں اشخاص مکہ معظمہ میں جمع ہوئے اور یہ واقعہ ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو طے کیا گیا۔ یہ تینوں اپنے اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے آمادہ ہوگئے اور برک نے دمشق جاکر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ پر حملہ کیا۔ ان کا سرین زخمی ہوگیا مگر جان بچ گئی۔ حضرت امیر معاویہ نے اس کو گرفتار کرکے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر چھوڑ دیا۔ اور عمرو بن بکیر حضرت عمرو بن العاص کے قتل کے واسطے مصر کو روانہ ہوا اور جس روز یہ مصر میں داخل ہوا تو حضرت عمرو بن العاص کی پشت یا شکم میں درد تھا۔ انھوں نے اپنی جگہ پر سہل عامری یا خارجہ کو نماز پڑھانے کے واسطے بھیجدیا۔ ابن بکیر نے سہل عامری کو عمرو بن العاص سمجھ کر قتل کر ڈالا جس وقت سہل عامری مقتول ہوئے جماعت کے لوگوں نے ابن بکیر کو پکڑا اور عمرو بن العاص کے پاس لائے۔ انھوں نے فرمایا تو نے کس کو قتل کیا ہے لوگ کہتے ہیں کہ خارجہ مقتول ہوئے ہ اس نے جواب دیا ــ میں نے عمرو کے قتل کا ارادہ کیا تھا لیکن اللہ تعالےٰ نے خارجہ کا ارادہ کیا ــ آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔

---

[1] عوارف المعارف، نورالابصار والمبنہات

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور ابن ملجم نے کوفہ میں آکر اپنے ساتھیوں سے ملاقات کی اور امیر المومنین کے قتل کا مصمم ارادہ کرلیا۔ حسب معمول رات کے پچھلے حصہ میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے اور اپنے فرزند حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ نور نظر آج رات میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کی امت سے مجھے کوئی راحت نہیں ملی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم ظالموں کے لئے بددعا کرو تو میں نے یہ دعا مانگی ہے کہ یااللہ! تو مجھے ان لوگوں کے بدلے ان سے بہتر لوگوں کا ساتھ عطا فرما اور ان لوگوں کو میری جگہ ایسے شخص کو عطا فرما جو ان لوگوں کے حق میں بہت ہی برا ہو۔

ابھی آپ صاحبزادے سے یہی فرمارہے تھے کہ ابن نباح موذن نے آکر الصلوٰۃ کہا یعنی نماز کو چلئے چنانچہ آپ گھر سے لوگوں کو نماز کے لئے آواز دیتے ہوئے مسجد کو چلے آپ مسجد میں داخل ہوئے اور ابن ملجم شقی القلب ستون کے پیچھے چھپا ہوا کھڑا تھا ناگہاں دھوکہ سے آپ کی پیشانی پر زہر میں بجھی ہوئی ایسی تلوار ماری کہ آپ کا چہرہ مبارک کنپٹی تک کٹتا چلا گیا اور تلوار دماغ میں جاکر رکی شمشیر لگتے ہی آپ نے فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ۔ فرمایا یعنی رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا پھر چاروں طرف سے لوگ اس بدبخت قاتل پر دوڑ پڑے اور بھاگتے ہوئے پکڑ لیا گیا اور آپ کے سامنے لایا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔

قید کرو اس کو اور اچھا کھانا دو اور اس کے لئے نرم بستر تیار کرو اگر میں زندہ رہا تو اپنے خون کے معاف کردینے کا مختار ہوں چاہے معاف کروں یا قصاص لوں اور اگر میں انتقال کر گیا تو اس کو بھی میرے ساتھ قتل کردینا اور اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ لے گا۔

آپ اسی زخم کی حالت میں جمعہ اور سنیچر کے روز زندہ رہے اور شب یکشنبہ کو وفات پاگئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

تاریخ وصال

آپ کا وصال ۲۱ر رمضان المبارک ۴۰ھ مطابق ۴ر فروری ۶۶۱ء پھاگن صدی آٹھ سمبت بکرمی بعمر ۶۳ سال شب یکشنبہ کو ہوا۔

آخری وصیت

اپنے آخری وقت میں حضرت حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلاکر فرمایا میں تم کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ دنیا کو نہ چاہنا اگرچہ وہ تمہیں چاہے اور اس میں سے اگر کچھ تم سے جاتا رہے تو اس پر رونا نہیں حق کہنا یتیموں پر رحم کرنا کمزوروں کی مدد کرنا پھر اپنے صاحبزادے محمد بن حنفیہ کو بھی یہی وصیت فرمائی اور اپنے دونوں بھائیوں سبطین کریمین کی توقیر واحترام کی تاکید کی پھر سبطین کریمین کو ان کا لحاظ رکھنے کی وصیت کی اور اس کے بعد کوئی کلام سوائے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے نہیں فرمایا[1]

تجہیز و تکفین

آپ کو حضرات حسنین کریمین و حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غسل دیا اور کفن میں تین کپڑے تھے جنمیں قمیص، عمامہ نہ تھا۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔[2]

قبر انور

آپ کے مدفن کے بارے اقوال مختلف ہیں۔ مشہور قول یہ ہے کہ نجف اشرف میں مدفون ہیں۔

مدت خلافت

چار سال آٹھ ماہ نو دن خلافت کی ذمہ داری کو سنبھالا

نقش نگینہ آپکا الملک للّٰہ تھا

---

[1] مستدرک، فصول مہمہ، تفسیر عزیزی۔ [2] صواعق واصح التواریخ۔ [3] تاریخ الخلفاء، مسالک السالکین۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ سوم

سید الشہداء سبطِ رسول

سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵ شعبان المعظم ۴ھ ——— ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ

یا شہیدِ کربلا یا دافعِ کربِ بلا
گلرخا شہزادۂ گلگوں قبا امداد کن

(اعلیٰحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی السَّیِّدِ الْاِمَامِ الْحُسَیْنِ الشَّھِیْدِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ۔

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

ولادت باسعادت

سرکار امام حسین رضی اللہ تعالٰے عنہ کی ولادت ۵ شعبان المعظم ۴ھ بروز سہ شنبہ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ بعد تولد حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالٰے عنہ کی زوجۂ مبارکہ ام الفضل بنت الحارث نے آپ کو دودھ پلایا۔[1]

طرب افروز تھا دن پانچ شعبان المعظم کا
کہ قصر فاطمی میں ایک خورشید شرف چمکا

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے دہن مبارک سے ان کی تحنیک کی اور داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر پڑھیں اور مُنہ میں لعاب دہن مبارک ڈالا، دعائیں دیں اور ساتویں دن حسین نام رکھا اور ایک گوسفند سے عقیقہ کیا اور حضرت فاطمہ سے ارشاد فرمایا کہ اس کا سر منڈا کر بال کے برابر چاندی صدقہ کردو جس طرح کہ عقیقۂ حسن میں کیا تھا۔[2]

اسم مبارک وکنیت

آپ کا نام پاک حسین اور کنیت ابو عبد اللہ ہے اور القاب سید الشہداء، سبط رسول، سبط اصغر، رشید، ذکی، مبارک اور ریحانۃ الرسول ہے۔

نام رکھنے کے لئے حضرت جبرئیل کی آمد

آپ کی ولادت کی خبر جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ اپنی شہزادی سیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ تعالٰے عنہا کے گھر تشریف لائے اور حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے دریافت فرمایا کہ علی! کیا نام رکھا ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم میری کیا مجال ہے کہ حضور سے سبقت کروں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی میں بھی اس کا نام رکھنے کے لئے وحی الٰہی کا منتظر ہوں اتنے میں حضور جبرئیل امین حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! حضرت ہارون علیہ السلام کے تینوں بیٹوں کا نام عبرانی زبان میں شبر، شبیر اور مشبر تھا۔ جس کا عربی ترجمہ حسن، حسین اور محسن ہے بڑے شہزادے کا نام حسن ہے اور ان کا نام حسین رکھئے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے آپ کا نام حسین رکھا۔[3]

حلیۂ شریف

آپ سینہ سے قدم مبارک تک بالکل حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور ایسے حسین وجمیل اور شکیل

---

[1] تشریف البشر ص ۲۸

[2] مسالک السالکین ج ۱ ص ۱۹۵، وخزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۳۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تھے کہ جو آپ کو دیکھتا آپ کا والہ و شیدا ہو جاتا تھا اور چہرۂ مبارک کی چمک دمک ایسی تھی کہ تاریک شب اور تاریک گھر میں مثل ستارۂ روشن کے چمکتا اور لوگ اس کی روشنی میں راہ چلتے۔[1]

تعلیم و تربیت

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آغوش رسالت میں تربیت پائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام بچوں سے زیادہ آپ سے محبت کرتے تھے کیونکہ آپ حد درجہ نیک دل، خدا پرست، رحم و مروت کے پیکر اور بہادر و شجاع تھے اس کے علاوہ رسول خدا بھی جانتے تھے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ یہی نونہال میری اُمت کو تباہی سے بچائے گا، میرے دین کا پرچم بلند کرے گا، باطل کو قدموں سے پامال کرے گا اور اسلام کا سفینہ ساحل نجات پر لگائے گا۔

حسین ابن علی کی اوج و رفعت کوئی کیا جانے
حسن جانے، علی جانے، نبی جانے، خدا جانے

اخلاقِ حسنہ

سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت رحم دل، سخی، عابد، تقویٰ شعار اور خدا ترس تھے۔ غریبوں کی نگہبانی محتاجوں کی مدد کرنا، بے سہاروں کو سہارا دینا اور یتیموں کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے۔ کاشانۂ اقدس پر کوئی سائل و فقیر حاضر ہوتا تو خود فاقہ کر لیتے مگر گھر میں جو کچھ ہوتا فقیر کے حوالے کر دیتے، گویا آپ اپنے ناناجان، والد گرامی علی مرتضیٰ اور والدہ مکرمہ خاتون جنت کے اخلاق اور روحانی محاسن و کمالات کے مظہر و جامع تھے ــــ آپ کی بے پناہ رحمدلی کا ایک مشہور واقعہ ہے:

ایک دن آپ چند مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ غلام گرم گرم شوربے کا پیالہ دسترخوان پر لاتے ہوئے خوف سے کانپا جس کی وجہ سے شوربے کا پیالہ گر کر ٹوٹ گیا اور شوربہ آپ کے رخسار مبارک پر پڑ گیا۔ آپ نے اس کی طرف نگاہ اٹھائی تو اس نے نہایت عجز و ادب سے عرض کیا۔ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ۔ آپ نے فرمایا کَظَمْتُ غَيْظِي میں نے اپنا غصہ پی لیا۔ غلام نے پھر کہا وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ۔ آپ نے فرمایا قَدْ عَفَوْتُ عَنْكَ میں نے تم کو معاف کر دیا۔ غلام نے پھر کہا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔ آپ نے فرمایا۔ اَنْتَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے آزاد کر دیا۔[2]

جبریل علیہ السلام فیصلہ لے کر نازل ہوئے

ایک مرتبہ حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بچپن میں تختی پر کچھ لکھا اور باہم ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ میرا خط اچھا ہے۔ چنانچہ دونوں اس بات کا فیصلہ لینے والد گرامی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہونچے۔ حضرت علی مرتضیٰ نے اس مقدمہ کا فیصلہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سپرد فرمایا اور حضرت فاطمہ نے فرمایا کہ میرے نور چشموں اس بات کا فیصلہ تم اپنے ناناجان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کراؤ۔ یہاں تک کہ دونوں بھائی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا فیصلہ جبریل امین کریں گے

---

[1] ایضاً، ایضاً، ایضاً، ایضاً۔

[2] مسالک السالکین ج ۱ ص ۱۹۸/ روح البیان ج ۱ ص ۳۶۷۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

معاً جبریل امین حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! خدا تعالیٰ یہ فیصلہ خود فرمائے گا۔ چنانچہ رب تعالےٰ کا حکم ہوا کہ جبریل جنّت سے ایک سیب لیجاؤ اور اس کو ان دونوں کی تختیوں پر ڈال دو۔ سیب جس کی تختی پر ٹھہر جائے وہی خط اچھا ہے۔

چنانچہ جبریل علیہ السلام نے جنّت کا ایک سیب لاکر ان تختیوں پر گرادیا تو حکمِ الٰہی کے مطابق اس سیب کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ اور ایک ٹکڑا حضرت امام حسن کی تختی پر اور دوسرا حضرت امام حسین کی تختی پر جا پڑا۔ اور فیصلہ یہ ہوا کہ دونوں ہی خط اچھا ہے[1]

حفاظت کے لئے فرشتے مقرر

ایک مرتبہ بچپنے میں حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما گھر سے کہیں باہر تشریف لے گئے، حضرت **فاطمہ** زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کچھ پریشان سی ہوئیں اس فکر میں کہ نہ معلوم دونوں شہزادے کہاں چلے گئے اتنے میں حضور **اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت خاتون جنّت نے عرض کیا کہ **یا رسول اللہ!** صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حسن و حسین آج نہ معلوم کہاں چلے گئے کہیں ان دونوں کا پتہ نہیں ہے؟ اتنے میں حضرت جبریل امین حاضرِ خدمت ہوکر عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! آپ کے دونوں شہزادے فلاں جگہ ہیں آپ پریشان نہ ہوں خدا نے ان دونوں کی حفاظت کے لئے فرشتہ مقرر کردیا ہے۔ یہ سُن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس جگہ تشریف لے گئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ دونوں شہزادے آرام فرما ہے ہیں اور فرشتہ ایک بازو ان کے نیچے بچھائے ہوئے ہیں اور دوسرے بازو سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں شہزادوں کا مُنہ چوم لیا۔ اور اپنے دوشِ مبارک پر بٹھا کر گھر لے آئے[2]

سخاوت

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت مبارکہ میں ایک بدوی آیا اور عرض کیا کہ: میں نے آپ کے نانا جان سے سُنا ہے کہ جب تم کسی حاجت کے خواستگار ہو تو چار شخصوں میں سے ایک سے درخواست کرو۔ یا تو کسی شریف عربی سے، یا کسی شریف آقا سے، یا کسی حافظ قرآن سے، یا کسی ملیح شخص سے اور یہ چاروں صفتیں آپ میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں اس لئے کہ سارے عرب کو اگر شرافت ملی ہے تو آپ ہی کے گھرانے سے ملی ہے۔ اور سخاوت آپ کا جبلی وصف ہے، رہا قرآن تو وہ آپ ہی کے گھر اُترا ہے۔ اور ملاحت کے متعلق میں نے آپ کے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جب تم مجھے دیکھنا چاہو تو حسن و حسین کو دیکھ لو۔ بدوی کی یہ گفتگو سُن کر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں نے اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ نیکی بقدر معرفت ہوا کرتی ہے میں تجھ سے تین مسئلے پوچھتا ہوں اگر تو نے ان میں سے ایک کا جواب دیا تو اس تھیلی کا تیسرا حصہ تیری نذر ہے۔ اور اگر دو کا جواب دیا تو دو حصے تیرے ہوں گے۔ اور اگر تینوں کا جواب دیدیا تو ساری تھیلی تیری نذر کردوں گا۔

بدوی نے کہا کہ ارشاد فرمائیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمام علموں میں سے کونسا عمل افضل ہے؟ اس نے کہا خدا پر ایمان لانا۔ دوسرا سوال کہ بندہ کی ہلاکت سے نجات کس چیز سے ہے؟ انہوں نے جواب دیا خدا پر توکل کرنے میں۔ تیسرا

---

[1] نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۳۹۱

[2] ایضاً، ایضاً ص ۳۹۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

سوال بندہ کو زینت کس چیز سے حاصل ہوتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا علم سے جسکے ساتھ عمل و بردباری بھی ہو اور اگر کسی شخص میں یہ اوصاف نہ ہوں؟ تو انہوں نے کہا کہ اس کے پاس وہ مال ہونا چاہیئے جس میں سخاوت ہو۔ آپ نے فرمایا اگر کسی کے پاس ایسا مال نہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ فقر جس میں صبر ہونی چاہیئے۔ اگر کسی میں ایسا فقر نہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ پھر اس کے لئے جلانے والی بجلی چاہیئے۔ ان جوابات سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہنس پڑے۔ اور اس کو پوری تھیلی نذر کر دی[1]

۲۔ ایک مرتبہ حضرت امام حسن و حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہم حج کو تشریف لے جا رہے تھے اور جس اونٹ پر کھانے پینے کے اسباب تھے وہ اونٹ کہیں پیچھے ہی رہ گیا تھا۔ ایک جگہ بھوکے پیاسے ایک بڑھیا کی جھونپڑی میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ کچھ پینے کو ہے؟ بڑھیا نے عرض کی ہاں اور اپنی بکری کا دودھ دوہ کر حاضر خدمت کر دیا۔ آپ لوگوں نے اس کو نوش فرمایا۔ پھر پوچھا کھانے کو بھی کچھ ہے؟ بڑھیا نے جواب دیا کہ تیار نہیں ہے، اگر آپ چاہیں تو اس بکری کو ذبح کر کے تناول فرمائیں۔ چنانچہ وہ بکری ذبح کی گئی اور کھانا تیار ہونے کے بعد تمام حضرات نے تناول فرمایا۔ جاتے وقت ارشاد فرمایا کہ بڑی بی! ہم لوگ قریش خاندان سے ہیں جب اس سفر سے واپس ہوں گے تو، تم ہمارے پاس آنا۔ ہم تیرے احسان کا بدلہ دیں گے۔ یہ فرما کر روانہ ہو گئے۔ جب اس بڑھیا کا خاوند گھر پہونچا اور بکری کے پکائے جانے کی خبر سنی تو خفا ہو کر کہنے لگا۔ کہ تو نے بکری ان لوگوں کو کھلا دی جن کو تو جانتی بھی نہیں کہ وہ کون ہیں؟ ــــــ تھوڑے دن گزرے تھے کہ وہ میاں، بیوی مفلسی کے باعث مدینہ منورہ میں آکر اونٹ کی لینڈیاں چن چن کر بیچنے لگی۔ ایک دن بڑھیا کہیں جا رہی تھی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے دولت خانے پر تشریف فرما تھے۔ اس بڑھیا پر نظر پڑی تو دیکھتے ہی پہچان گئے اور اسے بلا کر فرمایا بڑی بی! مجھے جانتی ہو؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں وہ شخص ہوں جو فلاں دن تمہارا مہمان ہوا تھا، بڑھیا نے بغور دیکھا اور پہچان گئی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حکم فرمایا کہ ایک ہزار بکریاں خرید کر اس بڑھیا کو دیجائیں اور ساتھ ہی ایک ہزار دینار نقد بھی دیا جائے۔ چنانچہ تعمیل حکم کی گئی اور ایک ہزار بکریاں و نقد دیدیا گیا۔ پھر حضرت امام حسن نے اپنے غلام کو ساتھ کر کے اس بڑھیا کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے دریافت فرمایا کہ بھائی جان نے تمہیں کیا دیا ہے؟ بڑھیا نے کہا کہ ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار نقد دینار۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار دینار دے کر رخصت کیا اور غلام کے ساتھ اس بڑھیا کو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجدیا۔ انہوں نے پوچھا کہ دونوں بھائیوں نے تمہیں کیا دیا؟ بڑھیا بولی دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس کو دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار عطا فرمائے ــــ وہ بڑھیا چار ہزار بکریاں اور چار ہزار دینار لے کر اپنے خاوند کے پاس آگئی اور کہنے لگی یہ انعام ان سخی گھرانے والوں نے عطا فرمائے ہیں جن کو میں نے بکری کھلائی تھی[2]

---

[1] ایضاً، ایضاً ص ۳۹۳۔ [2] کیمیائے سعادت ص ۵۹۰

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

صبر و تحمل

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی دردناک شہادت کی خبر بچپنے ہی میں ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کے مقتل، کربلا کی خاک بھی بارگاہ رسالت میں پیش کر دی تھی اس حادثۂ عظیم پر مطلع ہونے کے باوجود آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے اس ساعت کا انتظار فرمایا اور امتحانِ شہادت میں مردانہ وار صبر و تحمل کا ثبوت دیا۔ اس عالم میں بھی جہاں بڑے بڑے بہادروں اور عزم و ہمت کی آہنی چٹانوں کے قدم ڈگمگاتے ہیں اور ہمت ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔ سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پائے استقلال میں ایک ہلکی سی لغزش بھی پیدا نہ ہوئی اور زندگی کی آخری گھڑیوں تک آپ جادۂ تسلیم و رضا سے سرمو پیچھے نہ ہٹے۔

شجاعت

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شجاعت و بہادری میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے آپ کی شجاعت کے متعلق نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان موجود ہے ایک روز سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا اپنے دونوں شہزادوں کو لے کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! ان دونوں شہزادوں کو کچھ عطا فرمایئے۔ تو آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسن کو تو میں نے اپنا علم اور اپنی ہیبت عطا کی اور حسین کو اپنی شجاعت اور اپنا کرم بخشا[1]

اس شہید بلا شاہ گلگوں قبا ÷ بیکس دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

بارگاہ رسالت میں آپ کا مقام

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت امام حسین کو اپنی پشتِ مبارک پر بٹھائے ہوئے گھٹنوں کے بل چل رہے ہیں، میں نے یہ کیفیت دیکھی تو کہا! اے حسین! تمہاری سواری بہت ہی اچھی ہے اس پر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر! سوار بھی تو بہت ہی اچھا ہے[2]

فضائل

سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ اور تاریخ و سیر میں آپ کے تفصیلی حالات درج ہیں یہاں طوالت کے خوف سے چند احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے تیسرے امام و شیخ طریقت ہیں۔

عن یعلی بن مرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ۔ رواہ الترمذی[3]

یعلی بن مرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں جس نے حسین کو دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا حسین ایک

---

[1] الامن والعلیٰ ص ٩٩
[2] کشف المحجوب ص ١٢١
[3] مشکوٰۃ ص ٥٧٨ مطبع رشیدیہ دہلی ١ه مشکوٰۃ شریف ١، ٥ مطبع رشیدیہ دہلی۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ عَلَى عَاتِقِهٖ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ [1]

سبط ہے اسباط میں سے ــــــ "براء بن عازب سے روایت ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت امام حسین کو اپنے کاندھوں پر اُٹھائے ہوئے تھے اور فرماتے تھے۔ خداوندا میں اسے دوست رکھتا ہوں پس تو بھی اسے دوست رکھ۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى سَيِّدِ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ.

"ابو یعلیٰ اور ابن عساکر حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ سے کہ فرماتے تھے، جو شخص سرداران اہل بہشت کے دیکھنے کی آرزو رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ حسین ابن علی کی زیارت کرے۔"

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُصُّ لُعَابَ الْحُسَيْنِ كَمَا يَمُصُّ الرَّجُلُ التَّمْرَةَ۔

"ابن ضحاک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ لعاب دہن مبارک حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اس طرح چوستے تھے جس طرح سے آدمی کھجور کو چوستے ہیں۔"

ایک بار امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر گود میں لے کر ارشاد فرمایا: هل اَنبت الشعرَ علىٰ رؤسنا الا ابوك۔ "یعنی ہمارے سروں پر بال نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُگائے ہوئے ہیں۔"

احادیث نسبت شہادت

بیہقی دلائل النبوہ میں حضرت ام الفضل بنت حارث (زوجہ حضرت عباس بن عبد المطلب) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جاکر کہنے لگیں یا رسول اللہ! میں نے آج کی رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے، فرمایا وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا وہ خواب بہت سخت ہے۔ پھر فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا میں نے دیکھا کہ ایک ٹکڑا آپ کے بدن مبارک سے کاٹا گیا ہے اور میری گود میں رکھ دیا گیا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خواب تو، تو نے اچھا دیکھا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہ کے یہاں بیٹا پیدا ہوگا اور اس کو تیری گود میں دیں گے چنانچہ فاطمہ کے ہاں حضرت امام حسین پیدا ہوئے اور میری گود میں دئے گئے، جیسا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اس کے بعد میں ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور حسین کو اپنی گود سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گود میں رکھ دیا۔ پھر میں دوسری طرف دیکھنے لگی تو ناگہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] مشکوٰۃ شریف ۱، ۵ مطبع رشید دہلی۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کی دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کو کیا ہوا؟ فرمایا مجھے حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر خبر دی ہے کہ میری امت اس لڑکے کو قتل کرے گی میں نے عرض کیا، کیا اس کو؟ فرمایا ہاں! اور ان کے مقتل کی سرخ مٹی بھی مجھے لاکر دی ہے۔

۲ ابو نعیم وغیرہ **اصبغ بن نباتہ** سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت **علی مرتضیٰ** رضی اللہ تعالیٰ کے ہمراہ ایک سفر میں کربلا سے گزرا جب اس میدان میں پہونچا تو حضرت **علی مرتضیٰ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ یہ ان کے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ یہ ان کے اسباب رکھنے کی جگہ ہے، یہ ان کے خون بہنے کی جگہ ہے وہ **آل محمد** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہوں گے اور اسی میدان میں شہید ہوں گے ان پر آسمان و زمین روئیں گے۔

۳ **دیلمی** حضرت علی **مرتضیٰ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضور **اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن میری بیٹی فاطمہ اٹھیگی اور اس کے پاس خون سے لتھڑا ہوا کپڑا ہوگا، اور عرش کے پایہ کو پکڑ کر کہے گی اے عادل! ـــــ میرے اور میرے بیٹے کے قاتل کے درمیان، انصاف کر، رب کعبہ کی قسم میری صاحبزادی کے منشا کے مطابق حکم دیا جائے گا۔

سببِ شہادت

واقعۂ شہادت یہ ہے کہ ماہ رجب ۶۰ھ بمقام دمشق جب یزید پلید مالک اور بادشاہ بنا تو اس نے تمام ملکوں کو اپنی بیعت کے لئے خط لکھا اور عامل مدینہ ولید بن عقبہ کو خط لکھا کہ وہ امام حسین سے بیعت لے۔ تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی بیعت سے انکار فرمایا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یزید فاسق، شرابی اور ظالم تھا اس لئے حضرت **امام حسین** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں سے شعبان کی چار تاریخ کو مکے کیجانب کوچ فرمایا اور مکے میں قیام فرمایا۔ یہ خبر جب کوفے والوں کو پہونچی تو وہ بہت ہی بیچینی کے ساتھ آپ کی خدمت میں ڈیڑھ سو خطوط بڑی محبت و فداکاری کے لکھے اور کہا کہ ہم لوگ جان ومال سے آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ اس کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چچازاد بھائی حضرت **مسلم بن عقیل** کو کوفے کے حالات کیمعلیاتا کے لئے روانہ فرمایا اور ان لوگوں کو تاکید بھی فرمائی کہ امام مسلم کی مدد و حمایت میں پیچھے نہ ہٹنا۔ یہاں تک کہ حضرت امام مسلم کوفے کو تشریف لے گئے اور مختار بن عبید کے مکان پر اُتر کر وہاں قیام فرمایا ـــــ آپ کی تشریف آوری کی خبر سُن کر جوق در جوق لوگ آپ کی زیارت کو آئے اور بارہ ہزار سے زیادہ افراد آپ نے دستِ مبارک پر حضرت **امام حسین** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔

حضرت امام مسلم بن عقیل۔ اہل عراق کی گرویدگی اور عقیدت کو دیکھ کر ازحد خوش ہوئے اور حضرت امام حسین رضی اللہ کی بارگاہ میں عریضہ لکھا جس میں یہاں کے حالات کی اطلاع دی اور عرض کیا کہ آپ جلد تشریف لے آئیں [۱]

یزید پلید کی سازش

جب کوفیوں نے بیعت واطاعت حضرت **امام مسلم** کی اختیار کر لی اور حضرت **امام حسین** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے کے جان و دل سے مشتاق ہوئے اور چاروں طرف حضرت کے

[۱] سر الشہادتین ص ۱۳/۱۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

آنے کی خبر مشہور ہوگئی تو اس خبر کو سن کر یزید پلید نے اپنے مصاحبوں کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ اگر حسین کوفے میں آگئے تو ملک عراق ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا اور اس کے ساتھ ہی ساری سلطنت میں خلل پڑ جائے گا۔ ان مردودوں نے مشورہ دیا کہ نعمان بن بشیر کو، کوفے کی حکومت سے معزول کر کے وہاں اس شخص کو حاکم بنایا جائے جو مسلم جماعت کو ختم کر کے فتنہ و فساد کا سدباب کر سکے۔ آخر کار عبداللہ ابن زیاد کو اس کام پر مقرر کیا۔ اور اس کو لکھا! جلد از جلد بصرے سے کوفے میں پہونچ کر مسلم اور ان کے جملہ متعلقین و احباب کو قتل کر ڈالو۔ اور حسین بیعت کریں تو بہتر ورنہ اس کو بھی قتل کر دو۔

جب یہ خط ابن زیاد کے پاس پہونچا تو اس نے اپنے بھائی کو اپنا قائم مقام بنا کر کوفے کی جانب چل دیا اور اپنی فوج کو قادسیہ میں چھوڑ کر حجازیوں کا لباس پہن کر اپنے متعدد رفقاء کے ساتھ رات کو مغرب و عشاء کے درمیان کوفے پہونچا۔ لوگوں نے سمجھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے۔ اس لئے انجانے میں خوب اس کا استقبال کیا، مرحبا اور سلام سے اس کا خیر مقدم ہوا۔ مگر یہ عیار خاموشی سے اپنے گورنمنٹ ہاؤس میں چلا گیا۔ جب صبح ہوئی تو ابن زیاد نے لوگوں کو جمع کیا اور یزید کی مخالفت سے لوگوں کو خوب ڈرایا دھمکایا یہاں تک کہ گرفتاری کا حکم جاری کیا۔ حضرت امام مسلم اس وقت ہانی کے گھر پناہ گزیں تھے آپ کو وہاں سے گرفتار کیا اور جملہ روسائے کوفہ کو بھی گرفتاری کا حکم جاری کیا اسوقت امام مسلم نے اپنے گروہ کے لوگوں کو پکارا تو چالیس ہزار کا مجمع اکٹھا ہو کر اس کے محل کو گھیر لیا۔ ابن زیاد اس وقت چالاکی سے روسائے کوفہ کو سامنے لایا اور ان کے ذریعے کہلوایا کہ وہ امام مسلم کی رفاقت سے باز آجائیں، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ منتشر ہوگئے اور شام تک صرف آپ کے ساتھ پانچ سو آدمی رہ گئے۔ اور اندھیرا ہونے پر وہ بھی داغ مفارقت دے گئے یہاں تک کہ عبیداللہ ابن زیاد شقی القلب نے تیسری ذی الحجہ کو آپ کو قتل کر دیا[1]۔ "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن"۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب کوفہ روانہ

حضرت امام مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط پاتے ہی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفے کی جانب روانہ ہوگئے اور ادھر امام مسلم جام شہادت سے سرفراز ہو چکے تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیاسی نفوس قدسیہ پر مشتمل نورانی قافلہ مکہ معظمہ سے جب کوچ کر رہا تھا تو مکہ مکرمہ کا بچہ بچہ اہل بیت کے اس قافلہ کو حرم شریف سے رخصت ہوتا دیکھ کر آبدیدہ اور مغموم ہو رہا تھا۔

آپ کا یہ قافلہ جب مقام شقوق میں پہونچا تو کوفے سے آنے والے ایک آدمی نے حضرت امام عالی مقام کو بتایا کہ کوفیوں نے بے وفائی کی۔ اور حضرت امام مسلم شہید کر دیئے گئے۔ آپ نے یہ خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ پڑھا اور گھر کے افراد کو تسلی دی، جب آپ مقام ثعلبہ پر اترے تو حضرت امام عالیمقام اپنی بہن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زانوں پر سر رکھ کر سو گئے، تھوڑی دیر کے بعد روتے ہوئے اٹھے اور فرمایا بہن! میں نے نانا جان کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپ رو، رو کر فرما رہے ہیں کہ اے حسین! تم جلد ہم سے آکر ملوگے۔

---

[1] سر الشہادتین

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

"ایک سوار کہہ رہا تھا کہ لوگ چل رہے ہیں اور ان کی قضائیں ان کی طرف چل رہی ہیں"

حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ابا جان! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ حضرت نے فرمایا. بیشک ہم حق پر ہیں اور حق ہمارے ساتھ ہے تو حضرت علی اکبر نے عرض کی تو پھر موت کا خوف کیسا؟ کہ ایک نہ ایک دن مرنا ہی ہے ابا جان! ہم گلزار شہادت کو پھولا پھلا دیکھ رہے ہیں دنیا سے بہتر گھر اور عمدہ نعمتیں ہمارے سامنے ہیں۔[1]

تلقین صبر

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دشت کربلا میں دوسری محرم ۶۱ھ کو قیام فرمایا اور لب فرات پر خیمہ نصب فرمایا اور اپنے اہل بیت میں وعظ فرمایا! میری مصیبت و مفارقت پر صبر کرنا، جب میں مارا جاؤں تو ہرگز منہ نہ پیٹنا اور نہ نوچنا اور نہ ہی گریبان چاک کرنا، اے میری بہن زینب! تم فاطمہ زہرا کی بیٹی ہو جیسا انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی مفارقت پر صبر کیا تھا اسی طرح میری مصیبت پر صبر کرنا۔[2]

اہل بیت پر پانی بند

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ میدان کربلا میں نہر فرات کے کنارے اپنے خیمے گاڑ چکے تھے. مگر محرم کی ساتویں تاریخ کو ابن سعد کی فوج نے جو بیاسی ہزار کی تعداد میں تھی نہر فرات کو گھیر لیا اور حضرت امام عالیمقام کو پانی پینے سے روک دیا اس فوج میں اکثر وہی لوگ تھے جو محبان علی اور محبان حسین ہونے کا دعویٰ کرتے تھے. ابن سعد نے حضرت امام عالیمقام کو حکم دیا کہ وہ اپنے خیمے نہر کے کنارے سے اکھاڑ لیں؟. حضرت عباس نے اس موقع پر فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا. مگر حضرت امام عالیمقام نے فرمایا کہ بھائی عباس جانے دو صبر کرو تم بحر کرم ہو یہ قطرۂ ناچیز ہیں ان سے جھگڑنا فضول ہے. اپنا خیمہ یہاں نہیں تو نہر سے دور ہی سہی.

چنانچہ امام عالیمقام نے اپنا خیمہ وہاں سے اکھاڑنے کا حکم دیا۔[3]

دیدار نبی

محرم کی دسویں تاریخ کی رات سے صبح تک حضرت امام عالیمقام نے عبادت الٰہی میں گزاری رات کے پچھلے پہر آپ پر استغراق کی کیفیت طاری ہوئی. حق تعالیٰ کی یاد میں اس قدر محو ہوئے کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر تھے، اسی عالم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرشتوں کی جماعت کے ساتھ میدان کربلا میں تشریف لائے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بچوں کی طرح گود میں لے کر خوب پیار فرمایا اور ارشاد فرمایا اے جان و دل کے چین نور العین، میرے حسین میں خوب جانتا ہوں کہ دشمن ترے درپے آزار ہیں اور تجھے قتل کرنا چاہتے ہیں بیٹا! تم صبر و شکر سے اس ساعت کو گزارنا تیرے جتنے قاتل ہیں قیامت کے دن سب میری شفاعت سے محروم رہیں گے اور تجھے شہادت کا بڑا درجہ ملنے والا ہے اور تھوڑی ہی دیر میں تم اس کرب و بلا سے چھوٹ جاؤ گے، بیٹا ترے لئے بہشت سنواری گئی ہے، تیرے ماں باپ بہشت کے دروازے پر تیری راہ تک رہے ہیں یہ باتیں فرما کر پھر حضرت امام عالیمقام کے سر و سینہ پر ہاتھ پھیر کر دعا فرمائی کہ:

اَللّٰهُمَّ اَعْطِ الْحُسَيْنَ صَبْرًا وَّ اَجْرًا ؕ — اے اللہ میرے حسین کو صبر و اجر عنایت فرما۔[4]

---

[1] ایضاً، ایضاً

[2] تنقیح الشہادتین ص ۵۶

[3] انارۃ البصائر ص ۹۲، بحوالہ سچی حکایات ج ۲ ص ۱۹۰

[4] ایضاً، ایضاً

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اتمامِ حجت

یزیدی جب کسی طرح حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑائی کرنے سے باز نہیں آئے اور لڑنے ہی پر قائم رہے تو حضرت امام عالیمقام نے بھی عمامہ رسول باندھا، ذوالفقار حیدری ہاتھ میں لیا۔ اور ناقہ پر سوار ہو کر میدان میں تشریف لائے اور لشکر ابن سعد کے قریب ہو کر فرمایا:

اے عراق والو! تم خوب جانتے ہو کہ میں نواسۂ رسول ہوں، فرزند بتول، دلبند علی مرتضیٰ اور برادر حسن مجتبیٰ ہوں۔ دیکھو یہ عمامہ کس کا ہے، یہ زرہ کس کی ہے، یہ تلوار یہ اونٹ کس کا ہے، غور کرو کہ عیسائی اب تک نشانِ سُمِ خرِ عیسیٰ کی تعظیم کرتے ہیں، یہودی آج تک نشان پائے موسیٰ کو بوسہ دیتے ہیں غرض ہر دین وملت کے لوگ اپنے پیشواؤں کی یادگار کو دوست رکھتے ہیں، میں تمہارے رسول کا نواسہ ہوں۔ علی شیرِ خدا کا فرزند ہوں۔ اگر تم میرے ساتھ کوئی سلوک نہیں کرسکتے تو کم از کم مجھے قتل ہی نہ کرو، بتاؤ تم نے کس وجہ سے میرا اور میرے اہل وعیال کا پانی بند کر رکھا ہے، کیا میں نے تم میں سے کسی کا خون کیا ہے یا کسی کی جاگیر ضبط کی ہے، جس کا بدلہ تم مجھ سے لے رہے ہو تم نے خود مجھ کو یہاں بلایا اور اب یہ اچھی میری مہمان نوازی کر رہے ہو، ذرا سوچو کہ تم کیا کر رہے ہو، اے کوفیو! تمہیں میرا حسب ونسب معلوم ہے جس کا مثل آج روئے زمین پر نہیں ہے۔ پھر سوچ لو کہ تم نے خود ہی مجھے خطوط لکھ کر بلایا ہے، پھر اب میرے خون کے پیاسے کیوں ہو گئے ہو، دیکھو یہ تمہارے خطوط ہیں۔ آپ نے خطوط دکھائے تو ان بے وفاؤں نے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ ہمارے خطوط نہیں ہیں۔ حضرت امام عالیمقام ان کے اس کذب وغدر سے متحیر ہو کر فرمایا۔

الحمد للہ! حُجّت تمام ہوئی مجھ پر کوئی حجت نہ رہی[1]

امام زین العابدین کو نصیحت

محرم کی دسویں تاریخ کو میدان کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جملہ احباب واقارب شہید ہو گئے تو حضرت امام عالیمقام نے خود پوشاک بدلی، قبائے مصری پہنی، عمامۂ رسول خدا باندھا۔ سپر حمزہ اور ذوالفقار حیدر کرار لے کر ذوالجناح پہ سوار ہو کر ارادہ میدان کیا۔ اتنے میں حضرت کے صاحبزادے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت بیمار تھے اور بسترِ ناتوانی کی وجہ سے اُٹھ نہ سکتے تھے بڑی مشکل سے عصا تھامے ہوئے ضعف کے سبب لڑکھڑاتے ہوئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر عرض کرنے لگے کہ ابا جان! میرے ہوتے ہوئے آپ کیوں تشریف لئے جا رہے ہیں، مجھے بھی حکم دیجئے۔ کہ میں بھی لڑ کر شہادت کا درجہ حاصل کروں، اور اپنے بھائیوں سے جا ملوں۔

حضرت امام عالیمقام یہ گفتگو سُن کر آبدیدہ ہو گئے اور ارشاد فرمایا اے راحت جانِ حسین! تم خیمۂ اہلِ بیت میں جا کر بیٹھو اور قصدِ شہادت نہ کرو۔ بیٹا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسل تمہارے جینے ہی سے باقی رہے گی اور قیامت تک منقطع نہ ہوگی۔ حضرت امام کا یہ ارشاد سُن کر حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت امام عالیمقام نے

---

[1] سچی حکایات ج۲ ص ۲۱۵/۲۱۷

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ان کو نصیحت اور وصیت کر کے تمام علوم ظاہری و باطنی اور رازِ امامت سے آگاہ فرمایا جو طریقۂ تعلیم سینہ بہ سینہ رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چلا آرہا تھا سب اسی وقت ان پر منکشف فرمادیا اور پھر آپ خیمہ کے اندر تشریف لائے اور اہلِ بیت کی طرف مخاطب ہو کر الوداعی کلام فرمایا۔[1]

شبیر کا حملہ

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں تشریف لائے اور اہل بیت عظام کی عظمت و بہادری اور جرأت و شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ ملائکہ بھی عش عش کر اُٹھے۔ اللہ اللہ یہ حملہ کیا تھا شیرِ یزداں کا حملہ تھا جو آپ کے مقابلے میں آیا بیشک قضانے سیدھا اس کو جہنم میں پہونچادیا۔ سیکڑوں جفاکاروں سے لڑے اور سیکڑوں کو فی النار کر دیا جس طرف نگاہ اُٹھی صف کی صف اُلٹ دی۔[2]

آخری دیدار

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کربلا سے پھر خیمہ میں تشریف لائے اور اہل بیت سے فرمایا چادریں اُوڑھو، جزع و فزع نہ کرو، مصیبت پر کمربستہ رہو، میرے یتیموں کو آرام سے رکھنا پھر امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سینہ سے لگا کر پیشانی چومی اور فرمایا بیٹا! جب مدینہ پہونچو تو میرے دوستوں سے میرا سلام کہنا اور میری جانب سے میرا پیغام دینا کہ جب تم میں کوئی رنج و بلا میں مبتلا ہو تو میری رنج و بلا کو یاد کرے اور جب کوئی پانی پئے تو میری پیاس یاد کرے۔

حضرت امام اپنا یہ آخری دیدار دے کر پھر میدان میں تشریف لے آئے۔[3]

شہادتِ عظمیٰ

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خیمہ میں اپنا آخری دیدار دے کر میدان میں پھر تشریف لائے تو یزیدیوں نے یکبارگی آپ پر حملہ کر دیا، آپ نے بھی ڈٹ کر اس کا مقابلہ فرمایا مگر ظالموں نے اس قدر متواتر حملے کئے کہ حضرت کا تن انور زخموں سے چور ہو گیا اور آپ کے گھوڑے میں بھی چلنے کی طاقت نہ رہی، آپ ایک جگہ کھڑے تھے کہ ایک شخص زرعہ نامی نے بڑھ کر آپ کو تلوار ماری آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ایسا جھٹکا دیا کہ اس کا ہاتھ کندھے سے جدا ہو گیا۔ آخرکار ان ظالموں نے دور ہی سے تیر مارنے شروع کئے کہ ایک ظالم سنان شقی کا تیر آپ کی نورانی پیشانی پر آکر لگا خون کا فوارہ جاری ہو گیا، آپ نے وہ خون چُلّو میں لے کر مُنہ پر ملا اور فرمایا کل قیامت کے دن اسی ہیئت سے اپنے نانا جان کے پاس جاؤں گا اور اپنے مارنے والوں کی شکایت کروں گا۔ اس وقت تک حضرت امام کے تن انور پر بہتّر زخم نیزے اور تلوار کے آچکے تھے اور اپنے رب کی بارگاہ میں مناجات پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں ایک ظالم کا تیر آپ کے حلق میں آکر لگا اور زرعہ ابن شریک نے آپ کے دستِ مبارک پر اور شمر پلید نے آپ کے فرقِ انور پر تلوار ماری اور سنان ابن انس نے پشت مبارک پر نیزہ مارا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ان متواتر حربوں سے چکرا کر گھوڑے سے گرے۔ اس وقت دوپہر ڈھل چکی تھی اور نمازِ ظہر کا وقت تھا۔ حضرت امام نے اس وقت بھی اس صورت میں نماز ادا کیا۔ کہ گرتے ہوئے منہ قبلہ کی طرف کیا۔ گھوڑے پر قیام تھا اور جب غش کھا کر جھکے تو رکوع، اور جب زمین پر گرے تو سر کے بل کہ وہ سجدے کا مقام تھا۔ اتنے میں

---

[1] تنقیح الشہادتین ص ۸۰، [2] ایضاً، ۸۱ [3] تذکرۃ الاولیاء ص، ۹۰

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

شمر آیا اور آپ کے سینہ مبارک پر بیٹھ گیا امام نے آنکھیں کھول کر پوچھا تو کون ہے؟ اس نے بتایا کہ میں شمر ہوں۔ آپ نے فرمایا ذرا سینہ کھول کر دکھا! اس نے سینہ کھولا تو سفید داغ نظر آیا، آپ نے فرمایا صَدَقَ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یعنی فرمایا نانا جان نے مجھ سے رات کو خواب میں کہ تیرے قاتل کا یہ نشان ہے وہی نشانی تجھ میں موجود ہے۔

اس کے بعد شمر ملعون سے آپ نے فرمایا کہ اے شمر تو جانتا ہے آج کون سا دن ہے؟ کہا جمعہ ہے۔ فرمایا وقت کون سا ہے؟ جواب دیا خطبہ اور نماز جمعہ پڑھنے کا۔ فرمایا اس وقت خطیب منبروں پر خطبہ پڑھتے ہوں گے، میرے نانا جان کی تعریفیں کرتے ہوں گے۔ ان پر درود و سلام پڑھتے ہوں گے، اور تو ان کے نواسے کے ساتھ یہ سلوک کر رہا ہے، جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بوسہ دیا کرتے تھے۔ وہاں تو خنجر پھیرنا چاہتا ہے، دیکھ اس وقت میں اپنی داہنی طرف حضرت زکریا علیہ السلام اور بائیں طرف حضرت یحیٰ معصوم کو دیکھ رہا ہوں، اے شمر ذرا میرے سینے سے ہٹ کر نماز کا وقت ہے میں قبلہ رُخ ہو کر نماز پڑھوں تو نماز پڑھتے میں جو چاہے کرنا کہ نماز میں زخمی ہونا میرے باپ کی میراث ہے۔

اسکے بعد شمر آپ کے سینہ سے اترا اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبلہ رو ہو کر نماز میں خدا سے راز و نیاز میں مشغول ہوئے اور شمر نے حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سجدہ کی حالت ہی میں ۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ یوم جمعہ ۵۷ سال پانچ ماہ پانچ یوم کی عمر شریف میں سر تن سے جدا کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ [1]

واقعات بعد کربلا

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات شہادت سے دنیا میں ایک عظیم انقلاب نمودار ہوا جس کے متعلق بیشمار واقعات و شواہد علمائے کرام نے نقل فرمایا ہے جس سے چند روایت مذکور ہے۔

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز میرا نصیبہ جاگا اور خواب میں زیارت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوا۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے گیسوئے مبارک بکھرے ہوئے اور گرد آلود ہیں۔ دوپہر کا وقت تھا۔ آپ کے دستِ مبارک میں ایک شیشی ہے اور اس میں خون بھرا ہوا ہے، میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ کیا چیز ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حسین اور ان کے رفقاء کے خون ہیں اور اس کو میں آج صبح سے اٹھا رہا ہوں۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے اس تاریخ کو یاد رکھا یہاں تک کہ خبر پہونچی مجھ کو کہ امام حسین اسی دن شہید ہوئے [2]

(۲) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں خواب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی اس وقت آپ کی ڈاڑھی اور سر کے بال خاک آلود تھے، میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ کیا حال ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں ابھی مقتل حسین پر گیا ہوا تھا۔ روایت کیا اس کو بیہقی اور ابو نعیم نے [3]

---

[1] سچی حکایات ج ۲ ص ۲۱۵/۲۱۶

[2] بیہقی و حاکم

[3] سر الشہادتین ص ۳۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

۳۔ بصرہ ازدیہ نے کہا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شہید ہوئے تو آسمان سے خون برسا اور جب صبح کو بیدار ہوئے تو ہم لوگوں کے تمام مٹکے اور گھڑے بلکہ تمام برتن خون سے بھرے ہوئے تھے۔ روایت کیا بیہقی اور ابونعیم نے۔

۴۔ زہری سے کہ انہوں نے کہا مجھ کو خبر پہونچی ہے کہ جس دن حضرت امام حسین شہید ہوئے اس دن بیت المقدس سے جو پتھر اٹھایا جاتا اس کے نیچے تازہ خون نکلتا۔ روایت کی بیہقی نے۔

۵۔ ابن جوزی نے کہا ہے کہ آسمان کی سرخی کا بھید یہ ہے کہ جب کوئی غضبناک ہوتا ہے تو خون جوش میں آتا ہے اور اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور رب تعالیٰ جسم اور عوارض جسمانی سے منزہ ہے تو اس نے اپنے غضب کے اظہار کے واسطے تمام آسمان کو سرخ کر دیا۔ اور یہ بھی روایتوں میں آیا ہے کہ امام حسین کے قتل کے دن سورج گہن اس طرح کا ہوا کہ دوپہر کو تارے نظر آنے لگے اور لوگوں کو گمان ہو گیا کہ شاید قیامت آج ہی قائم ہو گی[1]

۶۔ **جمیل بن مرہ** سے انہوں نے کہا کہ یزید کے لشکر والوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر سے کئی اونٹ کو شہادت کے دن پکڑ کر ذبح کیا اور اس کا گوشت پکایا تو وہ اتنے کڑوے ہو گئے جیسے **اندرائن** کا پھل اور کوئی بھی لشکری اس کو نہ کھا سکا۔

۷۔ روایت کی ابونعیم نے حبیب بن ثابت سے کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر جنوں کو یہ شعر پڑھ کر روتے سنا۔

مَسَحَ النَّبِیُّ جَبِیْنَہٗ فَلَہٗ بَرِیْقٌ فِی الْخُدُوْدِ

اس جبین کو نبی نے چوما تھا کیا ہی چمک تھی ان کے چہرے پر

اَبَوَاہُ فِیْ عُلْیَا قُرَیْشٍ وَجَدُّہٗ خَیْرُ الْجُدُوْدِ

ان کے ماں باپ قریش کی جان تھے۔ اور ان کے نانا تمام جہاں سے بہتر۔

۸۔ روایت کی ابونعیم نے طریق حبیب بن ثابت سے کہ حضرت ام سلمہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد کبھی بھی جنوں کو روتے ہوئے میں نے نہیں سنا، مگر آج رات جب جن روئے تو میں نے جانا کہ میرا بیٹا شہید ہو گیا اور اپنی لونڈی کو کہا کہ گھر سے نکل کر باہر دریافت کرو تو معلوم ہوا کہ **حسین** شہید ہو گئے اور جن یہ شعر کہہ کر روتے تھے۔

اَلَا یَا عَیْنُ فَاحْتَفِلِیْ بِجُھْدٍ — وَمَنْ یَّبْکِیْ عَلَی الشُّھَدَآءِ بَعْدِیْ

اے آنکھ جتنا ہو سکے تو رو لے — کون روئے گا پھر شہیدوں کو

عَلٰی رَھْطٍ تَقُوْدُھُمُ الْمَنَایَا — اِلٰی مُتَجَبِّرٍ فِیْ مُلْکِ عَھْدِیْ

ظالم کے پاس موت کھینچے لائی — اے والی ان عزیزوں کو

۹۔ روایت کی ابونعیم نے طریق ابن لہیعہ سے اس نے ابی قبیل سے فرمایا کہ جب امام **حسین** شہید ہوئے اور آپ کے سر مبارک کو کاٹ کر **شام** کی جانب روانہ ہوئے تو پہلی منزل میں قیام کیا اور خرمے کا شیرہ ان لوگوں نے پیا اتنے میں غیب سے ایک قلم

---

[1] صواعق محرقہ حاشیہ سر الشہادتین ص ۴۳۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

آہنی نمودار ہوا اور اس نے خون سے مندرجہ ذیل شعر لکھا ع

أَتَرْجُوْ أُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا شَفَاعَةَ جَدِّهٖ يَوْمَ الْحِسَابِ.

شبیر کے قاتل قیامت کے دن کیا امید بھی رکھتے ہیں ان کے نانا جان کی شفاعت کی ؟

اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب سر مبارک کو مع اسیرانِ اہل بیت کے یزید کے پاس لیکر روانہ ہوئے تو پہلی منزل میں ایک دیر (گرجاگھر) میں اترے تو اس کی دیوار کے پتھر پر یہ بیت (مذکورہ بالا) لکھا ہوا دیکھا وہاں کے راہب سے پوچھا کہ یہ بیت کس نے لکھا ۔ ؟ راہب نے کہا کہ میں اتنا جانتا ہوں کہ یہ بیت اس دیوار پر تمہارے نبی سے پانچ سو برس پیشتر سے لکھی ہے[1]

ایک راہب کا مسلمان ہونا

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کو یزیدیوں نے وہاں سے لے کر کوچ کیا اور ایک گرجے کے پاس قیام کیا تو اس گرجے کا راہب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کو رات بھر کے عوض مبلغ دس ہزار میں خرید لیا اور اس کو غسل دیا اور اپنے زانو پر رکھ کر تمام رات روتا رہا اور انوار الٰہی کے تجلیات جو سرِ مبارک پر نازل ہوتے تھے اس کا مشاہدہ کرتا رہا اور بیساختہ پکار اٹھا کہ اے ابن رسول ! آپ مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں اور اس بات پر گواہ رہیئے کہ میں پڑھتا ہوں ۔

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَحَبِيْبُكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صبح ہوئی تو یزیدی ۔ اس نو مسلم سے دس ہزار درہم اور سرِ اقدس ۔ واپس لے کر وہاں سے رخصت ہوئے ۔ راستے میں ان درہموں کو جب آپس میں بانٹنا چاہا تو کیا دیکھتے ہیں کہ تمام کے تمام دراہم ٹھیکریاں ہو گئے ہیں اور ان کے ایک جانب لکھا ہے ۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ اور دوسری جانب وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ[2]

زندہ حسین

زید ابن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صحابی ہیں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوفی سر امام کو گلی کوچہ میں پھرا رہے تھے تو اس وقت میں اپنے مکان کی کھڑکی کے پاس بیٹھا تھا جب سرِ انور میرے مکان کے قریب سے گزرا تو میں نے اپنے مکان کے دریچے سے صاف سُنا کہ سر مبارک سے اس آیتِ کریمہ کی تلاوت کی آواز آ رہی ہے ۔ أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۔ ترجمہ ۔ کیا تم نے جان لیا کہ اصحاب کہف اور رقیم ہماری حیرت انگیز نشانیوں میں سے ہیں[3]

۲ ابن خالویہ نے اعمش سے روایت کیا ہے کہ منہال اسدی نے کہا واللہ ! میں نے سر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دمشق میں دیکھا کہ ایک شخص ان کے سامنے سورہ کہف پڑھتا جاتا تھا ، جب اس آیت پر پہونچا أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا تو سر امام سے یہ آواز آئی ۔ قتلي أعجب من ذلك

خون کا ایک قطرہ

سر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ابن زیاد کے پاس پہونچا تو وہ اس کو اٹھا کر غور سے دیکھنے لگا اسی وقت اس کے ہاتھ میں لرزہ طاری ہوا اور گھبرا کر سرِ اقدس کو اپنی ران پر رکھ لیا اس وقت سر مبارک سے خون کا ایک قطرہ ابن زیاد کی ران پر گرا اور تیزاب کی طرح ابن زیاد کی قبا اور ران کو سوراخ کرتا ہوا تخت پر پہونچا پھر تخت کو پار کر کے زمین پر گرا اور غائب ہو گیا یہ زخم ابن زیاد کی ران میں ناسور بن کر زندگی بھر رہا اور اس سے اتنی بدبو آتی

---

[1] سر الشہادتین ص ۳۶ ، [2] ایضاً ، ایضاً [3] قرآن مجید ۱۶ سورہ کہف

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تھی کہ باوجود نافہ مشکی باندھنے کے لوگ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے نفرت کرتے تھے اور زیادہ دیر نہیں بیٹھ سکتے تھے، جس دن ابن زیاد مارا گیا تو اسی بدبودار علامت کے ذریعہ حضرت ابراہیم ابن مالک اشتر نے اس کو پہچانا تھا[1]

یزیدیوں کا عبرتناک انجام

آتشیں تابوت

حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تصنیف لطیف "صحیفۂ رضویہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ قاتلین امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک آتشیں تابوت میں ہوں گے اور ان کے ہاتھ لوہے اور آگ کی زنجیروں سے بندھے ہوئے ہوں گے اور اس تابوت سے اس قدر بدبو آتی ہوگی کہ دوزخ کے فرشتے بھی اللہ سے پناہ مانگیں گے

شمر اور ابن سعد

مختار بن عبید ثقفی جب برسر اقتدار ہوا تو اس نے اس بات کا قطعی عہد کیا کہ کربلا میں ظلم و ستم کرنے والے یزیدیوں کو ایک ایک کرکے تمام کو قتل کر دوں گا اور خون امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا پورا بدلہ لوں گا۔

لہٰذا جلاد کو حکم دیا اور عمرو بن سعد اور شمر دونوں ناپاک کو قتل کر دیا گیا۔ اور اس کے بعد حکم جاری کر دیا کہ میدان کربلا میں جتنے لوگ ابن سعد کے ساتھ نواسۂ رسول کے مقابلہ میں گئے تھے انہیں جہاں پاؤ قتل کر دو۔

یزید کی موت

یزید کی موت کے سلسلے میں تین روایتیں ملتی ہیں۔ پہلی روایت یہ ہے کہ یزید ایک دن اپنے مصاحب و راز دار سرجون ابن منصور کے ساتھ شکار کے لئے جا رہا تھا راستے میں ایک رومی النسل پادری کی لڑکی پر یزید کی نگاہ پڑ گئی بدکار تو تھا ہی بے چین ہو گیا۔ یہاں تک کہ روزانہ کا معمول بنا لیا کہ اس گرجے تک آتا اور واپس چلا جاتا تھا، محض اس خیال سے کہ کوئی سبیل نکل آئے تاکہ اپنا مقصود پا لوں۔ ایک دن لڑکی غسل کرکے اپنے مکان کی چھت پر بال سکھا رہی تھی یزید کی نگاہ پڑی تو تاب ضبط نہ رہی اور دیوانہ وار پکارنے لگا۔ لڑکی نے سوچا کہ اس خبیث کی مثال تو ایسی ہی ہے جیسے چاند کو دیکھ کر کتا بھونکنے لگتا ہے، یہ ہوس پرست میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا ہے، اپنے وقت کا بادشاہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی وقت میری عزت و ناموس کو اپنی طاقت و قوت کے ذریعہ تباہ و برباد کرے جب اس نے اپنے نبی کی آل پر ظلم و ستم کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تو میں غیر ہوں اس کا ظلم کہاں باز رہ سکتا ہے اس لئے اس سے محفوظ رہنے کا صرف ایک طریقہ ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

چنانچہ باپ سے مشورہ کرکے ایک دن اس کو تنہا بلایا۔ جب وہ دوسرے دن بڑے ہی اشتیاق سے آیا تو لڑکی اپنے گھوڑے پہ زین پہلے سے ہی ڈال کر تیار کھڑی تھی، اس کے آتے ہی گھوڑے پر سوار ہو کر دونوں حمص کے قریب دشت حوارین میں پہنچے یزید ملعون تو شراب میں مست تھا یہاں کی ٹھنڈی ہوا نے نشہ کو دوگنا کر دیا۔ لڑکی نے موقع پا کر اپنے گھوڑے کو تھوڑا پیچھے کیا اور عبا میں چھپائی ہوئی تلوار نکال کر اس زور کا وار کیا کہ یزید گھوڑے سے نیچے گر گیا۔ لڑکی اپنے گھوڑے سے نیچے کود دی اور یزید کے سینے پر سوار ہو کر کہنے لگی او بدطینت! جب تو نے اپنے نبی کے نواسہ پر رحم نہ کھایا اور جس بارگاہ سے تجھے ایمان و اسلام کی بھیک ملی تھی وفادار نہ رہ سکا تو تجھ سے کون امید وفا کر سکتا ہے بس اب یہ تیرا آخری وقت ہے، یہ کہہ کر اپنی تلوار سے یزید کے

---

[1] تذکرۃ الاولیاء، ص ۹۸۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے۔ دو تین روز تک چیل اور کوے اس کے جسم کے ٹکڑوں کو نوچتے کھاتے رہے، اس کے بعد اس کے بہی خواہ تلاش کرتے ہوئے پہونچے اور وہیں دفن کر دیا۔[1]

۲ کثرت شراب خوری نے یزید کے پھیپھڑوں کو بالکل بے کار کر دیا تھا۔ ہر وقت نشہ میں غرق رہتا تھا، کتے اس کے ارد گرد رہا کرتے تھے، زانی حد درجہ کا تھا، چند روز امراض کبدی میں مبتلا رہ کر مر گیا اور شہر دمشق کے باہر اس کو دفن کیا گیا۔

۳ علامہ ابو اسحاق اسفرائینی نے اپنی کتاب "نور العین فی مشہد الحسین" میں تحریر فرمایا کہ ایک دن یزید اپنے ایک ہزار لشکر کے ساتھ شکار کے لئے نکلا۔ دمشق شہر سے دو دن کی راہ طے کر کے ایک میدان میں پہونچا اچانک اس کی نگاہ ایک ہرن پر پڑی اس کے پیچھے اپنا گھوڑا ڈال دیا۔ ہرن ایک سنسان و خوفناک میدان میں پہونچ کر غائب ہو گیا۔ یزید کا پورا لشکر اس سے دور نہ جانے کہاں رہ گیا۔ البتہ اس کے دس لشکری اس کے ساتھ یہاں تک پہونچ آئے تھے۔ پیاس نے اتنا تڑپایا کہ یزید اور اس کے ساتھی ایڑیاں رگڑتے ہوئے جہنم میں پہونچ گئے۔ اس دن سے اس وادی کا نام ہی پڑ گیا "وادی جہنم"۔[2]

حرملہ بن کامل یہ وہ شقی ازلی ہے جس نے حضرت علی اصغر کے تشنہ حلقوم پاک پر تاک کر ایسا تیر مارا تھا کہ حلقوم پاک کو چھیدتا ہوا بازوئے امام میں پیوست ہو گیا تھا اس پر اللہ کی جانب سے یہ عذاب نازل ہوا کہ اس کے پیٹ میں ہر وقت شدید ترین جلن ہوتی رہتی تھی اور پشت کی جانب سخت قسم کی سردی کا احساس رہتا تھا اور اس سے چین نہیں ملتا تھا۔ پیٹ کی گرمی سے نجات پانے کے لئے ہر وقت پنکھا جھلتا تھا۔ اور پیٹھ کی سردی دفع کرنے کے لئے پیچھے آگ جلاتا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد پیاس کی اتنی شدت بڑھ گئی کہ ہر وقت پانی پیتا رہتا مگر پیاس نہ جاتی تھی۔ آخر کار اسی حالت میں واصل جہنم ہوا۔[3]

جابر ابن یزید آزدی یہ وہ شخص ہے جس نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جام شہادت نوش فرمانے کے بعد سر مبارک سے عمامہ شریف اتارا تھا، یہ بدنصیب پاگل ہو گیا، گندی نالیوں کا پانی پیتا تھا۔ اور جانوروں کی لید کھاتا ہوا جہنم رسید ہوا۔

شعلۂ آگ سدی کہتے ہیں کہ کربلا میں ایک شخص نے میری دعوت کی اور اس دعوت میں اور بھی لوگ شریک تھے، آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ جو بھی آل رسول کا خون بہانے میں شریک تھا، ذلت کی موت مرا۔ میزبان نے کہا کہ یہ بات غلط ہے، ایک تو میں ہی زندہ و سلامت موجود ہوں حالانکہ میں بھی یزیدی لشکر میں تھا اور میں نے بھی اہلبیت اطہار اور ان کے رفقاء کا مقابلہ کیا تھا۔ اس وقت رات کا پچھلا پہر تھا۔ یہ شخص چراغ کی بتی درست کرنے اٹھا۔ ابھی چراغ تک ہاتھ بھی نہ پہونچا تھا کہ چراغ سے آگ کا ایک شعلہ بھڑکا اور اس کے پورے جسم کو جلا کر کوئلہ بنا دیا۔

خولی بن یزید یہ وہ ظالم انسان ہے جس نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کو جسم اطہر سے جدا کیا تھا اور نیزے پر لٹکایا تھا جب یہ گرفتار ہو کر مختار کے سامنے لایا گیا تو اسے دیکھتے ہی مختار غصہ سے کانپنے لگا، اور حکم دیا کہ اسے فوراً چومیخہ کرو اور اس کے ہاتھ پیر کو کاٹ ڈالو تاکہ دنیا اس دشمن اہلبیت کا عبرتناک تماشہ جی بھر کر دیکھ لے چنانچہ خولی کو اسی وقت ذلت و رسوائی کے ساتھ قتل کر کے اس کی لاش کو جلا کر خاک کر دیا گیا۔

---

[1] کربلا کے بعد ص ۱۴۳، ۱۴۷۔ [2] ایضاً، ص ۱۴۷۔ [3] ایضاً ص ۱۷۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ابن زیاد یہ وہ بدکردار شخص ہے جس کے ترتیب کردہ پروگرام کے مطابق میدانِ کربلا میں ظلم وستم کا بازار گرم کیا گیا تھا کوفہ سے اپنی جان بچا کر **موصل** کیطرف جارہا تھا۔ اس کے ساتھ بیس ہزار کا لشکر بھی ساتھ تھا، **ابراہیم ابن مالک** نے اسے موصل پہونچنے سے پہلے ہی راستہ میں روک لیا۔ چونکہ شام ہوچکی تھی اس لئے رات میں جنگ ملتوی کردی گئی۔ صبح کو جنگ شروع ہوئی اور اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے ابراہیم کے سپاہی اس قدر بیباک اور نڈر ہوکر لڑرہے تھے کہ شامیوں کی ایک بھی نہ چلی۔ صبح سے شام ہوچلی تھی کہ **ابراہیم** کی فوج کا ایک سپاہی آگے بڑھ کر **ابن زیاد** کے سینے پر برچھی کا ایسا وار کیا کہ **ابن زیاد** گھوڑے کی پشت پر الٹا جھک گیا، اس سے پہلے کہ شامی اس کو بچائیں فوراً اپنی تلوار سے ایسا وار کیا کہ کندھے سے لے کر کمر تک جسم کے دو ٹکڑے ہوگئے **ابن زیاد** کا قتل ہونا تھا کہ شامی فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ ابراہیم نے **ابن زیاد** کا سر کاٹ کر مختار کے پاس کوفہ بھیجدیا۔

ترمذی شریف میں ہے کہ جس وقت **ابن زیاد** اور اس کے ساتھیوں کے سروں کو کوفہ کے دارالامارہ میں **مختار** کے سامنے رکھا گیا تو سیاہ رنگ کا ایک بہت بڑا سانپ نمودار ہوا، جو تمام سروں پر سے گھومتا ہوا **ابن زیاد** کے سر کے قریب آیا اور اس کی ناک کے ایک سوراخ سے اندر گھسا اور دوسرے سوراخ سے تھوڑی دیر بعد باہر نکل آیا۔ اسی طرح سات بار وہ سانپ گیا اور پھر غائب ہوگیا[1]۔

شاعری حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک اچھے خوش گو شاعر بھی تھے۔ مندرجہ ذیل اشعار آپ ہی کے کہے ہوئے ہیں جس کو آپ نے اپنی زوجہ رباب بنت امرأ القیس الکلبی اور اپنی بیٹی سکینہ کے لئے کہے تھے جو رباب کے بطن سے ہیں۔

لَعَمْرُكَ اِنَّنِیْ لَاُحِبُّ اَرْضًا — تَحُلُّ بِهَا سَكِیْنَةُ وَالرَّبَابُ

سچ تو یہ ہے کہ میں اس جگہ سے الفت رکھتا ہوں — جہاں سکینہ اور رباب ٹھیری ہوئی ہے

اُحِبُّهُمَا وَاَبْذُلُ جُلَّ مَالِیْ — وَلَیْسَ لِعَاتِبٍ عِنْدِیْ عِتَابٌ

مجھے ان دونوں سے محبت ہے میں ان دونوں پر دولت کثیر خرچ کرتا ہوں — اور عاتب کے عتاب کی پرواہ نہیں کرتا

فَلَسْتُ لَهُمْ وَاِنْ غَابُوْا مُضِیْعًا — حَیَاتِیْ اَوْ یُغَیِّبُنِی التُّرَابُ

گو وہ یہاں موجود نہیں ہے مگر ان کی غور و پرداخت سے بے خبر نہ ہونگا — جب تک زندہ ہوں اور جب تک مٹی مجھے چھپا نہ دے گی۔

كَاَنَّ اللَّیْلَ مَوْصُوْلٌ بِلَیْلٍ — اِذَا زَارَتْ سَكِیْنَةُ وَالرَّبَابُ

جب سکینہ اور رباب اپنے اقارب سے ملنے گئی ہوئی ہوں تو — رات ایسی لمبی نظر آتی ہے گویا رات کے ساتھ دوسری رات مل گئی ہو

اقوالِ زریں

کمال اور بزرگی کو غنیمت جانو اور اس کے حاصل کرنے میں جلدی کرو ● حاجت مندوں کا تمہارے پاس آنا یہ انعامات الٰہیہ سے ہے تو اس کو غنیمت جانو اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے رہو ● جو سخاوت کرے گا وہ سردار ہوگا۔ جو بخل کرے گا وہ ذلیل و خوار ہوگا ● جو اپنے بھائی کی بھلائی کرے گا وہ کل اس کا اجر پائے گا۔

---

[1] کربلا کے بعد ص ۱۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

● دین تمہارا شفیق ترین بھائی ہے جس طرح شفیق بھائی فائدہ پہونچانے کی غرض سے پند و نصیحت کرتا ہے اس کی متابعت میں فائدہ اور مخالفت میں نقصان ہوتا ہے بعینہ دین کی متابعت میں نجات اور اس کی مخالفت میں ہلاکت ہے تو عقلمند وہ ہے کہ اپنے شفیق بھائی کی شفقت کو سمجھے اور اس کی پوری متابعت کرے اور مخالفت سے دور رہے۔

● کسی نے سب بندگی کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ بندگی یہ ہے کہ بندہ آپے سے باہر ہو جائے یعنی ذات احدیت میں ایسا غرق و فنا ہو جائے کہ اپنے وجود کو درمیان میں حائل نہ کرے [1]

ازواج

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ازواج مطہرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت شہربانو لقب شاہِ زمان بنت یزدجرد شاہِ ایران۔ (۲) حضرت لیلیٰ بنت مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی (۳) حضرت قضاعہ (۴) حضرت رباب دختر امرأ القیس بن عدی کلبیہ (۵) حضرت ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ تسیمیہ [2]

اولادِ کرام

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے چھ [6] شہزادے اور صاحبزادیاں تھیں جن کے اسمائے گرام یہ ہیں۔

حضرت علی اکبر (۲) علی اوسط (۳) حضرت عبد اللہ (۴) حضرت علی اصغر (۵) حضرت محمد (۶) حضرت جعفر (۷) حضرت زینب (۸) حضرت سکینہ (۹) حضرت فاطمہ رضوان اللہ تعالےٰ۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کی نسل چلی باقی جتنے شہزادے تھے وہ تمام کے تمام شہادت اور طبعی موت سے حیات پدری میں وصال فرما چکے تھے۔

تجہیز و تکفین

سادات کرام کا لٹا ہوا قافلہ دمشق سے روانہ ہو کر جب ۲۰ صفر المظفر کو میدان کربلا میں پہونچا تو دیکھا کہ لاشہائے شہداء کرام ابھی ویسے ہی بے گور و کفن پڑی ہیں زخموں سے اسی طرح تازہ خون جاری ہے۔ اگرچہ گرمی کی شدت تھی لیکن ذرا بھی فرق نہ آیا تھا۔ امام زین العابدین رضی اللہ تعلےٰ عنہ نے یہاں آکر قیام فرمایا۔ اور شہدائے کرام کے سروں کو ان کے اجسام مقدسہ کے ساتھ دفن کیا۔

روایات میں اختلاف ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سر اقدس و جسم مبارک کو کہاں دفن کیا گیا۔ اس کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ جسم مبارک کو کربلا میں اور سر مبارک کو جنۃ البقیع میں (حضرت امام حسن و حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی قبر کے پاس) دفن کیا گیا اور یہی قول ابن بکار و ہمدانی وغیرہم کا ہے [3]

---

[1] نور الابصار و مسالک السالکین ص ۲۰۶ ج ۱ و کشف المحجوب ص ۱۲۲ و تشریف البشر ص ۵۶۔ [2] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۰۶۔
[3] کربلا کے بعد ص ۱۵۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ چہارم

حضرت سیدنا امام

زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵ شعبان المعظم ۳۸ھ ——— ۱۸ محرم الحرام ۹۴ھ

اے ترا زین از عبادت وز تو زینِ عابداں

بہرِ ایں بے زینت از زین وصفا امداد کن

(اعلیٰحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْاِمَامِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ

سیدِ سجّاد کے صدقہ میں ساجد رکھ مجھے
علمِ حق دے باقرِ علمِ ہُدیٰ کے واسطے

ولادت باسعادت

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ولادت باسعادت ۵ شعبان المعظم بروز پنجشنبہ ۳۸ھ مدینہ منورہ میں ہوئی[1]

اسمِ مبارک

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے بچوں کے نام اظہار عقیدت کے طور پر اپنے والد گرامی کے نام پر رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے اکثر شہزادوں کے نام علی ہیں۔ البتہ بڑے اور چھوٹے ہونے کی رعایت سے انھیں اکبر، اصغر، صغریٰ اور کبریٰ کے اضافہ سے پکارا جاتا تھا۔ اسی مناسبت کی بنا پر آپ کا نام بھی علی ہے۔

لقب وکنیت

آپ کی کنیت ابو محمد، ابو الحسن، ابو القاسم اور ابو بکر ہے اور لقب آپ کا سجّاد، زین العابدین سید العابدین، ذکی اور امین ہے۔

تعلیم وتربیت

آپ نے دو برس تک سیدنا علی مرتضٰی شیر خدا رضی اللہ تعالٰی عنہ کے آغوش عاطفت میں پرورش پائی بعدہٗ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی زیر نگرانی علوم معرفت سیکھا، یعنی آپ نے دو برس اپنے دادا حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کے ساتھ گذاری پھر دس برس اپنے چچا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس اور گیارہ برس اپنے والد ماجد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس تربیت پاکر علوم ومعرفت کے عظیم منازل طے فرمائے

والدہ ماجدہ

آپ کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں یزدجرد (آخری بادشاہ فارس) پسر شہریار بن شیرویہ بن پرویز بن ہرمز بن کسریٰ نوشیرواں کی بیٹی تھیں۔ نام مبارک ان کا سلافہ اور بقولے غزالہ اور لقب شاہ زنان وشہربانو تھا۔

حلیہ شریف

آپ اپنے جد امجد حضرت علی شیر خدا مشکل کشا رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہم شبیہ تھے رنگ مبارک گندم گوں تھا، اور پستہ قد ولاغر اندام تھے، ریش مبارک میں حنا اور کتم سے خضاب کرتے تھے۔

ولادت کی بشارت

امام ابن المدینی حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر تھا اور امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور کی گود میں تھے اور حضور ان کو کھلا رہے تھے تو حضور نے فرمایا اے جابر! ان کے یہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا جس کا نام علی ہوگا۔ جب قیامت کا دن ہوگا منادی اُسے اس لقب سے پکارے گا کہ سید العابدین کھڑے ہوں تو ان کا وہ بیٹا کھڑا ہوگا۔ پھر اس کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوگا جس کا نام محمد (امام باقر) ہوگا۔ اے جابر اگر تم اسے پانا تو اسے میرا

---

[1] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۰۷
[2] اصح التواریخ ص ۵۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

سلام کہنا۔

نسب نامہ شریف

علی بن حسین بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔

خصائل مبارکہ

حضرت امام **زین العابدین** رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے اسلاف کے اخلاق و خصائل کے پیکر تھے، آپ بہت ہی شائستہ اور با ادب تھے اپنے بڑوں کا احترام کرتے، مصیبت زدوں کی فریاد رسی کرتے، مفلوک الحال اور غریب لوگ آپ کی ذات میں بے پناہ ہمدردی اور شفقت پاتے تھے۔ **عمر ابو نصر** نے لکھا ہے کہ آپ نے بیشمار غلام خرید کر آزاد کیے، آپ اپنے بدترین دشمنوں سے بھی مہربانی کا برتاؤ کرتے تھے۔

مروان ابن الحکم جو آپ کی دشمنی میں ہمیشہ پیش پیش رہتا تھا، جب وہ حکومت کے زیر عتاب آیا تو اپنے اہل و عیال کے لئے آپ سے پناہ کا طلب گار ہوا، تو آپ نے بڑی خندہ پیشانی سے اس کے اہل خانہ کو ایک طویل عرصے تک پناہ دی اور ان کی خبرگیری کرتے رہے۔

آپ کے اخلاق کریمانہ نے خلق خدا کو آپ کا گرویدہ بنادیا تھا۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ آپ نے سنا کہ کوئی شخص آپ کو برا کہتا ہے آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے ایسا حسنِ سلوک کیا کہ وہ آپ کے مصاحبوں میں شامل ہوگیا، شعراء نے آپ کی نجابت و شرافت، اخلاق حسنہ اور عبادت گزاری پہ بیشمار قصائد کہے ہیں[۱]

فضائل

وارثِ نبوت، چراغ امت، سید مظلوم، زین عباد شمع اوتاد، سیدنا ابو الحسن علی المعروف بہ زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ آپ اپنے زمانے میں سب سے زیادہ عبادت گزار، کشفِ حقائق و نطق دقائق میں مشہور تھے۔ امام زہری فرماتے ہیں کہ میں نے کسی قریشی کو امام زین العابدین سے افضل و اعلیٰ نہیں دیکھا — اور حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ میری نظر میں ان سے بڑھ کر کوئی صاحبِ تقویٰ نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ جب آپ کو دیکھتے تو فرماتے مرحبا بالحبیب بن الحبیب یعنی شاباش اے محبوب کے محبوب بیٹے۔

ابو حازم فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ سے زیادہ افضل و فقیہ کسی کو نہیں پایا۔ ذہبی اور عیینہ کا قول ہے کہ ہم نے کوئی قریشی آپ سے افضل نہیں دیکھا — حضرت **امام مالک** فرماتے ہیں کہ آپ اہل فضل میں سے تھے۔ **ابن ابی شیبہ** کا قول ہے کہ اَصَحُّ الْاَسَانِیْدِ الزُّھْرِیُّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَنْ اَبِیْہِ۔ یعنی حدیث کی سندوں میں سب سے زیادہ صحیح سند وہ ہے جس میں امام زین العابدین اپنے والد امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ اور وہ اپنے والد حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کریں[۲] نقش خاتم آپ کا وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ ہے۔

ایثار و قربانی

آپ نے اپنی زندگی میں دو مرتبہ اپنا سارا مال و اسباب خدا کی راہ میں خیرات کیا، آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آپ بہت سے غربائے اہل مدینہ کے گھروں میں پوشیدہ طریقوں سے رقم بھیجا کرتے

---

[۱] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۰۸

[۲] تاریخ الخلفاء، مسالک السالکین و امع التواریخ،

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تھے کہ ان غرباء کو خبر نہیں ہوتی تھی کہ یہ کہاں سے آتا ہے ؟ مگر جب آپ کا وصال ہو گیا تو ان غریبوں کو پتہ چلا کہ یہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سخاوت تھی[1]

حلم و صبر

آپ بہت ہی حلیم و صابر و شاکر تھے۔ یزید پلید کے دورِ حکومت میں آپ کو کربلا سے دمشق تک ہتھکڑی اور بیڑی پہنا کر لایا گیا تھا، پھر عبد الملک بن مروان نے اپنی حکومت کے زمانے میں آپ کو لوہے کی ہتھکڑی اور گلے میں بھاری طوق پہنا کر مدینہ منورہ سے شام تک چلنے پر مجبور کیا اور دمشق میں آپ کو قید کر دیا۔ آپ نے ان تمام مشقتوں کو برداشت فرمایا اور اُف بھی نہیں کیا۔ بلکہ ہر دم و ہر قدم پر صبر و شکر الٰہی کے پیکر بنے رہے اور زبان پر شکر الٰہی کے سوا ایک لفظ بھی شکوہ و فریاد کا نہ لائے۔ آپ کے عقیدت شعار و وفادار شاگرد امام زہری کو آپ کے گرفتاری کی خبر معلوم ہوئی تو تڑپ گئے اور دمشق میں عبد الملک بن مروان کے دربار میں پہونچ کر آپ کو رہا کرایا اور پھر پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ آپ کو مدینہ منورہ لائے[2]

بردباری

ایک دن حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ گھر سے تشریف لئے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک گستاخ نے آپ کو بُرا کہنا شروع کیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ بھائی! جو کچھ تم نے مجھے کہا ہے۔ اگر میں واقعی ایسا ہی ہوں تو خدا مجھے معاف فرمائے اور اگر میں ایسا نہیں تو خدا تجھے معاف فرمائے۔ وہ شخص یہ سُنکر بڑا نادم ہوا اور بڑھ کر آپ کی پیشانی کا بوسہ دے کر کہنے لگا۔ حضور! میں نے جو کچھ کہا ہے آپ ہرگز ایسے نہیں ہیں بلکہ میں ہی جھوٹا ہوں۔ آپ میری مغفرت کی دُعا فرما دیں۔ آپ نے فرمایا اچھا جاؤ، خدا تمہیں معاف فرمائے۔

روایت

ایک دن آپ مدینہ منورہ کی گلی میں جا رہے تھے کہ ایک قصاب کو دیکھا کہ ایک بکری کو زمین پر لٹائے ہوا ہے اور اُسے ذبح کرنے کے لئے چھری پتھر پر تیز کر رہا ہے۔ یہ دیکھتے ہی آپ کی حالت غیر ہو گئی والد ماجد کی شہادت یاد کر کے اس قدر روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں، پھر آپ نے اس قصاب سے پوچھا اے بھائی! تو نے اس بکری کو دانہ پانی دیا ہے یا نہیں ؟ اس نے عرض کیا۔ اے امام میں اس کو تین روز سے دانہ پانی کھلا پلا رہا ہوں اور اس وقت بھی پانی پلا کر لایا ہوں، یہ سُنکر آپ نے سرد آہ کھینچی اور رو کر فرمایا افسوس! کوفیوں نے میرے والد مظلوم کی بکری جیسی بھی قدر نہ کی کہ تین روز تک بھوکا پیاسا رکھ کر اسی طرح شہید کر ڈالا[3]

عبادت و ریاضت

آپ نے اپنے والد بزرگوار سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت کے بعد دنیا کی لذتوں کو بالکل ترک کر دیا۔ اور یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ شب و روز واقعات کربلا اور مصائب آلِ عبا کو یاد کر کے روتے تھے نہ دن کو چین نہ رات کو آرام تھا۔ جب شفقت پدری اور ان کی بیکسی و بےبسی یاد آتی تو روتے روتے بیخود ہو جاتے اور زبان حال سے مضمون اس شعر کا ادا فرماتے ع

بسنگ زخنہ شد از بس گریستم بے تو زسنگ سخت ترم من کہ زیستم بے تو

---

[1] تاریخ الخلفاء

[2] خزینۃ الاصفیا ج ۱ ص ۳۱ ر ۳۲

[3] روض الریاحین ص ۵۶، مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۰۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

آپ کی نماز

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب نماز کے لئے وضو کرنے بیٹھتے تو آپ کا چہرۂ مبارک زرد ہو جاتا تھا۔ اور جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تغیرِ رنگ کے باعث پہچاننا مشکل ہو جاتا تھا۔ لوگ آپ سے دریافت کرتے کہ اے فرزند رسول اللہ! آپ کا یہ کیسا حال ہو جاتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ لوگو! نماز اللہ کے یہاں پیشی کا وقت ہے، کون ایسا نادان انسان ہوگا جو ربِ کائنات کی پیشی کے وقت ہنستا اور کھل کھلاتا ہوا اس کی عدالت میں حاضر ہوگا۔[۱]

۲۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہر روز و شب میں ایک ہزار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے، ایک روز آپ اپنے مکان میں نفل پڑھ رہے تھے کہ آپ کے مکان کو آگ لگ گئی، لوگ آگ بجھانے لگے۔ مگر آپ اسی خشوع وخضوع سے نماز نفل ادا کرتے رہے۔ جب آگ بجھ گئی، تو آپ نماز سے فارغ ہوئے۔ لوگوں نے عرض کیا حضور! مکان کو آگ لگ گئی تھی ہم لوگ بجھانے میں مصروف تھے مگر آپ نے پرواہ تک نہ فرمائی؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ یہ آگ بجھا رہے تھے۔ اور میں آخرت کی آگ بجھانے میں مشغول تھا۔[۲]

۳۔ امام طلحہ شافعی نے لکھا ہے کہ ایک بار محراب عبادت میں شیطان سانپ کی شکل میں ظاہر ہوا تاکہ امام علی ابن حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے استغراق میں خلل ڈالے، اس نے آپ کی انگشتِ پا کو دانتوں میں دبایا۔ مگر آپ کی مشغولیت میں شمہ برابر بھی فرق نہ آیا۔ آخر وہ پشیمان ہو کر دور جا کر کھڑا ہو گیا اور پھر یہ آواز تین بار فضا میں بلند ہوئی جو کہہ رہی تھی۔

اَنْتَ زین العابدین انت سید الساجدین ، آپ ہی عابدوں کی زینت ہیں، آپ ہی سجدہ گزاروں کے سردار ہیں۔[۳]

خوفِ خدا

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ بڑے خدا ترس تھے، آپ کا سینہ گویا خوف وخشیت الٰہی کا گنجینہ تھا۔ روایت ہے کہ ایک بار آپ حج بیت اللہ کو تشریف لے جا رہے تھے اور حج کا احرام باندھا تو لبیک نہیں پڑھا۔ لوگوں نے کہا حضور! لبیک کیوں نہیں پڑھتے؟ تو آبدیدہ ہو کر ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے خوف معلوم ہوتا ہے کہ میں لبیک کہوں اور خدا کی طرف سے لا لبیک کی آواز نہ آجائے کہ نہیں، نہیں تیری حاضری قبول نہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور! بغیر لبیک پڑھے ہوئے آپ کا احرام کیسے ہوگا؟ تو آپ نے بلند آواز سے لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْك پڑھا۔ مگر ایک دم لرز کر خوف الٰہی سے اونٹ کی پشت سے زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہو گئے، جب ہوش میں آئے۔ لبیک پڑھتے اور پھر بیہوش ہو جاتے یہاں تک کہ اسی حالت میں آپ نے حج ادا فرمایا۔[۴]

تلاوتِ قرآنِ حکیم

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دادا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب تلاوت قرآن حکیم فرماتے تھے تو آپ کی خوش الحانی سے لوگ کھنچے چلے آتے تھے یہاں تک کہ آپ کے ارد گرد لوگوں کی کثیر تعداد جمع ہو جاتی تھی اور حاضرین ایسے خود رفتہ ہو جاتے

---

[۱] عوارف المعارف ص ۵۰۴۔
[۲] روض الریاحین ص ۵۵، حیٰوۃ الحیوان ج ۱ ص ۷۱، خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۳۱
[۳] اصح التواریخ ص ۵۵۔
[۴] ایضاً، ایضاً و صواعق محرقہ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کہ ایک دوسرے کی خبر تک نہ ہوتی تھی۔

میدانِ کربلا سے واپسی

روایت ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو آپ کے شہزادوں سمیت میدان کربلا میں شہید کردیا گیا تو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کوئی باقی نہ بچا کہ عورتوں کی دیکھ بھال کرسکے آپ اس وقت شدید بیمار تھے، جب حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اہل بیت اطہار کے ساتھ اونٹوں کی ننگی پیٹھ پر سوار کرا کے دمشق میں یزید پلید کے سامنے لایا گیا تو کسی نے آپ سے پوچھا۔ كَيْفَ اَصْبَحْتُم يَا عَلِيُّ وَيَا اَهْلَ بَيْتِ الرَّحْمَةِ قَالَ اَصْبَحْنَا مِنْ قَوْمِنَا بِمَنْزِلَةِ قَوْمِ مُوْسٰى مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَاءَهُمْ فَلَا نَدْرِىْ صبحنا من مساء نا من حقيقة بلاء نا ۔ یعنی اے علی اے رحمت کے گھر والے! تم نے کیسے صبح کی؟ آپ نے جواب میں فرمایا ہم نے اپنی قوم میں اس طرح صبح کی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے فرعون میں صبح کی تھی کہ فرعونیوں نے ان کے بچوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں اور بچیوں کو زندہ رکھا۔ لہٰذا ہم نہیں جانتے کہ اس امتحان گاہ میں ہماری صبح شام کے مقابلے میں کیا حقیقت رکھے گی، ہم خدا کی نعمتوں پر شکر بجالاتے ہیں اور اس کی بلاو مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں بس یہ ہی ہماری مصیبت کی حقیقت ہے۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب کربلا سے لوٹنے لگے تو اپنی التجا وسلام عقیدت بارگاہ رسالت میں بڑے ہی درد بھرے انداز میں پڑھا تھا جو اپنی فصاحت و بلاغت میں بے مثال ہے وہ قصیدہ یہ ہے۔

اِنْ نِلْتَ يَا رِيْحَ الصَّبَا يَوْمًا اِلٰى اَرْضِ الْحَرَمِ ۔۔۔ بَلِّغْ سَلَامِىْ رَوْضَةً فِيْهَا النَّبِىُّ الْمُحْتَرَمْ

اے بادِ صبا اگر تو کسی دن حرم کی سرزمین پر جائے ۔ تو میرا سلام اس روضۂ اقدس تک پہنچا جس میں عظمت والے نبی آرام فرما ہیں۔

مَنْ وَجْهُهُ شَمْسُ الضُّحٰى مَنْ خَدُّهُ بَدْرُ الدُّجٰى ۔۔۔ مَنْ ذَاتُهُ نُوْرُ الْهُدٰى مَنْ كَفُّهُ بَحْرُ الْهِمَمْ

وہ کون ہیں جنکا چہرۂ مبارک چڑھتا سورج اور جن کا رخسار ظلمتوں کا چاند ہے۔ وہ کون ہے جنکی ذات ہدایت کا نور اور جنکا دست مقدس عزم کا دریا ہے

قُرْاٰنُهُ بُرْهَانُنَا نَسْخًا لِاَدْيَانٍ مَضَتْ ۔۔۔ اِذْ جَاءَنَا اَحْكَامُهُ كُلُّ الصُّحُفِ صَارَ الْعَدَمْ

ان کا لایا ہوا قرآن ہماری دلیل ہے جو گذشتہ تمام دینوں کے لئے ناسخ ہے۔ جب اس کے احکام ہم تک پہنچے صحفِ آسمانی کالعدم ہوگئے۔

اَكْبَادُنَا مَجْرُوْحَةٌ مِنْ سَيْفِ هِجْرِ الْمُصْطَفٰى ۔۔۔ طُوْبٰى لِاَهْلِ بَلْدَةٍ فِيْهَا النَّبِىُّ الْمُحْتَشَمْ

نبی کی جدائی کی شمشیر سے ہمارے جگر زخمی ہیں۔ اس شہر والے کتنے خوش نصیب ہیں جس میں عظمت وجلال والے نبی تشریف فرما ہیں۔

يَا لَيْتَنِىْ كُنْتُ كَمَنْ تَبِعَ نَبِيًّا عَالِمًا ۔۔۔ يَوْمًا وَّلَيْلًا دَائِمًا اُرْزُقْ كَذَا اِلٰهِىْ بِالْكَرَمْ

اے کاش میں اس شخص جیسا ہوتا جو صاحب علم نبی کا روز و شب (بالدوام) پیروی کرنیوالا ہو۔ اے خدائے کریم اپنے کرم سے تو مجھے ایسا ہی بنادے

لِىْ حَسْرَةٌ اِسْمَعْ كَذَا اَلَّمْ اَصِفْ لِلْمُصْطَفٰى ۔۔۔ لِىْ كُلَّ حِيْنٍ قَدْ مَضٰى فِى الْحَالِ مَا يَحْصُلْ هُمْ

میرے دل میں ایک حسرت ہے کہ میں مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی گذرے ہوئے تمام اوقات میں وہ تعریف کیوں نہ کرتا رہا جو ان کے بارے میں آج نصیب ہوئی

يَا مُصْطَفٰى يَا مُجْتَبٰى اِرْحَمْ عَلٰى عِصْيَانِنَا ۔۔۔ مَجْبُوْرَةٌ اَعْمَالُنَا طَمْعًا وَّذَنْبًا بِالظُّلَمْ

اے مصطفیٰ اے مجتبیٰ ہمارے گناہوں پر رحم و کرم فرما۔ ہمارے اعمال حرص و ہوس سیہ کاریوں اور ظلم و جبر سے پر ہیں۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

لَسْتُ بِرَاجٍ مُّفْرَدًا بَلْ اَقْرِبَائِیْ کُلُّھُمْ   فِی الْقَبْرِ اِشْفَعْ یَا نَبِیُّ بِالصَّادِ وَالنُّوْنِ الْقَلَمْ

میں تنہا امیدوار نہیں بلکہ میرے تمام قرابت دار امید رکھتے ہیں۔ کہ اے نبی مکرم آپ آخرت میں ہماری شفاعت فرمائیں آپکو صاد و نون قلم کا واسطہ

یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ اَدْرِکْ لِزَیْنِ الْعَابِدِیْنَ   مَحْبُوْسِ اَیْدِ الظَّالِمِیْنَ بِالْمَوْکَبِ وَالْمُزْدَحَمْ

اے رحمۃٌ للعالمین زین العابدین کی دستگیری فرمائیے   جو بھیڑ اور اژدہام میں ظالموں کے ہاتھوں گھرا ہوا ہے

یزید کی گستاخی

جب اہلبیت کالٹا ہوا قافلہ یزید پلید کے دربار میں پہنچا تو اس نے زنان حرم محترم کو بھرے دربار میں بلایا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے یزید کی اس بدتمیزی پر فرمایا کہ اے بے حیا یزید! کیا تجھ میں شرم وغیرت کی کچھ بھی خو باقی نہیں رہی کہ تیرے گھر کی عورتیں جو اس کی بھی اہلیت نہیں رکھتی کہ ہماری کنیزیں بن سکیں وہ تو پردہ میں بیٹھیں اور ہم جو کہ ناموس رسول ہیں، جن کے گھر میں فرشتے بھی اجازت لے کر داخل ہوں انھیں تو اس طرح بے پردہ وبے حجاب بھرے دربار میں بلاکر رسوا کر رہا ہے، ظلم وستم کا ایک ایک تیر اہلبیت اطہار کے سینۂ صبر واستقلال پر آزما لیا گیا اب بھی تیری ظالمانہ پیاس نہیں بجھی ہے کیا اب بھی تیرا دل نہیں بھرا ظالم کہیں ایسا نہ ہو کہ غیرت حق کو جلال آجائے اور قہر الٰہی کی بجلی اس وقت تجھے جلا کر خاکستر کردے۔

اس تقریر سے یزید پلید کے بدن پر لرزہ طاری ہوگیا، فوراً تمامی مستورات عصمت کو پردہ میں بھجوادیا۔ اور سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنے پاس بلاکر کہنے لگا، کہ تمہارے والد نے چاہا کہ منبروں پر ان کا نام لیا جائے ان کے نام کا خطبہ پڑھا جائے، مگر قدرت نے یہ قدر ومنزلت تو میری قسمت میں لکھی تھی، ان کی آرزو کیسے پوری ہوتی! اللہ نے مجھے کامیاب کیا اور انھیں اس نعمت سے محروم رکھا۔

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی غیرت ہاشمی کو جوش آگیا اور فرمایا کہ او جھوٹے! انصاف سے کہہ کہ منبروں کو میرے باپ دادا نے بنایا یا تیرے باپ دادا نے، قرآن تیرے باپ دادا پر نازل ہوا۔ یا میرے جدِّ امجد جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اس حقیقت بیانی تقریر نے یزید کی آتش غیظ وغضب کو اور بھڑکا دیا اور اتنا مشتعل ہوا کہ حواس باختہ ہوکر حضرت امام زین العابدین کے قتل کا حکم دے دیا۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے یزید کو ڈانٹتے ہوئے کہا کہ او ہندہ کے بیٹے! خبردار قتل امام زین العابدین کا ارادہ بھی نہ کرنا ورنہ ابھی تک تو ہم صبر وضبط سے کام لیتے آئے ہیں، اگر اب تو نے نسل پیغمبر کی اس آخری نشانی کو بھی مٹانا چاہا تو اس کا انجام بہت خراب ہوگا، اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ خوف کی وجہ سے قتل سے باز آگیا۔

اتنے میں یزید کا بیٹا آگیا، یزید کہنے لگا کہ میرا یہ بیٹا اور آپ عمر میں برابر ہیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ دونوں میں کشتی ہوجائے دیکھتا ہوں کون جیتتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر تجھے یہی شوق ہے کہ میری رگوں میں ہاشمی خون جو دوڑ رہا ہے اس کی طاقت وقوت دیکھو تو ایک تلوار مجھے دیدو اور ایک اپنے بیٹے کو، پھر دیکھو کس کا وار کاری ہے اور کون طاقتور ہے۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

معاً یزید کے محل سرا سے نوبت بجنے کی آواز آنے لگی یزید کے بیٹے نے کہا بتاؤ ؛ یہ نوبت کس کی بج رہی ہے تمہارے باپ دادا کی یا میرے باپ دادا کی ؟ ابھی اس کی یہ بیہودہ بکواس ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ مسجد سے اذان کی آواز آئی، سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ اوابن یزید ! تیرے باپ کی نوبت تیرے اسی قصر نحوست میں بجے گی اور صرف اس وقت تک جب تک نقارہ سلامت ہے، لیکن مسجد سے میرے جدِ کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نوبت کی جو آواز آرہی ہے جس کی گونج فرش سے عرش تک ہے وہ صبح قیامت تک باقی رہے گی۔ بتا تو سہی اشہد ان محمداً رسول اللہ میرے جد امجد کے لئے ہے یا تیرے ؟ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اس گفتگو سے یزید کچھ متأثر ہوا نیز اس پر کچھ خوف کا بھی غلبہ ہوا، کہنے لگا آپ مجھ سے کچھ فرمائش کریں میں اسے پورا کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ توقع نہیں ہے کہ میں جو کچھ بھی کہوں گا تو اسے پورا کرے اور اگر تو واقعی اپنے قول میں سچا ہے تو میرے چار مطالبات ہیں۔ اسے پورا کردے۔ اول تو یہ کہ میرے والد محترم کے قاتل کو میرے حوالے کرتا کہ میں اس کو قتل کردوں ۲ دوم یہ کہ شہداء کے سروں کو مجھے دے تاکہ میں اُنھیں لے جاکر جسم ہائے مقدسہ کے ساتھ دفن کروں ۳ سوم یہ کہ آج جمعہ کا دن ہے مجھے اجازت دے کہ میں منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھوں ۴ چہارم یہ کہ ہمارے لٹے ہوئے قافلہ کو مدینہ پہنچا دے۔ یزید نے ان چاروں سوالوں کو سن کر سب سے پہلے قاتل حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق پوچھا، لوگوں نے کہا کہ خولی بن یزید ہے، خولی بن یزید صاف انکار کر گیا اور کہا میں نے قتل نہیں کیا بلکہ سنان ابن انس ہے، سنان ابن انس اپنا نام سن کر فوراً بول اٹھا کہ قاتلِ امام پر میں لعنت بھیجتا ہوں قاتل حسین تو شمر ذی الجوشن ہے، تمام درباری بھی تصدیق کرنے لگے کہ واقعی قاتل حسین شمر ہی ہے۔ مگر شمر بھی صاف انکار کر گیا۔ یزید نے برہم ہو کر کہا کہ آخر کسی نہ کسی نے تو قتل کیا ہی ہوگا ؟ یزید کے تیور کو دیکھ کر شمر کو بھی طیش آگیا اور کہنے لگا میں کیوں قتل کرنے لگا ؟ کیا حسین نے میری سلطنت دبا رکھی تھی ؟ بلکہ اصل میں قاتل حسین وہ ہے جس کو خطرہ تھا کہ اگر حسین زندہ رہے تو میری سلطنت باقی نہ رہے گی، قاتل حسین وہ ہے جس نے قبائل کو جمع کیا انھیں ہتھیار دئے، جاگیریں دیں، زر و جواہر بانٹے اور قتل حسین پر اُبھارا خود عشرت کدہ میں بیٹھا رہا اور دوسروں کے ذریعے اپنا مقصد حاصل کیا، چونکہ ساری زد یزید پر پڑ رہی تھی۔ اس لئے وہ کہنے لگا کہ تم سب پر خدا کی لعنت ہو سب کے سب یہاں سے چلے جاؤ۔ اس کے بعد امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہنے لگا کہ قاتل امام کا مطالبہ تو درگذر کیجئے، باقی آپ کے تمام مطالبات منظور ہیں۔

دمشق کی جامع مسجد

مطالبات کی منظوری کے بعد حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ دمشق کی جامع مسجد میں خطبہ پڑھنے کی غرض سے تشریف لے گئے، جس وقت یزید جامع مسجد پہونچتا ہے تو دیکھتا کیا ہے کہ شام کے تمام امراء و رؤسا جمع ہیں۔ وہ سوچنے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خطبہ پڑھنے سے میرا بنا، بنایا کام بگڑ جائے، فوراً ایک شامی خطیب کو اشارہ کیا۔ وہ منبر پہ چڑھ گیا اور خطبہ شروع کر دیا، خطبہ کیا تھا۔ جھوٹ کا جیتا جاگتا شاہکار تھا۔ جس میں آلِ ابو سفیان کی بے جا تعریف اور آلِ ابی طالب کی تحقیر و تذلیل اور سبطِ پیمبر کی برائیاں تھیں۔ امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کی غیرتِ ایمانی اس غلط بیانی کو برداشت نہ کر سکی، آپ کھڑے ہو گئے اور آگے بڑھ کر فرمایا۔ بئیس الخطیب انت یعنی اے شامی تو انتہائی جھوٹا اور فتنہ پرور خطیب ہے۔ ایک فاسق و فاجر سیہ کار شخص کی خوشنودی کے لئے اللہ جل جلالہ کی نافرمانی کر رہا ہے اور اپنے کو عذاب الٰہی کا مستحق ٹھہراتا ہے۔ اور اے یزید! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آج مجھے خطبہ پڑھنے کا موقع دیا جائیگا پھر یہ وعدہ خلافی کیسی ؟ یزید اس یاد دہانی کے باوجود بھی حضرت امام **زین العابدین** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطبہ پڑھنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ مگر حاضرین مسجد کھڑے ہو گئے اور اصرار کرنے لگے کہ اہلبیت اطہار کی شان خطابت بے مثل ہے آج ہم انھیں کا خطبہ سننا چاہتے ہیں۔

یزید اپنے حواریوں سے مشورہ کرنے لگا کہ امام **زین العابدین** اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جس کی فصاحت و بلاغت کا عرب و عجم میں ڈنکا بج رہا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہاشمی شیر اپنی شاندار فصاحت و بلاغت سے پانسہ ہی پلٹ دے، **یزید** کے بہی خواہوں نے جواب دیا کہ ابھی بچے ہیں، اتنا سلیقہ کہاں ؟ امید کہ وعظ و نصیحت کر کے خطبہ ختم کر دیں گے۔ مجبور ہو کر یزید نے آپ کو خطبہ پڑھنے کی اجازت دے دی۔ حضرت امام **زین العابدین** رضی اللہ تعالےٰ عنہ منبر پر تشریف لائے اور خطبہ شروع فرمایا۔ حمد و نعت کے بعد آپنے جو کلمات ارشاد فرمائے ہیں اس کو علامہ **ابو اسحاق اسفرائنی** رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنی کتاب **نور العین** میں بہت تفصیل سے نقل فرمایا ہے ان کلمات کے مفہوم حسب ذیل ہیں۔

"اے لوگو! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ دنیا اور اس کی فریب کاریوں سے بچو، کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جو زوال پذیر ہے اس کے لئے بقا نہیں ہے، اس نے گذشتہ قوموں کو فنا کر دیا ہے۔ حالانکہ تم سے زیادہ ان کے پاس مال و اسباب تھے ان کی عمریں تم سے کہیں زیادہ لمبی تھیں، ان کے جسموں کو مٹی نے کھا لیا اور ان کے حالات پہلے کی طرح نہیں رہے، تو اب اس کے بعد تم دنیا و مافیہا سے کس بہتری کی امید رکھتے ہو ؟ افسوس! افسوس خبردار ہوشیار ہو جاؤ کہ اس دنیا سے پلٹے رہنا اور اس میں مشغول ہو جانا بے فائدہ ہے۔ لہذا اپنی گذشتہ اور آئندہ کی زندگی پر غور کرو نفسانی خواہشات سے فارغ اور مدت عمر ختم ہونے سے پہلے اس دنیا میں نیک کام کر لو جس کا اچھا بدلہ تمہیں آئندہ ملے گا۔ کیونکہ ان اونچے اونچے محلوں سے بہت جلد قبروں کی طرف بلائے جاؤ گے، اور اچھے برے کاموں کے بارے میں تم سے حساب لیا جائے گا، خدا کی قسم بتاؤ کتنے تاجروں کی حسرتیں پوری ہوئیں ؟ اور کتنے جابر ہیں جو ہلاکت کے گڑھوں میں گرے۔ جہاں ان کی ندامت نے انھیں کوئی فائدہ نہ دیا، اور نہ ظالم کو اس کی فریاد رسی نے اور اسی کا صلہ انہوں نے پایا جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔"

"اے لوگو! جو مجھے پہچانتا ہے وہ پہچانتا ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ پہچان لے کہ میرا نام علی ہے، میں حسین ابن علی کا بیٹا ہوں، میں فاطمہ زہرا کا لخت جگر ہوں، میں خدیجۃ الکبریٰ کا فرزند ارجمند ہوں، میں مکہ زادہ اور صفا و مروہ و منیٰ کا بیٹا ہوں (بچہ)، میں اس ذات قدسی صفات کا بیٹا ہوں جس پر ملائکہ آسمان صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کے متعلق رب کائنات کا ارشاد ہے۔ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ میں اس کا بیٹا ہوں

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جو شفاعت کُبریٰ کا مالک ہے، میں اس کا بیٹا ہوں جو قیامت میں ساقیٔ حوض کوثر ہیں۔ اور جو قیامت کے دن صاحب علم ہوگا، میں صاحب دلائل و معجزات کا بیٹا ہوں، میں اس کا بیٹا ہوں جو قیامت کے دن مقام محمود پر فائز ہوگا۔ میں صاحب سخاوعطا کا بیٹا ہوں، میں اس شہنشاہ ذی وقار کا بیٹا ہوں جسے درخشندہ تاج پہنایا جائیگا میں بیٹا ہوں صاحب براق کا، میں بیٹا ہوں صفات و حکم اسماعیلی رکھنے والے کا، میں بیٹا خدائے مالک و معبود کے رسول برحق کا، میں بیٹا ابراروں کے سردار کا، میں اس کا بیٹا ہوں جس پر سورۂ بقرہ نازل کی گئی، میں اس کا بیٹا ہوں جس کے لئے جنت کے دروازے کھولے جائیں گے، میں اس کا بیٹا ہوں جس کی جنت رضواں مخصوص ہے، میں اس کا بیٹا ہوں جو ظلم سے قتل کیا گیا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کا سر نیزوں پر گھمایا گیا، میں اس کا بیٹا ہوں جس نے پیاسے جان دی، میں بانیٔ کربلا کا بیٹا ہوں، میں اس کا بیٹا ہوں جس کا عمامہ اور چادر چھین لئے گئے، میں اس کا بیٹا ہوں جس پر آسمان کے فرشتے رو دئے۔

اے لوگو! خدا نے اچھی آزمائش کے ساتھ ہمارا امتحان لیا، ہمیں علم و ہدایت عطا فرمائی اور ہمارے مخالفوں کو گمراہی کا جھنڈا پکڑایا اور ہمیں جملہ عالمین پر بزرگی عطا فرمائی اور ہمیں وہ دیا جو اہل عالمین میں سے کسی کو نہ دیا اور ہمیں پانچ چیزوں کے ساتھ مخصوص فرمایا، جو مخلوق میں سے کسی میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ یعنی علم، شجاعت، سخاوت۔ محبت خدا اور محبتِ رسول اور ہمیں وہ عطا فرمایا جو مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں فرمایا[1]

حضرت امام جعفر **صادق** رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس خطبہ کا یہ اثر ہوا کہ لوگ چیخ چیخ کر رونے لگے اور اس قدر ہیجان بڑھا کہ یزید نے گھبرا کر مؤذّن کو اذان کا حکم دے دیا۔

حج بیت اللہ

حضرت امام **زین العابدین** رضی اللہ تعالےٰ عنہ حج بیت اللہ کے ارادے سے ایک سال مکۂ معظمہ تشریف لے گئے تھے۔ اور اسی سال ہشام ابن عبدالملک بن مروان بھی حج کو گیا ہوا تھا اور طواف کعبہ سے فارغ ہو کر اس نے چاہا کہ حجر اسود کو بوسہ دے مگر ہجوم اس قدر تھا کہ ہشام بوسہ نہ دے سکا۔ پھر وہ منبر پر چڑھ کر خطبہ دینے لگا۔ عین خطبہ کے وقت حضرت امام **زین العابدین** رضی اللہ تعالےٰ عنہ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ چاند سا چہرہ، نورانی رُخسار اور معطر لباس میں ملبوس طواف کرنا شروع کیا اور حجر اسود کے قریب جب آپ پہونچے تو لوگ ازراہِ تعظیم حجر اسود کے اِردگرد سے ہٹ گئے تاکہ آپ آسانی سے اسے بوسہ دے سکیں۔ اہل شام میں سے ایک شخص نے یہ کیفیت دیکھی تو **ہشام** سے دریافت کیا کہ اے امیر المومنین آپ کو تو لوگوں نے حجر اسود تک جانے کا راستہ نہ دیا۔ حالانکہ آپ ان کے خلیفہ ہیں اور وہ نوجوان خوبرو کون ہیں ہے کہ ان کے آتے ہی تمام لوگ حجر اسود سے ہٹ گئے اور ان کے لئے جگہ خالی کر دی ہے۔ ہشام نے کہا کہ میں اسے نہیں جانتا (حالانکہ وہ آپ کو خوب جانتا تھا) اس انکار سے اس کی مُراد یہ تھی کہ اہل شام آپ کو نہ پہچان سکیں اور پہچاننے پر کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ آپ سے محبت کرنے لگیں اور آپ کو امیر المومنین بنانے پر تیار ہو جائیں۔ **فرزدق**

---

[1] کربلا کے بعد والعیون العبراء المقتل سید الشہداء

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

شاعر وہاں موجود تھا وہ کہنے لگا کہ میں انہیں جانتا ہوں، لوگوں نے کہا کہ اے ابوفراس (فرزدق کی کنیت ہے) تو آپ ہمیں جلد بتائیں کہ وہ کون ہیں جو اتنے بارعب اور پرجمال ہیں؟

فرزدق نے کہا تو سنئے اس کا حال، صفت اور نام و نسب میں بیان کرتا ہوں چنانچہ اس کے بعد ایک طویل قصیدہ پڑھا جو فضائل و مناقب کے ساتھ عربی ادب کا شاہکار ہے پورا قصیدہ کشف المحجوب اور دوسری سوانح کی کتابوں میں مرقوم ہے یہاں صرف اس کے دو شعر ملاحظہ فرمائیں۔

هٰذَا الَّذِیْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْاءَتَہٗ — وَالْبَیْتُ یَعْرِفُہٗ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ

یہ وہ ہیں جن کے نشان قدم بطحا والے جانتے ہیں — اور خانہ کعبہ و حل و حرم انہیں پہچانتے ہیں

هٰذَا ابْنُ خَیْرِ عِبَادِ اللّٰہِ کُلِّهِمُ — هٰذَا التَّقِیُّ النَّقِیُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمُ

یہ اللہ کے سارے بندوں میں سب سے بہتر بندے کا فرزند ہے — پرہیزگار پاکیزہ نیکی میں مشہور شخص ہیں۔

اسی طرح کے اور بہت سے اشعار فرزدق نے حضرت امام **زین العابدین** رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور اہل بیت اطہار کی مدح میں پڑھے جس پر ہشام کو بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ اسے **عسفان** کے قید خانے میں بند کر دیا جائے، جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔ اس کے بعد یہ خبر پوری تفصیل سے لوگوں نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں پہونچادی۔ یہ خبر سن کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ بارہ ہزار درہم اس کو پہنچا دیئے جائیں اور اس سے کہدیا جائے کہ اے **ابوفراس** ہمیں معاف کرنا کیونکہ ہم ابھی حالت امتحان میں ہیں اس لئے اس سے زیادہ کچھ ہمارے پاس موجود نہیں ہے جو تمہیں بھیج سکیں۔

فرزدق نے وہ بارہ ہزار نقرئی سکے یہ کہہ کر واپس کر دیئے کہ اے فرزند رسول خدا! سونے چاندی کے لئے تو میں نے بے شمار اشعار کہے ہیں، جن میں جھوٹ اور مبالغہ کی کثرت ہوتی تھی، لیکن یہ اشعار تو میں نے ان جھوٹی مدح خوانیوں کے کفارے کے طور پر خدا، رسول خدا اور فرزندان رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم والہ اجمعین کی خاطر عرض کیا ہے، جب وہ درہم اور ان کی کل باتیں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک پہونچی تو آپ نے پھر وہ رقم اسے واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ رقم بہر حال اسے دے دو، اور کہدو کہ اگر ہماری محبت کا دم بھرتے ہو تو وہ چیز ہمیں نہ لوٹاؤ جو ہم تمہیں دے چکے ہیں اور اپنے ملک سے اسے باہر نکال چکے ہیں[۱]

احترام خلفائے ثلثہ

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں چند اشخاص جو عراق کے رہنے والے تھے حاضر ہوئے اور خلفائے ثلثہ یعنی حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق و امیر المومنین سیدنا عمر فاروق و امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کی شان عالی وقار میں کچھ نامناسب الفاظ بولنے لگے، جب وہ لوگ بول چکے تو آپ نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ مجھ کو تم لوگ بتاؤ کہ کیا تم مہاجرین اولین میں سے ہو جن کے حق میں اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ

---

[۱] کشف المحجوب ص ۱۲۵۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۔ جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے۔ اور اللہ ورسول کی مدد کرتے وہی سچے ہیں۔ (کنزالایمان)

اس بات کو سن کر ان لوگوں نے کہا کہ ہم ان میں سے نہیں ہیں ـــــ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کیا ان لوگوں میں سے ہو جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۔ اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا۔ دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر گئے۔ اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دے گئی، اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو؛

اس آیت سے انصار مراد ہیں؛ اہل عراق نے اس کو بھی سن کر مثل سابق انکار کیا۔ بعدہٗ آپ نے ارشاد فرمایا کہ۔ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ تم لوگ اس قول خدا کے بھی مصداق نہیں ہو۔ کہ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ اور جو ان کے بعد آئے۔ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے رب بیشک تو ہی نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ تم لوگ میرے پاس سے نکل جاؤ۔

آپ کی تقریر کا ماحصل یہ ہوا کہ اے اہل عراق! اے برا کہنے والو خلفائے ثلٰثہ کے! یہ وہ لوگ ہیں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اور تم لوگ نہ مہاجرین میں سے ہو اور نہ انصار اور نہ ہی اس آخری قول کے مصداق ہو جس کا قائل تمام اہل ایمان کو ہونا چاہیئے۔ لہٰذا تم لوگ بہت برے ہو، اس لئے یہاں سے دور ہو اور میرے پاس سے چلے جاؤ[1]

کرامات

دستِ مبارک کی برکت

روایت ہے کہ ایک مرتبہ خانۂ کعبہ کے طواف میں ایک مرد اور ایک عورت کا ہاتھ سنگِ اسود سے چمٹ گیا، اس نے چھڑانے کی ہزار کوشش کی مگر اپنے ہاتھ کو نہ چھڑا سکا۔ لوگوں نے کہا کہ اس کا ہات کاٹ دیا جائے۔ اتنے میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے، آپ نے جب اس کی یہ کیفیت دیکھی تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر اپنا ہاتھ لگایا، آپ کے دست مبارک کے لگتے ہی اس کا ہاتھ فوراً چھوٹ گیا[2]

ہرن کی فرمانبرداری

روایت ہے کہ ایک بار آپ اپنے چند اصحاب کے ساتھ بغرض تفریح جنگل میں تشریف لے گئے۔ جب دسترخوان بچھا اور سب لوگ کھانے کے لئے بیٹھے تو ایک ہرن

---

[1] جامع المناقب ص ۱۸۷ و مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۱۰۔
[2] خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۴۳ و انوار صوفیہ ص ۸۱۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جاتا ہوا نظر پڑا، آپ نے ہرن کو بلایا کہ ادھر آ اور میرے ساتھ کھانا کھا، ہرن فوراً چلا آیا۔ اور قدرے کھانا کھا کر چلا گیا۔[1]

ہرن کی فریاد

روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ ایک جنگل میں رونق افروز تھے، ایک ہرنی آئی اور زمین پر لوٹ کے فریاد کرنے لگی۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا چاہتی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک قریشی اس کا بچہ پکڑ کر لے گیا ہے اسی کی یہ فریاد کر رہی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس قریشی کو اس کے بچے کے ساتھ بلوایا اور اس سے فرمایا کہ اے شخص اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے بچے ظلم اور قید سے محفوظ رہیں تو، تو اس کے بچے کو چھوڑ دے، چنانچہ اس نے بچہ کو چھوڑ دیا۔ ہرنی بچہ پاکر کچھ بولی اور چلی گئی۔ لوگوں نے پوچھا یا ابن رسول اللہ! یہ کیا کہتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ کہتی ہے؟ جزاک اللہ فی الدارین خیرا۔[2]

آپ کی دعا کا اثر

منہال ابن عمر سے منقول ہے کہ ایک بار میں حج بیت اللہ کی غرض سے مکہ معظمہ گیا ہوا تھا۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے تھے۔ میں آپ کی ملاقات کو گیا اور قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ مجھ سے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دریافت فرمایا کہ خزیمہ بن کاہل الاصفری کا کیا حال ہے (یہ شخص قتل امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ میں شریک تھا)؟ میں نے عرض کیا کہ اس کو کوفہ میں زندہ چھوڑ آیا ہوں۔ یہ سن کر آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اَذِقْهُ الْحَرَّ الْحَدِیْدَ۔ یعنی اے اللہ اس کو آتش سوزاں کے حوالے کر۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں کوفہ واپس آیا تو مختار بن عبید خروج کر چکا تھا۔ میری مختار سے دوستی تھی اس لئے میں اس کی ملاقات کو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بھی سوار ہو چکا ہے۔ میں اس کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ایک مقام پر پہونچ کر وہ ٹھہر گیا اور خزیمہ کو گرفتار کر کے لوگ لائے۔ مختار نے حکم دیا کہ فوراً اس کے ہاتھ کاٹ ڈالو! جلاد نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور لکڑیوں کے انبار میں ڈال کر اس کو جلا دیا۔

میں یہ دیکھ کر سبحان اللہ پڑھنے لگا، تو مختار نے مجھ سے اس کا سبب پوچھا میں نے سارا قصہ آپ کی ملاقات اور خزیمہ کے حق میں بد دعا کرنے کا کہا، یہ سنتے ہی مختار گھوڑے سے اتر پڑا اور دوگانہ شکریہ کا ادا کیا، راستہ میں میرا مکان پڑتا تھا وہ میرے مکان پر آیا اور میں نے کھانے کی دعوت دی تو اس نے کھانا نہیں کھایا اور کہا اے دوست! اللہ تعالٰی نے حضرت علی بن حسین کی دعا قبول فرما کر آج خزیمہ کو میرے ہاتھ سے سزائے اعمال کو پہنچایا اور میں نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قاتل سے ان کے قتل کا انتقام لیا۔ اس کے شکریہ میں آج میں روزہ سے ہوں۔[3]

سنگِ اسود کی گواہی

منقول ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کے بعد حضرت محمد حنیف منصب امامت کے دعویدار ہوئے اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس تشریف لا کر فرمانے لگے کہ میں آپ کا چچا اور عمر میں بھی آپ سے بڑا ہوں، آپ تبرکات حضرت

---

[1] مسالک السالکین ج ۱ ص ۱۱۱

[2] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۱۱ و شواہد النبوۃ۔

[3] ایضاً، ایضاً

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور جناب حضرت **علی** رضی اللہ تعالٰی عنہ کو میرے حوالے کر دیں۔ آخر دونوں حضرات نے اس دعوے کے انفصال کے واسطے سنگِ اسود کو منصف قرار دیا اور دونوں حضرات سنگِ اسود کے پاس تشریف لے گئے آپ نے سنگِ اسود سے کہا اے سنگ اسود، اس بات کا تصفیہ تیرے ذمے ہے کہ حضرت امام عالی **مقام** رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بعد ہم دونوں میں سے کون امام برحق اور مستحق امامت ہے؛ **تو حجر اسود بزبان فصیح گویا ہوا کہ حق تعالٰی نے حضرت امام حسین** رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بعد منصب امامت و ولایتِ باطنی حضرت **علی بن حسین** رضی اللہ تعالٰی عنہ کو عطا فرمایا ہے۔ یہ سُنکر حضرت محمد حنفیہ اپنے دعویداری سے باز آئے[1]

اولادِ کرام

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی جملہ اولاد کرام کی تعداد پندرہ تھیں، جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

۱ حضرت محمد کنیت ابی جعفر اور لقب آپ کا باقر ہے ۲ حضرت زید ۳ حضرت عمران ۴ حضرت عبداللہ۔
۵ حضرت حسن ۶ حضرت حسین ۷ حضرت حسین اصغر ۸ حضرت عبدالرحمٰن ۹ حضرت سلیمان
۱۰ حضرت علی ۱۱ نام معلوم نہیں۔ مگر بغیہ الطالب میں دس ہی لڑکوں کا ذکر ہے۔ اور صاحبزادیاں یہ تھیں۔
۱۲ حضرت خدیجہ ۱۳ حضرت فاطمہ ۱۴ حضرت علیہ ۱۵ حضرت ام کلثوم۔ رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین۔

نسل آپ کی حضرت محمد باقر، زید، عبداللہ، حسین اصغر، عمران اور علی رضوان اللہ علیہم سے باقی ہے جن سے کثیر اولاد کرام پیدا ہوئیں[2]

ہر مصیبت کی دافع دعا

منقول ہے کہ ایک بار حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ایک شخص نے حجر اسود کے قریب نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جب وہ دیر تک آپ کو سجدہ میں پایا تو اس نے اپنے دل میں کہا کہ ایک مرد صالح اہلبیت نبوت سے ہیں۔ سُننا چاہیئے کہ سجدہ میں کیا پڑھ رہے ہیں۔ جب اس نے سُنا تو آپ یہ کہہ رہے تھے۔ اَللّٰھم عبدک بِفِنَائِکَ مِسْکِیْنُکَ بِفِنَائِکَ فَقِیْرُکَ بِفِنَائِکَ ○ ...یعنی اے خدا یہ بندہ کمزور تیری پناہ چاہتا ہے، یہ تیرا مسکین تیری پناہ ڈھونڈتا ہے، یہ تیرا سائل تیری امان طلب کرتا ہے، یہ تیرا فقیر تیری پناہ کا خواستگار ہے۔

ناقل کہتا ہے کہ خدا کی قسم جب میں نے اس دعا کو کسی مصیبت میں پڑھا تو اس سے نجات پائی۔

ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ نیک بخت اور سعید کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ اِذَا رَضِیَ لَمْ یَحْمِلْہُ رِضَاہُ عَلَی الْبَاطِلِ وَاِذَا سَخِطَ لَمْ یُخْرِجْہُ سَخْطُہٗ مِنَ الْحَقِّ۔ ...یعنی وہ شخص جب راضی ہو تو اس کی رضا اس کو باطل پر آمادہ نہ کرے۔ اور جب ناراض ہو تو اس کی ناراضگی اسے حق سے نہ نکالے۔ یہ وصف راست لوگوں کے اوصاف کمال میں سے ہیں اس لئے کہ باطل سے راضی ہونا بھی باطل ہے اور غصہ کی حالت میں حق کو ہاتھ سے چھوڑنا بھی

---

[1] مسالک السالکین ۱ ص ۲۰۸ [2] ایضاً، ایضاً ج۱ ۲۱۲ و جامع المناقب ص ۲۱۹۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

باطل ہے، مومن کی شان نہیں کہ وہ بطلان میں مبتلا ہو[1]

وصال

آپ کو ولید بن عبدالملک نے زہر دیا اس سے آپ کی شہادت ۱۸ محرم الحرام اور بقول بعض ۱۲ محرم و ۲۲ محرم الحرام یوم شنبہ یا دوشنبہ کو، ۵۷ یا ۵۸ سال کی عمر میں ہوئی، مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور مزار مقدس آپ کا جنت البقیع میں قبہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ہے۔

بعد وصال

آپ کے وصال کے بعد آپ کی سواری کی اونٹنی آپ کی قبر شریف پر سر ڈال کر پڑ گئی اور آنکھ سے اس کے آنسو جاری تھے، حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ہر چند اسے اٹھایا مگر وہ نہ اٹھی تو آپ نے فرمایا کہ یہ اسی جگہ جان دے دے گی، آخر ایسا ہی ہوا[2]

---

[1] ایضاً، ایضاً ج ص ۲۰۹

[2] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۰۷ و تشریف البشر ص ۵۹۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ پنجم

حضرت سیدنا امام

محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳ صفر المظفر ۵۷ھ / ۶۷۶ء ــــــــــ ۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ

باقرِ یا عالمِ سادات یا بحر العلوم

اے علوم خود بدفعِ جہلِ ما امداد کن

(اعلیحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی السَّیِّدِ الْاِمَامِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ نِ الْبَاقِرِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہما

سیّدِ سجّاد کے صدقہ میں ساجد رکھ مجھے
علمِ حق دے باقرِ علمِ ہدیٰ کے واسطے

ولادت باسعادت آپ مدینہ منورہ میں واقعہ کربلا کے تین برس قبل بروز جمعہ بتاریخ ۳ صفر المظفر ۵۷ھ میں پیدا ہوئے۔

اسمِ مبارک وکنیت آپ کا نام پاک محمد کنیت ابوجعفر ومبارک اور لقب سامی، باقر، شاکر اور ہادی ہے۔[1]

آپ کے اساتذہ کرام آپ حدیث میں اپنے والد ماجد سیدنا علی بن الحسین وابن عباس وجابر بن عبداللہ وابو سعید خدری وحضرت بی بی عائشہ وبی بی ام سلمہ وغیرھا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے محبوب تلامذہ میں سے ہیں۔[2]

والدہ ماجدہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی فاطمہ جن کو ام عبداللہ بھی کہتے ہیں دختر نیک اختر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھیں۔

سرور انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشارت

حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت جابر بن عبداللہ صحابیٔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کو گیا۔ اس وقت وہ کپڑا اوڑھے ہوئے تھے۔ میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر پوچھا کہ تو کون ہے؟ میں نے کہا محمد بن علی بن حسین بن علی ہوں۔ تو وہ میرے ہاتھ چومے اور کہا اے فرزند رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبارک ہو تم کو سلام پیغمبر علیہ السلام کا میں نے کہا السلام علیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعدہٗ میں نے قصہ پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ملاقات کرے گا میرے ایک فرزند سے کہ نام اس کا محمد ہوگا ان سے میرا سلام کہنا۔[3]

حلیہ شریف آپ کا قد میانہ اور رنگ گندم گون تھا۔ اور صورت وسیرت میں آپ مثل اپنے آبائے کرام کے تھے۔[4]

باقر کی وجہ تسمیہ صواعق محرقہ میں ہے کہ باقر بقر الارض سے مشتق ہے اور بقر الارض کے معنی ہیں زمین کو پھاڑ کر اس کی مخفیات کو نکال کر ظاہر کرنے والا تو آپ نے مخفیاتِ کنز معارف وحقائق واشکال ولطائف کو ظاہر فرمایا اسی وجہ سے آپ کو باقر کہا گیا۔[5]

فضائل حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ کے پانچویں امام ہیں۔ آپ طریقت میں دلیل اربابِ مشاہدہ کے برہان، امام اولاد نبی، برگزیدۂ نسلِ علی ہیں۔ کتاب الٰہی کے بیان کرتے وقت علوم کی

---

[1] مسالک السالکین ج ا ص ۲۱۳ [2] اولیائے رجال الحدیث [3] خزینۃ الاصفیاء ج ا ص ۳۵ وا صح التواریخ ص ۵۵
[4] مسالک السالکین ج ا ص ۲۱۴ [5] ایضًا ایضًا

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

باریکیاں اور لطیف اشارات کو واضح کرنے میں مخصوص تھے۔ آپ کی کرامتیں مشہور اور روشن نشانیاں تابندہ دلائل سے معروف ہیں۔ صاحب ارشاد کا قول ہے کہ جس قدر علم دین اور سنن، علم قرآن و سیر اور فنون ادب وغیرہ آپ سے ظاہر ہوئے وہ کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ **تذکرۃ الخواص الامہ** میں حضرت قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ آپ نے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں! میں نے ملاقات کی ہے۔ اور ان سے ایک مسئلہ دریافت کیا جس کا جواب اتنا شاندار عطا فرمایا کہ اس سے شاندار جواب میں نے کسی سے نہ سنا نہ دیکھا۔

علمائے عصر نے بعض آیات بینات کے معانی و مطالب آپ سے امتحاناً دریافت کئے تو آپ نے ایسے جواب شافی دئے کہ سوائے تسلیم کے چارہ نہ رہا۔ ایک بار مقام عرفات میں تیس ہزار سوالات مختلف مسائل کے آپ سے کئے گئے۔ آپ نے تمام مشکل مسائل کے ایسے شافی جوابات عنایت فرمائے کہ تمام آپ کے فضائل و کمالات کے معترف ہو گئے۔ **عطا** کہتے ہیں کہ میں نے علمائے کرام کو از روئے علم کے کسی کے پاس اس قدر اپنے کو چھوٹا سمجھتے ہوئے نہیں دیکھا جیسا کہ آپ کے روبرو۔ **ابن شہاب زہری** جنہوں نے سب سے پہلے حدیث کی تدوین کی ہے آپ کو حدیث میں ثقہ لکھتے ہیں۔ **امام نسائی** نے اہل مدینہ کے فقہائے تابعین میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ **ابن سعد طبقات** میں لکھتے ہیں کہ آپ تابعین اہل مدینہ کے تیسرے طبقہ میں سے ہیں۔ اور آپ کے واسطے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے کہ حضور **عالم** ما کان و ما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وقت آپ کی ولادت کی پیش گوئی فرمایا جب کہ آپ کی ولادت بھی نہ ہوئی تھی اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کو سلام کا حکم فرمایا[1]

عادات وصفات

آپ بڑے عابد و زاہد، خاشع، خاضع، پاک طینت اور بزرگ نفس تھے اپنے تمام اوقات کو عبادت و طاعت الٰہی سے معمور رکھتے تھے اور آپ کو عارفوں کی سیر و مقامات میں اس قدر رسوخ تھا کہ زبان اس کی صفت سے قاصر ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت امام **جعفر صادق** رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد اکثر آدھی رات گذر جانے کے بعد رویا کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت عاجزی سے فرماتے۔ اَمَرْتَنِیْ فَلَمْ اٰتَمِرْ نَهَيْتَنِيْ فَلَمْ اَزْدَجِرْ فَهَا اَنَا عَبْدُكَ بَيْنَ يَدَيْكَ مُقِرٌّ لَا اَعْتَذِرُ۔ یعنی اے میرے پروردگار تو نے مجھے نیک کاموں کا حکم دیا مگر میں نے اس پر عمل نہیں کیا اور تو نے مجھے برے کاموں سے دور رہنے کو فرمایا مگر میں باز نہ آیا۔ پس میں تیرا عاجز بندہ تیرے حضور میں اپنے فرد گذاشت و گناہوں کا اقرار کرنے والا کھڑا ہے اور کوئی عذر نہیں رکھتا[2]

خشیت الٰہی

آپ بڑے عابد و زاہد اور انتہائی مستجاب الدعوات تھے۔ **افلح** آپ کے مولا کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر بن علی زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک مرتبہ حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ جب مسجد حرام میں داخل ہوئے تو بیت اللہ شریف کو دیکھتے ہی اتنے زور

---

[1] اصح التواریخ ایضاً [2] ایضاً ایضاً جامع المناقب ص ۲۲۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

سے روئے کہ چیخیں نکلنے لگیں۔ میں نے کہا حضور! اس قدر زور سے نہ چیخیں کیونکہ تمام لوگوں کی نظریں آپ کی طرف مرکوز ہوگئیں ہیں تو آپ نے فرمایا۔ فَقَالَ لِمَا لَا اَبْکِیْ لَعَلَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْظُرُ اِلَیَّ بِرَحْمَتِہٖ فَاَفُوْزَ بِہَا عِنْدَہٗ غَدًا ثُمَّ طَافَ بِالْبَیْتِ وَصَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ وَرَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ فَاِذَا مَوْضَعُ سُجُوْدِہٖ مُبْتَلٌّ بِدُمُوْعِ عَیْنَیْہِ۔

——— تو فرمایا کہ میں کیوں نہ روؤں؟ شاید اللہ تعالیٰ میرے رونے کی وجہ سے مجھ پر رحمت کی نظر فرمائے اور میں کل قیامت کے دن اس کے نزدیک کامیاب ہوجاؤں۔ پھر آپ نے طواف کیا اور مقام ابراہیم پر نماز پڑھی اور جب سجدہ کرکے سر اٹھایا تو سجدہ کی جگہ آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھی [1]

مناجات باقر

آپ کے خاص عقیدت مندوں میں سے ایک روایت کرتے ہیں کہ جب رات کا ایک حصہ گزر جاتا اور آپ اپنے وظائف و اوراد سے فارغ ہوجاتے تو اونچی آواز میں مناجات شروع کردیتے اور کہتے :

"اے میرے اللہ، اے میرے مولیٰ، رات آگئی اور دنیا کے تمام حکمرانوں کا تصرف ختم ہوگیا۔ آسمان پر ستارے نکل آئے۔ دنیا محو خواب ہوکر گویا ناپید ہوگئی۔ لوگوں کا شور وغل سکوت میں بدل گیا۔ آنکھیں نیند سے بند ہونے لگیں تو لوگ بنی امیہ کے دروازوں سے بھاگنے لگے اور اپنی خواہشات کو ساتھ لئے واپس ہوئے۔ لیکن — اے میرے اللہ تو زندہ و پائندہ ہے۔ تجھے سب کچھ معلوم ہے۔ تو سب کچھ دیکھتا ہے۔ غنودگی اور نیند تجھ پر روا نہیں۔ اور جو شخص ان صفات کے باوجود تجھے پہچاننے سے قاصر ہے وہ کسی نعمت کے قابل نہیں۔ اے وہ ذاتِ یکتا کہ کوئی چیز تجھے کسی بھی کام سے روک نہیں سکتی۔ اور دن رات کو تیری بقا میں خلل انداز ہونے کی مجال نہیں۔ تیری رحمت کے دروازے اس شخص پر کھلے ہیں جو تیرے حضور میں دعا کرتا ہے۔ اور تیری رحمت کے خزانے اس پر نچھاور ہیں جو تیری حمد و ثنا کرے۔ تو وہ مالک و مولا ہے کہ کسی سوالی کو رد کرنا تیری شایانِ شان نہیں۔ جو مومن تیری بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے دنیا میں اسے باز رکھنے والا کون ہے۔ انسان تو کیا زمین و آسمان بھی اسے روکنے کی طاقت نہیں رکھتے اے میرے خدا جب موت، قبر اور یومِ حساب کو یاد کرتا ہوں تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اس دنیائے فانی کو دل کی شادمانی کا ذریعہ تصور کروں۔ اعمال نامے کا تصور دنیا کی کسی بھی دلچسپی میں کیوں کر محو رہنے کی مہلت دے سکتا ہے۔ فرشتۂ موت کو یاد رکھوں تو دل کو دنیا سے کس طرح لگا سکتا ہوں۔ پس مجھے جو کچھ مانگنا ہے تجھی سے مانگتا ہوں کیونکہ تجھے جانتا ہوں اور میرا ہر مطلب تجھ سے وابستہ ہے کیونکہ تیرے سوا کسی کو پکارتا نہیں ہوں اور تجھ سے میری یہی التجا ہے کہ مجھے وہ موت عطا کر جس میں عذاب نہ ہو اور حساب کے وقت وہ عیش مرحمت فرما کہ جس میں عقوبت و سزا نہ ہو"

آپ یہ سب کچھ کہتے اور روتے جاتے تھے یہاں تک کہ ایک رات میں نے ان سے کہا: اے سید اور میرے ماں باپ کے آقا کہاں تک روئیں گے اور کب تک فریاد و نالہ میں مصروف رہیں گے؟ جواب میں کہنے لگے اے دوست! حضرت یعقوب علیہ السلام ایک بیٹے کے فراق میں اس قدر روئے کہ آنکھوں کی بینائی کھو بیٹھے اور آنکھیں سفید ہوگئیں۔

---

[1] روض الریاحین ص ۵۶ و راہ عقیدت ص ۳۴۶

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور ہیں تو اٹھارہ عزیزوں کو گم کر کے بیٹھا ہوں جن میں میرے پدر بزرگوار یعنی سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر شہدائے کربلا شامل ہیں، پھر کیوں کر آہ وزاری میں، میں تخفیف کروں [1]

کرامات

پاگل ومجنون کا علاج

علمائے شریعت وعرفان طریقت دونوں گروہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ اولیائے محدثین وعارفین میں نہایت بابرکت اور سراپا کرامت بزرگ ہیں۔ چنانچہ حدیث کی جس سند میں آپ کا اور آپ کے فرزند اور آپ کے والد ماجد بزرگوار کا ذکر ہے۔ یعنی جعفر ن الصادق عن ابیہ محمد الباقر عن ابیہ علی بن الحسین عن ابیہ الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم محدثین کا اس سند کے بارے میں یہ قول ہے کہ اگر یہ سند کسی مجنون، پاگل پر پڑھ کر دم کی جائے تو وہ شفایاب ہو کر صاحب عقل وفہم ہو جائے گا [2]

اندھے کو بینا کردیا

ابوبصیر کا بیان ہے کہ میں نے ایک روز حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ کیا آپ وارث رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمیع انبیاء علیہم السلام کے وارث تھے؟ فرمایا ہاں — میں نے عرض کیا آپ بھی وارث جمیع علوم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں؟ فرمایا تحقیق کہ ایسا ہوں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ کیا آپ مردے کو زندہ، ابرص کو اچھا اور اندھے کو بینا کر سکتے ہیں اور بتا سکتے ہیں کہ لوگ اپنے گھروں میں کیا کھاتے کیا جمع کرتے ہیں؟ فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہم بھی کر سکتے ہیں۔ پھر فرمایا میرے نزدیک آؤ (اور ابوبصیر اس وقت نابینا تھے) میں جب آپ کے قریب گیا تو آپ نے اپنا دست مبارک میرے چہرہ پر پھیرا۔ تو دفعتاً میں آسمان، زمین اور پہاڑ کو دیکھنے لگا یہاں تک کہ میری آنکھ میں پوری بینائی آگئی۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ اسی طرح دیکھتا رہے اور تیرا حساب وکتاب اللہ تعالیٰ پر رہے یا تو بدستور ہو جائے اور اس اندھے ہونے کے بدلے تجھے جنت ملے؟ میں نے عرض کیا کہ میں جنت چاہتا ہوں، تو آپ نے دوبارہ ہاتھ کو پھیرا تو میں جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا [3]

غیب پر آپ کی نظر

روایت ہے کہ ایک شخص کا بیان ہے کہ ہم لوگ قریب پچاس آدمی تھے جو حضرت امام محمد باقر بن امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حضور میں حاضر تھے۔ اچانک ایک شخص کوفے سے آیا۔ جو خرمے کی تجارت کرتا ہے اور اس نے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رخ کر کے کہا کہ فلاں شخص کوفے میں ایسا گمان کرتا ہے کہ آپ کے ساتھ ایک ربانی فرشتہ ہے جو کافر کو مومن سے اور آپ کے دوستوں کو آپ کے دشمنوں سے جدا کر دیتا ہے اور آپ کو اس کا شناسا کر دیتا ہے؟ اس کی بات کو سن کر حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا کہ تیرا پیشہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں گیہوں بیچتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ

---

[1] کشف المحجوب ص ۱۲۸

[2] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۱۵ وخزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۳۷ و جامع المناقب ص ۲۱۹

[3] شواہد النبوہ درد تقویۃ الایمان ص ۱۸۶

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تو جھوٹ بولتا ہے۔ اس نے کہا کہ کبھی کبھی جو بھی بیچ لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ایسا بھی نہیں ہے جس کا تم اقرار کر رہے ہو بلکہ تیرا پیشہ چھوارے کے دانے کو بیچنا ہے اس شخص نے کہا کہ آپ کو یہ خبر کس نے دی؟ آپ نے فرمایا کہ ایک ربانی فرشتہ ہے جو مجھے میرے دوست اور دشمن کی خبر دیتا ہے اور سن لے کہ تو فلاں بیماری سے مریگا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب میں کوفہ پہنچا تو اس شخص کا حال پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ اس کو انتقال کئے ہوئے آج تین دن ہوگئے۔ پھر بیماری کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت امام محمد زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس بیماری میں اس کی موت کی خبر دی تھی اسی مرض میں اس کی موت ہوئی۔ [۱]

ملک و دولت کی خوشخبری

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے اور انہیں دنوں آپ کے والد ماجد حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی تھی۔ داؤد ابن سلیمان اور منصور دوانقی مسجد نبوی میں آئے۔ داؤد تو حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب بیٹھے اور منصور دوانقی دوسری جگہ جا بیٹھے۔ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دوانقی میرے سامنے کیوں نہیں آتا؟ داؤد نے کہا کہ حضور انہیں ایک عذر ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ دن دور نہیں کہ دوانقی مخلوق خدا پر حکمراں ہو جائے گا۔ وہ مشرق و مغرب کا مالک ہوگا۔ اور لمبی عمر پائے گا اور اتنے خزانے جمع کرے گا کہ اس سے پہلے کسی نے ایسا نہ کیا ہوگا۔ داؤد اٹھے اور یہ خوشخبری دوانقی سے بیان کیا اس کے بعد دوانقی آپ کے قریب آئے اور آکر عرض کیا کہ حضور! مجھے آپ کے پاس آنے سے آپ کی عظمت و جلالت نے روکا تھا۔ پھر انہوں نے داؤد کے کہے ہوتے خوشخبری کے متعلق آپ سے دریافت کیا کہ یہ کیا بات میں سن رہا ہوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو تم نے سنا وہ سچ ہے اور ایسا ہی ہوگا۔ پھر منصور دوانقی نے پوچھا کہ ہماری حکومت کیا آپ کی حکومت سے پہلے ہوگی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں پہلے ہوگی۔ پھر اس نے سوال کیا کہ کیا یہ حکومت مجھ ہی پر ختم ہو جائے گی یا میری اولاد کو بھی ملے گی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں تمہاری اولاد کو بھی حکومت ملے گی۔ پھر سوال کیا کہ ہماری حکومت دراز ہوگی یا بنی امیہ کی؟ ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری مدت حکومت دراز ہوگی اور تمہارے لڑکے ملک کو حاصل کریں گے اور اس سے اس طرح کھیلیں گے۔ جس طرح کہ لڑکے گیند سے کھیلتے ہیں اور وہ کہیں گے کہ یہ وہ چیز ہے جو مجھے میرے والد سے پہنچی ہے۔ یہاں تک کہ وہ وقت بھی آیا کہ منصور دوانقی کو قدرت نے حکومت دیا اور اپنے ملک کی باگ ڈور جب سنبھالی تو لوگوں کو حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشین گوئی پر یقین کامل ہوا اور جیسا کہ آپ نے فرمایا ویسا ہی ظہور پذیر ہوا۔ [۲]

پیشین گوئی

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے والد گرامی ایک سال مجلس عام میں بیٹھے تھے کہ اپنے سر مبارک کو زمین کی طرف جھکایا اور پھر اٹھانے کے بعد ارشاد فرمایا اے قوم! تمہارا کیا حال ہوگا جب ایک شخص تمہارے اس شہر میں چار ہزار افراد کے ساتھ آکر تین روز تک قتل و خونریزی کریگا۔

---

[۱] ایضاً
[۲] ایضاً ص ۲۲۹

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور تم ایسی بلا دیکھو گے جس کے دور کرنے کی تم میں طاقت نہ ہوگی اور یہ واقعہ سال آئندہ میں وقوع پذیر ہوگا اس لئے تم اپنے بچاؤ کی ہر ممکن تدبیر کر لو۔ اور اس بات کو ہوش کے کان سے سن لو کہ جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ ضرور ہوگا۔ اہل مدینہ نے آپ کی بات پر کچھ بھی التفات نہ کیا۔ اور کہا کہ ایسا واقعہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ جب وہ سال آیا تو حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے جملہ خاندان و جماعت بنی ہاشم کو ساتھ لیکر مدینہ سے کوچ کر گئے۔ آپ کے چلے جانے کے بعد نافع بن الازرق چار ہزار فوج لیکر مدینہ میں داخل ہوا اور تین روز تک اس نے مدینہ کو مباح کر دیا اور بے حساب مخلوق خدا کو مارا اور جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی وقوع پذیر ہوا[1]

حمیرہ نے کتاب المسائل میں تحریر فرمایا ہے کہ زید بن حازم نے کہا میں حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا اتنے میں ان کے بھائی زید بن علی کا گذر ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو یہ کوفے میں خروج کرے گا اور لڑیگا اور اس کا سر پھرایا جائے گا۔ چنانچہ جیسا کہ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیشن گوئی فرمائی تھی ویسا ہی ہوا[2]

قتل کی سازش

روایت ہے کہ ایک مرتبہ بادشاہ وقت نے آپ کو شہید کرنے کے ارادہ سے ایک شخص کی معرفت بلوایا۔ آپ اس شخص کے ہمراہ بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے جب بادشاہ وقت کے قریب پہنچے تو وہ آپ سے معافی طلب کرنے لگا اور اظہار معذرت کرتے ہوئے تحائف پیش کیا اور بڑی ہی عزت و احترام کے ساتھ آپ کو واپس کیا۔ لوگوں نے بادشاہ وقت سے دریافت کیا کہ اے بادشاہ وقت تو انہیں قتل کی غرض سے بلوایا تھا لیکن ہم نے تو اس کے علاوہ سلوک تم کو ان کے ساتھ کرتے ہوئے دیکھا آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

بادشاہ نے جواب دیا کہ جب حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے قریب تشریف لائے تو میں نے دو بڑے ہی غضبناک شیروں کو دیکھا جو ان کے دائیں بائیں کھڑے ہوئے تھے اور وہ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ اگر تم نے حضرت کے ساتھ کوئی بھی گستاخی کی تو ہم تمہیں مار ڈالیں گے[3]

عمارت منہدم ہو جائے گی

روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ دار العمارت ہشام بن عبد الملک میں تشریف فرما تھے وہ عمارت بڑی ہی شان و شوکت سے بنی ہوئی تھی اس عمارت کو دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ عمارت توڑی جائے گی اور اس کی خاک بھی یہاں سے اٹھالی جائے گی۔ یہ سن کر لوگوں نے تعجب کا اظہار کیا۔ مگر جب ہشام کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹے ولید نے وہ عمارت کو مسمار کر دیا اور جیسا کہ حضرت نے پیشن گوئی فرمائی تھی ویسا ہی ہوا[4]

اولاد کرام

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اولاد امجاد کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

① حضرت ابو عبد اللہ ② حضرت امام جعفر صادق ③ حضرت عبد اللہ ④ حضرت ابراہیم
⑤ حضرت عبد اللہ ⑥ حضرت علی ⑦ حضرت زینب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین[5]

---

[1] تشریف البشر ص ۶۶
[2] کشف المحجوب ص ۱۲۹
[3] تشریف البشر ص ۶۸
[4] مرج البحرین ص ۳۹
[5] تشریف البشر ص ۶۵ و انوار صوفیہ ۸۵

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ملفوظات

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سے سرفراز فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اے بیٹے جب اللہ تعالیٰ تجھے کوئی نعمت دے تو اس پر الحمدللہ کہو اور جب کوئی صدمہ پہنچے تو اس وقت لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھو اور جب رزق میں تنگی ہو تو استغفر اللہ پڑھو۔

ابوسعید منصور بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب نشر الدر میں لکھا ہے کہ امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے بیٹے اللہ تعالیٰ نے تین چیز کو تین چیزوں میں چھپا رکھی ہے اول اپنی رضامندی کو اپنی فرمانبرداری میں اس لئے تو اس کے کسی فرمان کو حقیر نہ جانو شاید اس کی خوشی اسی میں ہو۔ دوم اپنے غصہ کو گناہ میں چھپایا ہے اس لئے تو کسی گناہ کو چھوٹا نہ سمجھو شاید اس کا غصہ اسی چھوٹے سے گناہ میں پوشیدہ ہو۔ سوم اپنے اولیاء کو اپنی تمام مخلوق میں چھپایا ہے اس لئے تو کسی شخص کو ذلیل نہ خیال کر شاید کہ وہ اللہ کا ولی ہو۔ آپ نے فرمایا کہ بجلی ایماندار اور بے ایمان دونوں پر گرتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے پر نہیں گرتی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس وقت بجلی کی آواز سنو تو پڑھو اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس وقت رعد کی گرج سنو تو پڑھو۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ۔

فرمایا کہ کوئی عبادت عفتِ بطن اور شرم گاہ سے افضل تر نہیں ہے۔ فرمایا کسل و ملامت سے اپنے آپ کو دور رکھ کیونکہ یہ دونوں ہر ایک برائیوں کی کنجی ہے۔ فرماتے ہیں کہ تو دنیا کو ایک منزل سمجھ کہ وہاں اترے اور کوچ کئے یا وہ مال سمجھ جو خواب میں مل جاتا ہے اور بعد بیداری کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ فرماتے ہیں کہ جب دل میں خدا کا دین خالص داخل ہوتا ہے تو ماسوائے اللہ کو دل سے نکال دیتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایمان والے دنیا پر مطمئن نہیں ہوتے اس کے فانی ہونے کی وجہ سے اور آخرت سے بے پرواہ نہیں ہوتے بسبب اس کے ہول کے۔ فرماتے ہیں تو اپنے دین میں جس کا اللہ تعالیٰ نے تجھے نگہبان بنایا ہے اسی اللہ تعالیٰ کا دھیان رکھ۔ فرماتے ہیں کہ فقر و غنا مومن کے دل میں پھرتے ہیں مگر جب توکل کا درجہ حاصل ہوتا ہے تو وہیں قرار پکڑ لیتے ہیں۔

وقت وصال

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد ماجد کے پاس تھا وصال کے وقت آپ نے غسل و تکفین و دفن اور دخول قبر کے متعلق چند وصایا فرمائے۔ میں نے کہا اے والد بزرگوار واللہ جب سے آپ بیمار ہوئے ہیں میں نے آج سے بہتر حالت میں کسی دن نہیں دیکھا اور میں فی الوقت موت کا کوئی اثر آپ پر نہیں دیکھتا ہوں: آپ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! تو نے حضرت علی بن حسین کو نہیں سنا کہ وہ اس دیوار کے پیچھے سے مجھے پکارتے ہیں کہ اے محمد جلدی کر۔؎

کفن

آپ نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وصیت کی تھی کہ میں جس کپڑے میں نماز پڑھتا ہوں اسی کا مجھے کفن دیا جائے۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غسل

له مالک السالکین ج ۱ ص ۲۱۰ و تشریف البشر ص ۷، و جامع المناقب ص ۲۲۳
؎ تشریف البشر ص ۷

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

دیا اور حسب وصیت اس لپڑے کا آپ کو کفن دیا گیا [1]

وصالِ مبارک

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ وصال میں اختلاف ہے۔ مشہور قول کے مطابق آپ کا وصال مبارک ساتویں ذی الحجہ ۱۱۴ھ بروز دوشنبہ ستاون سال کی عمر میں سلطنت ہشام بن عبدالملک اموی کے وقت میں ہوا [2]

مزارِ مقدس

آپ کا مزار مقدس مدینہ منورہ کے عام قبرستان جنۃ البقیع میں اندرون روضۂ مبارک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہے [3]

نقشِ خاتم

آپ کا نقش خاتم رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا تھا۔

۱؎ جامع المناقب و تشریف البشر ۲؎ مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۱۳ ۳؎ ایضاً ۴؎ ایضاً

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور ششم

حضرت سیدنا امام

جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۷ ربیع الاول ۸۰ھ ۶۹۹ء ——— ۱۵ رجب المرجب ۱۴۸ھ ۷۶۵ء

جعفر و صادق بحق ناطق واثق تو ئی

بہر حق مارا طریق حق نما امداد کن

(اعلیٰحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی السَّیِّدِ الْاِمَامِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِنِ الصَّادِقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

ولادت باسعادت

آپکی ولادت باسعادت، ۸ ربیع الاول بروز دوشنبہ ۸۰ھ یا ۸۳ھ مدینہ منورہ میں ہوئی[1]

اسم مبارک کنیت ولقب

اسم مبارک جعفر بن محمد کنیت ابوعبداللہ ابواسمٰعیل اور لقب صادق، فاضل اور طاہر ہے

والدہ مکرمہ

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ام فروہ ہے جو دختر ہیں حضرت قاسم بنیرہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ اسماء ہیں جو دختر ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی۔ اس وجہ سے حضرت امام فخریہ فرمایا کرتے تھے۔ وَلَدَنِیَ الصِّدِّیْقُ مَرَّتَیْنِ۔ پیدا کیا ہم کو صدیق نے دو مرتبہ[2]

حلیہ شریف

آپ بڑے حسین وجمیل اور نہایت شکیل تھے۔ قد مبارک موزوں اور رنگ گندم گوں تھا باقی صورت وسیرت میں اپنے آبائے کرام کے مثل تھے

فضائل

آپ چھٹے امام سلسلہ مشائخ قادریہ رضویہ کے ہیں اور بڑے صاحبزادے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں۔ آپ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ آپ کو اگر ملت نبوی کا سلطان اور دین مصطفوی کا برہان کہیں تو بجا ودرست ہے۔ آپ وقت کے امام، اہل ذوق کے پیشرو صاحبانِ عشق ومحبت کے پیشوا تھے۔ عابدوں کے مقدم اور زاہدوں کے مکرم تھے۔ آپ نے طریقت کی بے شمار باتیں بیان فرمائی ہیں اور اکثر روایات آپ سے مروی ہیں آپ کو ہر علم واشارات میں حد درجہ کا کمال تھا۔ اور آپ برگزیدہ جملہ مشائخ عظام تھے سب کا آپ کے اوپر اعتماد تھا اور آپ کو پیشوائے مطلق جانتے تھے۔

حافظ ابو نعیم اصفہانی **خلیفۃ الابرار** میں عمر بن مقدام سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتا تھا تو مجھے خیال ہوتا تھا کہ یہ انبیائے کرام کی نسل سے ہیں **طبقات الابرار** میں ہے کہ آپ نے اپنے والد ماجد اور زہری اور نافع سے اور ابن المنکدر وغیرہ سے حدیث لی ہے اور آپ سے سفیان ثوری، ابن عیینہ، شعبہ، یحیی القطان، امام مالک اور آپ کے صاحبزادے حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث کی روایت کی ہے — اور **صواعق محرقہ** میں علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اعیان ائمہ میں سے مثل یحیی بن سعید وابن جریح وامام مالک ابن انس وامام سفیان ثوری وسفیان بن عیینہ وامام ابوحنیفہ وابوایوب سجستانی نے آپ سے حدیث کو اخذ کیا ہے۔ اور ابوقاسم کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے ثقہ ہیں کہ آپ جیسے کی نسبت ہرگز پوچھا نہیں جاتا[3]

---

[1] مسالک السالکین ج ۱، ۲۱ وجامع المناقب وتشریف البشر ص ، [2] ایضاً ایضاً ایضاً ایضاً ایضاً [3] ایضاً ایضاً ایضاً ایضاً

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

عادات وصفات

آپ انتہائی بلند مقام اور نیک خصلت تھے۔ اور صاف ظاہری سے آراستہ اور روشنی باطن سے پیراستہ تھے غرباء ومساکین کے ساتھ بڑی دلجوئی کے ساتھ پیش آتے تھے

منقول ہے کہ ایک دن آپ اپنے غلاموں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور ان سے کہہ رہے تھے کہ آؤ اس چیز کا عہد کریں اور ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر وعدہ کریں کہ قیامت کے روز ہم میں سے جو کوئی نجات پائے وہ باقی سب کی شفاعت کرے۔ ان لوگوں نے کہا اے ابن رسول اللہ! آپ کو ہماری شفاعت کی کیا حاجت ہے اس لئے کہ آپ کے نانا جان تو خود تمام مخلوق کی شفاعت کرنے والے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اپنے اعمال کے ساتھ قیامت کے دن اپنے نانا جان کے سامنے جاکر ان سے آنکھیں چار کرسکوں۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں آئے اور کہا اے فرزند رسول خدا، مجھے کوئی نصیحت فرمائیں کیونکہ میرا دل سیاہ ہوگیا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو سلیمان تو خود اپنے زمانے کا برگزیدہ زاہد ہے تجھے میری نصیحت کی کیا حاجت ہے؟ حضرت داؤد طائی نے فرمایا اے فرزند رسول اللہ! آپ کو تمام مخلوق پر برتری حاصل ہے اور ہر کسی کو نصیحت کرنا آپ پر واجب ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے ابو سلیمان میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے جد محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا گریبان پکڑ کر یہ پوچھنے لگیں کہ تو نے حق متابعت کے ادا کرنے میں کوتاہی کیوں کی؟ تو میں کیا جواب دونگا۔ اس لئے کہ یہ کام رشتہ صحیح یا عالی خاندان پر منحصر نہیں بلکہ اس کا تعلق اچھے اعمال سے ہے جو اللہ کی راہ میں کئے جائیں۔ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس بات پر رونا آگیا اور کہنے لگے کہ یا خدا! وہ شخص جس کی طینت آب نبوت سے مرکب ہے اور جس کی طبیعت کا خمیر برہان وحجت سے اٹھایا گیا ہے جس کے جد امجد پیغمبر خدا ہیں۔ جن کی والدہ ماجدہ حضرت بتول جیسی خاتون ہیں۔ اس بات پر اتنے فکرمند ہیں تو داؤد کی کیا مجال جو اپنے معاملات پر ناز کرے [1]

عبادت وریاضت

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ زہد وتقویٰ شعاری نیز ریاضت ومجاہدات اور عبادت گزاری میں مشہور تھے۔ امام مالک کا بیان ہے کہ ایک زمانے تک میں آپکی خدمت مبارکہ میں آتا رہا۔ مگر میں نے ہمیشہ آپ کو تین عبادتوں میں سے ایک میں مصروف پایا۔ یا تو آپ نماز پڑھتے ہوئے ملتے یا تلاوت میں مشغول ہوتے یا روزہ دار ہوتے۔ آپ بلاوضو کبھی حدیث شریف کی روایت نہیں فرماتے تھے [2]

مستجاب الدعوات

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس درجہ مستجاب الدعوات وکثیر الکرامات تھے کہ جب آپ کو کسی چیز کی ضرورت محسوس ہوتی تو آپ ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے کہ اے میرے رب! مجھے فلاں چیز کی حاجت ہے آپ کی دعا ختم ہونے سے پہلے ہی وہ چیز آپ کے پہلو میں موجود ہوجاتی

چنانچہ ابو القاسم طبری ابن وہب سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے لیث بن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے سنا کہ میں ۱۱۳ھ میں حج کے لئے پیدل چلتا ہوا مکہ معظمہ پہنچا۔ عصر کی نماز کے وقت جبل بوقبیس پر پہنچا تو وہاں ایک بزرگ کو

---

[1] ایضاً وتذکرۃ الاولیاء ص ۱۱ وکشف المحجوب ص ۱۳۰ [2] تذکرۃ الاولیاء واولیاء رجال الحدیث ص ۱۱۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

دیکھا کہ بیٹھے ہوئے دعائیں مانگ رہے ہیں اور یَا رَبِّ یَا رَبِّ اتنی بار کہا کہ دم گھٹنے لگا۔ پھر اسی طرح یَا حَیُّ یَا حَیُّ کہا پھر اسی طرح لگاتار یَا رَبَّاہُ یَا رَبَّاہُ کہا پھر اسی طرح ایک سانس میں یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ کہا پھر اسی طرح یَا رَحْمٰنُ یَا رَحْمٰنُ پھر یَا رَحِیْمُ یَا رَحِیْمُ پھر یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن کہتے رہے۔ اس کے بعد کہا یا اللہ! میرا انگور کھانے کو دل چاہتا ہے وہ عطا فرما۔ اور میری چادریں پرانی ہوگئیں ہیں مجھے نئی چادریں عطا فرما۔ لیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! ابھی آپ کی دعا ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ میں نے انگور کی ایک بھری ٹوکری رکھی دیکھی حالانکہ وہ موسم انگور کا نہ تھا اور نہ ہی کہیں اس کا نام ونشان تھا۔ اور ساتھ میں دو چادریں بھی رکھی ہوئی تھیں کہ آج تک میں نے ویسی چادریں کہیں نہیں دیکھیں۔ اس کے بعد آپ انگور کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔ میں نے کہا کہ حضور! میں بھی آپ کا شریک ہوں؟ فرمایا کیسے؟ میں نے کہا کہ جب آپ دعا میں مشغول تھے تو میں آمین آمین کہہ رہا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اچھا آگے بڑھ کر کھاؤ۔ میں بھی آگے بڑھ کر کھانے لگا وہ انگور ایسے عمدہ ولذیز تھے کہ میں نے ویسے انگور کہیں نہیں کھائے۔ یہاں تک کہ میں سیر ہوگیا اور ٹوکری ویسی کی ویسی ہی بھری رہی۔ اس کے بعد مجھ سے فرمایا اس سے ذخیرہ مت رکھنا اور نہ ہی اس سے کچھ چھپانا۔ پھر ایک چادر بھی مجھے عنایت فرمانے لگے۔ میں نے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اس کے بعد آپ نے ایک چادر کا تہبند باندھا اور دوسری چادر کو اوڑھ لیا اور دونوں پرانی چادریں ہاتھ میں لئے ہوئے نیچے اترے میں بھی آپ کے پیچھے چلنے لگا۔ جب آپ صفا ومروہ کے قریب پہنچے تو ایک سائل نے کہا۔

اَکْسِنِیْ کَسَاکَ اللّٰہُ یَا اِبْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ حُلَّۃً مِنْ حُلَلِ الْجَنَّۃِ فَدَفَعَھُمَا اِلَیْہِ فَلَحِقْتُ الرَّجُلَ فَقُلْتُ لَہٗ مَنْ ھٰذَا فَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَطَلَبْتُہٗ لَاَسْمَعَ مِنْہُ شَیْئًا اَنْفَعُ بِہٖ فَلَمْ اَجِدْہُ ــــــــــ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی اے ابن رسول اللہ! یہ کپڑا مجھے پہنا دیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کا حلہ پہنائے گا تو انہوں نے وہ دونوں چادریں اس کو دیدیں۔ میں نے اس سائل کے پاس جاکر اس سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ اس نے کہا یہ حضرت امام جعفر صادق بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے پھر ان کو ڈھونڈا تاکہ ان سے کچھ سنوں اور نفع حاصل کروں مگر میں ان کو نہ پا سکا [1]

قیمتی لباس

اسی طرح ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ کو لوگوں نے بہت ہی عمدہ اور بیش قیمت لباس زیب تن کئے ہوئے دیکھا ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ اے ابن رسول اللہ! اتنا قیمتی لباس اہلبیت کرام کو زیبا نہیں؟ یہ سوال سنکر آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر آستین کے اندر کھینچ کر دکھایا کہ دیکھو یہ کیا ہے؟ اس نے آپ کو اندر ٹاٹ جیسا کھردرا لباس پہنے ہوئے دیکھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اندر والا خالق کے لئے ہے اور اوپر والا عمدہ لباس مخلوق کے واسطے [2]

ایثار وقربانی

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندان نبوت کے چشم وچراغ تھے۔ آپ کے اخلاق کریمانہ وایثار وقربانی کے بیشمار واقعات سیر وتاریخ میں بھرے پڑے ہیں صرف ایک

---

[1] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۲۰ وروض الریاحین ص ۵۷

[2] تذکرۃ الاولیاء ص ۱۲ ومسالک السالکین ج ۱ ص ۲۱۹

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

واقعہ سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ رب کائنات نے آپ کو کیسا ایثار و قربانی کا پیکر بنایا تھا۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص کی دیناروں کی تھیلی گم ہوگئی اس نادان نے آپ کو پکڑ کر کہا کہ میری تھیلی آپ نے لی ہے؟ اس بے خبر نے آپ کو پہچانا نہیں اور بلا وجہ الزام لگا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ بتاؤ تمہاری تھیلی میں کتنی رقم تھی؟ اس نے کہا کہ تھیلی میں ایک ہزار دینار تھا۔ آپ اس کو اپنے دولت کدے پر لے گئے اور ایک ہزار دینار اس کو مرحمت فرما دیا۔ دوسرے دن اس کی گمشدہ تھیلی مل گئی تو دوڑا ہوا آپ کی بارگاہ میں آیا اور معذرت کرتے ہوئے وہ ہزار دینار واپس کرنے لگا آپ نے ارشاد فرمایا یہ مال تمہارا ہوگیا اس لئے کہ ہم لوگ جس چیز کو دیتے ہیں اس کو پھر واپس نہیں لیتے۔ اس کے بعد اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ کی ذات سے جب وہ شخص واقف ہوا تو بڑا ہی نادم ہوا [1]

حکایت

احمد بن عمر بن مقدام رازی کہتے ہیں کہ ایک مکھی **منصور** کے چہرہ پر بیٹھی **منصور** نے مکھی اڑایا مگر پھر وہ دوبارہ آبیٹھی یہاں تک کہ وہ تنگ آگیا اس وقت حضرت امام **جعفر** صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منصور کے پاس موجود تھے۔ **منصور** نے آپ سے دریافت کیا اے **ابا عبد اللہ**! اللہ تعالیٰ نے مکھی کو کیوں پیدا فرمایا؟ آپ نے ارشاد فرمایا اس لئے کہ جبابرہ (ظالم و جابر) کو ذلیل کرے اس جواب کو سنکر **منصور** چپ ہوگیا [2]

دہریوں سے مناظرہ

حضرت امام **جعفر** صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلسفہ، الحاد و دہریت کے خلاف دین کے تحفظ کی خاطر جہاد باللسان میں مصروف رہتے تھے اور اپنے جد اکرم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی تبلیغ و اشاعت میں اپنے علم الکلام سے جو کارنامے انجام دیئے ہیں ذیل میں کچھ مکالمے پیش ہیں۔

چنانچہ آپ کی خدمت میں **مصر** کا رہنے والا ایک دہریہ حاضر ہوا۔ آپ ان دنوں **مکہ معظمہ** میں تشریف فرما تھے آپ نے اس سے نام اور کنیت دریافت فرمایا تو اس نے جواب دیا۔ میرا نام عبد الملک اور کنیت عبد اللہ ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا یہ "ملک"، جس کا تو عبد اور بندہ ہے ملوکِ آسمان سے ہے یا ملوکِ زمین سے اور وہ خدا جس کا بندہ تیرا بیٹا ہے خدائے آسمان ہے یا خدائے زمین۔ دہریے کو کچھ جواب نہ بن پڑا تو آپ نے پھر فرمایا کیا تو کبھی زمین کے نیچے گیا؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ جانتا ہے اس کے نیچے کیا ہے؟ — جواب دیا نہیں مگر گمان ہے کہ کچھ نہ ہوگا۔ گمان کا کام نہیں یہاں یقین درکار ہے۔ اچھا کیا تو کبھی آسمان پر بھی چڑھا؟ جواب دیا نہیں، جانتا ہے وہاں کیا ہے؟ جواب دیا نہیں کبھی مشرق و مغرب کی بھی سیر کی ہے اور ان کی مدد سے آگے کا کچھ حال بھی تجھے معلوم ہے؟ جواب دیا نہیں۔ ہر بات کا صرف یہی ایک جواب تھا۔

تعجب ہے! تجھے زیر زمین و بالائے آسمان کا حال تو معلوم نہیں اور باوجود اس جہالت کے خداوند تعالیٰ کے وجود سے انکار کرتا ہے۔ اے مرد جاہل نادان کو دانا پر کوئی حجت نہیں ہے تو دیکھتا ہے کہ چاند، سورج، رات، دن ایک

---

[1] تذکرۃ الاولیاء ص ۷، و مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۱۹ [2] تشریف البشر ص ۷۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

طریقے پر رواں ہیں وہ یقیناً کسی ذات کے تابع فرمان ہیں۔ اس لئے تو سر مو تجاوز نہیں کر سکتے۔ اگر ان کے بس میں ہوتا تو ایک مرتبہ بھی جاکر واپس نہ آتے اور اگر وہ پابند اور مجبور نہ ہوتے تو کیوں نہ رات کی جگہ دن اور دن کی جگہ رات ہو جاتی۔ تو اس بلند آسمان اور لپست زمین پر غور نہیں کرتا کہ کیوں آسمان زمین پر آ نہیں جاتا اور کیوں زمین اس کے نیچے دب نہیں جاتی؟ آخر کس نے اسے تھام رکھا ہے اور جس نے اسے تھام رکھا ہے وہ ہی قادر مطلق ہے۔ وہی ہمارا اور ان کا خدا ہے [1]

آپ کے اس کلام حق نما میں نہ جانے کیسی غضب کی تاثیر تھی کہ وہ دہریہ قائل ہو کر خدائے تعالیٰ پر ایمان لے آیا۔

جعد ابن درہم (جو اس وقت دہریوں کا سردار سمجھا جاتا تھا) نے کچھ مٹی اور پانی کو ایک شیشی میں رکھ کر چھوڑ دیا۔ کچھ عرصے بعد اس شیشی میں کیڑے پیدا ہو گئے جس کو دیکھ کر اس نے دعویٰ یہ کیا کہ میں نے اس کو پیدا کیا ہے اور میں اس کا خالق ہوں۔ جب اس دہریہ کی اس جہالت کی خبر سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لگی تو آپ نے اس دہریہ کو بلایا اور ارشاد فرمایا: اگر تو ان کا خالق ہے تو بتا تیرے پیدا کئے ہوئے یہ کیڑے تعداد میں کتنے ہیں۔ اور پھر ان میں نر کتنے اور مادہ کتنے اور جو ان میں سے ایک سمت کو جا رہے ہیں انہیں حکم دے تاکہ وہ دوسری جانب پلٹ جائیں [2]

آپ کا یہ کلام سن کر وہ دنگ رہ گیا اور کچھ جواب دے سکا۔ اور نادم ہو کر واپس چلا گیا۔

دس ہزار درہم

ایک شخص آپ کو دس ہزار درہم دیکر حج کو گیا اور کہا کہ میرے واسطے ایک حویلی خرید کر رکھے گا۔ آپ نے وہ تمام درہم اللہ کے راستے میں صرف کر دیا۔ جب وہ حج سے واپس ہوا اور حال دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ مکان میں نے تیرے واسطے خرید رکھا ہے اور اس کا یہ قبالہ ہے اس قبالہ میں لکھا تھا کہ ایک دیوار اس کی ملحق ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکان سے اور دوسری دیوار ملحق ہے مولائے کائنات شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان سے اور تیسری دیوار اس کی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان سے ملی ہے اور چوتھی دیوار اس کی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان سے ملحق ہے۔ اس شخص نے اس قبالہ کو لیا اور اپنے وارثین سے وصیت کی کہ یہ قبالہ میری قبر میں رکھدینا۔ اس کے انتقال کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قبالہ قبر پر رکھا ہے اور اس کی پشت پر لکھا ہے کہ وفا کی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے [3]

حضرت بایزید بسطامی

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں سقائی کرتے تھے ایک دن آپ نے نظر شفقت سے توجہ فرمائی اور آپ کے فیض صحبت سے روشن ضمیر اور اکابر اولیائے عظام سے ہو گئے [4] ع نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔

حضرت امام اعظم آپ کی خدمت میں

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اکتساب فیض فرمایا ہے۔

---

[1] ہدیٰ دہلی مارچ ۱۹۷۵ء [3] ایضاً [5] ایضاً
[2] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۲۰ [4] ایضاً [6] ایضاً

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

چنانچہ روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے حضرت **امام اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا کہ عقلمند کون ہے؟ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو خیر و شر میں تمیز کر سکے۔ حضرت امام **جعفر صادق** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ تمیز تو چوپایوں میں بھی ہے کہ جو اس کو مارتا یا پیار کرتا ہے اس کو خوف پہچانتا ہے۔ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پھر حضرت آپ ارشاد فرمائیں کہ آپ کے نزدیک عاقل کون ہے؟ **حضرت** نے فرمایا کہ جو دو خیروں اور دو شروں میں تمیز کرے تاکہ دو خیر میں سے بہترین خیر کو اختیار کرے اور دو شروں میں سے بدترین شر کو دور کرے [۱]

اور ایک دوسرا واقعہ **درر الاصداف** میں ہے کہ آپ نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مجھ کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ تم دین میں قیاس کرتے ہو اور سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔ حضرت **امام اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اِنَّمَا اَقِیْسُ فِیْمَا لَا اَجِدُ فِیْہِ نَصًّا۔ یعنی میں اس میں قیاس کرتا ہوں جس میں کوئی نص نہیں پاتا [۲]

خلوت پذیر نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ گوشہ نشین ہو گئے اور کچھ دنوں تک باہر تشریف نہ لائے۔ تو حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی بارگاہ میں پہنچے اور عرض کی کہ اے ابن رسول اللہ! لوگ آپ کے ارشاداتِ قدسیہ سے محروم ہو گئے ہیں آپ نے گوشہ نشینی کیوں اختیار کر لی ہے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ اب میرا سینہ ایسا نہیں ہے اور دو شعر اپنے حال پر پڑھے۔

ذهب الوفاء ذهاب انس الذاهب
وفا شل جانے والے کے جاتی رہی
والناس بين مخائل ومحارب
اور لوگ اپنے خیالات وحاجات میں محو ہیں
يفشون بينهم المودة والوفاء
ایک دوسرے کیساتھ تو محبت کا اظہار کرتا ہے
وقلوبهم محشوة بعقارب
اور ان کے قلوب برائیوں سے بھرے ہوئے ہیں

مذکورہ بالا اشعار سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ادبیت و شعریت کا بھرپور پتہ چلتا ہے اور آپ کے کمالات و آپ کی علمی خدمات کی مکمل نشاندہی آپ کی تصانیف سے بھی ملتی ہے لاکھوں انسان آپ کے دست حق پرست پر تائب ہو کر دین مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر چلنے لگے اور بے شمار افراد آپ سے اکتساب فیض پاکر اکناف عالم میں پھیل گئے اور جس کو جس فن میں نواز دیا اس میدان کے امام و شیخ طریقت بن کر منارۂ نور ثابت ہوئے۔

ملفوظات حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات سے چند بطور تبرک پیش کئے جاتے ہیں جو مختلف کتابوں میں بکھرے ہیں:

---

[۱] تذکرۃ الاولیاء ص ۱۲
[۲] تشریف البشر ص ۷۶

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

آپ نے اپنے غلام نافد سے ارشاد فرمایا کہ اے نافد! جب تو کوئی خط کسی کام کے لئے لکھے اور یہ چاہے کہ ہمارا وہ کام پورا ہوجائے تو سر ورق پر یہ عبارت لکھ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وعد اللہ الصابرین المخرج مما یکرھون والرزق من حیث لا یحتسبون جعلنا اللہ وایاکم من الذین لاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔
نافد نے فرمایا کہ میں ایسا ہی کرتا ہوں جس کی حیرت انگیز تاثیر سے میرے جملہ کارہائے عظیم پورے ہوتے ہیں [۱]

آپ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے:۔۔۔ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّنِیْ بِطَاعَتِکَ وَلَا تُخْزِنِیْ بِمَعْصِیَتِکَ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ مُوَاسَاۃَ مَنْ قَتَرْتَ عَلَیْہِ رِزْقَہٗ بِمَا وَسَّعْتَ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِکَ۔ اے اللہ مجھے عزت عطا فرما اپنی فرمانبرداری کے ساتھ اور مجھے رسوا نہ کر معصیت کے ساتھ اے اللہ جس پر تونے رزق تنگ فرمادیا ہے مجھے اس کی غمخواری کی توفیق عطا فرما اپنے اس فضل خاص کے ساتھ جس کو تو نے مجھ پر وسیع فرمایا ہے [۲]

آپ نے فرمایا: لَازَادَ اَفْضَلُ مِنَ التَّقْوٰی وَلَاشَیْئٌ اَحْسَنُ عَنِ الصَّمْتِ وَلَاعَدُوَّ اَضَرُّ مِنَ الْجَھْلِ وَلَا دَاءَ اَدْوٰی مِنَ الْکِذْبِ۔ کوئی توشہ پرہیز گاری سے افضل نہیں اور خاموشی سے احسن کوئی چیز نہیں اور جہالت سے زیادہ مضر کوئی دشمن نہیں اور جھوٹ سے زیادہ بری کوئی بیماری نہیں [۳]

فرماتے ہیں: من عرف اللہ اعرض عما سواہ۔ ترجمہ: جسے اللہ کی معرفت حاصل ہوگئی وہ ماسوا اللہ سے کنارہ کش ہوگیا۔

فرماتے ہیں، لَاتَصِحُّ الْعِبَادَۃُ اِلَّا بِالتَّوْبَۃِ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدَّمَ التَّوْبَۃَ عَلَی الْعِبَادَۃِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلتَّائِبُوْنَ۔ الخ ترجمہ: بغیر توبہ کے عبادت صحیح نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے عبادت پر توبہ کو مقدم رکھا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے توبہ کرنے والے عبادت بجالانے والے الخ [۴]

فرماتے ہیں: جو شخص ہر کس وناکس کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے وہ سلامت نہیں رہتا ● جو برے راستے پر جاتا ہے اسے اتہام لگتا ہے ● جو اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا وہ پشیمان ہوتا ہے ● پانچ آدمیوں کی صحبت سے دور رہنا چاہیے جھوٹے سے جو ہمیشہ تمہیں دھوکہ میں رکھے گا، احمق[۲] سے جو تمہیں فائدہ پہنچانے کی کوشش کرے گا مگر نقصان پہنچاتے گا، بخیل[۳] جو اپنے تھوڑے نفع کی خاطر تمہارا بہت بڑا نقصان کردیگا، بزدل[۴] جو آڑے وقت پر تمہیں ہلاکت میں چھوڑ جائے گا، بدعمل[۵] جو تمہیں ایک نوالے پر بیچ ڈالے گا اور اس سے کمتر کی امید رکھے گا [۵]

تصانیف

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب تصانیف بزرگ ہیں آپ حدیث وتفسیر تنزیل میں فائق اور بے نظیر تھے جیسا کہ امام کمال الدین حیٰوۃ الحیوان میں لکھتے ہیں کہ ابن قتیبہ نے کتاب ادب الکاتب میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت نے ایک کتاب بنام "جفر" اہلبیت کے لئے تحریر فرمائی اسکی خصوصیت یہ ہے کہ قیام قیامت تک کے جملہ حاجات جو پیش ہوں گے تمام کو آپ نے تحریر فرمایا۔
اور شرح مواقف اور روضۃ الصفا وغیرہ میں ہے کہ آپ ارشاد فرماتے تھے:۔۔۔

---

[۱] تشریف البشر ص ۷۶ [۲] اولیاء رجال الحدیث [۳] البشیر شرح نخومیر
[۴] کشف المحجوب ص ۱۲۱ مدینہ پبلشنگ کراچی [۵] مسالک السالکین ج ا ص ۲۲۴ وتذکرۃ الاولیاء ص ۱۳/۱۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

عِلْمًا غَابِرًا وَمَزْبُورًا وَنَكْتٌ فِي الْقُلُوْبِ وَنَقْرٌ فِي الْاَسْمَاعِ وَاِنَّ عِنْدَنَا الْجَفْرَ الْاَحْمَرَ وَالْجَفْرَ الْاَبْيَضَ وَمُصْحَفَ فَاطِمَةَ وَاَنَّ عِنْدَنَا الْجَامِعَةَ فِيْهَا جَمِيْعُ مَا يَحْتَاجُ النَّاسُ اِلَيْهِ۔

جب حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذکورہ بالا عبادت کی تفسیر دریافت کی گئی تو آپ نے اس کی تشریح یوں بیان فرمائی کہ غابر علم اس کا ہے جو زمانہ آئندہ میں تا قیام قیامت ہوگا اور مزبور میں وہ علوم ہیں جو روز اول سے زمانہ حال تک وقوع میں آئے اور علم جفر الابیض وہ ہیں جن کے اندر توریت، انجیل، زبور اور جملہ کتب آسمانی ہیں۔ اور مصحف فاطمہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں جو شے قوت سے فعل میں آئی اس میں موجود ہیں اور ساتھ ہی ہر ایک ملک وحاکم کا نام جو قیامت تک ہوں گے اس میں درج ہیں۔ اور جامعہ بھی ایک کتاب ہے جو مثل طومار کے ستر گز لمبی ہے اور اس میں وہ تمام باتیں درج ہیں جن کی خلق خدا قیامت تک محتاج ہوگی [1]

مذکورہ بالا کتابوں سے آپ کی علمی ادبی، دینی خدمات کا پتہ ملتا ہے اور ساتھ ہی آپ کی انکساری وتواضع کا بھی پتہ چلتا ہے اتنے عظیم علوم پر حاوی واستاذ زمن ہونے کے ساتھ آپ سے لوگوں نے کہا کہ آپ میں سب ہنر ہیں آپ زاہد بھی ہیں، کریم بھی ہیں اور خاندان کے قرۃ العین بھی لیکن متکبر بھی ہیں۔ تو آپ نے جواب دیا: میں متکبر نہیں ہوں اس لئے کہ مجھے جلوۂ کبریائی حاصل ہے کہ جب میں نے اپنے سر سے تکبر نکال دیا تو اس ذات واحد کی کبریائی کا جلوہ مجھ میں سما گیا اور یہی وجہ ہے کہ آپ فرمایا کرتے تکبر سے تکبر نہیں کرنا چاہئے بلکہ اسکی کبریائی سے کبر زیبا ہے۔

کرامات

آپ کی ذات بابرکات کا ہر گوشہ مسلمانوں کے لئے کامیابی وکامرانی کی دلیل تھی اور شریعت پر پورے طور پر عمل ہی بندۂ مومن کی زندگی بطور کرامت گزرتی ہے آپ پورے طور پر اپنے جد اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقش قدم پر عمل پیرا ہوکر دنیا کو اپنے کرامات مشہورہ سے بھی آگاہ فرمایا جو کرامات مومن کامل کو بطور سند وحجت کے دی جاتی ہیں ۔ اور قیامت تک معجزۂ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توثیق کرامات کی صورت میں ظاہر فرماتے ہیں۔ یہاں چند کرامات بطور تبرک پیش کی جاتی ہیں

کرامات عجیبہ اس کی روایت اس طور پہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ زیارت حرمین طیبین کو تشریف لے جارہے تھے راستے میں ایک خرمے کے خشک درخت کے پاس قیام فرمایا۔ اور چاشت کے وقت اس درخت سے آپ نے خرمے طلب فرمائے۔ فوراً درخت سر سبز وشاداب ہوگیا اور ساتھ ہی تازہ خرما بھی پیدا ہوگیا ایک اعرابی نے جب اس عظیم کرامات کو دیکھا تو وہ دنگ ہوگیا اور کہنے لگا کہ: یہ جادو ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جادو نہیں اس لئے کہ رب کائنات نے مجھے وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ اگر میں دعا کردوں تو ٹھیک ابھی تری شکل کتے کی شکل ہوجائے گی صرف اتنا کہتے ہی وہ کتے کی شکل میں تبدیل ہوگیا اعرابی نے یہ کیفیت دیکھی تو حد درجہ پریشان ہوا اور ندامت وشرمندگی

---

[1] ایضاً ایضاً ایضاً ص ۲۱۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

سے معافی کا طالب گار ہوا تو آپ نے اعرابی پر رحم فرمایا اور پھر دعا فرمادی تو وہ اپنی اصلی حالت پر ہوگیا۔[۱]

پرندوں کا زندہ کرنا

اسی طرح ایک شخص نے آپ کی بارگاہ میں یہ مشہور واقعہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا بیان کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندوں کو ذبح کیا۔ اور اس کا گوشت ریزہ ریزہ کرکے باہم ملا دیا اور پھر زندہ فرمایا تو وہ تمام زندہ ہوکر اپنے اپنے سروں سے لگ گئے۔ اس سوال پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم دیکھنا چاہتے ہو؟ اس نے جواب دیا ہاں اے ابن رسول اللہ! آپ نے فرمایا ایک طاؤس غراب، باز اور ایک کبوتر کو حاضر کرو چاروں پرندوں کو آپ نے ذبح فرمایا اور ریزہ ریزہ کرکے سب گوشت کو باہم ملا دیا پھر آپ نے یکے بعد دیگرے پرندوں کو آواز دی سب کے سب زندہ ہوگئے۔[۲]

خلیفہ منصور پر آپ کی ہیبت

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی امتحان و آزمائش کی بے شمار گھڑیاں آئی مگر تمام دشمن و مخالف آپ کی خداداد طاقت کے آگے مبہوت ہوکر رہ جاتے انہیں میں سے ایک خلیفہ منصور بھی تھا جس کی خباثت کا واقعہ اس طرح ہے: خلیفہ منصور ایک روز اپنے وزیر سے کہا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے دربار میں حاضر کرو تاکہ میں ان کو قتل کردوں؟ اس پر وزیر نے کہا کہ ایک سید، گوشہ نشیں کو قتل کرنا مناسب نہیں، خلیفہ وزیر کی بات سن کر بہت غصہ ہوا اور کہا کہ جو میں حکم دیتا ہوں اس پر عمل کرو۔ ناچار وزیر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلانے کے لئے روانہ ہوگیا۔ ادھر خلیفہ نے حکم دیا کہ جب جعفر صادق (رضی اللہ عنہ) آئیں تو میں اس وقت اپنے سر سے تاج اتاروں گا اور یہ عمل دیکھتے ہی اسی دم ان کو قتل کردینا۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور دربار میں داخل ہوئے۔ خلیفہ منصور کی نظر جب آپ پر پڑی تو فوراً ہی اپنی جگہ سے اٹھا اور آپ کا استقبال کیا اور صدر مقام پر آپ کو لیکر بٹھایا اور خود مودبانہ طور پر آپ کے سامنے دوزانو بیٹھ گیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر اس کے مقرر کئے ہوئے غلاموں کو بڑا تعجب ہوا کہ پروگرام تو کچھ اور ہی تھا اور عمل کچھ اور ہے؟ منصور نے حضرت امام سے فرمایا کہ آپ کو اگر کوئی حاجت ہو تو بیان فرمائیں غلام آپ کی ہر حاجت کو پوری کرنے کو تیار ہے۔ آپ نے فرمایا میری حاجت تم سے یہی ہے کہ: آئندہ پھر کبھی مجھے اپنے حضور میں طلب نہ کرنا تاکہ میں خدا کی یاد میں مشغول رہوں۔ منصور نے جب حضرت امام کا یہ جملہ سنا تو فوراً آپ کو بڑی عزت و احترام سے رخصت کیا اور آپ کے رعب سے اس کے پورے بدن میں کپکپی طاری تھی اور ——— اختلاجی کیفیت پائی جارہی تھی حضرت امام کے واپس ہونے کے بعد وزیر نے اس تبدیلی حال کی وجہ پوچھی تو منصور نے کہا کہ جب حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے سے دربار میں داخل ہوئے تو میں نے آپ کے ہمراہ ایک بہت بڑا اژدہا دیکھا جس کا ایک لب میرے تخت کے اوپر اور ایک نیچے تھا اور وہ زبان حال سے مجھ سے کہہ رہا تھا کہ اگر تم نے امام کو ستایا تو تمہیں تخت سمیت نگل جاؤں گا چنانچہ میں نے اس اژدہے کے خوف ہی سے جو کچھ کیا وہ تم نے دیکھا۔[۳]

---

[۱] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۲۳ [۲] ایضاً [۳] ایضاً

[۳] تذکرۃ الاولیاء ص ۱۵

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اولاد کرام

آپ کے اولاد امجاد میں کل چھ شہزادے اور ایک شہزادی تھیں جن کے اسما یہ ہیں۔ حضرت اسماعیل، محمد، علی، عبد اللہ، اسحٰق، موسیٰ، کاظم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ صاحبزادی حضرت ام فردہ جن کو ابن الاخضر نے فاطمہ لکھا ہے اور شہرستانی نے ملل ونحل میں صرف پانچ ہی اولاد بتائے ہیں [1]

خلفاء کرام

آپ کے خلفائے کرام کی دینی خدمات کی تاریخ پڑھیں گے تو آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔ کہ آپ کے فیض سے منور ہونے والے کیسے کیسے افراد ہیں اور ہر فرد اپنی جگہ ایک عالم گیر جماعت کی حیثیت رکھتا ہے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت امام موسیٰ کاظم، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت سلطان بایزید بسطامی رضوان اللہ علیہم

وصال

سلطنت عباسیہ کے خلیفہ دوم ابو جعفر منصور بن ابو العباس السفاح کے عہد میں بروز جمعہ دو شنبہ ۱۵ رجب یا ۲۴ شوال المکرم ۶۷۶۵ ۱۴۸ھ ۶۸ سال کی عمر میں زہر سے مدینہ میں وصال فرمایا [2]

مزار مبارک

آپ کا مزار مبارک مدینہ منورہ کی قبرستان جنۃ البقیع میں والد ماجد حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں ہے [3]

---

[1] انوار صوفیہ ص ۹۱

[2] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۱۷ و تہذیب التہذیب

[3] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۲۴، و جامع المناقب ص ۲۲۶

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ ہفتم

حضرت سیّدنا امام

موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷ صفر المظفر ۱۲۸ھ ـــــ ۵ رجب المرجب ۱۸۳ھ

شانِ حکما کانِ علما رجان سلما السلام

موسیٰ کاظم جہاں ناظم مرا امداد کن

(اعلیٰحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی السَّیِّدِ الْاِمَامِ مُوْسَی بْنِ جَعْفَرِنِ الْکَاظِمِ رَضِیَ اللّٰہ تعالیٰ عنہ

صدقِ صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

ولادت آپ مقام ابوآء (جو مکہ و مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے) بتاریخ ۷، ماہ صفر المظفر بروز یکشنبہ ۱۲۸ھ کو مروان الحمار بن محمد بن مروان بن الحکم اخیر خلیفہ بنی امیہ کے عہد میں پیدا ہوئے [۱]

نام و کنیت آپ کا نام پاک موسیٰ اور کنیت سامی، ابوالحسن، ابوابراہیم ہے [۲]

لقب اور لقب آپ کا صابر، صالح، امین اور اشہر لقب کاظم ہے۔

والدین کریمین آپ کے والد ماجد حضرت امام محمد جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور والدہ ماجدہ حضرت ام ولد بی بی حمیدہ بربریہ ہیں [۳]

حلیہ مبارکہ آپ سرو قد لاغر اندام اور نہایت حسین و جمیل تھے رنگ مبارک گندم گون تھا مگر بعضوں نے آپ کو سیاہ فام لکھا ہے [۴]

فضائل

آپ ساتویں امام سلسلہ عالیہ قادریہ کے ہیں اور شہزادے ہیں حضرت امام **جعفر صادق** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آپ عالم متبحر اور ولی کامل اور صاحب مناقب فاخرہ تھے۔ مستجاب ایسے تھے کہ جو لوگ آپ کو اپنا وسیلہ گردانتے یا آپ سے دعا کراتے وہ اپنے مقصود کو پہنچتے اور ان کی جملہ حاجتیں پوری ہو جاتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل عراق آپ کو باب الحوائج یعنی حاجتوں کے پورا ہونے کا دروازہ کہتے تھے چنانچہ بعد وصال بھی آپ کا مزار مقدس باب الحوائج ہے۔ حضرت امام **شافعی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبر مبارک اجابت دعا کے لئے تریاق اعظم کا حکم رکھتی ہے اور آپ کے والد ماجد حضرت امام **جعفر صادق** رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میرے تمام فرزندوں میں **موسیٰ کاظم** بہترین فرزند ہیں وہ ایک موتی ہے اللہ تعالیٰ کے موتیوں سے اور **صواعق** محرقہ وغیرہ میں ہے کہ خلیفہ ہارون رشید نے آپ سے کہا کہ آپ اپنے کو ذریت حضرت رسول **خدا** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیوں کہتے ہیں حالانکہ آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد ہیں؟ اور آدمی کا نسب دادا سے ہوا کرتا ہے نہ کہ نانا سے؟ تو آپ نے یہ آیۃ کریمہ پڑھی۔ وَمِنْ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَمُوْسٰی وَھَارُوْنَ ط وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ o وَزَکَرِیَّا وَیَحْیٰی وَعِیْسٰی۔ دیکھو حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام کا کوئی باپ نہ تھا اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ملحق بذریتِ انبیاء ان کی والدہ ماجدہ کی طرف سے کیا ہے اسی طرح سے ہم بھی والدہ ماجدہ کی طرف سے ملحق بذریت حضرت رسول **خدا** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں

---

[۱] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۲۵ (ب)، جامع المناقب (ج)، مرج البحرین ص ۳۱۰ [۲] ایضاً ایضاً ایضاً
[۳] ایضاً ایضاً ایضاً [۴] الزوار صوفیہ ص ۹۲ ایضاً ایضاً

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور دوسری دلیل ہماری ذریت ہونے کی یہ ہے کہ مباہلہ نصاریٰ کے وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قل تعالوا ندع ابناءنا تو حضرت رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حسن و حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اپنے ساتھ لیا۔ تو اس آیۂ کریمہ سے حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اولاد حضرت رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہوئی اور ہم اولاد امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیں [۱]

یہ مدلل و مبرہن دلیل سن کر خلیفہ ہارون رشید کو اطمینان ہوا۔

عادات وصفات

آپ بڑے عابد و زاہد، قائم اللیل اور صائم النہار تھے۔ بسبب کثرت عبادت و ریاضات اور شب بیداری کے عبد الصالح کہے جاتے تھے اور حلم و بردباری کا یہ عالم تھا کہ آپ کا لقب کاظم ہوا جس کے معنیٰ ہی غصہ پی جانے والے کے ہیں اور جود و کرم کا یہ رتبہ تھا کہ فقراء مدینہ کو تلاش کرکے ہر ایک کو روپیہ واشرفی وغیرہ حسب ضرورت راتوں کو پہنچایا کرتے تھے اور وہ لوگ نہیں جانتے کہ یہ کہاں سے آیا ہے جب کوئی سائل سامنے آجاتا قبل اس کے کہ وہ لب کھولے آپ اس کے سوال کو پورا کر دیتے تھے، منکسر المزاجی اس درجہ تھی کہ جب کوئی شخص سامنے آتا تو آپ ہی سلام میں سبقت کرتے اور اگر معلوم ہوتا کہ کوئی شخص آپ کو ایذا پہنچانے میں لگا ہوا ہے تو آپ اس کی بھی مدد کرتے اور اشرفی و دینار سے اسے بھی نوازتے [۲]

حضرت شقیق بلخی کا بیان

حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عبادت و ریاضت و تقویٰ و طہارت پر آپ کے عصر کے ایک عظیم بزرگ کی عینی شہادت ملاحظہ فرمائیں

وہ روایت حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں ۱۴۹ھ میں زیارت حرمین طیبین کو جاتے ہوئے راستہ میں قادسیہ شہر میں قیام کیا اور وہاں کے لوگوں کے عادات و اطوار کو دیکھ رہا تھا کہ میری نظر ایک خوبصورت نوجوان پر پڑی جو اپنے کپڑوں کے اوپر ایک صوف کا کپڑا زیب تن کیے ہوئے تھا اور پاؤں میں جوتا تھا اور وہ لوگوں سے الگ بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ: یہ نوجوان صوفی قسم کے لوگوں میں سے معلوم ہوتا ہے اور شاید چاہتا ہے کہ راستہ میں لوگوں پر بوجھ بنے واللہ! میں اس کو ضرور سمجھاؤں گا۔ اسی خیال سے میں اس کے قریب گیا جب اس نے مجھ کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو کہا اے شقیق! اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ اور مجھے چھوڑ کر روانہ ہو گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو بہت بڑی بات ہے کہ اس نے میرا نام لیکر میرے دل کی بات بتا دی (حالانکہ وہ مجھ کو بالکل نہیں جانتا) یہ تو یقیناً کوئی بزرگ آدمی ہے میں اس کے پیچھے جاؤں اور اس سے مل کر اپنے گمان کی معافی کراؤں میں جلدی جلدی اس کے پیچھے چلا گر وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا۔ اور کافی تلاش کے بعد بھی وہاں اس کو نہ پا سکا۔ اس کے بعد جب ہم لوگ وادی فضہ میں اترے تو اسی مرد کو وہاں نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ اور دیکھا کہ اس کا بدن کانپ رہا ہے اور آنسو بہہ رہے ہیں میں پھر اس کی طرف بڑھا تاکہ اپنے گمان کی معافی کراؤں اتنے میں اس نے سلام پھیر کر میری طرف دیکھا اور فرمایا اے شقیق پڑھو:— وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ

---

[۱] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۲۶ (ب)، فصول المہمہ و صواعق محرقہ ۲۱ [۲] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۲۶

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اهْتَدیٰ۔ ترجمہ:۔ بیشک میں غفار ہوں اس شخص کے لئے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل صالح کیا پھر اچھی راہ چلا۔
یہ آیت پڑھی اور مجھے چھوڑ کر چلدیا میں نے کہا یہ نوجوان تو ابدال میں سے معلوم ہوتا ہے دو مرتبہ میرے دل کی بات مجھ پر ظاہر فرمادی۔ جب ہم منٰی میں پہنچے تو پھر میں نے اس کو دیکھا کہ وہ ایک کنویں پر ۔ ایک بڑا سا پیالہ ہاتھ میں لئے کھڑا ہے اور کنویں سے پانی لینے کا ارادہ کر رہا ہے کہ اچانک وہ پیالہ اس کے ہاتھ سے کنویں میں گر گیا اور اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور یہ شعر پڑھا ع

اَنْتَ رَبِّیْ اِذَا ظَمِئْتُ مِنَ الْمَآءِ
وَ قُوَّتِیْ اِذَا اَرَدْتُ الطَّعَامَ مَا

یعنی تو ہی میرا پالنے والا ہے۔ جبکہ میں پانی سے پیاسا ہو جاؤں، اور تو ہی میری قوت ہے جبکہ میں کھانے کا ارادہ کروں پھر اس نے کہا اے اللہ! اے میرے معبود! اے میرے آقا! تو جانتا ہے کہ اس پیالے کے سوا میرے پاس کچھ نہیں ہے تو مجھے اس پیالے سے محروم نہ کر۔ خدا کی قسم! میں نے دیکھا کنویں کا پانی اوپر آگیا اور اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور پیالہ پانی سے بھر کر نکال لیا۔ اور وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھی اس کے بعد ریت کی مٹی اکٹھی کر کے پیالہ میں ڈالتا جارہا تھا اور ہلا کر پیے جارہا تھا۔ میں نے اس کے قریب جاکر سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا اللہ کے دیئے ہوئے اس انعام سے کچھ بچا کھچا مجھے بھی عنایت فرمایئے؟ ارشاد فرمایا اے شفیق! ہم پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ظاہری اور باطنی نعمتیں رہی ہیں اس لئے تو اپنے رب کے ساتھ نیک گمان رکھو۔ وہ پیالہ مجھے عنایت فرمادیا اور خود چل دیا۔ جب میں نے اس کو پیا تو خدا کی قسم! وہ نہایت لذیز خوشبودار اور میٹھا ستو تھا اور ایسا ستو میں نے عمر میں کبھی نہیں کھایا تھا۔ میں نے خوب سیر ہو کر اس ستو کو پیا چنانچہ اس کی برکت سے کئی دن تک مجھے بھوک اور پیاس معلوم ہی نہیں ہوئی۔ اس کے بعد مکہ کرمہ میں داخل ہونے تک میں نے اس کو نہ دیکھا اور جب ہم لوگ مکہ کرمہ پہنچے تو ایک مرتبہ آدھی رات کے وقت پھر قبہ زمزم کے پاس اس کو بڑے خشوع و خضوع سے نماز پڑھتے اور خوب روتے ہوئے دیکھا صبح صادق تک اسی طرح نماز پڑھتا رہا پھر وہیں بیٹھ کر تسبیح پڑھتا رہا اور فجر کی نماز پڑھ کر بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ طواف کے بعد جب باہر جانے لگا تو میں بھی پیچھے چل پڑا اور باہر جاکر دیکھا تو راستہ میں جس حالت سے دیکھتا آیا تھا اس کے بالکل خلاف پایا۔ دیکھا کہ اس کے ساتھ اس کے دوست، خدام اور غلام موجود تھے۔ جنہوں نے اس کے آتے ہی چاروں طرف سے گھیر لیا اور اس کی خدمت میں سب سلام پیش کر رہے تھے میں نے ان میں سے ایک شخص سے پوچھا کہ مَنْ ھٰذَا الْفَتٰی یہ نوجوان کون ہے؟ تو اس نے کہا یہ موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہیں۔ [1]

روایت کیا مذکورہ بالا واقعات کو ابن جوزی نے اپنی کتاب مثیر الغرام میں اور جنابذی نے **معالم العترة النبوة** میں اور رامہرمزی نے **کرامات الاولیاء** میں۔

---

[1] روض الریاحین ص ۵ ماخوذ از راہ عقیدت و جامع المناقب ص ۲۲۶/۲۳۰

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مہدی بن منصور کا قید کرنا

مہدی بن منصور نے آپ کو مدینہ سے عراق بلوا کر قید کرلیا۔ تورات کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہدی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے مہدی فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ ربیع کا بیان ہے کہ اسی وقت مہدی نے مجھے طلب کیا اور جب میں گیا تو مہدی یہ آیت مذکور بڑے ہی خوش الحانی کے ساتھ باواز بلند پڑھ رہا تھا اور مہدی نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ موسیٰ بن جعفر کو جیل خانے سے لے آؤ۔ جب حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے تو آپ سے مہدی نے معانقہ کیا اور بڑی عزت سے بٹھایا اور خواب کا حال آپ سے بیان کیا اور کہا کہ مجھے اطمینان دلا دیجیے کہ آپ مجھ سے باغی تو نہ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نہ تم سے اب تک مقابلہ کیا اور نہ اب مقابلہ کروں گا اس کے بعد ربیع کو حکم دیا کہ حضرت کو دس ہزار دینار دیکر رخصت کرو اور مدینہ منورہ تک پہنچا دو۔ ربیع کہتے ہیں کہ میں نے رات ہی رات سامان سفر تیار کیا اور دس ہزار دینار دیکر آپ کو رخصت کیا کہ کہیں پھر وہ آپ کو ایذا نہ پہونچائے اور آپ بآرام مدینہ منورہ پہنچ جائیں [1]

قیام بغداد اور ہارون رشید کے مظالم

مدینہ منورہ سے آپ کو بغداد جانے کا یہ سبب ہوا کہ ایک روز آپ خانہ کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ہارون رشید آیا اور کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ خفیہ بیعت لیتے ہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ میں دلوں کا امام ہوں اور تو جسموں کا امام ہے اور جس روز دلوں کا امام اور جسموں کا امام دونوں ملکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو کھڑے ہوں گے اور رشید عرض کرے گا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَمِّ اور کاظم عرض کریگا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَتِ۔ اس بات پر ہارون رشید نے آپ کو گرفتار کرلیا۔ اور بغداد میں لاکر قید کردیا۔ مسلسل ایک سال تک آپ کو بغداد میں عیسیٰ بن جعفر بن منصور نے قید رکھا۔ ایک سال کے بعد ہارون رشید نے حکم نامہ لکھا کہ ان کو قتل کردو۔ تاکہ بے فکری حاصل ہو عیسیٰ نے بعض خواص کو بلاکر مشورہ کیا اور رشید کا خط دکھایا انہوں نے کہا میرا یہ مشورہ ہے کہ تم اس کام سے مستعفی ہوجاؤ اور اس کام میں مت پڑو۔ اس کے بعد عیسیٰ نے ہارون رشید کو خط لکھا جو اس طرح ہے:۔

"اے امیر المومنین! آپ نے حضرت کاظم کے بارے میں جو تحریر کیا ہے تو یہ مدت سے میری قید میں ہیں اور اس طویل مدت میں میں نے اس کا امتحان لیا تو ان سے کوئی برائی ظاہر نہ ہوئی اور وہ کبھی حضور کا ذکر بجز خیر کے نہیں کیا اور کوئی مکروہ اور خراب نظر اس کی تمہاری حکومت و ولایت پر نہیں اور نہ ہی وہ آپ پر خروج کرنا چاہتا ہے اور نہ اس کے پاس اسباب دنیا سے کوئی چیز ہے اور نہ کبھی اس نے حضور پر بلکہ کسی شخص پر بددعا کی اور یہ دعا نہیں کرتا مگر رحمت اور مغفرت کی اور اس دعائے رحمت میں آپ اور جملہ مسلمانوں کو شامل کرتے ہیں اور وہ روزہ، نماز اور عبادت کا سخت پابند ہے اگر امیر المومنین مجھ کو اس امر سے معاف کریں اور میرے بجائے کسی دوسرے کو یہ کام سپرد کریں تو ٹھیک ہے ورنہ میں اس کو چھوڑ دوں گا۔ کیونکہ میں اس کام سے نہایت ہی تکلیف میں ہوں۔"

---

[1] تشریف البشر ص ۸۴ (ب) مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۲۷

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جب یہ خط ہارون رشید کے پاس پہنچا تو اس نے سندی بن شاہک کو لکھا کہ تو موسیٰ کاظم کو عیسیٰ بن جعفر سے لیکر جو حکم میں نے دیا ہے اس کی تعمیل کر۔ سندی نے کھجوریں زہر ملا کر دیا اس سے آپ شہید ہوئے [1]

کرامات

شیر کی تصویر کو زندہ فرما دیا

حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشف و کرامات کے میدان میں بھی یکتائے روزگار تھے اور حقانیت کے علمبردار تھے حق بات ظالم بادشاہ کے سامنے کہنے میں ذرہ برابر جھکتے نہ تھے اور کسی بھی تخت و تاج والے کا آپ کی شان بلندی کے آگے رعب و دبدبہ نہ چلتا بایں خصوصیات و کرامات کے آپ سے بے شمار محیر العقول کرامات بھی صادر ہوئے جن میں سے چند یہ ہیں کہ ایک مرتبہ آپ خلیفہ ہارون رشید کی مجلس میں تشریف فرما تھے اتنے میں معجزہ عصائے موسیٰ علیہ السلام کا ذکر چھڑ گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں اس شیر کی تصویر جو قالین پر بنی ہے اس کو کہوں کہ ابھی شیر اصلی ہو جا یہ جملہ آپ کی زبان مبارک سے نکلا تھا کہ فوراً وہ تصویر شیر اصلی ہو گئی۔ آپ نے اس شیر کو حکم دیا کہ ٹھہر جا میں نے ابھی تم کو حکم نہیں دیا ہے یہ کہنے کے ساتھ ہی وہ بدستور تصویر شیر قالین ہو گئی [2]

وہ آج کی رات مر جائے گا

اسحٰق بن عمار کہتے ہیں کہ جب ہارون رشید نے حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کیا تو ایک دن حضرت ابو یوسف اور محمد بن حسن صاحبین امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کی خدمت میں جیل کے اندر تشریف لے گئے اور سلام عرض کر کے آپ کے پاس بیٹھ گئے اور چاہا کہ آپ سے کچھ سوالات کریں تاکہ آپ کی خداداد صلاحیت دینی کا اندازہ ہو اتنے میں ایک جیل خانے کا محافظ سپاہی آیا اور عرض کیا کہ میری ڈیوٹی ختم ہو گئی ہے اب میں جاتا ہوں ان شاء اللہ کل آؤنگا اگر تمہارا کوئی کام ہو تو بیان کرو تاکہ میں کل اس کو انجام دیکر آؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم جاؤ میرا کوئی کام نہیں ہے پھر آپ نے حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ مجھے اس شخص پر تعجب آتا ہے کہ یہ مجھ سے کہتا ہے کہ کوئی حاجت ہو تو میں کل کے دن کر کے آؤنگا حالانکہ وہ آج کی رات ہی مر جائے گا۔ اس جملہ کو سننے کے بعد دونوں صاحبان سوال کرنے سے رک گئے اور کچھ دریافت نہ کیا اور کہا کہ ہمارا ارادہ یہ تھا کہ ہم فرض و سنت کے بارے میں سوالات کرتے، مگر یہ تو ہمارے ساتھ علم غیب میں بات چیت کرنے لگے واللہ! ہم ایک شخص کو اس کے ساتھ بھیجیں گے تاکہ وہ اس کے ساتھ رات بسر کرے اور دیکھے کہ کیا ہوتا ہے اس کے بعد اس سپاہی کے پیچھے ان دونوں صاحبان نے ایک شخص کو روانہ کیا۔ وہ شخص اس سپاہی کے دروازے پر بیٹھ کر انتظار کرتا رہا جب رات گزری تو اس کے کان میں رونے اور چلانے کی آواز آئی۔ اس شخص نے گھر والے سے پوچھا خیر تو ہے؟ کیا ہوا؟ جواب ملا کہ گھر والا انتقال کر گیا ہے۔ قاصد نے آکر جب یہ خبر سنائی تو ان دونوں کو سخت تعجب ہوا۔ کذا فی الفصول المہمہ [3]

---

[1] مسالک السالکین ایضاً وصواعق محرقہ ص ۲۰۲ ماخوذ راہ عقیدت
[2] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۲۸
[3] تشریف البشر ص ۸۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

غیب کی باتیں بتادیں

عیسٰی مدائنی کہتے ہیں کہ میں ایک سال مکہ معظمہ گیا اور وہاں سال بھر تک خدمت گزاری کرتا رہا پھر میں نے خیال کیا کہ ایک سال مدینہ منورہ بھی قیام کروں اس لئے کہ اس عمل میں ثواب عظیم ہوگا۔ تو میں مدینہ منورہ میں آیا اور مصلیٰ کی طرف دار ابوذر کے پہلو میں اترا اور حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی اس درمیان میں آتا جاتا تھا۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ بارش ہو رہی تھی اور میں حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا کہ: اے عیسٰی! اٹھو اور جاکر دیکھو کہ تیرا گھر تیرے سامانوں پر گر گیا ہے۔ میں وہاں سے اٹھ کر گھر گیا تو دیکھا کہ واقعی گھر سامان پر گرا ہوا ہے۔ فوراً میں نے ایک شخص کو کرایہ دیکر اپنا تمام سامان باہر نکلوایا۔ بلکہ تمام کو اندر سے نکلوا لیا اور لوٹے کا پتہ نہ چلا۔ جب دوسرے دن میں حضرت کے پاس گیا تو فرمایا کہ کیا تمہارے سامانوں میں سے کوئی چیز غائب بھی ہوئی ہے؟ اگر گم ہوئی ہو تو بتاؤ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کردوں گا کہ وہ تجھ کو اس کا بدلہ عطا کرے۔ میں نے کہا سوائے لوٹے کے کوئی چیز گم نہیں ہوئی ہے آپ نے تھوڑی دیر سر نیچے کرکے اٹھایا اور کہا کہ گھر گرنے سے پہلے ہی تم نے اس کو کسی دوسری جگہ رکھ دیا تھا اور اس کو بھول گئے۔ گھر والے کی کنیز سے کہو کہ میں پاخانے میں اپنا لوٹا بھول گیا ہوں وہ مجھے دیدو جب میں اس کنیز سے یہ کہا تو فوراً اس لوٹے کو مجھے واپس کر دیا [1]

زر بفت کو محفوظ رکھ

عبداللہ بن ادریس بن سنان سے مروی ہے کہ خلیفہ ہارون رشید نے ایک مرتبہ علی بن یقطین کو لباس فاخرہ بطور اعزاز و اکرام کے بھیجا انہوں نے اس میں سے ایک زراعہ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ حضرت نے اسے واپس فرمادیا اور یہ تحریر کرکے خط دیا۔ احتفظ علیها ولا تخرجها عن یدیك فسیکون لك بها شان تحتاج معها الیها علی بن یقطین کو شک ہوا کہ آپ نے کس لئے واپس کردیا اور کوئی وجہ خاص اس کی اس وقت معلوم نہ ہو سکی خط آنے کے بعد علی بن یقطین نے اس زراعہ کو بڑی حفاظت سے مہر لگا کر ایک تجوری میں اس کو بند کر دیا کچھ مدت کے بعد ابن یقطین اپنے ایک غلام سے ناراض ہو کر اس کو خدمت سے معزول کر دیا۔ غلام نے اپنی شکایت خلیفہ ہارون رشید سے کی اور کہا! یہ شخص قائل امامت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور ہر سال اپنے مال کی زکوٰۃ اور کثیر تحفہ و تحائف بھی ان کی خدمت میں روانہ کرتا ہے چنانچہ اس سال وہ زراعہ سوداء جو حضور نے اس کو فلاں وقت اکرامًا دیا تھا وہ بھی انہیں کے پاس بھیجدیا ہے"۔ ہارون رشید کو سخت غصہ آیا اور کہا کہ ہم ضرور اسکی تحقیقات کریں گے اور اگر صحیح ثابت ہوئی تو اس کا کام تمام کر دوں گا (قتل کر کے اس کو ہلاک کر دوں گا) اور یہ سب سے ادنیٰ سزا ہے ۔ ہارون رشید نے اسی وقت یقطین کو اپنے سامنے طلب کیا اور پوچھا کہ وہ زراعہ سوداء کہاں ہے جو میں نے تم کو دیا تھا، اور خاص درباریوں میں سے تم کو ہی مخصوص کیا تھا؟ اس نے کہا کہ میرے پاس تجوری میں بند ہے، حکم دیا کہ اسی وقت اس کو یہاں حاضر کرو، کہا بہتر ہے۔ اپنے خادم کو بلا کر کہا جلد جاؤ اور فلاں گھر کی کنجی محل سرا سے لیکر فلاں صندوق کھولکر وہ تجوری لے آؤ۔ خادم وہاں سے محل سرا گیا اور کچھ ہی دیر کے بعد ہارون رشید کے پاس اس کو حاضر کر دیا۔ جب اس کو کھولا گیا تو زراعہ تہ کیا ہوا اپنے بالکل اصلی حالت پر تھا کہ اس

---

[1] مسالک السالکین ص ۸۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کے رنگ وصفائی میں بھی کوئی فرق نہ آیا تھا۔ ہارون رشید کو اطمینان ہو جانے کے بعد اس کو واپس کر دیا اور کہا کہ اب میں کسی بھی شخص کی مخالفت کو تیرے حق میں سچ تسلیم نہیں کروں گا۔ اس کے بعد شکایت کرنے والے غلام کو بلایا اور بہت زیادہ لعنت و ملامت اس کو کیا اور حکم دیا کہ ایک ہزار کوڑے اس کو مارے جائیں۔ مگر وہ پانچ سو کوڑے تک پہنچتے ہی انتقال کر گیا [1]

ملفوظات

حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات و وصایا کتب سیر میں بکھرے پڑے ہیں یہاں پر چند اقوال نقل کئے جاتے ہیں

آپ اکثر اس دعا کو پڑھا کرتے:۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ الرَّاحَۃَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ۔

یعنی اے اللہ میں تجھ سے راحت طلب کرتا ہوں موت کے وقت اور بخشش چاہتا ہوں حساب کے وقت

آپ نے فرمایا کہ میں مہدی کی قید میں پڑا تھا کہ ایک رات رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ اے موسیٰ تو مظلوم ہو کر قید میں پڑا ہے اس کلمات کو پڑھ پھر اسی رات یہاں سے رہائی پائے گا۔ میں نے یہ پڑھا اور بمشکل صبح ہونے رہائی نصیب ہوئی وہ دعا یہ ہے۔ یَا سَامِعَ کُلِّ صَوْتٍ وَّیَا سَابِقَ الْفَوْتِ وَکَاسِیَ الْعِظَامِ لَحْمًا وَّمُنْشِزَھَا بَعْدَ الْمَوْتِ اَسْئَلُکَ بِاَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی وَبِاسْمِکَ الْاَعْظَمِ الْاَکْبَرِ الْمَخْزُوْنِ الْمَکْنُوْنِ الَّذِیْ لَا یَنْقَطِعُ اَبَدًا وَّلَا یُحْصٰی عَدَدًا

آپ فرماتے ہیں کہ مومن نہ خائن ہوتا ہے اور نہ کذاب [2]

اولاد کرام

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کثیر الاولاد بنایا تھا چنانچہ ابن الاخضر کا بیان ہے کہ آپ کے بیس صاحبزادے اور اٹھارہ صاحبزادیاں تھیں جن کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:

اولاد ذکور: حضرت علی رضا[1]، زید[2]، عقیل[3]، ہارون[4]، حسن[5]، حسین[6]، عبد اللہ[7]، عبد اللہ[8]، عبد الرحمٰن[9]، اسمٰعیل[10]، اسحاق[11]، یحییٰ[12]، احمد[13]، ابوبکر[14]، محمد[15]، اکبر[16]، جعفر اکبر[17]، جعفر اصغر[18]، حمزہ[19]، عباس[20]، قاسم[21] رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اولاد اناث: حضرت بی بی خدیجہ علیہ[1]، اسماء الکبریٰ[2]، اسماء الصغریٰ[3]، فاطمۃ الکبریٰ[4]، فاطمۃ الصغریٰ[5]، زینب کبریٰ[6]، زینب صغریٰ[7]، ام کلثوم کبریٰ[8]، ام فردہ[9]، ام عبد اللہ[10]، ام القاسم[11]، آمنہ[12]، حکیمہ[13]، محمودہ[14]، امامہ[15]، میمونہ[16] رضوان اللہ تعالیٰ عنہن [3] صاحب تشریف البشر نے کل تعداد اولاد ۳۷ لکھی ہے اور جامع المناقب میں صرف ستائیس اولاد کا تذکرہ ہے [4]

خلفاء کرام

آپ کے خلفاء کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی۔ تاہم چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں جنہوں نے آپکے مشن کو زندہ فرمایا اور دین متین کی لازوال خدمات انجام دیں۔

---

[1] مسالک السالکین ج ۱ ص ۸۴
[2] تشریف البشر ص ۸۸
[3] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۲۸
[4] جامع المناقب ص ۲۳۰ و تشریف البشر ص ۸۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور دوسرے حضرت شیخ مطلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ [۱]

واقعات وصال شریف

حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا جب وقت آیا تو آپ نے سندی سے کہا کہ میرے مدنی غلام کو جو دار عباس بن محمد کے پاس ہے بلا لاؤ۔ کیونکہ اس کو غسل و کفن کی ضروری باتیں بتانی ہیں اور اسی کو اس کا متولی بھی بنانا ہے۔ سندی نے کہا کہ میں خود ہی یہ کام بہت اچھی طرح کر لوں گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ہم اہلبیت سے ہیں ہماری عورتوں کے مہر اور ہمارے مبرور حج اور ہمارے موتٰی کے کفن اور ہمارا اجہاد خالص ہمارے اموال سے ہوتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا مولا اس کا متولی ہو۔ اس کے بعد سندی نے اس بات کو قبول کر لیا اور اس کو حاضر کر دیا۔ آپ نے اپنے مدنی غلام سے تمام چیزوں کی وصیت کی اور جب وفات ہوئی تو غلام نے تمام کام آپ کی وصیت کے مطابق انجام دیا [۲]

رافضیوں کا خیال

آپ کے متعلق رافضیوں کا یہ خیال تھا کہ قائم منتظر یہی ہیں اور آپ کے قید کو غیبت کے قائم مقام ٹھہرایا تھا۔ اس لئے ہارون رشید نے حکم دیا کہ اسے یحییٰ بن خالد ان کی لاش کو بغداد کے پل پر رکھ دو اور ندا کر دو کہ یہ وہی موسیٰ کاظم ہیں جن کے بارے میں رافضی لوگ یہ اعتقاد کرتے ہیں کہ وہ نہیں مریں گے۔ اب تم لوگ اس کو دیکھ لو، لوگوں نے زیارت کی پھر آپ کے جنازہ کو اٹھایا گیا [۳]

تغیر بدن کی پیش گوئی

آپ کو کھجوریں ملا کر زہر دیا گیا تھا اور کھجور کھانے کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ دشمنوں نے مجھے زہر دیا ہے چنانچہ فرمایا کہ کل میرا بدن زرد ہو گا۔ پرسوں نصف سرخ اور نصف سیاہ ہو جائے گا۔ اور میری وفات اس کے بعد ہو گی پس ایسا ہی ہوا اور فرمایا تھا کہ اس کے بعد جانا ہو گا تو واپسی نصیب نہ ہو گی وہ بھی ویسا ہی وقوع میں آیا [۴]

وصال شریف

آپ نے بتاریخ ۵ یا ۲۵ رجب المرجب ۱۸۳ھ بروز جمعہ بعمر ۵۵ برس بعہد خلافت ہارون رشید خلیفۂ عباسی وفات پائی [۵] انا للہ وانا الیہ راجعون

مدت امامت

آپ ۲۵ سال تک مسند امامت و خلافت پر فائز رہے

مزار مقدس

آپ کا مزار مقدس شہر بغداد میں بمقام کاظمیہ شریف میں واقع ہے اور مرجع خلائق ہے۔ چنانچہ آپ کے مزار مقدس کے بارے میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر انور دعا قبول ہونے کیلئے اکسیر اور مجرب ہے [۶]

---

[۱] الوار صوفیہ ص ۹۳

[۲] فصول المہمہ ماخوذ تشریف البشر ص ۸۷

[۳] کتاب الانصاب ماخوذ تشریف البشر ص ۸۰، طبع فی ۱۳۲۰ھ

[۴] مسالک السالکین ج ا ص ۲۲۸

[۵] ایضاً ج ا ص ۲۲۵

[۶] حاشیہ مشکوٰۃ باب زیارت القبر و نفحات وغیرہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اسی طرح کے قول ابو علی فلال جو مشہور محدث گذرے ہیں فرماتے ہیں۔ مَا هَمَّنِیْ اَمْرٌ فَقَصَدْتُ قَبْرَ مُوْسٰی بْنَ جَعْفَرٍ فَتَوَسَّلْتُ بِہٖ اِلَّا سَہَّلَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَیَّ مَا اُحِبُّ۔

یعنی جب بھی مجھ کو کوئی مشکل پیش آئی اور میں حضرت موسیٰ بن جعفر کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر حاضر ہو کر ان کے توسل سے دعا کرتا تو اللہ تعالیٰ میری مراد بر لاتا[1]

تاریخ ولادت و وصال

جلال دین بود موسیٰ کاظم	نسیمِ پاک باشد سالِ رحلت
۱۲۸ھ	۱۸۳ھ

[1] تاریخ بغدادی للخطیب ماخوذ روحانی حکایات

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ ہشتم

سید الاولیاء

سیدنا حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالٰی عنہ

۱۱ ربیع الاول شریف ۱۵۳ھ ۷۷۰ء ـــــ ۲۱ رمضان المبارک ۲۰۸ھ ۸۴۲ء

ضامن ثامن رضا برمن نگاہ از رضا

خشم را شایانم و گویم رضا امداد کن

(اعلیحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلٰى
السَّيِّدِ الْاِمَامِ عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ۔

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

ولادت شریف

آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۱۱، ربیع الاول بروز پنجشنبہ ۱۵۳ھ بعہد ابو جعفر منصور عباسی ہوئی[1]

اسم شریف وکنیت

آپ کا نام نامی علی کنیت سامی، ابوالحسن اور ابو محمد ہے۔

القاب

لقب آپ کے مختلف ہیں صابر، ولی، ذکی، ضامن، مرتضی اور مشہور لقب رضا ہے[2]۔

والدین کریمین

آپ کے والد ماجد حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالٰے عنہ ہیں اور والدہ ماجدہ حضرت ام ولد تخینہ یا شمانہ ہیں۔ بعضوں نے ام البنین اور استقرار بھی نام بتائے ہیں[3]۔

حلیہ مبارکہ

آپ نہایت ہی شکیل وجمیل تھے۔ رنگ مبارک آپ کا سانولا تھا۔

ولادت کی بشارت

آپ کی جدہ محترمہ بی بی حمیدہ نے سرور کائنات صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا سرکار نے بشارت دی کہ تم اپنی کنیز تخینہ کو ــــ اپنے بیٹے موسیٰ کاظم کے حوالے کردے اس سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو بہترین اہل زمین سے ہوگا[4] چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالٰے عنہ کی ولادت ہوئی۔ جو اپنے وقت کے بہترین مایۂ ناز بنکر پوری دنیائے اسلام میں چمکے۔

شکم مادر میں آپکی کرامت

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب میں حاملہ ہوئی تو کبھی بھی اپنے شکم میں گرانی محسوس نہیں کی اور جب میں سوجاتی تو اپنے شکم سے تسبیح و تہلیل کی آواز سنتی جس سے میرے دل پر خوف کا غلبہ طاری ہوجاتا لیکن جب میں بیدار ہوجاتی تو پھر کوئی آواز سننے میں نہیں آتی تھی اور جب آپ کی ولادت ہوئی تو اپنے دست مبارک کو زمین پر رکھا اور روئے انور آسمان

---

[1][2] مسالک السالکین ج۱، ص ۲۲۹ [3][4] مسالک السالکین ج۱، ص ۱۳۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کی طرف کرلیا اور لبہائے مبارک ہل رہے تھے جیسے کوئی مناجات کرتا ہو۔[1]

فضائل

آپ نہایت ذہین وفطین اور اعلیٰ درجے کے عالم وفاضل تھے۔ خلیفہ مامون رشید م ۲۱۸ھ آپ کی بڑی تعظیم وتکریم کرتا تھا، آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے آٹھویں امام وشیخ طریقت ہیں حضرت ابراہیم بن عباس کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ علوم ومعارف کا جانکار نہیں دیکھا اور خلیفہ مامون اکثر آپ سے امتحاناً سوالات کرتا اور آپ اس کے جوابات شافی دیتے اور ایک خوبی آپ کے اندر یہ بھی تھی کہ جب بھی کوئی سوال آپ سے کرتا تو آپ اکثر اس کے جوابات آیات قرآنی سے دیا کرتے اور ایسا کبھی بھی نہیں دیکھنے کو ملا کہ کسی نے آپ سے سوال کئے ہوں اور اس کو جواب باصواب نہ ملا ہو۔

عادات وصفات

آپ بہت ہی کم سوتے اور اکثر روزہ رکھتے اور ہر ماہ میں تین روزہ آپ سے کبھی نہیں چھوٹے آپ اکثر اندھیری رات میں خیرات کرتے تھے اور جب خلوت میں ہوتے تو فقیرانہ لباس زیب تن فرماتے اور جب دربار وغیرہ میں تشریف لے جاتے تو لباس فاخرہ زیب تن فرماتے، خاکساری اور منکسر المزاجی اس درجہ تھی کہ موسم گرما میں چٹائی پر اور موسم سرما میں ٹاٹ یا کمبل پر بیٹھا کرتے تھے، اور غلاموں کے ساتھ بیٹھ کر ایک ہی دستر خوان پر کھانا کھاتے۔[2]

خاکساری

حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ علم کا کوہ گراں اور علوم ومعارف کا سمندر اور مخلوق نوازی اور رحم وکرم کا مجسمہ تھے۔ واقعہ ہیکہ ایک مرتبہ آپ حمام خانے میں غسل فرمارہے تھے کہ اسی وقت ایک فوجی آدمی آیا اور آپ کو وہاں سے اٹھا کر خود غسل کرنے لگا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اے اسود (سیاہ) میرے سر پر پانی ڈال کر مجھکو نہلا؛ یہاں تک کہ آپ بخوشی اس لشکری کو نہلانے لگے اسی درمیان میں ایک تیسرا شخص بھی وہاں حاضر ہوا جو آپ کو بخوبی جانتا تھا اس نے جب آپ کو نہلاتے ہوئے دیکھا تو اس نے چیخ ماری اور کہا کہ اے لشکری تو ہلاک ہو، تو ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے خدمت لیتا ہے، جب اس لشکری کو واقفیت ہوئی تو فوراً آپ کے قدموں پر گر پڑا اور معذرت کرنے لگا کہ حضور! جس وقت میں نے آپ کو پانی ڈالنے کے لئے کہا تھا اسی وقت آپ نے انکار کیوں نہیں کردیا؛ تو آپ نے فرمایا اِنَّهَا مُثُوبَةٌ جس کام میں مجھ کو ثواب ملے وہ کیوں نہ کروں۔[3]

عقد شریف

صواعق محرقہ میں ہیکہ آپ ساداتِ کرام میں علم وفضل اور قدر ومنزلت میں سب سے برتر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مامون نے اپنے سینے میں آپ کو جگہ دی اور اپنی صاحبزادی ام حبیب کا آپ کے ساتھ عقد کردیا اور اپنی ساری مملکت کا آپ کو شریک ومالک بنا دیا۔[4]

آپ کا علم وفضل

حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ علم وفضل دیکھکر خلیفہ مامون نے اپنی صاحبزادی کا آپ سے عقد کرنے کا قصد کیا تو بنی عباس کو یہ بات ناگوار گزری کہ کہیں ان کے والد کی طرح انہیں بھی اپنا ولی عہد نہ بنا دے، مامون نے عباسیوں سے کہا کہ میں نے اس صغر سنی کے عالم میں ان کو علم وفضل اور حلم میں ممتاز ہونے

---

[1] مسالک السالکین ج۱ ص ۲۳۱، [2] مسالک السالکین ج۱ ص ۲۳۱، [3] مسالک السالکین ج۱ ص ۲۳۱، [4] مسالک السالکین ج۱ ص ۲۳۱۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کی وجہ انتخاب کیا ہے چنانچہ بنی عباس آپ کے اوصاف کے بارے میں بحث کرنے لگے آخر عباسیوں نے مناظرے کی ٹھان لی اور ایک جید عالم اور بے نظیر مناظر یحییٰ بن اکثم کو حضرت امام سے گفتگو کرنے کے لئے مقرر کیا مخالفین نے سمجھا تھا کہ امام صاحب ابھی بچے ہیں اور ایک جید عالم کے ساتھ وہ بات کرنے میں ٹک نہیں سکتے اور اس طرح مامون کے دل سے آپ کی عظمت زائل ہوجائے گی ۔ تاریخ مقررہ پر بہترین انتظامات ہوئے مسندیں بچھ گئیں اور ارکین دولت واہل علم وفضل تمام جمع ہوگئے ۔ حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالے عنہ بھی تشریف لائے یحییٰ بن اکثم نے آپ سے چند سوالات کئے تو آپ نے ہر سوالات کے احسن اور مدلل جوابات دیئے جس پر یحییٰ خاموش ہوگیا پھر مامون نے آپ سے کہا کہ آپ نے یحییٰ کے ہر سوالوں کے جوابات دیئے اب ذرا آپ بھی ان سے کوئی سوال کریں ؛ حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالے عنہ نے یحییٰ سے سوال کیا ۔

آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ صبح کے وقت ایک مرد نے ایک عورت کی طرف دیکھا ، اس وقت وہ اس پر حرام تھی ، طلوع آفتاب کے وقت وہ اس پر حلال ہوگئی ، ظہر کے وقت پھر اس پر حرام ہوگئی ، عصر کے وقت پھر حلال ہوگئی مغرب کے وقت پھر حرام ہوگئی ، عشاء کے وقت پھر حلال ، آدھی رات کو پھر حرام اور فجر کے وقت پھر حلال ہوگئی ؟ یحییٰ یہ سوال سن کر بالکل حیران ہوگئے اور کہا کہ اس مسئلہ کو میں نہیں جانتا ۔

حضرت امام نے مذکورہ سوال کو اس طرح حل فرماکر پورے مجمع میں اپنی دھاک بٹھا دی کہ صبح کے وقت ایک اجنبی نے ایک کنیز کی طرف دیکھا اس وقت وہ اس پر حرام تھی ، طلوع آفتاب کے وقت اس نے اس کو خرید لیا وہ اس پر حلال ہوگئی ظہر کے وقت اس نے اسکو آزاد کر دیا تو وہ اس پر حرام ہوگئی عصر کے وقت اس نے اس سے نکاح کرلیا وہ حلال ہوگئی مغرب کے وقت اس نے ظہار کیا پھر حرام ہوگئی عشا کے وقت کفارہ دیا پھر حلال ہوگئی آدھی رات کو طلاق بائن دیا پھر حرام ہوگئی اور فجر کو اس نے نکاح کرلیا پھر حلال ہوگئی[1] ــــ یہ جواب سن کر سب لوگ حیران رہ گئے اور مامون نے بنی عباس کی طرف دیکھ کر کہا دیکھ لیا تم لوگوں نے ؛ پھر اس کے بعد اس نے اپنے مقصد کو پورا کیا اور اپنی شہزادی سے آپکا عقد نکاح فرمایا ۔

نیشاپور اور بیس ہزار محدثین

صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر تاریخ نیشاپور سے ناقل ہیں کہ جب نیشاپور تشریف لے گئے تو زائرین کے ہجوم وکثرت کی وجہ سے لوگوں کا چلنا دشوار ہوگیا تھا اور آپ ایک خچر پر سوار تھے اور لوگ آپ کے سروں پر چھاتا لگائے ہوئے تھے جس کی وجہ سے لوگوں کو آپ کی زیارت نہیں ہو پا رہی تھی اس وقت ابوزرعہ رازی م ۲۶۴ھ اور محمد بن اسلم طوسی م ۲۴۲ھ اس زمانے کے مشہور حافظان حدیث تھے آگے بڑھ کر خچر کی لگام تھام لی اس وقت ان کے ساتھ طلبہ ومحدثین اس کثرت سے تھے کہ شمار میں نہیں آسکتے ان دونوں نے نہایت عجز وانکساری سے عرض کیا کہ ! حضور ! اپنے جمال باکمال سے لوگوں کو مشرف فرمائیں اور اپنے آبائے کرام کی کوئی حدیث سنائیں ۔ تو آپ نے خچر کو روک دیا اور چھتری کو ہٹا دیا ۔ خلقت کی آنکھیں آپ کی طلعت ہمایوں کو دیکھ کر ٹھنڈی ہوئیں ۔ یہاں تک کہ لوگ زمین پر گرتے اور بیخود ہورہے تھے اور خچر کے پاؤں چومتے تھے ، علماء ومحدثین نے پکار کر لوگوں کو خاموش کیا اور حافظانِ حدیث کے التماس پر فرمایا کہ حدثنی ابو موسیٰ الکاظم عن ابیہ جعفر الصادق عن

---

[1] صواعق محرقہ ص ۲۰۴ ماخوذ راہ عقیدت ص ۲۵ ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ابیہ محمد الباقر عن ابیہ علی زین العابدین عن ابیہ شہید کربلاء عن ابیہ علی المرتضیٰ قال حدثنی حبیبی وقرۃ عینی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وآلہ وسلم قال حدثنی جبرئیل علیہ السلام قال حدثنی رب العزۃ سبحانہ تعالٰی قال کلمۃ لا الٰہ الا اللہ حِصنی فمن قالہا دخل حِصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی۔ مجھ سے میرے والد حضرت موسیٰ کاظم نے ان سے ان کے والد ماجد حضرت امام جعفر صادق نے ان سے ان کے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقر نے ان سے ان کے اب مکرم حضرت امام علی زین العابدین نے ان سے انکے والد شفیق حضرت امام حسین نے ان سے ان کے والد ماجد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم نے انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے حدیث بیان کی میرے حبیب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک حضرت ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کہ مجھے آگاہ کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہ فرماتا ہے اللہ جل شانہ، کہ کلمہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا قلعہ ہے پس جس نے اس کو پڑھا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے بے خوف ہو

یہ فرماکر آپ نے پردا چھوڑ دیا اور تشریف لے گئے۔ مجمع میں جو محدثین جلوہ افروز تھے اس حدیث کو نقل فرما رہے تھے اور جب ان کا شمار کیا گیا تو ان کی تعداد تقریباً بیس ہزار تھی — امام[1] احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان فرماتے ہیں کہ لَوْ قُرِئَ ھٰذا الاسنادُ علی مجنونٍ لافاق من جنونہ یعنی مذکورہ بالا حدیث کو اگر اسی اسناد کے ساتھ پڑھ کر دیوانہ پر پھونک دیا جائے تو اس کی دیوانگی جاتی رہے گی اور تندرست ہوجائے گا۔ اور ابوالقاسم قشیری نے فرمایا کہ یہ حدیث اسی سند سے بعض امرائے سامانیہ کو پہنچی تو اس کو انہوں نے آب زر سے لکھوایا اور وصیت کی کہ اسکو میرے ساتھ قبر میں دفن

---

[1] حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور نام ونسب احمد بن حنبل بن ہلال بن اسد شیبانی مروزی ۱۶۴ھ میں بغداد شہر میں ولادت ہوئی۔ آپ نے بغداد کے محدثین وفقہاء سے علمی استفادہ فرمایا پھر مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ، کوفہ، بصرہ، یمن، شام وجزیرہ وغیرہ کا علمی سفر فرماکر اپنے زمانے کے تمام مشہور مشائخ حدیث وفقہ کی شاگردی کی سعادت حاصل فرمائی۔ آپ کے مزاج میں توکل واستغناء حد درجہ تھا ساری رات شب بیداری گریہ وزاری کرتے اور روزانہ بلاناغہ تین سو رکعت نفل نماز پڑھتے تھے مگر کوڑوں کے مارے جب آپ نڈھال ہوچکے تو اس وقت سے روزانہ ڈیڑھ سو رکعت پڑھنے لگے تھے۔ آپ کو دس لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں۔ آپ نے پانچ حج ادا کیا تین پیدل اور دو سواری پر، ہلال بن علاء فرماتے ہیں کہ خلق قرآن کے فتنے میں اگر امام احمد بن حنبل کوڑے کی سزا پانے کے باوجود حق پر ثابت قدم نہ رہتے تو ہزاروں مسلمان کافر ہوجاتے خداوند کریم امام احمد حنبل کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے کوڑوں کی مار برداشت کرلی اور حق پر ثابت قدم رہ کر ساری امت کو گمراہی سے بچالیا۔ خلیفہ معتصم نے آپ کو گرفتار کیا اور اٹھائیس ماہ جیل میں رکھ کر کوڑے لگواتا رہا۔ خلیفہ معتصم کے انتقال کے بعد واثق باللہ خلیفہ ہوا تو اس نے بھی کوڑوں کی مار اور جیل کی سختیاں جاری رکھی۔ یہاں تک کہ متوکل باللہ کے عہد میں معتزلی کا زور ٹوٹا اور آپ جیل سے نکالے گئے ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ ۸۵۵ء میں ستہتر برس کی عمر میں وصال فرمایا آپ کی نماز جنازہ میں بیس لاکھ کا مجمع تھا۔ اس مجمع سے متاثر ہوکر بیس ہزار یہودی نصرانی ومجوسی مسلمان ہوئے۔ دو سو تیس سال بعد آپ کے قبر کے بغل میں ایک دوسری قبر کھودی گئی تو آپ کی قبر کھل گئی، لوگوں نے دیکھا کہ آپ کا کفن سلامت اور جسم بالکل تروتازہ تھا۔

(اولیاء رجال الحدیث)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کر دینا مذکورہ امیر کے وصال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ: اللہ تعالےٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ غفرلی بتلفظی بِلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ وتصدیقی اَنّ محمّدًا رسول اللہ ؎

واقعہ ولایت بعہد مامون

حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مقبولیت و برتری اظہر من الشمس ہے آپ نے دین متین کی بیش بہا خدمات انجام دی اور بیشمار افراد آپ کے حلقہ درس میں رہ کر آپ کی علمی وروحانی فیضان سے سیراب ہوئے جس کی تفصیل بخوف طوالت نہیں دی جاسکتی۔ اور آپ کی ہمہ گیر مقبولیت کا ہی یہ عالم تھا کہ مامون م ۲۱۸ھ نے آپ کو مسند ولایت سونپنے کا فیصلہ کرلیا اور چاہا کہ آپ کو ولی عہد بناؤں تو سب سے پہلے فضل بن سہل کو بلاکر اپنے ارادے سے باخبر کیا اور اس کو کہا کہ تم اپنے بھائی حسن سے بھی اس کے متعلق مشورہ کرلینا مشورہ کے بعد دونوں مامون کے دربار میں حاضر ہوئے تو حسن نے اپنا مشورہ یہ سنایا کہ یہ ایک بڑا عظیم اقدام ہے اور اگر ایسا تم کردوگے تو ولایت وعمارت تمہارے خاندان سے رخصت ہوجائے گی اس کے بعد مامون نے کہا کہ میں نے اللہ تعالےٰ سے عہد کیا ہے کہ اگر میں دھوکہ بازوں پر قابو پاگیا تو خلافت کو بنی طالب کے افضل ترین فرد کو سونپ دوں گا اور علی رضا ان سب میں افضل ترین ہیں اور ایسا میں ضرور کروں گا۔ ان دونوں نے جب مامون کا عزم بالجزم دیکھا تو انکار واعتراض کرنے سے خاموش ہوگئے پھر مامون نے حکم دیا کہ تم دونوں ابھی امام علی رضا کی خدمت میں جاؤ اور میرے ارادے سے باخبر کرکے ولایت کو سونپ دو۔ وہ دونوں حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مامون کے ارادے سے آگاہ کرکے خلافت کو اختیار کرنے کو کہا۔ حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کام سے معذرت کی مگر وہ دونوں بضد رہے آخر میں حضرت نے چار و ناچار خلافت کو قبول فرمالیا۔ اور یہ شرط رکھی کہ میں کوئی امر و نواہی عزل و نصب وکلام کسی دوسرے اشخاص کی حکومت ودبدبہ کی بنیاد پر نہیں کرونگا اور ساتھ ہی جو چیز اپنی اصل پر فی الوقت موجود و قائم ہے اس کو تبدیل نہیں کرونگا، جب یہ باتیں مامون نے سنی تو اس نے آپ کے جملہ شرائط کو قبول کرلیا اور ایک تاریخی مجلس ۵، رمضان المبارک بروز پنجشنبہ ۲۰۱ھ کو منعقد کیا جسمیں اس کی ملک کے جملہ حل وعقد وارکان دولت جمع ہوئے اس وقت مامون نے فضل بن سہل کو حکم دیا کہ جملہ حاضرین جلسہ کو حضرت علی رضا کے امیر المومنین ہونے کی خبر کردو کہ آج کی تاریخ سے میں نے ان کو اپنا ولی عہد قرار دیا ہے۔ اس کے بعد حضرت تشریف لائے اور اپنے مخصوص مقام پر جلوہ گر ہوئے۔ اس وقت آپ سبز رنگ کے لباس پہنے ہوئے تھے اور سر پر عمامہ اور تلوار حمائل تھی مامون نے اپنے بیٹے عباس کو حکم دیا کہ تم کھڑے ہو کر سب سے پہلے اس سے بیعت کرو، بیعت کے بعد خطباء اور شعراء نے کھڑے ہو کر حضرت کی بلندئ شان اور ولی عہد ہونے کا بیان واضح طور پر کیا اس کے بعد مامون نے بیشمار زر وجواہرات حاضرین پر نچھاور کیا اس کے بعد پھر مامون نے آپ کو کہا کہ حضرت آپ کھڑے ہو کر لوگوں میں خطبہ پڑھیں؟

؎ مسالک السالکین ج۱ ص ۲۳۰/۲۳۱۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کھڑے ہوئے اور پہلے خدائے تعالےٰ کی حمد و ثنا کی اور حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر درود پڑھا پھر ارشاد فرمایا :

ایّھا النّاس انّ لنا علیکم حقًّا برسولِ اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم ولکم علینا حقّ بہ فاذا ادّیتم الینا ذٰلک وجب لکم علینا الحکم والسّلام [1]

قرآن مجید سے جواب دینا

حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ اکثر سوالات کے جوابات قرآن مجید سے دیا کرتے تھے آپ کو رب کائنات نے فہم قرآن کا اتنا عظیم علم عطا کیا تھا اور آپ کی فقاہت و دینی نظر اتنی بلند تھی کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں مامون حاضر ہوا تو آپ کو بیش قیمت لباس پہنے ہوئے دیکھ کر سوال کیا کہ : یا ابن رسول اللہ ! کیا ایسا لباس درست ہے ؟ آپ نے ارشاد فرمایا حضرت یوسف و سلیمان علیہم السلام اللہ تعالےٰ کے پیغمبر تھے اور قبا ہائے دیبا منسوج مذہب یعنی سونے کے تاروں سے بنے ہوئے قبا زیب تن فرماتے اور تخت مرصع پر جلوہ افروز ہو کر مخلوق خدا پر حکمرانی فرماتے اور امر و نواہی کی تلقین کرتے لہٰذا مقصد اصلی امام کا یہی ہے کہ عدل و انصاف کرے ، سچ بولے ، جب بھی حکم دے تو انصاف کا دے اور جب وعدہ کرے تو ایفا کرے اور یہ واقعہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اچھے لباس اور اچھے کھانے کو حرام نہیں فرمایا اس کے بعد یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی :

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ

"تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی" [2]

دوسرا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ مامون بیمار ہوا اور نذر مانی کہ صحت ہونے پر زر کثیر خیرات کروں گا ۔ جب صحتیابی ہوئی تو اس نے علمائے عصر سے زر کثیر کی تعداد پوچھی ، سبھی علماء نے اپنی سمجھ اور رسائی کے مطابق جواب دیا مگر ان جوابوں سے ماموں کو تشفی نہ ہوئی آخر میں اس نے آپ کی خدمت میں سوال پیش کرکے جواب مانگا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تراسی ۸۳ دینار خیرات کردو یہ زر کثیر کی تعداد ہے تو علماء نے پوچھا کہ اس تعداد پر زر کثیر کا اطلاق کس طرح ہوا ؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا قول ہے ۔

" لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۔" یعنی بے شک اللہ نے بہت جگہ تمہاری مدد کی" [3]

اور کل غزوات و سرایا تراسی ۸۳ تھے اور اس عدد کو عدد کثیر فرمایا گیا ہے ۔ چنانچہ ماموں کو یہ جواب بہت ہی پسند آیا اور اسی کے مطابق عمل کیا [4]

حضرت معروف کرخی کا اسلام لانا

آپ کی تبلیغی کوشش نے بیشمار افراد کو اسلام کا شیدائی بنایا آپ ہی کی عظیم کوششوں کی بدولت حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے پرانے مذہب سے تائب ہو کر آپ کے دست حق پرست پر ایمان لائے اور آپ کی فیض بخش صحبت نے اولیائے اکابرین کی صف

---

[1] تشریف البشر ص ۹۸ [2] سورہ اعراف آیت نمبر ۳۲ ترجمہ رضویہ [3] سورہ توبہ آیت نمبر ۲۵ ترجمہ رضویہ
[4] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۳۰

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

یں کھڑا کر دیا اور آپ ہی کی نیابت سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے ایک عظیم امام ہوئے۔

کشف و کرامات

حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالٰے عنہ کے کشف و کرامات کے واقعات بیشمار ہیں یہاں چند واقعات لکھے جاتے ہیں، مامون رشید نے جب آپ کو اپنا خلیفہ بنا کر آپ کو اپنا ولی عہد ٹھہرایا تو مامون رشید کے حاشیہ نشینوں کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ اب خلافت بنی عباس سے نکل کر بنی فاطمہ کی طرف منتقل ہو جائے گی اور وہ لوگ آپ سے جلنے لگے۔ حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالٰے عنہ کی یہ عادت تھی کہ مامون کے گھر تشریف لاتے اور اندر جانا چاہتے تو تمام درباری و خدام سب سرو قد تعظیم میں کھڑے ہو جاتے اور سلام عرض کرنے کے بعد پردہ اٹھا دیتے تاکہ آپ اندر تشریف لے جائیں، مگر جب وہ لوگ نفرت کرنے لگے تو باہم مشورہ کیا کہ اب جب وہ آئیں تو ہم لوگ الگ ہو جائیں اور پردہ نہ اٹھائیں گے۔ ابھی سب اس بات پر متفق ہو کر بیٹھے ہی تھے کہ حضرت تشریف لائے معًا تمام درباری کھڑے ہو گئے اور سلام عرض کئے اور پردہ اٹھا دیا جس طرح کہ عادت تھی۔ جب آپ اندر چلے گئے تو درباریوں نے ایک دوسرے کو ملامت کیا کہ جس بات پر تم لوگوں نے اتفاق کیا تھا اس کو کیوں چھوڑ دیا؟ سبھوں نے کہا اب ہم ایسا ہی کریں گے اور پردہ نہیں اٹھائیں گے دوسرے دن جب آپ تشریف لائے سبھوں نے کھڑے ہو کر سلام تو کیا لیکن پردہ نہیں اٹھایا، اچانک ہوا چلی اور اس تیز ہوا نے پہلے سے بھی زیادہ پردہ اٹھا دیا اور آپ اندر تشریف لے گئے، اور باہر آتے وقت پھر دوسری مرتبہ ہوا چلی اور پردہ کو اس سے بھی زیادہ تیز اٹھا دیا۔ جب آپ وہاں سے باہر تشریف لے گئے تو ان لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ: اس مرد کا اللہ تعالٰے کے نزدیک بڑا مرتبہ ہے اور اس کے حال پر اللہ تعالٰے کی خاص عنایت ہے۔ دیکھو آتے اور جاتے وقت ہوا نے کس طرح ہر دو جانب سے پردہ اٹھایا۔ اس لئے ہم لوگ جس طرح ان کی خدمت انجام دیتے تھے اسی طرح ادا کرتے رہیں کیونکہ اسی میں ہم لوگوں کی بھلائی ہے[2]۔

آپ کی دعا سے بارش کا ہونا

آپ کے ولی عہد ہونے کے بعد عرصہ تک بارش نہ ہوئی۔ دشمنوں نے مامون رشید سے شکایت کی کہ جب سے علی رضا ولی عہد ہوئے ہیں اللہ تعالٰے نے بارش کو موقوف کر دیا ہے اور یہ بات ان کے خراب ہونے کی دلیل ہے، مامون نے جب یہ بات سنا تو اس کو کافی گراں گذری اور آپ سے نزول باراں کے لئے دعا کا طالب ہوا۔ حضرت امام بروز دوشنبہ نماز استسقاء کے لئے کثیر جماعت کو لیکر ایک میدان میں نازل ہوئے جس وقت آپ دعا میں مصروف تھے تو تھوڑی ہی دیر نہ گذری تھی کہ ابر ظاہر ہوا اور بجلی چمکنے لگی جس کو دیکھ کر لوگوں نے جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ابھی ٹھہرو یہ ابر یہاں کے واسطے نہیں ہے۔ چنانچہ کئی بار ابر پیدا ہوا اور گذرا آپ ہر بار فرماتے رہے کہ یہ ابر یہاں کے واسطے نہیں ہے بلکہ فلاں جگہ کے واسطے ہے۔ آخر میں جب ابر پیدا ہوا تو آپ نے اس وقت اجازت دی اور سبھی لوگ اپنے اپنے مقام پر چلے گئے پھر اس قدر بارش ہوئی کہ تمام زمین پانی ہی پانی

---

[1] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۳۰۔ [2] تشریف البشر بذکر الائمۃ الاثنیٰ عشر ص ۱۰۵ طبع فی ۱۲۰۰ھ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

سے بھر گئی اور مخلوق خدا نے راحت و آرام کی سانس لیا[1]

آن واحد میں عربی بولنے لگنا

ملک سندھ کا رہنے والا ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سندھی زبان میں آپ سے گفتگو کرنے لگا آپ اس کی ہر بات کو سمجھ کر سندھی ہی زبان میں جواب دیتے رہے ۔ جاتے وقت اس شخص نے عرض کیا حضور! میں عربی زبان نہیں جانتا، اور تمنا رکھتا ہوں کہ عربی زبان سیکھوں؟ آپ نے اپنا دست مبارک اس کے لبوں پر پھیر دیا معًا وہ عرب کے فصیحوں کی طرح فصیح و بلیغ عربی زبان سے بولنے لگا[2]

زندہ جنازہ کا مردہ ہونا

ایک بار حاسدوں نے بغرض مذاق ایک زندہ شخص کو تابوت پر رکھ کر آپ کے پاس لائے کہ آپ نماز پڑھیں تو رسوا و شرمندہ کریں ۔ چنانچہ اسی مذاق کے تحت جنازہ کو آپکے آگے رکھا گیا اور آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھ دی ۔ نماز بعد ان لوگوں نے جب چادر اٹھائی تو اس کو مردہ پایا اور اپنے کئے پر نہایت نادم و پشیمان ہوئے اور مردہ کو کفن دیکر دفن کردیا ۔ جب تین دن گذر گئے تو آپ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا ۔ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰه تو قبر شق ہوگئی اور مردہ زندہ ہو کر نکل آیا[3]

دل کے خطروں پر آگاہی

ایک راوی کا بیان ہے کہ ریّان ابن الصّلت نے مجھ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں اور کہا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ حضرت امام اپنے کپڑوں میں سے ایک کپڑا مجھے پہنائیں گے اور اپنے نام کے سکہ زدہ درہموں میں سے چند دراہم مجھے عطا فرمائیں گے ۔ راوی نے کہا کہ جب میں حضرت امام علی رضا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ابھی آپ سے کوئی بات بھی نہیں کہا تھا کہ آپ نے خود ہی یہ فرمایا کہ ریّان بن الصّلتؒ چاہتا ہے کہ میرے پاس آئے اور امید رکھتا ہے کہ میں اسے ایک کپڑا پہناؤں اور جن درہموں پر میرا نام ہے ان میں سے کچھ درہم اس کو دوں ۔ اتنے میں ریّان آیا اور آپ نے کپڑا اور تیس درہم عطا کئے[4]

آپ کا علم مافی الارحام

جعفر ابن صالح کہتے ہیں کہ میری بیوی حاملہ تھی اسی ایام میں حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت مبارکہ میں حاضری کی سعادت حاصل کی اور عرض کیا کہ حضور! دعا کیجئے کہ رب قدیر میری بیوی کو ایک لڑکا عطا فرمائے ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیری بیوی دو بچوں کی حاملہ ہے میں اس بشارت عظمیٰ کو سنکر وہاں سے واپس ہوا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ ولادت کے بعد میں ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام علی رکھوں گا، یہ خیال آنا ہی تھا کہ آپ نے آواز دی اور ارشاد فرمایا کہ تم ایک کا نام علی اور دوسرے بچے کا نام ام عمر رکھنا ۔ چنانچہ جب ولادت ہوئی تو ایک لڑکا تھا اور دوسری لڑکی میں نے بچے کا نام علی اور بچی کا ام عمر رکھا ۔ ایک روز میں نے اپنی ماں سے پوچھا کہ ام عمر کیسا نام ہے، تو انہوں نے کہا کہ میری ماں کا نام ام عمر تھا[5]

---

[1] مسالک السالکین ج ا رص ۲۳۳ ۔ [2] مسالک السالکین ج ا رص ۲۳۳ و خزینۃ الاصفیار ج ا رص ۵۷ ۔ [3] مسالک السالکین ج ا رص ۲۳۲ ۔ [4] شواہد النبوہ ماخوذ رد تقویۃ الایمان ص ۱۸۸ ۔ [5] شواہد النبوہ ماخوذ رد تقویۃ الایمان ص ۲۳۶ ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

علم ماتکسب غدًا

شواہد النبوۃ میں تحریر ہے کہ ایک شخص خراسان کے ارادے سے اپنے شہر کوفہ سے نکلا چلتے وقت اس کی لڑکی نے ایک چادر دیا کہ اس کو فروخت کرکے فیروزہ لیتے آئیں گے ۔ جب وہ مرو پہنچا تو حضرت علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے چند غلام حاضر ہوئے اور کہا کہ حضرت امام علی رضا کے ایک غلام کا انتقال ہوگیا ہے اس لئے تمہارے پاس جو کپڑا موجود ہے اس کو ہمارے ہاتھ بیچ دو تاکہ ہم اس کپڑے میں اس کو کفنائیں اس شخص نے جواب دیا کہ میرے پاس کوئی اس قسم کا کپڑا نہیں ہے ، یہ سُن کر وہ لوگ چلے گئے مگر دوبارہ پھر لوٹ کر آئے اور عرض کیا کہ ہمارے آقا نے ہمیں خبر دی ہے کہ تیرے پاس ایک چادر ہے جو تیری لڑکی نے تجھ کو دی ہے تاکہ اس کو فروخت کرکے اس روپئے سے اس کے لئے تو فیروزہ خرید ے لہذا اس کی قیمت ہم لائے ہیں تو اس شخص نے اس چادر کو ان کے ہاتھ بیچ دیا اور دل میں خیال کیا کہ چل کر حضرت سے چند مسئلے دریافت کروں مسائل کو ایک کاغذ پر نوٹ کرلیا اور آپ کی خدمت میں جانے لگا ۔ جب آپ کے مکان کے دروازے پر پہنچا تو دیکھا کہ مخلوق کا اژدہام ہے اور بھیڑ کی وجہ سے آپ کے چہرہ کو بھی نہیں دیکھ پا رہا تھا حیران و پریشان کھڑا رہا ناگہاں ایک غلام آیا اور میرا نام لیکر پکارا اور ایک تحریر مجھے دیا اور کہا کہ اے فلاں ! یہ تیرے تمام مسئلوں کا جواب ہے ۔ جب میں نے اس کو پڑھا تو اس میں ان تمام مسائل کے شافی جواب موجود تھے[1]۔

آپ کا موت پر مطلع کرنا

حضرت امام علی رضا قدس اللہ سرہ العزیز ایک روز ایک شخص کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا: اے شخص تو جو کچھ چاہتا ہے اس کی وصیت کردے اور اس چیز کے لئے آمادہ ہو جا جس سے کسی شخص کو بھی گریز نہیں ہے ۔ یہاں تک کہ جب اس بات کے کہنے پر مکمل تین دن گزر گئے اس شخص کا انتقال ہوگیا[2]۔

کثرت مال کی پیشین گوئی

حسین بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت اقدس میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں جعفر بن عمر علوی کا گزر ہوا ، ہم میں سے بعض نے ان کی طرف بنظر حقارت دیکھا اس پر حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ عنقریب تم اس کو کثیر المال اور کثیر الخدم دیکھو گے : اس بات کو ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ وہ والی مدینہ ہوگئے اور ان کی حالت اچھی ہوگئی اور اکثر جب ان کا گزر ہم پر ہوتا تو ان کے گرد خدام اور فوج ہوتے جو ان کے ساتھ چلتے اور ہم ان کے لئے تعظیمًا کھڑے ہو جاتے اور دعا کرتے[3]۔

اولاد

ابن خشاب نے کتاب موالید اہلبیت میں لکھا ہے کہ حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پانچ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں جن کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں ۔ حضرت محمد جواد ۔ حسن ۔ جعفر ۔ ابراہیم ۔ حسین ۔ حضرت عائشہ رضوان اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین ۔

خلفاء

حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلفاء کرام کے اسمائے گرامی یہ ہیں ۔ حضرت معروف کرخی ۔ حضرت امام تقی ۔ حضرت میر ابو القاسم مکی رضوان اللہ تعالےٰ علیہم[4]۔

نقش خاتم

نقش خاتم آپ کا حَسْبِیَ اللہ تھا ۔

---

[1] خزینۃ الاصفیاء ، ج ۱ ، ص ۹۴ ، ورد تقویۃ الایمان ص ۳۰۳ ،
[2] ص ۲۲۷ ،
[3] تشریف البشر ص ۱۰۹ ،
[4] انوار صوفیہ ص ۸۴ ،

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تصانیف آپ نے مامون کے لئے ایک رسالہ علم طِب میں تصنیف فرمایا تھا اور کسی دوسری تصنیف کا ذکر کہیں نہ مل سکا۔[1]

وصال کے حیرت انگیز حالات

ہرثمہ بن اعین خادم خلیفہ مامون جو حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں رہتے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مجھ کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ میں تم کو ایک راز پر آگاہ کرتا ہوں جس کو امانت کے طور پر میری حیات تک محفوظ رکھنا ورنہ قیامت میں تیرا دامن گیر ہوں گا؟ میں نے قسم کھائی کہ ہرگز آپ کے راز کو آپ کی زندگی میں افشاء نہیں کروں گا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اے ہرثمہ! میری موت قریب ہے اور بہت جلد میں اپنے آباؤ اجداد سے ملنے والا ہوں میری موت کا سبب یہ ہوگا کہ میں انگور اور انار کے دانے خلیفہ کے پاس کھاؤں گا اور انتقال کر جاؤں گا۔ اس وقت خلیفہ میرے دفن کے بارے میں یہ چاہے گا کہ میری قبر اپنے باپ ہارون رشید کے قبر کے پیچھے کھدوائے اور وہاں دفن کرے۔ لیکن بحکم اللہ تعالٰی وہاں کی زمین سخت ہوجائے گی اور کدال کچھ کام نہ کرے گی جس کی وجہ سے قبر ہرگز کھود نہیں سکیں گے۔ اے ہرثمہ تو جان لے کہ میرا مدفن فلاں مقام میں ہوگا اور مجھ کو وہ جگہ بھی تبلادی پھر فرمایا کہ جب میرا جنازہ تیار ہو، اس وقت خلیفہ کو ان سب باتوں سے آگاہ کردینا اور نماز میں تھوڑا توقف کرنا کیونکہ ایک عربی شخص ناقہ سوار جنگل کی طرف سے آئے گا اور اس کی اونٹنی بچہ دیگی پھر وہ اس پر سے اتر کر مجھ پر نماز پڑھے گا، تم لوگ اس کے ساتھ نماز ادا کرنا۔ اس کے بعد قبر کی جگہ جو میں نے بتائی ہے اس کو کھودنا وہاں پر ایک قبر پٹی ہوئی تہ بتہ نکلے گی اور اس کی تہ میں سفید پانی ہوگا۔ پھر جس وقت اس کی تمام تہیں کھل جائیں اور پھر پانی نہ نکلے تو جان لینا کہ وہی میری جگہ ہے اور دفن کرنا۔ راوی کہتے ہیں کہ چند روز بعد آپ نے خلیفہ کے پاس انگور اور انار کھایا اور انتقال فرمایا ـــ ہرثمہ کا بیان ہے کہ میں آپ کے وصال کے بعد خلیفہ مامون کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ رومال ہاتھ میں لئے حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالٰی عنہ کے وصال کے غم میں رو رہے ہیں اور آنسوؤں کو پوچھتے جارہے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے امیرالمومنین ایک بات ہے اگر اجازت ہو تو عرض کروں؟ کہا بیان کرو! اس وقت میں نے سارا قصہ جو امام علی رضا رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا تھا بیان کردیا۔ مامون سُنکر کمال تعجب اور رنج کا اظہار کیا اس کے بعد تجہیز و تکفین کا حکم دیا اور آپ کے حکم کے بموجب نماز جنازہ میں ذرا تاخیر کی گئی کہ یکایک وہ عربی شتر سوار آکر موجود ہوا اور نماز پڑھ کر چل دیا اور اُس نے نہ کسی سے بات کی اور نہ ہی کسی کو مخاطب کیا خلیفہ نے حکم دیا کہ اس شخص کو لاؤ؛ لیکن اس کا کہیں پتہ نہ چلا۔ خلیفہ نے امتحاناً ہارون رشید کی قبر کے پیچھے قبر کھودنے کا حکم دیا لیکن وہ زمین پتھر سے زیادہ سخت نکلی اور کوئی اس کو کھود نہ سکا سبھی عاجز ہوگئے۔ پھر مقام آپ نے مقرر فرمایا تھا وہاں کھودنا شروع کیا فی الواقع جیسا فرمایا تھا اسی طرح سے ایک قبر مطبق منہ ظاہر ہوئی اور سفید پانی وہاں موجود تھا بعدہٗ اور تہیں ظاہر ہوئیں اور مقام مقصود میں آپ کو دفن کردیا گیا۔

دوسری روایت مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مذکورہ روایت میں اس بات کا اضافہ فرمایا ہے کہ لحد میں پانی بھر جائے گا اور اس میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں پیدا ہوں گی یہ روٹی جو میں دیتا ہوں ٹکڑے کرکے ڈالنا مچھلیاں ان ٹکڑوں کو کھا

---

[1] المان ص ۸۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جائے گی پھر ایک بڑی مچھلی پیدا ہوگی وہ چھوٹی مچھلیوں کو کھا جائیں گی جب مچھلیاں غائب ہو جائیں تب اپنا ہاتھ پانی پر رکھنا اور جو کچھ میں تعلیم کرتا ہوں پڑھنا یہاں تک کہ پانی ختم ہو کر لحد خشک ہو جائے [1]

تاریخ وصال

آپ کو انگور میں زہر ملا کر کھلایا گیا جس سے آپ ۲۱ رمضان المبارک ۲۰۳ھ بروز جمعہ ۵۵ سال کی عمر میں شہادت پائی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن ۔

مزار پر انوار

آپ کا مزار پر انوار طوس میں بمقام سناآبا جو قرب بغداد کے ہے اور جسے اب مشہد مقدس کہتے ہیں۔ زیارت گاہ خلائق ہے ملفوظات ایک شخص نے سوال کیا کہ اللہ تعالےٰ بندوں کو ایسی تکلیف دیتا ہے جس کے وہ متحمل نہ ہوں؟ فرمایا اللہ تعالےٰ بڑا عادل ہے ایسی تکلیف کسی کو نہیں دیگا پوچھا گیا کہ بندوں کو اپنے ارادے پر قدرت حاصل ہے ارشاد فرمایا بندہ اس بات سے بالکل ہی عاجز ہے۔

---

[1] تشریف البشر ص ۱۱۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ نہم

مقتدائے اہلِ طریقت، رہنمائے راہِ حقیقت

حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

٢ محرم الحرام سنہ ٢٠٠ھ

یا شہ معروف مارا رہ سوئے معروف دہ

یا سرے امن از سقط درد و سر امداد کن

(اعلیحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى الشَّيْخِ معروفِ الْكَرْخِيِّ رَضِيَ اللّٰه تعالےٰ عنہ

بہرِ معروف و سری معروف دے بیخود سری
جندِ حق میں گن جنید باصفا کے واسطے

ولادت آپ کی ولادت کرخ میں ہوئی۔

اسمِ شریف و کنیت آپ کا اسم مبارک اسدالدین اور مشہور نام معروف کرخی اور کنیت ابو محفوظ ہے۔

والد آپ کے والد ماجد کا نام فیروز ہے۔[1]

تعلیم و تربیت آپ کی تعلیم و تربیت سلطانِ ملتِ مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خانوادے یعنی بارگاہ حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں ہوئی اور آپ ہی کی بارگاہ میں سلوک و معرفت و علم و حکمت کے منازل کو طے فرمایا اور خلافت سے سرفراز کئے گئے۔[2]

ابتدائی حالات ابتدا میں آپ غیر مسلم تھے مگر بچپن ہی سے آپ کے قلب و جگر میں اسلام کی تڑپ اور جوش و عقیدت موجود تھی آپ مسلمان بچوں کے ساتھ نماز پڑھتے اور ماں باپ کو اسلام کی ترغیب دیتے رہتے۔ آپ کے والدین نے ایک عیسائی معلم کے پاس آپ کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے بیٹھا دیا۔ اس معلم نے پہلے آپ سے سوال کیا کہ بچے! یہ بتاؤ کہ تمہارے گھر میں کتنے آدمی ہیں؟ آپ نے کہا میں اور میرے والد اور میری والدہ کل تین آدمی ہیں۔ تو تم کہو" ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ" یعنی عیسیٰ تین خداؤں میں کا تیسرا۔ آپ فرماتے ہیں کہ عالم کفر میں بھی میری غیرت نے یہ گوارہ نہ کیا کہ ایک کے سوا دوسرے کو پکاروں اس لئے میں نے فوراً انکار کر دیا اس پر معلم نے مجھکو مارنا شروع کیا وہ جس شدت سے مارتا میں اسی جرأت سے انکار کرتا آخر عاجز ہو کر اس نے میرے والدین سے کہا کہ اس کو قید کر دو۔ تین روز تک قید میں رہا اور ہر روز ایک روٹی ملتی تھی مگر میں اس کو چھوا تک نہیں۔ اور جب مجھے وہاں سے نکالا گیا تو میں بھاگ گیا۔ چونکہ میں والدین کا اکیلا ہی لڑکا تھا اس لئے میری جدائی سے انہیں سخت قلق ہوا۔ اور کہنے لگے وہ جہاں بھی گیا ہے میرے پاس لوٹ تو آئے وہ جس مذہب کو چاہے اختیار کرے ہم بھی اسی کے ساتھ اپنا دین تبدیل کر دیں گے۔ چنانچہ میں حضرت علی رضا رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر داخل اسلام ہو کر اس انمول دولت کو اپنے ساتھ لے کر گھر واپس ہوا میرے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے الحمد للہ میرے والدین کر بھی مسلمان ہو گئے۔[3]

---

[1] سفینۃ الاولیاء و تاریخ اولیاء ج ۱ ص ۲۰۵ ـ [2] کشف المحجوب ص ۱۷۸ ـ
[3] تذکرۃ الاولیاء ص ۲۲۱ و خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۷۶ ـ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

آپ کے اساتذہ کرام

آپ نے مکمل تعلیم و تربیت حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں پائی ان کے علاوہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ م ۱۵۰ھ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بھی حاصل فرمایا اور علم طریقت حضرت حبیب راعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے حاصل کی۔

فضائل

ہمدم نسیم وصال، محرم حریم جلال، مقتدائے اہل طریقت، رہنمائے راہ حقیقت، عارف اسرار معرفت قطب وقت حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، آپ بدر طریقت و مقتدائے طائف مخصوص تھے اور انواع لطافت کے ساتھ وقت کے سردار اور خلاصائے عارفانِ عہد تھے۔ بلکہ اگر آپ عارف نہ ہوتے تو معروف نہ ہوتے آپ مرید حضرت حبیب راعی کے تھے اور حضرت اویاتکائی م ۱۶۲ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کو نیابت و خلافت سے نوازا تھا۔ آپ نے حضرت داؤد طائی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ریاضت شاقہ طے فرمایا اور صدق میں ایسا قدم رکھا کہ معروف ہوگئے۔ آپ اذان اس شان سے پڑھتے کہ جب اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کہتے تو شدت خوف سے رونگٹے اور داڑھی کے بال کھڑے ہوجاتے اور اس قدر بے قرار ہوجاتے کہ معلوم ہوتا کہ اب زمین پر گر پڑیں گے۔ بارہا رات رات بھر آپ کی مسجد سے گریہ وزاری کی آواز آتی اور دعا و استغفار میں مشغول رہتے حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے جو کچھ ملا ہے وہ حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل میں ملا ہے۔ حضرت عبدالوہاب کا قول ہے کہ حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بڑا تارک الدنیا میں نے کسی کو نہ دیکھا۔ آپ کے تصرف کا یہ عالم ہے کہ آپ کی قبر مقدس قضائے حاجات کے لئے تریاق مانی جاتی ہے [1] آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے نویں امام و شیخ طریقت ہیں۔

عادات وصفات

آپ کو غربا اور یتیموں سے بے پناہ انس تھا۔ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عید کے دن آپ کو کھجوریں چنتے ہوئے دیکھا تو میں نے دریافت فرمایا کہ حضور! آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس لڑکے کو روتا ہوا دیکھا اس سے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو؟ اس بچے نے جواب دیا کہ میں یتیم ہوں اور آج عید کا دن ہے سب لوگ نئے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ نے کہا کہ میں کھجوریں اس لئے چن رہا ہوں تاکہ اس کو فروخت کرکے اس بچے کو اخروٹ خرید دوں کہ یہ اس سے کھیلے اور اس میں مشغول ہونے کی وجہ سے نہ روئے۔ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس کام کو انجام دے رہا ہوں آپ بے فکر رہیں۔ پھر میں اس لڑکے کو اپنے ہمراہ لیکر کپڑے کی دوکان پر پہنچا اور اس کو نئے کپڑے خرید کر پہنا دیئے اور اس کام سے میرے دل میں ایک نور پیدا ہوا اور میری حالت ہی کچھ اور ہوگئی [2]

ہمہ وقت باوضو رہنا

منقول ہے کہ ایک دن آپ کا وضو ٹوٹ گیا آپ نے اسی وقت تیمم فرمالیا، لوگوں نے عرض کیا کہ حضور! دریائے دجلہ سامنے ہے تیمم کیوں کر رہے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ممکن ہے کہ دریائے دجلہ تک پہنچتے پہنچتے میرا دم نکل جائے [3]

---

[1] کشف المحجوب و تذکرۃ الاولیاء ص ۲۲۱ و مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۸۷ [2] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۸۷
[3] خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۷۷ ، ۲۸۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

آپ کے خلق سے ضعیفہ ولیہ ہوگئی

ایک دفعہ آپ نے دریائے دجلہ کے کنارے قرآن شریف اور کپڑے وغیرہ رکھکر غسل کرنا شروع کیا اس وقت ایک ضعیفہ آئی اور آپ کے سامان کو لیکر بھاگنے لگی ۔ آپ نے اس کا پیچھا کیا اور ایک جگہ روک کر کہا : کوئی حرج نہیں میں تمہارا بھائی معروف کرخی ہوں، کیا تمہارا کوئی لڑکا یا بھائی یا شوہر ہے جو قرآن شریف پڑھے ؟ انہوں نے کہا نہیں ۔ تو آپ نے فرمایا کہ قرآن شریف مجھے دیدو اور کپڑے لیلو ؛ میں نے دنیا و آخرت میں ہر جگہ تمہیں معاف کیا ۔ یہ سن کر ضعیفہ کو اتنی شرم آئی کہ اس نے توبہ کی اور آپ کی برکت سے ولیہ ومتقیہ ہوگئی ۔[1]

آپ کی دنیا سے بیزاری

حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے آپکے ایک دوست نے فرمایا کہ حضور ! وہ کیا چیز ہے جس نے آپ کو خلق اللہ اور اس دنیا سے متنفر کرکے خلوت میں بٹھا کر عبادت الٰہی میں مشغول کردیا ہے ؟ کیا آپ کو موت کے ڈر یا قبر کا خوف ، یا دوزخ کے ڈر ، یا پھر جنت کی امید نے خلوت اختیار کرائی ؟

ان سبھی سوالات کے جوابات میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے شخص تو کیا چھوٹی چھوٹی اور ادنی چیزوں کا ذکر کرتا ہے — ارے مَالِكُ الملك وَخَالِقُ الكُل کے سامنے ان سب چیزوں کی کیا حقیقت ہے ۔ یہ سب چیزیں اس وحدہٗ لاشریک کے ادنیٰ غلام ہیں اگر تو اس کی دوستی کا مزہ چکھ لے تو پھر ان سب چیزوں سے بے رغبتی رکھنے لگے ۔[2]

کوڑوں سے نفس کی اصلاح

حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اتنے عظیم و بلند مرتبے پر فائز ہونے کے باوجود اپنے رب کی بارگاہ میں بڑی گریہ وزاری فرماتے اور کبھی کبھی آپ اپنے دست مبارک میں کوڑے لیکر اپنے کو مارا کرتے اور یہ کہتے یا نَفْسِ اَخْلُصِیْ اے میرے نفس تو اخلاص اختیار کرتا کہ تو خلاصی پاسکے ۔[3]

کشف وکرامات

حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بیشمار کشف وکرامات سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے ۔

① ایک مرتبہ ایک ڈاکو گرفتار ہوا ۔ حاکم نے حکم دیا کہ اس ڈاکو کو سولی دیدی جائے ۔ حکم پاتے ہی اس کو سولی پر لٹکا دیا گیا اور ڈاکو کا سولی ہی پر انتقال ہوگیا ۔ ابھی اس کی لاش سولی ہی پر تھی کہ اس طرف سے حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا گذر ہوا ۔ لاش کو سولی پر دیکھ کر آپ لرز گئے اور اس کے لئے دعائے مغفرت فرمانے لگے کہ ، اے رحمٰن ورحیم ! اس شخص نے اپنے کئے کی سزا دنیا ہی میں پالیا ، تو غفور رحیم ہے اگر اس کی خطا معاف فرمادے اور دارین میں اسے عزت بخش دے تو تیرے بخشش کے خزانوں میں کمی نہیں ہوسکتی ۔ یکا یک ایک غیبی آواز آئی جس کو سارے شہر والوں نے سنا کہ جو کوئی اس سولی والے شخص کی نماز جنازہ پڑھیگا وہ آخرت میں بڑے رتبے پائے گا ۔ اس غیبی آواز کے سنتے ہی تمام شہر کے لوگ جمع ہوگئے اور ہاتھوں ہاتھ اسے سولی سے اتارا اور بخوبی غسل وکفن دیکر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کردیا ۔ رات میں ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور وہ ڈاکو نمازیوں کے ساتھ وہاں شاندار لباس پہنے ہوئے موجود ہے ۔ اس سے پوچھا کہ اتنی عظیم دولت تجھے کس طرح ملی ؟ اس نے جواب دیا کہ حضرت معروف کرخی رضی اللہ

---

[1] تذکرۃ الاولیاء ص ۲۲۲

[2] 〃 〃 〃

[3] تذکرۃ الاولیاء ص ۲۲۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تعالےٰ عنہ کی دعا اللہ رب العزت نے قبول فرمالی اور میری بخشش فرمادی ۔[1]

حضرت کے ماموں شہر کے حاکم تھے ۔ ایک روز ان کا گزر جنگل میں ہوا ۔ وہاں پر حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیٹھے ہوئے روٹی تناول فرمارہے تھے اور قریب ہی بیٹھے ایک کتے کو بھی روٹی کھلا رہے تھے ۔ آپ کے ماموں نے کہا کہ کتے کے قریب کیوں روٹی کھا رہے ہو ؟ آپ نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک پرندہ ہوا میں اڑ رہا ہے ، اس کو آواز دی ۔ پرندہ حکم پاتے ہی نیچے اتر آیا اور آپ کے ہاتھ پر آکر بیٹھ گیا مگر شرم کی وجہ سے اپنا منہ اور اپنی آنکھیں اپنے پر سے چھپالیا ۔ حضرت نے فرمایا کہ دیکھو جو شخص خدائے تعالےٰ سے شرم رکھتا ہے ہر چیز اس سے شرم رکھتی ہے ۔ آپ کے ماموں نے یہ شان دیکھی تو بڑے شرمندہ ہوئے ۔[2]

حضرت ایک روز ایک جماعت کے ساتھ کہیں جارہے تھے کہ دریائے دجلہ کے کنارے نوجوانوں کی ایک جماعت کو دیکھا جو فسق و فجور میں مبتلا تھے آپ کے ساتھیوں نے کہا کہ حضور ! ان کے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالےٰ ان تمام بدمعاشوں کو غرق کردے تاکہ اس کی نحوست پھیلنے نہ پائے ۔ حضرت نے فرمایا کہ تم سب اپنے ہاتھ کو اٹھاؤ میں دعا کرتا ہوں اور تم لوگ صرف آمین کہنا ۔ چنانچہ سبھوں نے ہاتھ اٹھائے اور آپ نے دعا کی کہ الٰہی جس طرح تو نے ان لوگوں کو اس دنیا میں عیش و عشرت سے نوازا اسی طرح اس جہان میں بھی عیش و عشرت عطا فرما ۔ آپ کی اس دعا پر آپ کے ساتھیوں کو تعجب ہوا اور وجہ دریافت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا تم لوگ ذرا دیر ٹھہرو میرا مقصد ابھی ظاہر ہو جاتا ہے ۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد اس جماعت کی نظر جو نہی حضرت پر پڑی تو ان لوگوں نے اپنے باجے گاجے کو توڑ دیا ۔ اور شراب کو پھینک دیا اور زار و قطار رونے لگے ۔ اور تمام لوگ آپ کے قدموں پر گر پڑے اور صدق دل سے تائب ہو گئے ۔ حضرت نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ دیکھ لیا تم لوگوں نے ۔ یہی میری مراد تھی جو حاصل ہوئی ۔ بغیر اس کے کہ یہ غرق ہوں یا ان لوگوں کو تکلیف پہنچے ۔[3]

خلفاء

آپ کے مشہور خلفائے کرام جنہوں نے اسلام کی عظیم خدمات انجام دیں حسب ذیل ہیں ۔ (۱) حضرت شیخ سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ (۲) حضرت شاہ محمد (۳) حضرت شاہ قاسم بغدادی (۴) حضرت عثمان مغربی (۵) حضرت حمزہ خراسانی (۶) حضرت ابو نصر ابرار (۷) حضرت شاہ مستعانی (۸) حضرت شاہ ابو سعید (۹) حضرت ابو ابراہیم داؤدی (۱۰) حضرت ابو الحسن ہارونی (۱۱) حضرت شاہ جعفر خلیدی (۱۲) حضرت شاہ محمد رومی (۱۳) حضرت شاہ منصور عارف ابو کاتب (۱۴) حضرت شاہ عبد الحق حقائق آگاہ (۱۵) حضرت شاہ علی رودباری رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین ۔[4]

تجہیز و تدفین

منقول ہے کہ جب آپ کا وصال ہوا تو تمام اہل ادیان نے دعویٰ کیا کہ ہم آپ کا جنازہ اٹھائیں گے چنانچہ یہود ی ، ترسا ں مسلمان سب اس کے دعویدار تھے ۔ آپ کے خادم نے کہا کہ حضرت نے مجھ سے وصیت فرمائی ہے کہ جو قوم میرا جنازہ زمین سے اٹھائے گی وہی قوم میری تجہیز و تکفین کرے گی ۔ اس لئے سب سے پہلے یہودیوں نے کوشش کی لیکن جنازہ کو شدید کوشش کے باوجود نہیں اٹھا سکے ۔ پھر ترسانے کوشش کی وہ بھی ناکام رہے آخر میں مسلمانوں نے جنازہ کو اٹھالیا اور آپ کو دفن فرمایا ۔[5]

---

[1] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۸۸ [2] تذکرۃ الاولیاء ص ۲۳۱ [3] تذکرۃ الاولیاء ص ۲۲۲ [4] شجرۃ الکاملین ص ۱۲۸
[5] عوارف المعارف ص ۶۵۱ و خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۷۷ ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

دیدار بعد وصال

حضرت محمد بن الحسین روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ رب تبارک وتعالےٰ نے آپ سے کیسا معاملہ کیا ! آپ نے ارشاد فرمایا کہ رب غفور رحیم نے مجھے بخش دیا۔ زہد و تقویٰ کی وجہ سے نہیں بلکہ صرف اس بات کے عوض جو حضرت سماک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فہ میں سُنی تھی کہ جو تمام تعلقات سے منقطع ہو کر حق تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے تو حق تعالےٰ بھی اپنی رحمت کو اس کی جانب متوجہ کر دیتا ہے ، اور تمام مخلوق کو اس کی جانب پھیر دیتا ہے ، ان کی اس بات کو سن کر میں حق تعالیٰ کی طرف طمانیت قلبی کے ساتھ متوجہ ہو گیا اور حضرت علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمتِ بابرکت کے سوا تمام اشغال سے دست بردار ہو گیا۔ [۱]

اور ایک دوسری روایت آپ کے محبوب خلیفہ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے فرماتے ہیں کہ میں نے وصال کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ عرش الٰہی کے نیچے وارفتہ اور خود رفتہ ہیں رب تعالےٰ نے ندا کی کہ اے فرشتو ! یہ کون ہے ؟ فرشتوں نے عرض کیا اے رب ذوالجلال تو اس سے بخوبی واقف ہے تیرے سامنے کوئی شئی پوشیدہ نہیں ، رب تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ معروف کرخی ہے۔ جو ہماری محبت ودوستی میں بیخود ومتوالا ہو گیا ہے اور یہ بغیر ہمارے دیدار کے ہوش میں نہیں آئے گا اور نہ ہی ہمارے دیدار کے سوا اسے تسلی ہو گی۔ [۲]

ملفوظات

○ آپ نے فرمایا کہ جوان مردوں کی تین علامتیں ہیں۔ وعدہ کو پورا کرنا ، بغیر کسی غرض کے تعریف کرنا ، اور بغیر سوال کئے عطا کرنا ○ زبان کو مدح سے اس طرح بچانا چاہیئے جس طرح کہ برائی سے ○ تصوف نام ہے حقائق کے حصول اور مخلوق کے مال ومتاع سے ناامیدی اور جو شخص صاحب فقر نہیں صاحب تصوف نہیں ○ بہشت کی طلب بغیر عمل کے گناہ ہے اور شفاعت کا انتظار بغیر سنت کی حفاظت کے ایک قسم کا غرور ہے اور رحمت کی امید نافرمانی کی حالت میں جہالت وحماقت ہے ○ آنکھ کو ہر طرف سے بند کرلے اگرچہ سامنے پری صورت ہو ○ جو بنیاد کبھی ویران نہ ہو وہ عدل ہے تلخی جس کا آخر شیریں ہو صبر ہے اور وہ شیریں جس کا آخری تلخ ہو شہوت ہے اور وہ لاجس سے لوگوں کو بھاگنا چاہیئے وہ عیش ہے ○ محبت تعلیم وتربیت سے نہیں بلکہ عطائے رب سے حاصل ہوتی ہے ○ رنج ومصیبت آئے تو اس کا علاج اس کے چھپانے ہی میں ہے ○ عارف اگرچہ نعمت نہیں رکھتا باوجود اس کے وہ ہمیشہ نعمت میں ہے۔ [۳]

تاریخ وصال

آپ کا وصال ۲ محرم الحرام ۲۰۰ھ بروز جمعہ یا یکشنبہ کو خلافت مامون رشید خلیفہ ہفتم عباسی کے عہد میں ہوا ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔

مزارِ مقدس

آپ کا مزار مقدس بغداد شریف میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ چنانچہ آپ کے مزار مقدس کے بارے میں خطیب بغدادی ۴۶۳ھ ارشاد فرماتے ہیں کہ قَبْرُہٗ مُجَرَّبٌ بقضاء الحوائج یعنی حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مقدس حاجتیں پوری ہونے کے لئے مجرب ہے اور حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تجھے کوئی حاجت درپیش ہو تو قسم دے کہ اے رب بحق معروف کرخی میری حاجت روائی کر ، تو اسی وقت دعا قبول ہو جائے گی۔ [۴]

---

[۱] تذکرۃ الاولیاء ص ۲۲۴ ۔ [۲] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۹۰ وعوارف المعارف وکشف المحجوب ص ۱۴۳
[۳] ... [۴] تاریخ بغداد للخطیب ومسالک السالکین ج ۱ ص ۲۸۶

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ دہم

نقطہ دائرۂ لایقطی

حضرت شیخ سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۱۵۵ھ ——— ۱۳ رمضان المبارک ۲۵۳ھ ۸۶۷ء

یا شہ معروف مارا، رہ سوئے معروف دہ

یا سر امن از سقط در دو سرا مدار کن

(اعلیٰ حضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى الشَّيْخِ سَرِيِّ نِ السَّقْطِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ۝

بہر معروف و سری معروف دے بیخود سری

جُند حق میں گن جنید باصفا کے واسطے

ولادت شریف آپ کی ولادت تقریباً ۱۵۵ھ میں بغداد شریف میں ہوئی۔

اسمِ مبارک آپ کا نام نامی واسم گرامی سِرّ الدین اور کنیت ابوالحسن ہے۔ اور مشہور نام سریؔ[1] سقطیؔ[2] ہے[3]

ابتدائی حالات آپ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ابتدائے حال طریقت سے کچھ آگاہ فرمائیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز حضرت حبیب راعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا گزر میری دوکان سے ہوا۔ میں نے انہیں روٹی کے کچھ ٹکڑے عنایت کئے تاکہ فقراء میں تقسیم فرمادیں اس وقت انہوں نے مجھے دعا سے نوازا اور ارشاد فرمایا کہ خدا تجھے نیکی کی توفیق دے یہاں تک کہ اسی دن سے اپنی دنیا کو سنوارنے کا خیال میرے دل سے جاتا رہا[4]

بیعت وخلافت آپ حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید وخلیفہ تھے اور انہیں سے علوم ظاہر و باطن اکتساب فرمایا۔

والدِ ماجد آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت مغلس رضی اللہ تعالےٰ عنہ تھا[5]

فضائل نفس کشتۂ مجاہدہ، دل زندۂ مشاہدہ، سالک حضرت ملکوت، شاہد عزت جبروت، نقطۂ دائرۂ لاہوتی حضرت شیخ وقت سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے دسویں امام وشیخ طریقت ہیں، آپ اہل تصوف کے امام اور اصناف علم میں کمال رکھتے تھے۔ علم وثبات کے پہاڑ اور مروت وشفقت میں یکتائے زمان تھے اور رموز واشارات میں یگانۂ روزگار تھے۔ حضرت فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے شاگرد رشید تھے۔ اور آپ تبع تابعین سے تھے۔

سب سے پہلے جس نے حقائق ومعارف کو بغداد میں نشر فرمایا وہ آپ ہی ہیں۔ اور عراق کے بہت سے مشائخ آپ کے سلسلہ ارادت سے منسلک تھے۔ آپ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ماموں اور شیخ طریقت تھے۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ طریقت جیسا کامل کسی کو بھی نہیں دیکھا اور حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ

---

[1] سری کے معنیٰ جوان مرد کے ہیں۔ [2] گرے پڑے میوے سمیٹ کر بازار میں ارزاں بیچنے والا۔ [3] انوار صوفیہ ص ۱۰۴ [4] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۹۲ [5] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۹۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

میں آپ کے سوا کسی سے سوال نہ کرتا تھا کیونکہ میں آپ کے زہد و تقوی سے واقف تھا اور جانتا تھا کہ جب آپ کے دستِ مبارک سے کوئی چیز باہر جاتی ہے تو آپ خوش ہوتے ہیں۔ [۱]

عبادت وریاضت

حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالے عنہ کا معمول تھا کہ روزانہ ایک ہزار رکعت نفل نماز پڑھتے تھے چنانچہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالے عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ عابد و زاہد کامل کسی کو نہیں دیکھا اور آپ کے علاوہ اور کسی میں یہ بات نہ دیکھی کہ آپ کی عمر شریف ۹۸ سال کی ہوئی مگر سوائے موت کے وقت کے کبھی آپ کو لیٹے ہوئے نہیں دیکھا [۲]

اشتیاق دیدار الٰہی

آپ اکثر یوں فرمایا کرتے "اَللّٰھُمَّ مَھْمَا عَذَّبْتَنِیْ بِہٖ مِنْ شَیْءٍ فَلَا تُعَذِّبْنِیْ بِذُلِّ الْحِجَابِ"۔ یعنی اے خدا! اگر مجھے کسی چیز سے عذاب پہنچانا ہے تو تجھے اختیار ہے اور اس کے لئے میں حاضر ہوں لیکن وہ عذاب حجاب کی ذلت کا نہ ہو۔ کیونکہ تجھ سے حجاب میں نہ ہونے کی صورت میں آنے والی بلائیں اور تیرا عذاب ترے ذکر اور مشاہدہ کی بدولت معلوم نہ ہوگا، لیکن اگر تجھ سے حجاب میں رہوں تو تیری ابدی نعمتیں بھی میری ہلاکت کا ذریعہ ہوں گی۔ حجاب وہ بلا ہے کہ خود دوزخ میں بھی اس سے زیادہ سخت کوئی عذاب نہیں ہے۔ اگر دوزخیوں کو دوزخ میں اللہ تعالے کا مشاہدہ حاصل ہوتا تو انہیں ایسا سرور حاصل ہوتا کہ بدن پر عذاب کی تکلیف اور جسمانی آزار کو یکسر بھول جاتے اور عذاب و بلا کا احساس تک نہ ہوتا بہشت کی نعمتوں میں دیدار الٰہی سے بڑھ کر کوئی نعمت کامل تر نہیں ہے۔ اگر اہل بہشت کو وہ تمام نعمتیں بلکہ ان سے بھی سیکڑوں گنا مزید نعمتیں حاصل ہوں، لیکن دیدار الٰہی حاصل نہ ہو تو وہ دل وجان سے ہلاک و برباد ہو کر رہ جائیں [۳]

آیتِ قرآنی کی تشریح

حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالے عنہ اس ارشاد ربانی "اِصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا" کی تشریح اس طرح ارشاد فرماتے ہیں۔ سلامتی کی توقع رکھتے ہوئے شدائد دنیوی پر صبر کرو، اور جنگ کے وقت ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو، اور نفس لوامہ کی خواہشات کو روک دو، اور ان باتوں سے بچو جن کا انجام ندامت ہے۔ جب یہ شرائط بجالاؤ گے تو امید ہے کہ عزت وکرامت کی بساط پر تم کامیابی حاصل کر سکو [۴]

قول وفعل میں مطابقت

حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالے عنہ اپنے مشائخ کرام کے مظہر تھے اور قول وفعل میں ان کے نقش قدم پہ تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ کی بارگاہ میں آپ کے ایک عقیدت کیش حاضر ہوئے اور مسئلہ صبر کی تشریحات آپ سے چاہی؛ آپ صبر کے موضوع پر تقریر فرمانے لگے، اثنائے تقریر ایک بچھو آپ کے پاؤں میں ڈنک مارنے لگا۔ تو لوگوں نے کہا کہ حضور! اس کو مار کر ہٹا دیجئے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں جس موضوع پر تقریر کر رہا ہوں اس کے خلاف کام کروں۔ یعنی بچھو کے ڈنک مارنے پر بے صبری کا اظہار کروں [۵]

آپ کے شیخ طریقت کی دعا کی برکت

حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالے عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک روز آپ کے پیر و مرشد حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالے عنہ ایک یتیم بچے کو ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے ارشاد فرمایا کہ اس یتیم بچے کو کپڑا پہنا دو، میں نے اس بچے کو کپڑا پہنا دیا اس کے

---

[۱] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۹۲ [۲] کشف المحجوب ص ۱۷۴ وتاریخ اولیاء ج ۱ ص ۲۰۷ [۳] تذکرۃ الاولیاء ۲۲۹،
[۴] تذکرۃ الاولیاء شجرۃ الکاملین [۵] عوارف المعارف ص ۱۸۷

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بعد آپ نے میرے حق میں یہ دعا فرمائی کہ: خدائے تعالیٰ دنیا کو تیرے لئے دشمن کر دے اور تجھے اس شغل سے راحت دے۔ تو آپ کی اس دعا کی یہ برکت ظاہر ہوئی کہ یکبارگی میں دنیا سے فارغ اور کنارہ کش ہو گیا[1]

آپ کی منکسر المزاجی

حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بڑے ہی منکر المزاج تھے ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیس سال ہو گئے کہ میں ایک ہی شکر پر استغفار کر رہا ہوں، لوگوں نے پوچھا کس طرح؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ایک روز بغداد کے بازار میں آگ لگ گئی جس کی وجہ سے بازار کی تمام دوکانیں جل گئیں مگر میری دوکان جلنے سے محفوظ رہی اور اس وقت میں اپنے گھر موجود تھا۔ ایک شخص نے آکر مجھ کو یہ خبر دی کہ آپ کی دوکان نہیں جلی؛ میں نے فوراً الحمدللہ کہا۔ تو صرف اس خیال سے کہ میں نے اپنے آپ کو دوسرے مسلمان بھائیوں سے بہتر خیال کیا اور دنیا کی سلامتی پر شکر کیا۔ اپنے اسی قصور پر مسلسل استغفار کر رہا ہوں[2]

کاروبار کی سچائی

حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ابتداء میں تجارت کرتے تھے اور پانچ فیصدی سے زیادہ نفع لینا پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے بادام بغرض تجارت خریدا اور چندہی نوں کے بعد بادام کا بھاؤ بہت چڑھ گیا۔ ایک دلاّل آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ آپ اپنے باداموں کو مجھ سے فروخت کر دیجئے تو آپ نے فرمایا کہ تم ترسٹھ دینار میں اس کو خرید و؛ اس دلاّل نے کہا کہ اس وقت ان باداموں کی قیمت نوّے دینار ہے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تو یہی قصد کر لیا ہے کہ پانچ فیصدے زیادہ منافع نہیں لونگا، اور میں اپنی اس رائے کو تبدیل کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ تو دلاّل نے کہا کہ میں آپ کے مال کو موجودہ وقت کے بھاؤ سے کم پر بیچنا پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ وہ مال اسی طرح پڑا رہا اور نہ دلال کم بیچنے پر راضی ہوا اور نہ آپ زیادہ پر راضی ہوئے[3]

ایک وعظ کی مجلس

حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک مرتبہ بغداد شریف میں تقریر فرما رہے تھے کہ خلیفۂ بغداد کا ایک مصاحب احمد بن یزید بڑے ہی کرّ وفر سے حاضر ہوا اور آپ کی تقریر سننے کے لئے بیٹھ گیا اس وقت آپ یہ ارشاد فرما رہے تھے کہ تمام مخلوقات میں انسان سے زیادہ ضعیف کوئی مخلوق نہیں مگر باوجود اس قدر ضعف کے گناہ کرنے میں کتنا جری اور بہادر بنتا ہے افسوس، صد افسوس ـــ آپ کے ان فقروں کا احمد بن یزید کے دل پر خاص اثر ہوا۔ اور تقریر ختم ہونے پر اپنے مکان پہنچا اور رات کو کھانا بھی نہیں کھایا اور اسی بھوک کی حالت میں شب بھر آہ وبکا و گریہ وزاری میں گزاری دوسرے دن فقیروں کا لباس پہن کر حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا کہ: کل آپ کے وعظ نے میرے دل میں گھر کر لیا ہے اس لئے اب آپ خدا کے تقرب کا راستہ مجھے بتائیں؛ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

عام راستہ یہ ہے کہ نماز پنج گانہ جماعت کے ساتھ ادا کرو ـــ مال ہو تو اس کی زکوٰۃ دو ـــ اور تمام احکام شریعت کی پوری پابندی کرو؛ خاص راستہ یہ ہے کہ: دنیا سے بے نیاز ہو کر اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو ـــ اور اللہ تعالےٰ سے بھی سوائے اس کی رضا کے کسی دوسرے کو طلب نہ کرو ـــ آپ کی نصیحت یہیں تک پہنچی تھی کہ احمد بن یزید فوراً کھڑے ہو گئے اور سیدھے جنگل کی طرف چل دئے ـــ کچھ دنوں کے بعد احمد بن یزید کی ماں روتی ہوئی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ حضور! میرا صرف ایک ہی فرزند تھا، جو آپ کی نصیحت کو

---

[1] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۹۲ [2] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۹۲ وخزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۹۷ وتذکرۃ الاولیاء [3]

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

سُن کر نہ معلوم کہاں چلا گیا ؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ضعیفہ غم گین نہ ہو عنقریب تیرا لڑکا حاضر ہوگا تو تیرے پاس میں خبر کرا دوں گا ۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد وہ فقیروں کی صورت بنائے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر چند ہی لمحوں کے بعد جنگل کی جانب چل دئے یہاں تک کہ پھر دوسری مرتبہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کی ہی گود میں ان کا وصال ہو گیا [1]

خواب میں شرفِ دیدارِ الٰہی

حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں خواب میں دیدارِ الٰہی کی عظیم دولت سے مشرف ہوا اور اس کا یہ ارشاد سُنا کہ : اے سری ! جب میں نے انسان کو پیدا کیا تو بیک زبان سب نے بل کر میری محبت کا دعویٰ کیا ، لیکن جب میں نے دنیا کو پیدا کر کے انسان کو عالم وجود میں ظاہر کیا تو دس ہزار میں سے نو ہزار نے دنیا کے عیش و آرام کو پسند کر لیا اور مجھ سے فراموشی اختیار کر لی اور جو ایک ہزار باقی رہے جب جنت اور اس کی روح افزا بہاروں کو پیدا کر کے اس کے سامنے پیش کیا تو اس باقی ایک ہزار میں سے نو سو تو جنت کے طالب ہو گئے اور صرف ایک ہی سو باقی رہ گئے پھر میں نے ایک سو کی آزمائش کے لئے انہیں بلاؤں اور مصیبتوں میں گرفتار کیا تو ان میں سے نوّے آدمی ان مصیبتوں کے سبب مجھے بھول گئے اور اس سے صرف دس باقی رہے انہیں دسوں سے میرا خطاب ہے ؛

اے لوگو ! نہ تم نے دنیا کے عیش و آرام کو چاہا ، اور نہ فقط جنت ہی کے لالچ میں میرے خاص بندے بنے ، نہ بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا ہو کر مجھ سے بھاگے ۔ اے سری ! اس پر وہ بندے بولے کہ پروردگارِ عالم ! ہم اپنے سب سے پہلے عہد " بَلیٰ شَھِدنَا "، یعنی بیشک تو ہے ہم گواہ ہوئے ۔ اس پر قائم ہیں ۔ تو پھر اے سری ہم نے اپنے ان خاص بندوں کو جواب دیا ۔ "مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ "، یعنی جو شخص اللہ تعالےٰ کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ بھی اس کا ہو جاتا ہے [2]

ترکِ لذات کا ایک واقعہ

ایک مرتبہ آپ نے روزہ رکھا اور طاق میں ٹھنڈا پانی ہونے کے واسطے آبخورہ رکھ دیا تھا ۔ دریافت فرماتے کہ تو کس شخص کے لئے ہے ؟ وہ ایک بندۂ خدا کا نام لیتی اور چلی جاتی ۔ ایک حور آپ کے سامنے آئی اسے پوچھا کہ : تو کس کے لئے ہے ؟ اس نے کہا کہ میں اس شخص کے لئے ہوں جو روزہ کی حالت میں ٹھنڈا پانی ہونے کو نہ رکھے ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو سچ کہتی ہے تو اس کوزے کو گرا دے ، اس نے اس کوزہ کو گرا دیا جس کی آواز سے آپ کی آنکھ کھل گئی اور دیکھا تو واقعی وہ کوزہ ٹوٹا ہوا سامنے پڑا ہے [3]

محبت کی تشریح

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ محبت کیا ہے ؟ میں نے جواب دیا کہ ایک جماعت کا کہنا ہے کہ موافقت ہے دوسری جماعت نے کہا ہے کہ اشارت ہے اور تیسری جماعت نے اور بھی کچھ کہا ہے ۔ یہ سن کر آپ نے اپنے دستِ مبارک کی کھال کو پکڑ کر کھینچی تو ذرا بھی اوپر کی طرف نہ اٹھی اور ارشاد فرمایا ۔ کہ قسم ہے رب کائنات کے عزت و جلال کی کہ اگر میں یہ کہوں کہ یہ کھال اس کی محبت میں سوکھ گئی ہے تو میں سچ کہتا ہونگا اور یہ کہہ کر آپ بے ہوش ہو گئے ، آپ کا چہرہ چاندی کی طرح دمکنے لگا اور پھر فرمایا کہ بندہ محبت میں اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے کہ اگر کوئی شمشیرے کر بھی اس کو مارے تو اس کو خبر نہ ہو [4]

شرابی کو نمازی بنا دینا

آپ نے ایک مرتبہ ایک شرابی کو دیکھا جو نشے کی حالت میں مدہوش زمین پر گرا ہوا تھا اور اسی نشے کی حالت میں اللہ ، اللہ کہہ رہا تھا آپ نے اس کا منہ پانی سے صاف کیا اور فرمایا کہ اس بے

---

[1] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۲۵ [2] تذکرۃ الاولیاء ص ۲۳۵ [3] مسالک السالکین ج ۱ ص ۲۹۲ و خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۷۹ الملفوظ ص ۸۹
[4] 〃 〃 ص ۲۹۳ ، و شجرۃ الکاملین ص ۱۳۳ ،

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

خبر کو کیا خبر کہ ناپاک منہ سے کس ذات پاک کا نام لے رہا ہے؟ آپ کے جانے کے بعد جب شرابی ہوش میں آیا تو لوگوں نے اس کو بتایا کہ تمہاری بے ہوشی کی حالت میں تمہارے پاس حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالٰے عنہ تشریف لائے تھے اور تمہارا منہ دھوکر چلے گئے ہیں؛ شرابی یہ سن کر بہت ہی شرمندہ ہوا اور شرم وندامت سے رونے لگا۔ اور نفس کو ملامت کرکے بولا۔ اے بے شرم! اب تو حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالٰے عنہ بھی تم کو اس حالت میں دیکھ کر چلے گئے ہیں، خدا سے ڈر اور آئندہ کے لئے توبہ کر۔ رات میں حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالٰے عنہ نے ایک ندائے غیبی سُنی کہ اے سری سقطی! تم نے شرابی کا منہ میری وجہ سے دھویا ہے، میں نے تمہاری خاطر اس کا دل دھو دیا ہے۔ جب حضرت نماز تہجد کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے تو اس شرابی کو تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تمہارے اندر یہ انقلاب کیسے آگیا۔ تو اس نے جواب دیا کہ آپ مجھ سے کیوں دریافت فرما رہے ہیں جبکہ خود آپ کو اللہ تعالٰے نے اس پر آگاہ فرما دیا ہے[1]

پری کا موم کی طرح پگھل جانا

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰے عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالٰے عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے حال کو متغیر پایا۔ دریافت کیا کہ حضور! کیا ہوا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ پریوں میں سے ایک جوان پری میرے پاس آئی اور مجھ سے سوال کیا کہ حیا کس کو کہتے ہیں؟ میں نے جواب دیا تو وہ سنتے ہی موم کی طرح پگھل کر پانی ہوگئی۔ یہاں تک کہ میں نے اس پانی کو بھی دیکھا جو پری کے جسم کا تھا[2]

ملفوظاتؒ

○ آپ نے ارشاد فرمایا کہ عارف اپنے صفات وحسنات میں آفتاب کی طرح ہے جو سب پر روشنی ڈالتا ہے، وہ زمین کی مانند ہے جو تمام مخلوقات کا بار اٹھاتا ہے، پانی کی طرح ہے جس سے قلوب کو زندگی حاصل ہوتی ہے اور وہ آگ کی طرح ہے کہ تمام جہان اس سے روشن ہو جاتا ہے۔ ○ تصوف سے مراد تین امور ہیں اول تو یہ ہے کہ اس کی معرفت اور زہد و ورع کے نور کو بجھنے نہ دے، دوم یہ کہ باطنی علوم کے متعلق کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکالے جس سے کتاب ظاہر کا نقص ثابت ہو اور اس کی کرامت وہ کام کرے کہ لوگ حرام سے محفوظ و مامون رہیں۔ ○ بڑھاپے سے پہلے کچھ کام کر لو کیونکہ ضعیف ہو کر کچھ نہ کر سکو گے۔ جیسے کہ میں نہیں کر سکتا اور آپ جس عمر میں یہ فرما رہے تھے اس وقت بھی آپ کی یہ کیفیت تھی کہ کوئی جوان بھی آپ کی طرح عبادت نہیں کر سکتا تھا۔ ○ امیر ہمسایوں، بازاری قاریوں اور دولت مند عالموں سے دور رہو۔ ○ جو اپنے نفس کی اصلاح سے عاجز ہے وہ دوسرے کو کیا ادب سکھائے گا۔ ○ جس شخص کو نعمت کی قدر نہیں ہوتی اس کی نعمت وہاں سے زوال پذیر ہونا شروع ہوتی ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ ○ جو رب تعالٰے کا فرماں بردار ہو جاتا ہے سب اس کے فرماں بردار ہو جاتے ہیں۔ ○ گناہ کا ترک تین قسم کا ہے ایک دوزخ کے خوف سے دوسرا بہشت کی رغبت سے اور تیسرا خدائے تعالٰے کی شرم سے ○ بندہ اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک دین کو اپنی خواہش پر۔

○ سب سے زیادہ عاقل وفہیم وہ لوگ ہیں جو قرآن شریف کے اسرار کو سمجھتے ہیں اور ان اسرار میں غور و فکر کرتے ہیں ○ عارف

---

[1] روض الفائق ص ۱۶۹ [2] شجرۃ الکاملین ص ۱۳۶۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

وہ ہے جس کا کھانا بیماروں کے کھانے کی طرح ہو اور اس کا سونا سانپ کے کاٹے ہوؤں کی طرح، ہو اور اس کا عیش پانی میں غرق شدگان کی طرح ہو ○ جو شخص اس بات کا آرزومند ہے کہ اس کا دین سلامت ومحفوظ رہے اور اس کے جسم وروح دونوں کو راحت نصیب ہو اور فکر وغم میں کمی واقع ہو تو اس کو چاہیئے کہ دنیا سے علیحدگی اختیار کرے ○ سب سے زیادہ بہادری یہ ہے کہ اپنے نفس پر قابو حاصل ہو جائے۔[1]

خلفائے کرام

آپ کے خلفائے کرام کے اسمائے گرامی یہ ہیں! ○ حضرت ابوالقاسم سیدۃ الطائفہ جنید بغدادی ○ حضرت شاہ ابومحمد ○ حضرت شاہ عرف شیخ کبیر ○ حضرت شاہ حرتبون ○ حضرت شاہ ابوالعباس مظروف ○ حضرت شاہ ابوحمزہ ○ حضرت شاہ ابوالحسن نوری ○ حضرت شاہ فتح الموصلی ○ حضرت شاہ عبداللہ احرار حضرت شاہ سعید ابرار رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔[2]

واقعۂ وصال

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب آپ بیمار ہوگئے تو میں آپ کی عیادت کو گیا آپ کے پاس ہی ایک پنکھا پڑا ہوا تھا میں نے اس کو اٹھا لیا اور آپ کو جھلنے لگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جنیدؔ! اسے رکھدو کیونکہ آگ ہوا سے زیادہ تیز اور روشن ہوتی ہے۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے پھر آپ سے دریافت کیا کہ آپ کی کیا حالت ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا "عَبْدٌ مَّمْلُوْكٌ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ" حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے عرض کیا کہ کچھ وصیت فرمائیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: خلق کی صحبت کی وجہ سے حق تعالےٰ سے غافل نہ ہونا اور اسی کلمے پر آپ کا وصال ہوگیا اور حق تعالےٰ کی رحمت سے مل گئے۔ "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ"[3]

تاریخ وصال

آپ کا وصال ۱۳؍ رمضان المبارک ۲۵۳ھ بروز منگل بوقت صبح صادق ۹۰ سال کی عمر میں بغداد شریف میں ہوا۔[4] اور یہی مشہور ہے مگر بعض نے ۳؍ رمضان ۲۵۰ھ بھی بتائی ہے۔

مزار مبارک

آپ کا مزار مقدس بغداد شریف میں مقام شونیزیہ میں ہے زیارت گاہ خلائق ہے۔

---

[1] عوارف المعارف وتذکرۃ الاولیاء ومسالک السالکین ج ۱؍ ص ۲۲۹ [2] شجرۃ الکاملین ص ۱۳۶ [3] شجرۃ الکاملین ص ۱۴۶؍ ومسالک السالکین ج ۱؍ ص ۲۲۹؍ [4] شجرۃ عالیہ قادریہ رضویہ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور یازدہم

سید الطائفہ ابو القاسم

حضرت شیخ جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

غالباً ۲۱۸ھ ——— ۲۷ رجب المرجب ۲۹۷ھ ۹۰۹ء

یا جنید اے بادشاہ جند عرفاں المدد

شبلیا اے شبل شیر کبر امداد کن

(اعلیٰ حضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی الشَّیْخِ جُنَیْدِ الْبَغْدَادِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

بہرِ معروف و سری معروف دے بیخود سری
جندِ حق میں گن جنید باصفا کے واسطے

ولادت باسعادت آپ کے والد ماجد نہاوند کے رہنے والے تھے، مگر آپ کی ولادت غالباً ۲۱۸ھ میں بغداد میں ہوئی

اسم شریف آپ کا نام نامی واسم گرامی جنید بغدادی ہے۔

القاب وکنیت آپ کی کنیت ابوالقاسم اور القاب سید الطائفہ، طاؤس العلماء، قواریری، زجاج، خزاز، لسان القوم ہے۔

قواریری وزجاج کی وجہ تسمیہ قواریری اور زجاج آپ کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ کے والد ماجد محمد بن جنید شیشہ کی تجارت کرتے تھے اور خزاز اس سبب سے کہتے ہیں کہ چرم فروشی بھی کرتے تھے[1]

عہد طفلی جب آپ کی عمر شریف سات برس کی ہوئی تو حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالے عنہ کے ساتھ زیارت حرمین طیبین کو تشریف لے گئے۔ جب آپ بیت اللہ شریف میں حاضر ہوئے تو وہاں پر چار سو علماء ومشائخ رونق افروز تھے اور ان کی اس مجلس میں مسئلہ شکر پر گفتگو چل رہی تھی۔ اس مجلس میں ہر ایک نے اپنی اپنی رائے کا اظہار فرمایا آخر میں حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے بھانجے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالے عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے جنید! تمہیں بھی کچھ کہنا چاہیئے؟ اس پر آپ نے تھوڑی دیر تو سر جھکائے رکھا پھر ارشاد فرمایا کہ شکر یہ ہے کہ جو نعمت تجھے رب تعالے نے عطا کی ہے، اس نعمت کی وجہ سے نافرمانی نہ کرے اور اس کی نعمت کو نافرمانی ومعصیت کا ذریعہ نہ بنائے۔ اس جواب پر ان تمام علماء ومشائخ کی جماعت نے برجستہ فرمایا "اَحْسَنْتَ یَا قُرَّۃَ اَعْیُنِنَا الصِّدِّیْقِیْن" اے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک، تو نے جو کچھ کہا ہے بہت ہی اچھا کہا ہے اور تو اپنی بات میں صادق ہے۔ اور ہم اس سے بہتر نہیں کہہ سکتے اس کے بعد حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالے عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اے بیٹے! تو نے ایسی بے مثال باتیں کہاں سے سیکھی ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ حضور! آپ ہی کی فیض بخش صحبت سے حاصل کیا ہے۔ اور زیارت حرمین طیبین سے پھر آپ گھر تشریف لائے[2]

---

[1] مسالک السالکین ج ۱ ص ۳۰۰، وتذکرۃ الاولیاء ص ۲۷۷۔
[2] " " " " " " " وتاریخ اولیاء ج ۱ ص ۲۰۷

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

آپ پر شیخ کی نظرِ انتخاب

آپ جب مکتب میں تعلیم حاصل کر رہے تھے تو اسی زمانے میں آپ ایک دن اپنے والد ماجد کو روتے ہوئے دیکھا، آپ نے دریافت کیا تو آپ کے والد ماجد نے جواب دیا کہ آج میں نے مالِ زکوۃ میں سے کچھ حصہ تمہارے ماموں حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس بھیجا تھا مگر انہوں نے لینے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل آئے۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ آپ وہ مال مجھے عطا فرمائیں تاکہ میں اس کو حضرت کی خدمت میں دے آؤں۔ آپ کے والد ماجد نے وہ درہم آپ کو عنایت فرمایا اور آپ اس کو لیکر حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ جب آپ حضرت کی خدمت میں پہنچے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں زکوۃ نہیں لوں گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کو قسم ہے اس رب کائنات کی جس نے آپ پر فضل اور میرے باپ سے عدل کیا ہے، حضرت نے فرمایا کہ اے جنید! وہ کونسا عدل ہے جو ترے باپ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اور کونسا فضل ہے جو مجھ پر کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ آپ پر یہ فضل کیا ہے کہ آپ کو درویشی دی اور میرے والد کے ساتھ یہ عدل کیا کہ ان کو دنیا میں مشغول کر دیا اب یہ آپ کی مرضی ہے کہ آپ اسے قبول فرمائیں یا رد کر دیں؟ میرا باپ اگر چاہے یا نہ چاہے لیکن ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اس فریضۂ زکوٰۃ کو کسی حقدار کے ہاتھوں تک پہنچائے حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو یہ بات نہایت پسند آئی اور ارشاد فرمایا کہ اے بیٹا! قبل اس کے کہ میں زکوٰۃ کو قبول کروں میں نے تم کو قبول کیا اور پھر زکوٰۃ کو قبول فرمایا اور نہایت درجہ محبت کرنے لگے[۱]

فضائل

شیخ علی الاطلاق، قطب بالاستحقاق، منبع اسرار، مرقع انوار، سلطان طریقت وارشاد سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کے گیارہویں امام و شیخ طریقت ہیں۔ آپ اصول و فروع میں مفتی اور علوم وفنون میں کامل تھے۔ کلمات عالیہ اور ارشادات لطیفہ میں سب پر سبقت رکھتے تھے۔ ابتدائی حالت سے لیکر دور آخر تک تمام جماعتوں کے محمود و مقبول تھے۔ اور سبھی لوگ آپ کی امامت پر متفق تھے۔ آپ کا سخن طریقت میں حجت ہے۔ اور تمام زمانوں نے اس کی تعریف کی ہے۔ اور کوئی شخص بھی آپ کے ظاہر و باطن پر انگشت نمائی نہ کر سکا، سوائے اس شخص کے جو بالکل اندھا تھا۔ آپ صوفیار کے سردار و مقتدی تھے۔ لوگوں نے آپ کو لسان القوم کہا ہے۔ اور آپ نے خود اپنے کو عبد المشائخ لکھا ہے۔ طبقۂ علمار نے طاؤس العلمار سمجھا اور سلطان المحققین جانا ہے۔ اس لئے کہ آپ شریعت و طریقت میں انتہار کو پہنچ چکے تھے۔ آپ عشق و زہد میں بے مثل اور طریقت میں مجتہد عصر تھے۔ بہت سے مشائخ آپ کے مذہب پر ہوئے اور آپ کا طریق طریق صحو ہے، بخلاف طیفیوریوں کے اس لئے کہ وہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مذہب پر ہیں۔ اور سب سے زیادہ معروف طریقہ طریقت میں اور مشہور تر مذہب مذاہب میں آپ ہی کا طریقہ و مذہب ہے۔ آپ اپنے وقت میں تمام مشائخ کا مرجع تھے، آپ کی تصانیف بہت ہیں جو تمام اشارات و معارف میں لکھی ہیں۔ اور جس شخص نے علم اشارت کو پھیلایا وہ آپ ہی ہیں۔ باوجود ان عظیم خوبیوں کے دشمنوں اور آپ کے حاسدوں نے آپ کو زندیق کہا ہے۔ آپ نے حضرت محاسبی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی صحبت پائی، حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ کسی مرید کا پیر سے بلند درجہ ہوا ہے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ ہاں! ہوتا ہے اور اس کی دلیل ظاہر ہے کہ جنید بغدادی مجھ سے بلند درجہ رکھتے ہیں۔ حضرت سہل تستری رضی اللہ تعالےٰ عنہ باوجود اس عظمت و بزرگی کے فرمایا کرتے کہ جنید!

---

[۱] مسالک السالکین ج ۱ ص ۳۰۰، و تذکرۃ الاولیار ص ۲۷۷،

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

صاحب آیات وسباق غایات ہیں باوجود اس کے دل نہیں رکھتے مگر فرشتہ صفت ہیں بشیوۂ معرفت وکشفِ توحید میں آپ کی شان نہایت ارفع و اعلیٰ ہے، آپ مجاہدہ و مشاہدہ میں آیتٌ مِّنْ آیاتِ اللّٰہ ہوئے ہیں ۱؎

عادات وصفات

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ سلوک کی اس عظیم منزل پر فائز ہونے کے باوجود اخلاق اسلامی سے مزین تھے اور اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کے ساتھ بھی آپ خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ نے اپنے مریدین سے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ دو رکعت نماز نفل کا ادا کرنا تمہارے ساتھ بیٹھنے سے افضل ہے تو میں کبھی تمہارے ساتھ نہ بیٹھتا، آپ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے، مگر جب کبھی آپ کے برادران طریقت آجاتے تو روزہ افطار کر دیتے اور فرماتے کہ اسلامی بھائیوں کی خاطر ومدارات نفل روزوں سے افضل ہے ۲؎

تجارت وطاعت الٰہی

آپ شروع میں آئینہ کی تجارت کرتے تھے اور اس وقت آپ کا معمول تھا کہ بلاناغہ اپنی دوکان پر تشریف لے جاتے اور سامنے پردے کو گرا کر چار سو رکعت نماز نفل ادا فرماتے یہاں تک کہ ایک مدت تک آپ نے اس عمل کو جاری رکھا پھر آپ نے اپنی دوکان کو چھوڑ دیا اور اپنے شیخ طریقت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مکان کے ایک کوٹھری میں آپ خلوت گزیں ہو کر اپنے دل کی پاسبانی شروع کر دی اور حالت مراقبہ میں آپ اپنے نیچے سے مُصلّٰی کو بھی نکال ڈالتے تاکہ آپ کے دل پر سوائے اللہ و اس کے رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خیال کے کوئی دوسرا خیال نہ آئے اور اس طرح آپ نے چالیس سال کا عظیم عرصہ گذارا اور تیس سال تک آپ کا معمول تھا کہ عشار کی نماز کے بعد کھڑے ہو کر صبح تک اللہ اللہ کہا کرتے۔ اور اسی وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے یہاں تک کہ آپ کا خود ہی قول ہے کہ بیس برس تک تکبیر اولیٰ مجھ سے فوت نہیں ہوئی۔ اور نماز میں اگر دنیا کا خیال آجاتا تو میں اس نماز کو دوبارہ ادا کرتا اور اگر بہشت اور آخرت کا خیال آتا تو میں سجدۂ سہو ادا کرتا ۳؎

آپ کا لباس

آپ ہمیشہ عالمانہ لباس کو زیب تن فرماتے ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ یا شیخ طریقت! کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ مرقع پہنتے؛ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ مرقع پر طریقت کا انحصار ہے تو میں لوہے اور آگ کا لباس بناتا اور اس کو پہنتا مگر ہر وقت باطن میں ندا آتی ہے کہ لَیْسَ الْاِعْتِبَارُ بِالْخِرْقَۃِ اِنَّمَا الْاِعْتِبَارُ بِالْحُرْقَۃِ یعنی خرقہ کا اعتبار نہیں ہے بلکہ جان کے جلنے کا اعتبار ہے ۴؎

بارگاہ رسالت میں آپ کا مقام

ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ ــــ وہ خواب میں سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے انہوں نے دیکھا کہ بارگاہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی حاضر ہیں، اسی درمیان میں ایک شخص حاضر ہوا اور ایک استفتاء آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنید کو دیدو تاکہ وہ اس کا جواب لکھ دیں، اس شخص نے عرض کیا کہ فِدَاکَ اُمِّیْ وَاَبِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آپ کے ہوتے ہوئے جنید کو کیسے دوں؟ حضور اقدس صلی اللہ

۱؎ مسالک السالکین ج ۱ ص ۳۰۱، وشجرۃ الکاملین ص ۱۵۰، وتذکرۃ الاولیاء ص ۲۷۷،
۲؎ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″
۳؎ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″
۴؎ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح انبیاء علیہم السّلام کو اپنی ساری امت پر فخر تھا مجھ کو جنید پر فخر ہے [1]

مولائے کائنات سے عقیدت

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "شَیخُنَا فِی الاُصُولِ وَالبَلَاءِ عَلِیُّ اِلمُرتَضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالےٰ وَجہَہٗ"، یعنی اصول و بلاء میں ہمارے مقتداء و پیشوا حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ ہیں چنانچہ ایک مرتبہ ایک سید صاحب جو گیلان کے رہنے والے تھے اور حج کے ارادہ سے اپنے گھر سے نکلے ہوئے تھے یہاں تک کہ سفر کرتے ہوئے بغداد پہنچے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کہاں کے رہنے والے ہو اور کس کی اولاد سے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں گیلان کا رہنے والا ہوں اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کی اولاد میں سے ہوں۔ تو آپ نے ان سے بڑے ہی موثر انداز میں فرمایا کہ تمہارے دادا امیر المومنین تو دو تلواریں چلایا کرتے تھے ایک کفار و مشرکین پر اور دوسری نفس پر بتاؤ کہ تم کون سی تلوار چلاتے ہو؟ صرف اتنا سنتے ہی ان پر گریہ طاری ہوئی اور حالت وجد میں زمین پر لوٹنے لگے اور لوٹتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے کہ بس میراج یہیں ہے، آپ مجھے راہ خدا سے آگاہ فرما دیجئے؛ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ؛ تمہارا یہ سینہ خدا کا حرم خاص ہے اس لئے جہاں تک ہو سکے اس کے حرم خاص میں کسی نامحرم کو جگہ نہ دو۔ [2]

حقیقت حج آپ کی نظر میں

ایک مرتبہ آپ کی خدمت مبارکہ میں ایک شخص حاضر ہوا آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تو کہاں سے آیا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ میں حج کے لئے گیا تھا، آپ نے پوچھا تو کیا تم حج کر چکے؟ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں حج کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ شروع میں جب تم اپنے گھر سے نکلے اور اپنے وطن کو چھوڑا تو کیا سب گناہوں کو بھی اپنے پیچھے چھوڑ دیا۔؟

اس نے جواب دیا نہیں۔ آپ نے کہا کہ تو نے سفر حج اختیار ہی نہیں کیا۔

سوال؛ جب تم گھر سے روانہ ہوئے اور جس جگہ رات کو قیام کیا تو کیا اس مقام میں تو نے طریق حق میں سے کچھ بھی قطع کیا؛ یعنی راہ سلوک کی بھی منزل طے کیا؟

جواب؛ نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا پس تو نے کوئی منزل طے ہی نہیں کی۔

سوال؛ جب تو نے میقات میں احرام باندھا تو کیا تو نے لوازم بشریت کو بھی ویسے ہی اتار پھینکا تھا جیسے کہ اپنے کپڑوں کو؟

جواب؛ نہیں۔ آپ نے فرمایا اس طرح تو نے تو احرام باندھا ہی نہیں۔

سوال؛ جب تو نے عرفات کے میدان میں قیام کیا تو کیا اس قیام میں کشف و مشاہدۂ حق کی سعادت بھی تجھے حاصل ہوئی؟

جواب؛ نہیں۔ پس تو نے میدان عرفات میں قیام ہی نہیں کیا۔

سوال؛ جب تو مزدلفہ میں گیا اور تیری مراد حاصل ہو گئی تو کیا اس مراد کو پا کر تو نے باقی تمام مرادوں کو ترک کر دیا؟

جواب؛ نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو مزدلفہ میں بھی نہیں گیا۔

سوال؛ جب تو نے بیت اللہ کا طواف کیا تو کیا تو نے اپنے باطن کو مقام تنزیہ میں لطائف جمال حق میں محو پایا؟

جواب؛ نہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے طواف بھی نہیں کیا۔

---

[1] خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۸۲۔ [2] کشف المحجوب ص ۱۱۹۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

سوال : جب تونے صفا و مروہ کے درمیان سعی کی تو کیا مقام صفا اور درجۂ مروہ کا احساس و ادراک بھی تجھے ہوا ؟

جواب : نہیں ۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ تونے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی ہی نہیں ۔

سوال : جب تو منیٰ میں پہنچا تو کیا تیری آرزوئیں تجھ سے ساقط ہوگئیں ؟

جواب : نہیں ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو ابھی منی میں گیا ہی نہیں ۔

سوال : قربان گاہ میں پہنچ کر جب تونے قربانی دی تو کیا اس کے ساتھ ہی اپنی نفسانی خواہشات کو بھی قربان کر ڈالا تھا ؟

جواب : نہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تونے قربانی بھی نہیں کی ۔

سوال : جب تونے کنکریاں پھینکیں تو کیا تونے نفسانی لذات و شہوات کو بھی ساتھ ہی پھینک دیا تھا ؟

جواب : نہیں ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تونے ابھی کنکریاں بھی نہیں پھینکیں اور نہ حج ہی کی جاؤ اور واپس چلے جاؤ اس طرح حج کرکے آنا کہ تو مقام ابراہیم تک پہنچ جائے [1]

مسند رشد و ہدایت

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالے عنہ جب راہ سلوک میں کامل و اکمل ہوگئے اور آپ کی مقبولیت ہر چہار جانب پھیلنے لگی تو حضرت شیخ سری سقطی رضی اللہ تعالے عنہ نے آپ کو حکم دیا جنید اب تم وعظ کہو ؟ اس بات کی وجہ سے آپ تردد میں پڑ گئے اور ارشاد فرمایا کہ شیخ وقت کی موجودگی میں کس طرح تقریر کروں ؟ کیونکہ یہ سراسر خلاف ادب ہے ؟ اسی حالت میں رہے کہ ایک رات خواب میں آپ نبی کریم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے تو سرکار ابد قرار صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے بھی آپ کو وعظ کہنے کے لئے ارشاد فرمایا ۔آپ جب صبح کو بیدار ہوئے تو اپنے شیخ طریقت سے خواب کو بیان کرنے کے لئے سوچا یہاں تک کہ آپ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالے عنہ کی بارگاہ میں پہنچے تو دیکھتے کیا ہیں کہ آپ کے شیخ طریقت حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالے عنہ پہلے ہی سے آپ کے انتظار میں دروازے پر کھڑے ہیں ، جب آپ قریب ہوئے تو آپ سے ارشاد فرمایا کہ کیا ابھی تک آپ اسی خیال میں ہیں کہ دوسرا آپ سے وعظ کہنے کے لئے کہے ، ہم سب تو پہلے ہی سے آپ کو وعظ کے لئے کہہ رہے تھے لیکن آپ نے اس پر توجہ نہ دی اب تو قاسم نعمت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرما دیا ہے اس لئے اب تو آپ کو وعظ کہنا ہی چاہئے ۔ تو آپ نے اپنے شیخ طریقت سے دریافت فرمایا کہ آپ کو کس طرح علم ہو گیا کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی زیارت کی ہے ۔؟ تو شیخ طریقت نے ارشاد فرمایا کہ میں نے رب کائنات کو خواب میں دیکھا اور ساتھ ہی ایک غیبی آواز آئی کہ میرے رسول نے جنید سے کہا ہے کہ وہ منبر پر کھڑے ہوکر وعظ کہے ۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں اس شرط پر وعظ کہوں گا کہ چالیس سے زیادہ آدمی اس میں موجود نہ ہوں ۔ چنانچہ آپ نے وعظ کہنا شروع کیا تو اٹھارہ آدمی جان بحق ہوگئے ، پھر آپ نے زیادہ وعظ نہ کہا اور مکان پر واپس آئے [2]

فصاحت کلام

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالے عنہ کے کلام میں عظیم خوبی و اثر اندازی تھی چنانچہ منقول ہے کہ ابن شریح کا گزر آپ کی مجلس میں ہوا ۔ تو لوگوں نے فرمایا کہ آپ کے کلام میں عجیب شان نظر آتی ہے ، پھر لوگوں نے سوال کیا کہ یہ تو بتلائیں کہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالے عنہ جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں کیا اپنے علم سے فرماتے ہیں ؟ ابن شریح نے جواب دیا کہ مجھے یہ معلوم نہیں لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ ان کا کلام عجب شان و شوکت کا ہے جس کے بارے میں

---

[1] کشف المحجوب ص ۱۱۴ ، [2] کشف المحجوب ص ۲۰۱ ، و خزینۃ الاصفیاء ج ا ص ۸۳ ، و تذکرۃ الاولیاء ص ۲۸۱ ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

یہ کہا جا سکتا ہے کہ گویا حق تعالےٰ ان کی زبان سے کہلواتا ہے [1]

ایک دانا مرید

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایک مرید تھے جن کی طرف آپ زیادہ توجہ فرماتے تھے، کچھ لوگوں کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی آپ کو جب اس بات سے آگاہی ہوئی تو ارشاد فرمایا کہ میرا یہ مرید ادب و عقل میں تم سب سے فائق و بلند ہے اس وجہ سے میں اسے بہت زیادہ چاہتا ہوں، جس کا ثبوت ابھی میں تمہیں دے رہا ہوں! تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اس میں کون سی خوبی ہے چنانچہ آپ نے ہر ایک مرید کو ایک ایک چھری مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا کہ ایسی جگہ سے ان مرغیوں کو ذبح کر کے لاؤ جہاں کوئی دیکھنے والا موجود نہ ہو؟ چنانچہ سبھی مریدین وہاں سے چلے گئے اور ایک پوشیدہ جگہوں سے ان مرغیوں کو ذبح کر کے لے آئے لیکن وہ آپ کا مرید خاص اس مرغی کو زندہ واپس لے آیا۔ حضرت نے دریافت کیا کہ تم نے ذبح کیوں نہیں کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضور! میں جس جگہ بھی پہنچا وہاں قدرت الٰہی کو موجود پایا اور اس کو دیکھنے والا پایا اس لئے مجبورًا واپس لے آیا ہوں۔ اس جواب کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم سبھی لوگوں نے سُن لیا۔ یہ اس کا خاص وصف ہے جس کی وجہ سے میں اسے بہت چاہتا ہوں [2]

آپ کا توکل

ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک شخص نے پانچ سو اشرفیاں لا کر نذر کرنی چاہی۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تیرے پاس ان اشرفیوں کے علاوہ اور بھی مال ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں حضور! اور بھی ہے۔ آپ نے دوسرا سوال کیا کہ یہ بتاؤ کہ اب آئندہ تجھے اور مال کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اس نے عرض کیا کہ ہاں ضرورت کیوں نہیں ہے، ہر وقت ضرورت ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ بس اپنی اشرفیاں واپس لے جاؤ، تو مجھ سے زیادہ محتاج ہے۔ کیونکہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے باوجود اس کے پھر بھی مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اور باوجودیکہ تیرے پاس دولت ہے اور اس کے ہوتے ہوئے بھی اور دولت کا ضرورت مند ہے براہ کرم اپنا مال لے لو، کیونکہ میں محتاج سے نہیں لیتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک میرا مولا ہی غنی ہے اور دو جہان فقیر ہے [3]

واقعہ ایک ضعیفہ کا

ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک ضعیفہ آئی اور عرض کیا کہ حضور! میرا بیٹا نہ معلوم کہاں چلا گیا ہے، آپ دعا فرمادیں تاکہ وہ واپس آجائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ صبر کرو،

بڑھیا وہاں سے گھر چلی گئی، مگر کچھ دنوں کے بعد پھر حاضر ہوئی اور آپ سے دعا کی طالب ہوئی تو آپ نے پھر فرمایا کہ اے ضعیفہ صبر کرو؛ بڑھیا پھر واپس لوٹ آئی اور کچھ دنوں تک تو صبر کیا مگر جب اس میں صبر کی طاقت نہ رہی تو پھر تیسری مرتبہ بالکل دیوانوں کی طرح آپ کی خدمت میں حاضری ہوئی اور کہا کہ اے جنید! اب میرے اندر اپنے لڑکے کی جدائی پر صبر کرنے کی طاقت نہ رہی للّٰہ آپ دعا کیجئے کہ میرا بچہ واپس آجائے؛ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ضعیفہ اگر تو اپنے اضطراب و بیقراری میں سچی ہے تو اپنے گھر جا تیرا بچہ انشاء اللہ تجھ کو گھر مل جائے گا کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ یعنی اللہ تعالےٰ بیقراروں کی فریاد کو ضرور سنتا ہے اور اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے۔ اس کے بعد بڑھیا حضرت کے پاس سے جب گھر لوٹی تو دیکھا کہ اسکا بیٹا بڑی دیر سے گھر آیا ہوا ہے اور اپنی ضعیفہ ماں کا انتظار کر رہا ہے [4]

---

[1] تذکرۃ الاولیاء ص ۲۸۲ [3] سچی حکایات

[2] [4] مسالک السالکین ج ۱، ص ۳۰۷، و شجرۃ الکاملین ص ۱۷۲،

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کشف وکرامات

ایک مرید کا واقعہ

آپ کا ایک مرید جو بصرہ میں رہتا تھا اس کے دل میں ایک روز گناہ کا خیال پیدا ہوا، اس کو یہ خیال آتے ہی پورا چہرہ سیاہ ہوگیا، اور جب اپنی صورت کو آئینہ میں دیکھا تو بڑا گھبرایا اور شرم وندامت کے مارے گھر سے باہر نکلنا بھی ترک کردیا، الغرض تین روز کے بعد اس کے منہ کی سیاہی کم ہوتے ہوتے بالکل دور ہوگئی اور اس کا چہرہ پھر پہلے کی طرح روشن ہوگیا، اسی روز ایک شخص آیا اور حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا خط دیا۔ جب اس نے خط پڑھا تو اس میں تحریر تھا کہ اپنے دل کو اپنے قابو میں رکھو اور بندگی کے دروازے پر ادب سے رہو اس لئے کہ آج مجھے تین دن ورات سے دھوبی کا کام کرنا پڑا کہ تمہارے منہ کی سیاہی دور ہو۔[1]

ایک مجوسی کا واقعہ

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانے میں ایک مجوسی اپنے گلے میں زنار ڈالا اور مسلمانوں کا لباس پہن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا کہ حضور! ایک حدیث شریف کا مطلب دریافت کرنے آیا ہوں، حدیث میں یہ آیا ہے "اِتَّقُوْا بِفِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ" یعنی مومن کی فراست سے ڈرو اس لئے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے اس کے اس سوال کو سن کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس حدیث شریف کا یہ مطلب ہے کہ تو اپنا زنار توڑ، کفر چھوڑ، اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجا۔ مجوسی نے جب آپ کے اس جواب کو سنا تو دنگ رہ گیا اور فوراً پکار اٹھا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔[2]

مرید کو شیطانی کرشمہ سے نجات دلانا

آپ کے ایک مرید کا واقعہ ہے کہ اس پر یہ جنون طاری ہوگیا کہ میں اب کامل ہوگیا ہوں اور میرے لئے اب جلوت سے خلوت بہتر ہے؟ چنانچہ وہ گوشہ نشین ہوگیا اس کی یہ حالت ہوگئی کہ ہر رات وہ فرشتوں کو خواب میں دیکھتا جو اس کے لئے اونٹ حاضر کرکے کہتا کہ چلو ہم تمہیں جنت میں لے چلتے ہیں؟ چنانچہ وہ اس اونٹ پر سوار ہوکر ایک سرسبز وشاداب مقام پر جاتا جہاں وہ بہت سے حسین وجمیل آدمیوں کو دیکھتا اور نہایت نفیس وعمدہ کھانے اور صاف وشفاف نہریں پاتا اور پھر وہاں کچھ دیر قیام کرتا اور اس کی یہ حالت یہاں تک ہوئی کہ وہ لوگوں سے کہنے لگا کہ میں ایسا ہوں کہ ہر روز بہشت میں جاتا ہوں؟ —— اس کی یہ خبر جب حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک پہنچی تو آپ اس کی خبرگیری کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے اس کو دیکھا کہ وہ نہایت شان وشوکت سے بیٹھا ہوا ہے، آپ کے دریافت فرمانے پر اس نے تمام حال ظاہر کیا؟ تو آپ نے اس کو سمجھایا کہ آج رات جب تم وہاں پہنچو تو ذرا "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" پڑھنا؟ وہ حسب معمول رات کو جب خواب کی حالت میں شیطان کی جنت میں پہنچا تو آزمائش کے طور پر لاحول پڑھی، اس کا پڑھنا تھا کہ سب چیخ اٹھے اور اس کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اب وہ دیکھتا کیا ہے گھوڑے پر سوار ہے اور مردوں کی ہڈیاں اس کے آگے رکھی ہوئی ہیں اس کو دیکھ کر وہ بہت تیز چونکا اور اپنی غلطی کو

---

[1] مسالک السالکین ص ۳۰۷۔ [2] تذکرۃ الاولیاء ص ۲۲۳،

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

فوراً معلوم کر لیا یہاں تک کہ تیغ اٹھا کر توبہ کی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور یہ بات اس کے ذہن میں نقش ہو گئیں کہ مرید کے لئے تنہائی زہر ہے [1]

آپ کی نگاہِ غضب

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت بڑھی تو کچھ فتنہ گر و کوتاہ اندیش آپ کی مخالفت کرنے لگے اور خلیفہ کے پاس شکایت کی خلیفہ نے ان لوگوں کی باتیں سن کر جواب دیا کہ بغیر دیل کے اس کو کس طرح تم زیر کر سکتے ہو؟ اس لئے میرے پاس ایک لونڈی ہے جس کو تین ہزار دینار میں خریدا ہے اور اس کے حسن و جمال کے مدمقابل کوئی دوسری عورت نہیں ہے لہذا اسکو زر و جواہرات اور قیمتی زیورات سے آراستہ اور نفیس و پاکیزہ کپڑے پہنا کر حاضر خدمت کرو جب وہ کنیز تیار ہو کر خلیفہ کے پاس حاضر ہوئی تو اس نے اس لونڈی سے کہا کہ تمکو فلاں مقام پر جنید کے پاس جانا ہے، اور وہاں جاکر اپنے منہ سے نقاب ہٹا دینا اور اپنے آپ کو ان کے آگے پیش کر دینا، اور ان سے کہنا کہ میرے پاس مال و دولت بہت ہے، لیکن دنیا سے میرا دل اٹھ گیا ہے، اب میں آپ کے پاس آئی ہوں کہ آپ مجھ کو قبول کریں اور پھر آپ کی صحبت میں رہ کر خدا کی طاعت و بندگی کروں، اور اس کنیز کے ساتھ ایک غلام بھی مقرر کر دیا تاکہ وہ سب حال کو دیکھے۔ چنانچہ لونڈی آپ کے پاس حاضر ہوئی اور آتے ہی اپنے منہ سے نقاب الٹ دیا اور جونہی نقاب اٹھایا بے اختیار آپ کی نظر اس پر پڑی اور دیکھ کر فوراً اپنے سر کو نیچے کر لیا۔ اس وقت لونڈی کو خلیفہ نے جو تعلیم دیا تھا اس کو کہنا شروع کیا آپ نے اس کی پوری باتیں سن کر اچانک سر کو اٹھایا آہ، آہ اپنے زبان سے کہا۔ اتنا کہنا تھا کہ لونڈی اس کی تاب نہ لا سکی اور نگاہ پڑتے ہی مر گئی۔ خادم نے جاکر خلیفہ سے ساری کیفیت بیان کیا اس کے دل پر بڑی شدید چوٹ لگی اور کہا کہ کچھ لوگ مشائخ کے خلاف ایسی باتیں کرتے ہیں جو نہیں کرنی چاہیئے، شیخ ایک درجہ علیا پر فائز ہوتا ہے جو کچھ وہ دیکھتا ہے ہماری نگاہیں وہاں نہیں پہنچ سکتیں [2]

ملفوظات

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کچھ ارشادات و ملفوظات لکھے جاتے ہیں جو رموز و معارف کا خزینہ اور اہل طریقت کے لئے بہترین گنجینہ ہے۔

آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ صوفی زمین کی مانند ہوتا ہے کہ تمام پلیدی اس پر ڈالی جاتی ہے اور وہ سرسبز ہو کر نکلتی ہے فرمایا تصوف اجتماع سے ایک ذکر ہے اور اسماع سے ایک وجد ہے اور اتباع سے ایک عمل ہے، تصوف کا اشتقاق صوف سے ہے اور جو اس کے ماسوا سے برگشتہ ہوا وہی صوفی ہے، صوفی وہ ہے جس کا دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح دنیا کی دوستی سے پاک ہو اور فرمان الٰہی بجا لانے والا ہو، اس کی تسلیم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تسلیم کی طرح ہو اور اس کا غم واندوہ حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح ہو اور اس کا صبر حضرت ایوب علیہ السلام کے مانند ہو اور اس کا ذوق و شوق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہو اور مناجات میں اس کا اخلاص حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح ہو، فرمایا کہ تصوف وہ نعمت ہے کہ بندہ کا قیام اس پر منحصر ہے لوگوں نے پوچھا کہ وہ نعمت خلق ہے یا نعمت حق ہے؟ تو آپ نے فرمایا اس کی حقیقت حق تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اور اس کی رحمت نعمت خلق ہے فرمایا کہ تصوف تمام علاقوں کو ترک کر کے حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہونا ہے، فرمایا تصوف وہ ہے جو تجھ مارتا ہے اور اپنے سے زندہ کرتا ہے [3]

---

[1] تذکرۃ الاولیاء ص ۲۸۴ و خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۸۴، ۸۵ [2] شجرۃ الکاملین ص ۱۵۳، ۱۵۴ [3] تذکرۃ الاولیاء ص ۲۸۹ و کشف المحجوب ص ۴۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ توحید کیا ہے ؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ توحید کے معنیٰ یہ ہیں کہ آدمی اس میں ناپید و گم ہوجائے اور اس میں پوشیدہ ہوجائے ۔ فنا و بقا کے متعلق ارشاد فرمایا کہ بقا رحق تعالےٰ کے لئے اور فنا ماسوی اللہ کے لئے ہے ۔ تجرید کے بارے میں ارشاد فرمایا ظاہر کا اغراض سے پاک و خالی ہونا اور باطن کا اغراض سے خالی ہونا ہے ۔ تفکر کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس کی کئی قسمیں ہیں اوّل یہ ہے کہ حق تعالےٰ کی آیات میں تفکر و غور کیا جائے اس کی علامت یہ ہے کہ اس سے معرفت پیدا ہوتی ہے دوسرا تفکر یہ ہے کہ حق تعالےٰ کی نعمتوں اور احسانات میں کیا جائے ، اس سے حق تعالےٰ کے ساتھ محبت پیدا ہوتی ہے ۔ تیسرا تفکر یہ ہے کہ حق تعالےٰ کے وعدوں میں کیا جائے کہ اس سے ہیبت پیدا ہوتی ہے ۔ چوتھا تفکر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات اور احسان میں کرنا ہے اس سے حیا پیدا ہوتی ہے لوگوں نے دریافت کیا کہ بندہ حقیقت عبودیت کو کس وقت دریافت کرتا ہے ؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب وہ ہر شئی کا حق تعالےٰ کو مالک دیکھتا ہے اور سب کا ظہور حق تعالےٰ سے سمجھتا ہے اور سب کا قیام خدا تعالےٰ سے پاتا ہے اور سب کی جائے بازگشت حق تعالےٰ کو جانتا ہے ، جب تمام باتیں بندے پر ثابت ہوجاتی ہیں اس وقت رتبہ عبودیت پر پہنچتا ہے ۔ صدق کے بارے میں ارشاد فرمایا صدق صادق کی صفت ہے اور صادق وہ ہے جس کو تم سُنی ہوئی صفات کے مطابق دیکھو اور تمام عمر اس کو ایسا ہی پاؤ اور صدیق وہ ہے جن کے اقوال و احوال و افعال میں ہمیشہ صدق پایا جائے ، اخلاص کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اخلاص فرض ہے فریضہ میں اور نفل ہے نفل میں اور اخلاص یہ ہے کہ تو نفس کو حق تعالےٰ کے معاملے سے باہر نکال دے کیونکہ وہ ربوبیت کا مدعی ہے ۔

لوگوں نے آپ سے دریافت فرمایا کہ خوف کی تشریح فرمادیں ؛ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر وقت عذاب کا منتظر رہنا ہے پوچھا کہ خلق پر شفقت کیا ہے ؟ ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص اپنی خواہش و رغبت سے کوئی چیز طلب کرے تو اس کو وہ دیدے اور پھر اس پر احسان نہ رکھے ، کیونکہ وہ اس کی برداشت نہیں رکھتے اور جو بات وہ جانتا ہو اس سے نہ کہے ۔ آپ سے لوگوں نے دریافت فرمایا کہ تنہائی کب اختیار کرنی چاہیئے ؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جب تم کو اپنے نفس سے تنہائی حاصل ہوجائے ۔ لوگوں نے پوچھا کہ سب سے زیادہ بزرگ و پیارا کون ہے ؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ درویش جو رضائے الٰہی پر راضی رہے لوگوں نے سوال کیا کہ ہم لوگ کیسے لوگوں کی صحبت اختیار کریں ؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسے لوگوں ـــ کی جو نیکی کریں اور اس کو بھلا دیں اور اگر کوئی قصور تم سے سرزد ہوجائے تو اسے معاف کردیں ، آپ سے سوال کیا گیا کہ بندہ کی کون سی شئی فضیلت رکھتی ہے ؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی یاد میں رونا ۔ لوگوں نے پوچھا کہ بندہ کون ہے ؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو دوسروں کی بندگی سے آزاد ہو ، پوچھا گیا کہ مرید کون ہے ؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو علم کی نگہداشت کرے اور مراد وہ ہے جو حق تعالےٰ کی رعایت میں ہو ۔ لوگوں نے پوچھا تواضع کیا شئی ہے ؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ سر کو جھکانا اور زمین پر سونا ۔ لوگوں نے دریافت فرمایا کہ حجاب کیا ہے ؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حجاب کی تین قسمیں ہیں ۔ نفس ، خلق ، دنیا اور یہ عام لوگوں کے لئے ہے ۔ اور جو خاص لوگوں کے لئے حجاب ہے اس کی بھی تین قسمیں ہیں دیکھنا عبادت کا ، دیکھنا ثواب کا اور دیکھنا کرامت کا ۔ نیز فرمایا عالم کی لغزش حلال سے حرام کی طرف متوجہ ہونا ہے اور درویش کی لغزش بقا سے فنا کی طرف جھکنا ہے اور عارف کی لغزش کریم سے کرامت کی طرف متوجہ ہونا ہے [1]

نسبت کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمام نسبتوں میں بلند ترین نسبت میدان توحید میں غور و فکر کرنا ہے ، اور خلق

---

[1] تذکرۃ الاولیاء ص ۲۹۳ ، وکشف المحجوب وعوارف المعارف

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

پر تمام راستے سوائے حضور سرکائنات صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے راستوں کے بند ہیں۔ اور فرمایا کہ جو قرآن کا پیرو اور حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو نہ مانتا ہو اس کی تقلید نہ کرو، اور ارشاد فرمایا کہ حق تعالٰے اور بندہ کے درمیان چار دریا ہیں، جب تک بندہ ان کو طے نہیں کریگا حق تعالٰے کا واصل نہیں ہوسکتا۔ اوّل دنیا کا دریا ہے جو زہد کی کشتی سے طے ہوتا ہے، دوئم آدمیوں کا دریا ہے اس کی کشتی اس سے دور رہنا ہے، سوئم ابلیس لعین ہے اس کی مخالفت اس کی کشتی ہے یعنی مخالفت نفس مخالفت ابلیس ہے، اور پھر ارشاد فرمایا کہ نفس اور شیطان کے وسوسوں اور خدشوں میں یہ فرق ہے کہ نفس جس چیز کی خواہش کرتا ہے جب تک اس کو حاصل نہیں کرلیتا آرام نہیں لیتا چاہے تم اس کو کتنا ہی منع کرو۔ اگر اس وقت باز بھی آجائے تو پھر کسی دوسرے وقت میں رنگ لاتا ہے غرض کہ بغیر اپنی خواہش کے حاصل کئے چین نہیں پاتا مگر شیطان کا وسوسہ لَاحَوْل شریف کے پڑھنے سے دور ہوجاتا ہے اور پھر نزدیک نہیں آتا ہے[1]

وصال کے حیرت انگیز واقعات

جب آپ کو اپنے وصال کا علم ہوگیا تو آپ نے حکم دیا کہ مجھے وضو کراؤ یہاں تک کہ وضو آپ کو کرایا گیا، وضو کراتے وقت لوگ انگلیوں میں خلال کرنا بھول گئے جب آپ نے یاد دلایا تو لوگوں نے خلال بھی کرایا اس کے بعد آپ سجدہ میں جاکر زار وقطار رونے لگے، لوگوں نے کہا کہ اے ہمارے طریقت کے سردار! باوجود اس قدر طاعت و بندگی کے جو آپ آگے بھیج چکے ہیں یہ سجدہ کا کونسا وقت ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جنیدؒ اس وقت سے زیادہ محتاج کسی وقت میں نہ تھا۔ پھر آپ نے قرآن شریف کی تلاوت فرمائی تو ایک مرید نے کہا کہ حضور! آپ قرآن شریف پڑھتے ہیں؟ اس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے لئے اس سے بہتر وقت اور کون سا ہوگا کہ عنقریب میرا نامۂ اعمال تہہ کردیا جائے گا اور میں اپنی ستر سالہ عبادت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں جو ہوا میں ایک باریک سے تار میں لٹک رہی ہے اور ایک تند و تیز ہوا سے ہل رہی ہے میں نہیں جانتا کہ یہ ہوا وصلیت کی ہے یا قطعیت کی، اور ایک طرف مجھے پل صراط نظر آرہا ہے اور دوسری جانب ملک الموت کو دیکھ رہا ہوں اور ایسے قاضی کو جس کی صفت عدل کرنا ہے وہ توجہ نہیں کرتا اور راستہ میرے سامنے ہے میں نہیں جانتا کہ مجھے کس راستہ سے لیجایا جائے گا۔ پھر آپ نے قرآن شریف ختم فرمایا اور سورۂ بقرہ کی ستر آیات تلاوت فرمائیں۔ لوگوں نے کہا کہ حضور اللہ اللہ کا ورد کیجئے! آپ نے فرمایا کہ مجھے کیوں یاد دلاتے ہو، میں نے اسے فراموش تو نہیں کیا ہے؟ پھر آپ نے حق تعالٰے کی تسبیح کو انگلیوں کے پوروں پر پڑھنا شروع کیا۔ جب انگشت شہادت پر پہنچے تو آپ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" اور آنکھیں بند فرمائیں اور واصل من اللہ ہوگئے، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن"[2]

وصال کے بعد آپ کو غسل دیا گیا اور جب غسل دینے والوں نے آپ کے آنکھوں پر پانی ڈالنا چاہا تو ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اپنے ہاتھوں کو ہمارے دوست کی آنکھوں پر نہ رکھو کیونکہ ایسی آنکھیں جو ہمارے نام کے ذکر سے بند ہوئی ہوں وہ بغیر ہمارے دیدار کے نہ کھلیں گی، پھر لوگوں نے انگلیاں کھولنی چاہی لیکن نہ کھول سکے اور آواز آئی کہ جو انگلیاں ہمارے نام کی تسبیح سے بند ہوں وہ بلا ہمارے حکم کے نہ کھل سکیں گی[3]

---

[1] تذکرۃ الاولیا ص ۲۸۷ [2] تذکرۃ الاولیا ص ۲۹۴ و شجرۃ الکاملین ص ۱۸۲ [3] مسالک السالکین ج ۱ ص ۳۰۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جنازہ کی روانگی

غسل وغیرہ سے فراغت کے بعد جب آپ کے جنازۂ مبارکہ کو اٹھایا گیا تو ایک سفید کبوتر آیا اور جنازہ کے ایک کونے پر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے اس کو اڑانے کی کوشش کی لیکن وہ نہ اڑا، اور جواب دیا کہ مجھے اور اپنے آپ کو رنج نہ دو کیونکہ میرے پنجے میخ عشق سے جنازہ کے کونے پر گڑے ہوئے ہیں، آج جنازہ کو اٹھانے کی تکلیف نہ کرو کیونکہ آج آپ کا قالب فرشتوں کے حصہ میں ہے اگر تم شور و غوغا نہ کرتے تو آپ کا جسم سفید باز کی طرح ہوا میں اڑتا ہوتا[1]

تاریخ وصال

آپ کا وصال ۲۷ رجب المرجب بروز جمعہ ۲۹۷ھ یا ۲۹۸ھ کو ہوا یہ عہد المقتدر باللہ کا تھا[2]

خلفائے کرام

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چار جلیل القدر خلفاء ہیں جنہوں نے آپ کے سلسلہ کو فروغ دیا جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں: (۱) حضرت شیخ ابوبکر شبلی (۲) حضرت منصور ابرار جو انا الحق کہنے کے سبب دار پر چڑھائے گئے (۳) حضرت شاہ محمد بن اسود دینوری (۴) حضرت شاہ اسمٰعیل العزیز رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔[3]

مزارِ مقدس

آپ کا مزار مقدس مقام شونیزیہ[ع] میں واقع ہے جو بغداد شریف میں مرجع خلائق ہے، ایک بار حضرت ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے مزار مقدس کے پاس حاضر تھے ایک شخص نے آپ سے ایک مسئلہ دریافت فرمایا تو آپ نے جواباً یہ شعر پڑھا۔ ع

اِنِّیْ لَاَسْتَحْیِیْ اَلَّذِیْ فِی التُّرَابِ بَیْنَنَا
کَمَا کُنْتُ اِسْتَحْیِیْتُ وَھُوَ یَرَانِیْ

یعنی مجھے اس شخص سے جو قبر میں ہیں اس طرح شرم آتی ہے جیسا کہ وہ میری طرف نظر کرتے تھے تو مجھے شرم آتی تھی۔ اسی طرح حضرت فرید الدین عطار م ۶۲۷ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بزرگوں کا حال حیات و وفات میں ایک ہی سا رہتا ہے اور مجھے شرم آتی ہے کہ میں ان کی قبر کے سامنے مسئلہ کا جواب دوں جس سے میں زندگی میں شرم کرتا تھا[4]

واقعہ بعد وصال

بعد وصال ایک بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا اور آپ سے دریافت فرمایا کہ نکیرین کے سوالات آپ سے کس طرح ہوئے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ نکیرین نے آ کر مجھ سے کہا تیرا رب کون ہے؟ تو میں نے ہنس کر جواب دیا کہ میرا رب وہ ہے جس نے روز ازل میں بَلیٰ یعنی اقرار بندگی کرایا ہے پس جو شخص بادشاہ کو جواب دے چکا ہو ایک غلام کا جواب دینا کیا مشکل ہے "اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ وَھُوَ یَھْدِیْنِ" یہ جب میں نے کہا تو وہ چلے گئے اور کہا کہ یہ تو ابھی تک محبت کے سکر میں ہے اور اسی مستی میں پڑا ہے[5]

---

[1] مسالک السالکین ج ۱، ص ۳۰۸ [2] شجرۃ الکاملین ص ۱۸۴ [3] شجرۃ الکاملین ص ۱۸۴
[4] " " " " [5] " " " "

ع موجودہ ریلوے اسٹیشن کے قریب والی قبرستان میں جہاں قریب دو لاکھ اولیاء اللہ مدفون ہیں۔ رضوی ۱۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کی عقلوں سے بہت بلند و بالا ہوتے، جس کی وجہ سے ناواقف لوگ آپ کو دیوانہ بھی کہتے تھے۔

ذکر و مجاہدہ

منقول ہے کہ آپ کچھ دنوں تک ایک درخت پر گھومتے اور ہُو، ہُو کہتے، لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کی یہ کیسی حالت ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ اس درخت پر ایک فاختہ ہے جو کُو، کُو کہہ رہی ہے اس لئے میں بھی اس کی موافقت میں ہُو۔ ھُو کہہ رہا ہوں یہاں تک کہ راوی کا بیان ہے کہ جب تک آپ خاموش نہ ہوتے، فاختہ بھی خاموش نہ ہوتی۔ اور آپ مجاہدہ کی ابتدا میں آنکھوں میں نمک ڈال لیا کرتے تھے تاکہ تمام رات جاگتے رہیں اور آنکھوں میں نیند نہ آئے مجوب ـــــ آپ ارشاد فرماتے کہ حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص سوتا ہے وہ غافل ہوتا ہے اور جو غافل ہوتا ہے وہ ب ہوتا ہے۔ روایت ہے ایک دن آپ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے اللہ، اللہ کی کثرت کر رہے تھے کہ ایک درویش نے آپ کو کہا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کیوں نہیں کہتے؟ آپ نے یہ سُن کر نعرہ لگایا اور فرمایا کہ میں خوف کرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ کہیں لَا کہنے ہی میں رہ جاؤں اور اللہ تک پہنچنے سے پہلے ہی میرا دم نکل جائے اور اسی وحشت میں دنیا سے چلا جاؤں! اس بات سے اس درویش پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی اور لرزہ براندام ہو کر جان پرواز کر گئی، اس درویش کے وصال کے بعد ان کے رشتہ دار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو گرفتار کر کے دار الخلافت میں لے گئے، اس وقت آپ غلبہ وجد سے اس طرح چل رہے تھے جیسے ایک مست آدمی چلتا ہے۔ یہاں تک کہ درویش کے رشتہ داروں نے آپ پر اس جوان درویش کے خون کا دعویٰ کیا۔ خلیفہ نے آپ کو کہا کہ، تمہارے پاس اس دعویٰ کا کیا جواب ہے؟

تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ جان عشق کی آگ کے شعلے سے بقا کے انتظار میں تھی، اس لئے حق لقا کے جلال نے اس کو بالکل جلا دیا ہے اور تمام علایق سے قطع تعلق کر لیا ہے اور جب شوق سے اس کی طاقت نہ رہی، ساتھ ہی صبر کی کمی ہوئی یہاں تک کہ جو امور اس کے سینہ باطن میں عشق کا تقاضا کرنے والے پوشیدہ تھے، وہ مشاہدۂ جمال سے بجلی کی مانند بھڑک اٹھے اور قلب پر اثر کیا پھر سوختہ جان مرغ کی طرح بدن سے نکل کر پرواز کر گئی۔ اب آپ ہی بتائیں کہ اس میں شبلؔی کا کیا جرم و گناہ ہے؟ آپ کی یہ تقریر عارفانہ سُن کر خلیفہ نے کہا کہ شبلی کو جلد یہاں سے بھیج دو کیونکہ صرف ان کی باتوں ہی سے میرے دل پر ایک ایسی صفت و کیفیت طاری ہوئی ہے کہ کہیں میں بیہوش نہ ہو جاؤں[1]

ترک امارت نہاوند

آپ نہاوند کی امارت پر فائز تھے کہ ایک مرتبہ دربار خلافت میں تمام امراء کے نام سے حاضری کے پروانے جاری ہوئے آپ بھی بحیثیت امیر دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت خلیفہ نے جملہ امرائے سلطنت کو خلعت سے نوازا۔ اس اثناء میں ایک امیر کو چھینک آئی اور اس نے اسی خلعت سے اپنے منہ اور ناک کو صاف کیا، لوگوں نے اس فعل سے خلیفہ کو آگاہ کر دیا، خلیفہ نے اس سے وہ خلعت چھین لیا اور امارت سے بھی معزول کر دیا آپ جب اس حال سے آگاہ ہوئے تو سوچا کہ جو شخص مخلوق کے دئے ہوئے خلعت کے ساتھ بے ادبی کرتا ہے تو وہ عزل و استخفاف کا مستحق ٹھہرتا ہے اور اس کا خلعت و رتبہ چھین لیا جاتا ہے۔ پس جو شخص احکم الحاکمین کے ساتھ بے ادبی کرے تو خدا جانے اس کی کیا حالت ہوگی؟ آپ اسی وقت خلیفہ کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو کہا کہ: اے امیر! تم ایک مخلوق ہو اس کے باوجود اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ لوگ تمہارے خلعت کے ساتھ بے ادبی کریں جبکہ تمہاری خلعت کی قدر و قیمت کیا ہے

---

[1] شجرۃ الکاملین ص ۱۹۶، و خزینۃ الاصفیا ج ۱ ص ۸۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیٰ الشَّیْخ اَبِیْ بَکْرِنِ الشِّبْلِیِّ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔

بہر شبلیؔ شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے

ولادت باسعادت آپ کی ولادت باسعادت ۲۴۷ھ؍۸۶۱ء میں بمقام سامرہ (جو نواح بغداد میں ہے) ہوئی اور وہیں پر آپ کی نشو و نما ہوئی مگر ایک قول یہ ہے کہ آپ کی ولادت سر شتہ میں ہوئی [1]

اسم مبارک وکنیت آپ کا نام نامی واسم گرامی جعفر ہے اور کنیت ابو بکر ہے ۔ اور آپ کے نام کے سلسلے میں ایک قول یہ ہے کہ آپ کا نام اس طرح ہے ۔ دلف بن جعفر اور دُلف بن جحدر مگر آپ کے مرقد مبارک پر آپ کا نام جعفر بن یونس کندہ ہے ۔ اور لقب آپ کا مجدد تھا [2]

شبلی کی وجہ تسمیہ آپ کو شبلی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ موضع شبلہ یا شبلیہ کے رہنے والے تھے ۔

علوم اسلامی کی تحصیل آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے تیس سال تک علم فقہ وحدیث پڑھا یہاں تک کہ علم کا دریا میرے سینے میں موجزن ہوگیا ، پھر میں معلمان طریقت کی خدمت مبارکہ میں گیا اور ان سے کہا کہ مجھے علم الٰہی کی تعلیم دو؟ مگر کوئی شخص بھی نہ جانتا تھا بلکہ انہوں نے کہا کہ کسی چیز کا نشان کسی چیز سے ملتا ہے ۔ لیکن غیب کا کوئی نشان نہیں ہوتا ، میں اس کی بات سن کر حیران رہ گیا اور کہا کہ آپ لوگ تو خود اندھیری رات میں ہیں اور الحمد للہ کہ میں صبح روشن میں ہوں ، پھر میں نے حق تعالےٰ کا شکر ادا کیا اور اپنی ولایت کو ایک چور کے سپرد کر دیا حتی کہ جو کچھ اس نے میرے ساتھ کیا خوب کیا ۔ آپ ائمہ اربعہ میں سے امام مالک کے مقلد تھے اور موطا امام مالک رحمۃ تعالےٰ علیہ آپ کو زبانی یاد تھی [3]

فضائل صاحب علم وحال علوم ظاہری و باطنی ، واقف رموز خفی وجلی حضرت شیخ جعفر ابو بکر شبلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے بارھویں امام وشیخ طریقت ہیں آپ مرید وخلیفہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں ۔ عبادت ومجاہدات ومکاشفات میں آپ کا مقام بہت ہی بلند ہے اور آپ کے نکات وعبادلت اور رموز واشارات و ریاضات وکرامات احاطۂ تحریر سے باہر ہیں ، جتنے بھی مشائخ آپ کے زمانے میں تھے ، آپ نے ان کی زیارت کی اور ان کی صحبت میں رہے ۔ آپ نے علوم طریقت کو بدرجہ کمال حاصل فرمایا چونکہ آپ کی زبان سے ایسے اسرار و رموز کا اظہار ہونے لگا جو لوگوں

---

[1] مسالک السالکین ج ۱ ص ۳۱۶ ۔
[2] " " " " "
[3] تذکرۃ الاولیاء ص ۲۶۴ ، وتاریخ اولیاء ج ۱ ص ۲۰۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ دوازدہم

مجدد اسلام

حضرت شیخ جعفر ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۴۷ھ ۸۶۱ء ——— ۲۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ ۹۵۵ء

یا جنیدؔ اے بادشاہ جندِ عرفاں المدد

شبلیا، اے شبلِ شیرِ کبریا امداد کن

(اعلیٰ حضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

وہ سب کو معلوم ہے، پس سُن لو کہ بادشاہ احکم الحاکمین نے مجھے اپنی دوستی و معرفت کا خلعت دیا ہے کیا وہ اس بات کو پسند کریگا کہ میں اسکے دیے ہوئے خلعت کو مخلوق کی خلعت سے ناپاک کروں ؟ آپ یہ کہہ کر باہر نکل آئے اور امارت کو خیرباد کر دیا اور حضرت خیرنساج کی مجلس میں آکر توبہ کی [1]

شیخ طریقت کی بارگاہ میں حاضری

حضرت خیرنساج نے آپ کو سیدالطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس بھیج دیا آپ وہاں حاضر ہوئے تو فرمایا کہ آشنائی دوست کے گوہر کا نشان آپ کے پاس ملتا ہے یا تو آپ مجھے بخش دیں یا فروخت فرمائیں ؟ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اسے فروخت کردوں تو ہرگز اس کی قیمت ادا نہیں کرسکو گے اور اگر بخش دوں تو تم کو مفت مال کی کچھ قدر و قیمت نہ ہوگی ——— اور تم بخواہ اسے ضائع کردو گے ۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ جوان مردوں کی طرح اپنے سر کو قدم بناؤ اور اس دریا میں کود پڑو یہاں تک کہ صبر و انتظار کرو کہ وہ گوہر تمہارے ہاتھ آئے ؛ تو آپ نے فرمایا کہ اب آپ ہی ارشاد فرمائیں کہ مجھے کیا کرنا ہے ؟ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک سال تک گندھک فروشی کرو ۔ پس آپ نے ایسا ہی کیا جب ایک سال ہوگیا تو پھر فرمایا کہ جاؤ ایک سال تک دریوزہ گری کرو ؛ وہ بھی اس طرح کہ کسی شیَ کے ساتھ مشغول نہ ہو ۔ پس آپ نے ایسا ہی کیا اور سال بھر آپ نے بغداد کے تمام بازاروں میں دریوزہ گری کی اور کسی شخص نے آپ کو کچھ نہ دیا یہاں تک کہ پوری کیفیت آپ نے اپنے شیخ کی خدمت میں آکر عرض کیا تو آپ کے شیخ نے ارشاد فرمایا کہ شاید اب تم نے اپنی قدر و قیمت کو سمجھ لیا ہوگا کہ لوگوں کے نزدیک تمہاری کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اس لئے اب مخلوق میں دل نہ لگانا اور اسکو کسی چیز پر بھی فوقیت نہ دینا اس کے بعد پھر شیخ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے شہر نہاوند میں امیری اور حاکمی کے فرائض کو انجام دیا ہے، اس لئے جاؤ اور اہل نہاوند سے معافی طلب کرو ۔ آپ اپنے شیخ کے حکم کے مطابق تشریف لے گئے اور ایک گھر کے سوا باقی سب لوگوں سے معافی چاہی ۔ کیونکہ اس گھر کا آدمی وہاں موجود نہ تھا اس لئے آپ نے اس کے کفارے میں ایک ہزار دینار صدقہ کیا اس کے باوجود بھی آپ کے دل کو قرار نہ ہوا یہاں تک کہ چار سال تک آپ نے اس حالت میں گزار دیا ۔ پھر شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ ابھی تمہارے اندر جاہ طلبی باقی ہے اس لئے جاؤ ایک سال اور گدائی کرو ؛ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سال اور گدائی کی اس حالت میں جو کچھ ملتا وہ شیخ کی خدمت میں لے آتا اور شیخ اس کو لے کر درویشوں میں تقسیم فرما دیتے ۔ اور مجھے ہر رات بھوکا ہی رکھتے ۔ یہاں تک کہ جب سال گزر گیا تو شیخ نے ارشاد فرمایا کہ اب تم ہماری صحبت کے قابل ہو گئے ۔ مگر اس شرط پر کہ درویشوں کی خدمت کرو ؛ ——— پس آپ نے ایک سال درویشوں کی خدمت فرمائی پھر اس کے بعد آپ کے شیخ طریقت نے سوال کیا اے ابا بکر اب تمہارے نفس کی قدر و قیمت تمہارے نزدیک کیا ہے ؟ ——— آپ نے فرمایا کہ میں اپنے نفس کو تمام جہان سے کمتر دیکھتا ہوں اور جانتا ہوں ، شیخ نے فرمایا کہ اب جاکر تمہارا ایمان درست ہوا پھر آپ نے شریعت و طریقت میں وہ کمال حاصل کیا کہ آپ کے شیخ طریقت حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں ۔

بِکُلِّ قومٍ تَاجٌ وتاجُ ھٰذا الْقَوْمِ الشَّبْلِی ——— اور پھر یہ فرمایا کہ لَا تَنْظُرُوْا

---

[1] شجرۃ الکاملین ص ۱۹۶، و خزینۃ الاصفیا ، ج ۱ ص ۸۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

إِلَى أَبِي بَكْرٍ بِالْعَيْنِ الَّتِي يَنْظُرُ بَعْضُكُمْ إِلَى بَعْضٍ فَإِنَّهُ عَيْنٌ مِنْ عُيُونِ اللهِ تَعَالَىٰ[1]

بارگاہ رسالت میں آپ کا مقام

حضرت ابو بکر بن مجاہد جو اپنے وقت کے عظیم محدث وفقیہ اور بزرگ ہیں ان کی مجلس میں علماء وفقہاء کا مجمع رہتا۔ ایک روز حضرت ابو بکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکی مجلس میں تشریف لے گئے تو وہ آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اور سینے سے لگایا اور پیشانی مبارک کو بوسہ دیا، ایک ناواقف نے کہا حضرت یہ تو دیوانہ ہے، اور آپ اس قدر احترام فرمارہے ہیں؟ تو حضرت ابو بکر بن مجاہد نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تمہیں کیا خبر میں نے ان کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ سلوک کرتے ہوئے دیکھا پھر اپنے خواب کا واقعہ بیان فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس مبارکہ قائم ہے پھر جس وقت حضرت ابو بکر شبلی اس مجلس میں تشریف لائے تو رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا، میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شبلی پر اتنی شفقت ومہربانی کس وجہ سے ہے؟ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ تا العظیم پڑھتا ہے اور اس کے بعد تین مرتبہ کہتا ہے صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ[2]

آپ کا اسم اعظم سے عشق

حضرت ابو بکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بھی عادت مبارکہ تھی کہ آپ جس جگہ اللہ کا نقش دیکھتے تو بوسہ دیتے اور بڑی تعظیم کرتے، تو ندا آئی کہ کب تک اسم کے ساتھ مشغول رہے گا، اگر تو مرد طالب ہے تو اس کی تلاش میں قدم رکھ یہاں جب آپ نے یہ آواز سُنی تو آپ پر عشق غالب ہوگیا اور اشتیاق ودرد نے اتنا غلبہ کیا کہ آپ وہاں سے اٹھے اور اپنے آپ کو دریائے دجلہ میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک موج آئی اور اس نے آپ کو کنارے پر پھینک دیا، پھر اپنے آپ کو آگ میں ڈالا، لیکن آگ نے بھی آپ کو نہ جلایا، اسی طرح آپ نے اپنے آپ کو کئی بار ہلاکت میں ڈالا مگر حق تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کی، جب آپ کی بیقراری اور زیادہ ہوگئی تو آپ نے فریاد بلند کیا کہ! وَيْلٌ لِمَنْ لَا يَقْتُلُهُ الْمَاءُ وَالنَّارُ وَالسِّبَاعُ وَالْجِبَالُ۔ یعنی افسوس ہے اس شخص پر جس کو نہ پانی ہلاک کرے اور نہ آگ نہ درندے اور نہ ہی پہاڑ۔ اس کے جواب میں یہ آواز آپ نے سُنی مَنْ كَانَ مَقْتُوْلَ الْحَقِّ لَا يَقْتُلُهُ غَيْرُهُ، یعنی جو حق کا مقتول ہے اس کو سوائے اس کے کوئی ہلاک نہیں کرسکتا۔

آپ دیوانگی شوق میں اس مقام پر پہنچ گئے تھے کہ دس دفعہ آپ کو زنجیروں میں باندھا گیا، لیکن آپ نے کسی طرح بھی قرار نہ لیا۔ یہاں تک کہ لوگ کہتے کہ شبلی بالکل دیوانہ ہے، اس کے جواب میں آپ ارشاد فرماتے کہ میں تمہارے نزدیک دیوانہ ہوں اور تم میرے نزدیک دیوانے ہو، خدا کرے میری دیوانگی زیادہ ہو[3]

آپ کے قید کا واقعہ

مشہور واقعہ ہے کہ حضرت ابو بکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیوانگی کے الزام میں اسپتال میں داخل کرکے وہاں آپ کو مقید کردیا گیا، ایک جماعت آپ کی زیارت کو آئی تو آپ نے ان لوگوں سے فرمایا مَنْ أَنْتُمْ تم لوگ کون ہو؟ قَالُوْا أَحِبَّاؤُكَ انہوں نے کہا ہم آپ کے محبین ہیں۔ تو آپ نے ان لوگوں کے اوپر پتھر مارا جس سے وہ بھاگنے لگے تو آپ نے فرمایا لَوْ كُنْتُمْ أَحِبَّائِي لَمَا فَرَرْتُمْ مِنْ بَلَائِي فَاصْبِرُوْا مِنْ بَلَائِي۔ اگر تم

---

[1] مسالک الکین ج ا رص ۳۱۰، وکشف المحجوب ص ۷۹، وشجرۃ الکاملین ۱۸۸ [2] راہ عقیدت ص ۱۹، ۲۰

[3] تذکرۃ الاولیاء ص ۲۶۶، ومسالک السالکین ج ا رص ۳۱۸۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

میرے محبین ہو تو میرے مارنے سے کیوں بھاگتے ہو اس لئے کہ محبین دوست کی بلا سے بھاگا نہیں کرتے ـــــ اور ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ آپ زخمی ہوگئے ۔ اس دوران خون کا جو قطرہ اس سے گرتا اللہ کا نقش بن جاتا [1]

تشریحِ بندگی

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ کے دست مبارک میں آگ کا شعلہ تھا اور حالت سکر میں آپ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ جاؤں اور کعبہ کو جلا دوں تاکہ لوگ حق کی طرف بلا علت کے متوجہ ہوں ، دوسرے دن آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جو دونوں طرف سے جل رہی تھی اور فرما رہے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ بہشت اور دوزخ کو آگ لگادوں تاکہ لوگ طمع کی بندگی چھوڑ دیں ۔ اسی طرح ایک روز آپ نے چولہے میں ایک لکڑی کو جلتے ہوئے اس طرح دیکھا کہ ایک طرف سے جل رہی تھی اور دوسری طرف سے پانی نکل رہا تھا ۔ آپ یہ منظر دیکھ کر رو پڑے اور ارشاد فرمایا کہ لوگو ! اگر تم بھی آتش شوق میں جلتے ہو اور اس دعویٰ میں سچے ہو تو تمہاری آنکھوں سے آنسو کیوں نہیں بہتے [2]

دولت کی حقیقت

ایک مرتبہ آپ نے چار ہزار اشرفیاں دریائے دجلہ میں پھینک دیا ، لوگوں نے کہا کہ حضور ! آپنے ایسا کیوں کیا ؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پتھر کا پانی کے ساتھ ہی رہنا زیادہ بہتر ہے ۔ لوگوں نے کہا کہ اسے مخلوق خدا میں کیوں تقسیم نہیں فرمادیا ؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ ! اپنے دل سے اس کا حجاب اٹھا کر مسلمان بھائیوں کے دلوں پر ڈال دوں تو میں خدا کو کیا جواب دوں گا کیونکہ دین کی یہ شرط نہیں ہے کہ مسلمان بھائیوں کو اپنے سے بد سمجھوں [3]

شیخ کی اہمیت

ایک مرتبہ آپ کے شیخ طریقت حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں کچھ اصحاب ارادت جلوہ افروز تھے ۔ اور آپ کے شیخ کی عدم موجودگی میں وہ لوگ آپ کی تعریف کرنے لگے کہ صدق اور شوق و بلندی میں شبلی جیسا کوئی دوسرا آدمی نہیں ہے ۔ اتنے میں آپ کے شیخ حاضر ہوئے اور اس بات کو سن کر فرمایا کہ تم لوگ غلطی میں گرفتار ہو وہ تو مخذول اور زیاں کار ہے فوراً شبلی کو اس جگہ سے باہر نکال دو ؟ جب آپ وہاں سے چلے گئے تو آپ کے شیخ ان اصحاب سے فرمایا کہ شبلی کی جو تعریف تم نے کی ہے ، میرے دل میں اس سے سوگنا زیادہ عزت ہے ، لیکن اس کے سامنے اس تعریف سے تم نے تو اس پر تلوار چلادی اس لئے مجبوراً یہ کہہ کر اس کے پاس ایک ڈھال لانا پڑا تاکہ وہ ہلاک نہ ہوجائے [4]

آپ کے تصوفانہ اشعار

ایک مرتبہ آپ میدان عرفات میں پہنچے تو بالکل خاموشی اختیار فرمالی اور سورج غروب ہونے تک کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالا یہاں تک کہ اس مقام سے آپنے منیٰ کی طرف کوچ فرمایا اور جب حدودِ حرم کے نشانات سے آگے بڑھے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور روتے ہوئے آپ نے یہ عارفانہ اشعار پڑھے ۔

أَرُوحُ وَقَدْ خَتَمْتُ عَلٰى فُؤَادِیْ ... بِحُبِّكَ اَنْ یَحِلَّ بِهٖ سِوَاكَا !

میں چل رہا ہوں اس حال میں کہ میں نے اپنے دل پر تری محبت کی مہر لگادی تاکہ اس دل پر تیرے سوا کسی کا گزر نہ ہو۔

فَلَوْ اَنِّیْ اِسْتَطَعْتُ غَمَضْتُ طَرْفِیْ ... فَلَمْ اَنْظُرْ بِهٖ حَتّٰی اَرَاكَا

اے کاش مجھ میں استطاعت ہوتی کہ میں اپنی آنکھوں کو بند رکھتا اور اس وقت تک کسی کو نہ دیکھتا جب تک تجھے نہ دیکھ لیتا۔

---

[1] شجرۃ الکاملین ص ۲۰۶ ۔ [2] تذکرۃ الاولیاء ص ۲۶۶ ، و شجرۃ الکاملین ص ۱۹۲ ۔ [3] کشف المحجوب ص ۳۰۶ ۔
[4] 〃 〃 ص ۱۹۳ ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

وَفِی الْاَحْبَابِ مُخْتَصٌّ بِوَحْدِہٖ　　وَآخَرُ یَدَّعِیْ مَعَہٗ اشْتِرَاکَا

اہل محبت میں بعض تو ایسے ہوتے ہیں جو ایک ہی کے ہو رہتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں دوسرے کی بھی شرکت ہوتی ہے،

اِذَا انْسَکَبَتْ دُمُوْعٌ فِیْ خُدُوْدٍ　　تَبَیَّنَ مَنْ بَکٰی مِمَّنْ تَبَاکٰی!

جب آنکھوں سے آنسو نکل کر رخسار پر بہنے لگتے ہیں تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ کون واقعی رو رہا ہے اور کون بناوٹی روتا ہے [۱]

کشف وکرامات

نصرانی طبیب کا مسلمان ہونا

حضرت ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ بیمار پڑے تو آپ کو لوگ علاج کے لئے لے گئے اور علی بن عیسیٰ وزیر نے خلیفہ کو اطلاع کی، تو خلیفہ نے علاج کے لئے اپنے افسر الاطباء کو بھیجا جو نصرانی تھا۔ اس نے بہت کچھ علاج کیا مگر کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔ اس لئے طبیب نے عرض کیا کہ اگر میں جانتا کہ آپ کا علاج میرے جسم کے ٹکڑے میں ہے تو مجھے اس کے کاٹنے میں بھی کچھ دریغ نہ ہوتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری دوا تو کسی اور شئی میں ہے طبیب نے عرض کیا کہ وہ کیا چیز ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو کفر کو چھوڑ اور مسلمان ہوجا۔ تو طبیب نے فوراً کہا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ خلیفہ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور کہا کہ ہم نے طبیب کو مریض کے طرف بھیجا تھا۔ مگر ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ مریض کو طبیب کی طرف بھیجا ہے [۲]

دل کے خطروں پر آگاہی

حضرت ابن آزری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت شیخ شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت مبارکہ میں ایک ریشمی چادر اوڑھ کر حاضر ہوا۔ وہاں پہنچ کر میں نے یہ دیکھا کہ آپ ایک بہت ہی عمدہ ٹوپی پہنے ہوئے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو ہمارے پہننے کے قابل ہے، اگر شیخ یہ ٹوپی مجھے عنایت کردیں تو کیا ہی اچھا ہوتا؟ اس خیال کا آنا ہی تھا کہ شیخ نے کہا اپنی چادر مجھے دیدو؟ میں نے وہ چادر فوراً شیخ کے حوالے کردیا۔ اس کے بعد شیخ نے میری چادر اور اپنی اس ٹوپی کو فوراً آگ میں ڈال دیا۔ ارشاد فرمایا کہ دیدار الٰہی کے سوا کوئی دوسری آرزو دل میں رکھنے کے لائق نہیں ہے [۳]

کشفِ نیک و بد

حضرت ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رب کائنات نے عظیم مرتبے پر فائز فرمایا تھا اور حجابات آپ کی آنکھوں سے ہٹادئے گئے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میں جب بازار سے گزرتا ہوں تو تمام نیک و بد کو پہچان لیتا ہوں اور لوگوں کی پیشانیوں پر سعید و شقی لکھا ہوا دیکھتا ہوں [۴]

آپ کا تصرف

منقول ہے کہ آپ سے لوگوں نے کہا اے ابوتراب تم جنگل میں بھوکے ہی رہتے ہو؟ یہ سن کر آپ نے اپنی نگاہ اٹھائی تو وہ تمام جنگل کھانا ہی کھانا نظر آنے لگا۔ اس کے بعد پھر ارشاد فرمایا کہ یہ تھوڑی سی مہربانی ہے، اگر تحقیق کے مقام میں ہوتا تو میں یہ کہتا؛ اِنِّیْ اَظَلُّ عِنْدَ رَبِّیْ فَھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ [۵]

---

[۱] روض الریاحین ص ۹۴ ماخوذ راہ عقیدت ص ۳۲۲　[۲] مسالک السالکین ج ۱، ص ۳۲۳۔

[۳] تذکرۃ الاولیاء　[۵] تذکرۃ الاولیاء

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ملفوظات

حضرت ابو بکر شبلی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے مریدین سے ارشاد فرمایا کہ اگر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک تم میرے پاس آؤ ، اور اس عرصے میں تیرے دل میں سوائے حق تعالٰی کے کوئی دوسرا خیال گزرے تو سمجھ لے کہ ابھی دنیا کی طلب تیرے دل میں باقی ہے ، اور دنیا کا طلبگار آخرت کے لئے کیا کما سکتا ہے ، اس لئے دنیا میں جتنے دن زندہ رہو آخرت کے لئے کھیتی کرو۔ فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں بھوکا اللہ تعالٰی کے لئے رہا اور حق تعالٰی میرے قلب میں اسرار و رموز کا نور داخل نہ کیا ہو کہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ بہت سیر ہو کر نہ کھایا کرو ، ایسا نہ ہو کہ تمہاری شکم پروری کی وجہ سے نور معرفت تمہارے دل سے نکل ہو جائے ۔

فرماتے ہیں کہ تصوف ضبط قویٰ ہے ، اور صوفی وہ ہے جو لوگوں سے منقطع ہو اور حق تعالٰی سے متصل ہو ۔

فرماتے ہیں کہ جو شخص محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور محبوب کے سوا اور طرف مشغول ہوتا ہے وہ حبیب کا نہیں بلکہ کسی اور شے کا طلبگار ہوتا ہے اور وہ گویا اپنے محبوب کا مذاق اڑاتا ہے ۔

فرماتے ہیں کہ عارف وہ ہے جو کبھی تو ایک مچھر کی تاب نہ لا سکے اور کبھی ساتوں زمینوں اور آسمانوں کو نوک پلک پر اٹھا کر پھینک دے ۔

اور فرماتے ہیں کہ محبت یہ ہے کہ ہر چیز کو دوست پر نثار کر دے ۔

لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ حضور ! سنت کیا ہے ؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کا ترک کرنا ۔

پھر زکوٰۃ کی مقدار کے متعلق دریافت کیا گیا ——— تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کل مال کو اللہ کی راہ دیدینا ہی میرے نزدیک اس کی مقدار ہے ، تو سائل نے متعجب ہو کر کہا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے اس لئے کہ قرآن وحدیث سے مال کا چالیسواں حصہ مقدار زکوٰۃ ہے ؛ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بخیلوں کے لئے ہے ۔ پھر لوگوں نے دریافت کیا آپ کے اس طریقے کے امام کون ہیں ؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنا تمام مال تصدق کر دیا حتی کہ آپ کے پاس صرف ایک کمبل ہی باقی رہ گیا تھا ۔ پھر سائل نے دریافت کیا کہ آپ کے پاس قرآن شریف سے بھی کوئی دلیل ہے ؛ تو ارشاد فرمایا کہ ہاں ! اللہ تعالٰی فرماتا ہے " اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ " یعنی تحقیق اللہ تعالٰی نے مومنوں سے ان کے نفسوں اور مالوں کو خرید لیا ہے ۔ پس میں نے مال کو بیچا ہے اس لئے اسے کل مال کا حوالہ کر دینا لازم ہے ۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ عارف وہ ہے کہ سوائے حق تعالٰی کے بینا اور گویا نہ ہو ، اور سوائے اس کے اپنے نفس کا محافظ کسی دوسرے کو نہ جانے اور اس کے غیر سے بات نہ سُنے اس لئے کہ عارفوں کا وقت بہار کے زمانوں کی طرح ہے جس طرح کہ رعد گرجتا ہے ، ابر ہنستا ہے ، بجلی چمکتی ہے ، ہوا چلتی ہے ، شگوفے نکلتے ہیں ، مُرغ چہکتے ہیں پس عارف کا بھی ایسا ہی حال ہے کہ آنکھیں روتی ہیں ، لب ہنستا ہے ، دل جلتا ہے ، سر کے ساتھ ناز کرتا ہے ، ہمیشہ وہ دوست کا نام لیتا ہے اور اس کے دروازے پر پھرتا ہے ۔

فرماتے ہیں کہ دعوت کی تین قسمیں ہیں ؛ دعوتِ علم ، دعوتِ معرفت اور دعوتِ معائنہ ۔ علم ایک ہے وہ یہ کہ اپنی ذات سے اپنے نفس کو پہچانے ، عبارت زبانی علم ہے اور اشارتِ زبان معرفت ، علم الیقین وہ ہے کہ ہم کو پیغمبروں کی زبان مبارک سے پہنچا او

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور عین الیقین وہ ہے جو نور ہدایت اسرار قلوب میں بے واسطہ پہنچا اور حق الیقین وہ ہے کہ اس عالم میں اس کی طرف راہ نہیں۔

آپ نے فرمایا کہ ہمت خدا کی طلب ہے اور جو اس کے سوا ہے وہ ہمت نہیں ہے، اور صاحب ہمت کسی چیز کی طرف مائل نہیں ہوتا مگر صاحب ارادہ مائل ہو جاتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ شکر یہ ہے کہ نعمت کو نہ دیکھے بلکہ منعم کو دیکھے اور جو سانس اللہ تعالے کی معرفت میں ہو وہ سب عابدوں کی عبادت سے افضل و بہتر ہے جو وہ قیامت تک کریں۔

فرماتے ہیں کہ شریعت یہ ہے کہ تو اس کی پیروی کرے۔ طریقت یہ ہے کہ تو اس کی طلب کرے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تو اسے دیکھے [1]

واقعات وصال

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی دونوں آنکھوں میں اندھیرا سا چھا گیا، آپ نے خاکستر طلب فرمایا اور اس کو اپنے سر پر ڈالتے جا رہے تھے، اور وقت وصال اس قدر آپ بیقرار تھے کہ احاطہ تحریر سے بالا تر ہے پھر کچھ وقفہ تک آپ خاموش رہے اور پھر کچھ وقفہ کے بعد مضطرب ہو گئے اور ارشاد فرمایا کہ ہوائیں چل رہی ہیں ایک لطف کی اور دوسری قہر کی۔ تو جس پر باد لطف چلتی ہے اس کو مقصود تک پہنچا دیتی ہے اور جس پر قہر کی ہوا چلتی ہے وہ حجاب میں مبتلا ہو جاتا ہے اس لئے اب دیکھئے کون سی ہوا چلتی ہے اگر باد لطف مجھ پر چلتی ہے تو میں اس کی امید پر یہ سب سختیاں برداشت کر سکتا ہوں لیکن اگر العیاذ باللہ باد قہر چلی تو میں مر جاؤں گا اور یہ سب سختیاں اور بلائیں اس کے سامنے کیا چیز ہے اور وصال کے وقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے وضو کراؤ؟ جب آپ کو وضو کرایا گیا تو لوگ ڈاڑھی میں خلال کرنا بھول گئے، آپ نے وضو کرانے والوں کو یاد دلایا تو اس کے بعد خلال کرایا گیا۔

جس رات آپ کا وصال ہوا تمام رات یہ بیت پڑھتے رہے ؎ ع

کُلُّ بَیْتٍ اَنْتَ سَاکِنُہَا غَیْرُ مُحْتَاجٍ اِلَی السُّرُجِ
وَجْھُکَ الْمَامُوْلُ حُجَّتُنَا یَوْمَ تَاْتِی النَّاسُ بِالْحُجَجِ

یعنی جس گھر میں تو ساکن ہے وہ چراغ سے مستغنی ہے۔ تیرا وہ حسین چہرہ جس کی امید کی گئی ہے ہماری حجت ہو گا جبکہ لوگ اپنے ساتھ حجتیں لے کر آئیں گے۔

یہاں تک کہ لوگ آپ کی نماز جنازہ کیلئے گئے، لیکن ابھی آپ نے انتقال نہیں کیا تھا، آپ نے فراست سے سمجھ لیا اور ارشاد فرمایا کہ تعجب ہے کہ مردوں کی جماعت زندوں پر نماز پڑھنے آئی ہے۔ پھر لوگوں نے آپ کو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کے لئے کہا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب اس کا غیر ہے تو نفی کس کی کروں؟ لوگوں نے کہا حضور! شریعت میں اسی طرح ہے، آپ کلمہ پڑھئے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ محبت کا بادشاہ کہتا ہے کہ میں رشوت نہ لوں گا۔ پھر ایک شخص نے بلند آواز سے شہادت کی تلقین کی، آپ نے فرمایا کہ مردہ آیا ہے تاکہ زندہ کو تلقین کرے اور نصیحت دے۔ پھر کچھ وقفہ کے بعد لوگوں نے دریافت فرمایا کہ حضور! کیا حال ہے؟ تو آپ نے ارشاد

---

[1] عوارف المعارف وکشف المحجوب وتذکرۃ الاولیاء وغیرہ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

فرمایا کہ محبوب سے مل گیا ہوں اور آپ کا وصال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْن ۱؎

تاریخ وصال

آپ کا وصال ۲۷، ذی الحجہ ۳۳۴ھ ۹۵۵ء شب جمعہ ۸۸ سال کی عمر شریف میں ہوا۔ اور اس وقت المستکفی باللہ کا دور خلافت تھا۔

خلفائے کرام

حضرت ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے صرف دو خلفاء کے اسمائے گرامی دستیاب ہوئے ہیں ① حضرت خواجہ عبدالواحد ابوالفضل تمیمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ② حضرت ابوالحسن نیمالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۲؎

بعد وصال

آپ کے وصال کے بعد ایک بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ حضور! نکرین کے ساتھ کیسی گزری؟ آپ نے جواب دیا کہ جب نکرین میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ بتا تیرا رب کون ہے؟ تو میں نے جواب میں کہا کہ میرا رب وہی ہے جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور پھر ملائکہ کی جماعت کو حکم دیا کہ اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ یعنی آدم کو سجدہ کرو فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ تو سب ملائکہ نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا اور حکم خداوندی سے منہ موڑا اور تکبر کیا تو اس وقت میں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا۔ اس جواب پر نکرین بولے کہ اس نے تو تمام اولاد آدم کی طرف سے جواب دیدیا اور یہ کہکر وہ چلے گئے۔ ۳؎

مزار مبارک

آپ کا مزار مبارک بغداد شریف کے مقام سامرہ میں مرجع خلائق ہے۔

۱؎ مسالک السالکین ج ۱، ص ۳۲۳، خزینۃ الاصفیاء ج ۱، ص ۸۹، تذکرۃ الاولیاء ص ۳۶۹، شجرۃ الکاملین ص ۲۰۳۔
۲؎ ″ ″ ″ ″ ، وانوار صوفیہ ص ۱۱۵ ۳؎ شجرۃ الکاملین ص ۲۰۶
۳؎ ″ ″ ″ ″ ″

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور سیزدہم

سالکِ طریقت

حضرت شیخ ابو الفضل عبدالواحد تمیمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۲۶ جمادی الثانی ۴۲۵ھ ۱۰۳۳ء

شیخ عبدالواحد ارا ہم سوئے واحد نما
بے فرح را بالفرح طرطوسیا امداد کن

(اعلیٰحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی الشَّیْخِ اَبِی الْفَضْلِ عَبْدِ الْوَاحِدِ التَّمِیْمِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۔

بہرِ شبلی شیرِ حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے

ولادت ولادت کی کوئی صراحت افسوس کہ نہ مل سکی ،

اسم شریف وکنیت آپ کا نام نامی واسم گرامی عبدالواحد تمیمی اور کنیت ابوالفضل ہے [1]

والد ماجد آپ فرزند دلبند حضرت شیخ عبدالعزیز تمیمی بن حارث بن اسد رضی اللہ تعالٰی عنہم کے ہیں [2]

تمیمی کی وجہ تسمیہ آپ کے تمیمی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ عرب میں بنی تمیم ایک قبیلہ ہے اور آپ اس قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اسی سبب سے آپ کو تمیمی کہا جانے لگا اور اسی نام سے آپ مشہور بھی ہوئے ۔

آپ کے شیخ طریقت آپ کے شیخ طریقت حضرت ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں جن کے فیض صحبت میں آپ نے راہ سلوک کی منزلیں طے فرمائی اور خلافت سے سرفراز ہوئے اور قلائد الجواہر و فتح المبین وغیرہ کتابوں میں یہی ہے کہ آپ نے حضرت شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے خرقہ زیب تن فرمایا مگر ایک قول یہ ہے کہ آپ نے بیعت وخلافت اپنے والد ماجد ہی سے حاصل فرمایا چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی م ۱۱۷۶ھ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوالفضل عبدالواحد نے خرقہ پہنا اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبدالعزیز بن حارث تمیمی سے انہوں نے خرقہ پہنا شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے اور یہی ترتیب اکثر شجرات عالیہ قادریہ میں پائی جاتی ہے [3] کہ آپ مرید وخلیفہ اپنے والد بزرگوار کے تھے اور بعد وفات اپنے پدر بزرگوار کے حضرت شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف (جو آپ کے والد ماجد کے شیخ طریقت تھے) رجوع فرمایا اور ان کی مسند خلافت پر رونق بخشی اور آپ کے والد ماجد کا وصال ۳۳۲ھ میں اپنے شیخ طریقت کی حیات ہی میں ہو گیا [4]

فضائل خادم شریعت ، سالک طریقت ، واقف حقیقت امام اہلسنت حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رضی اللہ تعالٰی عنہ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ ، رضویہ کے تیرہویں امام وشیخ طریقت ہیں ۔ آپ اپنے زمانے کے ممتاز ترین مشائخ سے تھے آپ کو بیعت طریقت حضرت شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حاصل ہے اور آپ کے والد ماجد شیخ عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بھی انہیں سے حاصل ہے ۔ اور آپ کے مرشد طریقت وآقائے نعمت حضرت ابوالقاسم نصیر آبادی کو بھی بیعت طریقت حضرت شیخ ابوبکر شبلی

---

[1] مسالک السالکین ج ۱ ص ۳۲۷ وانوار صوفیہ ۱۱۸
[2] مسالک السالکین ج ۱ ص ۳۲۷
[3] " " " "
[4] الانتباہ فی سلاسل اولیاء

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

رضی اللہ تعالٰے عنہ ہی سے حاصل تھی۔ آپ ائمۂ اربعہ میں سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کے مقلد تھے آپ سے بے شمار خلقت نے راہ ہدایت پائی حرمین شریفین کے کئی دورے کئے اور بلاد عرب وعجم کی اکثر سیاحت کی۔

عادات وصفات

آپ کے عادات وصفات حضرت شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالٰے عنہ کے عادات وصفات کے مطابق تھے، عبادت وریاضت وتقویٰ وطہارت میں یگانۂ روزگار رہتے۔ شریعت مطہرہ کی سعی بلیغ فرمائی اور سنت نبوی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی محافظت ہر آن وہر لحظہ فرماتے تھے[۱]

مسند رشد وہدایت

آپ اپنے مرشد کامل وپیر طریقت کے وصال کے بعد تقریباً نوے سال تک مسند رشد وہدایت پر فائز رہے، اور اس درمیان میں اپنے پیر طریقت کے سلسلے کو کافی فروغ بخشا اور خلق کثیر کو ہدایت ظاہری وباطنی سے مرصع فرماکر علم الٰہی کا مستحق بنایا اور مجاہدین اسلام کی ایک عظیم فوج کو تیار کرکے ان کو رشد وہدایت کا مبلغ ومحافظ بنایا[۲]۔ آپ نے شریعت وطریقت کی ترویج میں نمایاں کردار پیش کیا۔

تاریخ وصال

آپ کا وصال ۲۶ جمادی الآخر بروز جمعہ ۴۲۵ھ میں ہوا۔ اس وقت القائم بامر اللہ خلیفہ عباسی کا دور خلافت تھا۔[۳]

آپ کے خلفاء

حضرت عبدالواحد تمیمی رضی اللہ تعالٰے عنہ کے خلفاء کی تفصیل ازحد تلاش کے بعد بھی نہ مل سکی البتہ صرف ایک خلیفہ کے تذکرے اکثر کتب میں ملتے ہیں اور وہ حضرت شیخ محمد بن عبداللہ طرطوسی رضی اللہ تعالٰے عنہ ہیں۔

تاریخ وصال

جناب عبدالواحد شیخ اکبر — کہ روشن بود ہم چوں ماہ انور
چوں زیں عالم بفردوس بریں رفت — تو گوئی ماہ دین زیر زمیں رفت
بتاریخ وصال آں گرامی — بگو پیر ولی اللہ نامی!
شنو تاریخ ترحیلش تو از من — کہ می گردد عیاں ارشاد احسن ۴۲۵ھ
بوصل آں جناب رہبر دیں — ندا آمد کہ ہادی ناصر دیں
چوں آں ماہ جہاں اندر جناں شد — بوصلش نور حقانی عیاں شد
چوں تاریخ وصال او عیاں کرد — زبانم "سید عارف" بیاں کرد ۴۲۵ھ
بحق چوں گشت زیں عالم وصالش — ندا شد عارف دیں است سالش
خرد سال وصالش چوں گہر سفت — بسرور شاہ عالم زندہ دل شد
عیاں تاریخ او چوں ماہ گفتم! — بہر یک شاہ عالی جاہ گفتم
عجب تاریخ وصل او عیاں است — بگو سرور کہ "واصل مہرباں" نست[۴] ۴۲۵ھ

مزار مبارک

آپ کا مزار مقدس شہر بغداد میں حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰے عنہ کے مقبرہ شریف میں ہے[۵]

---

۱ خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۸۹ — ۳ خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۸۹ ومسالک السالکین ج ۱ ص ۳۲۷

۲ 〃 〃 〃 وشجرۃ الکاملین ص ۲۰۶ — ۴ مسالک السالکین ج ۱ ص ۳۲۷۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور چہاردہم

راحت المسلمین

حضرت شیخ محمد یوسف ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۳ر شعبان المعظم ۴۴۷؁ھ ۱۰۵۵؁ء

شیخ عبد الواحد ارا ہم سوئے واحد نما

بے فرح را بالفرح طرطوسیا امداد کن

(اعلیحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى الشَّيْخِ اَبِى الْفَرَجِ الطَّرْطُوْسِىْ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن وسعد
بوالحسن اور بوسعید سعدزا کے واسطے

ولادت افسوس کہ ازحد تلاش کے بعد بھی واقعۂ پیدائش وسنہ پیدائش دستیاب نہ ہوسکے۔

نام وکنیت آپ کا نام نامی واسم گرامی محمد یوسف ہے اور کنیت ابوالفرح ہے[1]

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام نامی واسم گرامی شیخ عبداللہ طرطوسی ہے۔

آپ کے شیخ طریقت آپ اعاظم خلفاء ومرید حضرت عبدالواحد تمیمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہیں[2]

فضائل قدوۂ اولیاء زمان، زبدۂ مشائخ جہاں حضرت شیخ محمد ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے چودھویں امام و شیخ طریقت ہیں۔ آپ ولی کامل اور عالم وفاضل جمیع علوم ظاہری وباطنی ہیں۔ آپ بہت بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے۔ اور صبر و توکل میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ زمانے کے علماء ومشائخ نے آپ کو منفرد وقت جانا اور مانا ہے، آپ عظیم خوبیوں کے مالک تھے۔ اور اپنے پیر ومرشد کے نقش قدم پر رہ کر خلق خدا کی ہدایت کا عظیم فرض انجام دیا اور دین متین کی وہ خدمات انجام دیا کہ آج بھی آپ کا نقش قدم فیض روحانی کا سرچشمہ ہے۔ تجرید وتفرید میں یگانۂ وقت تھے[3]

طرطوسی کی وجہ تسمیہ کتب سیر سے معلوم ہوا کہ شہر طرطوس ملک شام کے عمدہ ترین شہروں میں سے ایک بہترین شہر تھا۔ آپ نے اس شہر کو اپنے قیام کے لئے منتخب فرمایا اور اسی شہر میں بودوباش اختیار فرمائی اس لئے آپ طرطوسی کہے جانے لگے۔ اس شہر میں آپ نے قیام فرما کر صفحاتِ سیر پر اس کے نام کو بلند فرما دیا اور اس کے مجہولے نام کو اوج ثریا پر پہنچا دیا سچ ہے کہ جو زمین کسی مردِ خدا کو مقتدانہ طور پر اپنی آغوش میں لے لیتی ہے تو وہ زمین باعثِ تعظیم ولائق تقدیس ہوجاتی ہے۔

تاریخ وصال آپ کا وصال ۳ شعبان المعظم بروز شنبہ ۴۴۷ھ خلیفہ القائم بامر اللہ عباسی کے عہد میں طرطوس میں ہوا[4]

خلفاء آپ کے صرف ایک خلیفہ کا نام کتب سیر میں ملتا ہے جو حضرت شیخ ابوالحسن علی ہنکاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔

---

[1] مسالک السالکین ج ۱ ص ۳۲۸ وانوار صوفیہ ص ۱۱۹
[2] 〃 〃 〃 〃 〃
[3] شجرۃ الکاملین ص ۷۰، و خزینۃ الاصفیا ج ۱ ص ۹۰
[4] انوار صوفیہ ص ۱۱۹۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

تاریخ وصال از گنجینۂ سروری

حضرت بوالفرح طرطوسی ولی ‏ ‏ شیخ والا مرشد پیر و جواں
شد چو از دنیا بہ فردوس بریں ‏ ‏ بود پیر بے ریا سالش بداں
۴۴۵ھ
ہم بگو بوالفرح محبوب نبی ‏ ‏ نیز محی الدین طرطوسی بخواں
والی کشف و دگر کاشف ولی ‏ ‏ سال وصلش آمد از سرور عیاں
۴۴۷ھ
باز وصل آں شہ عالی جناب ‏ ‏ شاہ عالم گشت از خاطر میاں
۴۴۷ھ

مزار مبارک آپ کا مزار مقدس بغداد کے شہر طرطوس میں مرجع خلائق ہے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com
Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ پانزدہم

شیخ الاسلام

حضرت ابراہیم ابوالحسن علی ہاشمی ہکّاری رضی اللہ تعالٰی عنہ

سنہ ۴۰۹ھ سنہ ۱۰۱۷ء ــــــــ یکم محرم الحرام سنہ ۴۸۶ھ سنہ ۱۰۹۳ء

ابوالحسن ہکّاریا حالم حسن کن بے ریا

اے علی اے شاہِ عالی مرتضیٰ امداد کن

(اعلیٰ حضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ علیه وعلیهم عَلَى الْمَوْلَى الشَّيْخ عَلِي الْقُرَشِيّ الْهَكَّارِيّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت ۴۰۹ھ ۱۰۱۸ء میں بمقام ہکار (جو موصل کے قریب ایک گاؤں کا نام ہے) اسی گاؤں میں ہوئی۔ اس وقت بغداد میں عباسی خاندان کے پچیسویں خلیفہ القادر باللہ کی خلافت تھی جو ۳۸۱ھ سے ۴۲۲ھ تک تخت پر جلوہ گر رہا۔ یہ خلیفہ بڑا عابد و زاہد و فقیہہ تھا صاحب تصنیف تھا فضائل صحابہ و تکفیر معتزلہ میں آپ کی کتاب موجود ہے[1]

اسم شریف

آپ کے اسم مبارک کے بارے میں اختلاف ہے اور مختلف روایت سے جو اسماء سامنے آتے ہیں وہ یہ ہیں محمد بن محمود، علی بن محمود، علی بن یوسف، علی بن محمد، چنانچہ غلام دستگیر صاحب اپنی کتاب ذکر حسن میں لکھتے ہیں: ہماری خاندانی کتب میں ابراہیم مندرج ہے ممکن ہے آپ کا نام ابراہیم ہو لقب یا کنیت ابوالحسن اور باپ کا نام علی ہو مگر چونکہ اکثر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کا نام نامی علی ابن محمد ہے اس لئے یہ ہی درست سمجھنا چاہیئے[2]

لقب و کنیت

آپ کا لقب شیخ الاسلام اور کنیت ابوالحسن ہے۔

نسب شریف

آپ کا سلسلہ نسب حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے چچازاد اور رضائی بھائی حضرت زید ملقب بہ ابوسفیان سے ملتا ہے۔ تذکرہ حمیدیہ، تذکرۂ قطبیہ، اذکار قلندری وغیرہ میں اس طرح شجرۂ نسب بتایا گیا ہے: عارف کامل، محبوب باری شیخ الشیوخ ابراہیم ابوالحسن علی ہاشمی الہکاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ بن حضرت شیخ محمد جعفر بن حضرت شیخ یوسف بن شیخ محمد بن شیخ شریف عمر بن شیخ شریف عبدالوہاب بن حضرت ابوسفیان زید رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین[3]

تعلیم و تربیت

آپ کی تعلیم و تربیت کے متعلق ابن خلکان تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنے وقت کے ممتاز ترین علماء و مشائخ کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہ کر کے علم ظاہری و باطنی حاصل کیا علم حدیث و فقہ غرض کہ جملہ علوم پر مہارت تامہ حاصل فرمایا اور شیخ ابوالعلاء مصری سے بھی ملے ہیں اور ان سے بھی حدیث سنی ہے۔ آپ کو حضرت بایزید بسطامی کی روح پر فتوح سے بھی فیض پہنچا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے زمانے میں شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور ہوئے آپ اپنے وقت کے فاضل اجل اور عالم بے

---

[1] وفیات الاعلام قلمی از شاہ خوب اللہ الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۹۔ ومسالک السالکین ج ۱، ص ۲۲۸۔

[2] ذکر حسن از علامہ غلام دستگیر ص ۲۷۔ [3] ذکر حسن از علامہ غلام دستگیر ص ۲۶۲۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بدل تھے [1]

فضائل

مقتدائے طریقت، واقف اسرار حقیقت، دانائے اسرار الٰہی، پابند شریعت الٰہی، حضرت شیخ الاسلام ابراہیم ابوالحسن علی ہاشمی ہکاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے پندرہویں امام و شیخ طریقت ہیں آپ محبوب اللہ البارئ، جلوہ ہائے جمال کے مظہر تجلیات جلال کے مصدر، علم ادب کے اعلم بازار ذوق وشوق کے رونق تھے، ابتداءً آپ اپنے پدر بزرگوار حضرت شیخ محمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی صحبت میں رہے۔ آپ بڑے اولوالعزم شیخ تھے آپ کے فیضان کرم سے بیشمار طالبانِ حق اپنے منزل مقصود تک پہونچے چنانچہ آشنائے بحر توحید حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو جناب فیض مآب حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پیر بیعت ہیں آپ ہی کی خدمت میں اٹھارہ سال خدمت گزاری فرماکر اور آپ کی اتباع و پیروی کرکے مسند ارشاد و تلقین پر متمکن ہوئے۔

بیعت وخلافت

آپ کو قطب وقت غوث زماں حضرت ابوالفرح محمد طرطوسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے شرف بیعت کی سعادت حاصل ہے اور انہیں کی نظر کیمیا اثر سے آپ کے قلب وجگر عرفان وایقان سے روشن و تابناک ہوئے آپ حضرت طرطوسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اجلہ خلفاء میں سے ہیں اور آپ کا سلسلۂ بیعت حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعد دو شاخوں میں ہوگیا ہے۔ کیونکہ حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دو بزرگوں سے فیض پہنچا ہے۔ ایک حضرت علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اور دوسرے حضرت داؤد طائی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اوّل الذکر سلسلہ کو سلسلۃ الذہب کہتے ہیں اور اس وقت سلسلہ قادریہ رضویہ میں اسی سلسلہ سے بیعت کیجاتی ہے [2]

عبادت وریاضت

آپ اپنے وقت کے علم شریعت وطریقت کے امام تھے علم کے ساتھ عمل میں بھی آپ یکتائے روزگار تھے چنانچہ تمام تاریخ نگاروں نے اس بات کا برملا اعتراف کیا ہے کہ آپ ہمیشہ صائم الدہر اور قائم اللیل رہتے اور ہر تیسرے دن پر ہی آپ کھانا تناول فرمایا کرتے تھے اور قیام لیل کا یہ عالم تھا کہ عشاء کے بعد آپ اپنے محبوب حقیقی کے کلام کو شروع کرتے اور نماز تہجد کے پہلے ہی دو ختم قرآن مجید کرلیا کرتے تھے۔ مگر صاحب کتاب انوار صوفیہ کی روایت ہے کہ آپ رات کو جب تہجد کی نماز پڑھتے اس وقت تک قرآن مجید کے دس ختم کرلیتے یعنی بعد نماز عشاء سے تہجد تک آپ قرآن خوانی ہی میں مصروف رہتے تھے اور کلام الٰہی کی بے پناہ لذتوں سے سرور وکیف کا سامان مہیا فرماتے گویا آپ ساری رات محو راز و نیاز رہتے [3]

دنیا کی سیاحی

آپ نے سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ کو ملحوظ رکھتے ہوئے دنیا کی سیاحی بہت فرمائی اور اسی سلسلہ میں وقت کے ممتاز ترین علماء ومشائخ کی بارگاہ میں جاکر ان سے ملے اور ایک دن حضرت ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوکر شرف بیعت حاصل کیا اور پیر کامل کے فیض نگاہ سے سیر ظاہر کو چھوڑ کر سیر باطن فرمانے لگے اور انہیں کے خلیفہ اوّل مقرر ہوئے [4]

---

[1] الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم ج ۲، ص ۱۰۷

[2] خزینۃ الاصفیاء ج ۱، ص ۹۰۔

[3] مسالک السالکین ج ۱، ص ۳۲۸، وانوار صوفیہ ص ۱۲۱۔

[4] انوار صوفیہ ص ۱۲۰ و وفیات الاعلام قلمی ص ۱۹۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

آپ کی پیشنگوئی اور اس کی تصدیق

سلاسل انوار میں ہے کہ ایک بزرگ نے آپ سے سوال کیا کہ اَنْتَ شَیْخُ الْاِسْلَام کیا آپ شیخ الاسلام ہیں؟ آپ نے جواب ارشاد فرمایا۔ اِنَّا شَیْخٌ فِی الْاِسْلَامِ وَ خَرَجَ مِن اولادہ واحفدہ جماعۃ تقدموا عند الملوك وعلت مرا تبھم منھم فقراء ومنھم امراء خرج اور علت فعل ماضی ہیں اور تقدموا فعل مضارع۔ اس لئے یہ عبارت کچھ بے جوڑ سی معلوم ہوتی ہے۔ غالبًا ٹھیک عبارت یوں ہوگی۔ اِنا شیخ فی الاسلام و یخرج مِن اولادی وحفدی جماعۃ تقدموا عند الملوك وتعلت مرا تبھم مِنھم فقراء وَمِنھُمْ امراء ۔"یعنی میں بوڑھا ہوں اسلام میں اور میری اولاد و احفاد سے ایک جماعت نکلے گی جو بادشاہوں کے نزدیک پیشی چاہے گی ان کا مرتبہ بلند ہوگا بعض ان میں سے فقراء ہوں گے اور بعض امراء۔

یہ ارشاد ایک قسم کی پیشنگوئی ہے جو پوری ہوئی۔ آپ کے فرزند ارجمند حضرت شیخ طاہر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو خلاصۂ صاحبانِ صفا اور زبدۂ زمرۂ اہل وفا تھے۔ وہ راہ شریعت وطریقت کو قدم ہمت سے طے کئے ہوئے تھے جبل ہکار میں آپ کے نائب مناب ہے مگر آپ کے پوتے شیخ موسیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ جبل ہکار سے کوچ فرما کر سیستان میں اقامت پذیر ہوگئے جہاں اکثر مخلوق خدا کو فیضیاب فرمایا اور ان کے فرزند رشید شیخ ابو علی رضی اللہ عنہ جو بڑے با ہمت شخص تھے سیستان کو چھوڑ کر کیچ مکران میں جا بسے اور وہاں کے باشندے جو سلطان کی کاہلی اور بے اعتدالی سے جاں بلب تھے۔ آپ کی ذات بابرکات کا انتخاب کرکے حاکم وقت کو معزول کرکے آپ کو اپنا حاکم منتخب کرلیا۔ سلطان ابو علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب اپنے فرزند ارجمند رشید الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ہونہار دیکھا تو امور جہانداری کی سرانجام دہی کی زمام ان کے حوالے کرکے خود کنج عزلت میں جا بیٹھے اور باقی عمر یاد الٰہی میں بسر کردی۔ تو آپ ہی کے عہد میں حضرت سید احمد تواختہ ترمذی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے اہل وعیال سمیت کیچ مکران میں رونق افروز ہوئے اور آپ کے فرزند ارجمند شاہزادہ بہاء الدین رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے ساتھ اپنی صاحبزادی بی بی حاج کا نکاح کردیا۔ جن سے تین فرزند پیدا ہوئے۔ اوّل شہزادہ جمال الدین (۲) شہزادہ ضیاء الدین (۳) سلطان تارکین شیخ حمید الدین حاکم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔

جب سلطان قطب الدین حسب دستور بزرگان حکومت سے فارغ ہوئے تو اورنگ نشینی کا قرعہ شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے نام پڑا جنہوں نے دس سال بڑے عدل وانصاف سے مہمات ملکی کو سرانجام دیا اور بعد ازاں تخت وتاج کو اپنے سگے بھائی شیخ شہاب الدین ابو البقا کے حوالے کرکے اور اپنے دو چھوٹے شہزادے حضرت شیخ حاکم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ و شیخ رکن الدین حاتم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ (نواسہ قاضی رفیع الدین عباسی) کو ان کی سرپرستی میں چھوڑ کر اپنے ہمراہ دونوں بڑے شہزادوں کو لے کر حج کرنے روانہ ہوئے۔ مگر جب زیارت حرمین طیبین سے فارغ ہوکر یمن صالحہ میں پہنچے تو جان بحق تسلیم ہوگئے اور آپ کے فرزندان موصوف (یعنی شہزادہ جمال الدین وضیاء الدین رحمہم اللہ تعالےٰ) نے مرقد پدر بزرگوار کی مفارقت گوارا نہ کرکے وہیں اقامت اختیار کرلی۔ چنانچہ ان کی اولاد یمن صالحہ ہی میں بیان کی گئی ہے۔ سلطان شہاب الدین رحمۃ اللہ نے دو سال تک حکمرانی کے بعد اپنے آخری ایام میں خلق کی خدمت اپنے بھتیجے سلطان حمید الدین حاکم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے سپرد کی اور جاں بحق تسلیم ہوگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اس کے بعد کے واقعات تفصیل سے تذکرہ حمیدہ میں ہیں۔ کوتاہ کلام یہ کہ حضرت ابو الحسن علی ہکاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی پیشنگوئی کہ "میری اولاد میں بعض فقراء ہیں اور بعض امراء" یہ حضرت حاکم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ تک پوری ہوئی۔ [1]

---

[1] ذکر حسن۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہمعصر علماء

چونکہ آپ کا زمانہ علم وادب کا زمانہ تھا۔ شعور وفکر کا دور تھا اور آپ کے دور میں جلیل القدر علماء وفضلاء سے کائنات فیضیاب ہو رہی تھی۔ اور دنیا کا ایک ایک گوشہ ان علماء کے نور ہدایت سے تابناک ہو رہا تھا۔ اس لئے مناسب ہے کہ آپ کے معاصرین علماء کی مختصر سی فہرست بیان کر دی جائے تاکہ قارئین کے ذہن ودماغ میں اس پرعظمت دور کی برتری جم جائے اور آپ کی شخصیت علمی میدان میں واضح ہو جائے جن کے اسماء اس طرح ہیں۔

(۱) حجۃ الاسلام امام محمد غزالی طوسی م ۵۰۵ھ ۱۱۱۱ء (۲) حافظ دار قطنی (۳) سرتاج نحویاں ابن جنی (۴) سرتاج بلغاء بدیع (۵) قدوری شیخ الحنفیہ م ۴۲۸ھ (۶) ابن سینا شیخ فلاسفہ م ۴۲۸ھ (۷) امام بیہقی (۸) عبد القاہر جرجانی م ۴۷۱ھ (۹) شیخ ابو الحسن خرقانی رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین [۱]

خدماتِ جلیلہ

آپنے پوری زندگی اسلام کی نشرواشاعت میں صرف فرمائی اور اپنے فیوض وبرکات سے مخلوق عالم کو فیضیاب کرتے رہے، شریعت ظاہری کا ہر آن وقدم پر خیال فرماتے اور سنت نبی کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم پر اس طرح مضبوطی سے قائم رہے کہ ایک قدم بھی آپ کا شریعت سے باہر نہ تھا۔

اولاد امجاد

آپ کے اولاد امجاد کی کوئی فہرست دستیاب نہ ہو سکی۔ البتہ ایک صاحبزادے کے نام کا پتہ چلتا ہے۔ جن کو آپ سے خلافت بھی حاصل تھی اور جن کا اسم گرامی حضرت شیخ طاہر رضی اللہ تعالٰے عنہ ہے۔ اور اس کے بعد سے آپ کی اولاد وامجاد کی نشاندہی ریاست بہاولپور، اضلاع جھنگ، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، لائل پور، اور لاہور وغیرہ میں بکثرت ملتی ہیں اور وہ بیسوں گاؤں کے مالک ہیں [۲]

خلفاء کرام

خلفاء کی بھی فہرست نامکمل ہے صرف (۱) حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخزومی (۲) دوسرے آپ کے ہی فرزند حضرت شیخ طاہر رضوان اللہ تعالٰے علیہم ہیں۔

تاریخ وصال

آپ کا وصال بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق یکم محرم الحرام ۴۸۶ھ میں ہوا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ یہ عہد خلافت المستظہر باللہ عباسی کا تھا۔ مگر بعض نے آپ کے وصال کی تاریخ ۲۵ر محرم الحرام ۴۸۵ھ ۴۸۲ھ بھی لکھی ہے مگر شجرہ رضویہ میں اول الذکر کو اختیار کیا گیا ہے۔

تاریخ وصال

بوالحسن آں رہبر دین رسول | چوں زدنیا گشت راہی جناں
"آفتاب" آمد دگر "تاج عطا" | سال وصل آں شہ والا مکاں
"نور ہادی" بگوا ے خوشخصال | شاہ طیب بوالحسن داں اے جواں
ہم شہ عادل امام اولیاء | قطب ربانی ولی اللہ خواں
گفتہ ام اہل محبت اے عزیز | باز مہ تاب ازل کردم بیاں

مزار مبارک

آپ کا مزار مبارک بغداد شریف کے ہکار گاؤں میں مرجع خلائق ہے۔

---

[۱] ذکر حسن [۲] ذکر حسن

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ شانزدہم

سلطان الاولیاء

حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۷ شعبان المعظم ۵۱۳ھ ۱۱۲۳ء

سرورِ مخزوم سیف اللہ اے خالد لقرب
بوسعیدا، اسعدا، سعد الوریٰ امداد کن

(اعلیحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى الشَّيْخ
اَبِي سَعِيْدِنِ الْمَخْزُوْمِي رَضِيَ اللّٰه تعالےٰ عنہ۔

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن وسعد
بوالحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے

ولادت شریف آپ کی ولادت باسعادت بغداد شریف میں ہوئی

اسم مبارک وکنیت آپ کا نام نامی مبارک بن علی بن حسین بن بندار البغدادی المخزمی[1] ہے اور کنیت ابوسعید ہے۔

تعلیم وتربیت آپنے اپنے وقت کے ممتاز علماء ومشائخ سے علوم دینیہ کا اکتساب فرمایا یہاں تک کہ فقہ، حدیث، اور علم معقولات ومنقولات میں مہارت تامہ حاصل فرمایا اور حدیث شریف کی روایت قاضی ابی یعلیٰ اور ایک جماعت ائمہ سے کی اور فقہ شیخ ابی جعفر بن ابی موسیٰ سے پڑھی[2]۔

بیعت وخلافت آپ مرید وخلیفہ حضرت شیخ ابراہیم ابوالحسن علی ہکاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہیں اور آپ کے خرقہ مبارک کا شجرہ اس ترتیب سے ہے۔

حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خرقہ عطا فرمایا حضرت شیخ ابراہیم ابوالحسن علی ہکاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اور ان کو شیخ ابوالفرح طرطوسی نے اور ان کو شیخ ابوالفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز نے اور ان کو شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے[3]

فضائل سلطان الاولیاء، برہان الاصفیاء، قطب عارفاں، قبلۂ سالکاں، واقف حقیقت، جامع علوم معرفت حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ، رضویہ کے سولہویں[۱۶] امام وشیخ طریقت ہیں، آپ عہدۂ قضا پر بھی مامور ہوئے پھر آپ نے اس کو ترک کردیا۔ آپ ہمیشہ یاد الٰہی اور عبادت مولیٰ میں مصروف رہتے تھے، آپ کی توجہ غیبی ومعانقہ میں یہ تاثیر تھی کہ جس پر توجہ خاص ڈال دی، یا جس سے معانقہ فرمالیا تو وہ دنیا ومافیہا سے بے خبر ہوجاتا تھا حضرت شیخ اپنے وقت کے ممتاز ترین فقیہ اور بزرگ ترین امام تھے۔ اور علوم ظاہری وباطنی کے منبع تھے آپ علم مناظرہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ مذاہب اربعہ میں سے حنبلی مذہب کے مقلد ومتبع تھے۔ باب الازج بغداد شریف کا تاریخ ساز مدرسہ آپ ہی

---

[1] مخزم بکسر الزائے مہملہ مشددہ وہ بغداد کے ایک محلہ کا نام ہے اس محلہ میں بعض اولاد یزید بن مخرّم کے آئے تھے جس کی وجہ سے اس محلہ کا یہ نام ہوا اس کو منذر نے ذکر کیا ہے اور طبقات حافظ ابن رجب حنبلی میں بھی ایسا ہی ہے (مسالک السالکین ج ۱ ص ۳۲۹)

[2] الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم ج ۲ ص ۱۰۶۔ [3] مقامات دستگیری ص ۳۰۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نے قائم فرمایا اور اس کو تعمیر فرمایا اور اپنی حیات ہی میں اس کو حضرت غوثیت مآب کو سپرد کر دیا تھا جس میں آپ نے مدۃ العمر درس و تدریس کے فرائض کو انجام دیا۔ اور صاحبزادوں نے بھی آپ کی وفات کے بعد اس مدرسہ میں پڑھایا۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ شیخ عبد القادر نے خرقہ مجھ سے پہنا اور میں نے ان سے اور ہر ایک نے ایک دوسرے سے تبرک لیا۔ اور آپ حضرت خضر علیہ السلام کے مصاحب میں تھے۔ صبر و رضا و توکل و تفویض میں قدم راسخ رکھتے تھے اور تجرید و تفرید میں یگانۂ وقت تھے اور صاحب مقامات بلند و کرامات ارجمند تھے[1]

حضرت غوث اعظم کو خرقہ پہنانا

حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں گیارہ سال ایک برج میں بیٹھا عبادت الٰہی میں مصروف تھا یہاں تک کہ اسی درمیان میں نے عہد کیا کہ کچھ نہ کھاؤں گا جب تک اللہ تعالے نہ کھلائے گا اور کچھ نہ پیوں گا جب تک اللہ تعالیٰ نہ پلائیگا اس طرح چالیس روز تک کچھ نہ کھایا پیا۔ چالیس دن کے بعد ایک شخص آیا اور کچھ کھانا میرے سامنے رکھ کر چلا گیا۔ قریب تھا کہ میرا نفس بھوک کی شدت سے کھانے پر گر پڑے۔ اس وقت میں نے کہا قسم ہے خدائے ذوالجلال کی جو عہد میں نے خدائے تعالے سے باندھا ہے، اس سے نہیں پھرونگا۔ اس کے بعد میں نے باطن سے کسی شخص کی آواز سنی جو الجوع، الجوع کہتا ہے۔ ناگاہ شیخ ابو سعید مبارک مخزومی رضی اللہ تعالے عنہ تشریف لائے اور اس آواز کو سن کر فرمایا، اے عبد القادر! یہ کیسی آواز ہے؟ میں نے کہا یہ نفس کا قلق و اضطراب ہے لیکن روح برقرار ہے۔ اس لئے کہ یہ مشاہدۂ خدائے ذوالجلال سے سرشار ہے اس کے بعد حضرت شیخ نے فرمایا کہ میرے مکان پر چلو؟ لیکن میں نہیں گیا اور دل ہی میں کہا کہ باہر نہیں جاؤں گا۔ ناگاہ جناب ابو العباس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اٹھو اور ابو سعید کی خدمت میں جاؤ؛ جب میں حضرت شیخ کے دولت کدہ پر حاضر ہوا تو دیکھا کہ شیخ اپنے دولت کدہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے میرا انتظار کر رہے ہیں۔ شیخ نے فرمایا اے عبد القادر! میں نے جو تم سے کہا تو کیا کافی نہ تھا جو حضرت خضر علیہ السلام کو کہنا پڑا؟ اس کے بعد پھر مجھے مکان میں لے گئے اور کھانا تیار کیا اور لقمہ میرے منہ میں رکھا یہاں تک کہ میں آسودہ ہو گیا۔ اس کے بعد مجھے خرقہ پہنایا اور میں نے ان کی صحبت بابرکت کو لازم پکڑ لیا۔[2] اسی مضمون کو امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالے عنہ نے اس طرح باندھا ہے۔ ع

قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ ترا چاہنے والا تیرا!

آپ کی پیش گوئی

نفحات الانس میں مذکور ہے کہ صاحب معارف و اسرار حضرت شیخ حماد رضی اللہ تعالے عنہ جو حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی تعالے عنہ کے مشائخ سے تھے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عالم شباب میں اپنے شیخ کی بارگاہ میں اکتساب فیض کے لئے حاضر تھے اور مودّب طور پر حضرت غوث انام شیخ کی خدمت میں بیٹھے تھے، جب وہاں سے اٹھ کر باہر تشریف لے گئے تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس عجمی کا ایسا قدم ہے کہ اس کے وقت میں یہ قدم تمام اولیاء اللہ کے گردنوں پر ہو گا۔ اور مامور ہو گا اس امر کے کہنے پر "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللهِ" میرا یہ قدم تمام اولیاء

---

[1] الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم ج ۲ ص ۱۰۶، وشجرۃ الکاملین ص ۲۰۹۔

[2] خزینۃ الاصفیا ج ۱ ص ۹۱۔ ونفحات الانس ومقامات دستگیری ص ۳۰۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اللہ کی گردنوں پر) ہے یہ کلام کہے گا اور تمام اولیاء اللہ اپنی گردنیں جھکا دیں گے[1]

خلفائے کرام آپ کے خلفاء، واولاد وامجاد کی فہرست سے اکثر مورخین نے سکوت اختیار کیا ہے کافی تلاش وجستجو کے بعد بھی افسوس کہ تشنۂ تحریر ہیں۔ خلفاء میں صرف ایک سیدنا محی الدین محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی ہی پر اکثر مورخین نے اکتفاء کیا ہے۔

تاریخ وصال آپ کا وصال مبارک ۲۷ رشعبان المعظم بروز دوشنبہ ۵۱۳ھ میں بغداد شریف میں ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن[2] مگر بعض نے ۴ رشعبان، دس محرم الحرام اور سات شعبان المعظم ۵۰۵ھ بھی تحریر کیا ہے[3]

بوسعید آں اسعد دور زمن — جلوہ گر شد در جناں چوں ماہ عید

"قافلہ سالار" سالش ہست نیز — عابد طیب مبارک بوسعید

شمس حق گویا ز قطب عارفاں — سال وصلش طرفہ بے گفت وشنید

مزار مقدس آپ کا مزار مقدس بغداد شریف میں آپ کے قائم کردہ مدرسہ باب الازج میں مرجع خلائق ہے۔

---

[1] مقامات دستگیری ص ۳۱ [2] شجرۂ قادریہ رضویہ [3] مسالک السالکین ج ۱ ص ۳۲۹ وانوار صوفیہ ص ۱۲۳۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ ہفتدہم

حضرت غوث الثقلین، قطب الکونین، شیخ العلمین

سید ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی حسنی حسینی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

یکم رمضان المبارک ۴۷۰ھ ۱۰۷۷ء ... ۱۱ / ۱۷ ربیع الثانی ۵۶۱ھ ۱۱۶۶ء

آہ یا غوثاہ یا غیثاہ یا امداد کن

یا حیوٰۃ الجود یا روح المنا امداد کن

(اعلیحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْكَرِيْم غَوْثِ الثَّقَلَيْنِ وَغَيْثِ الْكَوْنَيْنِ الْإِمَامِ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ الْحَسَنِيِّ الْحُسَيْنِيِّ الْجِيْلَانِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى جَدِّهِ الْكَرِيْمِ وَعَلَيْهِ وَعَلٰى مَشَائِخِهِ الْعِظَامِ وَاُصُوْلِهِ الْكِرَامِ وَفُرُوْعِهِ الْفِخَامِ وَمُحِبِّيْهِ وَالْمُنْتَسِبِيْنَ اِلَيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ أَبَدًا ط

قادری کر، قادری رکھ، قادریوں میں اٹھا

قدرِ عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

ولادت شریف آپ کی ولادت باسعادت یکم رمضان المبارک بروز جمعہ ۴۷۰ھ ۱۰۷۵ء کو گیلان میں ہوئی [1]

اسم مبارک آپ کا نام نامی واسم گرامی سیّد عبدالقادر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہے۔

لقب وکنیت آپ کی کنیت ابی محمد اور لقب محی الدین، محبوب سبحانی ہے۔

والدین کریمین آپ کے والد ماجد کا اسم شریف سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست اور والدہ ماجدہ کا نام اُمّ الخیر فاطمہ ہے [2]

نسب نامہ شریف آپ کے نسب نامہ کے سلسلہ میں یہ دو شعر بہت ہی عمدہ ہے جسے قارئین کی خدمت میں پیش کررہا ہوں ؎

آں شاہ سرفراز کہ غوث الثقلین است

در اصل سیادت چہ صحیح النسبین است

از سوئے پدر تابہ حسن سلسلہ اوست

از جانب مادر، در دریائے حسین است

اور آپ کا نسب نامہ شریف حسنی منجانب والد ماجد اس طرح ہے۔

حضرت سید محی الدین عبدالقادر بن سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست بن سید ابوعبداللہ بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید موسیٰ بن سید عبداللہ ثانی بن عبداللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن سرکار امام حسن بن امیرالمومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

---

[1] سیرتِ غوث اعظم ص ۲۴ [2] سیرت غوث اعظم ص ۱۷ وخزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۹۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

آپ چونکہ نجیب الطرفین ہیں والد ماجد کی طرف سے حسنی اور والدہ ماجدہ کی جانب حسینی ہیں جس کی تفصیل اس طرح ہے۔

حضرت ام الخیر فاطمہ بنت سید عبداللہ الصومعی بن ابو جمال الدین بن سید محمد بن سید ابو العطاء بن سید کمال الدین عیسٰی بن سید علاء الدین الجواد بن امام علی رضا بن امام موسٰی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سید الشہداء سرکار امام حسین بن سیدنا امیر المومنین علی مرتضٰی رضوان اللہ علیہم اجمعین [۱]

حلیۂ مبارک آپ نحیف البدن، میانہ قد، کشادہ سینہ، لمبی چوڑی ڈاڑھی، گندمی رنگ، پیوستہ ابرو، بلند آواز تھے، پاکیزہ سیرت، بلند مرتبہ اور علم کامل کے حامل تھے۔ صاحب شہرت وسیرت اور خاموش طبع تھے آپ کے کلام کی تیزی اور بلند آواز، سننے والے کے دل میں رعب وہیبت زیادہ کرتی تھی۔ اور یہ آپ کی خصوصیت تھی کہ مجلس میں قریب وبعید بیٹھنے والے بے کم وکاست بغیر کسی تفاوت کے آپ کی آواز بآسانی یکساں طور پر سن لیتے تھے۔ جب آپ کلام کرتے تو ہر شخص پر خاموشی چھا جاتی تھی، جب آپ کوئی حکم دیتے تو اس کی تعمیل میں سرعت ومبادرت کے سوا اور کوئی صورت نہ ہوتی اور بڑے سے بڑے سخت دل پر نظر جمال پڑجاتی تو وہ خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری کا مرقع بن جاتا اور جب آپ جامع مسجد میں تشریف لاتے تو تمام مخلوق دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر بارگاہ قاضی الحاجات میں دعا کرتی [۲]

اولیائے سابقین کی پیشین گوئیاں

اکثر اولیائے کبار ومشائخ ذی وقار نے آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے آپ کے ورود مسعود کی خبر بتائی۔ کچھ نے ولادت کے تھوڑے ہی دنوں بعد اور اکثر نے آپ کے مشہور ہونے سے پہلے آپ کی عظمت وجلالت کی خبر دی ہے۔ ان میں سے چند کے اقوال یہاں پیش کئے جاتے ہیں۔

قلائد الجواہر میں شیخ محمد سبکی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے شیخ حضرت ابوبکر بن ہوار رضی اللہ عنہما سے سنا ہے کہ عراق کے اوتاد کی تعداد آٹھ ہیں جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت خواجہ معروف کرخی (۲) حضرت امام احمد بن حنبل (۳) حضرت خواجہ بشر حافی (۴) حضرت منصور بن عمار (۵) حضرت خواجہ سری سقطی (۶) حضرت جنید بغدادی (۷) حضرت سہل بن عبداللہ تستری (۸) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین۔

راوی نے پھر سوال کیا کہ حضرت کون عبدالقادر؟

تو ارشاد فرمایا کہ یہ شخص شرفائے عجم سے ہوگا، اور بغداد میں آکر قیام کریگا اور اس کا ظہور پانچویں صدی ہجری میں ہوگا اور یہ صدیقین واوتاد واقطاب زمانہ سے ہوگا۔

---

[۱] سیرت غوث اعظم ص ۱۷۔ [۲] اخبار الاخیار ص ۱۴، فارسی ومسالک السالکین ج ۱ ص ۳۳۰

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

عنبط الناظر میں ہے کہ حضرت شیخ ابو احمد عبد اللہ بن علی بن موسیٰ نے ۴۶۳ھ میں فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ عنقریب عجم میں ایک لڑکا بڑا صاحب کرامات اور ذی شرف پیدا ہوگا اور جو اس کو دیکھے گا فائدہ پائے گا۔ وہ فرمائے گا۔ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ — اور اسی کتاب میں ہے کہ حضرت شیخ عقیل سنجی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس زمانے کا قطب کون ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ اس زمانے کا قطب مدینہ طیبہ میں پوشیدہ ہے سوائے اولیاء اللہ کے کوئی اس کو نہیں جانتا۔ پھر عراق کی جانب اشارہ کرکے فرمایا کہ اس طرف ایک عجمی نوجوان ظاہر ہوگا۔ وہ بغداد میں وعظ کہے گا اور اس کی کرامتوں کو ہر خاص و عام جان لے گا۔ وہ قطب زمانہ ہوگا اور فرمائے گا۔ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ۔

زبدۃ الابرار میں ہے کہ ایک روز چند درویش حضرت شیخ علی بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ عجم سے، پھر دریافت کیا کہ کس شہر سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ جیلان سے تو حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ نَوَّرَ وُجُوْهَکُمْ بِظُهُوْرِ رَجُلٍ	"اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے کو روشن کرے اس شخص
مِنْکُمْ قَرِیْبٌ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِسْمُهٗ	کے ذریعے جو اللہ کے فضل سے تم میں عنقریب ظاہر ہوگا جسکا نام
عَبْدُ الْقَادِرِ مَظْهَرُهٗ فِی الْعِرَاقِ وَمَسْکَنُهٗ فِی	عبد القادر ہوگا، اس کے ظہور کی جگہ عراق اور مسکن بغداد ہوگا،
الْبَغْدَادِ یَقُوْلُ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ	وہ کہے گا میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے اور اس کے
اللّٰہِ وَیُقِرُّهٗ اَوْلِیَاءُ عَصْرِهٖ بِاَمْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی[1]	ہم عصر تمام اولیاء اللہ، اللہ کے حکم سے اسکے قول کو قبول کریں گے"

قلائد الجواہر میں ہے کہ جب آپ عالم شباب میں حضرت تاج العارفین شیخ ابو الوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں تشریف لاتے تو حضرت شیخ موصوف آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوجاتے اور حاضرین سے بھی ارشاد فرماتے کہ ولی اللہ کی تعظیم کو اٹھو اور بعض اوقات دس پانچ قدم آپ کے استقبال کو بھی آگے بڑھتے۔ ایک بار لوگوں نے حضرت موصوف سے اس تعظیم و تکریم کی وجہ پوچھی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ نوجوان ایک عظیم الشان ولی ہوگا، ہر خاص و عام اس کی طرف رجوع کریں گے اور گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ بغداد میں ایک مجمع عظیم میں قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کہہ رہا ہے۔ اور یہ اپنے اس قول میں حق بجانب ہوگا۔ اور تمام اولیاء اللہ اس کے سامنے اپنی گردنیں جھکائیں گے، یہ سب کا قطب ہوگا تو تم میں سے جو کوئی اس کا وقت پائے اس کو چاہئے کہ اس کی خدمت اپنے اوپر لازم کرے۔ اس کے بعد حضرت شیخ موصوف نے آپ سے فرمایا اے عبد القادر! آج وقت ہمارے ہاتھ ہے اور قریب ہے کہ یہ وقت تمہارے ہاتھ آئے گا۔ اور یہ دستور ہے کہ ہر ایک چراغ روشن ہوکر گل ہوجاتا ہے۔ مگر تمہارا چراغ قیامت تک روشن رہے گا یہ فرماکر حضرت شیخ نے اپنی جانماز، تسبیح، قمیص، پیالہ، اور اپنا عصا آپ کو عنایت فرمایا اور کہا، اے عبد القادر! تمہارا وقت ایک عظیم الشان وقت ہوگا، اس وقت تم اس سفید داڑھی کو مت بھولنا؟ یہی کہتے کہتے روح پرفتوح حضرت شیخ موصوف کی عالم بقا کو پرواز کرگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت عمر بزاز کہتے ہیں کہ وہ تسبیح جو آپ کو حضرت تاج العارفین نے دی تھی جب اس کو زمین پر رکھا جاتا تو اس کا ہر ایک دانہ از خود گردش کرتا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت شیخ علی بن ہیتی نے اسے لیا اور پیالہ کو جب کوئی لینا چاہتا

---

[1] مسالک السالکین ج ا ص ۳۳۷۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تو وہ خود بخود ہاتھ میں آجاتا تھا۔

غبطۃ الناظر میں ہے کہ حضرت شیخ بجیب سہروردی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حماد دباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ اس عجمی کا قدم ایک وقت کل اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہوگا اور حضرت شیخ بجیب یہ بھی فرماتے کہ میں نے چالیس سے زیادہ مشائخین کو ایسا ہی فرماتے سُنا ہے۔

قلائد الجواہر میں ہے کہ جب آپ عالم شباب میں تھے تو حضرت شیخ حماد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کی نسبت فرمایا کہ میں نے ان کے سر پر دو جھنڈے دیکھے جو زمین سے لیکر ملاء اعلیٰ تک پہنچے تھے اور افق اعلیٰ میں انکے نام کی دھوم دھام سنی ہے[1]

فضائل

مقبول بارگاہ الٰہی، مورد انوار نامتناہی، شیر بستان، کمالِ مرد میداں، جمال خورشید افلاک کرامت، گوہر دریائے ولایت، گل سرسبد گلشنِ شریعت، بہار بے خزاں گلستانِ طریقت، میوۂ اشجار بستانِ معرفت، ذائقہ نعمت خوارق حقیقت افضل اتقیائے عظام، اصلح اولیائے کرام، فیض بخش زمانہ، مرشد یگانہ، ہادی روزگار مظہر محبوب پرور دگار، خلاصۂ خاندان مصطفوی، نقارۂ دودمان مرتضوی، مقتدائے ارباب ہدایت، پیشوائے اصحاب استقامت، سید صحیح النسب، عالی نقب، والاحسب سلطان اقلیم فقر و توکل رونق بزم صبر و تحمل دلیل سبیل، فلاح و رشاد، رہبر طریق استقامت، خلف رشید حسن مجتبیٰ، نور دیدۂ شہید کربلا، زندگی بخش دین متین سید المرسلین، پشت و پناہ امتِ خاتم النبیین، محی السنہ، قامع البدعہ، قطب الاقطاب، فرد الاحباب مظہر ولایت خاصۂ سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حضرت ابو محمد سید محی الدین، محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم قدس اللہ تعالےٰ سرہ العزیز۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے سترہویں امام و شیخ طریقت ہیں۔ آپ کے فضائل کا احاطہ طاقت بشری سے بالاتر ہے۔

تلخیص قلائد الجواہر میں حضرت ابو ذکریا رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی نے ارشاد فرمایا کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور سرور کائنات صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ایک تخت مرصع پر جلوہ گر ہو کر تشریف لائے اور مجھے نہایت الفت و محبت سے اپنے پاس بٹھایا اور میری پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے جسم انور سے پیراہن مبارک اتار کر مجھکو پہنایا اور ارشاد فرمایا۔

"ھٰذہٖ خِلْعَۃُ الْغَوْثِیَّۃِ عَلَی الْاَقْطَابِ وَالْاَبْدَالِ وَالْاَوْتَادِ"

آپ کی شان مبارک میں جلیل القدر اولیائے عظام نے اس طرح خراج عقیدت پیش فرمایا صرف چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) حضرت نور الدین یوسف سطنوتی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے فرمایا۔

غوث الوریٰ غیث الندیٰ نور الھدیٰ   بدر الدجیٰ شمس الضحیٰ کھف الوریٰ

(۲) حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی سنجری ۶۳۳ھ ۱۲۳۵ء رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے فرمایا۔

یا غوث معظم نور ہدیٰ مختار نبی مختار خدا   سلطان دو عالم قطب علی حیران زجلالت ارض و سما

(۳) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی م ۶۳۳ھ ۱۲۳۵ء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

خاک پائے تو بود روشنی اہل نظر   دیدہ را بخش ضیا حضرت غوث الثقلین

---

[1] مسالک السالکین ج ۱، ص ۳۳۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

④ حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری م ۶۹۰ھ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا۔

من آمدم بہ پیش تو سلطانِ عاشقاں ۔۔۔ ذات تو ست قبلۂ ایمان عاشقان

⑤ حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی م ۶۶۱ھ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا۔

معلّٰی حب سبحانی مقدس قطب ربانی ۔۔۔ علی سیرت حسن ثانی محی الدین جیلانی
مددیا شاہ جیلانی بریں افتادہ حیرانی ۔۔۔ تو ملجائی و جانانی محی الدین جیلانی
چہ تابدیا ثناخوانی اگر خواہد ہمیدانی ۔۔۔ کنی ہر مشکل آسانی محی الدین جیلانی
مددیا شاہ جیلانی نظر یا شاہ صمدانی ۔۔۔ کرم یا شیخ ربّانی محی الدین جیلانی
بکن کارم کہ تو انی غریبم در پریشانی ۔۔۔ جہاں را پیر و پیرانی محی الدین جیلانی
بدل از صدق روحانی چوں مدح پیرانی ۔۔۔ مرا از غم تو برہانی محی الدین جیلانی
سگ درگاہ جیلانی بہاء الدین ملتانی ۔۔۔ بقائے دین سلطانی محی الدین جیلانی

⑥ حضرت عبد الرحمٰن جامی م ۸۹۸ھ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا۔

گویم زکمال تو چہ غوث الثقلینا ۔۔۔ محبوب خدا، ابن حسن، آل حسینا
سر جملہ نہا دند در قدمت وگفتند ۔۔۔ تاللہ لقد آثرک اللہ علینا

⑦ حضرت شاہ ابو المعالی م ۱۰۲۴ھ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں۔

گر کسے واللہ بہ عام از منئے عرفانی است ۔۔۔ از طفیل شاہ عبد القادر گیلانی است
یارب بحق جمال عبد القادر ۔۔۔ یارب بحق کمال عبد القادر
بر حال ابو المعالی زار و ضعیف ۔۔۔ رحمے کن ودہ وصال عبد القادر

⑧ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو م ۱۱۰۲ھ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا فرمان ہے۔

شو مرید از جان باہو بالیقین ۔۔۔ خاکپائے شاہِ میراں راس دین

⑨ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی م ۱۳۱۷ھ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

خداوندا بحق شاہ جیلاں ۔۔۔ محی الدین غوث و قطب دوراں
بکن خالی مرا از ہر خیالے ۔۔۔ ولیکن آنکہ زو پیدا ست حالے

⑩ اعلٰی حضرت مجدد دین و ملت شاہ احمد رضا بریلوی م ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا ۔۔۔ اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلٰی تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا ۔۔۔ اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

خصائل مبارکہ

اور آپ کے خصائل مبارکہ کو مناقب غوثیہ میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ آپ کے جسم مبارک پر کبھی مکھی نہیں بیٹھتی اور آپ کے پسینہ مبارک سے خوشبو آتی تھی اور آپ کے بول و براز کو بھی زمین کھا جاتی تھی۔ ایک دن لوگوں نے عرض کیا کہ حضور! یہ سب باتیں تو آپ کے جد امجد نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کے ساتھ مخصوص تھی، حضور کے اندر جو پائی جاتی ہیں اس کا کیا سبب ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ رب کائنات کی قسم یہ وجود عبد القادر

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کا نہیں ہے۔ بلکہ وجود مسعود جدامجد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ہے۔ اس بات میں اشارہ ہے کہ صفت فنافی الرسول آپ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھیں اور ذات وکمال میں اس درجہ فنا ہوگئے تھے کہ آپ کا جسم پاک عین جسم مقدس حضور نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ کا سا ہوگیا تھا۔ اور اسی کو فنائے اتم کہتے ہیں[1]

عہد طفلی کے حالات

آپ کی جانب ابتدا ہی سے خداوند قدوس کی رحمتیں متوجہ تھیں پھر آپ کے مرتبۂ فلک وقار کو کون چھو سکے یا اس کا اندازہ لگا سکے۔ چنانچہ آپ نے خود ہی اپنے بچپنے کے واقعات کی اس طرح نشاندہی فرمائی ہے کہ عمر کے ابتدائی دور میں جب کبھی میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تو غیب سے آواز آتی تھی کہ لہو لعب سے باز رہو۔ جسے سن کر میں رک جایا کرتا تھا اور اپنے گرد وپیش پر جب نظر ڈالتا تو کوئی آواز دینے والا دکھائی نہیں دیتا تھا۔ جس کی وجہ سے مجھے دہشت سی معلوم ہوتی اور میں جلدی سے بھاگتا ہوا گھر آتا اور والدہ محترمہ کی آغوش محبت میں چھپ جاتا تھا۔ اب وہی آواز میں اپنی تنہائیوں میں سنا کرتا ہوں، اگر مجھے کبھی نیند آتی ہے تو وہ آواز فوراً میرے کانوں میں آکر مجھے آگاہ کر دیتی ہے کہ تمہیں کو اس لئے نہیں پیدا کیا کہ تم سویا کرو[2]

تحصیل علم

جب آپ کی عمر شریف چار سال کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد سیدنا ابو صالح رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کو مکتب میں داخل کرنے کی غرض سے لے گئے۔ اور استاد کے سامنے آپ دوزانو ہو کر بیٹھ گئے، استاد نے کہا پڑھو بیٹے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہ تو آپ نے بسم اللہ شریف پڑھنے کے ساتھ ساتھ الٓمٓ ۚ سے یٰٓ مکمل سترہ ۱۷ پارے از بر استاد کو سنا دیا۔ استاد نے حیرت سے دریافت کیا کہ یہ تو نے کب پڑھا اور کیسے یاد کیا؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری والدہ ماجدہ سترہ سپارے کی حافظہ ہیں، جن کا وہ اکثر ورد کیا کرتی تھیں۔ جب میں شکم مادر میں تھا تو یہ سترہ سپارے سنتے سنتے یاد ہوگئے۔

گھر پر علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد ۴۸۸ھ میں جبکہ آپ کی عمر مبارک اٹھارہ سال کی تھی بغداد تشریف لائے اور اس وقت کے شیوخ ائمہ، بزرگان دین اور محدثین کی خدمت کا قصد فرمایا تو پہلے علوم قرآنیہ کو روایت و درایت اور تجوید و قرأت کے اسرار و رموز کے ساتھ حاصل کیا اور زمانے کے بڑے محدثین اور اہل فضل وکمال و مستند علماء کرام سے سماع حدیث فرما کر علوم کی تحصیل فرمائی حتیٰ کہ تمام اصولی، فروعی، مذہبی اور اختلافی علوم میں علمائے بغداد ہی سے نہیں بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے علماء سے سبقت لے گئے اور آپ کو تمام علماء پر فوقیت حاصل ہوگئی اور سب نے آپ کو اپنا مرجع بنا لیا، اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے آپ کو مخلوق کے سامنے ظاہر فرمایا اور آپ کی مقبولیت تامہ عوام وخواص کے قلوب میں ڈال دی اور آپ کو قطبیت کبریٰ اور ولایت عظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا حتیٰ کہ چار دانگ عالم کے تمام فقہاء، علماء، طلباء اور فقراء کی توجہ آپ کے آستانہ کی جانب ہوگئی حکمت و دانائی کے چشمے آپ کی زبان سے جاری ہوگئے۔ اور عالم ملکوت سے عالم دنیا تک آپ کے کمال وجلال کا شہرہ ہوگیا اور اللہ تعالےٰ نے آپکے ذریعے علامات قدرت و امارت اور دلائل خصوصیت و براہین کرامت آفتاب نصف النہار سے زیادہ واضح اور ظاہر کر دیا او بخشش کے خزانوں کی کنجیاں اور تصرفات وجود کی لگامیں آپ کے قبضۂ اقتدار و دست اختیار میں سپرد فرمایا، تمام مخلوق کے دلوں کو آپ کی عظمت و ہیبت کے سامنے سرنگوں کر دیا اور اس وقت کے تمام اولیاء کو آپ کے سایہ قدم اور دائرۂ حکم میں دیدیا کیونکہ آپ من جانب اللہ اسی پر مامور تھے جیسا آپ خود فرماتے ہیں کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے[3]

---

[1] مسالک السالکین ج ۱، ص ۳۴۲ — [2] اخبار الاخیار ص ۲۰، فارسی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بیعت وخلافت

آپ کو بیعت وخلافت کا شرف حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رضی اللہ تعالٰے عنہ سے حاصل تھا اور اپنے شیخ طریقت کی بارگاہ میں راہ طریقت وسلوک کو حاصل کیا۔ نیز آپ نے آداب طریقت وتعلیم سلوک محمد بن مسلم الاباس قدس سرہٗ سے بھی حاصل کیا ان کے علاوہ وقت کے ممتاز شیخ طریقت سے بھی آپ نے فیوض وبرکات حاصل فرمایا،

اخلاق عظیمہ

آپ کے اخلاق وعادات اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ کا نمونہ اور اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيمٍ کا مصداق تھے۔ آپ اتنے عالی مرتبت، جلیل القدر، وسیع العلم ہونے اور شان وشوکت کے باوجود ضعیفوں میں بیٹھتے، فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے، سلام کرنے میں پہل کرتے اور طالب علموں اور مہمانوں کے ساتھ کافی دیر بیٹھتے، بلکہ ان کی لغزشوں اور گستاخیوں سے درگزر فرماتے، اگر آپ کے سامنے کوئی جھوٹی قسم بھی کھاتا تو اپنے علم وکشف سے جاننے کے باوجود اس کو رسوا نہ کرتے۔ اپنے مہمان اور ہمنشیں سے دوسروں کی بہ نسبت انتہائی خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے آپ کبھی نافرمانوں، سرکشوں، ظالموں اور مالداروں کے لئے کھڑے نہ ہوتے، نہ کبھی کسی وزیر وحاکم کے دروازے پر جاتے۔ اور مشائخ وقت میں سے کوئی بھی حسن خلق، وسعتِ قلب، کرم نفس، مہربانی اور عہد کی نگہداشت میں آپ کی برابری نہیں کرسکتا تھا۔[1]

آپ کے اوصاف کریمانہ

ایک روز آپ نے ایک فقیر کو شکستہ خاطر ایک گوشے میں بیٹھا ہوا دیکھا، دریافت فرمایا کہ کس خیال میں ہو اور کیا حال ہے۔؟ فقیر نے عرض کیا کہ میں دریا کے کنارے گیا تھا اور ملاح کو دینے کیلئے میرے پاس کچھ نہیں تھا کہ کشتی میں بیٹھ کر پار اتر جاتا؟ ابھی اس فقیر کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ ایک شخص نے تیس اشرفیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی آپ کو نذر کی۔ آپ نے وہ تھیلی فقیر کو دیکر فرمایا کہ اسے لے جاکر ملاح کو دیدو۔

بعض مشائخ وقت نے آپ کے اوصاف میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہٗ العزیز بڑے بارونق ہنس مکھ، خندہ رو، بڑے شرمیلے وسیع الاخلاق، نرم طبیعت، کریم الاخلاق، پاکیزہ اوصاف اور مہربان وشفیق تھے۔ جلیس کی عزت کرتے اور مغموم کو دیکھ کر امداد فرماتے، ہم نے آپ جیسا فصیح وبلیغ کسی کو نہیں دیکھا ـــــ اور بعض نے اس طرح وصف کا اظہار فرمایا۔ حضرت شیخ محی الدین قدس سرہٗ بکثرت رونے والے، اللہ تعالٰے سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے۔ آپ کی ہر دعا فوراً قبول ہوتی۔ نیک اخلاق، پاکیزہ اوصاف، بدگوئی سے بہت دور بھاگنے والے اور حق کے سب سے زیادہ قریب تھے۔ احکام الٰہی کی نافرمانوں کے لئے بڑے سخت گیر تھے۔ لیکن اپنے لئے کبھی غصہ نہ فرماتے، کسی سائل کو اگرچہ وہ آپ کے بدن کے کپڑے ہی لے جاتے واپس نہ لیتے، توفیق الٰہی آپ کی رہنما اور تائید ایزدی آپ کی معاون تھی۔ علم نے آپ کو مہذب بنایا، قرب نے آپ کو مودب بنایا، خطاب الٰہی آپ کا مشیر اور ملاحظۂ خداوندی آپ کا سفیر تھا۔ انسیت آپ کی ساتھی اور خندہ روئی آپ کی صفت تھی۔ سچائی آپ کا وظیفہ فتوحات آپ کا سرمایہ بردباری آپ کا فن، یاد الٰہی آپ کا وزیر، غور وفکر آپ کا مونس، مکاشفہ آپ کی غذا اور مشاہدہ آپ کی شفا تھی۔ آداب شریعت آپ کا ظاہر اور اوصاف حقیقت آپ کا باطن تھا۔ رضی اللہ تعالٰے عنہ وعن جمیع الصالحین وعنا عن محبیہم اجمعین۔[2]

---

[1] اخبار الاخیار فارسی ص ۲۱
[2] 〃 〃 〃 〃 ۲۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

عبادت وریاضت

عبادت وریاضت کے متعلق آپ خود ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ پچیس[۲۵] سال تک میں دنیا سے قطع تعلق کر کے عراق کے صحراؤں اور ویرانوں میں اس طرح گشت کرتا رہا کہ نہ میں کسی کو پہچانتا تھا اور نہ مجھے کوئی پہچانتا، رجال الغیب اور جنات کی میرے پاس آمد رہتی تھی اور انہیں راہ حق کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ چالیس سال تک میں نے فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کی ہے اور پندرہ سال تک یہ حال رہا کہ نماز عشاء کے بعد قرآن مجید اس طرح شروع کرتا کہ ایک پاؤں پر کھڑا ہو جاتا اور ایک ہاتھ سے دیوار کی میخ پکڑ لیتا۔ تمام شب اسی حالت میں رہتا حتی کہ صبح کے وقت قرآن کریم ختم کر دیتا تین دن سے چالیس دن تک بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ نہ تو کچھ کھانے پینے کو ملا اور نہ ہی سونے کی نوبت آئی۔ گیارہ سال تک برج بغداد میں عبادت الٰہی کے اندر مصروف رہا حتی کہ اس برج میں میری اقامت اتنی طویل مدت تک رہی کہ وہ برج ہی برج عجمی کے نام سے مشہور ہو گیا اور اللہ تعالےٰ سے عہد کیا کہ جب تک غیب سے کھانا نہ ملے گا نہ کھاؤں گا، مدت دراز تک یہی کیفیت رہی لیکن میں نے اپنا عہد نہیں توڑا اور اللہ تعالےٰ سے جو وعدہ کیا اس کی خلاف ورزی نہ کی ــــ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ سفر میں ایک شخص نے میرے پاس آکر کہا کہ اس شرط پر مجھے اپنی رفاقت میں لے لیجئے کہ صبر بھی کروں گا اور حکم کے خلاف کچھ نہ کروں گا! ایک دفعہ اس نے مجھے ایک جگہ بٹھایا اور وعدہ لیکر کہ جب تک میں نہ آؤں آپ یہاں سے نہ جائیں چلا گیا۔ میں ایک سال اس کے انتظار میں بیٹھا رہا لیکن وہ شخص نہ آیا۔ ایک سال بعد آکر مجھے اس جگہ بیٹھا دیکھا۔ پھر یہی وعدہ کرکے چلا گیا۔ تین مرتبہ اسی طرح ہوا۔ آخری مرتبہ وہ اپنے ساتھ دودھ اور روٹی لایا اور کہا کہ میں خضر ہوں؛ اور مجھے حکم ہے کہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر یہ کھانا کھاؤں، چنانچہ ہم نے کھانا کھایا فارغ ہونے کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اب اٹھئے سیر وسیاحت ختم کیجئے اور بغداد میں جاکر بیٹھ جایئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ ان تین سالوں میں کھانے پینے کی کیا شکل رہی؟ فرمایا کہ ہر چیز زمین سے پیدا ہو کر میرے سامنے موجود ہو جاتی تھی[۱]

شیطانی دھوکہ سے بچنا

شیخ جلیل ضیاء الدین ابو نصر موسی بن شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ آپ کے والد محترم نے آپ سے بیان فرمایا کہ میں ایک دفعہ سفر پر روانہ ہوا، جہاں مجھے کچھ دیر ہو گئی، پانی نہ ملا اور اس طرح مجھے سخت پیاس معلوم ہوئی۔ میرے سر پر بادل کا ایک ٹکڑا چھا گیا اور کوئی چیز ان بادلوں سے نیچے اترتی دکھائی دی۔ پھر میں نے دیکھا کہ کوئی روشنی نمودار ہوئی ــ جس سے تمام افق روشن ہو گیا اور ایک شکل میرے سامنے ظاہر ہوئی جس نے بلند آواز سے کہا؛ عبد القادر! میں تمہارا رب ہوں، میں نے تمہارے لئے تمام حرام چیزوں کو حلال کر دیا، تم جو چاہو کھا سکتے ہو ــــ میں نے اسی وقت اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ کہا اور للکارا، او لعنتی! دور ہو جاؤ!! وہ نور تاریکی میں تبدیل ہو گیا اور وہ صورت دھواں بنگئی اور کہنے لگی؛ عبد القادر! تیرے علم نے تجھے آج بچا لیا اور مناظرہ کے فن نے مجھے شکست دے دی ہے۔ حالانکہ میں نے اب تک ستر اولیائے طریقت کو اسی طرح گمراہ کر دیا ہے؟ میں نے کہا؛ مجھے میرے علم اور مناظرہ نے نہیں، بلکہ میرے اللہ تعالےٰ کے فضل نے بچا لیا ہے[۲]

عقد شریف

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے معتبر ذریعہ سے سُنا ہے کہ کسی صالح شخص نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے عرض کیا کہ آپ نے نکاح

---

[۱] اخبار الاخیار فارسی ص ۱۵ / ۱۶ [۲] اخبار الاخیار ص ۱۶۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کس غرض سے کیا ہے ؟ تو حضرت نے جواب دیا کہ میں نے اس وقت تک نکاح نہیں کیا جب تک مجھکو جناب رسول خدا صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے ارشاد نہیں فرمایا کہ نکاح کرو ۔ یہ سن کر اس شخص نے عرض کیا کہ رسول خدا صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اس امر میں اجازت دی ہے ، پھر صوفیائے کرام اس ارادے پر الزام کیوں دیتے ہیں ؟ میں نہیں کہہ سکتا کہ حضرت شیخ نے کیا جواب دیا ، البتہ میں یہ کہوں کہ رسول خدا صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے رخصت کا حکم دیا ہے اور شریعت نے نکاح کی اجازت دی ہے ۔ مگر جو شخص اللہ تعالٰے کی طرف متوجہ ہے اور اس کا نیاز مند بن کر اس سے استخارہ کرتا ہے تو عالم خواب میں یا بذریعہ کشف اللہ تعالٰے اس کو متنبہ فرماتا ہے تو اس وقت یہ حکم رخصت پر نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک ایسا امر ہے جس کا اتباع ارباب عزیمت کرتے ہیں ، کیونکہ یہ علم حال سے ہے اور حکم سے نہیں ہے اور جوامر بذریعہ القار یا کشف دل میں واقع ہو اس کی صحت پر دلیل حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰے عنہ کا یہ قول ہے کہ آپ خود فرماتے ہیں ؛

میں مدت سے شادی کا خواستگار تھا ، مگر وقت کے خراب ہونے کے باعث میں شادی کرنے کی جرأت نہیں کرتا تھا لہٰذا میں نے صبر کیا یہاں تک کہ جب اس کا مقررہ وقت آگیا تو اللہ تعالٰے مجھے چار بیویاں عطا فرمائیں ان میں سے ہر ایک بیوی میری مرضی اور منشاء کے مطابق نکلی ، پس یہ ثمرہ میرے اس صبر جمیل کا ہے جو شادی کرنے کے سلسلے میں کرتا رہا [1]

آپ کے مراتب واختیارات

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ ؛

میں وہ مرد خدا ہوں کہ میری تلوار ننگی ہے ، اور میری کمان عین نشانے پر ہے ، میرا تیر نشانے پر ہے میرے نیزے صحیح مقام پر مار کرتے ہیں ۔ میرا گھوڑا چاک وچوبند ہے ۔ میں اللہ کی آگ (نار اللہ) ہوں میں لوگوں کے احوال سلب کر لیتا ہوں ۔ میں ایسا بحر بیکراں ہوں جسکا کوئی ساحل نہیں ۔ میں اپنے آپ سے ماوری گفتگو کرتا ہوں ، مجھے اللہ تعالٰی نے اپنی خاص نگاہ قدرت میں رکھا ہے ، مجھے اللہ تعالٰے نے اپنے خاص ملاحظہ میں رکھا ہے ، اے روزہ دارو ! اے شب بیدارو !! اور پہاڑ والو !! تمہارے صومعے زمین بوس ہو جائیں گے ۔ میرا حکم جو اللہ تعالٰے کی طرف سے ہے قبول کر لو ۔ اے دختران وقت ، اے ابدال واطفال زمانہ ، آؤ اور وہ سمندر دیکھو جسکا کوئی ساحل نہیں ۔ مجھے اللہ کی قسم ہے کہ میرے سامنے نیک بخت اور بدبخت پیش کئے جاتے ہیں ۔ مجھے قسم ہے لوح محفوظ میری نگاہوں کے سامنے ہوتی ہے ۔ میں دریائے علوم الٰہی کا غواص ہوں ۔ میرا مشاہدہ ہی محبت الٰہی ہے ۔ میں لوگوں کے لئے اللہ تعالٰے کی محبت ہوں میں نائب رسولِ خدا ہوں ۔ میں اس زمین پر رسول اللہ کا وارث ہوں ۔ انسان اور جنوں میں مشائخ ہوتے ہیں ۔ فرشتوں میں بھی مشائخ ہوتے ہیں ۔ مگر میں ان سب کا شیخ الکل ہوں ۔ میری مرض موت اور تمہاری مرض موت میں زمین وآسمان کا فاصلہ ہے ۔ مجھے دوسروں پر قیاس نہ کرو اور نہ دوسرے مجھے اپنے آپ پر قیاس کریں ۔ اے مشرق والو ! اے مغرب والو !!! اور اے آسمان والو !!!! مجھ سے اللہ تعالٰے نے کہا ہے کہ میں وہ چیزیں جانتا ہوں جو تم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا ۔ مجھے ہر روز ستر بار حکم دیا جاتا ہے کہ یہ کام کرو ، ایسا کرو ، اے عبدالقادر تمہیں میری قسم ہے ۔ یہ چیز پی لو ، تمہیں میری قسم ہے یہ چیز کھالو ، میں تم سے باتیں کرتا ہوں اور امن میں رکھتا ہوں ـــــ حضرت نے مزید فرمایا کہ جب میں گفتگو کرتا ہوں تو اللہ تعالٰے فرماتا ہے مجھے اپنی قسم یہ بات پھر کہو ، کیونکہ تم سچ کہتے ہو ۔ میں اس وقت تک بات نہیں

---

[1] عوارف المعارف اردو ص ۳۱۳ ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کرتا۔ جب تک مجھے یقین نہ دلایا جائے، اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا۔ میں ان تمام امور کی تقسیم و تفریق کرتا رہتا ہوں جن کے مجھے اختیارات دئے جاتے ہیں۔ جب مجھے حکم دیا جاتا ہے تو میں وہی کام کرتا ہوں، مجھے حکم دینے والا اللہ تعالےٰ ہے۔ اگر تم مجھے جھٹلاؤ گے تو یہ بات تمہارے لئے زہر ہلاہل ہوگی تمہارا یہ اقدام نافرمانی تمہیں ایک لمحہ میں تباہ کردے گا۔ میں تمہاری دینا و آخرت کو ایک لمحہ میں ختم کرنے کی قدرت رکھتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے حکم سے تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہوں، اگر میرے منہ میں شریعت کی لگام نہ ہوتی تو میں تمہیں ان چیزوں کی بھی خبر دیتا جو تم کھاتے ہو، پیتے ہو اور گھروں میں چھپائے رکھتے ہو۔ اگر میرے منہ میں شریعت کی لگام نہ ہوتی (یعنی شریعت کا پاس نہ ہوتا) تو میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پیالے کی خبر دیتا غرضکہ دلوں کی ہر خبر واضح کردیتا۔ چونکہ علم دامان عالم میں پناہ حاصل کرتا ہے اور ان کی خفیہ چیزوں کو ظاہر نہیں کرتا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ میں ہر اس خبر کو جانتا ہوں جو تمہارے ظاہر میں ہے اور ہر اس چیز کی خبر رکھتا ہوں جو تمہارے باطن میں پوشیدہ ہے۔ میری نگاہ میں تم لوگ شیشے کی طرح صاف ہو۔ تمام مردان خدا جب مقام قدر میں پہنچتے ہیں تو ان کی نگرانی کی جاتی ہے۔ مگر مجھے اس طاقچہ سے اندر پہنچایا جاتا ہے [1]

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ: لطائف الغرائب میں ہے کہ جب آپ کو رب کائنات سے مرتبہ غوثیت و محبوبیت عنایت ہوا۔ تو آپ جمعہ مبارکہ کے دن منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے، ناگاہ استغراق کی کیفیت آپ پر طاری ہوئی اور اسی حالت میں زبان کرامت بیان پر یہ کلمہ جاری ہوا۔ قدمی ھٰذہٖ علٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ یعنی میرا یہ قدم جملہ اولیاء اللہ کی گردن پر ہے معًا منادیٔ غیب نے تمام عالم میں ندا کردی کہ جمیع اولیاء اللہ محبوب پاک کی اطاعت کریں اور ان کے ارشاد کو بسروچشم بجا لاویں، یہ سنتے ہی جملہ اولیاء اللہ نے گردنیں جھکادیں اور ارشاد واجب الاذعان کی تعمیل کی جن اولیاء اللہ نے سر تسلیم خم کیا اسکی تفصیل اس طرح ہے۔ (۱) حرمین شریفین میں ستره (۲) عراق میں ساٹھ (۳) عجم میں چالیس (۴) شام میں تیس (۵) مصر میں بیس (۶) مغرب میں ستائیس (۷) یمن میں تیئس (۸) حبشہ میں گیارہ (۹) سدیاجوج ماجوج میں سات (۱۰) سرانديپ میں سات (۱۱) کوہ قاف میں سینتالیس (۱۲) جزائر بحر محیط میں چوبیس افراد تھے۔

حضرت شیخ مکارم رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں انوار الٰہی کو حاضر جان کر کہتا ہوں کہ جس روز آپ نے قدمی ہذہٖ علٰی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا اس روز جملہ اولیاء اللہ نے معائنہ کیا کہ نشان قطبیت آپ کے سامنے گاڑا گیا ہے اور غوثیت کا تاج آپ کے سر مبارک پر رکھا گیا اور خلعت تصرف زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ تو سب نے ایک ہی آن میں سر جھکا کر آپ کے مرتبے کا اعتراف کیا۔ یہاں تک کہ دسوں ابدال نے بھی جو سلاطین وقت تھے اپنی گردنیں جھکائیں جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

(۱) حضرت شیخ بقا بن بطو (۲) حضرت شیخ ابوسعید قیلوی (۳) حضرت شیخ علی بن ہیتی (۴) حضرت شیخ عدی بن مسافر (۵) حضرت شیخ موسیٰ الزولی (۶) حضرت شیخ احمد رفاعی (۷) حضرت شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی (۸) حضرت شیخ ابومحمد عبداللہ البصری (۹) حضرت شیخ حیات بن قیس الحرانی (۱۰) حضرت شیخ ابومدین العربی رحمہم اللہ تعالےٰ اجمعین۔

حضرت قدوۃ العارفین شیخ ابوسعید قیلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آپ نے قَدَمِیْ ہٰذہٖ علٰی رقبۃ کُلِّ ولی اللہ فرمایا

---

[1] اخبار الاخیار فارسی ۱۸، ۱۹ [2] مسالک السالکین ج ۱ ص ۳۳۹

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اس وقت آپ کے قلب مبارک پر تجلیات الٰہی نازل ہو رہی تھی اور حضرت رسولِ خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے آپ کو خلعت بھیجا تھا جس کو ملائکہ مقربین نے مجمع عام میں آپ کو پہنایا، اس وقت ملائکہ و رجال الغیب صف باندھے ہوئے اس کثرت سے ہوا میں کھڑے تھے کہ افق سماں نظر نہیں آتا تھا اور اس وقت روئے زمین پر کوئی ایسا ولی نہ تھا جس نے گردن نہ جھکائی ہو [1]

خلاصۃ القادریہ میں ہے کہ جب منادی غیب کی ندا عالم ارواح میں پہنچی، تو حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روح پاک نے بارگاہ ایزدی میں عرض کیا؛ یَا اَحکَم الحَاکِمِین! تیرا فرمان واجب الاذعان ہے۔ مگر سید عبدالقادر کو بایزید پر کون سی فوقیت اور ترجیح حاصل ہے؟ ارشاد ہوا کہ دو فوقیتیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ فرزند دلبند خواجۂ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہے۔ اور دوسرا یہ کہ تو فارغ مشغول ہے اور وہ مشغولِ فارغ، تو عاشق ہے، وہ معشوق ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت سلطان العارفین نے گردن جھکا دی اور فرمایا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔

منقول ہے کہ شیخ ابوالبرکات بن صخر بن مسافر نے اپنے عم بزرگوار حضرت شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا کہ سوائے حضرت محبوب سبحانی کے کسی اور ولی اللہ نے بھی قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کہا ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ نہیں، پوچھا کہ پھر حضرت محبوب سبحانی کے ارشاد کا کیا سبب ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ یہ کلمہ ان کے مقام فردیت کی خبر دیتا ہے پھر پوچھا کہ فرد تو ہر زمانے میں ہوتا ہے، مگر کسی کو سوائے حضرت محبوب سبحانی کے یہ کہنے کا حکم نہیں ہوا ہے۔ عرض کیا کہ کیا آپ اس کہنے پر مامور ہوئے تھے؟ فرمایا ہاں! اور تمام اولیاء اللہ نے حکم الٰہی کے بموجب اپنی گردنیں جھکائیں [2]

وجہ تسمیہ محی الدین

مشائخ قادریہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے آپ سے محی الدین لقب کی وجہ دریافت کی، تو آپ نے فرمایا ۵۱۱ھ میں ایک دفعہ میں ایک لمبے سفر سے بغداد کی طرف لوٹ رہا تھا۔ میرے پاؤں ننگے تھے، مجھے ایک بیمار آدمی ملا جس کا رنگ اڑا ہوا تھا اور بڑا ہی کمزور جسم نظر آتا تھا۔ مجھے اس نے سلام کیا، میں نے وعلیکم السّلام کہا اس کے بعد مجھ سے کہنے لگا کہ میرے قریب ہو جاؤ۔ میں قریب ہوا تو کہنے لگا مجھے اٹھاؤ؟ میں نے اسے اٹھا کر بٹھا دیا تو اس کا جسم اچھا توانا ہو گیا اور اس کے چہرے پر رونق نظر آنے لگی۔ مجھے اس نے پوچھا کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے نفی میں جواب دیا تو وہ خود ہی کہنے لگا کہ؛

"میں تمہارا دین ہوں جو اس نحیف و نزار ہو گیا تھا جتنا چنانچہ آپ نے دیکھ لیا ہے کہ آپ کی وجہ سے مجھے اللہ تعالےٰ نے از سر نو زندگی بخشی ہے، آج سے تمہارا نام محی الدین ہوگا۔"

یہاں تک کہ جب میں جامع مسجد کی طرف واپس آیا تو مجھے ایک شخص ملا اور مجھ سے کہنے لگا یا سیدی محی الدین! میں نے نماز ادا کی تو لوگ میرے سامنے ادباً کھڑے ہو گئے اور ہاتھوں کو بوسہ دینے لگے۔ اور زبان سے یا محی الدین پکارتے جاتے تھے۔ حالانکہ اس سے پہلے کوئی بھی مجھے اس لقب سے نہیں پکارا تھا [3]

مسند رشد و ہدایت

حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ابتداء میں مجھے سوتے جاگتے کرنے اور نہ کرنے والے کام بتائے

---

[1] مسالک السالکین ج ۱ ص ۳۴۰

[2] 〃 〃 ص ۳۴۱

[3] خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۹۴، تلخیص بہجۃ الاسرار ص

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جاتے اور مجھ پر کلام کرنے کا غلبہ اتنی شدت سے ہوتا کہ میں بے اختیار ہو جاتا اور خاموش رہنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا۔ صرف دو تین آدمی میری باتیں سنتے رہتے۔ پھر لوگوں کی تعداد بڑھنے لگی حتیٰ کہ مخلوق خدا کا ہجوم ہونے لگا یہاں تک کہ ایک وقت آیا کہ میری مجلس میں جگہ باقی نہ رہتی چنانچہ میں شہر کی عید گاہ میں چلا گیا اور وعظ کہنے لگا وہاں بھی جگہ تنگ ہوگئی تو منبر شہر کے باہر لے گیا اور بے شمار مخلوق سوار و پیادہ آتی اور مجلس کے باہر ارد گرد کھڑی ہوکر وعظ سنتی حتیٰ کہ سننے والوں کی تعداد ستر ہزار کے قریب پہنچ گئی۔[1]

آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ شروع زمانے میں، میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خواب میں دیکھا کہ مجھے وعظ کہنے کا حکم فرما رہے ہیں اور میرے منہ میں انہوں نے اپنا لعاب دہن ڈالا۔ بس اس کی تاثیر یہ ہوئی کہ میرے لئے ابواب سخن کھل گئے ـــــ آپ کی مجلس وعظ میں چار سو اشخاص قلم دوات لیکر بیٹھتے اور جو کچھ سنتے اس کو لکھتے رہتے ـــــ اور جب منبر پر تشریف لاتے تو مختلف علوم کا بیان فرماتے۔ تمام حاضرین آپ کی ہیبت وعظمت کے سامنے بالکل ساکت رہتے کبھی اثنائے وعظ میں فرماتے کہ قال ختم ہوا اور اب حال کی طرف مائل ہوئے۔ یہ کہتے ہی لوگوں میں اضطراب و جد و حال کی کیفیت طاری ہو جاتی کوئی گریہ و فریاد کرتا، کوئی کپڑے پھاڑ کر جنگل کی راہ لیتا اور کوئی بیہوش ہو کر اپنی جان دیدیتا، بسا اوقات آپ کی مجلس سے شوق، ہیبت، تصرف، عظمت اور جلال کے باعث کئی کئی جنازے نکلتے آپ کی مجلس وعظ میں جن خوارق، کرامات، تجلیات اور عجائبات وغرائب کا ظہور بیان کیا جاتا وہ بے شمار ہیں۔

روایت ہے کہ جب آپ ممبر پر تشریف لاتے تو فرماتے اے صاحبزادے! ہمارے منبر پر بیٹھ جانے کے بعد دیر نہ کیا کر ولایت یہاں حاصل ہوتی ہے، اعلےٰ درجات یہاں ملتے ہیں۔ اے طلبگار توبہ! بسم اللہ! ہمارے پاس آ، اے طالب عفو! بسم اللہ تو بھی آ۔ اے اخلاص کے چاہنے والے! بسم اللہ ہفتہ میں ایک بار آ۔ مہینہ میں ایک بار آ، اگر یہ بھی مشکل ہو تو سال میں ایک دفعہ آ، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک مرتبہ آ، اور ہزار نعمتیں لے جا، اے عالم ہزار مہینہ کی مسافت طے کر کے میرے پاس آ اور میری بات سن جا۔ اور جب تو یہاں آئے تو اپنے عمل زہد، تقویٰ اور ورع کو نظر انداز کر، تاکہ تو اپنے نصیب کے مطابق مجھ سے اپنا حصہ حاصل کر سکے۔ میری مجلس میں مقرب فرشتے، مخصوص اولیاء اور رجال الغیب اس لئے آتے ہیں کہ مجھ سے بارگاہ اقدس کے آداب و تواضع سیکھیں، میرا وعظ رجال غیب کے لئے ہوتا ہے جو کوہ قاف کے ماوراء سے آتے ہیں کہ ان کے قدم دوش ہوا پر ہوتے ہیں۔ لیکن خداوند عالم کے لئے ان کے دلوں میں آتش شوق و سوزش اشتیاق شعلہ زن ہوتی ہے۔

آپ کا معمول تھا کہ ہفتہ میں تین بار وعظ فرمایا کرتے۔ جمعہ کی صبح، منگل کی رات اور اتوار کی صبح کو۔ آپ کی مجلس میں عراق کے مشائخ، مفتی اور علماء شریک ہوا کرتے تھے ان میں شیخ بقا بن بطو، شیخ ابو سعید قیلوی، شیخ علی بن ہیتی، شیخ عبد القاہر سہروردی، شیخ ماجد کردی اور شیخ مطر بادرانی وغیرہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں (رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین) آپ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی جس میں کوئی یہودی یا عیسائی دامن اسلام میں نہ آتا ہو، اور راہزن، چور، ملحد، بے دین، اور بد عقیدہ لوگ آپ کی مجلس میں آکر تائب ہوتے، یہودی اور عیسائیوں میں سے پانچ سو کے قریب آپ کے دست حق پرست پر اسلام لائے، ایک لاکھ سے زیادہ چور اور قزاق تائب ہوئے۔[2]

---

[1] اخبار الاخیار اردو ص ۳۷، ۳۸

[2] اخبار الاخیار و تلخیص بہجۃ الاسرار ص ۵۸۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کشف وکرامات

آپ کے کشف وکرامات کے متعلق حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اخبار الاخیار میں ارشاد فرماتے ہیں:
آپ سے لاتعداد کرامتیں ظاہر ہوئیں، مخلوق کے ظاہر و باطن میں تصرف کرنا۔ انسان اور جنات پر آپ کی حکومت، لوگوں کے راز اور پوشیدہ امور سے واقفیت، عالم ملکوت کے بواطن کی خبر، عالم جبروت کے حقائق کا کشف، عالم لاہوت کے سربستہ اسرار کا علم، مواہب غیبیہ کی عطا، باذن الٰہی حوادث زمانہ کا تصرف وانقلاب، باذن الٰہی مارنے اور جلانے کے ساتھ متصف ہونا اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنا، مریضوں کی صحت، بیماروں کی شفا، طے زمان و مکان، زمین وآسمان پر اجرائے حکم۔ پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، لوگوں کے تخیل کا بدلنا، اشیاء کی طبیعت کا تبدیل کردینا، غیب کی اشیاء کا منگانا، ماضی ومستقبل کی باتوں کا بتانا اور اسی طرح کے دوسرے کرامات مسلسل اور عام وخاص کے درمیان آپ کے قصد وارادہ سے بلکہ اظہار حقانیت کے طریقے پر ظاہر ہوئے اور مذکورہ کرامتوں میں سے ہر ایک سے متعلق اتنی روایات وحکایات ہیں کہ زبان وقلم ان کے احاطہ سے قاصر ہیں۔

حضرت شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: میں نے اپنے زمانہ میں شیخ عبد القادر سے زیادہ کرامت والا کوئی نہیں دیکھا جس وقت جس کا دل چاہتا آپ کی کرامت کا مشاہدہ کرلیتا اور کرامت کبھی آپ کے بارے میں اور کبھی آپ کی وجہ سے۔

شیخ ابو مسعود احمد بن ابو بکر حزیمی اور شیخ ابو عمر عثمان صریفینی نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کرامتیں اس ہار کی طرح ہیں جس میں جواہر تہ بہ تہ ہیں۔

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بادشاہ طریقت اور موجودات میں تصرف کرنے والے تھے اور منجانب اللہ آپ کو تصرف وکرامتوں کا ہمیشہ اختیار حاصل رہا۔

امام عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا بیان ہے کہ آپ کی کرامتیں حد تواتر تک پہنچ گئی ہیں اور بالاتفاق سب کو اسکا علم ہے۔ دنیا کے کسی شیخ میں ایسی کرامتیں نہیں پائی گئیں [1]

یہاں پر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے صرف چند کرامات تبرکاً پیش کئے جاتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیگر سوانح کی کتب دیکھیں۔

مردوں کو زندہ کرنا

وہ کہہ کر قم باذن اللہ جلا دیتے ہیں مردوں کو
بہت مشہور ہے احیائے موتیٰ غوث اعظم کا

اسرار السالکین میں ہے کہ ایک دن آپ بازار تشریف لئے جارہے تھے، دیکھتے کیا ہیں کہ ایک نصرانی اور ایک مسلمان میں مباحثہ ومجادلہ ہورہا ہے۔ نصرانی بہت سے دلائل سے اپنے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت ثابت کررہا تھا اور مسلمان اپنے پیغمبر نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت میں بہت سے دلائل پیش کررہا تھا۔ آخر میں نصرانی نے کہا کہ میرے پیغمبر حضرت

---

[1] اخبار الاخیار فارسی ص ۲۰، ۲۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

عیسیٰ علیہ السلام قُمۡ بِاِذۡنِ اللّٰہ کہہ کر مردے زندہ کردیتے تھے، تم بتاؤ کہ تمہارے پیغمبر نے کتنے مردے زندہ کئے ہیں؟ یہ سُن کر مسلمان نے سکوت اختیار کیا یہ سکوت سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو نہایت ہی ناگوار معلوم ہوا اور نصرانی سے ارشاد فرمایا کہ؛ میرے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادنیٰ معجزہ یہ ہے کہ ان کے ادنیٰ خادم مردوں کو جلا سکتے ہیں۔ تو جس مردہ کو کہے اسے میں ابھی زندہ کردوں؛ یہ سُن کر نصرانی آپ کو ایک بہت ہی پرانے قبرستان میں لے گیا۔ اور ایک بہت ہی پرانی قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ؛ آپ اس مردہ کو زندہ کر دیجئے؛ آپ نے فرمایا کہ یہ قبر ایک قوال کی ہے اور تیرے پیغمبر قُمۡ بِاِذۡنِ اللّٰہِ کہہ کر مردوں کو جلاتے تھے (یعنی اٹھ اللہ کے حکم سے) مگر میں کہتا ہوں قُمۡ بِاِذۡنِیۡ یعنی اٹھ میرے حکم سے۔ صرف اتنا کہنا تھا کہ قبر شق ہوئی اور صاحب قبر جو قوال تھا اپنے سازو سامان کے ساتھ قبر سے گاتا بجاتا باہر آگیا۔ اور کلمۂ شہادت زبان سے ادا کیا۔ یہ دیکھ کر نصرانی بصدق دل ایمان لایا اور آپ کے خدام ذوی الاحتشام میں داخل ہوگیا[1]

کرامات عجیبہ

ایک مرتبہ آپ نے سید احمد رفاعی کو کہلا بھیجا "مَا الۡعِشۡقُ" عشق کی حقیقت کیا ہے؟ سید صاحب کو یہ سنتے ہی ایک کیفیت پیدا ہوئی اور اَلۡعِشۡقُ نَارٌ یُحۡرِقُ مَا سِوَی اللّٰہ یعنی عشق ایک آگ ہے کہ جلا دیتی ہے سب کو جو سوائے اللہ ہے، کے نعرے لگانے لگے، سامنے ایک درخت تھا، اس میں آگ لگی اور اس درخت کے ساتھ یہ جل کر راکھ ہوگئے اور اس کے بعد پانی میں تبدیل ہوئے۔ آپ نے یہ سن کر خادم سے کہا، جلد جاؤ اور اس پانی کو اٹھالاؤ؛ اب جو خادم دیکھتا ہے تو اس پانی نے بھر انسانی شکل اختیار کرلی اور سید صاحب زندہ ہوگئے۔ خادم سے یہ کیفیت سنکر آپ نے فرمایا جو ولی اس مقام فنا در فنا میں پہنچتا ہے پھر اپنے قالب عنصری کی طرف رجوع نہیں کرسکتا۔ سوائے ان کے اور ایک اور بزرگ کے کسی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوا یہ سید صاحب آپ کے بھانجے تھے اور ان کی مدح میں آپ یہ شعر پڑھا کرتے تھے ع

فَمَنۡ فِی اَوۡلِیَاءِ اللّٰہِ مِثۡلِی ۔۔۔ وَمَنۡ فِی الۡعِلۡمِ وَالتَّصۡرِیۡفِ حَالِ
کَذَا ابۡنُ الرِّفَاعِی کَانَ مِنِّیۡ ۔۔۔ فَیَسۡلُکُ فِیۡ طَرِیۡقِیۡ وَاشۡتِغَالِیۡ[2]

پانی پر نماز باجماعت پڑھنا

ایک مرتبہ آپ اہل بغداد کی نظروں سے غائب ہوگئے۔ لوگوں نے تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ دریائے دجلہ کی طرف تشریف لے گئے ہیں یہاں تک کہ لوگ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ آپ پانی پر چل رہے ہیں اور مچھلیاں پانی سے نکل نکل کر آپ کو سلام علیک کر رہی ہے اور قدم مبارک کو چوم رہی ہے۔ اسی اثنا میں ایک بڑی نفیس جائے نماز دیکھی جو تخت سلیمانی کی طرح ہوا میں معلق ہوکر بچھ گئی۔ اور اس پر دو سطریں لکھی تھیں پہلی سطر میں اَلَا اِنَّ اَوۡلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ اور دوسری سطر میں سَلَامٌ عَلَیۡکُمۡ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ اِنَّہٗ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ لکھا تھا۔ اتنے میں بہت سے لوگ آکر جائے نماز کے گرد جمع ہوگئے وہ ظہر کا وقت تھا تکبیر ہوئی اور آپ امام ہوئے اور نماز قائم ہوئی۔ جب آپ تکبیر کہتے تو حاملانِ عرش آپ کے ساتھ تکبیر کہتے اور جب آپ تسبیح پڑھتے تو ساتوں آسمان کے فرشتے آپ کے ساتھ تسبیح پڑھتے اور جب آپ "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنۡ حَمِدَہٗ" کہتے تو آپ کے لبوں سے سبز رنگ کا نور نکل کر آسمانوں کی طرف جاتا جب نماز سے فارغ ہوئے تو یہ دعا کی کہ؛

اے پروردگار! میں تیری درگاہ میں تیرے حبیب اور بہترین خلائق حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو وسیلہ کرکے دعا کرتا ہوں کہ تو میرے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں، کو جو میری طرف منسوب ہوں بغیر توبہ کے روح قبض نہ

---

[1] مسالک السالکین ج ۱ ص ۳۴۶،
[2] مسالک السالکین ج ۱ ص ۳۴۵۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کرنا"، حضرت سہل بن عبداللہ تستری فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کی اس دعا پر فرشتوں کے بڑے گروہ کو آمین کہتے سنا، جب دعا ختم ہوئی تو ہم نے ایک ندا سنی اَبْشِرْ فَاِنِّی قَدْ اِسْتَجَبْتُ لَکَ اے عبدالقادر خوش ہو جاؤ کہ ہم نے تمہاری دعا قبول فرمائی۔ شیخ بقا بن بطو رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے مریدوں میں پرہیزگار اور گنہگار دونوں ہی ہوں گے؟ فرمایا ہاں! مگر پرہیزگار میرے لئے اور میں گنہگاروں کے لئے ہوں [1]

للہ الحمد کیا اور ہے نصیبہ میرا | بن گیا دم میں کبھی کا جو تھا بگڑا میرا
کر سکیگا کوئی بدخواہ بھلا کیا میرا | مہرباں مجھ پہ ہے اللہ تعالٰی میرا
غوث اعظم کو کیا فضل سے آقا میرا

سید المکاشفین آپ کی دعا سے پیدا ہوئے

محبوب المعانی میں مناقب کے حوالے سے مذکور ہے کہ شیخ علی بن محمد عربی قدس سرہٗ صاحب جاہ وجلال اور مالک ملک ومال تھے۔ مگر انہیں کوئی فرزند نہ تھا جسکی وجہ سے ہمیشہ آپ کو رنج والم رہتا۔ مشائخ کبار روا کا بر روزگار کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے لئے التجا کرتے مگر کسی کی دعا ان کے واسطے مقبول نہ ہوئی۔ ایک مرتبہ ایک مجذوب نے شیخ علی سے فرمایا کہ تو خدمت بابرکت حضرت غوث اعظم میں جا، وہ محبوب خدا ہیں دعا فرمائیں گے، ان کی برکت سے تیرا مطلب برآئے گا۔

حضرت شیخ علی اس بشارت عظیمہ سے شادکام ہو کر بغداد شریف کا رخت سفر باندھا۔ جب دولت زیارت سے شرفیابی ہوئی تو قبل اظہار مدعا کے حضرت نے خود ہی فرمایا کہ تیری قسمت میں فرزند نہیں ہے۔ کیا کروں؟ حضرت شیخ علی قدس سرہٗ نے عرض کیا کہ حضور اگر میری قسمت میں فرزند ہوتا تو اتنا رنج والم کیوں اٹھاتا اور یہاں تک کیوں آتا۔ یہ جانتا ہوں کہ بے نصیب ہوں، مگر آپ کی خدمت میں آیا ہوں اب امید قوی ہے کہ خدائے تعالٰی میرا مدعا پورا کریگا اور میرا مطلب حل ہوگا۔

ہر کس کہ بدرگاہ تو آید بہ نیاز | محروم زدرگاہ تو کے گردد باز!

اس کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا کہ آ میری پشت سے اپنی پشت رگڑ۔ ایک فرزند جو مجھ کو ہونے والا باقی ہے تجھ کو دیا ــــ حضرت شیخ نے حسب الحکم ویسا ہی کیا اور وہاں سے رخصت ہونے لگے تو بوقت رخصت ارشاد ہوا کہ اس فرزند کا نام محمد رکھنا اور اس کا لقب محی الدین ہوگا۔ حضرت شیخ موصوف وہاں سے اپنے وطن کو آئے، بی بی ان کی حاملہ ہوئیں، بعد ایام حمل کے خداوند تعالٰی نے انہیں فرزند ارجمند عطا فرمایا۔ ولادت کے بعد شیخ اپنے بچے کو لے کر خدمت غوثیت میں حاضر ہوئے، حضرت نے ان پر نظر رحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا۔ سُبْحَانَ اللہ! عجیب مرد جہان میں پیدا ہوا ہے یہ اپنے وقت میں میری زبان ہوگا۔ جو اسرار اولیاء اللہ نے پوشیدہ رکھا ہے اس کا اظہار اور بیان ہوگا [2]

حضرت شیخ محمد محی الدین بن عربی رضی اللہ تعالٰی عنہما کی طرح آپ کی دعا سے حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی پیدا ہوئے۔ [3]

ذوق شاعری

آپ اپنے وقت کے قادر الکلام شاعر اور ادیب بھی تھے۔ چنانچہ قصیدۂ غوثیہ کو دنیائے اسلام میں بڑی شہرت اور مقبولیت حاصل ہے اور یہ واقعی نہایت موثر اور متبرک کلام ہے پڑھتے پڑھتے دل پر

---

[1] برکات قادریت ص ۲۳ ؎ [2] مقامات دستگیری ؎ [3] مقامات دستگیری

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اثر ہوتا ہے اس کی تاثیر انتہا کو پہنچ جانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایک خاص جذب کی حالت میں کہا گیا ہے اور خاص اثرات کا حامل ہے آٹھ سو برس سے دنیائے اسلام نے اسے حاجتوں اور حصول مراد کے لئے اپنے وظائف میں رکھا ہے۔ بلکہ بے شمار افراد ایسے ہیں جنہوں نے ان قصیدوں کے برکات سے دینی اور دنیوی فوائد حاصل کئے ہیں۔ مشائخ عظام حصول مراد کے لئے اسے نہایت پر تاثیر بتاتے ہیں ذیل میں تبرکا چند اشعار درج کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ متعدد قصائد ہیں جن کے پہلے اشعار کو تبرکا ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے ؎

سَقَانِي الحُبُّ كاسَاتْ لِوِصَالِ — فَقُلتُ لِخمْرَتِي نحوِي تعالے
سَعَت وَمَشَت لِنَحوِي فِي كؤسٍ — فَهِمْتُ بِسُكرَتي بين الموَالي

(۲) قصیدہ عینیہ کا پہلا شعر یہ ہے:

فواد بہ شمش المحبة طالع — وليس لنجم العذل فيه مواقع

(۳) قصیدہ یائیہ کا ابتدائی شعر:

على الاولياء القيت سرى وبرهاني — فهاموا به في سر سري واعلاني

(۴) قصیدہ بائیہ کا ابتدائی شعر:

دنوت من المحبوب اعلى المراتب — فاوهبني بالقرب ازكى المواهب

(۵) قصیدہ الفیہ کا ابتدائی شعر:

رفعت على اعلى الورى اعلامنا — لما بلغنا في الغرام مرامنا

(۶) ایک قصیدہ الفیہ اور ہے جسکا ابتدائی شعر:

سالتك ياجبار يا سامع الندا — ياحاكم احكم في الذي قد تجبرا

(۷) قصیدہ لامیہ کا ابتدائی شعر:

اتطلب ان تكون كثير مال — وتسمع منك دوما في كل قال

(۸) آٹھواں قصیدہ جس کا ابتدائی شعر:

ولما صفا قلبي وطابت سريرتي — ومني دنا صحوي لفتح البصيرة

(۹) نواں قصیدہ جسکا ابتدائی شعر:

نظرت بعين الفكر في حان حضرتي — حبيبا تجلى القلوب فجنتي

(۱۰) دسواں قصیدہ جسکا ابتدائی شعر:

يا من يحل بذكره — عقد النوائب والشدائد

(۱۱) گیارہواں قصیدہ جسکا پہلا شعر:

طفت بحامي سبعا ولذ بلمامي — وتجرد لزورتي كل عام

مذکورہ قصائد کے علاوہ بھی بہت سے قصائد ہیں بخوف طوالت اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مال واسباب تھے محتاجوں میں تقسیم کرکے رخت سفر باندھا ـــ ایک مدت تک سمرقند، بخارا میں رہکر حفظ قرآن وقرأت اور علم ظاہری سے آراستہ ہوکر عراق کی طرف سفر اختیار فرمایا۔ جب قصبۂ ہرون (نواح نیشاپور میں واقع ہے) میں پہنچے تو حضرت شیخ عثمان ہارونی ۶۱۷ھ کی خدمت بابرکت سے مشرف ہوکر مرید ہوئے قریب ڈھائی سال مرشد برحق کی خدمت میں ریاضت ومجاہدہ کرنے کے بعد خرقہ خلافت پاکر بغداد شریف کی جانب سفر اختیار فرمایا، پہلے قصبۂ جیل پہنچے اور حضرت غوث الثقلین کی خدمت فیض درجت سے مشرف ومعزز ہوئے۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زندگی میں پانچ مہینے سات دن صحبت اکسیر صیت میں رہکر افاضات صوری ومعنوی اور کسب نور باطن کرکے فیضیاب ہوئے۔

آئین اکبری کی جلد سوم اور گلزار ابرار میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی ولادت ۵۳۷ھ پانصدوسی و ہفت مذکور ہے اور رحلت اکثر کتب میں سال شش صدوسی وسہ ۶۳۳ھ مذکور ہے۔ اس حساب سے آپ کی عمر شریف نود وشش ۹۶ سال کی ظاہر ہوئی اور بعض نے نود وہفت ۹۷ سال بھی لکھا ہے۔ اگر کسرات کے مہینوں کا شمار ہو تو شاید نود وہفت ۹۷ سال ہوں اور حضرت غوث الثقلین کا وصال ۵۶۱ھ ہے، اس حساب سے جناب خواجہ بزرگ کی عمر شریف حضرت کے رحلت کے وقت چوبیس ۲۴ سال متحقق ہوئی گلزار ابرار میں حضرت خواجۂ بزرگوار کے حالات میں یہ لکھا ہے کہ:

"نخست بدامن کوہ جودی کہ از بغداد ہفت کوچ راہ دوراست، اسوۃ العرفا شیخ محی الدین عبد القادر جیلی را دریافت وباندازۂ برات ازلی فیض اندوخت"

اور آئین اکبری میں مرقوم ہے کہ:

"بصحبت خواجہ عثمان چشتی رسید وبریاضت گری برنشست وخرقۂ خلافت یافت سپس در تکاپو برطلبی برآمد واز شیخ عبد القادر جیلی وبسیاری بزرگا فیض اندوخت"

الحاصل طریقۂ عالیہ قادریہ کو سلسلۂ مکرمہ چشتیہ پر زمانۂ حضرت غوث الثقلین سے فخر وشرف حاصل ہے، اور ایک جہان اس بات کا قائل ہے حضرت سید آدم بنوری نقشبندی قدس سرہٗ نکات الاسرار میں لکھتے ہیں کہ: ایک روز محفل قدس مشاکل حضرت شیخ فرید الدین محمد گنج شکر م ۶۹۰ھ قدس سرہ کی مجلس میں حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قدم مبارک کا ذکر آیا تو حضرت شیخ گنج شکر قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا:

"پیر کے پیر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالےٰ عنہ وضع رقاب اولیاء میں داخل فمنصبی ان اقول علےٰ حدقۃ عینی کے مشرف ہوئے"

اور ایسا ہی برہان المتقدمین حضرت سید اکرم محمد شاہ عالم، محبوب عالم گجراتی م ۸۵۶ھ قدس سرہٗ العزیز نے بھی لکھا ہے اور سابقہ یہ بھی کہ جس وقت آپ کی مجلس میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ کا ذکر آتا تو حضرت غوثِ اعظم کی منقبت میں یہ بیت فرماتے ع

صد چشم وام خواہم تا در تو بنگرم — ویں دام از کہ خواہم ویں چشم خود کراست

اور اسرار السالکین ملفوظ جناب شیخ جنید نبیرۂ شیخ فرید الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہما میں لکھا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ، برہان الاتقیاء شیخ نظام الدین اولیاء م ۷۲۵ھ قدس سرہ العزیز بھی جناب فیض مآب غوثیہ محبوبیہ سے بہرہ مند ہوئے ہیں اور خرقۂ خلافت سلسلۂ عالیہ قادریہ،

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت سید عمر (غوث پاک کے پوتے کے لڑکے) علیہ الرحمہ سے خرقہ خلافت پہنا اور مقام محبوبیت سے مشرف ہوئے۔ اس لئے جناب سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا رضی اللہ تعالٰے عنہ کو جو رتبہ محبوبیت کا ملا، اس میں فیض خلافت خاندان عالیہ قادریہ شامل ہے۔

سہروردیہ

صاحب محبوب المعانی نے نقل کیا ہے کہ والدہ ماجدہ حضرت شہاب الدین عمر سہروردی م ۶۳۲ھ رحہم اللہ تعالٰے نے ایک روز حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالٰے عنہ کی خدمت بابرکت میں عرض کی کہ!

خدائے تعالٰے نے اس ضعیفہ کو مال و دولت کی کثرت عطا فرمائی ہے، لیکن فرزند صالح جو توشۂ آخرت ہے اس سے محروم ہوں؟ آپکی دعا سے اللہ تعالٰے میری آرزو برلائے گا اور فرزند صالح عطا فرمائے گا بعدہٗ حضرت نے دعا کی تو غیب سے آواز آئی کہ اس ضعیفہ کی قسمت میں فرزند نہیں ہے، اسی طرح تین بار سوال و جواب ہوا تو تیسری بار حضرت محبوب سبحانی، مقبول بارگاہ ربانی نے اپنا خرقہ مبارکہ جسم مطہر سے نکال کر ہوا میں پھینکا اور ارشاد فرمایا کہ: جب تک میرا معروضہ قبول نہ ہوگا یہ خرقہ فقر نہ پہونچیگا۔؟ اس وقت زیارت سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے مشرف ہوئے اور سرکار نے خرقہ ہوا سے لیکر اپنے دست مبارک سے غوث اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ کو پہنایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ: اے فرزند! درگاہ الٰہی بے نیاز ہے، ہر وقت کہاں مقام ناز ہے؟ محبوب سبحانی نے عرض کیا یا جدی! اس مقام میں، میں تنہا تھا۔ اب مجھ پر شفقت پدری سایہ گستر ہے مجھکو امید قوی ہوگئی ہے کہ اس عورت کو فرزند عطا ہو۔ تو اسی کے درمیان مژدۂ غیب آیا کہ اے محبوب! تیرا معروضہ قبول ہوا۔ اور ہم نے سائلہ کو فرزند عطا کیا۔ حضرت نے اس ضعیفہ سے فرمایا کہ تیرا مدعا بر آیا جا تجھے فرزند ہوگا۔ چند ہی مہینوں کے بعد وہ ضعیفہ حاملہ ہوئیں بعد تمام ایام حمل کے اسکو لڑکی پیدا ہوئی اس لئے چند روز کے بعد اس لڑکی کو سرخ پارچہ پہنا کر حضرت کی خدمت میں لاکر عرض کی کہ: حضور! بشارت تو فرزند کی تھی مگر یہ تو لڑکی ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ یہ لڑکی کیونکر ہوگی، اس ارشاد کے بعد تمام کپڑا اس بچی کے جسم سے نکالا اور توجہ فرمائی پھر ارشاد فرمایا — یہ تو فرزند ہے — فی الفور علامت مردانگی ظاہر ہوئی اور ارشاد ہوا کہ: یہ فرزند میرا ہے، اور اس کا نام میں نے شیخ شہاب الدین عمر رکھا ہے، اس کی عمر طویل ہوگی، ابرو اور پستان دراز ہوگی، کہتے ہیں کہ بھوں کے بال اتنے دراز تھے کہ جناب شیخ الشیوخ کتابت کے وقت سر پر ڈال لیتے تھے اور پستان اتنے دراز تھے کہ ایک بازو سے دوسرے بازو پر رکھ لیتے تھے۔ حسن سیرت و صورت میں نہایت مستحسن اور پیشوائے اہل زمانہ تھے۔ نفحات الانس میں ہے کہ جناب شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر م ۶۳۲ھ سہروردی قدس سرہٗ العزیز نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ کی صحبت بابرکت میں بڑا رتبہ اور مقام حاصل کیا اور حضرت غوث الثقلین نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ!

"اَنْتَ اٰخِرُ الْمَشْهُوْرِيْنَ بِالْعِرَاقِ"

اور فرمایا کہ یہ لڑکا سر حلقۂ اولیاء اور اس کے مریدوں سے بزرگ اور صاحب ارشاد ہوں گے — چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ آپ سے آپ کا سلسلہ بہت ہی ترویج پایا آپ کے چند خلفاء و مریدین کے اسمائے گرامی یہ ہیں: (۱) مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی م ۶۶۱ھ (۲) قاضی حمید الدین ناگوری م ۶۷۳ھ (۳) حضرت شیخ سعدی شیرازی م ۶۹۱ھ رضوان اللہ تعالٰی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

علیہم اجمعین، ہر ایک ان میں سے اپنے وقت کے امام مانے جاتے ہیں۔ سلسلۂ سہروردیہ جو اب تک جاری ہے آپ ہی کی طرف منسوب ہے اور آپ بھی بدرجۂ کامل واکمل سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فیضیاب ہوئے ہیں [1]

نقشبندیہ

محبوب المعانی میں مذکور ہے کہ شیخ عارف عبد اللہ بلخی نے اپنی مشہور کتاب "خوارق الاحباب فی معرفت قطب الاقطاب" میں قطب العباد، غوث البلاد حضرت خواجہ بہاء الدین محمد بن محمد نقشبندی بخاری قدس اللہ سرہ کے حالات میں اس طرح تحریر کیا ہے کہ: میں نے خواجۂ خواجگان، زبان فیض بیان سرمست سے سُنا ہے اور وہ بعض قلندران دیرینہ سال اور عارفان صاحب کمال سے جو بلدۂ شریفہ بخارا میں رہتے تھے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت غوث اعظم شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ چند مصاحبوں کے ساتھ بالائے بام جلوہ فرما تھے ناگاہ آپ نے بخارا کی جانب نظر کر کے فرمایا کہ: میرے بعد جب ایک سو ستاون ۱۵۷ سال گزر تو ایک مرد محمد ہوگا جسکا مشرب قلندری ہوگا وہ میدان وجود میں خوش خرام ہوگا بہاء الدین نقشبند اس کا لقب اور نام ہوگا اور میری دولت ونعمت اس کو ملے گی۔

حضرت نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا — چنانچہ حضرت نقشبند قدس سرہٗ حضرت امیر کلاں رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے بیعت کا شرف حاصل کیا حضرت امیر کلاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے التفات بیحد اور شفقت بے شمار کے بعد اسم ذات کے شغل کی تلقین کی۔ مگر تصور نقش اسم اعظم کا حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے آئینہ دل پر نہیں جمتا تھا، آپ کی جمیت خاطر میں انتشار تھا۔ جس کی وجہ سے آپ گھبراتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن آپ جنگل کی طرف تشریف لئے جارہے تھے تو دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ جب آپ سے قریب ہوئے تو ارشاد فرمایا: اے خواجہ بہاء الدین نقشبند! مجھے اسم اعظم حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی سے پہنچا ہے، اس لئے تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ تو ان کی جناب میں اپنے کو رجوع کرتا کہ تیرا کام برآئے اور تو اپنی مراد کو پائے؛ چنانچہ اسی شب کو موافق رہنمائی جناب خضر علیہ السلام حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمالِ جہاں آرا سے مشرف ہوئے، حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے انگشتہائے مبارک جو نقش اسم ذات کے مانند ہیں خواجہ نقشبند کو دکھلائیں۔ اس کو دیکھتے ہی فوراً نقش پنجۂ مبارک سرکار غوث اعظم کا نقش اسم ذات ظاہر و باطن میں حضرت خواجہ نقشبند کے منقش ہوگیا، اس کے بعد اس کی کیفیت یہ ہوئی کہ ہر شئی نظر اقدس میں نقش اسم ذات ہی محسوس ہونے لگی۔ اور کمخاب بافی میں گلو کاری کی جگہ اسی نقش اسم کی گلو کاری ہوئی۔

چنانچہ جب اس ذکر پاک کی دیار اور بلاد میں شہرت کی کثرت ہوئی، تو بعض ہمراز نے اس امر کا استفسار کیا خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا کہ: یہ فیض میرے اوپر اس شب سے طاری ہوا جس شب کو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوا اور ہر لحظ میرے احوال وکیفیات میں آپ کی توجہات وبرکات سے زیادتی ہوئی اور آپ ہی کی توجہ میرے اس اسم کے شہرت کا ذریعہ ہے۔

حضرت حق پسند، خواجہ نقش بند قدس سرہٗ العزیز سے "قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ" کی کیفیت دریافت کی گئی، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ہمارے خواجۂ خواجگان، خواجہ ابو یوسف ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت کے زمانے میں تھے، اپنی گردن کو ان کے قدم مبارک کے نیچے کیا اور پھر فرمایا۔ قَدَمہ علیٰ عَیْنِیْ اَوْعَلیٰ بَصَرِ بَصِیْرَتِیْ۔

---

[1] مقامات دستگیری ص ۴۸/۴۹

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور مولانا جامی قدس سرہٗ جو حضرت خواجہ بزرگ حضرت عبید اللہ احرار رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مریدوں میں ہیں اور خواجۂ بزرگوار پیشوائے طریقۂ عالیہ نقشبندیہ سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ: کوئی ولی متقدمین اور متاخرین میں سے باقی نہیں تھا جو اپنی گردنے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قدم کے نیچے نہ رکھا ہو۔

فضل و شرف حضرت محبوب سبحانی کی فیض بخشی اور وضع رقاب جناب خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما سے خاندان والا شان قادریہ کی افضلیت و برتری طریقہ نقشبندیہ پر ظاہر و مقدم ہے، لیکن اس زمانے میں بعض مشائخ نقشبندیہ، مجددیہ جو یہ لکھتے ہیں کہ یقین جان! کہ سب طریقوں میں طریقۂ نقشبندیہ افضل و اعلیٰ ہے اور سلسلہ اس طریقۂ عالیہ کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ تک پہنچتا ہے اس لئے کہ آپ خلیفۂ برحق اور جانشین مطلق حبیب رب العلمین ہیں، اور محبوب خدا کے ہیں اور کمالات ولایت محمدیہ کے علاوہ حامل بار نبوت احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں اسی واسطے اَفْضَلُ البَشَرِ بَعْدَ الاَنبِیَاءِ بِالتحقیق کے اعلیٰ خلعت سے سرفراز ہوئے ہیں اس لئے جو طریقہ افضل بشر تک پہنچتا ہے وہ سب طریقوں میں افضل و اعلیٰ طریقہ ہوگا ـــــ معلوم ہونا چاہیئے کہ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ اہلسنت وجماعت کے نزدیک واضح اور ثابت ہے اس لئے جائے تعجب یہ ہے کہ اس بات کو عقائد سے کچھ تعلق نہیں ہاں! بلاشک و شبہ! تفضیل شیخین تمام اصحاب پر ثابت و متحقق اہلسنت وجماعت کے نزدیک ہے اور حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تفضیل بدعت ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے افضل ہونے میں کچھ شک و شبہ نہیں انکی ایسی ہی شان بے پایاں ہے ؎

شرف ان کو نہ اس صوم و صلوٰۃ ظاہری سے تھا　　　سفینہ سینۂ بے کینہ تھا، دریائے عرفاں کا

تقدم سب صحابہ پر، وہ افضل سب صحابہ سے　　　سوا اسکے نہیں ہے دوسرا اس عزت و شاں کا

مگر ان کے افضل ہونے سے طریقۂ نقشبندیہ سب طریقوں میں افضل و اعلیٰ کس طرح ہوگا؟ طریقے کے افضل ہونے کی دو صورتیں ہیں! اول صورت میں صاحب طریقہ کو دیکھنا! تو صاحب طریقہ حضرت غوث الثقلین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں جو شرف حضور غوث الثقلین کو حاصل ہے وہ تمام کتب سے اظہر من الشمس ہے۔ اور دوسری صورت میں دیکھا جائے کہ یہ طریقہ کہاں تک پہنچتا ہے۔؟ تو اس صورت میں نقشبندیہ طریقہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ تک پہنچتا ہے اور قادریہ طریقہ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اور یہ دونوں حضرات جامع طریق نبوت و ولایت ہیں۔ مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ طریق نبوت میں درجۂ کمال پر قدم راسخ رکھتے ہیں اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ثابت قدمی اور دستگیری طریق ولایت میں بدرجۂ اتم ہے چنانچہ جتنے بھی طرق ہیں سب راہ ولایت سے ہیں اور ولایت میں جو تصرف و شوکت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حاصل ہے وہ دوسرے کو نہیں ـــــ جیسے کثرت اتباع وسالطت، مقدمات ولایت اور قدمات مثل قطبیت، غوثیت، ابدالیت وغیرہ اور امور سلطنت سلاطین وغیرہ زمانہ مرتضوی سے اتمام دنیا تک انہیں کے وسیلے سے سب ہیں۔ اور یہ بات سیاحین عالم ملکوت پر کب مخفی و محجوب ہے۔ اور یہ عجب حال ہے کہ اگر کوئی بنظر اس تصرف و شوکت کے شیخین پر تفضیل دے؟ کیا مجال! رہی یہ بات تعریف کی تو اپنے طریقے کی جتنی چاہے اتنی ہر شخص کو تعریف و توصیف کرنی چاہیئے، مگر دوسرے طرق سے افضل کہنے کو دلیل بیّن لائے؟

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تصانیف حضرت محبوب سبحانی اپنے وقت کے کامیاب مصنف بھی تھے۔ چنانچہ آپ کی تصانیف سے شریعت وطریقت سلوک ومعرفت، فنا وبقا، تزکیہ نفس وتصفیہ قلب فرقہ باطلہ کا بھرپور رد، فقہ اسلامی کی بھرپور اشاعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ چند مشاہیر کتب کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) غنیۃ الطالبین (۲) فتوح الغیب (۳) فتح ربانی (۴) دیوان غوث اعظم (۵) جلاء الخاطر فی الباطن والظاہر (۶) یواقیت الحکم (۷) کبریت احمر (۸) اسبوع شریف (۹) قصیدہ غوثیہ (۱۰) مکتوبات محبوب سبحانی۔

سلسلۂ قادریہ کا فیض دیگر سلاسل پر

مزرع چشت و بخارا و عراق واجمیر کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

(اعلیٰحضرت)

چشتیہ جناب محمد صادق بن محمد حسین اویسی اللطیفی القادری المتخلص بہ مشرقی رحمۃ اللہ تعالے علیہ نے اپنی نایہ ناز کتاب محبوب المعانی محبوب سبحانی میں لکھا ہے کہ مخدوم دین ودنیا حضرت سید محمد گیسو دراز المشہور بہ بندہ نواز قدس سرہٗ العزیز م ۸۲۵ھ نے لطائف الغرائب نامی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ ایک روز زبان فیض ترجمان، قطب عالم، خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی نور اللہ مرقدہ م ۷۵۷ھ سے میں نے سنا ہے کہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت غوث الثقلین، قطب الکونین، شیخ العالم سید ابو محمد محی الدین رضی اللہ تعالے عنہٗ "قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ" کہنے پر مامور ہوئے تو جتنے اولیاء اللہ زمین پر تھے سبھوں نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور اطاعت کی۔ اس وقت امام السالکین، قطب العارفین خواجہ معین الحق والدین م ۶۳۳ھ رضی اللہ تعالےٰ عنہ جوان تھے اور ملک خراسان کے پہاڑوں کے دامن میں مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول تھے۔ جب اس اعلان "قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ" کو سنا تو اپنی گردن مبارک جھکا دی کہ پیشانی مبارک زمین سے لگ گئی اور فرمایا: "قَدَمُكَ عَلٰى رَاسِىْ وَعَيْنِىْ" یعنی آپ کا قدم مبارک میرے سر اور آنکھوں پر، اسی وقت حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے نور باطن سے مطلع ہو کر تمام اولیاء اللہ کی مجلس میں روبرو فرمایا:

"فرزند خواجہ غیاث الدین سنجری اطاعت میں تمام اولیاء اللہ سے سبقت لے گیا، اس حسن ادب وتواضع سے، خدائے جل وعلی اور رسول کبریا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو خوش کیا، عنقریب وہ صاحب ولایت ملک ہندوستان ہوگا ـــــ اور ایسا ہی ہوا۔ سیر العارفین میں ہے کہ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے والد ماجد کا وصال ہوا تو حضرت کی عمر اس وقت پندرہ سال کی تھی، آپ کے والد ماجد کا ایک باغ تھا جس سے اپنی ضروریات زندگی پوری کرتے تھے اس باغ میں ایک مجذوب جنکا نام ابراہیم قندری ہے رہا کرتے تھے ایک روز معمول کے مطابق وہ مجذوب اس باغ میں تشریف لائے اس وقت حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے باغ کے درختوں میں پانی ڈال رہے تھے، جب آپ نے ان مجذوب موصوف کو دیکھا تو دست بوسی کرکے ایک درخت کے نیچے بٹھایا اور ایک خوشہ انگور کا ان کے سامنے رکھ کر مؤدب بیٹھ گئے مجذوب صاحب نے کوئی چیز اپنے بغل سے نکال کر چبائی اور اپنے ہاتھ سے خواجہ بزرگوار کو کھلائی۔ جس کو کھاتے ہی ایک نور آپ کے قلب میں روشن ہوا اور تمام اسباب واملاک سے دل بھر گیا۔ جو کچھ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اگر مدعی کے پاس طریقہ نقشبندیہ کے افضل ہونے کی دلیل فقط منسوب ہونا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کی طرف ہے تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ کا طریقہ چاروں خلفاء کرام کی طرف منسوب ہے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

صدیقیہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی جانب منسوب اس طور سے ہے کہ خرقہ پہنایا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو شیخ احمد اسود دینوری نے ان کو شمشاد علی دینوری نے ان کو ابوالعباس نہاوندی نے انکو شیخ ابوعبداللہ محمد بن خفیف نے ان کو شیخ ابومحمد بن حسین جزری نے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادی نے ان کو شیخ ابوسعید خراز نے ان کو شیخ بشر حافی نے ان کو شیخ ابورجا عطاردی نے ان کو فضیل بن عیاض نے ان کو منصور سلمی نے ان کو شیخ محمد بن مسلم زاہدی نے ان کو شیخ محمد بن جبیر نوفلی نے ان شیخ ابومحمد مطعم نے ان کو افضل اصحاب حضرت سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعاعنہم اجمعین نے۔

فاروقیہ اور سیدنا امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کی جانب اس طور سے ہے کہ خرقہ پہنایا حضرت پیر دستگیر کو حضرت ابوالخیر نے ان کو شیخ یوسف نے ان کو شیخ ابوالحسن علی نے ان کو شیخ احمد بن عبدالعزیز نے ان کو شیخ کہف الدین ابوبکر عبداللہ شبلی نے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادی نے ان کو شیخ ابوسعید خراز نے ان کو شیخ ابوعبداللہ مسوحی نے ان کو شیخ ابوتراب نخشبی نے ان کو حضرت بایزید بسطامی نے ان شیخ امین الدین شامی نے ان کو شیخ عبداللہ علمدار نے ان کو رئیس اصحاب امیر المومنین عمر ابن الخطاب نے رضوان تعالے علیہم اجمعین۔

عثمانیہ حضرت امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ تک اس طور سے ہے۔ خرقہ پہنا۔ حضرت غوث اعظم کو شیخ حماد نے انکو شیخ سید محمد مغربی نے ان کو شیخ ابوبکر احمد بن عثمان مغربی نے ان کو شیخ ابوالفضل عبدالواحد یمنی نے ان کو شیخ احمد بن اسمٰعیل مکی نے ان کو شیخ ابوالمکارم ابوبکر عبداللہ شبلی نے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادی نے ان کو خواجہ ابوسعید خراز نے ان کو شیخ ابوعبید حسن مسوحی نے ان کو شیخ ابوتراب بخشی نے ان کو شیخ ابوعبدالرحمن حاتم اصم نے ان کو شیخ عبداللہ خواص نے ان کو شیخ شفیق بلخی نے انکو شیخ ابراہیم ادہم بلخی نے ان کو شیخ فضیل بن عیاض نے ان کو شیخ عبدالواحد بن زید نے ان کو کمیل زیاد نے ان کو کامل حیاء والایمان امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان بن عفان نے رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین۔

علویہ حضرت امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالے عنہ تک سلسلہ اس طور پر ہے۔

اجداد بزرگوار کی طرف حسنیہ ہے یعنی حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ کو خرقہ پہنایا آپ کے والد ماجد حضرت ابوصالح موسیٰ نے ان کو ان کے والد ماجد سید عبداللہ جیلی نے ان کو سید یحییٰ زاہد نے کو سید محمد نے ان کو سید داؤد نے انکو سید موسیٰ ثانی نے ان کو سید عبداللہ ثانی نے ان کو سید موسیٰ الجون نے ان کو سید عبداللہ محض نے ان کو ان کے والد ماجد امام حسن مثنیٰ نے ان کو ان کے والد ماجد حضرت امام حسن نے ان کو ان کے والد گرامی مولائے کائنات مشکل کشا شیر خدا علی مرتضیٰ نے رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین اور مشائخ کبار کی جانب سے حسنیہ ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے۔ جناب غوث الثقلین کو خرقہ پہنایا شیخ ابوسعید مبارک مخزومی نے ان کو شیخ ابوالحسن علی ہنکاری نے ان کو شیخ ابوالفرح یوسف طرطوسی نے ان کو ابوالفضل عبدالواحد تیمی نے ان کو عبدالعزیز یمنی نے ان کو شیخ شبلی نے ان کو سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی نے ان کو شیخ سری سقطی ان کو شیخ معروف کرخی نے انکو امام علی رضا نے ان کو امام موسیٰ کاظم نے ان کو امام جعفر صادق نے ان کو امام محمد باقر نے ان کو امام زین العابدین نے ان کو امام حسین نے انکو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے۔ رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ان مذکورہ سلاسل سے ذاتِ بابرکات حضرت، آسمان رفعت، محرم اسرار یزدانی جناب محبوب سبحانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی منتقل بجور ٹھہری اور چاروں اصحاب کبار کے فیضان و انوار سے مستفیض و پر نور ہوئی اس لئے ان نسبتوں سے افضل و اعلیٰ و اشرف ہونا طریقۂ قادریہ نقشبندیہ سلسلہ پر ظاہر و باہر ہے۔ اس کے علاوہ ایک دلیل اور پیش کی جاتی ہے وہ یہ کہ طریقۂ قادریہ کو حضرات حسنین کریمین سے خاص نسبت حاصل ہے اور یہی نہیں بلکہ آپ دونوں کو شرفِ خاص نسبتِ سیادت اور فرزندی سرکارِ ابدقرار صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا شرف بھی حاصل ہے، اسی سبب سے تمام مفصل شرف اور فیضان و انوار حضرات حسنین کریمین اور حسن مثنیٰ و امام زین العابدین وغیرہم کی ذات بابرکات میں جمع ہیں اس لئے طریقہ قادریہ عالیہ خاص طریقہ فرزندانِ رسولِ انس وجان ہے۔ اور یہ فضل و شرف نقشبندیہ طریقہ کو کہاں حاصل ہے؟

اور فیضان و برکات حضرات حسنین وغیرہما کی حضرت سلمان فارسی، قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق اور شیخ محمد جبیر نوفلی وغیرہم میں ہونا کیونکر ہوگا۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین[1]

اصحاب ارادت وانتساب

سجل ان کو دیا وہ رب نے جبیں صاف لکھا ہے
کہ جائے خلد میں ہر نام لے وا غوث اعظم کا

آپ کے مریدین و منسلکین کی فضیلت بھی بے انتہا ہے اور کیوں نہ ہو کہ آقا کی فضیلت سے خادم میں بھی فضیلت آتی ہے چنانچہ شیخ صالح ابوالحسن علی بن محمد بن احمد بغدادی معروف بہ ابن الحمامی نے بتایا کہ میں نے سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا عرض کیا یارسول اللہ! دعا فرمائیے کہ مجھے قرآن کریم اور آپکی نسبت پر موت آئے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ایسا ہی ہوگا اور کیوں نہ ہو جبکہ تمہارے شیخ عبدالقادر ہیں، وہ شیخ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے تین مرتبہ یہی درخواست کی اور آپ نے تینوں مرتبہ یہی ارشاد فرمایا۔

شیخ ابوالقاسم عمر بزاز نے بیان کیا ہے کہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور اگر کوئی شخص اپنے کو حضور کا مرید کہتا اور حضور کے ساتھ نسبت غلامی کی بتاتا ہو اور دراصل اس نے آپ کے دست اقدس پر بیعت نہ کی ہو اور نہ ہی یہاں سے خرقہ حاصل کیا ہو۔ تو کیا وہ حضور کے مریدوں میں شمار کیا جائے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا قیامت تک جو کوئی ہمارے سلسلے میں داخل ہو اور اپنے کو ہمارا مرید کہے تو بیشک وہ ہمارے مریدوں میں داخل ہے۔ ہم ہمیشہ اس کے حامی و ناصر و دستگیر ہیں، مرتے وقت اس کو توبہ کی توفیق رب تعالےٰ بخشیگا اور اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں، سلسلہ والوں میرے طریق کا اتباع کرنیوالوں اور میرے عقیدت مندوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

حضرت فرمایا کرتے کہ ہم میں کا ایک انڈا ہزار میں ارزاں اور چوزہ کی قیمت تو لگائی نہیں جا سکتی۔ نیز فرماتے کہ عزت پروردگار کی قسم میرا دست حمایت میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسے آسمان زمین کے اوپر، اگر میرا مرید اچھا نہیں تو کیا ہوا۔ میں تو

---

[1] مقامات دستگیری ص ۴۸/ ۶۰

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اچھا ہوں جلال پروردگار کی قسم جب تک میرے تمام مرید جنت میں نہیں چلے جائیں گے میں بارگاہ خداوندی سے نہیں ہٹونگا۔ اور اگر مشرق میں میرے ایک مرید یا نام لیوا کا عیب یا گناہ ظاہر ہوگا اور میں مغرب میں ہوں گا تب بھی اس کی حفاظت کا ضامن ہوں گا۔ اور اس کی عیب پوشی کروں گا۔ لَوْ انْکَشَفَتْ عَوْرَۃُ مُرِیْدِیْ بِالْمَشْرِقِ وَاَنَا بِالْمَغْرِبِ لَسَتَرْتُهَا۔

شیخ قدوہ علی بن ہیتی فرماتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید جیسا خوش بخت کسی شیخ کا مرید نہیں ہے۔ اور میں ستر حضرات کو جانتا ہوں جو صبح و شام حضرت غوث اعظم کے خرقہ مبارکہ کو اٹھایا کرتے تھے اللہ تعالےٰ نے انہیں اسی خدمت کے صلہ میں بلند مراتب پر سرفراز فرمایا۔ شیخ عدی مسافر نے فرمایا کہ دوسرے مشائخ کے مرید اگر مجھ سے خرقہ طلب کرتے ہیں تو میں بلا تامل دیدیتا ہوں، لیکن حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مریدوں کو دینے کی ہمت نہیں ہوتی۔ کیونکہ آپ کے مرید دریائے رحمت میں غرق ہیں اور قاعدہ ہے کہ کوئی شخص دریا کو چھوڑ کر معمولی نہر سے پانی پینے کی کوشش نہیں کرتا۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ حسین بن منصور حلاج کے زمانہ میں کوئی ان کی دستگیری کرنے والا اور جس لغزش میں وہ مبتلا ہوئے اس سے کوئی بچانے والا نہیں تھا۔ اگر میں ان کے زمانے میں ہوتا تو ان کی دستگیری کرتا اور نوبت یہاں تک نہیں پہنچتی۔ قیامت میں اپنے مریدوں کی دستگیری کرتا رہوں گا اگرچہ وہ سواری سے گرے، اور فرمایا ہر طویلہ میں مرا ایک ناقابل مقابلہ سانڈ اور ایک ناقابل مسابقت گھوڑا رہتا ہے اور فرمایا کہ ہر لشکر پر میرا ایسا تسلط ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کرتا اور ہر منصب میں ایسا خلیفہ ہے جسے ہٹایا نہیں جاسکتا ہے[1]

اولاد امجاد

ابن بخار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کے صاحبزادے حضرت سید عبد الرزاق قدس سرہٗ سے سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ؛ میرے والد ماجد کو انچاس اولادیں ہوئیں ستائیس لڑکے اور باقی لڑکیاں۔ اور بہجۃ الاسرار شریف جو آپ کے مناقب میں مقدم ترین کتاب ہے اس میں لڑکے کی تعداد دس لکھی ہے باقی کے اسماء نہیں ملتے انہیں مطلوبہ اسماء کے ذکر کئے جاتے ہیں وہ اس طرح ہیں

(۱) شیخ ابو عبد اللہ سید عبد الرحمن ولادت ۵۰۸ھ اور وفات ۵۸۷ھ یا ۵۸۰ھ میں ہوئی آپ اپنے وقت میں علم حدیث کے ماہر تھے۔

(۲) شیخ امام سیف الدین ابو عبد اللہ عبد الوہاب شعبان ۵۲۲ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے اور ۲۵ شوال یا شعبان ۵۹۳ھ میں وفات پائی آپ اپنے سب بھائیوں میں ممتاز اور بڑے فقیہ احسن الکلام مسائل خلافیات میں تھے بہت ہی خوش بیان اور فصیح و بلیغ اور حدید الذہن، عقیل، فہیم، بامروت وسخی تھے۔

(۳) سید شرف الدین ابو محمد آپ کی کنیت ابی عبد الرحمن عیسٰی بھی ہے آپ فقہ و علم حدیث میں کامل تھے مصر و عراق میں جماعت کثیرہ آپ سے فیضیاب ہوئی اپنے والد کے وصال کے بعد بارہ برس تک حیات میں رہے اور حضرت عبد الوہاب سے بیس سال پہلے آپ کی وفات ہوئی جو تاریخ ۱۲ رمضان ۵۷۳ھ ہے۔

(۴) حضرت سید امام جمال الدین ابو عبد الرحمن آپ کی کنیت ابو الفرج بھی ہے اور نام عبد الجبار ہے ۱۹ شعبان ۵۰۸ھ بروز چہارشنبہ یا ۱۹ ذالحجہ ۵۷۵ھ کو بغداد میں وفات پائی آپ بڑے خوش نویس و صوفی و صافی تھے اور ہمیشہ فقر و ارباب

---

[1] اخبار الاخیار فارسی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

قلوب کے ہم صحبت رہتے تھے ۔حدیث پڑھایا،خوش اخلاق،عزیز العقل اور مثبت فی الروایہ،محب اہل فضلا تھے آپ کی وفات حضرت سید عبدالرزاق سے اٹھائیس[۲۸] برس قبل بحالت شباب میں ہوئی ۔والد کی خانقاہ میں دفن ہوئے ۔

⑤ حضرت سید تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق (آپ کے حالات آگے تفصیل سے آرہے ہیں وہیں ملاحظہ کریں ۔

⑥ حضرت سید شمس الدین ابو محمد آپ کی کنیت ابوبکر بھی ہے اور نام عبدالعزیز آپ ۲۷ یا ۲۸ ر شوال ۵۳۲ھ میں پیدا ہوئے آپ نے والد اور بہت سے لوگوں سے علم حاصل کئے آپ بڑے عالم و فاضل اور علوم دینی و دنیوی میں کامل تھے ۵۸۰ھ میں آپ جیال جو سنجار کے مضافات میں ایک گاؤں ہے وہیں اقامت کی آپ کی اولادیں ہیں ۱۸ یا ۲۸ ر ربیع الاول ۶۰۲ھ میں وصال ہوا ۔

⑦ حضرت سید ابو اسحٰق ابراہیم آپ ۵۴۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۵ ۲ ر ذیقعدہ ۶۲۳ھ یا ۵۹۲ھ میں واسط میں انتقال فرمایا ۔آپ بہت ثقہ، متواضع کریم الاخلاق اور علماء میں ممتاز تھے بغداد سے شہر واسط میں آکر اقامت کی اور وہیں وصال ہوا ۔

⑧ حضرت سید ابو الفضل محمد آپ نے اپنے والد ماجد سے تفقہ حاصل کیا اور ان سے و دیگر شیوخ سے بھی حدیث سُنی آپ سے بہت سے لوگ مستفید ہوئے آپ بڑے ثقہ اور متورع عالم تھے ۲۷ ر رمضان یا ۲۵ ذیقعدہ ۶۰۰ھ کو بغداد میں وفات پائی اور مقبرہ حلبہ میں مزار شریف ہے ۔

⑨ حضرت سید ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ ۔آپ کی ولادت سلخ ربیع الاول ۵۳۹ھ یا ۵۳۵ھ یا ۵۳۷ھ میں ہوئی آپ بڑے فقیہہ، محدث، زاہد، متورع اور ممتاز لوگوں میں تھے اور اپنے وقت کے فاضل و ادیب تھے مصر اور دمشق بھی آپ کے علمی خدمات سے رونق پایا آپ نے دمشق کو اپنا جائے اقامت بنایا اور وہیں جمادی الاخری ۶۱۸ھ میں وفات پائی مدرسہ مجاہدیہ میں نماز پڑھی گئی اور جبل قاسیون میں دفن کئے گئے ۔

⑩ حضرت سید ابو زکریا یحییٰ آپ چھ[۶] ربیع الاول ۵۵۰ھ میں پیدا ہوئے آپ حضرت کے صاحبزادوں میں سب سے چھوٹے ہیں واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت غوث پاک علیل ہوئے اور لوگ اس شدید علالت کو ایام آخری تصور کرنے لگے آپ نے لوگوں سے کہا کہ ابھی میں انتقال نہیں کروں گا بلکہ میری پشت میں یحییٰ ہے وہ ضرور پیدا ہوگا لوگوں نے اس کو بیہوشی کی بات سمجھی جب آپ صحت یاب ہوئے تو یہ پیدا ہوئے اور آپ کا نام یحییٰ رکھا گیا ۔آپ ایام صغر سنی ہی میں مصر چلے گئے تھے پھر کبر سنی میں مع اپنے فرزند کے بغداد واپس آئے ۔آپ بڑے عالم و فقیہہ اور خوش اخلاق تھے آپ کا وصال ۱۴ یا ۱۵ ر شعبان ۶۰۰ھ میں بغداد میں ہوا ۔ نماز جنازہ آپ کے والد کے مدرسہ میں ہوئی اور اپنے بھائی سید عبدالوہاب قدس سرہ کے پہلو میں دفن ہوئے ۔ اور فتح المبین میں ہے کہ حضرت غوثیت مآب رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صاحبزادیوں کے نام صاحب بہجۃ الاسرار و قلائد الجواہر نے تو کوئی بھی نہیں لکھیں مگر مشہور ان سے ایک حضرت خدیجہ[۱] ہیں جو شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کے بیٹے کے عقد میں تھیں اور دوسری حضرت فاطمہ[۲] سمینہ جو شیخ قضیب البان موصلی کے بیٹے کے عقد میں تھیں اور تیسری حضرت عائشہ[۳] رحمہن اللہ اور بعضے کہتے ہیں کہ شیخ مسلما صمادی سے بھی ایک صاحبزادی بیاہی تھیں واللہ اعلم ۔

خلفائے کرام

حضرت کے خلفاء کی تعداد صحیح کسی کتاب سے نہیں معلوم ہوتی علماء مورخین نے اپنی کتابوں میں مجملاً ذکر کر دیا ہے کاتب الحروف کو جس قدر اسمائے گرامی معلوم ہو سکے وہ درج کئے جاتے ہیں اور حق یہ

[۱] الدر المنظم فی مناقب غوث اعظم ج ۲ ر ص ۴۳، ۴۴ و مسالک السالکین ج ۱ ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہے کہ جس ذات متبرکہ کا ایسا فیضان عام ہو تو اس کے مستفیضین کی صحیح تعداد کیسے اور کہاں سے معلوم ہو سکتی ہے وہ اسمائے گرامی یہ ہیں؛

① حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی ② حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی ③ حضرت شیخ ابومدین شعیب مغربی ④ حضرت شیخ ابوعمر عثمان بن مرزوق بطائحی ⑤ حضرت شیخ ابومحمد عبداللہ جبائی ⑥ حضرت شیخ ابوالحسن علی بن ادریس یعقوبی ⑦ حضرت شیخ ابوعمر عثمان صریفینی ⑧ حضرت شیخ قضیب البان موصلی ⑨ حضرت شیخ احمد بن مبارک بغدادی ⑩ حضرت شیخ ابوالفرح صدقہ بن الحسین بغدادی ⑪ حضرت شیخ محمد الآوانی مشہور بہ ابن القائد ⑫ حضرت شیخ ابوالسعود بن الشبل ⑬ حضرت شیخ موفق الدین مقدسی ⑭ حضرت حافظ شیخ عبدالغنی مقدسی ⑮ حضرت شیخ ابراہیم بن عبدالواحد مقدسی ⑯ حضرت شیخ جمال الدین یونس قصار ہاشمی ⑰ حضرت شیخ ابوالبقا عبداللہ بن حسین بن عبداللہ عکبری ⑱ حضرت شیخ حسن بن مسلم بن حسن جوزی ⑲ حضرت شیخ ابوالعباس بن عریف صنہاجی اندلسی ⑳ حضرت شیخ اسحٰق بن احمد بن محمد بن غانم علثی ㉑ حضرت شیخ یعقوب مارستانی ㉒ حضرت شیخ شمس الدین حداد ㉓ حضرت شیخ ابوالحسن علی بن جامع ㉔ حضرت شیخ ابومحمد عبداللہ بن علی اسدی ㉕ حضرت شیخ ابومحمد حسن بن عبدالکریم الفارسی ㉖ حضرت شیخ احمد بن صالح جیلی شافعی ㉗ حضرت شیخ رسلان بن عبداللہ کیزانی ㉘ حضرت شیخ احمد بن اسعد بن وہب بغدادی ㉙ حضرت شیخ ابوبکر تیمی ㉚ حضرت شیخ ابوالحسن علی مشہور بابن نجا الضاری ㉛ حضرت شیخ ابوعمر عثمان بن اسمٰعیل بن ابراہیم سعدی ملقب بشافعی ㉜ حضرت شیخ ابوعبداللہ کیزانی ㉝ حضرت شیخ ابواسحٰق ابراہیم بن مربیل بن نصر مخزومی ㉞ حضرت شیخ ابوعبداللہ محمد بن شیخ رسلان بن عبداللہ ㉟ حضرت شیخ ابوبکر عبداللہ بن نصر بن حمزہ تیمی بغدادی ㊱ حضرت شیخ ابوالقاسم عبدالرحمٰن ㊲ حضرت شیخ ابوالقاسم خلف بن عیاش بن عبدالعزیز مصری ㊳ حضرت شیخ ابوحفص عمر بن احمد یمینی ㊴ حضرت شیخ ابومحمد مدافع بن احمد ㊵ حضرت ابواسحٰق بن ابراہیم بن بشارت بن یعقوب عدنی ㊶ حضرت شیخ ابوعبداللہ محمد بطائحی ㊷ حضرت شیخ ابوالحرم مکی اور ان کے بیٹے شیخ موفق الدین ابوالقاسم عبدالرحمٰن ㊸ حضرت شیخ ابوالبقا صالح بہاء الدین ㊹ حضرت عبدالرزاق بن شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی ㊺ حضرت شیخ علی بن محمد بن احمد بغدادی معروف بابن الحمامی اور ان کے والد شیخ محمد بن احمد بغدادی ㊻ حضرت شیخ ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن احمد بن ہبۃ اللہ بن عبدالقادر بن حسین مشہور بہ ابن منصور ㊼ حضرت شیخ اسحٰق بن ابراہیم بن سعید داری علثی ㊽ حضرت شیخ ابوالعباس احمد بن علی بن خلیل جوسقی صرصری ㊾ حضرت شیخ ابوبکر محمد بن النحال ㊿ حضرت سیدنا شیخ عبدالرزاق بن عبدالقادر محبوب سبحانی رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین[1]، اور اکثر صاحبزادگان کو بھی آپ سے خلافت واجازت تھی (۵۱) حضرت شیخ محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی۔

حل مشکلات وحاجات کیلئے نوافل

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا؛ جب تم اللہ تعالٰی سے سوال کرو تو اس وقت تم میرے تعلق

---

[1] الدر المنظم فی مناقب غوث اعظم ج ۲ ص ۴۹۳ / ۴۹۴ / ۳۹۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

سے بارگاہ ایزدی میں سوال کیا کرو جو کوئی شخص مصائب اور مشکلات میں مجھے پکارتا ہے، اس کی مصیبت اور مشکل فوراً دور کر دی جاتی ہے جو شخص مجھے وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہے اللہ تعالےٰ میرے وسیلے سے اس کی مشکل حل کر دیتا ہے اور جو شخص مندرجہ ذیل طریقے پر بعد مغرب دو رکعت نفل ادا کرے گا، اس کی ہر حاجت پوری ہوگی وہ یہ ہے کہ: ہر رکعت میں سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے بعدِ سلام گیارہ بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھے، پھر گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف چل کر میرا نام پکارے اور اپنی حاجت بیان کرے، مجھے اللہ تعالےٰ پر یقین ہے کہ وہ سائل کی حاجت پوری کر دے گا۔[1]

قادریہ استخارہ
دو رکعت نماز نفل کی نیت باندھ کر ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد تین تین بار سورہ اخلاص پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد سر شمال کی طرف اور چہرہ قبلہ کی جانب کر کے اَلظَّاھِرُ الْبَاسِطُ پڑھتا ہوا سو جائے خواب میں جواب مل جائے گا۔

دوسرا طریقہ: یہ ہے کہ ایک بار یا تین یا پانچ بار سورہ یٰسین شریف مطلب کا تصور کر کے پڑھے اور خاموش سو جائے خواب میں جواب مل جائے گا۔

تیسرا طریقہ: یہ ہے کہ عشار کی نماز کے بعد بستر پر لیٹ کر ایک ہزار مرتبہ یَا ھَادِیُ یَا رَشِیْدُ یَا خَبِیْرُ پڑھے اور بات کئے بغیر سو جائے۔ یہ ضرور ہے کہ بعض مرتبہ یہ عمل متواتر تین روز پڑھنا پڑتا ہے تب جواب ملتا ہے۔

ختم قادریہ
یہ ختم مہماتِ امور حل مشکلات کے لئے نہایت موثر ہے اور یہ دو قسم پر ہے۔ چھوٹا اور بڑا — چھوٹا تو یہ ہے کہ پوری طہارت و پاکیزگی اور خشوع وخضوع کے ساتھ ایک جلسہ میں ایک سو اکتالیس مرتبہ سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھے اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے — اور بڑا طریقہ یہ ہے کہ؛ مذکورہ بالا طریقوں میں سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ کو ایک ہزار مرتبہ پڑھے باقی سب اوپر ہی والے طریقے پر پڑھ کر اس کا ثواب حضور غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بخش کر بارگاہ احدیت میں حصولِ مراد و مقصد کے لئے دعا مانگے۔ یہ بھی بعض مرتبہ سات دن پڑھے جاتے ہیں۔

کشف الروح
یہ عمل حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خواب میں زیارت کے لئے مجرب اور قادریہ سلسلہ کے معمولات میں شامل ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ نصف شب گزر جانے پر اٹھ کر غسل کرے اور برہنہ سر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز نفل بہ نیتِ کشف الروح پڑھے اس طرح کہ پہلی رکعت میں سورہ الحمد شریف کے بعد تین بار سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص تین بار پڑھے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد جا نماز پر اسی طرح کھڑا ہو جائے اور حضور غوث الثقلین کی روح مطہر کے تصور کے ساتھ یہ اسم پڑھے۔ یَا اَمِیْرَانْ سیّد محی الدین حضی واللھمّ صل علٰے محمّد وعلٰے نور محمد فی الارواح دو مرتبہ پڑھنے کے بعد کسی سے بات کئے بغیر سو جائے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اسی رات کو ضرور زیارت کا شرف حاصل ہوگا۔ اگر اس شب کو اتفاق سے زیارت نصیب نہ ہو تو تین روز تک برابر یہی عمل کرنا چاہیئے۔

---

[1] اخبار الاخیار فارسی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

دعا بوسیلہ حضور غوثِ پاک

حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے گیارہ نام کی دعا بہت ہی مشہور اور مجرب ومقبول ہے، بیشمار افراد نے اس سے فیض حاصل کیا اور فائدہ اٹھایا ہے

اس کا طریقہ یہ ہے کہ عروج ماہ میں جمعرات کے روز مغرب کی فرض نماز پڑھنے کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اس کے بعد اللہ تعالےٰ سے اپنے مقصد کے متعلق دعا مانگ کر سو رہے وہ اسماء یہ ہیں۔

الٰہی بحرمت سید محی الدین	الٰہی بحرمت مخدوم محی الدین	الٰہی بحرمت خواجہ محی الدین
الٰہی بحرمت درویش محی الدین	الٰہی بحرمت غریب محی الدین	الٰہی بحرمت ولی محی الدین
الٰہی بحرمت شیخ محی الدین	الٰہی بحرمت مسکین محی الدین	الٰہی بحرمت غوث محی الدین
الٰہی بحرمت قطب محی الدین	الٰہی بحرمت سلطان محی الدین	

اقوالِ زرّیں

○ تمام خوبیوں کا مجموعہ علم سیکھنا اور عمل کرنا پھر اوروں کو سکھانا ہے ○ اے عالم اپنے علم کو دنیا داروں کے پاس اٹھنے بیٹھنے سے میلا نہ کر ○ مصیبتوں کو چھپاؤ، اس سے قربِ حق نصیب ہوگا۔ ○ مومن کے لئے دنیا دارِ ریاضت اور آخرت دارِ راحت ہے ○ مومن اپنے اہل وعیال کو اللہ تعالےٰ پر چھوڑتا ہے اور منافق اپنے درہم و دینار پر ○ مومن جس قدر بوڑھا ہوتا ہے اس کا ایمان طاقتور رہتا ہے ○ جو شخص اپنے نفس کا اچھی طرح معلم نہیں ہو سکتا وہ دوسرے کا کس طرح ہوگا ○ شروع کرنا تیرا کام ہے اور تکمیل کرنا خدا کا ○ خالق کا مقرب وہی بنتا ہے جو مخلوق پر شفقت کرتا ہے ○ دنیا دار دنیا کے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور دنیا اہل اللہ کے پیچھے ○ تجھ جیسے ہزاروں کو دنیا نے موٹا تازہ کیا ہے اور پھر نگل گئی ہے ○ تیرے سب سے بدترین دشمن تیرے برے ہم نشین ہیں ○ خدا کے ساتھ ادب کا دعویٰ غلط ہے جب تک مخلوق کے ادب کا خیال نہ رکھے ○ بے ادب خالق ومخلوق دونوں کا معتوب ہے[1]

ذکرِ وصالِ مبارک

نثر الجواہر میں فتوح الغیب سے مذکور ہے کہ جب حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب بیمار ہوئے تو حضرت کے فرزند ارجمند جناب شیخ سیف الدین عبد الوہاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا سیدی! آپ کے بعد میں کس چیز پر عمل کروں؟ حضرت نے فرمایا کہ پرہیزگاری اختیار کر اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈر اور اس کے سوا کسی سے امید نہ رکھ اور تمام کاموں میں خدائے تعالےٰ کی جانب احتیاج رکھ۔ اور اسی کے لطف پر تکیہ رکھ اور اپنی تمام حاجتیں خدائے تعالےٰ سے چاہ اور خدا کے سوا کسی پر اعتماد نہ رکھ اور توحید کو لازم کرلے کر

---

[1] سیرت غوث اعظم ص ۵۰۱، [2] مسالک السالکین ج ۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کہ تمام کا اتفاق ہے۔ پھر اس کلمے کو تین بار التوحید، التوحید، التوحید کہا اور فرمایا جب دل خدائے تعالےٰ کے ساتھ درست ہوتا ہے تو اس دل سے کوئی چیز جدا نہیں ہوتی اور جو علوم کہ ان کے ساتھ احتیاج ہو باہر نہیں جاتے اور فرمایا کہ میں مغز ہوں بغیر پوست کے۔

دوسرے فرزند جو گرد بیٹھے ہوئے تھے ان کو ارشاد ہوا کہ میرے نزدیک سے دور رہو کیونکہ میں ظاہر میں تمہارے ساتھ ہوں اور باطن میں دوسروں کے ساتھ۔ اور فرمایا کہ تمہارے سوا دوسری خلقت میرے پاس حاضر ہوئی ہے اس کے لئے جگہ چھوڑ دو اور جگہ کشادہ کردو اور ان کا ادب کرو اور اپنی حد پر رہو۔ یہاں مہربانی اور بڑی بخشش ہے اس لئے ان کے واسطے جگہ تنگ نہ کرو۔ اور حضرت کی بارگاہ میں مقربوں کی ارواحیں اور رحمت کے فرشتے حاضر ہو کے سلام عرض کرتے تھے اور حضرت ہر ایک کو تمام دن و رات سلام کا جواب اس طرح دیتے تھے: "وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ غَفَرَ اللّٰهُ لِيْ وَلَكُمْ وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيَّ وَعَلَيْكُمْ" ——— یعنی تم پر سلام اور رحمت اور اللہ تعالےٰ کی برکتیں ہوں اللہ تعالےٰ بخش دے مجھے اور تم کو اور رحمت سے متوجہ ہو مجھ پر اور تم پر، برکتِ خدا رخصت نہیں کرنے والے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ نَحْنُ اَوْلِيٰٓـؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ط اور ارشاد ہوا کہ افسوس، تم پر کہ میرے ساتھ کیا گمان کرتے ہو کیونکہ میں پروا نہیں کرتا کسی کی، نہ ملک الموت کی اور نہ کسی فرشتے کی اے ملک الموت! جس نے ہم کو قدرت عطا کی ہے وہ تو ہم کو دوست رکھتا ہے اور تیرے بغیر وہ ہمارا کام کرتا ہے۔

اور حضرت شیخ موسیٰ اور حضرت شیخ عبدالرزاق پسرانِ حضرت غوث پاک رضوان اللہ تعالےٰ علیہم نے فرمایا کہ جس شب کو حضرت کی وفات ہوئی اس کے قبل والے دن اپنے دونوں ہاتھوں کو دراز کر کے بلند آواز میں فرمایا۔

"وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، تُوْبُوْا وَادْخُلُوْا فِي الصَّفِّ هُوَ ذَا اَجِيْءُ اِلَيْكُمْ"

یعنی تم پر بھی سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں، توبہ کرو اور صف میں داخل ہو جاؤ اس وقت میں تمہاری طرف آتا ہوں اور فرماتے تھے، نرمی کرو تم مجھے کسی پر اور کسی کو مجھ پر قیاس نہ کرو۔ بعد ازاں شیخ عبدالعزیز آپ کے فرزند نے عرض کیا کہ حضرت کا کیسا حال ہے؟ ارشاد ہوا کہ تم مجھ سے کچھ نہ پوچھو کیونکہ میں ایک حال سے دوسرے حال کی طرف جاتا ہوں جو خدائے عزوجل کے علم میں ہے۔ پھر حضرت شیخ عبدالعزیز نے پوچھا کہ آپ کو کیا بیماری ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میری بیماری کو کوئی نہیں جانتا اور کوئی نہیں پاتا، نہ آدمی نہ فرشتہ، اور نہ پری اس کے بعد حقائق و معارف کو بیان فرمایا اور ارشاد ہوا کہ خدا کا علم ازلی جو لایزال میں بندوں کے ساتھ متعلق ہے، وہ ہرگز پھرتا نہیں کیونکہ حکم متغیر اور متبدل ہوتا ہے علم متغیر نہیں ہوتا اور حکم منسوخ ہوتا ہے علم منسوخ نہیں ہوتا، اللہ تعالےٰ جسے چاہتا ہے محو کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے، اثبات احکام میں محو ہے اور خدائے تعالےٰ کے پاس اُم الکتاب ہے اور جو لکھا ہے وہ تغیر نہیں پاتا اور خدائے تعالےٰ جو کرتا ہے اس سے سوال نہیں کیا جاتا اور بندے سوال کئے جاتے ہیں ——— پھر اس کے بعد آپ کے فرزند حضرت سید عبدالجبار رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پوچھا کہ حضرت کے جسم مبارک میں کہاں پر درد ہے؟ ارشاد فرمایا کہ میرے تمام اعضاء درد کرتے ہیں مگر دل کو کچھ درد نہیں اور وہ درست و ثابت ہے اللہ رب العزت کے ساتھ پھر جب حضرت کا وصال قریب آیا تو فرمایا: "اِسْتَعَنْتُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى الْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَخْشَى الْفَوْتَ سُبْحَانَ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَةِ وَقَهَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"، یعنی مدد

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

چاہتا ہوں میں کلمہ توحید و رسالت کے ساتھ اللہ تعالےٰ سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک اور بلند ہے — ایسا زندہ ہے کہ اس کو ڈر نہیں، مرنے سے پاک ہے وہ ذات جو غالب ہے قدرت کے ساتھ اور بندوں کو موت کے ساتھ مقہور و مغلوب کیا ہے اور اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں حضرت کے فرزند سعادت مند شیخ سید موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے لفظ تعزز کو پڑھا مگر زبان سے درست ادا نہیں ہوا تو پھر اس لفظ کو تکرار فرمایا اور اپنی آواز کو اس لفظ کے ساتھ بلند کیا جب وہ لفظ زبان سے درست ادا ہوا تو پھر اسم ذات اللہ کو تین بار اللہ، اللہ، اللہ کہا۔ بعد ازاں آواز مبارک پست ہوئی اور زبان حلق میں چمٹ گئی اور روح مقدس جسم مطہر سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن [1]

تاریخ وصال

آپ ۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ ۱۱۶۶ء شب دوشنبہ بعد نماز عشاء اکیانوے سال کی عمر شریف میں بغداد میں وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

نماز جنازہ

نماز جنازہ حضرت سید سیف الدین عبدالوہاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پڑھائی، آپ کے جنازے میں اتنی کثرت تھی کہ بغداد میں کوئی شخص باقی نہ رہا جو حضرت کے جنازے میں شریک نہ ہوا ہو۔

محی الدین کہ انوار جلالش ز عرش و کرسی از مہ تا بماہست
تولد عاشق و کامل ستینش وصالش داں ز معشوق الٰہیت [2]

شیخ عقیل منجی سے روایت ہے کہ میں نے چند بزرگوں کو دیکھا ہے جنکا تصرف قبروں میں جاری و ساری رہتا ہے یہ تصرف زندگی کی تمام قوتوں کی طرح ہوتا ہے یہ بزرگ شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ معروف کرخی، حضرت امام موسیٰ کاظم رضی تعالےٰ عنہم ہیں۔

مزار مقدس

آپ کا مزار مقدس آپ کے مدرسہ عالیہ کے رواق میں باب ازج کے نزدیک بغداد شریف (عراق) میں واقع ہے ہر سال عرس کی مقدس تاریخ میں بے شمار مخلوق فیوض روحانی سے مستفیض ہو کر لوٹتی ہیں۔ اور ہمہ دم زائرین کا اژدھام رہتا ہے جمعرات اور جمعہ کو خصوصی طور پہ بھیڑیں لگی رہتی ہیں۔

[1] سیرت غوث اعظم ص ۲۴۴۔ [2] مقامات دستگیری ص ۱۷

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ ہشدہم

تاج الدین

حضرت سید عبدالرزاق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۱۴؍رجب المرجب ۵۲۸ھ ؍ ۱۱۳۳ء ــــ ۶؍شوال المکرم ۶۲۳ھ

یا ابن ہذا المرتجیٰ یا عبد رزاق الوریٰ
تاکہ باشد رزقِ ما عشقِ شما امداد کن

(اعلیٰ حضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلٰی السَّیِّدِ اَبِیْ بَکْرٍ

تَاجِ الْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اَحْسَنَ اللّٰہُ لَہٗ رِزْقًا سے دے رزقِ حَسَن

بندۂ رزّاق تاج الاصفیا کے واسطے

ولادت آپ کی ولادت باسعادت ۱۸ ذیقعدہ بوقت شب ۵۲۸ھ کو بغداد شریف میں ہوئی[1] مگر ایک روایت ہے کہ ۱۴ رجب ۵۵۳ھ بوقت عصر ہوئی[2]

اسم گرامی وکنیت آپ کا اسم گرامی عبدالرزاق اور کنیت ابوبکر، ابوالفرج اور عبدالرحمٰن ہے۔ اور لقب تاج الدین ہے۔

تعلیم وتربیت آپ کی تعلیم وتربیت سرکار غوثیت مآب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی آغوش میں ہوئی اور والد ماجد ہی سے آپ کو بیعت وخلافت کا عظیم شرف بھی حاصل تھا۔ یہاں تک کہ اپنے والد گرامی سے تکمیل علوم فرماکر دیگر علمائے عصر سے بھی بھرپور استفادہ فرمایا جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

① حضرت ابوالحسن محمد بن الصائغ ② حضرت قاضی ابوالفضل محمد الارمی ③ حضرت ابوالقاسم سعید بن البناء ④ حضرت حافظ ابوالفضل محمد بن ناصر ⑤ حضرت ابوبکر محمد بن الزاغوانی ⑥ حضرت ابوالظفر محمد الہاشمی ⑦ شیخ ابی العالی احمد بن علی بن برالسمان حافظ ذہبی نے تاریخ الاسلام میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ نے حسب الحکم والد گرامی ایک جماعت کثیرہ سے اور بطور خود بھی بہت سے مشائخ سے حدیثیں سنیں اور جابجا سے اجزائے حدیث جمع فرمایا، مولف روض الظاہر کا بیان ہے کہ ذہبی ابن النجار، عبداللطیف اور تقی البلدانی وغیرہم بہت سے مشاہیر نے آپ سے روایت کی ہے آپ نے شیخ شمس الدین، عبدالرحمٰن اور شیخ کمال، عبدالرحیم، احمد بن شیبان، خدیجہ بنت شہاب بن راجح اور اسمٰعیل العسقلانی وغیرہم کو حدیث شریف کی اجازت دی ہے، اور سند حدیث بھی انہیں عطا فرمائی ہے

فضائل قدوۃ الاولیاء، زبدۃ الاصفیاء، فقیہ عصر و رہنمائے اہل نظر، سراج السالکین، تاج الملت والدین سیدنا تاج الدین عبدالرزاق رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کے اٹھارہویں امام وشیخ طریقت ہیں آپ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پانچویں شہزادے ہیں، آپ حافظ قرآن وحدیث تھے اور اپنی جلالت علمی کی بنیاد پر عراق کے مفتی تھے، اور آپ معرفت حدیث میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ آپ میں انتہا درجے کی فقاہت، تواضع وانکساری تھی، آپ صبر وشکر اور اخلاق حسنہ وعفت شعاری میں مشہور ومعروف تھے۔ زہد وخاموشی آپ کا طرۂ امتیاز تھا آپ عموماً لوگوں سے کنارہ

---

[1] شجرۃ الکاملین ص ۲۲۱۔ [2] انوار صوفیہ ص ۱۴۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کش رہتے اور سوائے نماز جمعہ یا دیگر ضروریات دینی کے گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ باوجود عسرت و تنگدستی کے آپ بڑے سخی، اور نرم دل تھے۔ علوم و فنون کے درس و تدریس کے علاوہ اپنے وقت کے عظیم مناظر تھے۔ طلبہ سے نہایت انس و محبت رکھتے تھے، غرض کہ آپ کی ذات بابرکات جامع الکمالات تھی، آپ کی ذات سے بہت سے لوگوں کو فیض پہنچا اور کثیر تعداد میں لوگ عالم و فاضل و درویش کامل آپ کی صحبت بابرکت سے ہوئے۔ آپ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالے عنہ کے مقلد تھے اور آپ نے اپنا جائے مسکن حلب رکھا جس کی وجہ سے لوگ آپ کو حلبی بھی کہتے ہیں جو بغداد شریف سے پورب کی جانب واقع ہے۔

خشیت الٰہی

آپ زہد و تقویٰ میں کامل تھے اور اپنے پدر بزرگوار کے مظہر تھے۔ ساتھ ہی حیا و شرم آپ کی ذات مقدس میں بدرجۂ اتم موجود تھی۔ آپ کے شرم و حیا کا یہ عالم تھا کہ مسلسل تین سال تک قطعی طور پر آسمان کی جانب نگاہ نہیں کیا اور یہ آپ نے اللہ تعالے سے شرم و حیا و خشیت الٰہی کی بنیاد پر کیا تھا۔[1]

جانوروں نے تابعداری کی

سیدنا عبد الرزاق رضی اللہ تعالے عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اور میرے والد بزرگوار سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالے عنہ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے باہر نکلے، راستے پر دیکھا کہ خلیفۂ وقت کے لئے ایک سپاہی جانوروں پر شراب لادے ہوئے جا رہا ہے۔ والد بزرگوار کی دور بین نگاہوں نے دیکھ لیا کہ اس میں شراب ہے اس لئے سپاہیوں کو آواز دی گئی سپاہیوں نے مارے خوف و ندامت کے رکنا مناسب نہ جانا تو حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالے عنہ نے جانوروں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ: خدائے تعالے کے حکم سے رک جاؤ، جانور فوراً کھڑے ہو گئے، سپاہیوں نے لاکھ کوشش کی لیکن جانور اپنی جگہ نہ ہلے اور سپاہیوں کو فوراً مرض قولنج نے پکڑ لیا جس کی وجہ سے ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے اور فریاد کرنے لگے کہ ہم پھر کبھی ایسی حرکت نہیں کرینگے آپ نے دعا فرمائی جس سے مرضِ قولنج دور ہو گیا اور شراب سرکہ میں تبدیل ہو گیا۔ جب یہ خبر خلیفۂ وقت کو پہنچی تو وہ بھی شراب نوشی سے تائب ہو گیا۔[2]

تصانیف

آپ اپنے وقت کے قادر الکلام ادیب و انشاء پرداز تھے آپ کی جملہ تصانیف کا تذکرہ اکثر تذکروں میں نہیں ملتا ہے صرف ایک کتاب کا ثبوت تاریخ سے ملتا ہے جس کے اندر آپ کے پدر بزرگوار سیدنا غوث صمدانی محبوب سبحانی رضی اللہ تعالے عنہ کے معمولات و ملفوظات موجود ہیں جو اپنے اندر بیشمار خوبیاں لئے ہوئے ہیں وہ آپ ہی کی ترتیب شدہ ہے جس کو آج پوری دنیائے تاریخ "جلاء الخواطر" کے نام سے جانتی ہے۔

اولاد و امجاد

آپ کو رب تبارک و تعالے نے پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں عطا فرمایا جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں ① حضرت قاضی القضاۃ شیخ ابو صالح نصر ② حضرت شیخ ابو القاسم عبد الرحیم ③ حضرت شیخ ابو محمد اسمٰعیل ④ شیخ ابو المحاسن فضل اللہ ⑤ حضرت شیخ جمال اللہ اور دو شہزادیاں ہوئیں ① حضرت بی بی سعادۃ ② حضرت ام محمد عائشہ رضوان اللہ تعالے عنہم۔[3]

خلفائے کرام

آپ کے خلفاء کرام کی فہرست از حد تلاش کے بعد دستیاب نہ ہو سکی۔ اکثر کتب میں جو اسماء ملتے ہیں وہ یہ ہیں ① حضرت سیدنا ابو صالح نصر رضی اللہ تعالے عنہ ② حضرت سیدنا شیخ جمال رضی اللہ عنہ

---

[1] خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۱۱۰ [2] خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۱۱۱۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بے مثال حیات

آپ کے پانچویں صاحبزادے حضرت شیخ جمال اللہ جو صورت حسن و جمال میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے پوتے شیخ جمال اللہ سے بے پناہ الفت و محبت کا اظہار فرماتے اور قلبی محبت آپ کو ان سے تھی چنانچہ درازیٔ عمر کی دعا فرمائی اور دعائے غوثیت مآب سے درازیٔ عمر نصیب ہوئی وہ آج تک زندہ و حیات میں ہیں اور "حیات المیر" کے نام سے مشہور ہیں اکثر ان کا قیام دیار ثمرقند میں رہتا ہے، سید محمد مقیم صاحب حجرہ وغیرہ کے علاوہ بے شمار اولیاء اللہ آپ سے مرید ہوئے، آج تک وہ اقلیم کی حفاظت کرتے اور شہر بسطام میں اقامت رکھتے ہیں حضرت شیخ جمال اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلین جدنا المکرم رضی اللہ تعالےٰ عنہ مجھ کو دیکھ کر اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

"اے جمال اللہ تیری بڑی عمر ہے، جب تو زمانۂ عیسیٰ علیہ السلام پائے تو میرا اسلام اس روح القدس کی خدمت میں پہنچانا"

یہاں تک کہ حضرت شیخ جمال اللہ کی جس نے شرفِ صحبت پائی وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ آپ سے عرض کیا کہ اس میں شک نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کامل کو حیات و ممات میں اختیار دیا ہے مگر معلوم نہیں کہ آپ کی عمر شریف کتنی ہوگی؟ تو ارشاد فرمایا کہ یقینی تو مجھے بھی نہیں معلوم ہے مگر جس وقت میرے دادا حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ مجھ کو گود میں لیتے تھے تو فرماتے تھے کہ اے جمال میری طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سلام پہنچانا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت و خدمت سے مشرف ہوں گا اور وہ امانت ان کو پہنچاؤں گا اور بھی چند حکایتیں ان سے ملاقات کی تاریخ الاولیاء کے مصنف نے بھی اپنی کتاب میں ان کے حال میں نقل کی ہے۔ چنانچہ کوہستان عراق میں اب تک موجود ہیں اور گیارہویں صدی میں بعض اولیاء سے ملاقات بھی ہوئی ہے حضرت شاہ ابوالمعالی تحفۂ قادریہ میں لکھتے ہیں کہ میں نے بعض بزرگوں سے سنا کہ ایک صاحبزادہ فرزندان حضرت سید عبدالرزاق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اس زمانہ میں موجود ہیں ان کا نام شیخ جمال اللہ ہے اور اپنے جدامجد کے مشابہ ہیں جو اکثر اوقات بسطام کے جنگلوں میں رہتے ہیں اور کبھی بسطام میں بھی آجاتے ہیں [۳] اور جناب محمد دین لاہوری کا بیان ہے کہ آپ لاہور میں بھی تشریف لائے بیشمار لوگ آپ سے فیضیاب و بیعت ہوئے [۵]

تاریخ وصال

آپ کی تاریخ وصال میں کافی اختلاف ہے خزینۃ الاصفیاء میں لکھا ہے کہ "در سال پانصد و نود و پنج ہجری است" اور بعض لوگوں نے ۶۰۳ھ بروز شنبہ ماہ شوال بتایا ہے اور ایک قول ۶۰۶ھ، ۶۱۵ھ، ۶۵۴ھ ماہ ربیع الاول ۱۷، یا گیارہ یا ۲۶ ربیع الثانی بروز دوشنبہ یا جمعہ بھی ہے۔ مگر شجرۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں تاریخ وصال ۶ شوال المکرم ۶۲۳ھ درج ہے اور یہی میرے نزدیک صحیح تاریخ ہے [۴]

نماز جنازہ

حضرت سیدنا عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ کا جب اعلان ہوا تو مخلوق کا عظیم اژدہام ہوگیا اور شہر میں نماز جنازہ پڑھنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی اس لئے پہلی نماز عیدگاہ میں بیرون شہر ہوئی، دوسری بار

۱۔ خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۱۱۰
۲۔
۳۔ الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم ج ۲ ص ۲۸۴
۴۔ خزینۃ الاصفیاء ج ۱، مسالک السالکین ج ۱، شجرۃ الکاملین وغیرہ
۵۔ تذکرہ مشائخ قادریہ ص ۲۲ مکتبہ نبویہ لاہور

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جامع رصافہ میں، تیسری بار تربۃ الخلفاء میں، چوتھی بار دجلہ کے کنارے خضرین کے پاس پانچویں بار باب تحریم میں چھٹی مرتبہ جبریہ میں، ساتویں بار حضرت امام احمد بن حنبل کے مقبرہ کے پاس اس کے بعد دفن کیا گیا، اور یہ جمعہ کا دن تھا۔[1]

مزار مقدس

آپ کا مزار مقدس حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰے عنہ کے مقبرہ بغداد شریف میں مرجع خلائق ہے حضرت سیدنا عبد الرزاق رضی اللہ تعالٰے عنہ کے خلفاء کی کوئی بھی فہرست دستیاب نہ ہوسکی۔ صرف آپ کے فرزند اکبر سید ابو صالح نصر رضی اللہ تعالٰے عنہ کا نام نامی اکثر کتب میں ملتا ہے۔ - - - - - - -

---

[1] الدر المنظم فی مناقب غوث اعظم ج ۲ ص ۷۱/۲ ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ نوازدہم

عماد الدین

حضرت سید ابوصالح عبداللہ نصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۴ ربیع الثانی ۵۶۲ھ ــــــ ۲۷ رجب المرجب ۶۳۲ھ

یا اباصالح صلاح دین واصلاح قلوب

فاسدم گلزار در جوشش ہوا امداد کن

(اعلیحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِکۡ عَلَیۡہِ وَعَلَیۡھِمۡ وَعَلَی الۡمَوۡلَی السَّیِّدِ اَبِیۡ صَالِحٍ نَصۡرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ۔

نصرِ ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیاتِ دیں محی جاں فزا کے واسطے

ولادت آپ کی ولادت باسعادت ۲۴ ربیع الثانی ۵۶۲ھ میں بغداد شریف میں ہوئی۔

اسم مبارک وکنیت آپ کا اسم مبارک عبداللہ نصر ہے اور کنیت ابوصالح و لقب عماد الدین ہے۔

اسم مبارک والدین کریمین آپ کے والد ماجد سیدنا عبدالرزاق رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں اور والدہ ماجدہ کا نام ماجدہ تاج النساء ام الکرم بنت نضائل الترکین تھا۔ آپ اعلیٰ درجہ کی خیر و برکت والی بی بی تھیں علوم حدیث کی عالمہ تھیں حدیث شریف سنی اور اس کو بیان بھی کیں بغداد شریف میں ہی آپ کا وصال ہوا اور باب الحرب میں مدفون ہیں۔

تعلیم وتربیت حضرت ابوصالح نصر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے والد گرامی کی نگرانی میں نشو نما پائی اور انہیں سے تعلیم مکمل فرمایا۔ اپنے والد ماجد کے علاوہ اور بھی بہت سے فضلاء وقت سے علم فقہ وحدیث حاصل فرمایا، آپ نے اپنے عم بزرگوار حضرت شیخ عبدالوہاب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی حدیث سنی اور درس یا حدیث شریف بیان کی لکھوائی اس کے علاوہ دیگر علوم کا بھی اکتساب فرمایا۔

فضائل شیخ طریقت، واقف اسرار حقیقت، پروردۂ صحبت غوثیت حضرت سید عبداللہ ابوصالح نصر رضی اللہ تعالٰی عنہ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے انیسویں امام و شیخ طریقت ہیں۔ آپ اعلیٰ درجہ کے محقق، عارف حدیث ثقہ نہایت شیریں کلام اور خوش طبع ومتین تھے۔ فروعی مسائل میں بھی آپ کی معلومات وسیع تھی حافظ ابن رجب حنبلی نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا ہے کہ؛ آپ قاضی القضاۃ، شیخ الوقت، فقیہ، مناظر، محدث، عابد و زاہد اور بہترین واعظ تھے۔ اور اپنے جد امجد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مدرسہ کے متولی تھے[1] آپ انتہائی فصیح وبلیغ گفتگو فرماتے، آپ کی انشاء پردازی اور فتاویٰ نویسی میں ندرت ہوتی تھی۔ مدینۃ السلام کی تینوں مسجدوں میں آپ کا نام خطبہ میں پڑھا جاتا تھا۔ آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پیکر تھے، آپ ان لوگوں میں سے تھے جو کبھی کسی سے خوفزدہ نہیں ہوئے اور ابن کثیر نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ آپ بنو عباس میں عمر بن عبدالعزیز کے مماثل تھے۔

---

[1] شذرات الذہب مطبوعہ بیروت ج ۵، ص ۱۶۱، ومراۃ الجنان وعبرۃ الیقظان للیافعی ج ۴، ص ۸۵، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد طبع اول ۱۳۳۹ھ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

صادق القول ہونے کے ساتھ ساتھ امور مملکت میں اصلاح کی کوشش بلیغ فرمائی روئی کا لباس پہنتے اور مقدموں پر غور و خوض کے بعد فیصلہ دیتے، اسلاف کے نقش قدم پر چلتے اور شدت سے حق پر قائم رہتے [1]

بدمذہب سے آپ کی بیزاری

آپ شریعت و طریقت پر بڑی مضبوطی کے ساتھ قائم رہتے اور خلاف شرع جن امور کو دیکھتے اس کو ختم کرنے میں انکلیف شاقہ برداشت کرتے۔ مگر شریعت سے سرمو تجاوز نہ ہونے دیتے۔ چنانچہ اپنا ایک واقعہ خود ہی بیان فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ میں وزیر عشی کے مکان پر حکومت کے نظم و نسق کے سلسلے میں کچھ تحریر کر رہا تھا اور وہاں محمد بن منخب محدث ابن زبیر منصف اور ابن مروزی بھی موجود تھے اچانک ایک ذی وقار شخص عمدہ لباس پہنے مکان میں داخل ہوا اور پوری جماعت اس کو سلام کرکے اس کی خدمت میں مصروف ہو گئی۔ میں نے بھی یہ تصور کرکے کہ یہ بہت بڑا فقیہہ ہے ان لوگوں کا اتباع کیا لیکن جب میں نے لوگوں سے ان کے متعلق معلوم کیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ تو ابن کرم یہودی ہے جو ٹکسال کا گورنر ہے اور دربار خلافت میں اس کا بڑا عمل دخل ہے، جب وہ لوگوں کے پاس سے گزر کر میرے مقابل چبوترے پر بیٹھ گیا تو میں نے اس سے کہا کہ: اس جگہ سے کھڑے ہو جاؤ ہلاکت تیرا مقدر ہو، تو جب داخل ہوا تو میں تجھے ایک مسلمان فقیہہ سمجھ کر تعظیماً کھڑا ہو گیا تھا حالانکہ فقیہہ ہونا تو در کنار تو مسلمان بھی نہیں ہے۔ یہ جملہ میں نے اس سے کئی مرتبہ کہا جس کو وہ کھڑا ہو کر سنتا رہا اور کہنے لگا کہ اللہ تیری حفاظت کرے اور تجھے باقی رکھے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ میرے سامنے سے دفع ہو جا، یہ سن کر وہ خاموشی سے چلا گیا۔ میرا کچھ وظیفہ دربار خلافت سے مقرر تھا جس کو مقام بدریہ پر جاکر وصول کرتا تھا مگر میں اس مقررہ دن کو امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر فاتحہ پڑھنے چلا گیا تھا۔ واپسی پر دیکھا کہ ہر شخص اپنا وظیفہ وصول کر رہا ہے۔ اور جب میں نے وظیفہ وصول کرنا چاہا تو مجھ سے کہا گیا کہ: آپ کا وظیفہ تو ابن کرم یہودی کے پاس ہے وہاں جاکر وصول کریں! لیکن میں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ایک کافر سے اپنا وظیفہ وصول کرنے ہرگز نہیں جاؤں گا پھر اللہ کے بھروسہ پر مندرجہ اشعار پڑھتا ہوا گھر آگیا۔

نفسی مَا مِنْ دِیننا بَدَل	فَدَعِ الدُّنْیَا وخلّی جَدَل
اے نفس! ہمارے دین کا کوئی بدل نہیں	تمام جھگڑوں سے چھٹکارا پانے کیلئے دنیا کو چھوڑ
مَا یُسَاوِی اِنَّمَا نَمْضِیْ اِلٰی	مُشْرِکٍ اِذْ ذَالِکَ عَیْنُ الزَّلَل
ہماری یہ شان نہیں کہ ہم مشرک کے پاس جائیں	کیونکہ یہ انتہائی غلط کام ہے!
اِنْ یَّکُنْ دِیْنُنَا عَلَیْنَا فَلَنَا	خَالِقٌ یَقْضِیْہ ھٰذَا اَمَلِی
ہم اپنے دین پر قائم ہیں!!!	اور ہمارا خالق ہماری تمام حاجتیں پوری کرتا ہے

اور اس پر آپ مضبوطی کے ساتھ قائم رہے کہ نہ تو آپ اس یہودی کے پاس جاتے اور نہ وہ آپ کے پاس رقم بھیجتا حتیٰ کہ وہ ملعون ختم کر دیا گیا۔ اس وقت آپ نے خزانہ سے جاکر رقم وصول کی [2]

[1] شذرات الذہب مطبوعہ بیروت ج ۵ ص ۱۶۱، ومرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان للیافعی ج ۴ ص ۸۵ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد طبع اول ۱۳۳۹ھ
[2] قلائد الجواہر اردو ص ۱۶۲، ۱۶۳، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

عہدۂ قاضی القضاۃ

بتاریخ ۸، ذیقعدہ ۶۲۲ھ کو الظاہر بامر اللہ کی طرف سے آپ قاضی القضاۃ مقرر ہوئے، اور خلیفہ مذکورہ کے انتقال تک آپ منصب قضا پر فائز رہے۔ اس عظیم منصب پر فائز ہونے کے باوجود آپ کے اخلاق وعادات اور آپ کی تواضع وانکساری میں مطلقًا کچھ بھی فرق نہیں آیا بلکہ سابقہ دستور کے مطابق آپ ویسے ہی خلیق، تواضع پسند اور کریم النفس رہے۔

آپ کے اجلاس میں شہادتیں قلم بند کر لی جایا کرتی تھیں۔ جب خلیفہ نے آپ کو قاضی القضاۃ بنانا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ میں اس شرط پر منصب قضا قبول کروں گا کہ میں ذوی الارحام کو بھی وارث بناؤں گا؟ تو خلیفہ نے کہا "اَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهٗ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَتَّقِ سِوَاهُ"۔ یعنی بے شک تم خدا کا خوف کرنا اور اس کے علاوہ کسی کا نہیں، اور ہر ایک حقدار کو اس کا حق پہنچایا۔

خلیفہ نے آپ کو حکم دے دیا تھا کہ جس کسی کا حق شرعی طور پر ثابت ہو جائے آپ اس کا حق اسے فورًا پہنچا دیں اور ذرہ برابر بھی اس میں توقف نہ کریں۔ خلیفہ نے آپ کے پاس دس ہزار دینار صرف اس غرض سے روانہ کیا تھا کہ اس روپیہ سے جتنے بھی مفلس، قرضدار، محبوس ہیں ان کا قرض ادا کر کے انہیں رہا کر دیا جائے اور خلیفہ موصوف نے آپ ہی کو اوقاف عامہ مثلاً مدارس حنفیہ، شافعیہ، جامع السلطان اور جامع ابن المطلب وغیرہ کا ناظر و نگراں مقرر فرمایا، آپ کو ان اوقاف میں ہر طرح کی ترمیم و تنسیخ اور ہر طرح کی بحالی و برطرفی کا پورا پورا اختیار دیدیا تھا اور مدرسہ نظامیہ میں بحالی و برطرفی بھی آپ ہی کے ذمے ہو گئی تھی۔ آپ آثار سلف صالحین کے قدم بقدم چلتے اور نہایت سرگرمی و اہتمام سے اپنے منصب قضا کو انجام دیتے رہے۔

شانِ قضاء

آپ کے عہد ولایت کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ کے اجلاس ہی میں اذان دی جاتی تھی اور آپ سب کو شریک نماز کر کے جماعت سے نماز پڑھا کرتے تھے، جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد میں پیادہ پا تشریف لے جایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ خلیفہ کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا المستنصر باللہ نے اپنے ابتدائی عہد خلافت سے چار ماہ بعد ۶۲۳ھ میں آپ کو منصب قضا سے معزول کر دیا اس وقت آپ نے مندرجہ ذیل شعر کہے۔

حَمِدْتُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا — قَضٰى لِيْ بِالْخَلَاصِ مِنَ الْقَضَاءِ
میں خدائے عزوجل کا شکر ادا کرتا ہوں — جسنے مجھے قضا کے عہدے سے رہائی عطا کر دی
وَلِلْمُسْتَنْصِرِ الْمَنْصُوْرِ اَشْكُرُ — وَاَدْعُوْا فَوْقَ مُعْتَادِ الدُّعَاءِ
اور میں مستنصر کا بھی شکر گزار ہوں — اور اسکے لئے تمام دعا کرنیوالوں سے زیادہ دعاگو ہوں

درس و تدریس

معزولی کے بعد آپ نے اپنے مدرسہ میں درس و افتاء کا سلسلہ شروع کیا اور بڑی بڑی مجلسیں آپ کے یہاں ہونے لگیں۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے علم فقہ و حدیث سیکھا اور فیض حاصل کیا۔ آپ کے تفقہ کا اعتراف کرتے ہوئے صرصری نے آپ کی مدح میں قصیدۂ لامیہ لکھا جس کا ایک شعر یہ ہے۔ ع

وَفِيْ عَصْرِنَا قَدْ كَانَ فِي الْفِقْهِ قُدْوَةٌ — اَبُوْ صَالِحٍ نَصْرٌ لِكُلِّ مُؤَمِّلٍ

ل شجرۃ الکاملین ص ۲۲۶۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

یعنی اس وقت فقہ میں شیخ ابو صالح نصر امام وقت ہیں اور وہ ہر ایک مقصد کے معین و مددگار رہیں[1]

پھر دوبارہ مستنصر باللہ نے آپ کو کلیسائے روم کا (جس کو اس نے خانقاہ میں تبدیل کر دیا تھا۔) صدر بنا دیا۔

وہاں آپ کو بے حد تکریم و تعظیم حاصل ہوئی۔ عوام الناس بہت بڑی بڑی رقمیں آپ کی خدمت میں اس اختیار کے ساتھ روانہ کرتے کہ آپ جہاں چاہیں اس رقم کو خرچ کر سکتے ہیں۔ اگرچہ خلیفہ المستنصر باللہ نے آپ کو منصب قضاء سے معزول کر دیا تھا، تاہم وہ آپ کی ویسی ہی عزت و وقعت کرتا تھا اور اکثر اوقات وہ آپ کی خدمت میں مال بھیجا کرتا تھا تاکہ آپ اس نذرانے سے اپنے اخراجات کو پورا کریں۔ مورخین کا بیان ہے کہ یہ خلیفہ بہترین سیرت کا حامل، دیانت و صلاح اور عدل و انصاف میں ممتاز تھا۔ وہ مظالم کے دفع اور احکام شریعت کے نفاذ کے لئے ہمیشہ سعی کرتا رہتا تھا اور ابن کثیر نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ یہ بنو عباس میں عمر بن عبد العزیز کا مماثل تھا، صادق القول ہونے کے ساتھ امور مملکت میں اصلاح کی کوشش بھی کرتا رہتا تھا[2]

تصانیف افسوس کہ آپ کے علمی، فقہی و تحقیقی خدمات کی کوئی تفصیل مورخین نے نہیں لکھی ہیں صرف ایک کتاب کا پتہ لگ سکا ہے جو "ارشاد المبتدئین" کے نام سے موسوم ہے۔ اور علم فقہ میں اپنی نظیر آپ ہے۔

آپ کے کچھ اشعار تو گذشتہ صفحات میں بیان ہوئے ہیں مندرجہ ذیل شعر بھی آپ کے ہیں جس کو اکثر پڑھا کرتے تھے۔ ع

اَنَا فِی الْقَبْرِ مُفْرَدٌ وَّ رَهِیْنٌ ــــ غَارِمٌ مُّفْلِسٌ عَلٰی دُیُوْن

میں قبر میں اکیلا اور رہن شدہ ہوں ــــ کیونکہ قرضوں کے بار کی وجہ سے میں مفلس ہو گیا ہوں

قَدْ اُنِخْتِ الرِّکَابِ عِنْدَ کَرِیْمٍ ــــ عِتْقُ مِثْلِی عَلَی الْکَرِیْمِ یَهُوْنُ

میں نے اپنی سواری کو ایسے کریم کے پاس بٹھلا دیا ہے کہ ــــ مجھ جیسے کی آزادی کریم کیلئے آسان ہے[2]

خلفاء آپ کے خلفاء کرام کی نیز اولاد امجاد کی کوئی بھی تفصیل کتب تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے صرف حضرت محی الدین ابو نصر محمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا تذکرہ اکثر مورخین نے تحریر فرمایا ہے۔ اور انہیں کو آپ نے اپنی خلافت و نیابت سے نوازا ہے۔

وصال آپ مطابق شجرۂ قادریہ رضویہ ۲۷ رجب المرجب ۶۳۲ھ کو محبوب حقیقی سے جا ملے۔ "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ" مگر بعض لوگوں نے ۶ شوال، ۱۳ شوال، ۱۶ شوال ۶۳۳ھ لکھا ہے۔ آپ نے ستر سال کی عمر میں صبح صادق کے وقت وصال فرمایا[3]

مزار مبارک آپ کا مزار مقدس بغداد شریف میں روضۂ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں مرجع خلائق ہے۔

---

[1] قلائد الجواہر اردو کراچی ص ۱۶۴ ۔ [2] الدر المنظم فی مناقب غوث اعظم ج ۲ ص ۴۸۲۔ [3] شجرۃ الکاملین ج ۲ ص ۴۸۲۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ بستم

سراج العلماء

حضرت سید محی الدین ابونصر محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۷ ربیع الاول ۶۵٦ھ

جان نصری یا محی الدین فانصر وانتصر
اے علی اے شہریارِ مرتضیٰ امداد کن

(اعلیحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی السَّیِّدِ مُحْیِ الدِّیْنِ اَبِیْ نَصْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

نصرابی صالح کا صدقہ صالح ومنصور رکھ
دے حیاتِ دیں محیِ جاں فزا کے واسطے

ولادت آپ بغداد شریف میں پیدا ہوئے۔

اسم شریف آپ کا نام نامی واسم گرامی محی الدین ابونصر محمد ہے۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام نامی عماد الدین حضرت ابوصالح نصر ہے۔

تعلیم وتربیت آپ کی تعلیم وتربیت والد گرامی کے ظل عاطفت میں ہوئی، فقہ، حدیث، و دیگر علوم کی تحصیل بھی والد گرامی سے ہی فرمائی۔ ان کے علاوہ آپ نے بہت سے مشائخ وقت سے حدیث پاک سنی جن میں بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔
حسن بن علی بن مرتضیٰ العلوی، ابواسحٰق یوسف بن ابی حامد، ابی الفضل محمد بن عمر ارموی وغیرہم [1]

فضائل عزیز العلم، کثیر الحکم، سراج العلماء حضرت سید محی الدین ابونصر محمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے بیسویں امام وشیخ طریقت ہیں۔ آپ اعلیٰ درجے کے محقق، محدث اور مدرس تھے۔ علم کے بیحد شوقین اور اس کے متلاشی تھے۔ آپ اپنے تمام معاملات میں کوشش بلیغ فرماتے تھے اور اپنی عظیم نقاہت کی بنیاد پر عراق کے مفتی مقرر ہوئے جس وقت آپ کے والد ماجد قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز تھے۔ آپ کو بھی دارالخلافہ میں مسندِ عدالت پر سرفراز کیا گیا تھا، لیکن آپ صرف ایک ہی مرتبہ عدالت میں بیٹھے اسکے بعد استعفیٰ دیکر باب الازج کے مدرسہ میں درس دینے لگے پھر تقویٰ کے پیش نظر کبھی عہدۂ قضا کو قبول نہیں فرمایا۔ آپ اپنے جد امجد حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بہت مشابہ تھے [2]

درس وتدریس آپ کا گھرانہ علم وفن کا منبع تھا اور آپنے علم دین کے فروغ واشاعت میں کامیاب کوشش کی نہایت جلیل القدر عالم وزاہد اور متورع تھے اپنے جد امجد کے مدرسہ میں درس وتدریس میں مشغول رہتے تھے اور تا حیات علمی مشاغل سے وابستہ رہے۔ آپ سے حافظ دمیاطی وغیرہ نے احادیث کی سماعت کی ہے۔

اولاد امجاد آپ نے اپنی وفات کے بعد چار فرزند چھوڑے جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔ (۱) حضرت شیخ عبدالقادر ثانی (۲) حضرت شیخ عبداللہ (۳) حضرت شیخ ظہیر الدین ابومسعود احمد (۴) حضرت سید علی رضوان اللہ تعالےٰ علیہم

---

[1] قلائد الجواہر ص ۱۷۱، وعمدۃ الصحائف فی حال اہل الکشف والعارف ص ۱۷۲

[2] " " " "

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت شیخ ظہیرین قدس سرہٗ بغداد ہی میں پیدا ہوئے آپ بہت فصیح و بلیغ گفتگو فرماتے تھے، جامع مسجد میں خطبہ جمعہ دینے کے علاوہ اپنے دادا کے مدرسہ ہی میں درس دیتے تھے۔ شیخ عزالدین تحریر کرتے ہیں کہ آپ فاضل اور واعظ تھے، اور سقری سے احادیث کی سماعت کی، ۲؍ ربیع الاول بروز سہ شنبہ ۶۸۱ھ میں لاپتہ ہوگئے اور بعد میں آپ کی نعش ایک کنویں سے برآمد ہوئی [1]

خلفاء آپ کے خلفاء کی فہرست کہیں دستیاب نہ ہوسکی۔ صرف حضرت سید علی رضی اللہ عنہ کا نام نامی سلسلۃ الذہب میں موجود ہے۔

وصال آپ کا وصال ۲۷؍ ربیع الاول شریف بروز دوشنبہ ۶۵۶ھ میں بغداد شریف میں ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مگر بعض نے ۱۳؍ شوال، ۲۲؍ ربیع الاول، ۱۲؍ محرم ۶۱۳ھ بھی لکھی ہے۔

مزار مبارک آپ کا مزار مقدس بغداد شریف میں اپنے پردادا کے مدرسہ کے احاطہ میں مرجع خلائق ہے۔

---

[1] قلائد الجواہر ص ۱۷۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ نسبت و کرم

واقف اسرار خفی و جلی

حضرت سیّد علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۲۳؍ شوال المکرم ۱۳۲۹ھ

جان نصری یا محی الدین فانصر وانتصر

اے علی اے شہریار مرتضیٰ امداد کن

(اعلیٰحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم صلِّ وسلم وبارک علیہ وعلیھم وعلی المولی السید علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

طورِ عرفان وعلو وحمد وحسنیٰ وبہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

ولادت باسعادت آپ کی ولادت باسعادت بغداد شریف میں ہوئی۔

اسم شریف آپ کا نام نامی واسم گرامی حضرت شیخ سید علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ،

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام نامی سید محی الدین ابو نصر قدس سرہٗ ہے۔

تعلیم وتربیت آپ کی تعلیم والد گرامی حضرت سید محی الدین ابو نصر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی صحبت بابرکت میں ہوئی اور دیگر مشائخ وقت سے بھی حدیث، فقہ و دیگر علوم کی تعلیم حاصل کی اور بہت سے لوگوں نے آپ سے اکتساب فیض کیا[1]

بیعت وخلافت آپنے حضرت سید محی الدین ابو نصر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے شرفِ بیعت حاصل فرمایا اور والد مکرم کے ارشد خلفاء میں آپ کا شمار ہے[2]

فضائل شیخ المشائخ، قدوۃ الاولیاء، زبدۃ الاصفیاء، عاشق محبوب رب العٰلمین، واقف اسرار خفی وجلی، حضرت سید علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے اکیسویں امام وشیخ طریقت ہیں۔ آپ اکمل الکملاء تھے اور عجیب شان رکھتے تھے۔ آپ علوم ظاہر و باطنی میں یکتائے روزگار تھے۔ اور معاملات واشارات میں اپنی نظیر آپ تھے۔ بڑے عالی ہمت بزرگ تھے۔ مروت کے شہسوار تھے۔ سخاوت و بخشش جود و عطا میں یگانۂ روزگار تھے۔ فراست و دانائی میں پر کمال تھے۔ تجرید و توحید و مشاہدہ میں فانی اور طریقت میں مجتہد لاثانی تھے۔ جامع شریعت وطریقت اور عبادت و ریاضت تھے اور زہد و تقویٰ شعاری میں بے ہمتا تھے[3]

خلفاء آپ کے خلفاء میں صرف حضرت سید موسیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نشان دہی سلسلۃ الذہب میں ملتی ہے۔ اور اولاد امجاد کی کوئی تفصیل نہ مل سکی۔

تاریخ وصال آپ کا وصال ۲۳ شوال المکرم ۷۳۹ھ میں بغداد شریف میں ہوا۔ اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون ط

مزار مقدس آپ کا مزار مقدس بغداد شریف میں مرجع خلائق ہے۔

---

[1] عمدۃ الصحائف فی حال اہل الکشف والمعارف ص ۱۷۲
[2] " " " "
[3] " " " "

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ بست و دوم

سردار اولیاء

حضرت سید موسیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۱۳ رجب المرجب ۷۶۳ھ

سید موسیٰ کلیم طورِ عرفاں المدد

اے حسن اے تاجدار مجتبیٰ امداد کن

(اعلیٰ حضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِكۡ عَلَیۡهِ وَعَلَیۡھِمۡ وَعَلَی الۡمَوۡلٰی السَّیِّدِ مُوۡسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ ۔

طورِ عرفان و علو و حمد و حسنٰی و بہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

ولادت باسعادت آپ کی ولادت باسعادت بغداد مقدس میں ہوئی ۔

اسم شریف آپ کا نام نامی واسم گرامی میر سید موسیٰ رضی اللہ تعالٰے عنہ ہے ۔

والد گرامی آپ کے والد ماجد کا نام میر سید علی رضی اللہ تعالٰے عنہ ہے ۔

اجازت وخلافت آپ نے اپنے پدر بزرگوار میر سید علی رضی اللہ تعالٰے عنہ سے نسبت وارادت اور تلقین اذکار وخلوت گذینی پائی [۱]

فضائل شیخ المشائخ، سردار اولیا، سرور زمرۂ اصفیا سرکار میر سید موسیٰ رضی اللہ تعالٰے عنہ، آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کے بائیسویں [۲۲] امام وشیخ طریقت ہیں، آپ بڑے کامل، عبادت وریاضت میں بے مثل صاحب تصرفات ظاہر وباطن تھے۔ آپ کی ذات سے کثیر افراد نے فیض پایا اور علوم ومعارف کو بڑی لگن سے پھیلایا علوم حدیث وفقہ کا درس دیا اور بیشمار افراد نے علم حدیث کی سماعت آپ سے فرمائی [۲]

خلفاء آپ کے خلفاء واولاد امجاد کا تذکرہ نہیں مل سکا صرف حضرت سید حسن رضی اللہ تعالٰے عنہ سے آپ کے سلسلے کی کڑی ملتی ہے ۔

تاریخ وصال آپ کا وصال ۱۳ ؍ رجب المرجب ۷۶۳ھ میں بغداد شریف میں ہوا ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن [۳]

مزار مقدس آپ کا مزار مقدس بغداد شریف میں مرجع خلائق ہے ۔

---

۱ عمدۃ الصحائف فی حال اہل الکشف والمعارف ص ۱۷۰
۲ ؍ ؍
۳ ؍ ؍

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور بست و سوم

شیخ الوقت

حضرت سید حسن قادری بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۲۶ صفر المظفر ۷۸۱ھ

سید موسیٰ کلیم طور عرفاں المدد

اے حسن اے تاجدار مجتبیٰ امداد کن

(اعلیحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلٰی السَّیِّدِ حَسَن رضی اللہ تعالٰی عنہ ۔

ولادت آپ کی ولادت باسعادت بغداد مقدس میں ہوئی ۔

اسم شریف آپ کا نام نامی و اسم گرامی میر حضرت سید حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام میر سید موسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے ۔

خرقۂ خلافت آپ کی تعلیم و تربیت والد بزرگوار کی صحبت میں ہوئی اور انہیں سے بیعت و خرقۂ خلافت بھی پہنا تھا [لہ]

فضائل سردار اولیاء، مشاہیر عصر، شیخ الوقت واقف رموز حقائق، دانندۂ اسرار دقائق، حضرت الشیخ میر سید حسن قادری بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ' آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے تیئیسویں امام و شیخ طریقت ہیں آپ عبادت و ریاضت میں جملہ معاصرین سے فائق تھے اور ذکر و فکر میں مشہور رہے ۔ علو حال و رموز احوال میں کمال رکھتے تھے [تہ]

خلفاء آپ کے خلفاء وغیرہم کی تفصیل دستیاب نہ ہو سکی صرف حضرت سید احمد الجیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ آپ کے مشہور خلیفہ کے نام ملتے ہیں ۔

تاریخ وصال آپ کا وصال ۲۶ صفر المظفر [illegible]ھ کو بغداد شریف میں ہوا ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ط [سہ]

مزار مبارک آپ کا مزار مقدس بغداد شریف میں ہے ۔

لہ عمدۃ الصحائف فی حال اہل الکشف والمعارف ص ۱۷۴

تہ 〃 〃 〃

سہ 〃 〃 〃

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور
بست وچہارم

امام طریقت

حضرت سیّد احمد جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ

۱۹ محرم الحرام ۸۵۳ھ

منتقی جوہر جیلاں سید احمد الاماں

بے بہا گوہر بہاء الدین بہا امداد کن

(اعلیٰحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھُمَّ صلِّ وسلِّمْ وَبَارِکْ علیہِ وعلیھِمْ وعلی المولی السَّیِّدِ احمدَ الجیلانی رضی اللہُ تعالےٰ عنہ۔

طورِ عرفان وعلو وحمد وحسنیٰ وبہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

ولادت باسعادت آپ کی ولادت باسعادت بغداد شریف میں ہوئی۔

اسم شریف آپ کا نام نامی واسم گرامی حضرت سید احمد جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہے۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام نامی واسم گرامی حضرت میر سید حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہے۔

تعلیم وتربیت آپ کی تعلیم وتربیت حضرت میر سید حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی صحبت میں ہوئی اور انہیں سے خلافت بھی پائی [۱]

فضائل طریقت کے امام محبوب سید فخر انام، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین حضرت میر سید احمد جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کے چوبیسویں[۲۴] امام وشیخ طریقت ہیں۔ آپ درویش کامل وفیض رسان عالم تھے۔ آپ مشاہیر اولیاء کاملین سے ہیں۔ آپ نے درجۂ عالی پایا۔ ریاضت ومجاہدہ کی تکمیل کے بعد مسند رشد وہدایت پر جلوہ گر ہو کر ہزاروں گم کردہ راہ کو صراط مستقیم پر گامزن فرمایا۔ ہزاروں کو اسرار الٰہی سمجھایا اور بہت سے بزرگوں نے فیض باطنی حاصل کیا۔ آپ جامع علوم صوری ومعنوی تھے۔ تجرید وتفرید، ریاضت و عبادت اور عامل شریعت وطریقت میں مشہور زمانہ تھے [۲]

اولاد کرام آپ کے اولاد کرام کی تفصیلی فہرست دستیاب نہ ہوسکی صرف حضرت حافظ سید محمد ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ کا نام دستیاب ہوسکا۔

خلفاء آپ کے خلفاء کے حالات میں سے صرف ایک خلیفہ حضرت شیخ بہاء الدین شطاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ذکر ملتا ہے

تاریخ وصال آپ کا وصال ۱۹ محرم الحرام ۸۵۳ھ میں بغداد شریف میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون [۳]

مزار مقدس آپ کا مزار شریف بغداد شریف میں ہے۔

۱۔ عمدۃ الصحائف فی حال اہل الکشف والمعارف ص ۱۷۴،
۲۔ 〃 〃 〃 〃 〃 〃۔
۳۔ 〃 〃 〃 〃 ۱۷۵۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور
بست و پنجم

منہاج العابدین

حضرت شیخ بہاءُ الدّین شطاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۱۱ ذالحجہ سنہ ۹۲۱ ھ

منتقی جوہر زجیلاں سید احمد الاماں

بے بہا گوہر بہار الدین بہا امداد کن

(اعلیٰحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیہِ وَعَلَیھِمْ وَعَلَی المَولیٰ الشَّیخ بہاء الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ

طورِ عرفان وعلو وحمد وحُسنیٰ وبہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

ولادت باسعادت آپ کی ولادت باسعادت سرہند (پنجاب) میں جنید نامی شہر میں ہوئی اور وہیں آپ کی نشو نما ہوئی۔

اسم شریف آپ کا نام نامی واسم گرامی بہاء الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہے۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام حضرت ابراہیم بن عطاء اللہ الانصاری شطاری جنیدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہے۔

تحصیل علم آپ نے علوم دینیہ کو پورے طور پر حاصل فرمایا اور علوم عربیہ وفقہ واصول میں آپ نے کمال حاصل کیا۔

شرف بیعت آپ کے شیخ طریقت حضرت شیخ احمد جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں آپ زیارت حرمین طیبین کو تشریف لے گئے تھے اسی دوران میں خاص حرم شریف ہی میں بیعت کا شرف حاصل فرمایا اور جملہ اوراد و اشغال کی اجازت مرحمت فرمائی گئی اور خلافت کے ساتھ خرقہ سے بھی نوازا گیا۔[1]

فضائل قدوۃ السالکین، نور العارفین، منہاج العابدین فی الہند، رہبر علوم سنت، مظہر مذہب اہلسنت، الشیخ بہاء الدین بن ابراہیم بن عطاء اللہ الانصاری قادری شطاری رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین، صاحب حالات وجامع کرامات وبرکات تھے۔ آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کے پچیسویں امام وشیخ طریقت ہیں۔ آپ سلطان غیاث الدین بن سلطان محمد خلجی کے عہد میں مندو میں تشریف لائے، آپ کی ذات مقدس سے ہندوستان میں قادریہ سلسلے کی ترویج ہوئی جوق درجوق لوگ آپ کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے اور آپ کے فیض صحبت سے بیشمار خلق سلسلہ ارادت میں شامل ہو کر ہندوستان کے کونے کونے میں پھیل گئے یہی وجہ ہے کہ آج بھی ہندوستان میں سلسلۂ قادریہ سے کروڑوں افراد منسلک ہیں اور آپ کا فیض روحانی اہل ہند پر جاری وساری ہے نیز دیگر جملہ سلاسل سے سلسلۂ قادریہ کے ماننے والے بڑی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

تصانیف آپ صاحب تصنیف بزرگ تھے آپ کی تصنیفات میں علوم ومعارف بھرے ہوئے ہیں چنانچہ ایک رسالہ آپ کی یادگار ہے جس کو آپ نے اپنے مرید وارشد خلیفہ حضرت شیخ ابراہیم بن معین الایرجی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے

---

[1] اخبار الاخیار فارسی ص ۱۸۹، ۱۹۰، و خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۱۱۵۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

واسطے لکھا ہے جس کا نام "رسالۃ فی الاذکار والاشغال" ہے۔[1] جس کی تفصیل شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب اخبار الاخیار میں لکھی ہے اسی سے یہاں وہ طریقہ سلوک نقل کئے جاتے ہیں جو فائدے سے خالی نہیں ہے۔

حضرت شیخ بہاء الدین قادری شطاری رضی اللہ تعالے عنہ رسالۂ شطاریہ میں لکھتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالے تک پہنچنے کے راستے مخلوقات کے انفاس کے مطابق ہیں یعنی بہت ہیں ان میں سے تین طریقے زیادہ مشہور و معروف ہیں۔

اوّل طریقہ اخیار ہے۔ اور یہ نماز، روزہ، تلاوت قرآن شریف، حج اور جہاد ہیں۔ اس راستے پر چلنے والے اور پہنچنے والے طویل زمانہ صرف کرنے کے بعد بہت کم ہی منزل مقصود تک پہنچتے ہیں۔

دوّم طریقہ ابرار ہے! یہ وہ لوگ ہیں جو اخلاقِ ذمیمہ کی تبدیل اور تزکیہ نفس، تصفیۂ دل اور جلائے روح کے لئے مجاہدات و ریاضات کرتے ہیں۔ اس طور پر منزل مقصود تک پہنچنے والے بہت ہیں بہ نسبت طریق اول کے۔

سوّم طریقہ شطاریہ ہے، اس طریقے والے حضرات کے علاوہ والے اپنی آخری منزل میں جہاں تک پہنچتے ہیں اس طریقے والے ابتدا ہی میں اس سے زیادہ منزلوں پر پہنچ جاتے ہیں اور یہ طریقہ شطاریہ پہلے والے دونوں طریقوں سے زیادہ عمدہ اور اقرب ہے اللہ تعالے کا تقرب حاصل کرنے کے اعتبار سے ــــ طریقہ شطاریہ کے دس اصول ہیں۔

اوّل توبہ! اور توبہ ہر وہ شئ جو اللہ تعالے کا غیر ہے اس سے نکلنے کا نام ہے۔

دوم زہد! دنیا کی محبت، سرمایہ دنیا اور خواہشات دنیا اور خواہشات دنیا چاہے قلیل ہو یا کثیر ان سے نکلنا ہے۔

سوم توکل ہے! اور یہ تمام اسباب دنیا سے کنارہ کشی ہے۔

چہارم قناعت ہے! اور یہ خواہشات نفسیانیہ کا ترک کرنا ہے۔

پنجم عزلت ہے! اور یہ لوگوں سے میل جول چھوڑنے کا نام ہے جس طرح کہ موت لوگوں کے میل جول سے علیحدہ کردیتی ہے

ششم توجہ بسوئے حق! اور یہ ہر وہ شئ جو غیر حق کی طرف داعی ہو اس کو ترک کرنے کا نام ہے جس طرح موت غیر کو ترک کر دیتی ہے اور یہ اس منزل پہ آنے کا نام ہے کہ اللہ تبارک وتعالے کے علاوہ کوئی مطلوب ومحبوب ومقصود باقی نہ رہے۔

ہفتم صبر ہے! اور یہ انسان کا مجاہدہ وریاضت کے ذریعہ نفس کے حظوظ اور لذتوں سے نکلنا ہے۔

ہشتم رضا! یہ اللہ تعالے کی رضا میں داخل ہو کر نفس کی رضا سے اس طرح نکلنے کا نام ہے کہ احکام ازلیہ کو تسلیم کرے اور اپنے آپ کو بلا کسی اعراض و انکار کے تدبیر و مصلحت خداوندی کے ذمے سونپ دے جیسے کہ موت کے وقت اپنے آپ کو موت کو سونپ دیتا ہے۔ کَمَا هُوَ بِالْمَوْتِ۔

نہم ذکر ہے! یہ اللہ تعالے کے ذکر کے علاوہ تمام مخلوقات کے ذکر کو چھوڑنے کا نام ہے۔

دہم مراقبہ! یہ ہے کہ اپنے وجود اور قوت سے اس طرح نکلنے کا نام ہے جیسے کہ موت سے نکل جاتا ہے۔

اور اسماء ذکر کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل اسم جلال، دوم اسم جمال، سوم مشترک۔ جب اپنے اندر صفت رعونت و سختی دیکھے تو پہلے اسم جلال میں مشغول رہے۔ تاکہ نفس مطیع وفرماں بردار رہے اسم جلال یَا قَهَّارُ، یَا جَبَّارُ، یَا مُتَكَبِّرُ،

---

[1] اخبار الاخیار فارسی ص ۱۸۹، ۱۹۰، وخزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۱۱۵۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

وغیرہ ہے۔ اس کے بعد اسم جمال میں مشغول رہے جیسے یَامُلِکُ یَا قدوسُ یاحَلیمُ وغیرہ ہے۔

اس کے بعد اسم مشترک میں مشغول رہے جیسے یامومِنُ یامُھیمنُ وغیرہ ہے۔ اور جب اپنے اندر صفت تواضع و انکساری وخاکساری دیکھے تو پہلے اسم جمال میں مشغول ہو پھر اس کے بعد اسم مشترک میں مشغول ہو پھر اس کے بعد اسی طرح اسم جلال میں مشغول ہو تاکہ دل پاک وصاف ہوجائے اور ذکر دل میں جگہ پکڑے۔

اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے ذکر کا مقام، مقام تلوین[1] ہے اور سوئیں نام کے ذکر کا مقام، مقام تمکین[2] میں ہے۔ اور ذاکر کا تمکین اسم اللہ کے ذکر میں ہے اس لئے کہ یہ اسم ذات ہے اور بقیہ ننانوے نام اسمائے صفات ہیں۔ تو جب تک کہ ذاکر اسمائے صفات کے ذکر میں رہتا ہے وہ عالم تلوین میں رہتا ہے اور جب اسم ذات کے ذکر میں پہنچتا ہے تو لفظ اللہ، اللہ، اللہ کی تابش سے فانی وجود جل جاتا ہے اور مضمحل ہوجاتا ہے۔ تب مقام فنا حاصل ہوتا ہے اور وجود فانی کے محو[3] ہونے کا مطلب یہی ہے۔ اور جب اپنے سے فانی ہوجاتا ہے تو بقا حاصل ہوجاتا ہے پس مرید صادق کا بغیر ذکر کے دل ہرگز کشادہ نہیں ہوسکتا اور جب دل منور ہوجاتا ہے تو اس پر تمام اشیاء کی حقیقتیں منکشف ہوجاتی ہیں اور عالم ارواح سے ملاقات ہوجاتی ہے اور ذکر حقیقی جس کا نام عالم شہود حق ہے اس منزل میں آکر فتح وکامیاب ہوتا ہے۔

نیز اسی رسالہ میں کیفیت سلوک اور ذکر کے آداب وشرائط اور اس کے طرق واقسام واسماء کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ذکر کشف ارواح یا احمد یا محمد کے دو طریق ہیں۔

طریقہ اول یہ ہے کہ: یا احمد کو اپنے دائیں جانب کہے اور یا محمد کو اپنے بائیں جانب کہے اور دل پر یا رسول اللہ کا ضرب لگائے۔

طریقہ دوم یہ ہے کہ: یا احمد کو اپنے دائیں جانب کہے اور یا محمد کو اپنے بائیں جانب کہے اور اپنے دل میں یا مصطفےٰ کا خیال کرے اور ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن یا فاطمہ کا ذکر شش طرفی کرے تمام ارواح کا کشف ہوجائے گا۔

دیگر: ذکر اسم شیخ یعنی یا شیخ ہزار بار اس طرح سے کہے کہ حرف ندا، کو دل سے کھینچ کر دائیں جانب لے جائے اور لفظ شیخ کا دل پر ضرب لگائے۔

دیگر ذکر درازی عمر: فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد ھُوَالحیُّ القیُّوم طلوع آفتاب تک ایک ہزار بار پڑھے اور ظہر کی نماز کے بعد ھُوَالعَلِیُّ العَظِیم ایک ہزار بار پڑھے اور عصر کے بعد ھوالرَّحمٰن الرحیم ہزار بار پڑھے اور عشاء کے بعد ھواللطیف الخبیر ایک ہزار بار پڑھے۔

اور مراقبہ کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔ مراقبہ کے کلمات یہ ہیں کہ قرآن مجید کی ہر وہ آیتیں جو توحید کے معنیٰ پر دلالت کرتی ہیں ان کلمات وآیات کو اپنے دل میں جمائے۔ چند مثالیں پیش کی جارہی ہیں دوسرے کو اسی پر قیاس کریں۔

---

[1] تلوین اصلاح اہل تصوف میں ایک مقام کا نام ہے۔ مقامات فقر سے ازغیاث،

[2] تمکین مقامات سالکان کا نام ہے ازغیاث۔

[3] محو اصطلاح صوفیہ میں گم ونابود، زائل ومعدوم ہونے اوصاف بشری کو کہتے ہیں ازغیاث

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اوّل کلمات یہ ہے ہیں وَھُوَمَعَکُمۡ اَیۡنَمَا کُنۡتُمۡ **دوم**؛ اَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡہُ اللّٰہِ **سوم**؛ اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی **چہارم**؛ وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ **پنجم**؛ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطٌ **ششم**؛ وَفِیۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ **ہفتم**؛ اِنَّ رَبِّیۡ مَعِیَ سَیَھۡدِیۡنِ۔ **ہشتم**؛ اَللّٰہُ حَاضِرِیۡ اَللّٰہُ شَاھِدِیۡ اللّٰہ مَعِیَ **نہم**؛ مراقبہ اسم ذات محض **دھم**؛ مراقبہ یاحَیُّ قَیُّوۡمُ۔ **یازدھم** مراقبہ انیس **دوازدھم**؛ مراقبہ تمام اسمائے حسنیٰ **سیزدھم**، مراقبہ تلاوت قرآن مجید **چہاردھم**؛ مراقبہ کا تصور کرنا تاکہ مراقبہ کے رموزوں میں سے کوئی رمز واضح ہوجائے اور اس کے ذریعہ سے قوم کی اصلاح کا طریقہ جانے اور ایک مراقبہ پسند آئے اور وہ مراقبہ اپنے ذات اور تمام مخلوقات کی فنا کی حالت میں حق وحدہ لاشریک لہٗ کا ثابت کرنا ہے۔ پس جہاں بھی رہے اسم اللہ کو دل میں کہتا رہے اور دل کے صفائی کی کوشش کرتا رہے۔ مراقبہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مراقبہ مشتق ہے رقیب سے جس کے معنی محافظ کے آتے ہیں یعنی جب تک کہ مرید مراقبہ میں مشغول رہتا ہے لذت جسمانیہ اور وسوسۂ شیطانیہ اور خواہشات نفسانیہ سے محفوظ رہتا ہے اور غیر سے اعراض کرکے اللہ وَحْدَہٗ لاشریک لہٗ کی طرف متوجہ رہتا ہے اس لئے صوفی کو صاحب دل کہتے ہیں۔

اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ فکر ذکر سے افضل ہے، اس لئے کہ فکر میں دل کو اللہ تعالےٰ کی طرف اس طرح متوجہ رہتا ہے کہ اس پر غیر مطلع بھی نہیں ہوتا ہے یعنی مراقبہ دل کی حفاظت کرتا ہے اور دل کو اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ رکھتا ہے اور غیر حق تعالےٰ کو دل میں جگہ نہیں دیتا، اسی وجہ سے صوفیوں کو صاحب دل کہتے ہیں [1]

خلفائے کرام آپ کے خلفائے کرام کی مکمل فہرست کہیں دستیاب نہ ہوسکتی البتہ چند مشاہیر کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ (۱) حضرت محمد بن شیخ ابراہیم ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ (آپ اپنے پیر و مرشد کے بعد شہر بدر جو حضرت کا مسکن تھا سجادہ مقرر ہوئے) (۲) حضرت سید ابراہیم ایرجی رضی اللہ تعالےٰ عنہ (۳) حضرت مولانا علیم الدین (استاد حضرت میر ابراہیم ایرجی) رضی اللہ تعالےٰ عنہما۔

سبب وصال آپ کو اچھی خوشبو سونگھتے ہی ایسا ذوق وحال طاری ہوتا تھا کہ جاں بلب ہوجاتے تھے چنانچہ ظاہری سبب آپ کے وصال کا یہی ہوا کہ ایک مرتبہ ایک شخص حالت نقاہت میں آپ کی خدمت میں غالیہ (ایک خوشبو مشک وعنبر وغیرہ کا مرکب) لایا تو اسی اچھی خوشبو کے اثر سے آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی [2] اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

تاریخ وصال آپ کا وصال گیارہ ذی الحجہ سنہ ۹۲۱ھ میں ہوا۔

شیخ روئے زمین بہاء الدین　　ماہ فردوس بدر چرخ کمال
رفت چوں از جہاں بخلد بریں　　عارف شرع "و ذاکر" آمد سال
۹۲۱ھ

مزار مبارک آپ کا مزار مبارک دولت آباد، دکن میں مرجع خلائق ہے۔

---

[1] اخبار الاخیار فارسی ص ۱۹۰، ۱۹۱
[2] ایضاً

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور
بست و ششم

استاذ العلماء

حضرت سید ابراھیم ایرجی رضی اللہ تعالے عنہ

۵ ربیع الثانی ۹۵۳ھ

بندہ را نمرود نفس انداخت در نار ہوا
یا براہیم ابر آتش گل کنا امداد کن

(اعلیٰحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى السَّیِّدِ اِبْرَاهِیْمَ الْاِیْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

بہر ابراہیم مجھ پر نار غم گلزار کر

بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

ولادت آپ کی ولادت شریف ایرج کے مقام میں ہوئی اور وہیں آپ کی نشو و نما بھی ہوئی۔

اسم شریف آپ کا اسم مبارک حضرت سید ابراہیم ایرجی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہے۔

علم ظاہر و باطن کے اساتذہ آپ نے علم شریعت وطریقت کی پوری تعلیم حاصل فرمائی اور وقت کے مشائخ کرام سے استفادہ حاصل کیا۔ حضرت شیخ علیم الدین محدث رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے آپ نے علم ظاہر کی تکمیل کی اور اپنے شیخ طریقت حضرت شیخ بہاء الدین بن العطاء الجنیدی رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے علم طریقت کی تکمیل فرمائی۔ اور آپ کے شیخ طریقت نے آپ کے واسطے ایک رسالہ اذکار و اشغال بھی تصنیف فرمایا جسے رسالۂ شطاریہ کے نام سے تذکرہ نگاروں نے بیان فرمایا ہے [۱]

والد ماجد کا اسم مبارک آپ کے والد ماجد کا نام حضرت سید معین بن عبد القادر بن مرتضیٰ الحسنی القادری رضی اللہ تعالےٰ عنہم ہے۔

فضائل استاذ العلماء، کثیر العلم، فاضل اکمل، مصنف اعظم حضرت شیخ سید ابراہیم ایرجی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کے چھبیسویں امام و شیخ طریقت ہیں آپ کے فضائل و بلندی کا اعتراف جملہ مورخین نے کیا ہے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی م ۱۰۵۲ھ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب اخبار الاخیار میں بڑی تفصیل سے آپ کے فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں اور لکھتے ہیں کہ "حقیقت حال یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں اس وقت دہلی میں کوئی شخص علم و دانش میں آپ کے برابر نہیں تھا۔ اور آپ کے جس ہمعصر نے آپ سے استفادہ نہیں کیا اور آپ کی علمی قابلیت کا اقرار نہیں کیا وہ بڑا ہی بے انصاف ہے"

اور صاحب تذکرہ علمائے ہند نے لکھا ہے کہ "کامل بر سائر علوم عقلی و نقلی و رسمی و حقیقی عبور نمودہ"[۲]

عادت کریمہ آپ کا یہ دستور تھا کہ لوگوں کی جہالت، ناانصافی اور ناقدری کی وجہ سے گوشہ نشین ہو کر کتابوں کا مطالعہ فرماتے اور اس کی تصحیح میں مشغول رہتے تھے۔ بہت کم لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا اور صوفیاء آپ کی بارگاہ میں تحصیل علوم و فنون میں شرف تلمذ اختیار کرتے تھے۔ تصنیف مطالعہ کی غرض سے اسی آدمی کو دیتے تھے جس کو مخلص سمجھتے

---

[۱] اخبار الاخیار فارسی ص ۲۳۹ ۔ [۲] تذکرہ علماء ہند فارسی ص ۷۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تھے۔[1]

علمی ذوق

آپ علوم عقلیہ، نقلیہ، رسمیہ اور حقیقیہ کے فارغ التحصیل تھے اور وقت کے عظیم فلسفی تھے، ہر علم کی بے انتہا کتابیں مطالعہ کی تھیں اور اس کی تصحیح بھی فرمائی تھی۔ آپ شکل وسخت کتابوں کے مشکل وسخت مسائل کو اس طرح حل کر دیتے تھے کہ معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی آپ کے حل کردہ مشکلات کو بغیر استاد کی مدد کے بھی بخوبی سمجھ جاتا تھا، آپ کے وصال کے بعد آپ کے کتب خانے سے اتنی زیادہ کتابیں برآمد ہوئیں جو ضبط تحریر سے باہر ہیں، جن میں اکثر آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھیں۔[2]

سلسلۂ قادریہ سے عقیدت

آپ نے جس قدر دوسرے علوم وفنون کو اکمل طریقے پر حاصل کئے تھے، اسی طرح درویشوں کی بابرکت صحبت اور وقت کے جملہ مشائخ اور جملہ خانوادوں کی نسبت اوراد واشغال، اذکار ووظائف دعوات طریق، تربیت وارشاد کے اصول بھی پورے طور پر حاصل کئے تھے، آپ کو تمام سلسلوں میں قادریہ سلسلہ زیادہ پسند اور محبوب تھا اسی لئے آپ حضرت شیخ بہاء الدین قادری شطاری رضی اللہ تعالٰے عنہ کے سلسلہ میں داخل ہوئے اور بیعت کا شرف حاصل فرمایا۔[3]

محفل سماع اور آپ کا کشف

آپ محفل سماع میں شریک نہیں ہوتے تھے چنانچہ حضرت شیخ رکن الدین بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ آج حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی م ۶۳۳ھ رضی اللہ تعالٰے عنہ کا عرس شریف ہے اس لئے اگر آپ مجلس میں شرکت فرمائیں تو مناسب ہوگا؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ چلے جاؤ اور قبر کی زیارت کرو پھر صاحب قبر کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوجاؤ اور دیکھو کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالٰے عنہ کیا فرماتے ہیں؟ چنانچہ میں (رکن الدین) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالٰے عنہ کے مزار مبارک کے پاس بیٹھ کر آپ کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوا۔ اس وقت مجلس سماع گرم تھی اور قوال وصوفی سب جوش وخروش میں تھے۔ کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالٰے عنہ کی زیارت ہوئی اور آپ نے مجھ سے فرمایا کہ: "ان بد بختوں نے ہمارا دماغ کھا لیا ہے اور ذہن کو پریشان کر رکھا ہے"، حضرت کا یہ حکم عالی سن کر میں حضرت سید ابراہیم ایرجی م ۹۵۳ھ رضی اللہ تعالٰے عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: اب بھی آپ مجھ کو مجلس سماع کی شرکت سے معذور رکھیں گے یا نہیں؟

تو میں نے کہا (شیخ رکن الدین) کہ آپ حق بجانب ہیں اور آپ کا شریک نہ ہونا ہی بہتر ہے جیسا کہ مجھے روحانیت شیخ قطب رضی اللہ تعالٰے عنہ سے معلوم ہوا۔[4]

---

[1] اخبار الاخیار فارسی ص ۲۲۹۔

[2] 〃 〃 〃 〃 وتذکرۂ علمائے ہند ص ۱۔

[3] 〃 〃 〃 〃

[4] 〃 〃 〃 〃

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

قیامِ دہلی آپ تقریباً ۹۱۰ھ میں سکندر لودی کے عہد میں دہلی تشریف لائے اور شیخ عبداللہ دہلوی، میاں لاون، شیخ عبدالعزیز و مولانا عبدالقادر صابون گر و دیگر مشائخ و صوفیا۔ آپ کے فیض صحبت سے درجۂ کمال و بزرگی کو پہنچے [۱]

خلفاء آپ کے خلفاء کرام کی صحیح تعداد و تفصیلات معلوم نہ ہو سکی چند مشاہیر کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) حضرت شیخ رکن الدین بن عبدالقدوس گنگوہی (۲) شیخ عبدالعزیز بن حسن دہلوی۔ (۳) حضرت شیخ نظام الدین سیف الدین کاکوروی حضرت شیخ عبداللہ دہلوی (۴) بندگی شیخ پیارے بن شیخ الاسلام شیخ چاند (۵) حضرت شیخ میاں لاون (۶) حضرت شیخ مولانا عبدالقادر صابون گر، رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین [۲]

تاریخِ وصال آپ کا وصال ۵، ربیع الآخر ۹۵۳ھ اسلام شاہ کے عہدِ حکومت میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ [۳]

مزار شریف آپ کا مزار شریف دہلی میں حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے درگاہ کے اندر حضرت امیر خسرو قدس سرہٗ کے پائیتیں میں واقع ہے۔

ع حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی م ۱۱۷۶ھ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنی کتاب انفاس العارفین میں اپنے والدگرامی کے ننہالی خاندان جو حضرت شیخ رفیع الدین محمد (حضرت شیخ عبدالرحیم والدگرامی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نانا اور حضرت شیخ وجیہ الدین کے خسر تھے) سے شروع ہوتا ہے۔ انہیں کے خاندان کے ایک بزرگ حضرت شیخ عبدالعزیز بن شیخ حسن بن شیخ طاہر ہیں جنکے حالات شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب النبذۃ الابریزیہ فی اللطیفۃ العزیزیہ میں حضرت شیخ عبدالعزیز کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ ابھی صغر سن ہی تھے کہ ان کے والد نے ان کو شیخ قاضی خان ظفرآبادی کے حوالے کردیا اور شیخ قاضی خان کی اجازت سے شیخ عبدالعزیز علیہ الرحمہ دہلی آئے اور سید ابراہیم ایرجی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے علوم تصوف کا استفادہ کرکے خرقۂ قادریہ حاصل کیا۔ سید ابراہیم ایرجی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تمام فنون علم میں درجہ کمال رکھتے تھے اور کئی خانوادوں کی برکات کے جامع تھے۔ مگر نسبت قادریہ ان پر غالب تھی اور سلسلہ قادریہ میں انہیں شیخ بہاء الدین قادری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے خلافت حاصل تھی (انفاس العارفین ص ۳۵۱)

---

[۱] اخبار الاخیار فارسی ص ۲۳۹، وتذکرۂ علمائے ہند فارسی ص ۷، [۲] تذکرہ علمائے ہند فارسی ص،
[۳] عمدۃ الصحائف فی احوال اہل الکشف والمعارف ص ۱۸۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور
بست و ہفتم

عمدۃ الاولیاء

حضرت سید قاری محمد نظام الدین عرف شاہ بھیکار رضی اللہ تعالے عنہ

۸۹۰ھ سنہ ۱۴۸۵ء — ۹ ذی قعدہ سنہ ۹۸۱ھ

اے محمد اے بھکاری اے گدائے مصطفے

ما گدایان در تو اے باسخا امداد کن

(اعلیحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وبارك عَلَیْهِ وَعَلَیْھِم وَعَلَی المَوْلٰی
الشیخ محمدٍ بھکاریٍ رضی اللہ تعالٰی عنہ

بہر ابراہیم مجھ پر ناز غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

ولادت شریف آپ کی ولادت شریف قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ ۹۰۰ھ مطابق ۱۴۹۵ء میں ہوئی [1]

اسم شریف آپ کا اسم مبارک محمد نظام الدین ہے اور مریدین و خلفاء میں آپ بھکاری کے نام سے مشہور ہیں نیز مثنویات و شجرات میں بھی آپ اسی نام سے معروف ہیں چنانچہ مرزا شمس الدین اپنی مثنوی میں تحریر فرماتے ہیں۔

شاہے کہ نبیرہ نبی ہست | شاہے کہ نبیرہ علی ہست
ہادی رہ جناب باری | آں شاہ نظام دیں بھکاری

اور شجرۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں بھی آپ اسی لفظ بھکاری سے یاد کئے گئے ہیں ۔

لقب آپ کا لقب شریف دانشمند ہے ۔ چنانچہ ایک شاہی فرمان جو دربار اکبری سے ۹۸۲ھ مطابق ۱۵۴۷ء میں جاری ہوا تھا آپ کو " قاری آبائی نظام الدین شیخ بھیکہ دانشمند" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے ۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام سیف الدین ہے آپ اپنے وقت کے بڑے ہی مایہ ناز عالم و فاضل اور قرأت سبعہ کے امام مسلم تھے جملہ علوم و فنون کو اپنے والد ماجد سے حاصل فرمایا اور درس و تدریس کے ذریعے عظیم دینی و اسلامی خدمات کو انجام دیا [2]

نسب نامہ شریف آپ علوی سید ہیں اور محمد بن حنفیہ آپ کے جدا مجد ہیں اکیس ۲۱ واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب وہاں تک پہنچتا ہے جو اس طرح ہے ۔

"حضرت مولانا قاری نظام الدین بھیکا المعروف بشاہ بھکاری بن قاری امیر سیف الدین بن قاری حبیب اللہ نظام الدین المعروف بامیر کلاں بن قاری امیر نصیر الدین دلیل اللہ بن قاری محمد صدیق المعروف بابو محمد خافی بن قاری عبید اللہ بن قاری عبد الصمد بن قاری امیر شمس الدین خرد المعروف بقاری (محقق جامع جمع الجوامع کبیر لغت احادیث و تفاسیر) بن

---

[1] مشاہیر کاکوری و تذکرہ علمائے سلف فارسی ص ۳۳ ۔
[2] کشف التواری فی حال نظام الدین بھکاری ص ۱۸ ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

عبد المجید[۹] دربان آستانۂ رسولِ مقبول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بن حاجی حرمین[۱۰] سلطان حسین بن قاری امیر ابراہیم[۱۱] نبیرہ وخلیفہ سید عبد الرزاق بن قاری سلطان عبد اللطیف[۱۲] بن قاری عبد اللہ[۱۳] خافی بن محمد شمس[۱۴] الدین صابری بن قاری مجید الدین[۱۵] خافی بن قاری امیر سلیمان[۱۶] بن مولانا وجیہہ[۱۷] الدین احمد بن قاری محمد[۱۸] بن قاری احمد[۱۹] بن علی[۲۰] بن محمد[۲۱] بن محمد حنفیہ[۲۲] بن جناب امیر المومنین حضرت علی[۲۳] مرتضیٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم ورضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین[۱]

آپ کا وطن اصلی

آپ کے خاندانِ ذیوقار کا اصلی وطن صحرام ہے جو بغداد کے مضافات میں واقع ہے مگر جب حضرت قاری محمد صدیق صاحب کا زمانہ آیا تو اس وقت کے بادشاہ ان سے بیزار ہوگئے اور اسی بیزاری کی وجہ سے آپ کا دل قصبۂ صحرام سے اکھڑ گیا اور مشرق کی جانب رخت سفر باندھا جیسا کہ زادالاخرۃ کے مقدمہ میں موجود ہے۔ ملخصًا۔

"جب زمانہ قاری محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا آیا تو مذہب سلاطین ایران وایرانیوں کی مخالفت کی بناپر نیز ناانصافی واہل زمانہ کی قید وبند اور ان لوگوں کی احسان فراموشی پر بے انتہا صبر وتحمل کیا۔ مگر ان سنگ دلوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ جب دیکھا کہ عزت وناموس کی حفاظت دشوار ہوجائے گی تو بادل ناخواستہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ قصبہ صحرام سے کوچ کیا اور مشرقی اضلاع کی راہ لی"[۲]

آپ کے آباواجداد ملک اودھ تشریف لے گئے۔ اولًا مختلف جگہ قیام فرمایا پھر مستقل طور پر قصبۂ کاکوری میں سکونت پذیر ہوگئے، اور علوم شریعت وطریقت سے اہل زمانہ کو روشناس کرایا نیز اپنے خاندانی فیض رحمانیہ وفیض غوثیہ سے تاریک دلوں کو منور کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ گھرانہ علم وایقان کا گہوارہ بن گیا، دور، دور سے لوگ علوم قرآنیہ واحادیث طیبہ کو سیکھنے آپ کی خدمت میں آتے اور اپنے دامن کو گوہر مراد سے بھر کر وطن کو لوٹ جاتے تھے اور آپ کے آباؤاجداد سے صرف فرنگی محل ہی علوم ومعارف کا خزانہ، نہ بنا بلکہ ہندوستان کا گوشہ گوشہ روشن وتابناک بنا۔

تعلیم وتربیت

آپ کی تعلیم وتربیت والدماجد کی آغوش ہوئی اور انہیں کی نگرانی میں آپ نے علوم عقلیہ وتفاسیر وتجوید نیز اعمال واذکار حاصل کئے اس لئے آپ کے استاذِ اول آپ کے والد ماجد ہی ہیں۔

فضائل

عمدۃ الاولیاء، سرتاج زمرۃ الاصفیاء، رہبر دین اعظم، ثانی امام اعظم، حضرت سیدنا شیخ محمد بھکاری بادشاہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کے ستائیسویں امام وشیخ طریقت ہیں آپ مشاہیر واکابرین علمائے ہند سے ہیں۔ آپ قادری مشرب، حنفی مذہب، حافظ کلام اللہ، قاری ہفت قرأت، عالم بے نظیر اور فاضل بے بدیل تھے آپ نے متعدد بار حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے اور بارگاہ رسالت سے عظیم بشارتوں سے فیض یاب ہوئے ہیں، اکثر مرتبہ سرکار غوثیت مآب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بھی زیارت فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ خود ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ دمیں اکثر زیارت حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مشرف ہوا ہوں مگر حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو تنہا کبھی بھی نہیں دیکھا بلکہ آپ کے ساتھ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہوتے ہیں اور بوقت

---

[۱] کشف المتواری فی حال نظام الدین بھکاری ص ۸۱۔

[۲]

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کلام بھی حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی م ۶۳۲ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کرتے دیکھا اور حضرت سہروردی نے خود کبھی گفتگو نہیں فرمائی جس کی وجہ سے مجھے ایک قسم کا تردد رہتا ہے۔

لہٰذا میں نے اپنے والد ماجد سے عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ پریشانی کی کون سی بات ہے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل کشف ذوالجناحین (دو بازوں والے) کہتے ہیں۔ جناح اول حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی م ۶۳۲ھ اور جناح دوم حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی م ۶۳۸ھ ہیں۔ چونکہ اس زمانے میں تمہاری ہمت شرائع اور اتباع سنت کی طرف متوجہ ہے اس لئے حضرت شیخ شہاب لدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نظر آتے ہیں — حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے علم معارف شیخ محی الدین ابن عربی کو دیا۔

حضرت مخدوم قدس سرہٗ متعدد بار ان حضرات کی زیارت سے مشرف ہوچکے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ماہ رمضان المبارک میں مجھے یہ خیال آیا کہ بہت دنوں سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت نہیں ہوئی؟ تراویح پڑھ کر سوگیا تو دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہیں اور دو صاحبان اور بھی ساتھ میں ہیں۔ جن میں ایک حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور دوسرے صاحب جن پر مستی وذوق وشوق کا غلبہ تھا ان کو میں نے نہیں پہچانا۔ تو حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغرض استفسار عرض کیا۔ تو حضرت نے ان بزرگ سے میری طرف اشارہ کرکے ارشاد فرمایا: ان سے مصافحہ کرو کہ یہی نظام الدین ہیں جن کے تم مشتاق تھے اور یہی تمہارے کلام کی طرفداری کرتے ہیں؟ ان بزرگ نے مستی وسکر سے ہوشیار ہوکر بڑے تپاک وگرمجوشی سے مجھ سے مصافحہ ومعانقہ کیا اور کہا کہ اگر یہ لوگ میرے کلام کی حمایت نہ کریں گے تو کون کریگا؟۔ لوگ اس کی قدر کیا جانیں یہ قاری ابراہیم بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے ہیں۔

اس کے بعد مجھ سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہی شیخ محی الدین ابن عربی ہیں۔ اس کے بعد حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھ گئے اور داہنی طرف شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بائیں جانب حضرت شیخ محی الدین ابن عربی بیٹھے اور مجھے اپنے روبرو بٹھایا اور حضرت شیخ اکبر نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارے دادا نے معترضین کے جواب میں اچھا رسالہ لکھا ہے اور تم نے بھی اس سے کم نہیں لکھا۔ تو میں نے اس کا جواب عرض کیا۔

حضرت مخدوم نظام الدین شاہ بھیکا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کو والد ماجد سے عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ الحمد للہ! تم کو مشغولی غوثیہ سے بہت اچھا فائدہ ہوا۔ اس کو جاری رکھو جس کے طفیل میں حقیقت مراتب غوثیہ سے بھی آگہی ہوگی۔

آپ کے متعلق حضرت سید ابرہیم بغدادی نبیرہٗ غوث اعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے کہ تم ہندی ہو، تم تو فخر اہل مدینہ ہو تم اپنا مثل نہیں رکھتے۔ اور شاہ عبدالقادر بدایونی فرماتے ہیں کہ جان لو کہ شیخ بھکاری کاکوروی جو متشرع عالم اور تقویٰ میں امام اعظم ثانی تھے۔ سالہا درس وتدریس اور مخلوق کو فائدہ پہنچایا۔ کلام مجید کے حافظ تھے اور سید ابراہیم سے شرف تلمذ رکھتے تھے۔ اور آپ کے بارے میں حضرت قاری محمد شریف فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے وطن کو واپس ہوا تو راستے میں حضرت خواجہ امکنگی سے بیان کیا کہ اس سفر میں، میں نے ایک عظیم بزرگ سے ملاقات کی ہے جو جامع جمیع صفات ولایت ہیں جیسے ادب سید الطائفہ جنید

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بغدادی م ۳۰۳ھ اور تقویٰ امام اعلم ابوحنیفہ م ۱۵۰ھ اور رموز و غموض و نکات تجوید و قرآت میں مظہر سابقین دیکھنا منظور ہو۔ وہ مولانا قاری محمد نظام الدین کو دیکھے لیکن باوجود ان سب کمالات کے بجز نشانِ عبودیت اور کچھ نہیں ۔ اس واقعہ کو حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنے پیر طریقت حضرت خواجہ امکنگی علیہ الرحمہ سے سنکر حضرت ملا عبد الکریم نبیرۂ حضرت مخدوم نظام الدین رضی اللہ عنہما سے ملاقات کے وقت اپنے خلیفۂ خاص حضرت سیدنا شیخ مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیان فرمایا ۔[1]

مالکِ خلدِ بریں کی نوازش

حضرت مخدوم سید محمد نظام الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ خود ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ: میں نے دس سال کی عمر میں کلام اللہ شریف کا مکمل حافظ ہو کر کتب درسیہ پڑھنا شروع کیا اور چودہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا ضیاء الدین محدث مدنی سے حدیث شریف کا درس لیا۔ حضرت مدنی نے ایک روز اثنائے درس میں درود شریف کی اجازت دی جس کے پڑھنے سے میں حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ: ایک روز لڑکپن کے زمانے میں میں نے کہا کہ مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو حرمین شریفین جاتے اور وہاں سے واپس چلے آتے ہیں۔ اگر مجھے یہ سعادت نصیب ہو تو میں مدۃ العمر واپس نہ آؤں! تو اس سوال پر مالک خلد بریں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور ارشاد فرمایا کہ: تم جو زیارت حرمین شریفین کر کے پھر واپس نہیں جانا چاہتے، تو ایسا نہ کرو، تم کو ہندوستان میں رہنا چاہئے تاکہ تم سے لوگ فائدہ حاصل کریں اور تم وہاں عقد کرو گے۔ جس سے اولاد صالح و عابد پیدا ہوگی پھر میرے سر پر دست مبارک رکھا جس سے میرا دماغ ایسا معطر ہوا کہ میں بے خود ہو گیا تو دست مقدس سے سر کو حرکت دیکر ارشاد فرمایا کہ بے خود ہونا آسان ہے اور باخود ہونا مشکل ہے، بندہ ساقط الخدمت سے معبود کا کام ٹھیک نہیں بنتا، خدا کا شکر کرو، جس نے تم کو اس قدر قوی استعداد عطا کی ہے صرف ہمت رجالِ سبعۂ کاملین سے تمہاری تکمیل ہوگی۔ اور اس وقت مرتبۂ احسان حقیقت تم پر مکشوف ہوگی، پھر دست مبارک سینہ پر رکھ کر فرمایا اس کی تفصیل دوسرے وقت پر موقوف ہے۔ اس کے بعد سینہ پر سے ہاتھ داہنی جانب اور داہنی سے بائیں جانب پھیر کر کلمۂ سابقہ مکرر فرمایا اس کے بعد دست مبارک اٹھا کر یہ آیت پڑھی سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

صبح کو یہ واقعہ میں نے حضرت مولانا ضیاء الدین محدث مدنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیان کیا تو وہ مجھ کو اپنے ہمراہ لے کر والد ماجد حضرت قاری امیر سیف الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں لے گئے اور ان سے بیان کیا حضرت والد ماجد نے شکرانے کی نماز ادا کر کے حضرت سے فرمایا کہ میں نے اس کے حق میں بہت سی بشارتیں بزرگوں سے سنی ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے جو آپ کی توجہ سے ظاہر ہوئی ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ ۔

حضرت مخدوم شاہ نظام الدین بھیکہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میری عمر بارہ سال کی ہوئی تو ایک رات صبح کی نماز سے پہلے میں نے سید عبد اللطیف ہراتی کے رونے کی آواز سنی، میں بے قرار ہو کر حاضر خدمت ہو گیا۔ اور رونے کی وجہ

---

[1] مشاہیر کاکوری ص ۵۰۴ و نفحات العنبریہ من انفاس القلندریہ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

دریافت کی ؛ تو انھوں نے فرمایا کہ اے نظام الدین ! میرا حال نہ پوچھو ، ایک حسین عورت کو میرے پاس لاکر کہا جاتا ہے کہ یہ تجھ پر بلا نکاح مباح ہے اس سے رقابت کرو ۔ میں ہر چند عذر کرتا ہوں ، مگر کسی طرح میری بات نہیں سنی جاتی ہے ابھی مجھ سے یہی مباحثہ ہو رہا تھا کہ تمہارے پاؤں کی آواز سن کر وہ عورت میرے سامنے سے بھاگ گئی ۔ تھوڑی دیر یہاں بیٹھ کر استغفار پڑھو کیونکہ اس راہ میں قطاع الطریق بہت ہیں جن کے دفعیہ کے لئے استغفار سے تیز کوئی چیز نہیں ۔ ان کے ارشاد کے مطابق میں نے استغفار پڑھنا شروع کیا ۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اور اپنا کام کرو !

میں نے یہ واقعہ حضرت والد ماجد سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا حضرت سید عبد اللطیف ہراتی صاحب نے سلوک کے نشیب و فراز سے تم کو آگاہ فرمایا ہے ۔ خبردار ! یہ واقعہ کسی سے نہ کہنا یہ اسرار ہیں ـــ اور عورت سے مراد دنیا ہے ، اس راہ میں نفس شیطان بن کر تارک مجرد کی توجہ کو حق سے علیحدہ کر کے دنیا کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے اس کے دفعیہ کے لئے استغفار بہت مفید ہے اسی لئے حکم دیا ہے ۔[1]

بارگاہ رسالت سے تکمیل علوم کی بشارت

آپ سے رویائے صادقہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ تمہاری تکمیل علوم ظاہر و باطن سات کاملین سے ہوگی جن میں پانچ سے ظاہر میں اور دو سے عالم ارواح میں ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ استاد اوّل ، تو آپ کے والد گرامی ہی ہیں اور

استاذ دوم : ۔ حضرت مولانا ضیاء الدین محدث مدنی رضی اللہ تعالٰے عنہ ۔ جن سے آپ نے علم حدیث پڑھی اور اس درود شریف کی اجازت حاصل کی جس سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی زیارت و بشارت نصیب ہوئی ۔

سوم : ۔ حضرت حاجی عبد اللطیف ہراتی رضی اللہ تعالٰے عنہ ۔ جن سے پاس انفاس کی تعلیم ہوئی اور انہیں کی توجہ سے اسرار باطنی بھی مکشوف ہوئے نیز انہوں نے بیس سال گذشتہ اور آئندہ کے حالات کی آپ کو بشارت دی تھی جو سب کے سب پورے ثابت ہوئے ۔

استاذ چہارم : ۔ حضرت امیر سید ابراہیم بن معین الدین ایرجی جو نبیرہ و صاحبزادہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ کے ہیں ۔ جو آپ کے پیر بیعت و اجازت و خلافت ہیں ، جن کی خدمت میں رہ کر آپ نے مراحل سلوک طے کئے اور دیگر فوائد بھی حاصل کئے ۔

پنجم : حافظ سید محمد ابراہیم ابن احمد ابن حسن بغدادی رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین ہیں ۔

مندرجہ ذیل بزرگوں سے نسبت اویسی آپ نے حاصل فرمایا ۔

استاذ ششم : ۔ حضرت غوث صمدانی غوث اعظم شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالٰے عنہ ۔

استاذ ہفتم : ۔ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رضی تعالٰے عنہ ہیں ۔[2]

---

[1] مشاہیر کاکوری ص ۴۵۱ ۔ ۴۵۲

[2] ″ ″ ص ۴۴۲ ، وکشف المتواری ص ۲۱ ، ونفحات العنبریہ ص ۲۳۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ان سات بزرگوں فیضِ صحبت سے آپ کی تعلیم مطابق ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے پوری و اکمل ہوئی ۔

بیعت

آپ کو بیعت کا شرف حضرت سید ابراہیم ایرجی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے حاصل ہوا اور آپ کے اوپر آپ کے شیخ طریقت کی جو عنایات ہوئیں اس کی تفصیل خود ہی بیان فرماتے ہیں ۔

"کرمیں نے بمقام فیروزہ آباد میں حضرت امیر ابراہیم ایرجی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیعت کا شرف حاصل کیا تو حضرت نے ایسی عنایات فرمائیں جو بیان سے باہر ہیں، چند ماہ حضرت کی خدمت اقدس میں رہا ۔ روزانہ کوئی نہ کوئی نیا انکشاف ضرور ہوتا تھا، درس و تدریس کے متعلق بھی کبھی کبھی دریافت فرماتے نیز احادیث کے درس کے وقت بھی مجھے یاد فرماتے اور مجھ سے نماز کی امامت کرواتے اور فرماتے کہ تم سے قرأت خوب ادا ہوتی ہے اور آواز بھی عمدہ ہے، تمہارے آنے سے مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے ۔"

مرشد برحق نے ایک روز آپ سے دریافت فرمایا کہ: اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیَّات کے کیا معنیٰ ہیں؟

حق بین و حق شناس مرید نے ایسے نکات بیان کئے کہ شیخ پر ایک خاص کیفیت طاری ہوگئی اور فرمایا کہ پھر کہو! اس کے بعد خوش ہوکر سر مبارک سے ٹوپی اتار کر مرید ارشد کے سر پر رکھ دی اور فرمایا کہ حدیث شریف کے معنیٰ بیان کرنے کے لئے ایسا ہی اچھا منہ چاہیئے ۔ پھر روزانہ کے وظائف دریافت فرماکر اپنی کتاب جس میں وظائف لکھے ہوئے تھے اور ساتھ میں حضرت سید احمد بغدادی م ۸۳۵ھ قدس سرہٗ العزیز کا پیراہن عطا فرمائے ۔ آپ چند روز کے بعد رخصت ہوکر اپنے وطن کاکوری تشریف لائے اور تمام حالات اپنے والد ماجد سے عرض کئے ۔[1]

والد ماجد کی خوشی

آپ اپنے مرشد برحق کی بارگاہ سے لوٹ کر جب اپنے گھر تشریف لائے تو وہاں کے تمام حالات والد ماجد سے بالتفصیل بیان کئے ۔ جس سے والد گرامی کے چہرۂ مبارک پر مسرت کے آثار نمودار ہوئے اور اسی عالمِ کیف و مستی میں ارشاد فرمایا:

اللہ تعالےٰ ترا زیادہ ازیں قبولیت بنظر	اللہ تعالےٰ تجھے اس سے بھی زیادہ قبولیت
اھل اللہ عطا فرماید تمنائے دل	اولیاء اللہ کی نظر میں عطا فرمائے کہ اس فقیر کے
ایں فقیر اینست شبانہ روز بدعائے	دل کی تمنا یہی ہے اور میں شب و روز اس کام کے لئے دعا
ایں کار ھستم ۔	گو ہوں ۔[2]

اجازت و خلافت

آپ اپنے والد گرامی کی خدمت بابرکت میں ہی تھے کہ چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا ابراہیم ایرجی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فیروز آباد سے چرکھاری تشریف لائے ہیں ۔ اور وہاں سے دہلی تشریف لے جائیں گے والد گرامی نے آپ سے ارشاد فرمایا کہ اے نظام الدین! تمہیں چرکھاری پہنچنا مناسب ہے اس لئے کہ دہلی کا سفر تمہارے لئے تکلیف سے خالی نہیں ۔ چونکہ مرشد برحق کی بارگاہ میں حاضر ہونا ضروری تھا اس لئے آپ نے چرکھاری کے لئے رختِ سفر باندھا

---

[1] مشاہیر کاکوری ص ۲۴۴ و کشف المتواری ص ۲۱، و نفحات العنبریہ ص ۳۲۳

[2] کشف المتواری ص ۲۶

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور پورے دس دنوں کی مسافرت کو طے کرکے اپنے مرشد برحق کی بارگاہ میں پہنچے اس مقام پر بھی مرشد کی بے پناہ عنایات وفضل وکرم آپ پر رہا۔ جس کی تفصیل آپ خود ہی بیان فرماتے ہیں۔

" میں اس عنایات والطاف کے قابل نہ تھا، ایک دن فرصت پاکر مرشد برحق کی خدمت اقدس میں عرض کی اے مرشد برحق! میرے ساتھ آپ کی جتنی عنایتیں ہیں ان کے شکریئے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں اور نہ میری زبان شکریہ ادا کرنے کی قوت رکھتی ہے۔ اگر مجھے ارشاد غوثیہ پر آگاہی ہوتی تو میں کسب میں عزم کرتا، تاکہ مجاہدہ میں قاصر نہ رہ جاؤں"

مرشد برحق نے فرمایا کہ بہت اچھا ہوا کہ تم نے آغاز سخن کردیا اور یہ باتیں میرے دل میں کئی دن سے تھیں۔ اس لئے اب میں نے حضرت بہار آلملۃ والدین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ سب تم کو پڑھنے کی اجازت دیتا ہوں، سوائے ان دو چیزوں کے کہ ان دونوں کی اجازت دینی مصلحت کی وجہ سے اپنے مخدوم زادہ حضرت مولانا حافظ سید ابراہیم بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دست اقدس پر موقوف رکھتا ہوں اور دوسرے دن حضرت ابراہیم ایرجی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کتب وصایا اجازت نامہ کے ساتھ اور ایک مہر عنایت کرکے وطن کی طرف روانگی کی اجازت مرحمت فرمادی۔

وطن پہنچنے پر اپنے والد ماجد سے آپ نے سارا واقعہ بیان فرمایا تو والد ماجد بہت ہی خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت سید عبدالرحیم مجذوب کو خواب میں دیکھا اور انہوں نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ایک سید مغرب کی سمت سے آویگا اور تمہارے لڑکے کو پارۂ آم دیگا، اس کو تم تنہا مت کھانا، اور کہا کہ جیسا تمہارا لڑکا ویسا میرا لڑکا اس بشارت سے بھی حضرت سید ابراہیم ایرجی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے کلام کی تصدیق ہوئی[1]

مخدوم زادہ حضرت سید ابراہیم کی آمد

حضرت شیخ نظام الدین بھکاری رضی اللہ تعالٰی عنہ مذکورہ بالا ارشاد وبشارت کے بعد سے برابر حضرت سید ابراہیم بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی آمد کے منتظر رہتے اور ہر اس شخص سے دریافت فرماتے جو مغرب کے جانب سے آتے یہاں تک کہ اسی دوران میں آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت موصوف لاہور سے آگرہ وغیرہ ہوتے ہوئے جھانسی تشریف لارہے ہیں تو آپ نے اپنے ساتھ دس بارہ رفقاء کو ساتھ لیکر کاکوری سے جھانسی کا رخت سفر باندھا اور ادھر حضرت سید ابراہیم بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی یہ کیفیت تھی کہ ہر آنے جانے والے سے حضرت مخدوم شاہ نظام الدین بھکاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے خاندان کا حال دریافت کررہے تھے، اس لئے کہ بغداد شریف سے چلتے وقت حضرت سید احمد بغدادی قدس سرہٗ العزیز نے آپ سے ارشاد فرمایا تھا کہ ہندوستان پہنچ کر حضرت قاری امیر ابراہیم ولد حضرت سید عبدالرزاق بن غوث اعظم رضی تعالٰی عنہما کی اولاد کا حال ضرور دریافت کرنا اور اگر ان میں کوئی قابل ملاقات ہو تو ملنا بالآخر حضرت مخدوم قدس سرہٗ اسی حالت انتظار میں حضرت سید ابراہیم بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں کاکوری سے جھانسی پہنچے، جیسے ہی حضرت سید ابراہیم بغدادی قدس سرہٗ نے دیکھا معانقہ فرمایا اور نہایت خوشی کے عالم میں ارشاد فرمایا۔ ع

یار در خانہ ومن گرد جہاں میگردم

پھر آپ کی جانب غور سے نظر التفات فرماکر والد ماجد کا نام دریافت فرمایا حضرت مخدوم نظام الدین بھکاری رضی اللہ تعالٰی

---

[1] کشف المتواری فی حال نظام الدین قاری ومشاہیر کاکوری ص ۴۴۴ ر ۵۴۴۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

عنہ نے اپنے والد ماجد کا نام بتایا، حاضرین محفل حیران و متعجب تھے اس لئے حضرت ابراہیم بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کی خاندانی خصوصیات کو بیان فرمائیں، چنانچہ حاضرین محفل یہ سن کر نیاز مندانہ اور تعظیماً دست بوسی کی — حضرت سید صاحب موصوف قدس سرہٗ نے آپ کے واسطے اپنی قیامگاہ سے متصل ہی ایک مکان کو تجویز فرمایا جس میں آپ نے اپنا قیام رکھا۔ مہربان میزبان نے مہمان کی ظاہری و باطنی خاطر و تواضع میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ اور دوسرے ہی دن اشراق کی نماز کے بعد جملہ حالات و واقعاتِ گذشتہ کو دریافت فرمائے، آپ نے تمام حالات کو تفصیل سے بیان کئے جس کو سن کر حضرت سید صاحب بغدادی قدس سرہٗ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ اب عنقریب کالپی پہنچ کر اعتکاف کے مکان کو معین کر کے مشغولی ارسال غوثیہ ؏ کی اجازت دی جائے گی۔ کیونکہ ضابطۂ مقررہ مشروطہ بشرائط اعتکاف ہے، بالفعل رسالہ "ملہماتِ قادری" دیکھو!

چنانچہ دوسرے دن مذکورہ کتاب عطا ہوئی اور آپ نے اس کو دیکھنا شروع کیا، تو سب سے پہلے مشغولی ارساد غوثیہ کا ذکر تھا۔ اور دیگر بہت سے اسرار و نکات غامضہ تصوف کا بیان تھا جس کے مطالعہ سے بہت فائدہ ہوا۔ یہاں تک کہ بیس۲۰ دن تک حضرت کی خدمت میں جھانسی ہی میں آپ نے گزاری — اسی دوران میں ایک دن حضرت سید صاحب بغدادی نے دریافت فرمایا۔ کہ اس کتاب "ملہمات قادری" کے مطالعہ سے اصل مطلب بھی نکلا؟ تو کتاب مذکور سے آپ کو جو فوائد حاصل ہوئے تھے اس کو بیان فرمایا۔ پھر دریافت فرمایا: "عوالم المعالم" کتاب بھی دیکھی ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ عرصہ ہوا کہ جب والد ماجد سے "مع شرح ابراہیمی جو حامل المتن" ہے پڑھی تھی۔ تو حضرت بغدادی قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ شرح ابراہیمی بھی میرے پاس ہے کالپی پہنچ کر اس کا بھی درس ہوگا، اس لئے کہ میرے والد ماجد حضرت سید احمد صاحب بغدادی قدس سرہٗ کا ارشاد ہے کہ جس نے کتاب "عوالم المعالم" غور سے نہیں دیکھی اس کو مسائل ملہمات کے سمجھنے میں دقت ہوگی"۔ الحمد للہ! کہ تم کتاب "عوالم" پڑھ چکے ہو — تو حضرت نے فرمایا کہ کتاب کے مطالب سمجھنے کے لئے ذہن عالی درکار ہے مجھے اس قدر قابلیت نہیں تاوقتیکہ آپ کی توجہ نہ ہو؟ اس پر سید صاحب بغدادی قدس سرہٗ نے نہایت خوشی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس راہ ہستی میں نیستی راہبر ہے، جس شخص کا سرمایہ نیستی ہے اس کے لئے ہستی حق دم نقد ہے۔ ؎

کالپی آمد

آپ کچھ دنوں کے بعد حضرت سید ابراہیم بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہمراہ کالپی شریف لائے، سید صاحب بغدادی قدس سرہٗ نے ایک پرانی مسجد جو مابین فرودگاہ دریائے جمنا کے واقع تھی اعتکاف کے لئے تجویز فرمائی اور اعتکاف کا حکم دیا۔ اور شرائط اعتکاف بھی ایک کاغذ پر لکھ کر دیدیئے۔ چنانچہ غرۂ ذیقعدہ سے اعتکاف شروع ہوا حضرت سید صاحب روزانہ شب میں پیادہ پا اعتکاف کی جگہ تشریف لاتے (جس کی مسافت میل بھر کے برابر تھی) اور واقعات دریافت فرماتے جب عید اضحیٰ کے دن اعتکاف سے فارغ ہوئے تو اس روز سید صاحب کی مسرت کی انتہا نہ تھی، جو ان کے پاس آتا اسے فوراً حضرت مخدوم صاحب کے پاس بھیجتے اور نذر دلواتے۔ فراغتِ اعتکاف کے بعد ایک دوسرا مکان جو ان کے مکان سے متصل تھا قیام کے

؏ حضرت سیدنا عبدالرزاق بن غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ مشغولی ارسال غوثیہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ مجھکو اس مشغولی کی تلقین والد ماجد سے ہوئی اور والد ماجد کو حضرت خضر علیہ السلام سے اسی وجہ سے اس کو ارسال کہتے ہیں۔ (مشاہیر کاکوری ص ۴۴۴)

؎ مشاہیر کاکوری ص ۴۴۴۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

لئے تجویز کردیا۔ سید صاحب روزانہ بعد نماز صبح مشغولی تلقین فرماتے، شرح عوارف جیدی معہ ملہمات کا درس دیتے اور بعد نماز ظہر تفسیر معالم و بخاری شریف سنتے۔ اور بعد نماز عصر مُسبّعات عشر قادری پڑھواتے، پھر مغرب کی نماز تک سکوت برعایت پاس انفاس، ذکر خفی اسم ذات کا حکم فرماتے اور بعد نماز مغرب کلام اللہ کی تلاوت کراتے، چار مہینہ تک جو تین چلّہ کی میعاد ہوتی ہے اوقات منضبط کرنے کی تاکید فرمائی۔

غرض کہ حضرت مخدوم صاحب قدس سرہٗ چھ ماہ حاضر خدمت رہے اس عرصہ میں جو کیفیات وارد ہوتے تھے وہ عرض کرتے چھ مہینہ کے بعد وطن آنے کی اجازت دی اور واپسی کی تاکید بھی فرمائی۔ رخصت کے وقت کلاہ مبارک اور شال۔ یعنی اجازت نامہ مہری اور رومال حضرت سید احمد بغدادی قدس سرہٗ اپنے دست مبارک سے عطا کئے حضرت سید صاحب قدس سرہٗ کی خدمت سے رخصت ہو کر اپنے وطن کاکوری تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کی قدم بوسی کر کے سفر و حضر کے تمام حالات و کیفیات عرض کئے جس کو سن کر ارشاد فرمایا۔

"اے نظام الدین! راہ سلوک میں سب سے علیحدہ اور حق سے لا رہنا چاہیئے دو ماہ کے بعد فوراً حضرت سید ابراہیم بغدادی قدس سرہٗ کی خدمت میں جاؤ اور ایسے جوان مبارک سرشت کی صحبت اپنے حق میں کبریتِ احمر سمجھو میری دلی تمنا ہے کہ اللہ تعالٰے تم کو بلند مرتبہ پر فائز فرمائے۔"[1]

کالپی کا دوسرا سفر

حضرت مخدوم نظام الدین سید شاہ بھیکاری رضی اللہ تعالٰے عنہ دو مہینہ سے قبل ہی حضرت سید صاحب بغدادی قدس سرہٗ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہو گئے اور مزید عنایات و توجہات سے سرفراز فرمایا۔ اور اسی اثنا میں حضرت مخدوم قدس سرہ نے ملہمات کا فارسی زبان میں ترجمہ شروع کیا جو دو ماہ میں ختم کر کے حضرت سید صاحب بغدادی قدس سرہٗ کی خدمت میں پیش کیا جس کو حضرت موصوف نے بہت پسند فرمایا اور جا بجا اصلاح سے مزین فرمایا اس کے بعد پھر آپ کاکوری شریف واپس آگئے۔

پھر چوتھی مرتبہ کی حاضری میں سید صاحب نے فرمایا کہ بزرگانِ ہند کے آثار کی زیارت جو اس ضلع میں جنوب کی جانب واقع ہیں ضرور کرنا چاہیے۔ اس کے بعد آپ حضرت سید صاحب بغدادی قدس سرہٗ کے ہمراہ دکن تشریف لے گئے۔ جہاں پر بزرگانِ دین اور چالیس ابدالوں سے ملاقات ہوئی۔ جنہوں نے بشارتیں دیں اور وہاں سے واپسی پر ایک روز فرمایا کہ راتیں دورۂ کلام اللہ کے بعد معالم التنزیل اور جامع الاصول کا درس نہایت ضروری ہے، پھر اس کے بعد حاضری کی مدت کے متعلق ایک روز دریافت کر کے فرمایا کہ میں تمہاری جدائی ایک مہینہ سے زیادہ نہیں چاہتا، چار مہینہ یہاں اور ایک یا دو ماہ اپنے والد کی خدمت میں کاکوری رہا کرو؟

آپ کی تقریر کا اثر

ایک روز سید صاحب بغدادی قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ آج محبت و اخلاص کی احادیث بیان کرو! چنانچہ آپ نے تقریر شروع کیا۔ اس وقت حاضرین پر جو کیفیت طاری ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ خود سید صاحب قدس سرہٗ کو ایسا استغراق ہوا کہ تمام محفل بے ہوش ہو گئی استغراق کے بعد حضرت سید صاحب نے کمر بند

---

[1] مشاہیر کاکوری ص ۲۴۴۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

غوثیہ عطا فرمایا اور صبح کی نماز حضرت مخدوم شاہ بھیکاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اقتدا میں آپ کی قیام گاہ پر ہی پڑھی۔ اور ارشاد فرمایا۔ تم کو اپنے جد امجد قاری ابراہیم کا منصب ملا اور فرمایا کہ جس روز میرے جد امجد حضرت سیدنا عبدالرزاق بن غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قاری ابراہیم قدس سرہما کو مسند خلافت پر بٹھایا وہ عید اضحی کا دن تھا۔ تم بھی آج اپنے جد امجد کے قائم مقام ہو لہذا تم ہی امامت کرو۔

آپ نے نماز پڑھائی، نماز کے بعد خادموں سے ارشاد فرمایا کہ خوانوں میں شیرینی لاؤ؟ چنانچہ پچاس خوانوں میں مصری کے کوزے حاضر کئے گئے۔ اس پر حضور سید کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم و پیران سلسلہ کا فاتحہ ہوا۔ اور پانچ خوان حضرت مخدوم شاہ بھیکاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو وطن میں تقسیم کے لئے دیا گیا اور نصف حاضرین میں تقسیم کیا گیا اور بقیہ حصہ روسائے کاپی میں تقسیم فرمایا۔ اس کے بعد شال مہری، ضوابط ارسالِ غوثیہ، مجموعہ اوراد شریف عطا فرمایا۔ اور مصافحہ و معانقہ کرکے وطن آپ کو رخصت فرمایا — سید صاحب بغدادی قدس سرہٗ جب تک کاپی میں مقیم رہے آپ سال میں متعدد بار حاضر خدمت ہوتے رہے۔ ایک مرتبہ حضرت بغدادی قدس سرہٗ کا خط آپ کی خدمت میں اس مضمون کا پہنچا۔

"کہ رمضان شریف کا ایک مہینہ باقی ہے، بغداد شریف کے چند قاری اور قاری محمد شریف مدنی یہاں آئے ہوئے ہیں اور تمہاری ملاقات کے مشتاق ہیں اگر فرصت ہو تو چلے آؤ"

خط پاکر آپ کاکوری سے مولانا عبدالرشید ملتانی شیخ بدرالدین مانک پوری، مولوی نصرالدین سنبھلی اور حافظ محب اللہ خیرآبادی کے ہمراہ کاپی تشریف لائے۔ چونکہ قرآن خوانی و ادائے قرآت میں بھی آپ یکتائے زمانہ تھے وہاں پہنچنے پر حضرت سید صاحب بغدادی قدس سرہٗ نے رمضان شریف کے پورے دنوں کو اس طرح تقسیم فرمائی۔

اوّل عشرہ میں حضرت مخدوم شاہ نظام الدین بھیکاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ دوسرے عشرہ میں جناب قاری محمد شریف صاحب اور تیسرے عشرہ میں جناب قاری حمیدالدین بغدادی اور ایک سپارہ مغرب بعد نماز اوابین میں قاری مبارک اللہ بغدادی پڑھیں گے، چنانچہ پہلی شب سے حسب الحکم حضرت مخدوم شاہ نظام الدین بھیکاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پڑھنا شروع کیا سامعین بہت زیادہ محظوظ ہوئے اور کہا کہ، تم ہندی ہو۔ تم تو فخر اہل مدینہ ہو رعایت دقائق، تجوید و شد و مد اور خوش الحانی جس قدر تم میں ہے وہ دوسرے میں نہیں ہے حق یہ ہے کہ تم اپنا مثل نہیں رکھتے۔

ایک روز حضرت سید بغدادی قدس سرہٗ سے قاری محمد شریف نے عرض کیا کہ، میں نے سنا ہے کہ مولانا نظام الدین کو حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے مصنفات پر بہت عبور حاصل ہے۔ اس لئے اگر رمضان شریف کے بعد فصوص الحکم کا بیان ایک وقت معین پر ہوا کرے تو بہت ہی اچھا ہوگا۔ سید صاحب بغدادی قدس سرہٗ نے ان سے فرمایا کہ مہمان کی خاطر ضرور کرنا چاہئے چنانچہ دوسری شوال سے فصوص الحکم کا بیان شروع ہوا۔ حضرت مخدوم صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس قدر بسیط تقریر فرمائی کہ سامعین حیران و دنگ رہ گئے، آپنے اپنے بیان کو اس طرح جاری فرمایا کہ ایک جملہ کتاب مذکور کا اور اس کی تطبیق دس بارہ آیات قرآنی اور اسی قدر احادیث سے مدلل کرکے بڑے واضح انداز میں بیان فرمایا جس سے سامعین بہت ہی محظوظ و مسرور ہوئے [1]

---

[1] مشاہیر کاکوری صفحہ ۲۴۴۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

شاہ عبدالرحیم مجذوب سے ملاقات

حضرت مخدوم شاہ نظام الدین بھکاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کاپی شریف سے لوٹتے وقت راستے میں شاہ عبدالرحیم مجذوب سے ملاقات فرمائی۔ جو آپ کے والد ماجد کے قریبی دوست تھے حسب ارشاد ان کا پتہ راستے میں لوگوں سے دریافت فرماتے رہے چنانچہ معلوم ہوا کہ قریب ہی میں ایک بزرگ ہیں، جن کا سارا وقت جنگل کے گشت میں گزرتا ہے اور جب کچھ افاقہ ہوتا ہے تو گاؤں میں آکر باب اللہ تکیہ دار کے مکان پر قیام فرماتے ہیں۔

یہ تفصیل معلوم کرکے آپ مرزا شمس الدین خاں اور مولانا عبدالرشید ملتانی قدس سرہما کو ساتھ لے کر باب اللہ تکیہ دار کے مکان پر تشریف لے گئے۔ وہاں جاکر آپ نے ان کو اس حالت میں پایا کہ برہنہ بیٹھے ہوئے بڑ کو مار رہے ہیں۔ آپ نے قریب جاکر ان کو سلام کیا تو مجذوب صاحب نے بہت ہی کڑک کر جواب دیا۔ اور ارشاد فرمایا؛

”اے نظام! مسئلہ شیر مادر صوفیا، تو پڑھ چکا اچھا پڑھا! اور عرب کے قاریوں کے سامنے تو نے کتاب فصوص الحکم بھی خوب پڑھی۔ اب فص محمدی میرے سامنے پڑھ“

آپ نے پڑھنا شروع کیا۔ مگر اس کے مطالب سے عام سامعین نے کچھ بھی نہیں سمجھا جس کو حضرت مجذوب نے اپنے لائق اور قریبی دوست کے شہزادے کو سکھایا۔ تقریر ختم ہونے کے بعد حضرت مجذوب نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی کہ؛ جو کچھ سنت ہے فرض ہوا، اور جو فرض ہے وہ سب ہو۔ آمین، آمین، آمین۔ اس کے بعد فرمایا اے نظام! میرا بھائی تیرے انتظار میں ہے۔ اس لئے اپنے والد ماجد کی خدمت میں جلد جاؤ اور میرا سلام عرض کرنا اور یہ کہنا کہ جو کچھ میرے پاس تھا وہ میں نے تیرے لڑکے کو دیدیا۔ آپ وہاں سے رخصت ہوکر اپنے وطن کاکوری تشریف لائے اور والد ماجد سے تمام کیفیات کو عرض فرمایا والد ماجد نے ان تفصیلات کو سن کر یہ دعا کی کہ؛

یارب العزت ہر نعمتے کہ باسلاف ما دادی امیدوارم کہ اولاد ما نیز ازاں نعمت بہرہ ور باشد۔

اے رب العزت ہر وہ نعمت جو تو نے ہمارے بزرگوں کو عطا کی میں امیدوار ہوں کہ میری اولاد بھی ان نعمتوں سے مالا مال ہوگی۔[1]

ارشادات

آپ کے ارشادات عالیہ بڑے عالی اور معرفت سے پر ہوتے تھے۔ فرماتے کہ شرافت دو قسم کی ہوتی ہے شرافت نسبی، اور شرافت کسبی۔ اگرچہ شرافت نسبی کا درجہ بڑا ہے لیکن شرافت کسبی جس سے رذائل بشری دور کرنا اور حامد انسانی سے متصف ہونا مراد ہے اور یہ مخصوص ریاضت و مجاہدہ سے حاصل ہوتی ہے اور یہ شرافت نو قسموں پر ہے۔ جیسا کہ قاری امیر ابراہیم ”شرح عوالم جنیدی“ میں تحریر فرماتے ہیں جس کے اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

① معرفت الٰہی ② معرفت کلام ③ معرفت احادیث ④ معرفت اقوال اولیاء اللہ ⑤ معرفت کلام ملوکِ عادل ⑥ معرفت اخلاق حمیدہ ⑦ معرفت کلام صالحین و علمائے محققین ⑧ معرفت قلوب ⑨ معرفت ایمان و یقین۔

● فرماتے کہ میری اولاد میں جو کوئی شراب خور یا رافضی ہوگا، اس کی نسل منقطع ہوجائے گی اور نہایت ذلت سے دنیا میں رہے

---

[1] مشاہیر کاکوری ص ۵۰ ۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

گا اور عذاب آخرت میں گرفتار ہوگا۔ ● میری اولاد میں جو کوئی شادی بیاہ میں ناچ رنگ کریگا۔ اس کا انجام رنج و غم کے سوا کچھ نہ ہوگا ● میری اولاد قیامت تک حافظ قرآن ہیں اور عالم علوم دین اور فقراء ہوتے رہیں گے ● وہ لوگ نہایت قابل افسوس ہیں جو اپنے اخلاق سے لوگوں کے قلوب کو خوش نہیں رکھتے حالانکہ دلوں کا خوش رکھنا خدا کی خوشنودی کی دلیل ہے۔

منقول ہے کہ مخدوم شیخ سعدی صدیقی چشتی کاکوروی کو جو کچھ فتوحات ہاتھ ہوتے اس کو اسی دن خرچ کر ڈالتے اور فرماتے کہ نہ باسی بچے نہ کتا کھائے۔ آپ نے اس جملہ کو سن کر ارشاد فرمایا کہ: بہتر یہ ہے کہ باسی بچے اور کتا کھائے، کیونکہ بچانے میں غیر کو نفع پہنچانا ممکن ہے اس کے علاوہ یہ امر باعث اطمینان خاطر بھی ہے اسی وجہ سے صحابۂ کرام برابر خشک روٹی کے ٹکڑے جیبوں میں رکھتے تھے اور یہ امر توکل کے منافی نہیں۔[1]

آپ کے صبر و رضا تفویض و تسلیم کا اندازہ آپ کے صحائف سے جو کشف المتواری اور مطالب رشیدی میں طبع ہو چکے ہیں، بخوبی ہو سکتا ہے۔

اولاد کرام

حضرت کا نکاح قصبہ ہرگام ضلع سیتاپور میں ہوا تھا جس سے چھ[2] صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہوئیں ایک صاحبزادی قصبۂ کشور میں سادات کے خاندان میں منکوح ہوئیں جن کے بطن سے سید بیر محمد ہوئے۔ دوسری کا نکاح سید جلال الدین بن مخدوم شیخ سعدی چشتی صدیقی کاکوری کے ساتھ ہوا تھا۔ تیسری کا نکاح ہرگام میں ہوا تھا اور چوتھی صاحبزادی کا انتقال ہوگیا تھا۔ صاحبزادے بھی جو تھے وہ بڑے عالم و فاضل حلیۂ صلاح و تقویٰ سے آراستہ تھے ان کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

① حضرت سید شیخ عالم ② حضرت سید شیخ سمن ③ حضرت حافظ سید شیخ شہاب الدین معروف بہ شیخ سوندھن ④ حضرت شیخ فتن ⑤ حضرت سید شیخ عبداللہ ⑥ حضرت سید شیخ خواجہ۔ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین[2]

ان شہزادوں میں سے حضرت حافظ شہاب الدین اور شیخ خواجہ والد ماجد کے سامنے ہی وصال فرمایا اور شیخ عبداللہ آپ کے جانشین بن کر چکے۔

خلفاء

آپ کے جلیل القدر خلفائے کرام کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

① حضرت سید شیخ عبداللہ بن مخدوم سید شیخ نظام الدین بھیکاری ② حضرت قاضی ضیاء الدین عرف جیار ③ حضرت ملا عبدالرشید ملتانی مصنف زاد الآخرت ④ حضرت میر شرف الدین شکارپوری۔ ⑤ حضرت سید شیخ محمد خورجوی ⑥ حضرت شیخ بدیع الدین مانکپوری ⑦ حضرت مولانا نصر الدین سنبھلی ⑧ حضرت محب اللہ خیرآبادی ⑨ حضرت مرزا شمس الدین خاں کوکا ⑩ حضرت ملا عبدالکریم[ع] نبیرہ حضرت شاہ نظام الدین بھیکاری رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین[3]

---

[1] مشاہیر کاکوری ص ۳۵۳ [2] مشاہیر کاکوری ۳۵۶ [3] مشاہیر کاکوری ص ۳۵۶۔

[ع] حضرت سید شیخ ملا عبدالکریم بن حضرت حافظ شہاب الدین عرف سوندھن بن قاری نظام الدین عرف شاہ بھیکا رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔ حافظ شہاب الدین عرف سوندھن کا وصال حضرت مخدوم شاہ بھیکا کے سامنے ہی ہوگیا تھا اس لئے حضرت سید شیخ عبدالکریم کو بجائے اپنے فرزند کے پرورش کی تیرہ برس کی سن میں آپ نے جملہ کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی تربیت ظاہر و باطن و نیز اجازت و خلافت اپنے جد بزرگوار

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تصانیف آپ کی چار تصانیف موجود ہیں ① کتاب منہج جو اصولِ حدیث سے متعلق ہے ② کتاب معارف اس میں مسائل تصوف سے بحث ہے ③ ترجمہ و شرح کتاب ملہمات قادری بزبان فارسی یہ ترجمہ اور شرح آپ نے دوران کالپی حسب الحکم حضرت سید ابراہیم بغدادی تصنیف فرمائی ④ تحفۂ نظامیہ یہ رسالہ تین سوالوں کے مدلل و مبسوط جوابات پر مشتمل ہے۔[1]

وصال آپ کا وصال ۸ آٹھ ذیقعدہ ۱۰۱۹ھ مطابق ۱۶۱۰ء اکیانوے سال کی عمر میں ہوا۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔[2]

ہی سے پائی وہ آپ کو بے انتہا عزیز رکھتے تھے۔ چنانچہ آخر وقت انہوں نے تجویز کی کہ آپ دہلی جاکر پروانجات معافی جہانگیر بادشاہ کے دربار سے اپنے نام لے آویں کیونکہ اس زمانے میں معمول تھا کہ بلا حصولِ پروانۂ جدید بادشاہ وقت معافی جاری نہیں کرتا تھا۔ لہذا عہد جہانگیر میں جو نیا بادشاہ ہوا تھا حضرت مخدوم نے آپ کو اپنا قائم مقام کرکے دہلی رخصت فرمایا۔ جس روز آپ کرجھن پہنچے اسی روز حضرت مخدوم کی طبیعت علیل ہوگئی، تو آپ کو واپس بلوالیا گیا اور سات روز تک خلوت میں رکھ کر تمام دولت باطنی و آبائی سے آپ کو مالا مال کردیا۔ پھر رخصت کرکے فرمایا کہ راستہ میں اگر کوئی خبر سننا تو واپس نہ ہونا۔ چنانچہ ادھر آپ وہاں سے رخصت ہوئے ادھر ۸ ذلقعدہ کو آپ کے جدامجد کا وصال ہوگیا۔ جب آپ دہلی پہنچے تو مرزا غیاث مغل کے یہاں قیام فرمایا اس زمانے میں وہ بڑا ہی بدحال تھا۔ اور اس کی لڑکی نورجہاں علی قلی بیگ مخاطب بشیر افگن خاں صوبہ دار بنگالہ کے عقد میں تھی آپ وہیں رہے۔ اور کسی عہدہ دار شاہی سے ملاقات نہ کی مگر وہ مغل آپ کی خدمت بہت کرتا تھا۔ اور یہ کہتا کہ افسوس کہ میرا عمل دخل بادشاہ کے یہاں نہیں ورنہ میں خود آپ کے پروانہ جات درست کروادیتا۔ اسی زمانۂ قیام میں آپ سے اور حافظ محمد حسن یگانہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ سے بہت زیادہ رسم و ملاقات ہوگئی تھی۔ ایک روز انہیں کے ساتھ آپ حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ملاقات کو گئے۔ وہ نہایت اخلاق سے پیش آئے دو روز آپ ان کے حلقۂ ذکر میں شریک ہوئے اور اپنی نسبت قادری میں متوجہ رہے۔ تیسرے دن حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت خواجہ باقی باللہ سے عرض کیا کہ دو روز سے برابر میں دیکھتا ہوں کہ آپ بواسطۂ نسبت قادری اہل حلقہ پر توجہ فرماتے ہیں؟ تو آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ بیشک مگر اس نسبت کا ظہور ان صاحبزادہ کی وجہ سے ہے جو حضرت مولانا قاری نظام الدین قادری کے پوتے و جانشین ہیں۔ اکثر محامد و مناقب مولانا میں نے اپنے پیر حضرت خواجہ امکنگی سے سُنے ہیں حضرت مجدد الف ثانی نے یہ سنکر آپ سے معانقہ کیا اور فرمایا کہ مجھکو آپ کے خاندان سے نسبت تلمذ حاصل ہے میں نے تفسیر بیضاوی وغیرہ مولانا سید عبدالرشید ملتانی خلیفہ حضرت مخدوم شاہ بھیکاسے پڑھی ہے۔ بعد ختم جلسہ آپ نے حضرت خواجہ سے رخصت ہونا چاہا مگر انہوں نے رخصت نہ کیا اور تین روز آپ کی دعوت کی تیسرے روز آپ کو بکمال عزت رخصت کیا اور مرزا غیاث کے یہاں تشریف لاتے اور اس سے فرمایا کہ میں کل صبح وطن جاؤں گا اور یہ پروانہ جات تم لکھوادینا، اسے بڑا تعجب ہوا۔ آپ نے فرمایا تعجب نہ کرو خدا کی قدرت سے کچھ بعید نہیں اور آپ کاکوری آکر درس و تدریس میں مشغول ہوگئے چند سال کے بعد مرزا غیاث کا داماد مار ڈالا گیا اس کی لڑکی نورجہاں کو جہانگیر بادشاہ نے اپنے محل میں داخل کرنا چاہا اس نے یہ شرط رکھی کہ میرے باپ کو وزارت اور بھائی کو منصب ہفت ہزاری دو؟ جہانگیر نے اس کو قبول کرلیا اور نکاح کرکے باپ کو وزیر اور اعتماد الدولہ کا خطاب اور اس کے بھائی مرزا ابوالحسن کو آصف الدولہ کا خطاب دیکر صوبہ دار بنگالہ کردیا۔ جب وہ دہلی سے بنگال جانے لگا تو اس کے باپ نے کہا کہ کاکوری جاکر حضرت مخدوم کو جدید معافی کا پروانہ اور پانچ ہزار بیگہ زمین دیدینا اس نے حاضر ہوکر اس پر عمل کیا لیکن آپ نے جدید پروانہ کی معافی کو واپس کردیا۔[3]

[1] مشاہیر کاکوری ص ۵۰۶ ... [3] حاشیہ نفحات العنبریہ ص ۳۲۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تاریخ وصال

چوں نظام الدین قاری شیخ بھیکہ ۸۱۹ — سوئے جنت اسپ ہمت تاختہ
ہشتمیں ذیقعدہ بودہ سال او — در سن ہجری چنیں دریافتہ
آمدہ اعداد کامل سال او ۹۱ — نہصد و ہشتاد و یک بے ساختہ ۹۸۱

مزار مبارک آپ کا مزار پر انوار قصبہ کاکوری کے وسط میں محلہ جھنجھری روضہ میں والد ماجد کے متصل خطیرہ میں واقع ہے۔[1]

---

[1] مشاہیر کاکوری ص ۲۵۶

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور
بست و ہشتم

شہنشاہ ولایت

حضرت قاضی ضیاء الدّین عرف شیخ جیاء رضی اللہ تعالٰی عنہ

سنہ ۹۲۵ھ ــــــــــ ۲۱ رجب المرجب سنہ ۹۸۹ھ

التجا اے زندۂ جاوید اے قاضی جیا
اے جمال اولیاء یوسف لقا امداد کن

(اعلیٰحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِكۡ عَلَيۡهِ وَعَلَيۡهِمۡ وَعَلَى الۡمَوۡلَى الۡقَاضِيۡ
ضِيَاءِ الدِّيۡنِ الۡمَعۡرُوۡفِ بِالشَّيۡخِ جِيَاءۡ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنۡهُ ط

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیاء مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے

ولادت آپ کی ولادت مقدسہ قصبہ نیوتنی ضلع لکھنوٴ ۹۲۵ھ میں ہوئی "قاضی جیاء" تاریخ ولادت پر دال ہے[1]

اسم شریف آپ کا نام نامی و اسم گرامی قاضی ضیاء الدین عرف شیخ جیا ہے۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام حضرت سلیمان بن سلونی العثمانی رضی اللہ تعالےٰ عنہما ہے

تعلیم و تربیت آپ کی تعلیم و تربیت ابتداء میں گھر پر ہی ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے گجرات کا سفر اختیار فرمایا اور وہاں حضرت علامہ وجیہ الدین بن نصر اللہ علوی گجراتی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے علوم دینیہ حاصل فرمایا اور اسی دوران تعلیم حضرت علامہ وجیہ الدین علیہ الرحمہ نے اپنی لڑکی کا آپ سے عقد کر دیا۔ جس کا واقعہ اس طرح ہے۔

آپ حضرت علامہ وجیہ الدین قدس سرہٗ کی بارگاہ میں تعلیم حاصل کرنے لگے استاذ محترم کی دختر نیک اختر شدید مرض میں گرفتار تھی اور تمام اطباء علاج کرنے سے عاجز آگئے تھے شیخ کی پریشانی دیکھ آپ کو ہنسی آگئی۔ طلبہ نے ہنسی کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر استاد محترم میرا سبق تم لوگوں کے سبق سے پہلے معین کر دیں تو میں اس جن کو حضرت کی دختر اور جمیع اہل خانہ سے دور کردوں! استاذ نے آپ کی درخواست منظور کر لی اور آپ نے دعاء فرمائی جس سے حضرت شیخ کی دختر نیک اختر تندرست و صحتیاب ہوگئی۔ حضرت استاذ نے خوش ہو کر اپنی دختر کا نکاح آپ سے فرمایا، اس کے بعد ایک عرصے تک آپ کا قیام گجرات میں رہا۔[2]

فضائل شہنشاہ ولایت، تاجدار ارباب ولایت، اعاظم اصحاب ہدایت حضرت قاضی ضیاء الدین عرف شیخ جیا رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے اٹھائیسویں امام و شیخ طریقت ہیں آپ مرید و خلیفہ حضرت شیخ نظام الدین شاہ بھیکاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہیں آپ احوال قویہ و عبادت و تصرف کثیرہ رکھتے تھے آپ نے علوم ظاہری حضرت

---

[1] سلاسل الانوار، بحر ذخار، برکات اولیاء ص ۱۸۰۔

[2]

[3] ملا شیخ وجیہ الدین گجراتی قدس سرہٗ آپ کی ولادت باسعادت ماہ محرم الحرام ۹۱۱ھ میں جانپانیر ضلع گجرات میں ہوئی، آپ نے اپنے علم و فضل کا دریا احمد آباد گجرات میں بہایا پوری زندگی درس و تدریس میں گزاری آپ ایک جید عالم دین تھے۔ علامہ عبدالقادر بدایونی م ۱۰۰۴ھ اپنی کتاب منتخب

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

شیخ وجیہ الدین گجراتی قدس سرہٗ سے حاصل فرمایا اور علوم باطن حضرت شیخ محمد بن یوسف قرشی برہانپوری قدس سرہما سے بھی حاصل فرمایا۔ آپ مشرب قادریہ رکھتے تھے اور یہ واسطہ آپ کا سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ شاہ تراب علی قلندری قدس سرہٗ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "کشف المتواری" میں آپ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ: آپ صاحب تحقیق وصاحب باطن وصاحب کشف وکرامات تھے۔[1]

حضرت خضر علیہ السلام سے اکتساب فیض

آپ کسب علم کی غرض سے خردسالی میں اپنے وطن سے نکلے اور احمدآباد گجرات کے جنگل میں راہ بھول گئے۔ اس وقت حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور آپ سے ارشاد فرمایا کہ،

تم کو چالیس روز تک میری خدمت میں رہنا ہوگا!

چنانچہ آپ نے برضاوخوشی اس دعوت کو قبول فرمایا اور چالیس دن تک حضرت خضر علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں رہے اور اس چالیس دنوں میں آپ کو جمیع علوم ظاہری وباطن سے آراستہ فرمایا۔[2]

خلافت واجازت

آپ نے خرقۂ خلافت واجازت حضرت شیخ نظام الدین شاہ بھیکاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے حاصل فرمایا اور وہی آپ کے پیر طریقت وروحانی پیشوائے اعظم ہیں۔

بارگاہِ رسالت سے بشارت

آپ نے زیارت حرمین طیبین بھی فرمائی تھی چنانچہ واقعہ اس طرح ہے کہ آپ طواف وزیارت خانۂ کعبہ کے بعد مدینۂ طیبہ کا قصد فرمایا اور بارگاہ رسالت میں حاضری کا شرفِ عظیم حاصل فرمایا ایک رات جب آپ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے روضہ منورہ پر قیام پذیر تھے کہ اسی دوران میں نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ تو سرکار دوجہاں علیہ السلام نے آپ کو اپنی نوازشات سے سرفراز فرمایا۔[3]

التواریخ" میں لکھتے ہیں کہ شاید ہی کوئی درسی کتاب چھوٹی یا بڑی ہوگی جس کی انہوں نے شرح یا حاشیہ نہ لکھا ہو لیکن لوگ انہیں ایک ولی مانتے تھے۔ "خلائق بیوستہ از انفاس متبرکہ او فیض رسید وحق سبحانہ، اسم الشافی را ظاہر واورا مظہر ساختہ بود، تا ہر روز جمیع لاتعد ولاتحصیٰ از بیماران ومحنت زدگاں بہ او آمدہ التماس دعا می نمودند واثر آں زود می یافتند" آپ کی زندگی نہایت سادہ تھی موٹا کپڑا پہنتے اور عام لوگوں کی طرح رہتے، جو کچھ آتا وہ دوسروں پر خرچ کر دیتے امیروں کے گھر بطور خود کبھی نہ جاتے۔ ایک دفعہ حکام وقت کے طلب پر بجبر واکراہ جانا پڑا۔ ورنہ گھر اور مسجد کے احاطہ سے باہر قدم نہ نکالتے۔ آپ کی مندرجہ ذیل چند تصانیف سے آپ کی علمی وجاہت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں وہ یہ ہیں: (۱) حاشیہ تفسیر بیضاوی (۲) شرح النخبہ دراصول حدیث (۳) شرح عضدی (۴) حاشیہ تلویح (۵) حاشیہ بزدوی (۶) حاشیہ ہدایۃ الفقہ (۷) حاشیہ شرح وقایہ (۸) حاشیہ مطول (۹) حاشیہ مختصر (۱۰) حاشیہ تجرید (۱۱) حاشیہ اصفہانی (۱۲) حاشیہ شرح عقاید تفتازانی (۱۳) حاشیہ برحاشیہ قدیمہ محقق دوانی (۱۴) حاشیہ شرح مواقف (۱۵) حاشیہ شرح چغمنی (۱۶) شرح تحفہ شاہیہ (۱۷) شرح رسالہ ملا علی توشجی (۱۸) حاشیہ فوائد ضیائیہ شرح جامی (۱۹) شرح ارشاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی (۲۰) شرح ابیات سہل

[1] سلاسل الانوار، بحر زخار، برکات اولیاء ص ۱۸ [2] سلاسل الانوار [3] سلاسل الانوار۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مسندِ رشد و ہدایت آپ زیارت حرمین طیبین کے بعد ہندوستان تشریف لائے اور اپنے شہر میں واپس آکر علوم و معارف کے دریا بہائے۔ اور آپ کی ذات با برکات سے تحصیل علوم اسلامیہ کے علاوہ کثیر افراد نے رشد و ہدایت حاصل کرکے اسلام کے سچے فدادار بن کر چکے۔

اولاد امجاد آپ کے صاحبزادوں کی تعداد چار ہیں جن کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) حضرت محمد فضیل (۲) حضرت ابوالخیر (۳) حضرت مقتدر (۴) حضرت محمد فضل اللہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

خلفاء افسوس کہ آپ کے خلفاء کرام کی کوئی تفصیل دستیاب نہ ہو سکی صرف حضرت شیخ جمال رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا تذکرہ و نام اکثر جگہوں پر ملتا ہے [1]

تعداد مریدین آپ کے مریدین و متوسلین کے بارے میں منقول ہے کہ صرف گیارہ مخصوص اشخاص کے علاوہ آپ نے کسی کو مرید نہیں فرمایا تھا۔ انہیں گیارہ افراد کو آپ نے اپنی غلامی میں داخل کیا جو آگے چل کر اپنے وقت کے آفتاب و ماہتاب بن کر سارے عالم کو اپنے نور باطن سے روشن و منور کیا اور ایک عالم کو فیضیاب فرمایا جن کے فیض کے چشمے آج تک جاری ہیں۔ [2]

وصال مبارک آپ کا وصال مبارک ۲۱ر رجب المرجب ۹۸۹ھ میں قصبہ نیوتنی ضلع اناؤ میں ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ [3]

تاریخ وصال رفت از دنیا بدین قطب جہاں۔

مزار مبارک آپ کا مزار مبارک قصبہ نیوتنی ضلع اناؤ میں ہے یہ قصبہ موہان سے قریب ہے ایک خطیرہ دیوار کے اندر نور آگین ہے اور اسی خطیرہ میں آپ کے فرزند ارجمند حضرت حاجی محمد فضل اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بھی مزار مقدس ہے۔

---

(۲۱) شرح جام جہاں نما در تصوف (۲۲) شرح کلید مخازن (۲۳) رسالہ حقیقت محمدیہ۔ وصال شریف آپ کا ۲۹ صفر بروز یکشنبہ ۹۹۸ھ میں ہوا احمد آباد گجرات میں آپ کا مزار مقدس ہے۔ آپ کے مزار کا چھپر کھٹ نواب مرتضیٰ حسن خاں نے تیار کروایا جس پر سیپ کا نہایت اعلیٰ درجے کا کام بنا ہے۔ مادۂ تاریخ یہ آیت مبارکہ ہے۔ ولھم جنّٰتُ الفِردَوسِ نُزُلاً ۹۹۸ھ

(تلخیص تذکرۂ علمائے ہند فارسی ص ۲۴۹/۲۵۰ و اردو کو ترص ۲۹۳/۲۹۴)۔

[1] سلاسل الانوار [2] سلاسل الانوار، [3] سلاسل انوار۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور
بست و نہم

اولادِ رسول

حضرت سید شیخ جمال الاولیاء رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۹۷۳ھ ـــــــــ شب عید الفطر شوال ۱۰۴۷ھ

التجا اے زندۂ جاوید اے قاضی جیا

اے جمال اولیاء یوسف لقا امداد کن

(اعلیحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھمّ صَلِّ وسلّمْ وَبارِکْ عَلیْہِ وعلیھم وعَلیٰ المولیٰ الشیخ جَمالِ الاولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہ ط

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیا مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے

ولادت باسعادت آپ کی ولادت مقدسہ ۳۷۰ھ میں بمقام کوڑہ جہان آباد میں ہوئی

اسم مبارک[1] آپ کا نام نامی واسم گرامی حضرت سید شیخ جمال الاولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام نامی واسم گرامی حضرت مخدوم جہانیاں بن بہار الدین سالار عالم الحنفی ہے۔

پیدائش کی بشارت ابھی آپ کا وجود اس خاکدان گیتی پر آیا بھی نہیں تھا کہ آپ کی پیدائش سے پہلے ہی حضرت فقیر خدا بخش علیہ الرحمہ جن کی عمر شریف ایک سو بیس برس کی تھی، انہوں نے بشارت دی کہ حضرت مخدوم جہانیاں کے گھر میں جمال آئے گا، یہاں تک کہ جب آپ کی ولادت مبارکہ ہوئی تو آپ کا مبارک نام شیخ جمال رکھا گیا۔

نسب نامہ شریف آپ کا شجرۂ نسب صاحب شمامۃ العنبر نے اس طرح بیان فرمایا ہے: ”حضرت جمال[1] اولیاء بن حضرت مخدوم[2] جہانیاں ثانی بن شاہ[3] بہار الدین بن حضرت قطب الاقطاب شاہ[4] سالار بدھ بن مخدوم شاہ ہیبت[5] اللہ بن شاہ[6] سالار راجی بن مخدوم شہاب[7] الدین عرف حبیب اللہ بن مخدوم خواجہ[8] میاں بن مخدوم شہاب[9] الدین ثالث بن شاہ عماد[10] الدین بن مخدوم شاہ نجم[11] الدین بن مخدوم شاہ شمس[12] الدین بن مخدوم[13] شاہ شہاب الدین چہارم بن مخدوم شاہ[14] عماد بن مخدوم شاہ رضی[15] الدین بن مخدوم شاہ عبد[16] الکریم بن مخدوم شاہ[17] جعفر بن مخدوم شاہ[18] حمزہ بن مخدوم شاہ[19] کاظم بن مخدوم شاہ حسن[20] مہدی بن مخدوم شاہ[21] عیسیٰ بن مخدوم شاہ محمد[22] بن مخدوم سید حسن[23] عریض بن مخدوم سید علی[24] عریض بن سیدنا امام جعفر صادق[25]۔

بن سیدنا امام[26] باقر بن سیدنا امام[27] زین العابدین بن سیدنا امام حسین[28] بن سیدنا علی[29] مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم زوج فاطمہ الزہرا بنت احمد مجتبیٰ محمد[30] مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین“

خاندانی حالات حضرت شاہ جمال اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک برادر حقیقی جنکا نام حضرت مولانا شاہ مبارک علیہ الرحمہ تھا ان کے نبیرہ کے اولاد میں ایک بزرگ جن نام ملا ابو سعید صاحب عرف بھیے دانشمند ہوئے ہیں جن کا نسبی سلسلہ اس طرح ہے۔

ملا ابو سعید عرف بھیے صاحب دانشمند بن مولانا شاہ خرم بن مولانا محمد ہاشم بن مولانا شاہ مبارک بن حضرت مخدوم جہانیاں ثانی

---

[1] شمامۃ العنبر ص ۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین ملا ابوسعید عرف بھیے صاحب دانشمند رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ یہ بہادر شاہ بن عالمگیر کے استاذ معظم تھے اور دانشمند آپ کا شاہی خطاب ہے۔

حضرت شاہ جمال اولیاء رضی تعالٰی عنہ کے والد گرامی حضرت مخدوم جہانیاں ثانی بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں جنکا وصال غالبًا ۹۷۲ھ میں ہوا۔ اور آپ ہی کی تصنیف سے ایک کتاب اسرار جہانی جواذکار و اشغال صوفیہ پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب کلکتہ میں طبع ہوکر شائع ہوئی ہے۔

آپ بہت بڑے علمائے محققین میں سے تھے۔ ایک وقت کتب درسیہ کے لئے معین تھا تو دوسرا وقت ذکر وشغل وتلقین وتوجہ کے لئے وقف تھا بڑے بڑے علمائے وقت مستفیض درس ہونے کی غرض سے حاضر خدمت ہوتے تھے، نیز بڑے بڑے صوفیائے وقت آپ کے خلفاء کی فہرست میں شمولیت کا شرف رکھتے تھے۔ منجملہ ان کے آپ کے صاجزادے شاہ جمال اولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک خاص امتیازی شان کے مالک ہیں اور آپ کے صاجزادے کے خلیفہ حضرت سید محمد کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے شیخ کے عظیم خلفاء میں شامل ہیں۔ اور علم شریعت میں آپ ہی کے ایک شاگرد ملا عبد الرسول صاحب تھے جو ملا لطف اللہ صاحب کے استاد تھے اور ملا لطف اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت ملا جیون م ۱۱۳۰ھ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے استاد تھے اور حضرت ملا جیون شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب رضی اللہ عنہ کے استاد اور نور الانوار وتفسیر احمدی کے مصنف ہیں۔ حضرت قطب الاقطاب مخدوم جہانیاں ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے والد ماجد شاہ بہاء الدین قدس سرہ کے شاگرد وخلیفہ تھے اور حضرت بہاء الدین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے خلفاء۔ اپنے زمانے کے مشہور مشائخین ہند میں شمار ہوتے تھے۔ اور حضرت غوث شاہ بہاء الدین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے پدر بزرگوار حضرت سالار بدھ حقانی قدس سرہٗ العزیز کے خلیفہ تھے[۱]

آپ کا وطن

آپ کا وطن کوڑہ جہاں آباد ہے جو آپ ہی کے خاندانی بزرگوں کا آباد کیا ہوا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد سلطان شمس الدین التمش کے زمانے میں عرب اور روم سے ہندوستان بغرض جہاد تشریف لائے تھے، مہم بنگالہ میں سلطان التمش کے ساتھ شریک ہوئے اور واپسی پر مقام سلطان پور میں اقامت اختیار فرمائی۔ جب دہلی کی سلطنت میں ضعف آیا اور طوائف الملوکی کا دور شروع ہوا یہاں تک کہ شرقیوں نے اپنی حکومت شروع کرکے جونپور کو اپنا دارالسلطنت بنالیا تو اس وقت حضرت سطان اولیاء حضرت مخدوم سالار بدھ قدس سرہٗ کے والد ماجد حضرت شاہ ہیبت اللہ قدس سرہٗ نے شاہ شرقی کو ساتھ کرکے راجہ دومن سے جہاد کیا اور اس پر فتح یابی حاصل کی اور اس کے دارالسلطنت آٹی ہا کا نام بدل کر فتحپور رکھا اور وہیں اقامت اختیار فرمائی۔ یہ وہ زمانہ تھا جس وقت حضرت مخدوم سالار بدھ قدس سرہ جونپور میں تحصیل علوم میں مصروف تھے۔ علم شریعت کی تکمیل کے بعد آپ نے جونپور ہی میں حضرت شاہ بہاء الدین تھوجونپوری سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور تکمیل سلوک کے بعد خلافت سے سرفراز کئے گئے، اس کے بعد اپنے وطن کی طرف مراجعت کی اس سفر میں آپ کے ساتھ آپ کے مریدوں اور شاگردوں کا قافلہ جو تقریبًا ساٹھ سو کی تعداد پر مشتمل تھا آپ کے ہمرکاب تھا آپ نے اپنے سفر کو اس طرح شروع کیا کہ پہلے دہلی جاکر وہاں اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دیں گے پھر وطن واپس ہوں گے۔

---

[۱] شمامۃ العنبر صہ ۹

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

راستے میں راجہ ارگل کی عملداری تھی جو نہایت متعصب ہندو تھا۔ اور آپ کا معمول تھا کہ جہاں نماز کا وقت آتا آپ رک جاتے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے، راجہ ارگل کی عملداری میں ایک جگہ ظہر کی نماز سے جب فارغ ہوئے تو آپ کو اطلاع ملی کہ تیس ہزار فوج لے کر راجہ ارگل آپ کے قتل کی نیت سے آرہا ہے۔ آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ: سنت پڑھکر بہت جلد دشمنِ خدا کے لئے تیار ہوجاؤ چنانچہ جہاد ہوا، اور ظہر سے دوسرے دن دوپہر تک برابر مقابلہ ہوتا رہا بالآخر راجہ ارگل مارا گیا اور اس کا بیٹا آپ کے ہاتھ پر تائب ہوکر ایمان لایا اور مسلمان ہوگیا۔ آپ نے اس کا نام بجلی خان رکھا اور بقیہ نصف دن کے قیام کے بعد شب میں آپ نے فرمایا کہ: دو تین دن قیام کرکے دہلی کا سفر کیا جائے گا۔ اسی شب خواب میں حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زیارت سے آپ مشرف ہوئے اور حضور نے آپ سے ارشاد فرمایا:

"تم کہیں نہ جاؤ، بلکہ اسی جنگل کو صاف کرکے یہیں قیام کرو، صدیوں تک تمہاری اولاد احفاد سے لوگوں کو دین اسلام کی روشنی ملے گی اور بڑے بڑے اولیائے کاملین تمہاری اولاد احفاد میں گزریں گے۔"

چنانچہ آپ نے اس مبارک خواب کو لوگوں سے بیان فرمایا اور جنگل کی صفائی کا حکم صادر فرمایا۔ [1]

کوڑہ جہان آباد

اس جنگل میں گھاس کن کوڑہ کافی مقدار میں تھا جس کی وجہ سے لوگوں نے اس مقام کا نام ہی کوڑہ رکھ دیا۔ آپ نے وہاں خانقاہ، مسجد اور رہنے کا گھر تعمیر فرمایا اور بجلی خاں نے قلعہ بنوایا اور مسجد بھی بنوائی جو اس وقت تک قصبہ میں موجود ہے اور جس پر تعمیر کی تاریخ بھی کندہ ہے۔ بجلی خاں چونکہ آپ کا مرید تھا اس لئے اپنی سعادت و نیک بختی وہاں کے قیام میں دیکھا چنانچہ اس کے مقیم ہونے سے کوڑہ شہر نہایت وسیع، بارونق اور آباد ہوگیا شاہ جہاں بادشاہ جب اپنی شہزادگی کے زمانہ میں اس خاندان میں مرید ہوا، تو اس نے کوڑہ شریف سے متصل شاہ جہاں آباد کو آباد کیا جو اس وقت جہاں آباد کے نام سے مشہور ہے۔ چنانچہ پرانے کاغذات میں ہی نہیں بلکہ موجودہ گورنمنٹ کے کاغذات میں بھی شاہ جہاں آباد دیکھا جاتا ہے۔ اس تعلق کی بنا پر کوڑہ کو کوڑہ جہان آباد کہتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مذکورہ بالا بشارت ہی کی برکت ہے کہ وہ ویران جنگل اب کوڑہ جہان آباد شریف بن گیا۔ شہنشاہ اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھائی شجاع کے مقابلہ کے لئے جاتے ہوئے جب کوڑہ کے قریب پہنچے تو دفعتاً سواری سے اتر پڑے اور پاپیادہ ہوگئے۔ اس قصبہ کے چھ سو علماء ایک ولی صفت بادشاہ کے استقبال کو گئے۔ حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کو جب معلوم ہوا کہ یہ سبھی علماء ایک ہی خاندان کے افراد ہیں اور سبھی حضرت مخدوم سالار بدھ قدس سرہٗ کے اولاد میں سے ہیں، تو نہایت متعجب ہوا اور اپنے دادا استاد ملا لطف اللہ قدس سرہٗ (استاد حضرت ملا جیون) کے یہاں پانچ روز مہمان رہے اور ان سے دعائیں لیکر مقابلہ کو گئے۔ اور کوڑہ سے پانچ کوس کے فاصلہ پر ایک مقام کھجوہ ہے جہاں شجاع سے مقابلہ ہوا۔ باوجودیکہ اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کی زیادہ تر فوج رات میں شجاع کی فوج میں شامل ہوگئی تھی اور صرف دو ہزار فوج ہی اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس باقی رہ گئی تھی مگر اس قلت کے باوجود حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہی کو فتح و کامیابی حاصل ہوئی۔ اور تمام واقعات اسی طرح پیش آئے جس طرح کہ درویشانِ کوڑہ نے پہلے ہی

[1] شمامۃ العنبر ص ١٠

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

خبر دی تھی۔

چنانچہ واپسی میں اورنگ زیب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے دو ہفتہ قیام فرمایا قصبہ کوڑہ اس زمانے میں دارالفضلاء کے نام سے مشہور تھا مگر حضرت اورنگ زیب نے اس کا نام دارالاولیاء رکھ دیا۔ [1]

تعلیم وتربیت

آپ اپنے والد ماجد حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ کی تربیت وآغوش میں پروان چڑھے اور سب سے پہلے والد ماجد ہی سے شرف بیعت حاصل کئے اور خلافت کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے۔ پھر آپ کے پدر بزرگوار نے آپ کی تعلیم وتربیت کی تکمیل کے لئے حضرت قاضی ضیاء الدین عرف قاضی جیاء رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ جہاں پانچ سال تک تحصیل علوم ظاہری و باطنی فرمایا۔

فضائل

قطب الاقطاب، شیخ الاصحاب حضرت شیخ محمد جمال الدین عرف جمال اولیاء رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ، رضویہ کے اکیسویں امام وشیخ طریقت ہیں۔ آپ کے فضائل ومناقب بیشمار ہیں۔ آپ مادر زاد ولی ہیں اور نسبت عالی رکھتے تھے۔ جب آپ سات سال کے ہوئے تو فقراء کی خدمت کرنے لگے اور جب آپ ۲۲ سال کے ہوئے تو باشارۂ سراج الامۃ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ تحصیل علوم دینیہ میں مشغول ہوئے اور بیس سال تک علوم دینیہ کی تحصیل کی۔ آپ نے بلا واسطہ ارواح مبارکہ سید نا محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، خواجہ بہاء الدین نقشبند اور حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے فیض اویسیہ حاصل فرمایا۔ اور بزرگان عصر سے فیض وخرقۂ خلافت چاروں سلاسل کا اخذ فرمایا۔

مکتب کا واقعہ

منقول ہے کہ اوائل عمر میں آپ کی طبیعت نہایت غبی تھی آپ کو مدرسہ کے طلباء براہ تمسخر جمال اولیاء پکارتے تھے۔ یہ مذاق آپ کو ناگوار معلوم ہوا اور مدرسہ سے بھاگ کر ایک غار میں چھپ گئے ایک روز حضرت شیخ ضیاء الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ جمال کہاں ہے؟ دریافت کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ تین دن سے مدرسہ سے غائب ہیں۔ اس لئے آپ نے حکم فرمایا کہ میں بھی تلاش کر رہا ہوں اور تم لوگ بھی تلاش میں

---

[1] شمامۃ العنبر ص ۱۱۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جاؤ؟ حضرت شیخ ضیاء الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ تلاش کرنے کے لیے جنگل میں تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ ایک غار میں بیٹھ کر حضرت جمال اولیاء قدس سرہٗ العزیز رو رہے ہیں۔ شیخ نے آواز دی کہ اے جمال! کیوں روتے ہو؟ آپ نے کہا کہ طلبہ مجھ پر خندہ زنی کرتے ہیں اور ہنسی سے جمال اولیاء پکارتے ہیں؟ شیخ نے ارشاد فرمایا کہ چلو میں نے تجھے اولیاء کیا۔ یہاں تک کہ آپ اس غار سے باہر تشریف لائے، تو شیخ نے اپنا پیراہن آپ کو عطا فرمایا۔ اس روز سے آپ پر اسرار ولایت منکشف ہوئے اور ایسی ذکاوتِ ذہن پیدا ہوئی کہ طلبہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ بعدِ تحصیل علومِ ظاہری شیخ نے آپ کو راہ سلوک طے کرائے اور خرقہ قادریہ سے مشرف فرما کر اپنا خلیفۂ خاص بنایا ہے[1]

راہ سلوک کی منزلوں کو طے کرنے کے بعد آپ اپنے وطن تشریف لائے اور وہاں مستقل قیام فرما کر درس و تدریس و افادۂ علوم ظاہر و باطنی میں مشغول ہوئے۔ اور آپ کی خدمت میں پھر حضرت سید محمد بن ابی سعید کالپوی قدس سرہٗ العزیز نے مطول سے بیضاوی تک پڑھا۔ اور بھی کثیر علماء و مشائخ نے آپ سے اکتساب فیض فرمایا۔

اساتذہ کرام آپ نے جن مشائخ وقت سے علوم ظاہر و باطن کا اکتساب کیا ان کے اسمائے حسب ذیل ہیں ① آپ کے والد ماجد حضرت شیخ جہانیان ثانی ② حضرت شیخ قیام الدین بن شیخ قطب الدین بن شیخ اڈھن جونپوری ③ حضرت شیخ قاضی ضیاء الدین عرف شیخ جیا رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

خلفاء آپ کے خلفاء کی جامع فہرست دستیاب نہ ہو سکی راقم الحروف کو جتنے اسماء ملے انکی فہرست حسب ذیل ہے۔ ① حضرت سید محمد بن ابی سعید کالپوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ آپ کے حالات اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں ② حضرت شیخ لیسین بن احمد بنارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ حضرت مخدوم شاہ طیب بنارسی قدس سرہ کے فیض سے مشرف ہو کر حضرت شیخ جمال الدین عرف جمال

---

[1] شمامۃ العنبر و برکات اولیاء ص ۱۰۰

[2] شیخ طیب بنارسی ابن معین الدین ابن شاہ حسن ابن شیخ داؤد ابن شیخ قطب ابن خلیل فاروقی رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین حضرت شیخ خلیل عرب سے آکر نواح غازیپور میں قیام فرمایا آپ کے دو پوتے شیخ داؤد اور شیخ فرید بنارس میں پڑھنے کے لئے آئے اور فراغت کے بعد اپنے

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اولیاء کوڑوی رضی تعالےٰ عنہ سے بھی اکتساب فیض فرمایا اور خلافت سے نوازے گئے آپ حضرت میاں شیخ افضل اور حضرت دیوان شیخ عبدالرشید جونپوری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کتب نحو، منطق فقہ، اصول فقہ اور بعض رسائل حکمت کی تحصیل فرمائی اور ان بزرگوں کی خدمت میں سات آٹھ سال رہے اس اثنا میں سال میں ایک مرتبہ بنارس آکر حضرت مخدوم شاہ طیب بنارسی کی خدمت میں حاضر ہوتے اور برکات حاصل فرماتے تھے۔ آپ کی ایک خاص تصنیف مناقب العارفین ہے جو ۱۰۵۴ھ میں آپ نے تحریر فرمائی اس کتاب میں آپ نے اپنے سلسلے کے تمام مشائخ کا تذکرہ تحریر کیا ہے آپ کا سال وفات ۱۰۶۰ھ ہے مزار شریف جھونسی میں حضرت مخدوم شاہ تاج الدین کے مزار کے متصل ہے۔ (۳) حضرت شیخ محمد رشید بن مصطفےٰ جونپوری آپکا لقب شمس الحق فیاض دیوان ہے حضرت شاہ جمال محمد مصطفےٰ بن عبدالحمید کے صاحبزادے ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء میں موضع بروِنہ ضلع جونپور میں پیدا ہوئے۔ مولانا افضل جونپوری سے تکمیل علوم کی شیخ نورالحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے حدیث پڑھی، والد سے مرید ہوئے (جو شیخ محمد بن حضرت شیخ محمد بن حضرت حضرت بندگی نظام الدین امیٹھوی کے مرید تھے) کسب باطن کیا، خلافت پائی پھر حضرت شاہ جمال اولیاء کوڑوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اکتساب فیض حاصل کیا اور خلافت پائی۔ شروع میں درس دیتے تھے سب ترک کرکے کتب حقائق کے مطالعہ میں مصروف ہوئے حضرت شیخ اکبر ابن عربی قادری قدس سرہٗ کی کتابوں سے خاص شغف تھا۔ حضرت کے اوصاف و محامد کا تذکرہ سنکر والی ہندوستان شاہجہاں بادشاہ نے ملاقات کی درخواست کی، مگر آپ نے انکار کر دیا۔ ذکر جہر بہت فرماتے تھے اور ہر کام میں متبع شریعت تھے۔ ہزارہا مخلوق آپ کے در فیض سے مستفیض اور ہدایت یاب ہوئی ۹ رمضان المبارک ۱۰۸۳ھ ۲۹ دسمبر ۱۶۷۲ء میں سنت فجر کی تحریمہ باندھتے ہوئے واصل الی اللہ ہوئے یہ مومن کے لئے ایک قابل رشک موت ہے تصانیف میں مناظرۂ رشیدیہ مشہور عالم کتاب ہے اس کے علاوہ دسیوں کتاب آپ کی تصنیف ہیں۔ شمسی تخلص اور کلام فارسی میں ہے۔ (تاریخ شیراز ہند، تذکرہ کاملان رامپور، تذکرہ علمائے اہل سنت) شیخ محمد رشید بن مصطفےٰ جونپوری (۴) حضرت شیخ لطف اللہ کوڑوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

پیر خواجہ مبارک عرف سوندھو کے حکم سے وہیں رہ گئے ان کے پرپوتے مخدوم شیخ طیب قدس سرہٗ نے جونپور میں آکر شیخ نوراللہ انصاری ہروی سے کتابیں پڑھیں اور اپنے دادا شاہ حسن کے مرید کے مرید مولانا خواجہ کلاں سے مرید ہوئے اور خرقہ خلافت پایا اور پیر کے چچازاد بھائی اور خلیفہ یعنی شیخ تاج الدین قدس سرہٗ جھونسوی سے تکملہ کیا اور خلافت واجازت دیگر سلاسل بھی حاصل کی۔ آپ پابند شریعت اور متبع سنت تھے آپ مشائخ کرام کی زیارت کے قصد سے دہلی تشریف لے گئے۔ اور حضرت مولانا شاہ عبدالحق دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اپنے وقت کے سلسلہ قادریہ کے امام مانے جاتے تھے آپ نے ان کے دست مبارک سے خرقہ پہنا۔ شروع میں آپ کو سماع سے ذوق تھا لیکن آخر وقت میں اس سے پرہیز پیدا ہوگیا اور فرماتے تھے کہ اب سماع نہیں سننا چاہیئے اس لئے کہ وہ اپنی شرطوں پر باقی نہ رہا اور زمانہ فاسد و ناموافق آگیا قوال لالچی ہوگئے۔ تیس سال کی عمر میں جذبہ طلب حق نے رہنمائی فرمائی حضرت مولانا خواجہ کلاں کے حکم سے حضرت تاج الدین کی بارگاہ سے اجازت وخلافت لے کر منڈواڈیہہ تشریف لائے جمعہ کی نماز اکبر کی تعمیر کردہ مسجد (گیان واپی) میں ادا فرماتے تھے۔ ایک بار خطبہ میں خطیب نے اکبر کا نام لیا حضرت شاہ طیب قدس سرہٗ نے جوش میں آکر خطیب کو منبر سے نیچے اتار دینا چاہا اور فرمایا کہ خطبہ میں ایک کافر کا نام لیتا ہے۔ اس کے بعد مولانا خواجہ کلاں نے آپ کو ہدایت فرمائی کہ موجودہ زمانہ میں بادشاہ کافر ہے، جامع مسجد نہ جایا کرو چنانچہ منڈواڈیہہ بنارس میں نماز ادا کی گئی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اوراد واشغال آپ کے وصیت نامہ میں آخری اشغال پنجوقتہ بھی مذکور ہے جو اس طرح ہے ۔

بعد نماز فجر : ۲۱ ، بار لا الٰہ الا اللہ اور آخر میں محمد رسول اللہ پڑھیں ۔

بعد نماز ظہر : ۱۱ ، بار کلمہ توحید — بعد نماز عصر و مغرب وعشاء ۲۱ ، بار کلمۂ توحید

بعد نماز جمعہ : کلمۂ توحید ۴۱ ، بار — و بعد از فریضۂ پنجوقتہ سبحان اللہ ۳۳ ، بار

الحمد للہ ۳۳ ، بار اور اللہ اکبر ۳۴ ، بار پڑھیں اور دس بار قل ھو اللہ اور درود شریف بھی پڑھیں ۔ اور ہر روز وشب ستر بار استغفار پڑھیں [1]

وصال آپ کا وصال مبارک شب عید الفطر ۱۰۴۲ھ میں ہوا ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن [2]

مزار مبارک [3] آپ کا مبارک روضہ قصبہ کوڑہ جہان آباد ضلع فتح پور ہنسوا میں ہے آپ کا عرس پہلی شوال کو ہوتا ہے ۔

آپ کے اولاد اجداد کا سلسلہ اب تک بنارس میں قائم ہے اور آپ کی نسل سے بہت سے مشائخ اور مخدوم زادے پیدا ہوئے ۔ انتقال کے کچھ پہلے ماہ پور (جھونسی) میں مسجد کے صحن میں وضو فرمایا اور عشاء کی نماز کے لئے جونہی تحریمہ کہا جان پاک پرواز کر گئی یہ واقعہ شوال کی ، تاریخ شب بروز دوشنبہ ۱۰۴۲ھ کو پیش آیا ۔ آپ کا روضہ مندواڈیہہ میں زیارت گاہ خاص و عام ہے ۔ (سمات الاخیار)

[1] بیاض خاص حضرت جمال اولیاء قدس سرہٗ

[3] عمدۃ الصحائف و برکات اولیاء ص ۱۰۰ ،

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورسی

سید الاولیاء برہان الاصفیاء

حضرت میر سید محمد کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سنہ ۱۰۰۶ھ ——— ۶ شعبان المعظم دوشنبہ ۱۰۷۱ھ

یا محمد یا علم و اخر زدستِ غفلتم

ایکہ ہر موئے تو درذکر خدا امداد کن

(اعلیٰحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسمِ اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وبارک علیہ وَعَلَیھم وعلی المولیٰ
السیّد محمّد رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہُ

دے محمد کے لئے روزی کر احمد کیلئے
خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

ولادت مبارک آپ کی ولادت باسعادت کالپی شہر میں ۱۰۰۴ھ میں ہوئی ۔

اسم مبارک آپ کا نام نامی واسم گرامی حضرت سیّد میر محمد کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے ۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام حضرت ابی سعید بن بہاالدین بن عماد الدین بن اللہ بخش بن سیف الدین بن مجید الدین بن شمس الدین بن شہاب الدین بن عمر بن حامد بن احمد الزاہد الحسینی الترمذی ثم الکالپوی ہے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ کی ولادت سے قبل ہی حضرت ابی سعید قدس سرہٗ شہر دکن کی جانب تشریف لے گئے اور مفقود الخبر ہو گئے ۔

تعلیم وتربیت آپ اپنی والدۂ مکرمہ کی آغوش تربیت میں پروان چڑھے ، یہاں تک کہ جب آپ کی عمر شریف سات برس کی ہوئی تو حضرت شیخ محمد یونس قدس سرہٗ (جو اپنے وقت کے عظیم محدث تھے ۔) کی بارگاہ میں پہنچے اور ان سے کسب علوم فرمایا ، ان کی خدمت میں آپ نے مطول تفتازانی تک کی تعلیم حاصل فرمائی اور احادیث کی سندیں بھی مرحمت ہوئیں اور استاذ موصوف کی متشرع زندگی کا آپ پر گہرا اثر پڑا ، بعدہٗ کچھ کتابیں حضرت عمر جاجموئی سے بھی پڑھیں ، پھر اس کے بعد آپ نے کوڑہ جہان آباد کا سفر فرمایا اور حضرت شیخ جمال بن مخدوم جہاں نیاں ثانی قدس سرہما کوڑوی کی بارگاہ میں تمام کتب درسیہ کو اختتام فرمایا[1]

خاندانی حالات آپ کا آبائی وطن ترمذ تھا ، آپ کے آبا واجداد ترمذ سے ہجرت کر کے جالندھر تشریف لائے اور آپ کے والد ماجد میر سید ابو سعید قدس سرہٗ نے وہاں سے کالپی کو اپنا وطن بنایا اس لئے آپ ترمذی سادات کرام سے ہیں ۔[2]

فضائل

سید الاولیاء ، برہان الاصفیاء ، مظہر انواع خوارق مظہر اقسام کرامت حضرت سید شاہ میر محمد کالپوی رضی اللہ تعالیٰ

---

[1] ضیائے محمدی [2] نور مدائح حضور ص ۲۰ ،

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

عنہ آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ، رضویہ کے تیسویں امام وشیخ طریقت ہیں۔ آپ کی ذات بڑی باکرامت تھی۔ ہر طالب حق کی طلب کو پوری فرماتے اور آن واحد میں عقدۂ لاینحل کو کھول دیتے، آپ کی زبان پاک گویا بحر عرفان تھی۔ شریعت کی گتھیوں کے سلجھانے میں آپ کے ہم عصروں میں کوئی آپکا مدمقابل نہ تھا اور آپ ایسے صاحب کمال تھے کہ لعل وگہر کی کوئی حقیقت آپ کی نظر میں نہ تھی، آپ کی توجہ احیائے قلوب کی ضامن ہوتی تھی، آپ درجۂ قطبیت کبریٰ پر متمکن تھے۔ آپ کے فیضان سے بڑے بڑے صاحب کمال اولیاء عصر پیدا ہوئے، عبادت وریاضت، تقویٰ وطہارت کے ساتھ اعلیٰ درجہ کے مدرس تھے، بے شمار طالبان علم آپ کے فیض صحبت سے علم کے آفتاب وماہتاب بن کر شریعت مطہرہ کی اشاعت فرمائی آپ علمائے ربانیین میں سے تھے۔ اور درجہ قطبیت کبریٰ پر متمکن تھے[1]

بیعت وخلافت

آپ جب حضرت جمال اولیاء رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں کسب علم کے واسطے تشریف لے گئے تو آپ کے عالی ظرف وصلاحیت کو دیکھتے ہوئے اپنے سلسلہ بیعت میں داخل فرمایا اور تمام سلاسل جیسے قادریہ چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، مداریہ کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

عادات کریمہ

آپ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر مکمل کاربند تھے۔ شریعت وطریقت میں نابغۂ روزگار تھے۔ آپ اغیار کی صحبت سے ہمیشہ پرہیز فرماتے اور فقراء کے ساتھ نہایت تواضع وانکساری سے پیش آتے۔ اگر بادشاہِ وقت آپ کی زیارت کو آتے تو آپ کبھی بھی اس کی تعظیم نہ فرماتے[2]

عبادت وریاضت

آپ کی عبادت وریاضت کا عالم بھی ایک عجیب اہمیت کا حامل ہے، ہر وقت آپ پر ایک کیفیت طاری رہتی، دل بریاں دیدہ گریاں رکھتے تھے، اکثر انسوؤں سے کئی رومال تر ہوجاتے نماز پنجوقتہ باجماعت ادا فرماتے کہ سات سال کی عمر سے نماز باجماعت آپ کی کبھی قضا نہیں ہوئی۔ آخر عمر میں ۲۶ سال تک متصل صائم رہے سوائے ان دنون کے جس میں کہ روزہ حرام ہے باقی تمام دنوں میں روزہ دار رہتے۔ نعرۂ اللہ آپ اس جذب وشوق سے لگایا کرتے تھے کہ سامعین تڑپ جاتے تھے[3]

آپ کی دعا

نفسے چہ سال بیاں نماید کہ ہر مرتبہ کاغذ سیاہ میکند ونامۂ اعمال خویش را سواد ے می بخشد الٰہی ایں سواد را بہ بیاض بسال وکراماً کاتبین را کہ بنوشتن سیئات من منادی میشوند ازماذی باز دار ومرا روز قیامت شرمندہ مکن کہ ہمیشہ کتابے از لغو بجناب توارسال داشتہ ام یعنی توفیق آں کرامت فرمائی کہ از ہرزہ درائی باز مانم وبد آنچہ مرض ومحبوب

اے نفس کتنے سال کا میں تذکرہ کروں کہ ہر مرتبہ کاغذ کو سیاہ کرتا ہے اور اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرتا ہے۔ الٰہی اس سیاہی کو سفیدی سے بدل دے اور کراماً کاتبین جو ہمارے نامۂ اعمال کو لکھنے پر متعین ہیں تکلیف کی باتوں کو دور رکھیں، الٰہی مجھکو قیامت کے دن شرمندہ مت کر اگرچہ گناہوں سے بھرا نامۂ اعمال تیری بارگاہ کی طرف پیش کیا ہوں تو اپنے فضل سے توفیق دے کہ فضول بکواس سے میں باز رہوں اور

---

[1] مکتوبات قلمی ص ۴۲ از شاہ خوب اللہ الہ آبادی

[2] ماہنامہ کلیم الہ آباد شعبان ۱۳۵۴ھ

[3] خزینۃ الاصفیاء ج ا ص ۴۵۹

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تست کرشم واز آنچہ خلاف آنست اجتناب واعراض نمایم الٰہی تومیدانی کر درہر مقامے کہ نام واجب الاحترام حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام مذکور ساختہ ام چہ شادی وبہجت بدل من رسیدہ است بحرمت آں شادی وبہجت وبصدق آں مسرت مرا از آنچہ بناید محفوظ دارید آنچہ شاید محفوظ شازد چوکرم ایں دعا ہا از انابت خداوندکن آنہا را اجابت والسلام [1]

جو کام کہ تجھکو پسند ومحبوب ہے۔ اس کی کوشش کروں اور جو کام تیری مرضی کے خلافت ہے اس سے پرہیز کروں اے اللہ تو جانتا ہے کہ جب تیرے حبیب واجب التکریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شریف آتا ہے تو میرے دل میں کتنی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اسی خوشی ومسرت کے صدقے میں غیر مناسب باتوں سے محفوظ رکھ اور جو مناسب ہے اس پر قائم رکھ ان دعاؤں کو تیری بارگاہ کی طرف رجوع کرنے کے سبب تو قبول کر والسلام۔

ہمارے مشائخ کرام - اپنی علمی، اسلامی زندگی سے ایک انمٹ زندگی چھوڑ گئے اور انہوں نے علمی، ادبی، اخلاقی روحانی زندگی سے ایک عالم کو فیضیاب فرمایا اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے انمٹ زندگی چھوڑ گئے اور جنہو

مسند درس وتدریس

آپ اپنے مرشد کامل سے اکتساب فیض کے بعد ان کی اجازت وحکم کے مطابق اپنے وطن کاپی شریف تشریف لائے اور درس وتدریس کا آغاز فرمایا جو ایک زمانے تک جاری رہا۔ بے شمار افراد آپ سے فیض یاب ہوئے اور یہ قدیم اسلامی درسگاہیں انہیں مشائخ کرام سے آباد تھیں جنے درس گاہوں سے بڑے بڑے ادیب، عابد، زاہد اور اپنے وقت کے تجربہ کار محقق پیدا ہوئے تھے اور جنکا رعب علم ایک عالم کی ہدایت ورہبری کا کام انجام دیتا تھا۔ انہیں عظیم علمی درسگاہوں کے فیض یافتہ حضرت سیدنا شیخ محمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ذات گرامی ہے۔

شیخ میر ابوالعلاء احراری کی خدمت میں

آپنے حضرت ابوالعلاء احراری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اکتساب فیض کیا تھا وہ واقعہ یوں ہے کہ ایک شب آپ نے حضرت خواجہ نقش بند قدس سرہٗ العزیز کو خواب میں دیکھا اور خواب ہی میں آپ سے ارشاد فرمایا کہ "اے میر محمد! ایک شیخ طریقت اپنے سلسلے کے ہیں جو صاحب مقامات عالیہ پر فائز ہیں ان کا قیام اکبر آباد (آگرہ) میں ہے اس لئے اب تم اکبر آباد جاؤ اس سلسلے کو بھی حاصل کرو"

مگر حضرت نے نام کی بشارت سے آگاہ نہیں فرمایا، آپ خواب سے بیدار ہوئے اور آگرہ کا قصد فرمایا۔ یہاں تک کہ جب آپ آگرہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ فی الوقت آگرہ میں دو عظیم بزرگ موجود ہیں۔ جن سے مخلوقِ خدا فیضیاب ہو رہی ہے ایک بزرگ حضرت میر نعمان خلیفہ شیخ احمد سرہندی قدس سرہما اور دوسرے بزرگ حضرت میر ابوالعلیٰ قدس سرہٗ العزیز ہیں۔ آگرہ پہنچ کر آپ نے حضرت نعمان کی خانقاہ پر چلنے کی تاکید فرمائی لیکن کہار آپ کو بجائے حضرت نعمان کی خانقاہ کے حضرت میر ابوالعلیٰ کی خانقاہ پر لے گئے۔ آپ کو جب معلوم ہوا کہ یہ حضرت ابوالعلیٰ کی خانقاہ ہے تو آپ اس جگہ پالکی سے نہیں اترے اور بیٹھے ہی بیٹھے کہاروں کو تاکید فرمائی کہ حضرت نعمان کی خانقاہ پر پالکی لے چلو! کہار روانہ ہوئے، لیکن بجائے حضرت نعمان کی خانقاہ پر

---

[1] مکتوبات قلمی ج ۱ ص ۸۴ از شاہ خوب اللہ الہ آبادی قدس سرہٗ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

پہنچنے کے آپ پھر حضرت میر ابوالعلیٰ کی خانقاہ پر پہنچے، پالکی پھر واپس ہوئی اسی طرح چند مرتبہ ہوا۔ یہاں تک کہ آپ پالکی سے اتر کر سوچا کر رب تعالےٰ کی مرضی ہی یہی ہے، اور خانقاہ میں داخل ہوئے۔ حضرت میر ابوالعلیٰ قدس سرہٗ اس وقت خانقاہ کے صحن میں تشریف رکھے تھے۔ حضرت میر ابوالعلیٰ نے آپ کو دیکھ کر ایک نعرہ لگایا اس سے آپکے جسم میں کوئی حرکت نہیں ہوئی۔ اس کے بعد حضرت میر ابوالعلیٰ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر دوسرا نعرہ لگایا تو اس وقت آپ ضبط نہ کر سکے اور بدن میں جنبش، ہاتھ میں لغزش اور قلب میں حرکت پیدا ہوئی اور اسی حرکت کے ساتھ آپ کے قلب میں نسبتِ ابوالعلائیہ پہنچ گئی۔ بعدہٗ آپ کئی ماہ حضرت ابوالعلیٰ قدس سرہٗ کی صحبتِ بابرکت میں رہے اور جب آپ واپس ہونے لگے تو آپ کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ کی ایک تسبیح عنایت فرمائی اور بیعت وخلافت سلسلہ عالیہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، مداریہ، ابوالعلائیہ سے سرفراز فرمایا۔ یہاں تک کہ اپنے وطن کالپی تشریف لائے اور درس وتدریس ومسند رشد وہدایت پر متمکن ہوئے۔ پھر دس سال بعد آپ حضرت میر ابوالعلیٰ قدس سرہٗ کی بارگاہ میں پہنچے اور چار ماہ تک آپ کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوئے۔[1]

ہند کے راجہ بارگاہ خواجہ سے فیضان روحانی

آپ نے حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مزار مبارک پر بھی حاضری کا شرف حاصل فرمایا یہاں تک کہ آپ مزار مقدس پر گئے تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ ظاہر ہوئے اور آپ سے یہ ارشاد فرمایا کہ؛ جب تم میرے ملک میں آئے، ہو تو تمہیں چاہیئے کہ میرے طریقے کو بھی اپناؤ"۔ چنانچہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ عالم باطن میں فیض چشتیہ سے نواز کر دیگر سلاسل کی اجازت بھی مرحمت فرمائی جس سے آپ مراتب علیا پر فائز ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ کا معمول تھا کہ ہر سال سلطان الہند رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار کی زیارت کے لئے اجمیر تشریف لے جاتے، ایک روز آپ مزار مبارک کے روبرو حاضر تھے کہ یکایک آپ پر حالت طاری ہوئی۔ بعدہٗ حضرت خواجہ تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں برگ تنبول عنایت فرمایا۔ پھر آپ جب اپنے حالت پر آئے تو آپ کے دستِ مبارک میں برگ تنبول موجود تھا۔ حضرت خواجہ کی بارگاہ میں آپ کی روحانیت کا یہ عالم تھا کہ جس جگہ بھی آپ چاہتے روحانی ملاقات سے مشرف ہو جاتے اور فیوض وبرکات سے ہمکنار ہوتے۔[2]

ذوق شاعری

آپ کا ادبی ذوق بھی اچھا خاصا تھا اور میدانِ شعر وسخن میں آپ اپنا تخلص احقر فرماتے چنانچہ خازن الشعراء سے چند اشعار بطور تبرک حاضر ہیں ؎

نخواہم نور مہر ومہ مرا روئے تو می باید　　نماز عاشقاں را قبلہ ابروئے تو می باید
چرا با حاجیاں قطع بیابانم بود خواہش　　کہ از بحر طوافم کعبۂ کوئے تو می باید
میان ما ومقصود است ہستی آہنیں کوہے　　پئے ایں کوہ آہن زور بازوئے توی باید
حدیث حور وغلماں را مگو با زاہداں اے جاں　　کہ در ہر دو جہاں مارا نظر سوئے تو می باید

---

[1] اسرار ابوالعلیٰ۔
[2] خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۴۵۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بطوبیٰ التفات عاشقاں نبود کہ ایشاں را — تماشائے نہاں قدد لجوئی تو می باید
بہار آید دل بلبل بیاسا ید ولی دایم — دماغم آشفتۂ ہجر ترا بوئے تو می باید
قیام شب صیام روزگار زاہداں باشد — برائے جان فاخر سندی خوئے تو می باید[1]

چناں ز عشق مراست و بے خبر کردند — کہ گرچہ سر بر و دستیم ز سر نزود
ایں یکنفس کہ میرود از عمر ما دریغ — پس طرفہ گوہریست یقین داں کہ بے بہاست
انتہیٰ و تذکرہ افضاء قدس سرہٗ — قلم شکستم و اوراق شستم و دیدم
ببازار جہاں کردیم تحقیق ...! — بہائے نیست درد دوستی را[2]

تصنیفی و علمی خدمات

تصنیفی و علمی میدان میں بھی آپ ایک اہم و عبقری شخصیت کے حامل ہیں۔ راقم الحروف جب اپنی تحقیق کے دوران دائرہ شاہ اجمل الہ آباد پہنچا تو ان تمام تصانیف کو سوائے سورہ فاتحہ کے مخدوم گرامی جناب سید اکمل صاحب اجملی کی وساطت سے دیکھنے کا موقع ملا جو قلمی و اصلی حالت میں مذکورہ خانقاہ میں موجود ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) تفسیر سورہ فاتحہ عربی (۲) تفسیر سورہ یوسف (۳) کتاب التراویح عربی (۴) رسالہ تحقیق روح فارسی مطبوعہ (۵) رسالہ وحدۃ الوجود عربی (۶) ارشاد السالکین فارسی (۷) رسالہ الفنا رفارسی (۸) رسالہ عقائد صوفیہ مطبوعہ (۹) رسالہ واردات عربی (۱۰) رسالہ عمل والمعمول فارسی (۱۱) رسالہ شغل کوزہ فارسی (۱۲) حقائق و معرفت فارسی (۱۳) مراتب الفنا والوصول الی اللہ سبحانہٗ فارسی

کشف و کرامات

بدکار کو نیکو کار بنا دیا

آپ سے بہت سی کرامتوں کا بھی صدور ہوا چنانچہ منقول ہے کہ ایک شخص صاحب ثروت تھا اور متعدد گناہوں میں مبتلا رہتا تھا۔ اس کی عادت یہ تھی جس درویش کا شہرہ سنتا ان کی صحبت میں جاتا۔ بالآخر ایک مرتبہ اس نے سوچا کہ کالپی شریف حضرت میر سید محمد قدس اللہ سرہ العزیز کی بارگاہ میں چلنا چاہیے اور اپنے دل میں یہ خیال باندھا کہ اگر پہلی بار دیکھنے کے ساتھ ہی میرے اوپر کوئی کیفیت طاری ہوگی تو میں اپنے تمام گناہوں سے تائب ہو جاؤں گا۔ اور اگر کوئی کیفیت ظاہر نہیں ہوگی تو علی الاعلان شراب نوشی کروں گا؟ — جب وہ حضرت کی بارگاہ میں پہنچا تو دیکھتے ہی بے ہوش ہوگیا اور کافی دیر تک عالم بے ہوشی میں پڑا رہا جب افاقہ ہوا تو اپنے گریبان کو چاک کر دیا اور فقر اختیار کرکے تارک الدنیا ہوگیا۔ آپ نے اپنے کشف سے آئندہ حالات کا مشاہدہ فرمایا۔

---

[1] مکتوبات ج ۱ شاہ خوب اللہ الہ آبادی قدس سرہٗ ص ۸۴ قلمی۔
[2] خازن الشعراء قلمی از شاہ سید علی کبیر معروف شاہ میر نجان قدس سرہٗ الہ آبادی۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اورایک عمدہ جوڑہ مع خادم کے اس کے پاس روانہ فرمایا، اسنے خلعت کو قبول نہ کیا۔ خادم نے ہرچند جد وجہد کیا مگر وہ انکار ہی کرتا رہا۔ آخر کا حضرت تشریف لائے۔ اور اس سے ارشاد فرمایا کہ؛

تم میری ارادت کی وجہ سے مرجع ارباب سعادت ہوچکے ہو، اس لئے جو کچھ بھی تمہیں دیا جارہا ہے اسے قبول کرو تم کیا جانتے ہو کہ اس میں کیا راز ہے؟ یہاں تک کہ اس نے خلعت کو پہنا اور پھر اس پر راز سربستہ منکشف ہوتے اور وہ آپ کے در کا خادم ہوگیا[۱]

اولاد کرام

آپ کی اولاد امجاد میں ① حضرت سیدنا میر احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ ② حضرت سید قلب عالم وصال بعمر پانچ سال ③ اور ایک بیٹی جنکا نام سیدہ ناز فلک ہے انہیں کے اسماء ملتے ہیں ایک فہرست آپ کی اولاد امجاد کا دیا جاتا ہے جس کا نقشہ یہ ہے؛

شجرۂ نسب

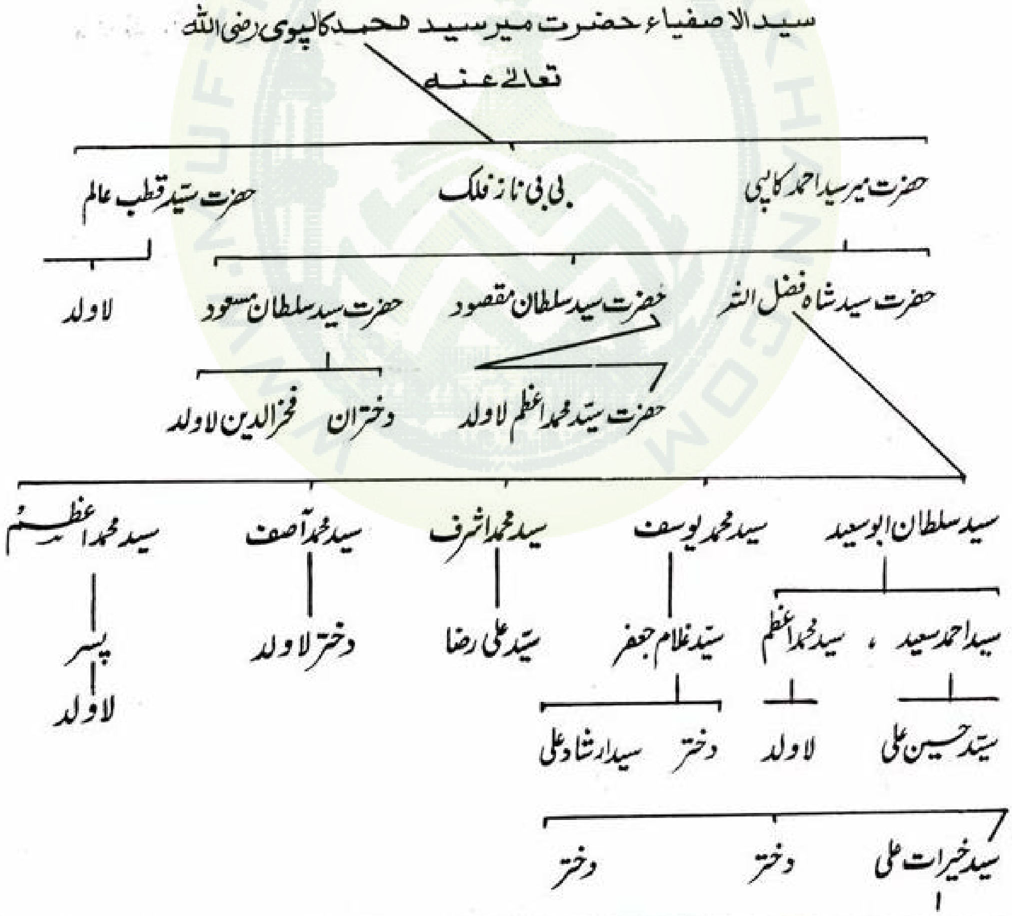

[۱] مکتوبات ج ۱ ص ۲۵، قلمی از شاہ خوب اللہ الہ آبادی قدس سرہٗ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

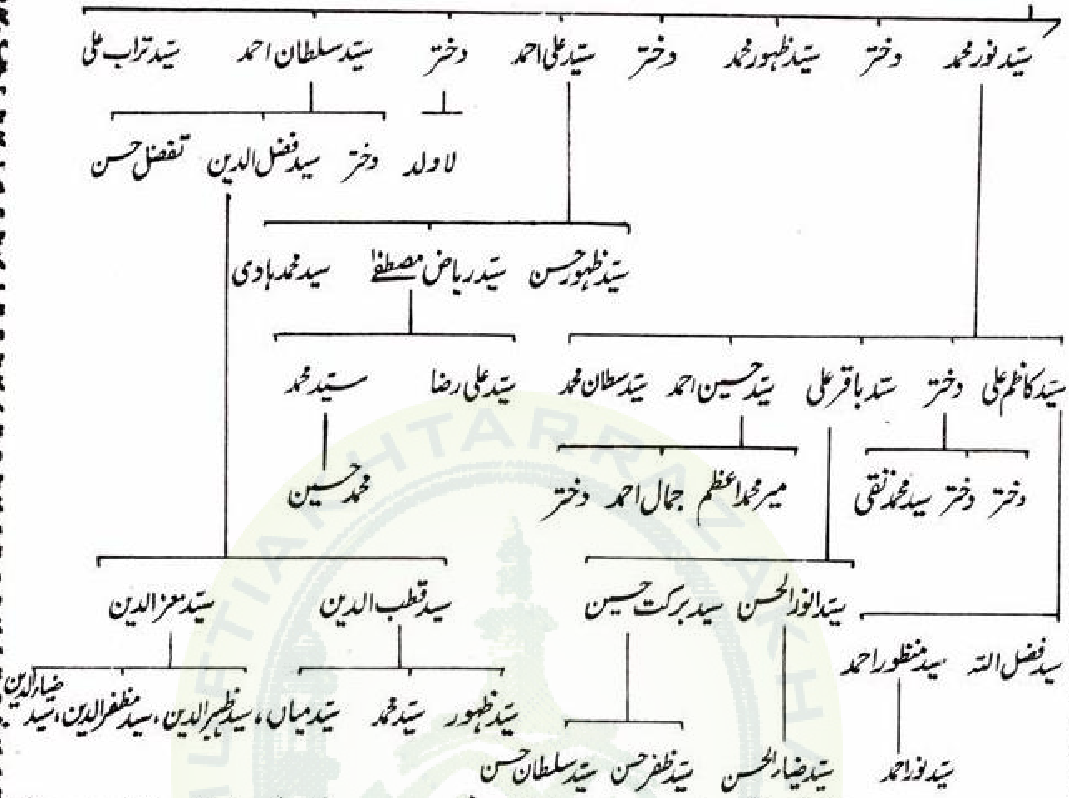

خلفاء عظام

آپ کی فیض بخش خانقاہ سے وقت کے عظیم دانشور اور صاحب فضل وکمال کا ایک قافلہ تیار ہوا جنہوں نے اسلام کی بیش بہا خدمات انجام دیکر خود بھی تاریخ ساز بن کر چکے چند کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں،

① سیدنا میر احمد ② حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی[1] ③ حضرت عاشق محمد ④ حضرت حاجی جنید ⑤ حضرت شیخ عبدالحکیم موہانی ⑥ حضرت شیخ کمال متخلص بہ افسری ⑦ حضرت شیخ عبدالمومن اکبرآبادی ⑧ حضرت میر محمد وارث نظام آبادی ⑨ حضرت شیخ کمال کراکتی ⑩ حضرت حاجی ولی محمد ⑪ حضرت سید مظفر ⑫ حضرت حافظ ضیاء اللہ بلگرامی ○ حضرت سید جمال محمد گوالیاری ⑬ حضرت شیخ عبدالحفیظ بلگرامی رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

[1] محمد افضل الہ آبادی شیخ محمد افضل بن عبدالرحمن عباسی اپنے عہد کے ممتاز علماء میں تھے، آپ کی پیدائش ۱۰ ربیع الاول ۱۰۳۰ھ کی شب میں۔ افضل وطن سید پور میں ہوئی، اوائل عمری میں جون پور آگئے تھے جہاں آپ نے شیخ حامد سے رسائل فارسی، درویش محمد (خلیفہ شیخ شہباز محمد بھاگلپوری) سے میزان الصرف، شیخ محمد عارف چھیتاپوری اور محمد ماہ بنارسی سے تہذیب، شرح شمسیہ، شرح وقایہ اور مختصر المعانی کا درس لیا شیخ نورالدین جعفر مداری جونپوری ———— سے کتب درسیات اور قاضی محمد آصف صدرپوری سے شرح مطالع شرح حکمۃ العین اور تفسیر بیضاوی پڑھیں، ملا نورالدین سے علوم مروجہ کی تحصیل کی چھ مہینے درس وتدریس میں مشغول رہے، رفتہ رفتہ جذبہ عشق الٰہی کا غلبہ ہوا اور میر سید محمد قدس سرہٗ کی خدمت میں کالپی گئے اور قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ سلسلوں میں بیعت واجازت سے مشرف ہوئے اپنے مرشد کی طرح تمام عمر سنت نبوی کے متبع اور نقشبندی طریقے کے پیرو رہے۔ پھر اپنے مرشد کے حکم کے مطابق الہ آباد میں سکونت اختیار کرلی اور ہمہ تن توکل ہو کر ہدایت وارشاد کی مسند پر بیٹھ گئے لوگ جوق درجوق آپ کی طرف رجوع

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت میر سید مظفر قدس سرہٗ روایت بیان فرماتے ہیں کہ آپ کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے دریافت کریگا کہ دنیا سے کیا لائے تو کہدونگا کہ شیخ محمد افضل کو لایا ہوں ۔ جس کو اپنے اشعار میں بھی پیش فرمایا ہے جس کا ایک ٹکڑہ یہ ہے ۔

چنیں فرمود وصفش گر پرسد خداوندم	دراں محشر کہ خواہد بود یکسر رونق خاصا
کہ اے سید چہ آوردی بما نیکوتریں تحفہ	بگویم شیخ افضل را بیاور دم بہ از صد جاں [1]

وصال مبارک آپ ۲۶ شعبان المعظم بعمر ۶۵ سال ۱۱۲۱ھ بروز دوشنبہ بوقت یکپاس روز برآمد داعی اجل کو لبیک کہا ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن [2]

مزار مبارک آپ کا مزار پرانوار کالپی شہر سے باہر دکھن اور پچھم گوشہ میں شہر سے ایک میل کے فاصلے پر ہے اس میں کئی عمارتیں ہیں ایک مقبرہ جو صحن مسجد کے محاذی ہے بجانب جنوب چوڑی ہے اسی کے اندر پچھم جانب آپ کا مزار پرانوار ہے ۔

مادۂ تاریخ از علامہ میر غلام علی آزاد بلگرامی ۔

غوث عالم یگانۂ آفاق	میر سید محمد ذیشان
گفت تاریخ رحلتش آزاد	رفت قطب زماں بسوئے جناں
	۱۰۷۱ھ

ہوتے تھے ۱۱۳۰ھ میں ایک مسجد الہ آباد میں بنوائی ہدایت وارشاد کی مصروفیتوں کے باوجود عربی، اور فارسی زبانوں میں نہایت بیش قیمت تصانیف چھوڑی جن میں حسب ذیل کتابوں کی فہرست خاص طور پر قابل ذکر ہیں (۱) شرح گلستاں سعدی (۲) شرح بوستانِ سعدی (۳) شرح زلیخا جامی (۴) شرح فصوص الحکم (۵) رسالہ در بحث ایمان فرعون (۶) شرح قصائد خاقانی وعرفی و دیوان حافظ شیرازی (۷) شرح مثنوی معنوی (۸) شرح الفصوص علی وفق النصوص (۹) شرح تسویہ محب اللہ بہاری ۱۸ ذی الحجہ بروز جمعہ ۱۱۴۴ھ ۱۷۳۱ء آپ کا وصال ہوا ۔ کان الشیخ قطبا تاریخ وصال ہے ۔

[1] ماہنامہ کلیم شعبان ۱۳۵۴ھ الہ آباد [2] بیاض حضرت شاہ محمد اجمل الہ آبادی قدس سرہٗ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور سی ویکم

شیخ المشائخ واقفِ اسرارِ حقائق

حضرت میر سید احمد کالپوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۱۰ر صفر المظفر ۱۰۸۴ھ

اے بنامت شیرۂ جاں شد بنات کالپی

احمد انوشیں لبا شیریں را امداد کن

(اعلیٰحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى
السَّيِّدِ اَحْمَدَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

دے محمد کے لئے روزی کر احمد کے لئے
خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

ولادت شریف آپ کی ولادت باسعادت کالپی شہر میں ہوئی۔ اور وہیں نشو نما ہوئی۔

اسم شریف آپ کا نام نامی و اسم گرامی میر سید احمد کالپوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہے۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام نامی حضرت میر سید محمد بن ابی سعید الحسنی ترمذی قدس سرہما ہے۔

تعلیم و تربیت آپ عربی و فارسی کے عالم بے بدل تھے چنانچہ ابتدائی کتب آپنے اپنے والد ماجد ہی کی بارگاہ میں پڑھی، اس کے بعد آپ کے والد محترم نے آپ کی تعلیم و تربیت کیلئے اپنے مرید و خلیفہ حضرت سید شاہ افضل بن عبدالرحمٰن الہ آبادی قدس سرہٗ کو منتخب فرمایا، جنکی خدمت میں آپ نے حسامی سے بیضاوی شریف تک جملہ علوم متداولہ کی تکمیل فرمائی استاذ گرامی آپ کو بے انتہا چاہتے تھے یہاں تک کہ اپنے وقت کے بے مثال مدرس و مصنف بنکر چمکے۔[۱]

بیعت و خلافت آپ نے جملہ علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد اپنے والد معظم سے بیعت کا شرف حاصل فرمایا۔ اور صرف ۲۴ ہی سال کی عمر میں مسند والد ماجد پر رونق افروز ہوئے اور تلقین و ارشاد کی محفل کو رونق بخشا۔

فضائل شیخ المشائخ، واقف اسرار حقائق، وارث علم نبی، آفتاب ہدایت، ماہتاب ولایت حضرت سید میر آحمد کالپوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے اکیتیسویں[۳۱] امام و شیخ طریقت ہیں آپ جامع علوم ظاہر و باطن اور رشنا ور بحار حقیقت و معرفت تھے، زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت میں کامل تھے، اخلاق و عادات میں یگانۂ عصر تھے اور علوم و معارف کے عقدہ کشا تھے، کشف و کرامات و خوارق عادات اکثر آپ سے سرزد ہوتے، یہاں تک کہ عنفوان جوانی ہی سے نور ہدایت آپ کی جبین ہمایوں سے چمکتا تھا اللہ تعالےٰ نے آپ کو جمال صوری و کمال معنوی دونوں سے ممتاز فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت شاہ خوب اللہ[ؒ] الہ آبادی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میرے

---

[۱] وفیات الاعلام قلمی از شاہ خوب اللہ الہ آبادی قدس سرہٗ ص ۱۸۶ و خزینۃ الاصفیا ج ا ص ۳، ۴

[۲] آپ کا نام محمد یحییٰ تھا۔ آپ شیخ محمد افضل الہ آبادی کے بھتیجے، داماد اور خلیفہ تھے علوم شریعت و طریقت کے جامع تھے تیرہ سال کی عمر میں علوم

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ پہلی بار جب میں پیر دستگیر کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ تو ان کے اندر سرخی جمال و عشق حقیقی کو مجتمع پایا اور اس کی وجہ سے جو شعاع نورانی ان سے ہویدا ہوتی اس کو دیکھنے سے میری نگاہ خیرہ ہو جاتی تھی۔ [1]

اخلاق کریمانہ آپ کے اخلاق و عادات اپنے اسلاف کے قدم بقدم تھے، رحم و کرم، بخشش و عطا، عفو و معافی میں اپنے اسلاف کے آئینہ دار تھے۔ اور عالم شباب ہی میں آپ سے رشد و ہدایت کے چشمے پھوٹنے لگے اور علم نبوی اور اخلاق نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی اشاعت میں مثالی کارنامے انجام دیے کہ حضرت خوب اللہ الہ آبادی فرماتے ہیں۔

در بذل وجود و کرم و فتوح نظر نداشتاند حسن و جمال و فضل و کمال ایشاں یکے مانند

عادات کریمانہ آپ عبادت و ریاضت میں کامل تھے اور بڑے پابند تھے اس کے علاوہ آپ کا بہترین مشغلہ رسائل توحید مقالات شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالے عنہ کی تشریح بیان کرنا اور ہر فرض نماز کے بعد سلام سے متصل نو مرتبہ کلمہ توحید باواز بلند کہتے تھے، مسئلہ توحید کی وضاحت پر کوئی معترض ہوتا تو اس سے مناظرے بھی کرتے تھے۔

بارگاہ خواجہ میں حاضری آپ کو حضرت خواجہ معین الحق والدین رضی اللہ تعالے عنہ کی بارگاہ سے خاص نسبت و عقیدت تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ اپنے والد ماجد حضرت سید میر محمد رضی اللہ تعالے عنہ کے ہمراہ روضہ مبارکہ پر حاضر ہوئے اور آپ کو بارگاہ خواجہ سے روحانی فیض حاصل ہوا۔ اور عمامہ بلندی آپ کے سر پر رکھا گیا اور فیض چشتیہ سے نواز کر دوسرے سلاسل کی اجازت بھی مرحمت فرمائی گئی۔ [2]

آپ کی توجہ آپ کے کشف و توجہ میں غضب کی تاثیر تھی، جس شخص پر توجہ کی نظر کرتے وہ بے خود ہو کر گر پڑتا چنانچہ حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی قدس سرہٗ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور! میرے دل کی سختی اور تنگی اپنے شباب پر ہے کہ میرا کوئی قریبی بھی رشتہ دار یا لڑکا بھی وصال کر جائے تو حالت گریہ نہیں آسکتی، اس لیے حضور سے التماس ہے کہ میری اس حالت زار پر توجہ فرمائیں؟ آپ نے اس کے دونوں

متداولہ کی تحصیل سے فارغ ہو گئے۔ اپنے پیر و مرشد کی تعلیم کے مطابق سلوک کے مدارج طے کیے اور ان کے جانشین ہوئے۔ تمام عمر ان کی خلافت کے فرائض انجام دیے۔ صاحب تصنیف و تالیف تھے۔ حسب ذیل کتب و رسائل آپ کی یادگار ہیں۔ (۱) القول الصحیح فی صلاۃ التسبیح (۲) الکلام المفید تعلیق بالشیخ والمرید (۳) الکلمات المتولفہ فی المقاصد المختلفہ (۴) بضاعۃ مزجاۃ (۵) ماخذ الاعتقاد فی شان الصحابہ واہل بیت الامجاد (۶) تزیین الاوراق فی خرق الطباق (۷) خلاصۃ الاعمال (۸) وفیات الاعلام (۹) مکتوبات تصوف کی حقیقت کے بیان میں شب دوشنبہ ۱۱ جمادی الاول ۱۱۴۴ھ میں وصال ہوا الہ آباد میں پیر و مرشد کے پہلو میں مزار شریف ہے۔

[1] وفیات الاعلام قلمی از شاہ خوب اللہ الہ آبادی قدس سرہٗ ص ۱۸۶ و خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۱ ص ۴۴، ۴۷

[2] " " " " " " " "

[3] " " " " " " " "

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہاتھوں کو اپنے دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑ کر ہلایا مگر اس کی کیفیت بدستور باقی رہی، یہاں تک کہ تیسری بار میں اس پر ایک کیفیت طاری ہو گئی اور ہائے، ہائے کی صدا بلند کرنے لگا۔ اور دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھا۔ بعدہ جب افاقہ ہوا۔ آپ کی اس عظیم کشف کو دیکھکر آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوا اور عقیدت مندوں میں داخل ہو گیا [۱]

ذوق شاعری

آپ ہندی و فارسی کے قادر الکلام شاعر بھی تھے اور اپنے علمی و ادبی اعتبار سے بہت سے اشعار بھی آپ نے کہے جو آپ کے ادبی ذوق پر دال ہے اور بھرپور روشنی آپ کے دیوان شعر سے مل سکتی ہے راقم الحروف یہاں پر چند اشعار تبرکاً پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے:

ہر کہ بمیخانہ اقامت کند   از سفر کعبہ ندامت کند
سید محمد بمن این خفیہ گفت   نغمہ مطرب ہمہ گامت کند
توبہ ازیں شیوہ نخواہم کرد   گو کہ ہمہ خلق ملامت کند

علمی و تصنیفی خدمات

آپ صاحب تصنیف بزرگ گزرے ہیں، آپ کی باقیات صالحات میں آپ کی تصانیف اپنی اہمیت کی حامل ہے۔ اور اس دور کے ادبی، اخلاقی، اور دینی ماحول کو پرکھنے کا بہترین سرمایہ اور تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کی تصانیف کی ایک مختصر فہرست جو راقم الحروف کو دستیاب ہو سکی درج ذیل ہے۔

(۱) جامع الکلم فارسی (۲) شرح اسماء الحسنیٰ (۳) شرح بسیط علیٰ عقائد النسفیہ (۴) رسالہ معارف (۵) مشاہدات الصوفیہ (۶) دیوان شعر [۲]

اولاد و امجاد

حضرت میر سید شاہ احمد قدس سرہ العزیز کو رب تبارک و تعالےٰ نے تین فرزند عطا فرمایا جو اپنے وقت کے بہترین عابد و زاہد اور شریعت و طریقت میں کامل تھے۔ جنہوں نے آپ کے مشن کو خوب فروغ دیا اور عظمت سرور کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا غلغلہ بلند فرمایا اور مذہب اہلسنت کی عظیم خدمات انجام دئے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۱) حضرت سید شاہ فضل اللہ قدس سرہٗ خلیفۂ سرکار سید محمد قدس سرہٗ (۲) حضرت سید شاہ سلطان مقصود قدس سرہٗ (۳) حضرت سید شاہ سلطان محمود قدس سرہٗ۔ [۳]

تاریخ وصال

آپکا وصال مبارک ۱۰ صفر المظفر بروز پنجشنبہ بوقت شام ۱۰۴۲ھ میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مزار مبارک

آپ کا مزار مبارک کالپی شریف میں مدرسہ موسومہ میاں صاحب والد ماجد کے پہلو میں مشرق جانب مرجع خلائق ہے۔

---

[۱] وفیات الاعلام قلمی فارسی از شاہ خوب اللہ الہ آبادی ص ۱۸۰ / ۱۸۸ و برکات اولیا ص ۱۱۸

[۲] خزینۃ الاصفیا ضیائے محمدی ج ۱ ص ۴۴، ۴۷

[۳] بیاض شاہ محمد اجمل الہ آبادی قدس سرہٗ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور سی و دوم

خضر راہِ ہدایت مشعلِ جادۂ صداقت

حضرت میر سید فضل اللہ کالپوی رضی اللہ تعالٰی عنہ

۱۴؍ ذیقعدہ ۱۱۱۱ھ

شاہ فضل اللہ یا ذوالفضل یا فضل اللہ
چشم در فضل تو بست ایں بینوا امداد کن

(اعلیٰحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم صل وسلم وبارک علیه وعلیهم وعلی المولی السید
فضل اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔

دے محمد کے لئے روزی کر احمد کے لئے
خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

ولادت شریف آپ کی ولادت باسعادت کالپی شریف میں ہوئی اور وہیں آپ نے نشو نما پائی۔

اسم مبارک آپ کا نام نامی واسم گرامی میر سید فضل اللہ رضی تعالیٰ عنہ ہے۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام نامی واسم گرامی میر سید احمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہے۔

تعلیم وتربیت آپ نے اپنی مکمل تعلیم وتربیت والد ماجد وجد مکرم رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی زیر نگرانی پوری فرمائی اور اپنے وقت کے جملہ علوم وفنون کو حاصل فرماکر مقتدائے وقت وامام بنکر خلق خدا کی ہدایت ورہنمائی کا عظیم کام انجام دیا۔[1]

فضائل سید السالکین، زبدۃ الکاملین، سراج العلماء، رہبر فضلاء، خضر راہ ہدایت، مشعلِ جادۂ صداقت میر سید شاہ فضل اللہ کالپی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ـــ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے تیتسویں امام وشیخ طریقت ہیں آپ اپنے وقت کے عظیم مشائخ سے تھے، آپ جامع علم ودانشِ ظاہر وباطن تھے اور زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت میں ممتاز اور مشائخین عصر میں معزز ومقبول تھے، آپ مجسم ولایت تھے اور ذوق وشوق آپ کے ہر عضو سے پھوٹا پڑتا تھا، تواجد وتواضع وحسن خلق میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔[2]

توجہ میں عجب تاثیر تھی منقول ہے کہ ایک روز آپ کی خدمت مبارکہ میں چار اشخاص حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ "ہم لوگوں کے دل قساوت وحب دنیوی سے پتھر ہو رہے ہیں اور کبھی ہماری آنکھوں میں آنسو نہیں آتے، آپ کا نام سن کر بہت دور سے ہم لوگ آئے ہیں" ـــ اس وقت آپ ایک خط اپنے وطن جالندھر کو لکھ رہے تھے یہاں تک کہ آپ نے خط لکھنا بند کر دیا اور پھر ایسی توجہ فرمائی کہ چاروں شخص مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے، آپ کے چہرۂ مبارکہ سے ایک روشنی نکلی اور ستون سے ٹکرائی آئینہ کی طرح چمکنے لگی اس کے ساتھ ہی وہ چاروں دوپہر تک حالت بے خودی اور بے ہوشی میں پڑے رہے۔ پھر افاقہ کے بعد آپ کے

---

[1] وفیات الاعلام قلمی از شاہ خوب اللہ الہ آبادی قدس سرہ ص ۲۵،
[2] " " " " "

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل فرمایا۔ اس طرح بے شمار افراد آپ کے دست مبارک پر تائب ہوئے اور آپ کی ذات بابرکات سے مستفیض ہوئے[۱]

وصال مبارک آپ کا وصال مبارک ۱۴ ذیقعدہ بروز پنجشنبہ بوقت شام ۱۱۱۱ھ میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون[۲]

مزار مبارک آپ کا مزار مقدس کالپی شہر میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔

---

[۱] وفیات الاعلام قلمی از شاہ خوب اللہ الہ آبادی قدس سرہٗ ص ۲۵۔

[۲] بیاض قلمی شاہ محمد اجمل الہ آبادی قدس سرہٗ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور سی و سوم

سلطان المناظرین، سید المتکلمین، سلطان العاشقین، قدوۃ الواصلین، صاحب البرکات

حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۲۶ر جمادی الآخر ۱۰۷۰ھ — ۱۰ر محرم الحرام ۱۱۴۲ھ

شاہ برکات اے ابوالبرکات اے سلطان جود

بارک اللہ اے مبارک بادشاہ امداد کن

(اعلیٰحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھمّ صلّ وسلّم وبارك عليه وعليهم وعلى المولى السيد الشاه بركت الله رضى الله تعالٰى عنه ط

دین و دنیا کی مجھے برکات دے برکات سے
عشقِ حق دے عشقیِ عشقِ انتما کے واسطے

ولادت شریف آپ کی ولادت باسعادت ۲۶ رجمادی الآخر ۱۰۷۰ھ کو بلگرام شریف میں ہوئی۔[1]

اسم شریف آپ کا نام نامی سید شاہ برکت اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے۔

لقب شریف آپ کے القاب سلطان العاشقین وصاحب البرکت ہیں۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام حضرت سید شاہ اویس رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے۔ جو اپنے وقت کے بڑے زبردست اور باکمال بزرگ تھے۔

نسبت نامہ آپ کا نسب نامہ شریف ۳۵ رواسطوں سے حضور سیدالشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ملتا ہوا حضور سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات تک منتہی ہوتا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

حضرت قدوۃ الواصلین سید شاہ برکت اللہ[1] بن حضرت شاہ اویس[2] بن حضرت سید شاہ عبدالجلیل[3] بن سید شاہ عبدالواحد[4] بن سید شاہ ابراہیم[5] بن حضرت سید شاہ قطب الدین[6] بن حضرت سید شاہ مارہرو شہید[7] بن حضرت سید شاہ بڈھ[8] بن حضرت سید شاہ کمال الدین[9] بن حضرت سید شاہ قاسم[10] بن حضرت سید شاہ سید حسن[11] بن حضرت سید شاہ نصیر[12] بن حضرت سید شاہ حسین[13] بن سید شاہ عمر[14] بن حضرت سید شاہ محمد صغری[15] جد قبائل سادات بلگرام بن حضرت سید شاہ علی[16] بن حضرت سید شاہ حسین[17] بن حضرت سید شاہ ابوالفرح[18] ثانی بن حضرت سید ابوفراس[19] بن حضرت سید ابوالفرح[20] واسطی جد اعلیٰ قبائل سادات زیدیہ بلگرام وبارہا وغیرہما بن حضرت سید داؤد[21] بن حضرت سید حسین[22] بن حضرت سید یحییٰ[23] بن حضرت سید زید سوم[24] بن حضرت سید عمر[25] بن حضرت سید زید دوم[26] بن حضرت سید علی عراقی[27] بن حضرت سید حسین[28] بن حضرت سید علی[29] بن حضرت سید محمد[30] بن حضرت سید عیسیٰ[31] المعروف بموتم الاشبال بن حضرت زید شہید[32] بن حضرت سید امام زین العابدین[33] الملقب بہ سجاد بن حضرت سید الشہداء امام حسین[34] بن حضرت امیر المومنین

---

[1] خاندان برکات ص ۱۰

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ زوج سیدۃ النساء فاطمہ زہرا بنت سید الانبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [۱]

خاندانی حالات

آپ کے اجداد میں سراج العارفین حضرت ابوالفرح رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہندوستان تشریف لائے اور آپ کے وصال کے بعد ان کے پوتے امام زمانہ حضرت سید شاہ محمد صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عازم ہند ہوئے، سلطان شمس الدین التمش نے حضرت سید صاحب کی نہایت عزت کی اور آپ کو بلگرام کے راجہ کے مقابلہ میں ایک فوج دیکر بھیج دیا اور بلگرام کو آپ نے فتح فرمایا اس لڑائی میں آپ نے بڑے بڑے سورماؤں کے دل کو پانی کی طرح بہا دیا۔ اور دنیائے کفر کو کھیرہ اور ککڑی کی طرح کاٹ کر پرچم اسلام کو بلند فرمایا۔ بلگرام کی فتحیابی کے بعد سلطان شمس الدین التمش نے بلگرام آپ کو بطور جاگیر عطا کر دیا اور اس کے تمام توابع بھی آپ کے سپرد کر دیا۔ یہاں تک کہ آپ اپنے اعزہ کو بلا کر بلگرام میں قیام پذیر ہو گئے۔

بلگرام کی وجہ تسمیہ

بلگرام کی وجہ تسمیہ کے متعلق یہ واقعہ مشہور ہے کہ پہلے بلگرام کا نام راجہ کی وجہ سے سری نگر تھا بعد میں بلگرام ہوا بلگرام دو لفظوں سے مرکب ہے ایک "بیل" دوسرا "گرام" بمعنی مقام وشہر آبادی اور "بیل" ایک دیو ملعون کا نام ہے جسے اس زمانہ کے جوگی اور جادوگر جو بلگرام میں رہتے تھے، کوہستان کشمیر سے پوجا پاٹ اور جادو کے ذریعہ مسخر کر کے اپنی امداد کے لئے یہاں پر لائے اور رکھا۔ یہ ملعون دیو اس قدر قوی الجثہ تھا کہ دور دراز تک اپنے مخالف کو نہیں رہنے دیتا تھا، اور سوائے اپنی پرستش اور پوجا گری کے کسی کی پوجا نہیں ہونے دیتا تھا۔ اگر کوئی شخص اس کو نہ پوجتا تو تکلیف واذیت دیتا مگر وہ ملعون دیو خاک میں ملا دیا گیا اور حضرت سید محمد صغریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ذات بابرکات کی بدولت بلگرام اسلام آباد بن گیا۔

تعلیم وتربیت

آپ کی نگاہ ایسے ماحول میں کھلی جہاں علم وادب، حکمت وفلسفہ سے پورا ماحول مزین وتاباں تھا، اس لئے آپ نے ابتدا میں کہیں دور دراز کا سفر نہیں فرمایا بلکہ اپنے والد ماجد ہی کی خدمت بابرکت میں، تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ اصول فقہ کا درس حاصل کیا اور بڑی قلیل مدت میں ان تمام علوم مروجہ وعلوم دینیہ میں مہارت تامہ حاصل فرمایا۔ بعدہ علوم باطن وسلوک بھی اپنے والد معظم حضرت سید شاہ اویس قدس سرہٗ سے حاصل فرمائے اور والد ماجد نے جملہ سلاسل کی اجازت وخلافت مرحمت فرما کر سلاسل خمسہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ سہروردیہ، مداریہ میں بیعت لینے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی ان کے علاوہ سید العارفین مربی بن سید عبدالنبی بن سید طیب وغلام مصطفےٰ بن سید فیروز علیہم الرحمہ سے بھی کسب فیض فرمایا [۲]

عبادت وریاضت

آپ مسلسل ۲۶ سال تک صائم رہے، دن بھر روزے سے رہتے اور صرف ایک کھجور سے روزہ افطار کرتے جذبات واستغراق کا یہ عالم تھا۔ کہ تین سال تک یہ حالت رہی کہ شب وروز میں صرف دو فلوس غذا تناول فرماتے اور چاولوں کے صرف پانی پر قناعت کرتے۔ ہفتوں محویت طاری

---

[۱] خاندان برکات ص ۱۰۔
[۲] ماثر الکرام ص ۲۴۹ دفتر ثانی وبرکات مارہرہ ص ۲۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور ایک دوسری غزل کا مقطع اس طرح ہے ۔ ع

اندراں صحرا کہ شہر آنرا گذر کاہیست بس عشقیبارا مش زشاہ کالپی پر سید نیست

کالپی سے واپسی

یہاں تک کہ حضرت نے آپ کو اجازت مرحمت فرمایا، جب آپ کالپی شریف سے اجازت پاکر روانہ ہورہے تھے تو حضرت سید شاہ فضل اللہ قدس سرہٗ نے نہایت عقیدت و محبت سے اپنے فیوض و برکات سے مزین فرمایا اور چلتے وقت آپ نے اس طرح حضرت سید شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ سے ارشاد فرمایا۔

ذات شما وے ہمہ طور صوری و معنوی معمور است وسلوک شما بانتہا رسیدہ رخصت شوید و بخانہ خود قیام دارید، حاجت تعلیم و تعلم نیست و یک دو مقدمات ایں سبیل از معظات ایں راہ بود ند عنایت فرمودہ اجازت سلاسل خمسہ، قادریہ چشتیہ، نقشبندیہ ، سہروردیہ، مداریہ، مع سند خلافت و دیگر اعمال نوازش فرمودہ زیادہ از دو روز حکم اقامت نہ فرمودند و ازعنایت بر زباں راندکہ جائے کہ ذات بابرکات شما استقامت داشتہ طالبان آنجارا بایں صوبہ حاجت نیست ۔	تمہاری ذات جملہ امور صوری و معنوی سے معمور ہے اور تمہارا سلوک کمال کی انتہا کو پہنچ گیا ہے تم رخصت ہو اور اپنے مکان میں قیام رکھو تعلیم و تعلم کی حاجت نہیں ہے ، پھر ایک دو مقامات جو اس راہ کے معظات سے تھے عنایت فرماکر اجازت سلاسل خمسہ قادریہ ، چشتیہ ، نقشبندیہ سہروردیہ ، مداریہ ، مع سند خلافت اور دوسرے اعمال عنایت فرماکر دو روز سے زیادہ حکم اقامت نہ فرمایا اور نہایت مہربانی سے فرمایا کہ اسی جگہ تمہاری ذات بابرکات استقامت رہے اور وہاں کے طالبوں کو یہاں آنے کی اجازت نہیں [1]

مارہرہ شریف میں نزول

حضرت صاحب البرکات قدس سرہٗ تمام مقامات فقر کو طے فرمانے کے بعد ۱۱۱۱ھ سے ۱۱۱۵ھ کے درمیان (بعہد حکومت محی الدین اورنگ زیب شہنشاہِ دہلی) مارہرہ مقدسہ تشریف لائے مارہرہ شریف یو۔پی کے ضلع ایٹہ سے تقریباً سولہ میل کے فاصلہ پر بجانب مغرب واقع ہے۔ علمائے کرام اولیاء، صوفیائے عظام، اہل علم و ہنر اور صاحبان صنعت و حرفت کی بستی ہے اور اپنی اسی خصوصیت کی وجہ سے اپنے ضلع کے ایک پرگنہ کا درجہ حاصل کئے ہوئے ہے۔ قصبہ مارہرہ شریف کا نام روشن و منور کرنے اور اس کی تاریخ کو عزت و عظمت بخشنے کا اصل سہرا باصفا اولیائے کرام و علمائے عظام کے سر ہے ساتھ ہی اس کو تابناک و درخشاں زندگی دینے کا بھی اصل سہرا اسی سلسلۂ پاک کے سر ہے جو سلسلۂ برکاتیہ کے نام سے مشہور و معروف زمانہ ہے) تو ایک دن آپ اپنے چشم سر سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضور محی الدین شیخ سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپ کو اس جگہ کی بشارت دی جہاں فی الوقت درگاہ برکاتیہ موجود ہے اور ارشاد فرمایا کہ تم اس جگہ مستقل سکونت اختیار کرو؟

---

[1] اصح التواریخ ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جس جگہ کی حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے بشارت و نشاندہی کی تھی وہ ایک تالاب کی شکل میں تھی، پھر آپ نے اس واقعہ کا تذکرہ فرمایا، حکم کے بموجب اس جگہ ایک خس پوش مکان حضرت کے لئے بنوادیا گیا اور حضرت اسی مکان میں رہنے لگے۔ پھر رفتہ رفتہ حضرت نے اپنے اہل و عیال کو وہیں بلوالیا حضرت کے قیام سے اس جگہ کے لوگ خوشحال ہوگئے اور کشاں کشاں اردگرد آکر بس نے لگے یہاں تک کہ ۱۱۱۱ھ تک دیکھتے ہی دیکھتے خانقاہ شریف کے ارد گرد ایک اچھی خاصی آبادی ہوگئی اور اس کا نام آپ کے تخلص کی بنا پر پیم نگر، برکات نگری رکھا گیا جو صدیوں گذر نے کے بعد آج بھی حسنی پیرزادگان کے نام سے مشہور ہے۔ [1]

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض

حضرت غوثیت مآب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بارگاہ سے آپ کو بڑی قربت و عقیدت حاصل تھی، یہی وجہ ہے کہ سلسلہ بیعت میں آپ کو سلاسل خمسہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروریہ، مداریہ سے اجازت و خلافت حاصل تھی مگر آپ سلسلہ قادریہ ہی میں بیعت فرماتے اور قادری فیض ہی کی جانب التفات فرماتے۔ چنانچہ بارگاہ غوثیت سے آپ کو آپ کے مریدین و متوسلین کو ایک عظیم فیض بشارت حاصل ہے۔

> "حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے خاندان کے مریدوں متوسلوں کی شفاعت کا ذمہ دار ہوں، میں جنت میں ہر گز قدم نہیں رکھوں گا، جب تک تمہارے خاندان کے مریدوں، متوسلوں کو جنت میں داخل نہ کرا لوں۔

شیخ سدّو خبیث کی حقیقت

آئین احمدی میں حضرت سیدنا شاہ اچھے میاں مارہروی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ سدو انسانی طبقہ میں سے تھا، وہ وسط گیارہویں صدی ہجری کے آخری حصہ میں بادشاہ عادل حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کے عہد حکومت میں تھا۔ یہ نواح کلکتہ کا باشندہ تھا وہ ایک نہایت درجہ پر اثر عمل جوا ونٹ کے بالوں پر پڑھا جاتا ہے اسی عمل کا عامل تھا۔

خبیث شیخ سدو کا کردار

شیخ سدو چونکہ عادتاً ایک بُری خصلت کا خوگر تھا اور اسے گناہوں کا ایسا چسکہ لگ گیا تھا کہ شب و روز عاداتِ ذمیمہ اور افعال قبیحہ کا ارتکاب کرتا تھا، وہ اپنے اس قوی الاثر عمل کے ذریعے اپنی خواہشات نفسانیہ کی آگ کو بجھانے کے لئے ہر روز ایک نئی عورت کے ساتھ منہ کالا کرتا تھا اور اچھی سے اچھی حسن و جمال والی لڑکیوں کو اپنے موکلوں کے ذریعے منگواتا تھا، حالانکہ اس کے موکل اس کے اس خلاف شرع کام کرنے سے راضی نہ تھے۔ وہ خبیث جب زنا کا ارتکاب کرتا تو اپنے چاروں طرف حصار کرلیا کرتا تھا اور اپنے حصار کے اندر ہی پانی رکھ لیا کرتا تھا۔ ایک دن جب وہ زنا میں مبتلا تھا اور پانی رکھنا حصار میں بھول گیا تھا، زنا سے فارغ ہونے کے بعد اس نے دیکھا کہ پانی موجود نہیں ہے تو اس نے موکلوں کو

---

[1] اصح التواریخ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

آوازدی موکل اسی تاک میں تھے کہ کب موقع فراہم ہو کہ اس خبیث کو ختم کروں؛ فوراً موکلوں نے اسکو پکڑا اور پہاڑ کی بلندی سے گرا کر کے مار ڈالا ــــ شیخ سدو چونکہ اپنی قوت تسخیریہ کی وجہ سے لوگوں کے دل و دماغ پر اپنا نقش بد چھوڑ دیا تھا۔ اور لوگ اس کے کافی معتقد ہو گئے تھے، بایں وجہ وہ سب سے اپنی پرستش کرواتا اور بھینٹ چڑھواتا تھا، یہاں تک کہ اس کا یہ ناپاک اثر مارہرہ مطہرہ تک پہنچ گیا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ مارہرہ کے لوگوں کی رشتہ داریاں شیخ سدو کے دیار و امصار میں تھی۔

شیخ سدو سے مقابلہ

حضرت صاحب البرکات قدس سرہٗ جب مارہرہ تشریف لائے تو آپ نے وہاں کے لوگوں میں ایک عجیب رسم دیکھی کہ کوئی شیخ سدو کی نیاز دلا رہا ہے، کوئی اس کے نام پر کڑھائی پیش کر رہا ہے ــــ آپ نے لوگوں کو حکم شرعی سے آگاہ فرمایا کہ ایسا کرنا ناجائز ہے ایک بد کردار شخص سے اپنی عقیدت کا رشتہ توڑ دو اور اس کام سے باز آجاؤ؛ ــــ آپ کی پر تاثیر باتیں لوگوں کے دلوں میں اثر کر گئیں، ایک دن شیخ سدو گھبرایا ہوا آپ کی خدمت حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ تم میرے معتقد نہیں ہو اور لوگوں کو میری طرف سے پھیرتے ہو تو میں تم سے مقابلہ کروں گا؛ آپ نے نہایت ہی گرجدار آواز میں ڈانٹا جس کی وجہ سے وہ فوراً بھاگ گیا ــ آپ کا معمول تھا کہ سال میں دوبار اترنے گھیرہ پر جا کر اربعین کرتے تھے، حضرت حسب معمول ایک مرتبہ اس گھیرہ پر اربعین میں تھے کہ غسل کی حاجت پیش آئی، حضرت دریا کی طرف اس گھیرہ سے اتر کر جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں ہی اس خبیث شیخ سدو نے آگھیرا۔ اور کہنے لگا۔ آپ نے مجھے بہت تکلیفیں پہنچائی اور انتہائی اذیتیں دی ہیں۔ بس میں آپ سے بدلا لونگا اور اسی وقت میں آپ کو جلادونگا؛ پھر حضرت نے اسے ڈانٹا اور زجر و توبیخ کی کہ فقیروں سے نہ الجھو ــــ لیکن وہ نہ مانا تو آپ نے فرمایا تو جب جلاویگا، جلاویگا اب میرا جلانا دیکھ؛ یہ فرما کر حضرت نے غسل فرمایا اور میاں شیخ سدو کو مضبوط حصار کے ذریعے گھیرے میں لے لیا اور حصار کو تنگ کرتے گئے اور اسے بالکل اپنے قریب کر لیا اور فرمایا۔ دیکھ میں تجھے آن کی آن میں جلا کر نیست و نابود کرتا ہوں۔ وہ رونے چلانے لگا اور گڑگڑا کر، رہائی کی درخواست کرنے لگا چنانچہ آپ نے اس سے معاہدہ لیا اور اس نے یہ کہا:

(۱) میں آپ کے مریدوں اور متوسلوں کو کبھی نہیں ستاؤنگا (۲) جہاں کہیں آپ اور آپ کی اولاد ہوگی وہاں بھول کر بھی قدم نہیں رکھوں گا۔ (۳) اگر میرے داخلے کی جگہ آپ اور آپ کے خاندان کا کوئی صاحبزادہ تشریف لے جائے گا تو میں وہاں سے اپنا عمل دخل اٹھا لوں گا۔

چنانچہ اس معاہدے پر وہ خبیث شیخ سدو آج تک قائم ہے [1]

معاہدے کی پابندی

حضرت حاجی حافظ سید شاہ محمد اسمٰعیل حسن صاحب قادری برکاتی، احمدی سجادہ نشین درگاہ عالم پناہ مارہرہ مقدسہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت

۱۔ بیاض اسماعیلیہ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

میاں صاحب قدس سرہٗ کے خلیفہ حضرت شاہ باز گل صاحب کی ایک مریدہ تھی جنکا وصال ۱۳۱۱ھ میں ہوا وہ بیان کرتی تھیں) کہ جب میں ایک سال کا بچہ تھا تو وہ مجھے اپنی گود میں لئے ہوئے ایک پٹھان کے گھر (جن کی بیوی سے ان عفیفہ کا بہناپا تھا) میں گئیں، خانصاحب کے یہاں اس دن شیخ سدو کی کڑھائی تھی، بکرا ہو چکا تھا اور پوڑیاں ہو رہی تھی، اور یہ مردود شیخ سدو ان پٹھان کے بیٹے کی جوان بہو کے سر پر چڑھا ہوا تھا، وہ بیچاری بدہواس بے ہوش پڑی تھی اور گلہ پھولتا جا رہا تھا، جیسے ہی میری ماں مجھے گود میں لئے ہوئے اس گھر میں پہنچیں وہ جوان عورت ہوش میں آگئیں اور گلا بھی اصلی حالت پر آگیا، گھر والے چھوٹے بڑے سبھی خوشی میں مچلنے لگے اور کہنے لگے ——— کہ میاں نے کڑھائی قبول کرلی؟ غرض جب تک میں وہاں رہا اس عورت کو کچھ بھی خلش نہ ہوئی، مگر جب میری والدہ مجھے لیکر وہاں سے چلی آئی تو پھر اس عورت کی وہی حالت ہوگئی، تو اس کے گھر والوں نے شیخ سدو سے پوچھا کہ جب آپ کڑھائی قبول کر چکے، پھر ستانا کیسا؟ اس خبیث نے جواب دیا کہ اس وقت تک ہمیں نہ تمہاری کڑھائی پہنچی نہ بکرا بات اصل یہ تھی کہ تمہارے گھر میں پیر برکات صاحب کا پوتا آگیا تھا اس وجہ سے میں چلا گیا تھا۔ اب دوبارہ کڑھائی اور بکرا دو؟ تو اس لڑکی کو چھوڑوں گا؟ مجبوراً ان ناعقلوں نے دوبارہ کڑھائی و بکرا کرکے اس کی نذر و نیاز کی۔ اس کے بعد اس لڑکی کی گلو خلاصی ہوئی۔ اس واقعہ کے کئی روز کے بعد جب میری والدہ مجھے لیکر پھر وہاں گئیں تو وہ لوگ میری والدہ پر بہت خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ تمہاری وجہ سے ہمارا بہت نقصان ہوا۔ نہ یہ بچہ یہاں آتا اور نہ ہی اس دن دوبارہ کڑھائی کا صرفہ ہمیں برداشت کرنا پڑتا ——— میری ماں نے جواب دیا کہ اس گھر والوں کے مرید کیوں نہیں ہو جاتے جو ایک مرتبہ کی بھی کڑھائی کا صرفہ برداشت کرنا نہ پڑے اور ہمیشہ ہمیش کو میاں شیخ سدو سے چھٹکارا مل جائے۔ اگر تم لوگ مرید ہو جاؤ تو بھول کر بھی شیخ سدو تمہاری طرف نہ آویگا۔ غرض کہ وہ تمام گھر کا گھر اس خاندان کا مرید ہو گیا اور اس دن سے وہ خبیث ان لوگوں کو نہ ستایا۔

قوم گونڈل پر بددعا کا اثر

مارہرہ مطہرہ کی قطبیت کا تاج جب آپ کے فرق مبارک پر جگمگایا اور آپ اس خطے میں تشریف لائے تو آپ نے اپنے جد بزرگوار حضرت سید عبدالجلیل قدس سرہٗ کی خانقاہ میں قیام فرمایا۔ اس وقت اس کے اردگرد قوم گونڈل کے مکانات تھے، ضلع کا ضلع ہنود سے لبریز تھا اور فطری شرپسندی کے باعث سرانگیزیوں سے باز نہ آتے تھے، سب سے زیادہ یہ کہ اس قوم میں فسق و فجور انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ اور کسی طرح باز نہ آتے تھے، خفیہ طور پر تنگ کرتے تھے اور باز پرس پر صاف مکر جاتے تھے۔ کچھ مدت تو آپ ان کی زیادتیاں برداشت کرتے رہے اور کبھی قصبہ کے زعماء و رؤساء سے شکایت نہ کی، مگر جب انہوں نے سفل (بھانگ) عین اس وقت جبکہ آپ نماز میں مشغول تھے خانقاہ معلی میں پھینک دی، اس وقت آپ پر جلال طاری ہوا اور ارشاد فرمایا۔

یہ جواں مردک اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتے۔

حضور صاحب البرکات قدس سرہ کی زبان فیض ترجمان سے ان الفاظ کا جاری ہونا تھا کہ گونڈلوں پر آفات و بلیات کا آغاز ہونے لگا۔ مصائب و آلام کا دور شروع ہوا اور ایک عرصہ طویل تک یہ حالت رہی کہ ان میں سے جہاں کسی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کی عمر تینتیس سال کی ہوتی وہ مرجاتا بہت سے خاندان تو بالکل ہی تباہ و برباد ہوگئے۔ آخر حضرت شاہ ظہور اللہ قدس سرہٗ کو ان کے انتقال کے بعد نور العارفین سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ کے قدموں پر لاکر ڈالدیا، اور انہیں کی نذر کردی۔ اس وقت سے ان کے سر سے یہ وبا ٹلی، مگر یہ مفسد قوم آپ کی دعائے جلال سے بالکل تباہ برباد ہوگئی۔[۱]

ذوق شاعری

آپ فن علم و ادب و شاعری میں اپنا نظیر و مثیل نہیں رکھتے تھے عربی، فارسی، اردو بھاشا کے علاوہ ہندی و سنسکرت پر آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی، چنانچہ آپ کی شاعری کے متعلق علامہ آزاد بلگرامی اپنی شہرہ آفاق کتاب مآثر الکرام میں تحریر فرماتے ہیں کہ: شاہ برکت اللہ پیمی نے بیانی شاعر کے حیثیت سے عالمگیر شہرت حاصل کرلی تھی۔

اور "مقدمہ تاریخ زبان اردو" میں ڈاکٹر مسعود حسین خاں تحریر کرتے ہیں:

عہد عالمگیر کے مشہور مصنف سید شاہ برکت اللہ پیمی مارہروی کو ہندی، فارسی اور عربی پر کامل عبور تھا تصوف سے بسریز انسانیت کے پیغام کو انہوں نے دوہوں اور کبتوں کے ذریعے پہنچایا۔[۲]

آپ اس ادبی میدان میں اپنا تخلص فارسی اور عربی میں عشقی اور ہندی میں پیمی فرماتے تھے۔ چنانچہ چند اشعار تبرکا پیش کرتا ہوں۔

یَا شَفِیْعَ الْوَرٰی سَلَامٌ عَلَیْكَ — یَا نَبِیَّ الْهُدٰی سَلَامٌ عَلَیْكَ
اے مخلوق کی شفاعت کرنے والے آپ پر سلامتی ہو — اے ہدایت فرمانے والے آپ پر سلامتی ہو!

خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ سَلَامٌ عَلَیْكَ — سَیِّدُ الْاَصْفِیَا سَلَامٌ عَلَیْكَ
اے پیغمبروں کی مہر آپ پر سلامتی ہو! — اے اصفیاء کے سردار آپ پر سلامتی ہو!

جِئْتُ یَا مُصْطَفٰی سَلَامٌ عَلَیْكَ — لَكَ اَهْلِیْ فِدَا سَلَامٌ عَلَیْكَ
اے برگزیدہ نبی میں حاضر ہوں آپ پر سلامتی ہو — میرے اہل و اولاد آپ پہ فدا ہوں آپ پر سلامتی ہو

اَعْظَمُ الْخَلْقِ اَشْرَفُ الشُّرَفَا — اَفْضَلُ الْاَذْکِیَا سَلَامٌ عَلَیْكَ
اے مخلوق میں سب سے معظم شریفوں میں سب سے زیادہ شرافت والے، پاکیزہ لوگوں میں سب سے افضل آپ پر سلامتی ہو

طَلَعَتْ مِنْكَ کَوْکَبُ الْعِرْفَانِ — اَنْتَ شَمْسُ الضُّحٰی سَلَامٌ عَلَیْكَ
معرفت کا ستارہ آپ کی وجہ سے طلوع ہوا — آپ دن کا سورج ہیں آپ پر سلامتی ہو

کُشِفَتْ مِنْكَ ظُلْمَۃُ الظُّلَمَاءِ — اَنْتَ بَدْرُ الدُّجٰی سَلَامٌ عَلَیْكَ
آپ کی وجہ سے سب تاریکیاں مٹ گئیں — آپ تاریکیوں کے لئے ماہ کامل ہیں آپ پر سلامتی ہو

اَحْمَدُ لَیْسَ مِثْلُكَ اَحَدٌ — مَرْحَبًا مَرْحَبًا سَلَامٌ عَلَیْكَ
آپ کے مثل کوئی نہیں کہ آپ کا اسم گرامی احمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) (واہ) کیا خوب آپ پر سلامتی ہو!

---

[۱] برکات مارہرہ و حیات صاحب البرکات ص ۲۸۔ [۲] مآثر الکرام دفتر ثانی ص ۲۴۹، ومقدمہ تاریخ زبان اردو ص ۱۶۹

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

وَاجِبٌ حُبُّكَ عَلَى الْمَخْلُوْقِ | يَاحَبِيْبَ الْعُلٰى سَلَامٌ عَلَيْكَ
آپ کی محبت تمام مخلوق پر ضروری ہے۔ | اے بلندیوں والے محبوب آپ پر سلامتی ہو

مطلبی یَاحبیبی لیس سِوَاکَ | انت مطلوبنا سلام عَلیکَ
میرے محبوب میری حاجت آپکے علاوہ اور نہیں | آپ میرے مطلوب ہیں آپ پر سلامتی ہو

مَقْصَدِیْ یَاحَبِیْبِیْ لَیْسَ سِوَاکَ | انتَ مقصودُنَا سَلَامٌ عَلَیْکَ
اے میرے حبیب میرا مقصد آپکے علاوہ اور کچھ نہیں | آپ ہی ہمارے مقصود ہیں آپ پر سلامتی ہو

اَنتَ مقصدی وملجائی | اِنَّکَ الْمُدَّعَا سَلَامٌ عَلَیْکَ
بیشک آپ ہی میرا مقصد ہیں اور میری پناہ ہیں | بلاشبہ آپ ہی مقصود ہیں آپ پر سلامتی ہو

سَیِّدِیْ یَاحَبِیْبِیْ مَوْلَائِیْ | لَکَ رُوْحِیْ فِدَا سَلَامٌ عَلَیْکَ
اے میرے آقا اے میرے محبوب اے میرے مولیٰ | آپ پر میری روح فدا ہو آپ پر سلامتی ہو

مَهْبِطَ الْوَحْیِ مُنْزَلَ الْقُرْآن | صَاحِبَ الْاِهْتِدَا سَلَامٌ عَلَیْکَ
آپ ہی پر وحی اتری قرآن مجید نازل ہوا | اے رہنمائی والے آپ پر سلامتی ہو!

هٰذَا قَوْلُ غُلَامِکَ الْعِشْقِی | مِنْهُ یَا مُصْطَفٰی سَلَامٌ عَلَیْکَ[۱]
یہ آپ کے ایک ناچیز غلام عشقی کی پکار ہے | اس کی طرف سے اے برگزیدہ نبی آپ پر سلامتی ہو

اور ہندی کے چند اشعار دیوان پیم پرکاش سے حاضر ہیں۔

ابی بکر اور عمر کھرپن، عثمان علی بکھان
ست، نیتی اور لاج اتی بدیا بوجھ سجان

یعنی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے بعد حضرت عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعریف بیان کرو سچائی، عدل، شرم وحیا اور علم بالترتیب ان کی امتیازی خصوصیات ہیں ـــــ اور تفضیلوں کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مورکھ لوگ نہ بوجھی ہیں دھرم کرم کی چھین
ایک تو جاہیں ادھک کے ایک تو دیکھیں ہین

یعنی بے وقوف لوگ دین و مذہب کی روح تک نہیں پا سکتے اس لیے کہ وہ ایک کو بڑھاتے ہیں اور باقی سب کو گھٹا دیتے ہیں۔

علمی و تصنیفی خدمات

حضرت سلطان العاشقین، صاحب البرکات قدس سرہٗ عبادت و ریاضت کے علاوہ میدان علم و فن و فکر و سخن میں ایک عبقری شخصیت کے مالک ہیں، آپ کے تبحر علمی کا اندازہ کسی قدر آپ کی تصانیف کثیرہ کے پڑھنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ راقم الحروف یہاں پر آپکی تصانیف کی نشاندہی کرتا ہے جو اہل تحقیق کے لئے بہترین سرمایہ ہے۔

① رسالہ چہار انواع ② رسالہ سوال وجواب ③ عوارف ہندی ④ دیوان عشقی ⑤ پیم پرکاش

[۱] مطبوعہ نظامی پریس بدایوں ۱۹۷۹ء

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

⑥ ترجیع بند ⑦ مثنوی ریاض العاشقین ⑧ وصیت نامہ ⑨ بیاض باطن ⑩ بیاض ظاہر
⑪ رسالہ تکسیر ⑫ تفسیر سورہ فاتحہ ⑬ روائح بزبان اردو ⑭ رسالہ واردات التوحید
⑮ ارشاد السالکین ⑯ رسالہ عقائد صوفیہ ⑰ رسالہ معمول ⑱ رسالہ اشارہ ہندی ⑲
اعمال واشغال پر بھی متعدد رسائل موجود ہیں۔

کشف و کرامات

حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ کی سب سے بڑی کرامت استقامت و تصلب فی الدین وتقویٰ اور آپ کی متشرع زندگی ہے، باوجود اس کے آپ سے بے شمار کرامتوں کا بھی ظہور ہوا ہے۔

چنانچہ حضور احسن العلما حضرت علامہ مولانا مفتی سید شاہ حسن میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین مارہرہ شریف روایت کرتے ہیں کہ، حضرت مخدوم شاہ برکات قدس سرہٗ کے پوتے سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ العزیز نے کاشف الاستار شریف میں حضور شاہ برکات کے چند کرامات لکھنے کے بعد فرمایا کہ: اگر دادا صاحب البرکات کے کرامات وتصرفات پر کچھ لکھا جائے تو ایک دفتر ناکافی ہوگا۔ اس لئے راقم الحروف چند کرامات کو بطور ثبوت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

خطرات دل پر آگاہی

کاشف الاستار شریف میں سراج العارفین حضرت سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ روایت کرتے ہیں کہ: ایک بار نواب محمد خاں بنگش والی فرخ آباد کے نوکر شجاع خاں (جو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا سالانہ عرس مبارک مارہرہ شریف میں کرتے تھے) ایک بار اجمیر شریف گئے اور اسی دوران میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عرس سراپا قدس کی تاریخ قریب آگئی۔ وہ وہاں سے منزل بمنزل طے کرتے ہوئے مارہرہ شریف آئے تاکہ حضور غوثیت مآب کا عرس کریں، شجاعت خاں نے سرائے میں قیام کیا تو وہاں انہیں ایک نور نظر آیا جس کی وجہ سے ان کا دل دنیا سے پھر گیا اور انہوں نے سوچا کہ میں درویشی اختیار کروں۔ اور حضور صاحب البرکات کو صاحب تصرف اس وقت سمجھوں گا کہ وہ مجھے ملاقات کے وقت کچھ کھانے کو دیں؟

یہاں تک کہ عصر کے وقت جب شجاعت خاں آپ سے ملاقات کرنے حاضر ہوئے تو آپ محل سرا میں تشریف فرما تھے اور وضو کے لئے باہر تشریف لائے۔ اس وقت آپ کے دست مبارک میں باجرے کی روٹیاں اور گوشت پڑا ہوا میتھی کا ساگ تھا۔ شجاعت خاں کو دیکھ کر مسکرائے، تو شجاعت کے پاؤں کپکپانے لگے اور جسم میں لرزہ طاری ہوگیا۔ آپ نے شجاعت خاں کو باجرے کی روٹی اور وہ ساگ عنایت فرمایا اور حکم صادر فرمایا: تجھے درویشی کی حاجت نہیں مخلوقِ خدا تجھ سے بغیر درویشی کے فیضیاب ہو رہی ہے۔ آپ کے اس ارشاد سے شجاعت خاں کو آپ کے صاحب تصرف ہونے کا یقین کامل ہوگیا۔

تین دن میں راہ سلوک طے

اہل دل اس بات سے خوب واقف ہیں کہ منازلِ سلوک طے کرنے میں کتنی دقت ہوتی ہے اور اس راہ کے طے کرنے کے لئے کتنا طویل عرصہ درکار

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہے۔ مگر حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ کی یہ مشہور کرامت ہے کہ آپ طالب کو تین دن میں راہ سلوک طے کرا دیتے تھے اور بقول حضور سراج العارفین سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ کہ بعض دفعہ تو صاحب البرکات قدس سرہٗ نے کئی طالبوں کو دو گھڑی میں سالک بنا دیا۔

ہر ایک کی زبان پر ذکرِ خدا

اسی طرح آپ کی ایک روشن کرامت یہ بھی ہے کہ آپ کے دور میں مارہرہ شریف کے مسلمان کے علاوہ ہندو بھی اپنی زبانوں پر سوائے ذکر خدا کے کچھ نہ لاتے تھے اور ہر ایک کے دل پر خوف خدا طاری رہتا تھا۔ حتی کہ بقول سرکار سید شاہ حمزہ قدس سرہ، پرندیں بھی کلمۂ توحید پڑھا کرتے تھے۔ حضرت شاہ حمزہ قدس سرہٗ اپنے جدّ مکرم کے دور مبارک کو یاد کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ؎

پھرتے تھے دشت دشت، دِوانے کدھر گئے
وہ عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے

شاہانِ وقت کی نیازمندی

یہاں تک کہ رفتہ رفتہ آپ کی خانقاہ اور آپ کے روحانی فیضان کا شہرہ ہندوستان کے طول و عرض میں پھیل گیا، دور، دور سے آنے والے طالبان حق کا ایک تانتا بندھ گیا اور آپ روحانی فیضان سے مشرف ہوتے رہے۔ سلاطین مغلیہ میں حضرت اورنگ زیب[1] عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ، بہادر شاہ، فرخ سیر، جہاندار شاہ، اور محمد شاہ علیہم الرحمہ اپنے اپنے نیاز نامے آپ کی خدمت عالی گہر میں بھیجنے کو عظیم سعادت سمجھتے تھے۔ آپ کے خلیفہ اول حضرت شاہ عبداللہ قدس سرہ ایک مرتبہ دہلی پہنچ گئے تو محمد شاہ نے آپ کو

---

[1] محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بن شاہ جہاں شب یکشنبہ ۱۵ ذی قعدہ ۱۰۲۸ھ کو اجین میں پیدا ہوئے۔ آفتاب عالمتاب تاریخ ولادت ہے شاہی ناز و نعم میں پرورش پائی معقولات کی تعلیم میر محمد ہاشم سے پائی کلام پاک کا درس ملا موہن بہاری سے لیا امام غزالی کی اکثر کتابیں خصوصًا احیاء العلوم مولانا سید محمد قنوجی سے پڑھیں تفسیر کا درس ملا احمد جیون امیٹھوی (مصنف نور الانوار) سے لیا۔ شیخ محمد بخشی کے مکتوبات اور شیخ محی الدین شیرازی کے رسائل برابر مطالعہ میں رکھتے خط نسخ و نستعلیق کے بہترین خطاط شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد سرہندی سے شرف بیعت اور شیخ سیف الدین بن محمد معصوم سے اجازت و خلافت حاصل تھی ۱۰۶۹ھ میں تخت نشین ہوئے ہندوستان کے زبردست بادشاہوں میں سے تھے۔ سلطنت مغلیہ کو جتنا عروج آپ کے وقت میں ہوا۔ اتنا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ نہایت دین دار، متشرع، سخت محنتی، جفاکش، بہترین منتظم، منصف مزاج، عادل اور بارعب شہنشاہ تھے۔ اپنے وقت کے مجدد تھے کلام پاک ہاتھ سے لکھنا آپ کا بہترین وظیفہ تھا چنانچہ ایام شہزادگی میں ایک کلام پاک لکھ کر دیگر تحائف اور خطیر رقم کے ساتھ نذرانہ کے طور پر مکہ معظمہ روانہ کیا تخت نشینی کے بعد ایک نسخہ مدینہ منورہ بھیجا جس کی جلدبندی و زیب و زینت پر سات ہزار روپیہ صرف ہوا۔ فتاوی عالمگیری کی تدوین آپ کا عظیم کارنامہ ہے کئی سال کی لگاتار محنتوں کے بعد چھ جلدوں میں اسلامی قانون کا عظیم سرمایہ تیار کروایا۔ جو اپنی گوناگوں خوبیوں کی وجہ کر اہل علم و بصیرت کے لئے عظیم سرمایہ ہے۔ بزرگان دین کا بہت شیدائی اور کٹر حنفی مسلک پر آپ اور پورے مغلیہ بادشاہ قائم رہے۔ بے شمار رفاہ عام کے کام انجام دئے۔ اورنگ آباد سے اکبر آباد تک اور لاہور سے کابل تک اور کابل سے کشمیر تک سڑکیں بنوائیں بے شمار کنویں، نہریں، پل سرائیں، حمام اور مساجد بنوائیں علماء مشائخ، پیش اماموں کے وظائف مقرر کئے اس کے علاوہ ایک لاکھ چوبیس ہزار سالانہ صدقہ کیا کرتے

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بلایا مگر تشریف نہیں لے گئے۔ آخر وہ حاضر ہوا اور ایک گاؤں اور بہت کچھ زر نقد نذرانہ میں پیش کیا۔ حضرت علم ہونے پر سخت ناراض ہوتے تو وہ دوڑے آئے اور معذرت کی آپ نے ارشاد فرمایا :

" مانا کہ تمہاری خواہش نہ تھی مگر جب بادشاہ کے آنیکی خبر ملی تھی تو وہاں سے کیوں نہیں چلے گئے۔

فقیر تو بدقت تمام اللہ کے نام سے تمہارے دلوں کو روشن کرتاہے اور تم اپنے دل پر محمد شاہ کا نام ثبت کرتے ہو۔

آخرکار بڑی سفارش سے آپ نے انکو معاف فرمایا۔

یہاں تک کہ محمد شاہ بادشاہ خود ۱۱۴۱ھ میں بڑی اصرار و منت کے ساتھ خانقاہ برکاتیہ کے خرچ کے لئے موضع داد پور اور موضع تلوکپور عرف برکات نگر دو گاؤں وقف کر دیا اور اس وقت تک بڑے بڑے امراء و شہزادے آپ کی غلامی میں داخل ہو چکے تھے، نواب ثابت خاں کو توی، نواب نصرت خاں ناظم اکبرآباد اور نواب جمال خاں جیسے امراء برابر سعی کرتے رہتے، عام مریدین کو سلسلہ جدیدکا پیسہ میں اور اہل خاندان کو سلسلۂ قدیم میں بیعت فرمایا کرتے تھے۔ نواب غضنفر جنگ فرمانروائے فرخ آباد آپ کی دعا ہی سے اس منصب جلیل پر فائز تھا۔ اور برابر غلامانہ حاضر ہوا کرتا تھا[1]

عظیم ونادر تبرکات

حضرت علامہ مولانا محمد میاں مارہروی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت کے وقت میں موئے شریف حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم خانقاہ میں آئے، یہ موئے مبارک حضرت کے خلیفہ شاہ روح اللہ از اقربائے خیر اندیش خاں عالمگیری نے نواب موصوف کے متروکہ سے لاکر حضرت کو دیا تھا، اس موئے مبارک کی سند اور جس طرح سے نواب خیر اندیش خاں کو ملا تھا آثار احمدی اور کاشف الاستار شریف میں مفصل ذکر ہے ۔۔ بفضلہ تعالٰے یہ موئے مبارک اس وقت تک بڑی سرکار کے تبرکات مشترکہ میں چاندی کی چھوٹی میں ہے اور عرسوں میں زیارت ہوتی ہے اور پھر خرقہ مرتضوی و موہائے مبارکہ، حضرات حسنین رضی اللہ تعالٰے عنہما بھی حضرت کے پاس تبرکات میں تھے۔

خرقہ، کے متعلق یہ روایت ہے کہ یہ خرقہ حضرت مولیٰ علی رضی تعالٰے عنہ کا ہے جو حضرت غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰے عنہ نے پہنا، حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے پہنا، پھر ان سے حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی اوشی کو اور ان سے حضور بابا فرید الدین گنج شکر کو ان سے حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء بدایونی ثم دہلوی کو ان سے حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کو ان سے بواسطہ حضرت مخدوم

— تھے بے شمار جاگیریں غیر مسلم کو بھی دے مگر اکثر غیر مسلم احسان فراموش آپ کو بدنام کرتے ہیں۔ غرضیکہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ حکومت کے کام انجام دیے پچاس سال حکومت کرنے کے بعد بانوے سال کی عمر میں اس بادشاہ خدا آگاہ نے ۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ مطابق ۲ فروری ۱۷۰۷ء کو وفات پائی۔ اور حسب وصیت حضرت زین الدین چشتی دولت آبادی قدس سرہٗ کے جوار میں مدفون ہوئے۔

(ملا احمد جیون اور ان کے معاصر علماء)

[1] اصح التواریخ و خاندان برکات ۱۰۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

شاہ بڑے مخدوم اور شاہ صفی اور ان سے حضرت میر عبد الواحد بلگرامی سے واسطہ بواسطہ حضور سلطان العارفین قطب عالم سید شاہ برکت اللہ مارہروی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پہنچا ـــ مگر اب قدامت کی وجہ سے کافی نازک ہوگیا ہے اس لئے کاندھے پر رکھ لیا جاتا ہے اور اعراس میں اس کی زیارت ہوتی ہے۔ ان آثار شریفہ کے علاوہ خود حضرت کے بہت سے خاص ملبوس جیسے خرقہ، تاج، عمامہ، سیلی، اور تسبیح وغیرہ تبرکات مشترکہ میں ہیں اور جداگانہ بھی اہل خاندان میں ہر ایک کے پاس موجود ہیں۔[1]

عطیۂ غوثیہ

تبرکات مذکورہ بالا کے علاوہ اسی عہد مبارک میں سات منکے اور ایک دستار بھی آئی جس کی روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضور سرکار غوثیت مآب سے حضرت بو علی شاہ قلندر رضی تعالےٰ عنہ کے ذریعہ آپ کو عطا ہوئی آپ کو مراقبہ میں معلوم ہوا تھا کہ حضور سرکار غوث اعظم رضی للہ تعالےٰ عنہ سے کچھ انعام واکرام ملے گا کہ اسی زمانے میں حضرت علاء الدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عرس مبارک کا موسم تھا، آپ کی طرف سے ایک درویش کو حضرت صابر کلیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عرس مبارک میں حاضری کے لئے بھیجا کہ اثنائے راہ میں ایک شخص ملے جو ایک کھیت کی دیکھ بھال کر رہے تھے انہوں نے اس درویش کو یہ سات منکے اور دستار دیکر فرمایا ؏

یہی پیام یہی رسالہ ــــ کیہو برکات ــــ مارہرہ والا

اس درویش نے آپ کو یہ سب کچھ پیش کرنے کے بعد آپ سے عرض کیا کہ حضور! یہ کون صاحب تھے، جو یہ چیزیں مجھے دے گئے تھے؟ آپ نے فرمایا یہ حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ تھے اور یہ عطیۂ غوثیہ ہے جو مرحمت فرما گئے ہیں۔[2]

---

[3] علاء الدین علی احمد صابر والد ماجد کی جانب سے آپکا سلسلہ نسب غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملتا ہے اور والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔ والد کا نام عبد الرحیم اور والدہ کا نام ہاجرہ اور جمیلہ خاتون کے لقب سے مشہور آپ ۱۹ ربیع الاول ۵۹۲ھ کو ہرات میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں والد کا سایہ اٹھ گیا والدہ نے تعلیم پر کافی توجہ دی اجودھن میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی نگرانی میں تعلیم ہوئی عربی فارسی کے علاوہ فقہ، حدیث، تفسیر، منطق، معانی میں دستگاہ حاصل کی والدہ کی معیت میں اپنے ماموں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی خدمت میں رہنے لگے۔ حضرت بابا صاحب نے لنگر تقسیم کرنے کی خدمت آپ کے سپرد کی، آپ نے بارہ سال تک کچھ نہیں کھایا، حضرت کو جب معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا علاء الدین صابر ہیں، اس روز سے آپ صابر کے خطاب سے مشہور ہوئے حضرت بابا صاحب نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ دہلی کی ولایت آپ کے سپرد فرمائی اور مہر لگوانے کے لئے جلال الدین کی خانقاہ میں تشریف لے گئے، چراغ گل ہوگیا تو آپ نے پھونک ماری تو فوراً روشن ہو گیا یہ بات اسکو ناگوار لگی اور آپ کے خلافت نامہ کو پارہ پارہ کر دیا، آپ نے بد دعا دی کہ تو نے میری مثال کو چاک کر دیا تو میں نے تمہارے سلسلہ کو مٹا دیا۔ اس کے بعد بابا صاحب نے آپ کو کلیر کی ولایت سپرد فرمائی۔ رئیس کلیر اور قاضی شہر پہ آپ کی رشد و ہدایت کا کوئی اثر نہ ہوا۔ جب سرکشی لوگوں کی حد سے

[1] اصح التواریخ وخاندان برکات ۱۰ ر [2] خاندان برکات ص ۱۰۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

عقدِ شریف

آپ کا عقد شریف حضرت سید مودود بلگرامی بن سید محمد فاضل بن سید عبد الحکیم بلگرامی کی منجھلی صاحبزادی وافیہ بی بی سے ہوا۔

اولادِ کرام

آپ کی کل پانچ اولادیں ہوئیں، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں: ① برہان الواصلین حضرت شاہ آل محمد وخلیفہ ② اسد العارفین حضرت شاہ نجات اللہ قدس سرہٗ ——اور تین صاحبزادیاں ③ حضرت بی بی بدھن، آپ کا عقد سید شاہ لطف اللہ بن شاہ لدھا کے صاحبزادے سید نور الحق سے ہوا۔ ④ حضرت نخھی بی، آپ کا عقد سید عزیز اللہ بن سید غلام محمد بن سید حامد بن سید عبد الواحد خورد سے ہوا۔ ⑤ اور تیسری صاحبزادی کا عقد سید امان اللہ بن سید جان محمد بہتہ سے ہوا۔ جن کی اولاد بلگرام اور آرہ کوات میں ہے۔[1]

خلفاءِ کرام

حضرت کے خلفاء کا شہرہ بھی چاروں طرف پھیلا اور آپ کے فیض سے مشرف ہو کر شالی کارنامے انجام دیئے جن کی فہرست درج ذیل ہے۔

① حضرت شاہ عبد اللہ: آپ مارہرہ ہی کے رہنے والے تھے اور قوم کے کنبوہ تھے ہندی میں شاعری کا بھی ذوق تھا فہتی تخلص فرماتے سنہ ۱۱۴۰ھ میں وصال ہوا۔

② حضرت شاہ میم: آپ دکن کے باشندے تھے، دکن سے دہلی آئے، فارسی کے صاحب دیوان شاعر تھے سنہ ۱۱۵۰ھ میں وصال ہوا۔

③ حضرت شاہ مشتاق البرکات: آپ حضرت کے نہایت باکمال خلیفہ تھے ۱۱ صفر سنہ ۱۱۶۲ھ میں وصال ہو۔

④ حضرت شاہ من اللہ: آپ علی شیر خاں کے نام سے موسوم تھے شاہ جہاں پور کے باشندے تھے سنہ ۱۱۶۶ھ میں وصال ہو۔

⑤ حضرت شاہ راجو: آپ بلگرام کے باشندے تھے اور حضرت سید ابو الفرح کی اولاد میں سے تھے سنہ ۱۱۴۳ھ میں وصال ہو۔

⑥ حضرت شاہ ہدایت اللہ: آپ قصبہ کراولی ضلع ایٹہ کے باشندے تھے سنہ ۱۱۴۹ھ میں وصال ہوا

⑦ حضرت شاہ روح اللہ: آپ کا نام محمد مسعود تھا، نواب خیر اندیش خاں عالمگیری کے خاندان سے تھے، فارسی اور

بڑھی تو ضبط کا یارا نہ رہا، ایک روز جمعہ کی نماز ادا کرنے جامع مسجد گئے پہلی صف میں بیٹھے تھے کہ رئیس کلیر و قاضی شہر کو ناگوار گذری برا کہا اور پہلی صف سے ہٹا دیا۔ آپ وہاں سے اٹھ کر مسجد سے باہر بیٹھ گئے۔ جب لوگ رکوع میں گئے تو آپ نے مسجد کو حکم دیا کہ وہ بھی سجدہ کرے، مسجد گری اور تمام لوگ دب کر مر گئے۔ والدہ کے اصرار پر بابا صاحب نے اپنی لڑکی خدیجہ بیگم عرف شریفہ کا نکاح آپ سے کر دیا تھا۔ مگر آپ نے فرمایا کہ یہ کیسے ممکن ہو کہ ایک دل میں دو کی محبت کو جگہ دوں، دوسرے کی گنجائش نہیں معًا حجرے میں آگ نمودار ہوئی اور دلہن کو جلا کر راکھ کر دیا بنان حیلا بدرجہ اتم موجود تھی، ریاضت، عبادت اور مجاہدہ میں ہمہ تن مصروف رہتے روزے بکثرت رکھتے۔ پانی میں اُبلے ہوئے گولر نمک ملا کر کھاتے، آپ کی کوئی دعا رد نہ ہوتی آپ کی بددعا سے کلیر برباد ہوا۔ آپ کو شعر و شاعری و ادب کا اچھا ذوق تھا۔ فارسی میں احمد اور ہندی میں صابر تخلص فرماتے ۱۳ ربیع الاول سنہ ۶۹۰ھ کو واصل بحق ہوئے مزار کلیر میں برکات کا سرچشمہ ہے۔

(سیر الاقطاب)

---

[1] خاندان برکات ص ۱۰۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہندی میں شاعری کا اچھا ادبی ذوق تھا، فارسی میں دیوانہ اور ہندی میں اجان تخلص فرماتے ۱۱۶۳ھ میں وصال ہوا۔

⑧ حضرت شاہ عاجز: آپ مارہرہ کے رہنے والے تھے اور قوم کے کنبوہ تھے اصلی نام محمد معظم تھا۔

⑨ حضرت شاہ نظر: آپ کا وصال ۱۱۴۳ھ میں ہوا۔

⑩ حضرت شاہ صابر: آپ کا نام غلام علی تھا مارہرہ کے مقیم تھے ۱۱۶۶ھ میں وصال ہوا۔

⑪ حضرت شاہ جمیعت: آپ مارہرہ ہی کے رہنے والے تھے اور قوم کے کنبوہ تھے۔

⑫ حضرت شاہ حسین بیراگی: قوم کے سنار اور ہندی میں شعر و ادب کا بھی ذوق رکھتے تھے۔

⑬ حضرت شاہ صادق: آپ حضرت کے بڑے چہیتے خلیفہ تھے قصبہ بھرگین ضلع ایٹہ میں وصال ہوا، مزار وہیں ہے۔

⑭ حضرت شاہ سید آل محمد قدس سرہٗ: حالات آگے دیکھیں [1]

اقوال زریں

جن باتوں کی نصیحت آپ نے اپنے صاجزادگان حضرت سید آل محمد و سید نجات اللہ کو فرمائی تھی اور اس پر سختی سے عمل کرنے کی تاکید فرمائی تھی وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

① خدائے تعالےٰ کی یاد میں مشغول رہیں ② اپنے ذاتی مقاصد کے حصول کے لئے کسی حاکم سے رجوع نہ کریں۔ ③ ان لوگوں کے گھر ہرگز ہرگز نہ جائیں جو دنیا کے لہو و لعب میں لگے رہتے ہیں۔ ④ ان لوگوں سے ضرور، ضرور ملیں جن کا ظاہری دین و دیانت سے آراستہ ہو۔ ⑤ زیارت قبور کے لئے حاضری ضروری ہے۔ ⑥ جہاد اکبر یہ ہے کہ نفس کے ساتھ لڑتے رہیں ⑦ مخلوق کے محتاج نہ ہوں دست طلب ہمیشہ خالق کائنات کی بارگاہ میں دراز کریں ⑧ علم و عمل کو اولیت دیں اور ان پر کبھی غرور نہ کریں ⑨ مخلوق الٰہی کے ساتھ نرمی سے گفتگو کریں ⑩ ہمیشہ یہ تمنا کریں کہ علم خالص اللہ تعالےٰ کی مدد اور رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے فیض سے ملے گا۔ [2]

وصال مبارک

آپ دس محرم الحرام ۱۱۴۲ھ ۱۷۲۹ء کو بوقت صبح صادق ۷۱ برس چند ماہ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون [3]

مزار پر انوار

آپ کا مزار مبارک مارہرہ مقدسہ ضلع ایٹہ میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ آپ کے مزار مبارک پر محمد خان بنگش مظفر جنگ والی فرخ آباد نے باہتمام شجاعت خاں ناظم ایک عالیشان روضہ ۱۱۴۲ھ ہی میں تعمیر کرایا جو اب درسگاہ شاہ برکت اللہ کے نام سے مشہور ہے۔

فنافی اللہ شد آں پیر مردم

۱۱ ھ ۴۲

---

[1] شاہ برکت اللہ ص ۲۴/۲۶

[2] 〃 〃 〃 〃 ۳۶

[3] خاندان برکات ص ۱۲، و مآثر الکرام موسوم بہ سرو آزاد دفتر ثانی ص ۲۴۹ مطبوعہ لاہور،

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور سی و چہارم

قدوۃ الواصلین

حضور الشاہ ابو البرکات سید آلِ محمد مارہروی رضی اللہ تعالٰی عنہ

۱۸ ؍ رمضان پنجشنبہ ۱۱۱۱ھ — ۱۶ ؍ رمضان دوشنبہ ۱۱۶۴ھ

بے خود او با خدا آلِ محمد مصطفٰے

سید احق واجدا یا مقتدا امداد کن

(اعلیٰحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ بَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَولَى السَّيِّد الشَّاه آلِ محمد رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔

حبِ اہل بیت دے آلِ محمد کے لئے
کر شہیدِ عشقِ حمزہ پیشوا کے واسطے

ولادت شریف آپ کی ولادت شریف ۱۸ / رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ بروز پنجشنبہ کو بلگرام میں ہوئی۔ آپ کے والد مکرم نے آپ کا سنہ تولد لفظ "ظہور" سے نکالا اور سید خیر اللہ بلگرام نے مندرجہ ذیل ابیات میں آپ کی تاریخ ولادت کہی ہے۔

ازبسکہ زشادیش بیالد ہر کس	چسپاں شدہ جامہائے مردم بدن
تاریخ تولدش چو جستم از دل	"حق حافظ او باد" خرد گفت بمن[1]
	" ھ "

اسم گرامی آپ کا اسم گرامی ابوالبرکات سید شاہ آل محمد قدس سرہ ہے۔

والد ماجد آپ کے والد گرامی کا نام نامی و اسم گرامی سلطان العاشقین سید شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ ہے۔

تعلیم و تربیت آپ کی تعلیم و تربیت والد گرامی کی آغوش میں ہوئی، اور والد مکرم ہی سے شرف بیعت و خرقہ خلافت واجازت حاصل تھا۔ اور ساتھ ہی سید العارفین میر شاہ لطف اللہ لدھان قدس سرہٗ نے بھی شالِ خلافت سے آپ کو سرفراز فرمایا تھا۔

فضائل قدرۃ العارفین، اسوۃ الواصلین، حضور الشاہ ابوالبرکات سید آل محمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کے چونتیسویں ۳۴ امام و شیخ طریقت ہیں، آپ اپنے والد گرامی کے نہایت چہیتے فرزند تھے۔ والد ماجد کو آپ کی جدائی شاق گزرتی تھی۔ آپ کی پوری عمر بزرگوں کے زیر سایہ گزری اور فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے۔ عبادت و ریاضت اور تقویٰ و طہارت میں آپ درجۂ کمال پر تھے۔ اور اخلاق و عادات میں اپنے اسلاف کے صحیح ترجمان تھے، والد ماجد نے اپنی حیات مبارکہ ہی میں آپ کو اپنا مکمل جانشین مقرر فرمادیا تھا۔ اور جب کوئی طالب آپ کے پدر بزرگ وار شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ کی بارگاہ میں پہنچتا تو آپ ارشاد فرماتے کہ آل محمد کے پاس جاؤ، اس نے میرے سر سے بہت سا بوجھ ہلکا کر دیا ہے اور راحت بخشی ہے۔ پھر والد گرامی نے تمام خدمات راہ سلوک و معرفت آپ ہی کے سپرد فرمادیں، اور آپ کا بیشتر وقت کتب تصوف خصوصاً والد بزرگوار کی مصنفات کے مطالعہ میں گذرتا تھا۔

---

[1] خاندان برکات ص ۱۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

شانِ عبادت و ریاضت آپ عبادت الٰہی میں ہمہ تن مصروف تھے، اٹھارہ برس تک ریاضت میں مصروف رہے اور کامل تین سال تک اعتکاف میں خلوت گزین رہے اور جو کی روٹی سے افطار فرماتے تھے۔ ان ایام میں اعمال واوراد و مراقبہ اور اذکار و اشغال ہر طریقہ کے جاری رہے۔ جس سے فضائل و انوار و تجلیات بے حد و شمار حاصل ہوتے۔ پھر حبسِ نفس کی طرف آپ متوجہ ہوئے اور اس کو درجۂ کمال تک پہنچایا۔ ان ایام میں تین مہینے تک پیسے بھر پانی پیتے اور باجرے کی خشک روٹی تناول فرماتے، بیان کیا گیا ہے کہ ریاضت کی وجہ سے آپ کے سر مبارک میں گڈھا پڑ گیا تھا اور تالو تک گر گیا تھا۔ یہاں تک کہ آپ نے حبسِ نفس کے سلوک مشکلہ کو بھی تمام فرما دیا۔

درس سلوک والد گرامی نے طالبان و سالکان کی خدمات و تعلیم و تعلم آپ کے حوالے کر دیا تھا۔ بایں وجہ آپ کی خدمت میں جو شخص آتا۔ اس کو ظاہر و باطن میں پورا پورا شریعت مطہرہ سے آراستہ ہونے کی وصیت و تاکید فرماتے اور ناخواندہ مبتدی کو الف سے شروع کرا کر سبق باطنی کا ہمراز بھی بنا دیتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ ہر ایک کی صفائے ضمیر پر روشنی بھی معلوم کر کے اس کو منزل مقصود تک پہنچاتے تھے۔ اور مآثر الکرام میں ہے کہ حضرت آل محمد امراض قلبی کے ازالہ میں شانِ مسیحائی رکھتے تھے۔

شانِ بے نیازی آپ کی شانِ بے نیازی و استغنا کا یہ عالم تھا کہ بادشاہوں اور نوابوں سے اکثر دور رہتے اور انکو اپنے پاس تک آنے نہیں دیتے چنانچہ نواب نجیب الدولہ و نواب علی محمد خان، نواب غازی الدین خاں عماد الملک اور نواب عبد المنصور خاں صفدر جنگ شاہان عہد نے ہر چند کوشش کی کہ انہیں قدمبوسی یا کم از کم نذرانے بھیجنے کی اجازت مل جائے۔ مگر آپ صاف کہدیا کرتے کہ فقیر یہیں سے دعا کر رہا ہے، آنے کی ضرورت نہیں البتہ نواب احمد خاں غالب جنگ والیٔ فرخ آباد ساختہ پرداختہ اسی سرکار کا تھا اس لئے وہ دعا کرانے میں کامیاب ہو گئے۔

آپ کی دعا سے بادشاہی ملی آپ اپنی خدمت میں کسی بھی حکمراں یا نواب کو باریابی کا موقع نہیں دیتے تاہم۔ نواب احمد خاں غالب جنگ والیٔ فرخ آباد، اس کے والی و بادشاہ ہونے کا کسی کو گمان تک نہ تھا، ایک مرتبہ وہ بہزار کوشش آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کرانے میں کامیاب ہو گیا، حضور سید شاہ آل محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نواب مذکور کے حق میں دعا فرمائی جس دعا کے اثر سے وہ فرمانروائے فرخ آباد ہوا۔ احمد خاں غالب جنگ نے ۱۱۸۰ھ میں شاندار درگاہ اور خانقاہ تعمیر کرائی اور بارہ ۱۲ مسلم گاؤں کو خانقاہ کے اخراجات کے لئے وقف کر دئے اور مزید چار سو سالانہ نذرانہ بھی مقرر کر دیا یہاں تک کہ ۱۱۸۹ھ میں شاہ عالم بادشاہ نے اپنی طرف سے پانچ اور گاؤں کا اضافہ کر کے نذرانے میں پیش کئے۔ غرض ۱۷ گاؤں مختلف اوقات میں سلاطین و امراء نے نذر میں پیش کئے۔ تا کہ ان کی آمدنی سے درگاہ و خانقاہ شریف کے اخراجات پورے ہوں اور امور دینیہ کی انجام دہی میں معاشی دشواریاں حائل نہ ہوں [1]

تصانیف آپ کی تصانیف کے متعلق حضرت علامہ شاہ سید محمد میاں قادری مارہروی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ سید آل محمد صاحب قدس سرہٗ کی تصنیف سے فقیر نے کوئی کتاب نہ دیکھی نہ سنی، صرف آپ کے دست و

[1] خاندان برکات ص ۱۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

قلم کی تحریر فرمائی ہوئی دو دعائیں فقیر کے پاس ہیں اور حضرت شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ نے آپ کی مولفہ ایک بیاض کا "بیاض دہلی" کے نام سے حوالہ دیا ہے۔ اور اس کے اعمال وغیرہ اپنے مجموعۂ اعمال میں نقل فرمائے ہیں جو حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کے کتب خانے میں موجود ہے [1]

اولاد کرام

حضرت کا عقد اپنے چچا سید شاہ عظمت اللہ صاحب کی صاحبزادی غنیمت فاطمہ سے ہوا جن کے بطن سے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہوئیں جن کے اسماء یہ ہیں: (۱) حضرت سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ آپ کے حالات اگلے صفحات پر ہیں۔ (۲) حضرت سید شاہ حقانی آپ کی ولادت غالباً سنہ گیارہ سو پینتالیس ہجری میں اور وصال سترہ ذی الحجہ بروز بعد نماز جمعہ ۱۲۱۰ھ میں مارہرہ شریف میں ہوا۔ آپ کو عمارت اور باغ کا بہت شوق تھا حصار پختہ جو ہر چہار جانب بستی پیرزادگان کے ہے وہ آپ ہی کا بنایا ہوا ہے اور ایک عالی شان دیوان خانہ سرکار کلاں میں بھی آپ کا تعمیر کردہ تھا۔ اس کے علاوہ کئی مکانات پختہ اور بھی بنائے تھے اور حصار باغ پختہ مع امکنہ و حمام وغیرہ بھی آپ ہی کا بنایا ہوا ہے۔ آپ نے علمی و تصنیفی خدمات بھی انجام دی جناب آپ کی تصنیف میں تفسیر قرآن اردو مسمیٰ "عنایت رسول کی" اور ترجمہ اردو لباب الاخبار مسمیٰ "نعمت رسول کی" اور ایک بیاض فوائد متفرقہ حضرت شاہ محمد میاں مارہروی کے کتب خانے میں موجود ہے۔ آپ نے شادی نہیں کی تھی (۳) ایک صاحبزادی تھیں جنکا نکاح آپ کے ہمشیرہ زادہ حافظ سید محمد رضا ابن سید امان اللہ بن قبیلہ بہتہ سے ہوا۔ جن کی اولاد آرہ کوات بلگرام مارہرہ میں ہے [2]

خلفاء کرام

آپ کے مشاہیر خلفاء کے نام یہ ہیں جنہوں نے آپ کی تعلیمات و مشن کی ترویج و اشاعت کی (۱) حضرت قطب الکاملین سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ (۲) شاہ ظہور اللہ کشمیری (۳) حضرت شاہ واصل (۴) حضرت شاہ عبد الہادی (۵) حضرت شاہ شہباز کنبوہ سنبھلی (۵) حضرت شاہ فخر الدین احمد ملقب شاہ باقی باللہ پنجابی وصال ۱۱۵۴ھ (۶) حضرت شاہ فقیر اللہ عرف شاہ عارف باللہ (۷) شاہ بزرگ مارہروی وصال ۱۱۴۹ھ (۸) حضرت شاہ مکن (۹) حضرت شاہ انور (۱۰) حضرت شاہ رحمت اللہ (۱۱) حضرت شاہ مولوی غلام نبی اترولوی (۱۲) حضرت شاہ حفیظ اللہ (۱۳) حضرت شاہ اسرار اللہ (۱۴) حضرت شاہ نادر العصر ۱۱۶۹ھ (۱۵) حضرت شاہ بیرنگ مجذوب (۱۶) حضرت شاہ رفیق (۱۷) حضرت شاہ شیدا ۱۱۶۳ھ (۱۸) حضرت شاہ بوعلی (۱۹) حضرت فضل اللہ (۲۰) حضرت شاہ محبوب اللہ شاہ (۲۱) حضرت مفتی جلال الدین (۲۲) حضرت شاہ محمد شاکر مصنف قاسمیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین [3]

وصال مبارک [4]

آپ سولہ ۱۶ ر رمضان المبارک ۱۱۶۴ھ آخری شبِ دوشنبہ کو اس خاک دانِ گیتی سے کوچ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون [5]

مزار مبارک [6]

آپ کا مزار شریف مارہرہ مطہرہ میں والد بزرگوار کے روضہ میں بجانب مشرق واقع ہے۔

قطع تاریخ:

چراغ آلِ عبا شمع دودمان علا ـــ فزود جلوہ و رونق حریم بہشت
انا دہ کرد بہ من سال رحلتش ہاتف ـــ نصیب آل محمد بود نعیم بہشت
۱۱۶۴ھ

---

[1] خاندان برکات ص ۱۴، [2] خاندان برکات ص ۱۴ [3] نور مدارج حضور مطبع امیر اقبال بدایوں ص ۳۸۔
[4] " " " [5] خاندان مارہرہ ص ۱۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور سی و پنجم

اسد العارفین قلب الکاملین

الشاہ سید حمزہ مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴ ربیع الآخر ۱۱۳۱ھ — ۱۴ محرم الحرام ۱۱۹۸ھ

اے حریم کلیہ توحید را کوہ احد
یا جبل یا حمزہ یا شیر خدا امداد کن

(اعلیحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی السَّیِّدِ

الشاہ حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ط

حبِ اہل بیت دے آلِ محمد کے لئے

کر شہیدِ عشقِ حمزہ پیشوا کے واسطے

ولادت شریف آپ کی ولادت مقدسہ بمقام مارہرہ مطہرہ میں ۱۴، ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ میں ہوئی [۱]

اسم شریف آپ کا نام نامی واسم گرامی شاہ سید حمزہ قدس سرہٗ ہے۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام نامی واسم گرامی الشاہ ابوالبرکات آل محمد قدس سرہٗ ہے

تعلیم و تربیت آپ نے اپنے والد ماجد ہی کی خدمت باعظمت میں جملہ علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی نیز مقامات سلوک وبیعت وخلافت بھی اپنے والد ماجد ہی سے پائی اور انہیں کے فیض تربیت سے آپ نے جملہ مقامات رفیعہ کی تکمیل فرمائی والد گرامی کے علاوہ حضرت شمش العلماء مولانا محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے علوم ظاہری حاصل فرمائی اور فن طب علمًا و عملاً حکیم عطاء اللہ صاحب سے حاصل فرمایا اور شیخ ڈھڈھالا ہوری سے بھی متعدد درسیات کو حاصل فرمایا [۲]

فضائل اسد العارفین، قطب الکاملین۔ الشاہ سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ، رضویہ کے پینتیسویں امام وشیخ طریقت ہیں۔ آپ علم وفضل میں یکتا، مایہ ناز مصنف، عدیم النظیر عارف؛ اولیاء اکابرین سے تھے آپ صاحب کرامت وتصرف تھے اور بڑے بڑے مجاہدات کی منزلوں کو آپ نے طے فرمایا۔ آپ نہایت ہی ذہین تھے۔ گیارہ سال کی عمر شریف میں ہی آپ نے جملہ علوم وفنون کو حاصل کر لیا تھا اور گیارہ سال کی مدت تک اپنے جدامجد حضرت سید شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ کی تربیت میں رہکر فیوض وبرکات حاصل کئے یوں تو حضرت نے اپنے کلاہ مبارک کو آپ کے سر پر چار سال کی عمر ہی میں رکھ دیا تھا اور اپنی سیلی آپ کے کمر میں باندھی حضرت شیخ الشیوخ محی الدین [۳] عربی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی تصنیفات سے خاص ذوق تھا خود اکثر

---

[۱] انوار العارفین، عمدۃ الصحائف وکاشف الاستار شریف۔ [۲] تذکرہ علمائے اہل سنت وخاندان برکات ص ۱۰۴۔

[۳] محی الدین ابن عربی ملقب بہ شیخ اکبر۔ فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کے مصنف، بہت سے علوم بالخصوص تصوف اور فلسفہ کے زبردست عالم، اندلس کے شہر مرسیہ میں ۱۷ رمضان ۵۶۰ھ کو پیدا ہوئے۔ کثیر التصانیف آزاد، نڈر اور نہایت صاف بیان شخص تھے۔ آپ نے ۶۳۸ھ میں بمقام دمشق رحلت کی اور میدان قاسیون میں دفن ہوئے۔ آپ کی تصنیف لطیف فصوص الحکم بیشمار صوفیائے کرام کے درس میں رہی۔ آپ وحدۃ الوجود کے قائل تھے جن پر اکابر اولیاء بھی گذرے ہندوستان کی تمام خانقاہیں اسی تصور پر تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی، شاہ محب اللہ الہ آبادی حضرت سرمد، شاہ ولی اللہ، شاہ عبد العزیز، مولانا امداد اللہ چشتی، صابری غرض کہ تمام اولیائے کرام نے اسی مسلک کی اشاعت کی ہے اور وحدۃ الوجود

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ملاحظہ فرماتے اور خاص خدام کو ان کا درس دیتے، آپ کی علمی جلالت کا اندازہ آپ کی تصنیفات خصوصًا فص الکلمات سے بآسانی مل سکتا ہے۔ یہ کتاب دنیا بھر کے علوم پر حاوی ہے اور پھر کسی کتاب سے اخذ و خلاصہ نہیں۔ اصول فن اور کلیات و ضروریات مسائل عجب دلکش انداز سے تحریر فرماتے گئے ہیں۔ جس کی دو جلدیں ہیں۔ جلد اول الٰہ آباد میں صاحبزادگان حضرت شاہ افضل الٰہ آبادی کے پاس مستعار ہے۔ اور دوسرا حصہ سرکار مارہرہ میں موجود ہے۔ آپ کی شان بڑی نرالی ہے کبھی آپ ایک عالم دین پرور ہیں کہ ہمہ تن حمایت شریعت میں محو ہیں، کبھی ایک شہنشاہ بیکس نواز ہیں کہ سراپا رعیت پروری میں مشغول ہیں۔ کبھی ایک شیخ عارف ہیں کہ ہزاروں بندگان خدا آپ سے فیضیاب ہیں، کبھی ایک طبیب مسیحا نفس ہیں کہ صدہا مریض شفا پا رہے ہیں۔ کبھی ایک کریم دریادل کہ سائلوں کی تلاش میں مستغرق ہیں، کبھی ایک مدبر شجاع ہیں کہ بڑے بڑے عقلا امور مشکلہ میں حضور سے تدابیر پوچھ رہے ہیں اور بڑے بڑے امور سلطنت حضور کے اشاروں سے فیصل ہو رہے ہیں۔ پھر ہر شان میں شان وحدت و عینیت ہویدا تھی۔ واقعی جمع دنیا و دین، فقیری و شاہنشاہی بہت دشوار ہے۔ مگر یہ حضور ہی کا خاص حصہ ہے۔ دس برس کی عمر شریف سے نماز تہجد شروع فرمائی تو وصال شریف تک کبھی قضا نہ ہوئی [1]

عادات وصفات

آپ کے عادات و صفات اپنے اسلاف کرام خصوصًا والد معظم کے نقش قدم پر تھے، جود و سخا، اخلاق و مروت میں اپنی مثال آپ تھے، ہمہ وقت تلقین و ہدایت اور مخلوق خدا کی تعلیم و تربیت میں صرف ہوئے عبادت و ریاضت میں بھی یگانۂ عصر تھے۔ دس برس کی عمر شریف سے آپ نے تہجد کی نماز شروع فرمائی جو روز وصال تک بلاناغہ جاری و قائم رہا۔ اشاعت اسلام و اصلاح مسلمین کے لئے آپ کی مساعی وقف تھی [2]

مسند خلافت

آپ کے فرق انور پر ۳۴ رسال کی عمر شریف میں تاج خلافت رکھا گیا اور والد معظم کے عرس چہلم میں مشائخ کرام کے مقدس ہاتھوں سے دستار فضیلت سے سرفراز کئے گئے۔ آپ خود ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

> ۳۴ ربرس ہوئے کہ میں نے اس مکان میں اقامت اختیار فرمائی اور اب میری عمر ۶۳ ربرس کو پہنچی [3]

آپ اپنے وصف کو ہمیشہ اخفا میں رکھتے اور اظہار سے پرہیز فرماتے۔ اور اپنی نسبت خاندان کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ:

> ایک روز فقیر کو خیال آیا کہ نسبت ظنی ہے ہر چند کہ سیادت سادات بلگرام مشہور و مسلم ہے، لیکن یقین و وثوق نہیں، معًا دیکھتا ہوں کہ حضور مولی المسلمین، امیر المومنین سیدنا و مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف فرما ہیں۔
>
> اور دونوں بازو چوکھٹ سنگی کے جو خانقاہ برکاتیہ میں نصب ہے تھامے کھڑے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ:
>
> تم ہمارے بیٹے ہو اور پیارے بیٹے ہو۔ الحمد للہ علی ذٰلک [4]

اور وحدۃ الشہود کے دو نظریے۔ ایک نصب العین پر چلے۔

[1] خاندان برکات و نور مدائح حضور ص ۴۰/ ۴۱۔ [2] خاندان برکات [3] خاندان برکات [4] نور مدائح حضور ص ۶۰۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جود وسخا

آپ جود وسخا وبخشش وعطا میں یگانۂ عصر تھے، اور اپنے والد ماجد کے عرس میں مہمانوں کی خاطر داری کی ایک ایسی مثال چھوڑی ہے کہ اپنے وقت کا شہنشاہ بھی ایسی پر تکلف دعوت شاید ہی کر سکے۔ چنانچہ مارہرہ شریف کے عرس میں بیک وقت آدمیوں کا ہجوم ہوتا تھا، اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک سال عرس میں باغاتِ آستانہ کے بیر اور آم تقسیم ہوئے سب کو ایک ایک بیر دیا گیا، جب اس کا شمار کیا گیا تو چوبیس ہزار کی تعداد معلوم ہوئی۔ اور عرس مبارک اس شان واہتمام سے منایا جاتا تھا کہ ہندوستان بھر میں اس عرس مبارک کی شہرت تھی، آپ عرس مبارک میں بلا مبالغہ سو قسم کے کھانوں سے زائرین کی مہمان نوازی فرماتے، اور آخری وقت میں حضرت نے مصارف عرس میں بہت تخفیف کر دی تھی، پھر بھی مہمانوں کو ۵۲ اقسام کے کھانے ہر سال برابر تقسیم ہوتے تھے، جس میں امیر وغریب، شاہ وگدا کی کوئی تخصیص نہ تھی[1]

شانِ بے نیازی

حضور قطب الکاملین الشاہ سید حمزہ قدس سرہٗ کی ذات اپنے اسلاف کی آئینہ دار تھی اور بڑے بڑے امراء وسلاطینِ وقت اپنے خدام وفوج ولشکر کے ساتھ آپ کی خدمت میں مارہرہ شریف پہنچتے ہفتوں خانقاہ میں قیام رہتا اور انواع واقسام کے کھانوں سے ان لوگوں کی مہمان نوازی کی جاتی مگر حضرت کبھی بھی ان لوگوں کو باریابی کی اجازت نہیں دیتے بلکہ اپنے معمولات مقررہ میں مصروف رہتے۔

زیارت سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم

منقول ہے کہ ایک پشاوری باکمال درویش نے آپ کی خدمت مبارکہ میں ایک درود شریف نذر کیا، حضرت نے اسے پسند فرما کر اس کو رکھ لیا، اور اسی شب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور ارشاد فرمایا:

صاحبزادے اٹھو! اور درود شریف پڑھو؟

حضرت بیدار ہوئے، غسل فرمایا۔ عطر لگایا، بخور وغیرہ روشن کئے اور اس درود شریف کا ورد شروع کیا، ہنوز درود شریف ختم بھی نہ کیا تھا کہ زیارت سرور کونین سے مشرف ہوتے ہیں اور آپ نے اپنی آنکھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت فرماتی تو اس وقت آپ تعظیماً کھڑے ہو گئے اور درود شریف کے بقیہ اعداد پورے کئے درود شریف تمام ہونے تک آقائے دوعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آپکے پاس تشریف فرما رہے، پھر حضرت نے چند اشعار حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حضور سنائے جنہیں سرکار نے پسند فرمایا اور کونین کی نعمتوں سے مالا مال فرمایا، یہ وصیت مع اشعار کے حضرت شاہ مہدی حسن وحضرت سید شاہ کے دعا خوانوں میں موجود ہے مذکورہ پشاوری درویش کا نام مولوی محمد مکرم مرید شاہ پشاوری ہے جو ۱۱۷۴ھ میں احمد شاہ درانی کے ساتھ ہندوستان آئے اور باریاب خدمت ہو کر مذکورہ درود جسے صلوٰۃ الختام کہتے ہیں پیش فرمایا۔[2]

آپ کی خانقاہ عظمت پناہ سے الفت

۱۱۸۵ھ میں ایک بڑی فوج مرہٹہ کی مارہرہ شریف پہنچی، حضرت سید شاہ نجات اللہ صاحب قدس سرہ معہ صاحبزادوں اور عمائدین شہر کے پہلے سے مارہ مطہرہ سے تشریف لے گئے تھے، لیکن حضور اسد العارفین الشاہ حمزہ قدس سرہٗ مع چند فقراء خانقاہ برکاتیہ میں مقیم تھے، ایک شب باشارہ غیبی حضرت نے شہاور کا قصد فرمایا، مفتی جلال الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ باوجود اطلاع

---

[1] خاندان برکات [2] نورمدائح حضور ص ۵۹/۶۰

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

واصرارِ عزیزان قبل واقعہ قیام اور بعد معرکہ سفر کی وجہ دریافت کی۔ مفتی صاحب خود سرکار کے مرید اور راز دار تھے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :

فضائل دستگاہ ، حقائق آگاہ سلمہ اللہ تمہارا خط جو واردات وحالات زمانہ پر مشتمل تھا پہنچا۔ الحمدللہ کہ ناموس اور میری جان حافظ حقیقی کی حفاظت میں محفوظ ہے اور باطنی طور پر احباب کی خاطر داری ملحوظ تھی کہ بادشاہ جب بھی کسی دیہات میں داخل ہوتا ہے تو فساد پھیلاتا اور وہاں کے باشندوں کی عزت وآبرو کو ختم کر دیتا ہے۔ اور فقیر کو اپنے اسلاف کرام سے حرکت کرنے وجانے کی اجازت نہ تھی اور اسی اقرار ......

ذوقِ شاعری آپ کا ادبی اور شاعری ذوق بھی بہت عمدہ تھا اور برجستہ اشعار کہا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے اشعار اردو وفارسی میں اکثر ملتے ہیں، میدان شعر وشاعری میں آپ اپنا تخلص عینی فرماتے تھے۔ چند اشعار تبرکاً پیش کئے جاتے ہیں۔

غزل

وقت آں آمد کہ عزم لامکاں بریاں کنم ایں جہاں وآں جہاں در ہم وشیدا کنم
وقت آں آمد کہ ازیاراں تن باشم جدا عزم سوئے دوستانِ عالم بالا کنم
نکتۂ اول باآخر میرسانم اے فلاں دورۂ قوسین را قرب باو ادنیٰ کنم
بعد وہمی را بقرب وسوسہ سازم ہم ایں خیالات توہم را بنحو در سوا کنم
صورت تن از ہیولائے قفس آرم بروں طائر قدس نشین را ما دۂ عنقا کنم
بیخودآ، تا با خدائے خویش گردم ہم عنا بے خدا شو از خدا تا با خدا یکتا کنم
ہمزۂ قطعی بوصل جان کنم عینی سنا دورہ ہائے مرکز اللہ را یغما کنم

اور ایک دوسری مشہور نظم جو غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شان میں ہے وہ اس طرح ہے۔

غوث اعظم بمن بے سروساماں مددے قبلۂ دیں مددے کعبہ ایماں مددے
مظہر سرِّ ازل گوشۂ چشمے کرمے مہبط فیض ادب واقف پنہاں مددے
گشتہ ام برگ خزاں دیدۂ آشوب جہاں اے بہار کرم گلشن امکاں مددے
نہ بود در دو جہاں جز تو مددگار مرا مددے سرورِ سرکردۂ پاکاں مددے
ذرہ ام چند طپد در شب ظلمت بے نور صبح رحمت کرے مہر درخشاں مددے
ماگدائیم تو سلطان دو عالم ہستی از تو داریم تمناشہ جیلاں مددے
خاک بغداد بود سرمۂ بینائی من دیدہ ام را چہ کند کحل صفاہاں مددے

ؔ نورمدائح حضور ص ۴۵/۴۶

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مددے کن بمن اے بادکش بزم حضور　　ساقی میکدۂ عالم عرفاں مددے
بلبلِ مدح سرائے توام اے اشکِ بہاؔ　　گل روئے سید عالم امکاں مددے
انتظار کرم تست بعینی مارا　　اے خدا بیں خدا جو وخدا داں مددے

کاسگنج بارونق ہوگیا

دنیا کو شاید علم نہ ہو کہ وہ کاسگنج جو آج جنکشن اور ایک مشہور تجارتی مرکز اور پررونق قصبہ ہے جو پہلے ایک صحرائے ویران اور رہزنوں کا مسکن تھا۔ حضرت ہی کے حکم سے ایک مرید خاص سردار یاقوت خاں نے آباد کیا تھا جسکی وجہ سے ضلع ایٹہ کے اندر پٹیالی، سہاور، گنج، ڈنڈواڑہ، اور جلیسر وغیرہ میں جو اسلام کی شعاع پھیلی اور لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے وہ آپ ہی کی ذات برکات کا ثمرہ ہے۔ [1]

نواب احمد خاں کی عقیدت

نواب احمد خاں بنگش والی فرخ آباد نے ۱۱۶۵ھ میں بارہ مواضعات کو درگاہ معلی خانقاہ برکاتیہ کے لئے وقف کردیا۔ موصوف کو حضور الشاہ سید حمزہ مارہروی قدس سرہٗ سے بھی کافی عقیدت تھی جس عقیدت کا اظہار اس طور پر کیا کہ بارہ مواضعات سے نصف حضور شاہ حمزہ قدس سرہٗ کی خدمت میں نذر کیا اور نصف مواضعات بنام حضرت شاہ نجات اللہ صاحب سرکار خورد کی خدمت میں پیش فرمایا۔ جن کے نام اس طرح ہیں۔

① حیات پور ② فتحپور ③ لاپور ④ کوٹینہ ⑤ نبی نگر ⑥ عمر پور بھوڑیا ⑦ رتن پور ⑧ سندھاوی ⑨ رشید پور ⑩ عبداللہ پور ⑪ قاضی کھیرہ ⑫ قاسم پور پرگنہ مارہرہ۔ ان گاؤں میں چند کو چھوڑ کر تمام کی زمینداری بعد کے متولیان نے بیع ورہن وغیرہ کر کے تلف کر ڈالیں اور بعض متولیوں نے اپنے حقوق معافی داری بھی رہن کردیئے۔ [2]

تصنیفی وعلمی خدمات

حضرت کا گھرانہ علمی وروحانی اعتبار سے تاریخ ساز گھرانہ ہے جس کے اثرات آپ کے اندر بھی بدرجۂ اتم موجود تھے۔ آپ کو مطالعہ کا خاص ذوق تھا اور جو کتابیں مطالعہ فرماتے اول سے آخر تک دیکھتے اور پسندیدہ فوائد اس کے اول یا آخر یا حاشیہ پر تحریر فرمادیتے۔ حضرت کے پاس ایک بہت بڑا کتب خانہ تھا۔ جس میں ہزاروں جلدیں کتب مختلف علوم وفنون کی جمع تھیں جس کی تعداد سولہ ہزار کے قریب تھی۔ بہت سی کتابیں جو نادر ونایاب ہوتیں اس کو خود اپنے دست مبارک سے اور دوسرے کاتبوں سے لکھوا کر کتب خانہ میں داخل فرماتے، جس میں آپ کی مندرجہ ذیل تصنیفات ہیں جن سے آپ کی عبقری شخصیت کا کماحقہ معرفت وادراک ہوسکتا ہے ان کتابوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

① کاشف الاستار شریف ② فیض الکلمات یہ کتاب دنیا بھر کے علوم وفنون پر شامل ہے جلد اول الہ آباد میں اور جلد ثانی مارہرہ شریف میں ہے۔ ③ مثنوی اتفاقیہ ④ قصیدہ گوہر بار اردو ⑤ رسالہ عقائد [3]

---

[1] خاندان برکات ص ۱۵۔ [2] خاندان برکات ص ۲۱/ ۲۲

[3] وہابیوں نے آپ کے نام ایک کتاب خزینۃ الاولیا لکھ کر عوام کو دھوکہ دے رہے ہیں خبردار خبردار جو بھی یہ جھوٹی تاریخ بیان کرتا ہے وہ وقت کا سب سے بڑا دھوکہ باز ہے اور آپ نے کوئی کتاب اس نام کی تصنیف نہیں فرمائی ہے۔ صرف ایک جھوٹے کا افترا ہے۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اس کے علاوہ چند بیاض میں اعمال واشغال واوراد واذکار تحریر فرمائے ہیں [1]

اولادکرام حضرت کا عقد سید محمد محسن بلگرامی عرف سید محمد روشن بن سید محمد سعید خیر اللہ کی صاحبزادی دیانت فاطمہ سے ہوا۔ جن سے چار صاحبزادے سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ ② سید شاہ برکات ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ ③ سید شاہ آل حسین پیچے میاں صاحب قدس سرہٗ ④ حضرت سید اعلیٰ قدس سرہ آپ کا وصال صغر سن ہی میں ۲۲ صفر کو ہوا۔ ⑤ اور ایک صاحبزادی وافی بی بی عرف بوبو صاحبہ تھیں جن کا عقد حضرت کے ہمشیر زادہ سید امیر علی بن سید محمد احسن بن سید محمد رضا سے ہوا۔ ان کی اولاد آرہ کوات وغیرہ میں ہیں [2]

خلفائے کرام حضرت کے مشہور خلفائے کرام کے نام مندرجہ ذیل ہیں جنھوں نے آپ کے مشن کو آگے بڑھایا اور دین و مذہب کی عظیم خدمات انجام دیں۔ ① حضرت ابوالفضل آل احمد اچھے میاں مارہروی قدس سرہٗ ② حضرت شاہ مسیح اللہ قدس سرہٗ ③ حضرت شاہ عین الحق ④ شاہ علی شیر ⑤ شاہ حفیظ اللہ ⑥ حضرت شاہ رحیم اللہ ⑦ حضرت شاہ سیف اللہ سہاوری ⑧ حضرت شاہ رمضان اللہ ⑨ حضرت شاہ مولوی غلام محی الدین ⑩ حضرت شاہ دیدار علی از احفاد ⑪ حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری ⑫ حضرت شاہ شامل ⑬ حضرت شاہ خیرات علی ⑭ حضرت شاہ رسولی ⑮ حضرت شاہ عابد ⑯ حضرت شاہ ماجد ⑰ حضرت شاہ عزت اللہ ⑱ حضرت شاہ نور اللہ ⑲ حضرت شاہ کرم علی ⑳ حضرت شاہ عبدالرشید ㉑ حضرت شاہ محفوظ ㉒ حضرت شاہ غلام رسول ㉓ حضرت شاہ میر حسین ملقب شاہ حسین ㉔ حضرت شاہ عبدالغنی ㉕ حضرت شاہ عبدالحکیم ㉖ حضرت شاہ تحقیق ㉗ حضرت شاہ نصیرالدین ㉘ حضرت شاہ زاہد ㉙ حضرت شاہ مکن ㉚ حضرت شاہ بزرگ ㉛ حضرت شاہ دیدار علی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین [3] اکثر خلفائے کرام سے سلسلہ جاری ہے۔

وصال مبارک آپ نے ۱۴ محرم الحرام ۱۱۹۸ھ بروز چہارشنبہ بعد نماز مغرب ایک گھڑی رات گذرے اس دار فانی سے کوچ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مزار شریف آپ کا مزار مقدس مارہرہ شریف میں وسط برآمدہ مشرقی، مقبرہ قدیم میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

——— تاریخ وصال ——— اُدْخُلِیْ فِیْ جَنَّتِیْ ۔ ۱۱۹۸ھ ———

آثار مقدسہ حضرت سید الشاہ حمزہ قدس سرہٗ کو موئے شریف حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور قدم شریف اور نعلین شریف حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حاجی جمال الدین کی معرفت جو حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ یا ان کے بھائی کی اولاد میں تھے ملے۔ جو بفضلہ تعالےٰ اس وقت موجود ہے اور تبرکات مشترکہ سرکار کلاں میں ہیں۔ جس کی زیارت اعراس میں ہوتی ہے۔ اور ایک پارچہ سنگ خیبری جس سے ریشم نکلتا ہے اور جو ظہور کرامت مرتضوی ہے اور ایک خشت فرش مزار مقدس مرتضوی بھی آئی جو تبرکات مشترکہ میں ہے اور پارچہ سنگ کی زیارت اعراس میں ہوتی ہے اور ایک بسم اللہ شریف حضور غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اور مرقعہ بزرگان بھی آیا ہے یہ دونوں حضور سید محمد میاں قدس سرہٗ کے والد محترم کے پاس موجود ہیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور سی و ششم

شمس الدین ابوالفضل

حضرت سید شاہ ال احمد اچھے میاں مارہروی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۲۸ رمضان المبارک ۱۱۶۰ھ - ۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ

یا ابوالفضل آل احمد حضرت اچھے میاں
شاہ شمس الدین ضیاء الاصفیا امداد کن

(اعلیٰحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللّٰھمّ صَلِّ وسلّم وبارِك علیهِ وعلیهم وعلی المولی السیّدِ الشاہ اَبی الفضل شمس الملّۃِ والدین آل احمد اچھے میاں رضی اللّٰه تعالٰی عنہ ط

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پر نور کر
اچھے پیارے شمس دیں بدر العلٰی کے واسطے

ولادت شریف آپ کی ولادت باسعادت ۲۸ ؍ رمضان المبارک ۱۱۶۰ھ میں ہوئی جس کا مادہ تاریخ "سلطانِ مشائخ جہاں" ہے۔

اسم شریف ولقب آپ کا نام نامی واسم گرامی سید آلِ احمد اور لقب اچھے میاں قدس سرہٗ ہے۔

والد ماجد آپ خلف رشید وسجادہ نشین حضرت سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ کے ہیں۔

ولادت کی بشارت حضور صاحب البرکات، سلطان العاشقین سید شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ نے یہ بشارت دی تھی کہ مجھے بفضل الٰہی چار واسطوں کے بعد ایک لڑکا عنایت ہوگا جس سے رونق خاندان دوبالا ہوگی بعدہٗ حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ نے اپنا ایک خرقہ عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ یہ اس صاحبزادے کے لئے ہے۔ استاذ المحققین حضرت سیدنا شاہ آلِ محمد قدس سرہٗ (حضور صاحب البرکات کے بڑے شہزادے) نے حضور اچھے میاں قدس سرہٗ کو تسمیہ خوانی کے وقت گود میں بٹھا کر ارشاد فرمایا کہ یہ وہی شہزادے ہیں جن کی بشارت والد ماجد نے دی تھی۔

تعلیم وتربیت آپ نے علوم ظاہری وباطنی ومنازل سلوک کی تکمیل اپنے والد ماجد سے فرمائی اور آپ کے روحانی معلم حضور سیدنا غوث اعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ تھے۔ اس کے علاوہ آپ نے فن طب باقاعدہ حکیم نصر اللہ صاحب مارہروی سے حاصل فرمایا تھا مگر اس علم سے سوائے ستر تصرفات کام نہ لیا جاتا تھا، بظاہر مریض کو معمولی دوا یا کسی درخت کے پتے تجویز فرماتے، مگر حقیقتاً خود چارہ سازی فرماتے۔

فضائل قدوۃ الکاملین، قطب العارفین، عاشق خدا، معشوق سرکار مصطفٰی، مظہر جناب غوثیت مآب سید فخر الاولیاء، شمس الدین ابو الفضل حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میاں قدس سرہٗ، آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے چھتیسویں[۳۶] امام وشیخ طریقت ہیں، آپ بڑے باکمال وعارف باللہ تھے، کرامات وتصرفات میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ علوم ظاہر وباطن میں بے ہمتا تھے آپ نے سخت ترین ریاضتیں کیں اور مجاہدات وسلوک میں ایک خاص شان کے حامل تھے، غلاموں کی حفاظت کفالت، خود فرماتے اور اخلاق نبوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پیکر تھے۔

عام مخلوق پر آپ کی نظر مہربانی ہوتی ہی تھی لیکن خدام سالکشان۔ بدایوں پر آپ کی خاص نوازشیں ہوتی تھیں اور ارشاد فرماتے کہ،

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بدایوں ہماری جاگیر ہے جو جاگیر ہم کو حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے عطا ہوئی ہے ـــ آپ علوم ظاہر و باطن کے بہترین عالم تھے اکثر علماء، فضلاء آپ کے خدام تھے۔ علماء کے دقیق و مشکل مسائل ایسی خوبی سے حل فرما دیتے کہ عقلیں حیران رہ جاتیں ایک بار حضرت کے آخری عہد میں حضرت مولانا شاہ عبدالمجید عین الحق بدایونی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ جو اجلہ خلفاء میں سے ہیں عرض کیا کہ مسئلہ قرطاس میں ہر چند علماء نے جواب دیئے ہیں لیکن حضور میری تسکین خاطر فرما دیں؟ حضرت نے دوات قلم کا حکم فرمایا معاً حضرت شاہ عین الحق پر مسائل کی تحقیق وارد ہوئی اور فرمایا کہ فقیر پر ہدایات شافی مل چکے ہیں اور حضرت کے فضائل و مناقب حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ کے "ملفوظات عزیزی" میں بلند کلمات کے ساتھ موجود ہیں۔ [1]

عہ حضرت مولانا شاہ عبدالمجید عین الحق بدایونی قدس سرہٗ حضرت شاہ عبدالحمید عثمانی المتوفی ۱۲۳۲ھ کے بڑے صاحبزادے ۲۹ رمضان المبارک ۱۱۷۹ھ کو پیدا ہوئے ظہور اللہ، تاریخی نام تجویز ہوا۔ بزرگ خاندان اور والد ماجد کے پھوپھا بحر العلوم حضرت مولانا شاہ محمد علی عثمانی اور اپنے ماموں حضرت مولانا محمد عمران خطیب اور پھوپھا حضرت مولانا شاہ عبدالغنی قدست اسرارہم سے پڑھنے کے بعد لکھنؤ میں حضرت مولانا ذو الفقار علی دیوا دی سے تکمیل علوم کی۔ باشارہ حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حضرت شاہ اچھے میاں مارہروی قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر مرید ہوئے، بیعت کے بعد آپ نے شب و روز شیخ کی خدمت میں حاضری کا التزام کرلیا، بدایوں سے طلبی کا کوئی خط جاتا اور حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ کو خبر ہو جاتی تو حضرت وطن جانے کی تاکید فرماتے، آپ اچھا کہہ کر تعمیل حکم والا کا قصد فرماتے لیکن دل جدائی پر راضی نہ ہوتا تھا۔ ادھر ادھر پھر کر حاضر دربار ہو جاتے یہاں تک کہ حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ خود ہی سواری کا انتظام فرما کر جانے کا حکم فرماتے، مجبوراً بدایوں جاتے اور دو چار دن رہ کر واپس آجاتے، آثار احمدی میں حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ نے آپ کے بارے میں نہایت بلند کلمات تحریر فرمائے ہیں۔ حضرت نے تکمیل مراتب کے بعد آپ کو خلافت عطا کی اور شاہ عین الحق کے خطاب سے عزت افزائی فرمائی ۱۲۳۵ھ میں شیخ کے وصال کے بعد مستقل بدایوں رہنے لگے ۱۲۵۶ھ میں آپ نے زیارت حرمین طیبین کا شرف حاصل فرمایا، یوں تو بدایوں کا خاندانِ عثمانی ہمیشہ سے علم و معرفت میں مشہور چلا آتا ہے۔ مگر آپ کے زمانہ میں اس نے کافی شہرت پائی اور آپ کی ذات بابرکات سے بے شمار خلائق نے راہ ہدایت پائی۔ سہ شنبہ ۱۷ محرم الحرام ۱۲۶۳ھ میں پچاس سال تین ماہ اٹھارہ دن کی عمر پا کر واصل بحق ہوئے "داد رونق بخلد برین" تاریخ وصال ہے۔ حضرت آل رسول مارہروی قدس سرہٗ، مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی آپ کے نامور شاگرد ہیں۔ اور حضرت مولانا شاہ فضلِ رسول بدایونی آپ کے صاحبزادہ و جانشین تھے۔

(تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۱۳۵، ۱۳۶)

[1] حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ ۱۱۵۹ھ ۱۷۴۶ء سال ولادت "غلام علیم" تاریخی نام والد ماجد سے تکمیل علوم کی، سولہ برس کی عمر میں فاتحہ فراغ پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ کی عمر کا سترہواں برس تھا جب حضرت شاہ ولی اللہ نے ۱۱۷۶ھ میں انتقال کیا۔ شاہ عبدالعزیز اپنے سب بھائیوں میں باعتبار علم و فضل کے بڑے تھے۔ اس لئے والد کے جانشین ہوئے سوم کے دن آپ کی دستار بندی کا جلسہ ہوا۔ حضرت مولانا شاہ فخر الدین محمد چشتی نے آپ کے سر پر دستار باندھی اور بطور ہدایت بزرگانہ ارشاد فرمایا۔ آپ کے والد سے جو غلطیاں ہو گئی ہیں ان کو مٹانے کی کوشش کیجئے گا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز نے مسند ارشاد پر رونق افروز ہو کر درس و تدریس میں مصروفیت اختیار کی، شائقین علم نے دور دورسے آکر آپ سے اکتساب علم کیا آپ کا سلسلہ تلمذ بہت وسیع ہوا۔ ہندوستان کے تقریباً تمام علماء کا سلسلہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مسئلہ وحدۃ الوجود

واقعہ یوں ہے کہ ایک شخص نے حضرت نقیب الاشراف بغداد قدس سرہٗ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر مسئلہ وحدۃ الوجود، سمجھنا چاہا۔ تو حضرت نے ہندوستان کے سفر کی ہدایت فرمائی وہ صاحب علماء ومشائخ سے ملتے ہوئے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی خدمت میں پہنچے، عرض مدعا کیا۔ مگر تشفی نہ ہوئی۔ حضرت محدث دہلوی نے فرمایا کہ آپ مارہرہ میں حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ کی خدمت میں جائیے وہ آپ کی تسکین خاطر فرمادیں گے۔

عبادت وریاضت

حضرت عبادت وریاضت میں بہت بلند رتبہ کے حامل تھے۔ آپ ہمیشہ اکتساب واذکار ومراقبات واشغال میں مصروف رہتے یہاں تک کہ فرائض پنج وقتہ کے علاوہ حبس کبیر، صلوۃ معکوس وصوم ونوافل اور مجاہدات قویہ وریاضات باطنیہ اوراد واشتغال کا التزام رکھتے تھے اور طاعات پر طاعات بجالاتے تھے۔

عادات ومعمولات

حضور قدوۃ السالکین سید شاہ آل احمد اچھے میاں قدس اللہ تعالٰی سرہٗ کے معمولات روز وشب اس طرح سے تھے: آپ آخر شب میں اٹھ کر حوائج ضروریہ سے فارغ ہوتے، پھر وضو فرماکر نماز تہجد ادا کرتے بعدہٗ دست مبارک اٹھا کر دین کی ترقی اور متوسلین کے لئے دعائے مغفرت فرماتے، جب دعا سے فارغ ہوجاتے تو فقراء گیارہ بار ذکر کلمہ شریف باآواز بلند کرتے، اس وقت دروازہ بند ہوجاتا تھا اور کسی غیر کو خلوت خاص میں باریابی کی مجال نہ ہوتی۔ بعدہٗ محل سرا میں تشریف لے جاتے، تھوڑی دیر بعد برآمد ہو کر خانقاہ میں رونق افروز ہوتے اور درویشوں کو طلب فرماکر استفسار واردات فرماتے اور بقدر حوصلہ ہر ایک کی اصلاح فرماتے، پھر درگاہ شریف جاکر پہلے اپنے والد ماجد کے مزار پر فاتحہ وقدم بوسی کے لئے حاضر ہوتے اور پھر والدہ ماجدہ، جد امجد وعم مکرم کے مزارات پر فاتحہ خوانی کرتے اکثر اوقات درگاہ معلی سے متصل پائیں باغ میں تشریف لے جاتے اور جامن کے درخت کے نیچے دری بچھا کر جلوہ افروز ہوتے وہاں سے اٹھ کر خانقاہ تشریف لے جاتے، اس وقت دربار عام ہوتا، ہر ایک اپنا اپنا مطلب عرض کرتا، آپ اپنے خدام کو سخت محنت اور ریاضت سے بچاتے اہل حاجات کو بھی وظائف واعمال بہت کم مرحمت فرماتے، زبانی عرض یا عرضی پر حکم ہوتا اور کام پورا ہوجاتا، اپنے اکابر کی طرح تصرفات میں پوشیدگی فرماتے، دوپہر کے وقت کھانا طلب ہوتا تو گیہوں کی دو یا تین ہلکی چپاتیاں شوربہ یا مونگ کی دال کے ساتھ تناول فرماتے، پھر قیلولہ کرتے بعدہٗ حاجات ضروریہ سے فارغ ہو کر وضو فرماتے اور ظہر کی نماز ادا فرماتے بعدہٗ تلاوت کلام پاک میں مشغول ہوتے۔ پھر خانقاہ میں جلوہ افروز ہو کر درود کا وظیفہ پڑھتے پھر نماز عصر مسجد میں ادا کر کے خانقاہ میں رونق افروز ہوتے، پھر نماز مغرب مسجد میں بجماعت ادا فرماتے بعدہٗ فقراء ختم خاجگان

حدیث آپ ہی سے وابستہ ہے، حضرت شاہ صاحب ہر جمعہ اور منگل کو پرانے مدرسہ کوچہ چیلان میں وعظ فرماتے تھے حضرت مخدوم آل رسول مارہروی، حضرت مولانا مفتی صدرالدین خاں، حضرت شاہ غلام علی برادر زادہ مولانا مخصوص اللہ اور مولانا فضل حق خیرآبادی، مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی۔ حضرت شاہ فضل رحمان گنج مرادآبادی، حضرت شاہ ابوسعید مجددی، مولانا شاہ ظہورالحق پھلواروی، مولانا شاہ عبدالغنی پھلواروی قدست اسرارہم آپ کے مشہور اور نادرۂ روزگار تلامذہ سے ہیں۔ آپ کا پورا گھرانہ سلاسل اربعہ کے مشائخ کے نقش قدم پر تھا۔ غیر مقلدین وہابی کا جو نظریہ ہے اس کے سخت مخالف تھا مقلدی رہے اور ہندوستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کی تمام نامور ہستیاں

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کرتے بعدہٗ خانقاہ میں حاضر ہوتے ، اس وقت خدام و دیندار دست بستہ مجرا اور آداب بجالاتے ، حضرت قبلہ سجادہ پر رونق افروز ہوکر تسبیح و درود شریف کا وظیفہ پڑھتے ۔ پھر نماز عشاء مسجد میں بجماعت ادا فرماتے اور بعد عشاء دروازے مغلوق ہوجاتے تھے ۔

تصانیف و علمی خدمات

آپ کی تصانیف کے بارے میں حضرت علامہ مولانا شاہ سید محمد میاں مارہروی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت کی تصنیف و تالیف سے سب سے بڑی ضخیم کتاب آئین احمدی ہے ۔ سنا ہے کہ اس کی چونتیس[۳۴] و بروایتے ساٹھ جلدیں بہت مبسوط علوم و فنون مختلفہ میں تھیں اپنے نزدیک علوم متداولہ میں سے کوئی علم و فن ایسا نہیں چھوڑا تھا جو اس میں نہ ہو اس کی بہت سی جلدیں تلف ہوگئیں ، اب فقیر کے کتب خانہ میں چند جلدیں ہیں جن میں ایک عقائد و فقہ میں بطور متکلمین و صوفیہ اور بقیہ اشغال و اوراد وغیرہ میں ہیں ۔ اور کچھ جلدیں حضور سید مہدی حسن عم مکرم کے کتب خانہ میں بھی تھیں ، اور کچھ جلدیں مدرسہ قادریہ بدایوں میں حضرت علامہ مولانا فضل رسولؒ بدایونی قدس سرہٗ کے کتب خانے میں موجود ہیں (۲) بیاض عمل معمول دوازدہ

مقلد ہی تھیں ۔ جس کی پیروی کرنے والوں میں بڑے بڑے فقہا ، محدثین و نابغہ روزگار ہستیاں پیدا ہوئیں ۔ بروز یکشنبہ ، شوال المکرم ۱۲۳۹ھ ۱۸۲۴ء میں حضرت کا وصال ہوا ۔ تصانیف میں تفسیر عزیزی اور روافض کے رد میں تحفہ اثنا عشریہ مشہور کتاب ہے ۔ آپ عربی کے بہترین شاعر بھی تھے ۔ اور اس میدان شعر و ادب میں بھی آپ نے کمال حاصل کیا تھا ۔ سچ تو ہے کہ ادب ہمیشہ ان مشائخ سلاسل سے ہی دنیا کو ملے اور شعور دینی بیدار رہا ۔ کسی دنیا دار ، درم دینار پر شاعری کرنے والے نے مذہب و دین سے آگاہ نہیں کیا بلکہ انہوں نے مذہب و دین کو مجروح کیا یہی وجہ ہے کہ اسکا وجود دنیا سے مٹ گیا ۔ ادبی تاریخ میں مشائخ وقت نے ہی نمایاں کردار ادا فرمایا ہے اور قوم کو دین و مذہب کے دائرے میں رہ کر زندگی گذارنے کا سبق دیا ہے ۔ (تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۱۴۱ ، ۱۴۲)

؎ حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حضرت عین الحق شاہ عبدالمجید بدایونی کے بڑے صاحبزادے فضل رسول نام ماہ صفر ۱۲۱۳ھ میں ولادت ہوئی دادا بزرگوار حضرت شاہ عبدالحمید بدایونی نے "ظہور محمدی" تاریخی نام رکھا ، صرف و نحو کی کتابیں دادے پڑھیں ، ۱۲۲۵ھ میں بغیر اجازت بارادۂ تعلیم براہ شاہجہان پور چوتھے دن فرنگی محل لکھنؤ پہنچے مولانا شاہ نور الحق بن مولانا شاہ انوار الحق فرنگی محلی کے درس میں شریک ہوکر کامل تین برس کسب علوم کیا ۔ استاذ کے حکم کے بموجب حضرت شیخ العالم مخدوم احمد عبدالحق رودولوی کے عرس میں حاضر ہوئے ، ۱۷ ، رجادی الثانی ۱۲۲۸ھ کو صبح کے وقت مواجہہ مزار میں مجلس علماء کی موجودگی میں آپ کی دستار بندی ہوئی ۔ واپسی میں مولانا نور الحق نے مولانا کو اپنے والد ماجد مولانا شاہ انوار الحق کی رونمائی کے لئے پیش کیا ۔ انہوں نے آپ کو قریب بلا کر خیر و برکت کی دعا دی اور فرمایا صاحبزادے ! ایک دن وہ آنے والا ہے کہ جب حفاظت دین کا سہرا تمہارے سر سجایا جائیگا تو مسند فقر و عرفان تمہاری ذات سے فروغ پائے گی ۔ فرزند ارجمند مولانا نور کا ، نور علم تمہارے دم سے فیض بخش عالم ہوگا ۔ والد ماجد کی زبان سے یہ کلمات خیر سُن کر مولانا نور الحق بہت مسرور ہوئے ۔ سیف المسلول تحصیل علم کے بعد مولانا نور صاحب کے حکم سے وطن آئے ۔ دادا بزرگوار حضرت مولانا شاہ عبدالحمید کی خدمت میں حاضر ہوکر قدم بوس ہوئے تکمیل علم کی سند ان کے روبرو رکھ دی ان کے حکم سے اپنے قدیم آبائی مدرسہ محمدیہ کو مدرسہ قادریہ کے نام سے منسوب کرکے درس و تدریس میں مشغول ہوگئے ۔ بہت جلد

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ماہی ③ آداب السالکین مطبوعہ ④ مثنوی اشعار تصوف میں ⑤ دیوان اشعار فارسی۔ وغیرہ۔

کشف وکرامات

آپ کے کشف وکرامات بھی بے حد ہیں۔ جس کو تحریر کرنا دشوار ہے راقم السطور یہاں پر چند کرامات کو بطور تبرک پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

برص زدہ اچھا ہوگیا

جناب شیخ رسول بخش بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک برص زدہ سپاہی حاضر ہوا۔ اور دور ہی کھڑا رہا۔ حضرت نے فرمایا بھائی آگے آؤ؟ وہ عرض کرنے لگا۔ حضور! میں اس قابل نہیں ہوں۔ فرمایا آگے آؤ۔ وہ شخص آگے آیا، تو جس جگہ سفید داغ تھا حضرت نے اپنے دست مبارک کو رکھا اور ارشاد فرمایا کہ یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔؟ بعدہ سپاہی نے دیکھا تو سفید داغ بالکل غائب تھا۔

راہ سلوک درود شریف سے طے

آثار احمدی میں لکھا ہے کہ بخارا کا رہنے والا ایک شخص مارہرہ شریف حاضر ہوا۔ اور نماز ظہر خانقاہ شریف میں پڑھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ: حضرت کا نام سن کر طلب حق کے واسطے یہاں آیا ہوں، کیونکہ مجھ میں مجاہدہ کرنے کی طاقت

حضرت کے درس کی شہرت دور ونزدیک پہنچ گئی اور آپ علوم ظاہری وباطنی کے مرجع قرار پائے۔ حضرت طلبہ پر نہایت شفیق تھے، ان کی تھوڑی سی پریشانی سے بے چین ہو جاتے تھے۔ اسی دوران راجہ بنارس کی لڑکی کے علاج کے لئے تھوڑے دنوں بنارس مقیم رہے، وہاں سے واپسی کے بعد کچھ دنوں مفتی عدالت رہے، ساڑھے تین سال سہسوان میں سررشتہ دار رہے۔ دوبار حج وزیارت سے مشرف ہوئے۔ پہلے حج میں حضرت علامہ محمد عابد سندھی مدنی المتوفی ۱۲۵۷ھ سے سند حدیث حاصل کی، حضرت مولانا عبداللہ سراج مکی نے مکہ مکرمہ میں سند خاص عطا فرمائی، یہ سفر دہلی سے پاپیادہ طے ہوا تھا، دوسرا حج والد ماجد کی معیت میں کیا، خدمت وسعادت کے صلے میں معین الحق کے خطاب سے سرفراز ہوئے ۱۲۷۰ھ میں سرکار بغداد کا سفر کیا، یہ حضرت نقیب الاشرف مولانا سید علی قادری کا زمانہ تھا۔ انہوں بہت اکرام کیا اور تعظیم کی اور اپنے صاحبزادہ مولانا سید سلیمان قادری کو تلمذ واجازت حاصل کرنے کا حکم دیا بسلسلہ رشد وہدایت حیدرآباد دکن بھی قیام رہا۔ نیز بسلسلہ طبابت بریلی میں بھی مقیم رہے۔ حضرت نے فتنہ وہابیت کے انسداد کے لئے بڑی کوشش فرمائی، مولوی رضی الدین بسمل بدایونی نے تذکرۃ الواصلین میں لکھا ہے کہ آپ حضرت قطب صاحب کے مزار شریف پر معتکف تھے، عین مراقبہ میں دیکھا کہ حضور جناب خواجہ صاحب رونق افروز ہیں اور دونوں دست اقدس پر قدر کتب کا انبار ہے کہ آسمان کی طرف حد نظر تک کتاب نظر آتی ہے۔ آپ نے عرض کیا: اس قدر تکلیف حضور نے کس لئے گوارا فرمائی، ارشاد مبارک ہوا کہ: تم یہ بار اپنے ذمہ لے کر شیاطین وہابیہ کا قلع قمع کرو، اس ارشاد کے بعد آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور تعمیل ارشاد والا ضروری خیال فرما کر اسی ہفتہ کتاب مستطاب بوارق محمدیہ تالیف فرمائی۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت سیف اللہ المسلول صف اول کے ان ممتاز علماء ومشائخ میں سے تھے جنہوں نے فتنہ وہابیت کے سدباب کے لئے کوشش بلیغ فرمائی۔ آپ کی اور علامہ فضل حق خیرآبادی کی ذات قدسی صفات کی وجہ سے اہل باطل کے مقابلہ میں اہل حق دور اول میں بدایونی اور خیرآبادی کے لقب سے پکارے جاتے تھے، مولانا مفتی اسداللہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نہیں ہے حضور کی توجہ سے بے محنت اس عظیم فیض سے مشرف ہونا چاہتا ہوں ۔ حضرت نے تبسم آمیز لہجے میں فرمایا کہ اتنی بڑی دولت اس قدر جلدی چاہتے ہو ؟ حاضرین میں سے ایک شخص نے طعنہ دیا کہ یہ بھی کوئی حلوہ ہے ، جو تمہارے منہ میں رکھدیا جائے ؟ حضرت نے فرمایا ایسا نہ کہو ، خدا سے کیا بعید ہے ۔ پھر اس نوجوان کو ایک دورد شریف معہ ترکیب تعلیم فرماکر کہا کہ آج رات کو پڑھنا ؛ اس نے حسب حکم پڑھا ۔ درود شریف پڑھنے کی حالت میں رسول مقبول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور ایک حالت اس پر طاری ہوگئی جس سے اس کا عقدۂ باطنی کھل گیا ، صبح کو حضرت کی خدمت بابرکت میں آکر عرض کرنے لگا ۔ سبحان اللہ ! رسولِ مقبول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ہر صدی کے بعد میری امت میں ایک شخص ایسا ہوگا جو میرے دین کو زندہ کرے گا تو وہ ذات مقدس آج اس صدی میں حضور آپ کی ہے ۔

تین اولاد کی بشارت

خلیفہ محمد ارادت اللہ بدایونی آپ کے مرید تھے جو ہم وقت اسی فکر میں رہتے تھے کہ خداوند تعالےٰ ایک بیٹا عطا فرمائے ؟ ایک مرتبہ حضور صاحب البرکات کے عرس میں اپنے مرشد کے روبرو کھڑے تھے ، دریائے سخاوتِ عرفانی جوش پر تھا ۔ ارشاد فرمایا ارادت اللہ کیا چاہتے ہو ؛ انہوں نے عرض کیا کہ غلام کو کوئی فاتحہ خواں نہیں ہے ؛ حضرت نے فرمایا رب کریم ہمارے ارادت اللہ کو فرزند دیدے ۔ اس کے بعد فرمایا خلیفہ ! پہلے بیٹے کا نام کریم بخش رکھنا ، دوسرے کا رحیم بخش اور تیسرے کا الٰہی بخش رکھنا ۔ خلیفہ موصوف قدموں پر گر پڑے اور عرض کرنے لگے کہ حضور ! مجھ کو امید نہیں ، تو حضرت نے اپنے سرِ مبارک کا کلاہ عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا ——— کہ خدا کی ذات سے مجھکو امید ہے ۔ خلیفہ ارادت اللہ واپس ہوئے ۔ جلد ہی خدا کی قدرت ظاہر ہوئی ، بعد مدت معمول کے بیٹا پیدا ہوا ۔ خلیفہ نے اس کا نام کریم بخش رکھا ۔ یہاں تک کہ تین سالوں میں تین بچے پیدا ہوئے اور تینوں کا نام حضرت کے حکم کے بموجب رکھا ، بعنایت الٰہی تینوں بیٹے جوان و عاقل ہوئے ۔ دو بیٹوں نے اپنا آبائی پیشہ حجامت اختیار کیا اور کریم بخش نے علم حاصل کیا اور علوم مروجہ سے فراغت حاصل کرکے انگریزی گورنمنٹ کے ملازم ہوئے ۔ اور کریم اللغات انہیں کی تصنیف کردہ ہے ۔

لاتعداد مرید کی پہچان

گلشنِ ابرار میں حضور اچھے میاں قدس اللہ تعالےٰ سرہٗ کے خلیفہ مولوی ریاض الدین سہسوانی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی حاضر خدمت ہو کر مرید ہوا ۔ بعدہٗ عرصۂ دراز تک دربار اقدس میں حاضری کی سعادت کا موقع نہ ملا ۔ اتفاقاً ایک سال حضور سیدنا حمزہ قدس سرہٗ کے عرس مبارک میں حاضر ہوا ۔ جہاں ہزاروں آدمیوں کا مجمع تھا ، اس شخص کے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت کے ہزاروں مرید ہیں ، اور روزانہ ایک گروہ آکر مرید ہوتا ہے ، بھلا حضرت کو کیا یاد ہوگا کہ ہمارا یہ مرید ہے ؟ ۔ کچھ دیر کے بعد وہ دیہاتی بھی باریاب ہوا ۔ سلام وکلام کے بعد حضرت نے خصوصیت سے ان کو قریب طلب فرمایا ۔ خیریت پوچھی ، گاؤں کا حال دریافت فرمایا اور ارشاد فرمایا ۔ میاں تم اپنے مویشی کے ساتھ گاؤں والوں کے جو چوپائے جنگل میں لے جاتے ہو ، ان میں اپنا اور پرایا کیسے پہچان لیتے ہو ؛ انہوں نے کچھ عرض کیا ۔ اس کے کہتے

الہ آبادی المتوفی سنہ ۱۳۰۱ھ ، مولانا مفتی عنایت رسول چریا کوٹی ، مولوی خرم علی وہابی ، مولانا شاہ احمد سعید مجددی ، مولوی کرامت علی جونپوری المتوفی ۱۲۹۰ھ وغیرہ مشہور تلامذہ ہیں ۔ بروز پنجشنبہ ۲ جمادی الاول ۱۲۸۹ھ کو وصال ہوا ۔ درگاہ قادری بدایوں میں مرقد مقدس ہے ۔

(تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۲۰۸/۲۱۰)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

پر حضرت نے ارشاد فرمایا۔ میاں! فقیر بھی اپنے گلہ کو اسی طرح خوب پہچانتا ہے۔ ان کے گلے میں ایک محبت کا ڈورا بندھا ہوتا ہے [ل]

بادشاہوں کے نذرانے

بادشاہ عالی گہر شاہ عالم نے اپنے فرماں بردار نواب آصف الدولہ والی لکھنو کے ذریعہ ١١٩٠ھ میں متعدد گاؤں خانقاہ برکاتیہ کے اخراجات کے لئے وقف کیا جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

صورت پور، اسلام پور، پہلی پرگنہ مارہرہ بصیغہ آل تمغا، رحمت پور، دلبسورہ خورد، پرگنہ بدام۔ ان تمام گاؤں کو بصیغۂ جاگیر خرچ خانقاہ کے لئے وقف کئے۔

خزانۂ غوثیہ

حضرت کی تحویل میں ایک چھوٹا سا خزانہ تھا جسے غلۂ غوثیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کی وسعت کی کوئی انتہا نہ تھی ہزار ہا روپئے کے انعام و عطیات اسی خزانۂ عامرۂ غوثیہ سے ہوتے، صدہا خدام تھے جن کی کفالت خود حضرت فرماتے تھے اور اسی خزانہ سے آستانہ کے حاضرین خدام کی جملہ آسائش کا سامان منگواتے با وجود ان اخراجات کے عطیۂ غوثیہ میں کمی نہ ہوتی جو حضرت کی ایک عظیم کرامتوں میں سے ایک زندہ کرامت تھی۔

اولاد کرام

حضرت کا عقد شریف سید غلام علی سلہٹروی بلگرامی کی صاحبزادی فضل فاطمہ سے ہوا۔ جن سے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادے تولد ہوئے۔ (١) صاحبزادی ١١ ربیع الاول ١١٩٦ھ کو انتقال کر گئیں (٢) حضرت سائیں صاحب جو حضرت کے صاحبزادے تھے موصوف مادرزاد ولی تھے۔ جو منہ سے نکل جاتا اللہ تعالےٰ اسے پورا فرما دیتا تقریب تسمیہ خوانی کے بعد بخار آیا اسی سبب سے تیرہ ربیع الاول ١١٩٦ھ کو وفات پائی۔ اور درگاہ شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ میں بچوں کے خطیرہ میں دفن ہوئے [ع]

خلفائے کرام

آپ کے خلفاء چار دانگ عالم میں تھے اور آپ کے مریدین کی صحیح تعداد نہیں بتائی جا سکتی ایک اندازے کے مطابق قریب دو لاکھ کی تعداد پہنچتی ہے۔ اور خلفائے کرام کے نام حسب ذیل ہیں جنہوں نے مذہب اہلسنت کی ترویج و اشاعت میں بھرپور حصہ لیا۔

(١) حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی (٢) حضرت پیر بغدادی صاحب، صاحبزادہ حضور غوثیت رضی اللہ تعالےٰ عنہ (٣) حضرت شاہ خیرات علی نبیرہ و سجادہ نشین مخدوم سید شاہ فضل اللہ کاپلوری (٤) حضرت مولانا عبد المجید عین الحق بدایونی (٥) حضرت مولانا عبد المجید عثمانی بدایونی (٦) حضرت حافظ سید غلام علی شاہجہانپوری (٧) حضرت مولوی ریاض الدین سہسوانی (٨) حضرت مولانا فخر الدین عثمانی بدایونی (٩) حضرت مولانا ذکر اللہ شاہ صاحب فرشوری بدایونی (١٠) حضرت سید احمد شاہ، شاہجہانپوری (١١) حضرت سید شاہ میرن بریلوی (١٢) حضرت غلام جیلانی بدایونی (١٣) حضرت مولانا ابو الحسن عثمانی بدایونی ثم بریلوی (١٤) حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب عباسی بدایونی۔ (۵) حضرت مولانا محمد بہار الحق عباسی بدایونی حضرت سید محمد علی صاحب ملقب غلام درویش لکھنوی (١٦) حضرت مولانا فضل امام رائے بریلوی (١٨) حضرت شاہ محمد غلام غوث

[ل] نور مدائح حضور ص ٦٤ [ع] خاندان برکات ص ١٧

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بدایونی ثم، زمانیہ عازیپوری (۱۹) حضرت شاہ گل (۲۰) حضرت میاں حبیب اللہ شاہ بدایونی (۲۱) حضرت مولانا محمد نظام الدین صاحب عباسی بدایونی (۲۲) حضرت میاں شاہ عالم (۲۳) حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ بدایونی ثم کانپوری (۲۴) حضرت میاں شاہ حسن (۲۵) حضرت شاہ حسین مغل (۲۶) حضرت مولانا محمد افضل صدیقی بدایونی (۲۷) حضرت مولانا غلام عباس بردوانی (۲۸) حضرت خواجہ کلن قاضی سرونج (۲۹) حضرت علامہ محمد اعظم سہسوانی (۳۰) حضرت حافظ مراد شاہ (۳۱) حضرت مولانا نور محمد (۳۲) حضرت شاہ غلام قادر (۳۳) حضرت شاہ شہاب الدین مست (۳۴) حضرت چودھری نیاز علی کمبوہ مارہروی (۳۵) حضرت مولانا بدر الدین بخاری (۳۶) حضرت مولانا شیخ احمد دہلوی (۳۷) حضرت مولانا عبد الجبار شاہجہاں پوری (۳۸) حضرت مولانا عبد القادر داعستانی (۳۹) حضرت شاہ بے فکر (۴۰) حضرت خواجہ غلام نقشبند خاں دہلوی (۴۱) حضرت میانجی عبد الملک انصاری بدایونی (۴۲) حضرت قاضی ظہیر الدین صدیقی بدایونی (۴۳) حضرت سید قدرت علی شاہ جہاںپوری (۴۴) حضرت شاہ نجف علی شاہ (۴۵) حضرت سید منور علی شاہ جیجری (۴۶) حضرت حافظ محمد محفوظ آنولہ (۴۷) حضرت مولانا عبد العلی فرشوری بدایونی (۴۸) حضرت شاہ الایار شاہجہاںپوری (۴۹) حضرت میانجی شہاب الدین ککھالہ بدایونی (۵۰) حضرت سید شاہ فضل غوث بریلوی (۵۱) حضرت حافظ مراد شاہ پنجابی (۵۲) حضرت دیندار شاہ رامپوری (۵۳) حضرت شاہ عبد الحق شاہجہاںپوری (۵۴) حضرت مولانا عبادت اللہ صدیقی بدایونی، (۵۵) حضرت نعمت اللہ شاہ عرف کوارے میاں ساکن کانٹ (۵۶) حضرت لطف علی شاہ (۵۷) حضرت شیخ بارک اللہ صدیقی بدایونی (۵۸) حضرت شیخ اشرف علی انصاری منداوری (۵۹) حضرت منشی ذو الفقار الدین بدایونی (۶۰) حضرت شیخ مبارز الدین بدایونی (۶۲) حضرت سید رفعت علی شاہ (۶۳) حضرت مولانا قاضی عبد السلام عباسی بدایونی (۶۴) حضرت قاضی امام بخش صدیقی بدایونی (۶۵) حضرت میاں عبد اللہ شاہ صحرائی بدایونی (۶۶) حضرت اصالت خاں (۶۷) حضرت سید محمود مکی (۶۸) حضرت جلال الدین پوربی (۶۹) حضرت مولانا نصیر الدین عثمانی بدایونی (۷۰) حضرت شاہ خاموش قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم [1]

ملفوظات

حضور سید شاہ آل احمد اچھے میاں قدس سرہٗ کی تصنیف کردہ کتاب "آداب السالکین" جس کا اردو ترجمہ "رہنمائے مسترشدین" کے نام سے حضرت علامہ سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری مارہروی قدس سرہٗ نے کیا۔ تبرکاً بخوف طوالت چند ضروری حصوں کو راقم السطور نقل کرتا ہے جو تصوف کے موضوع پر بڑی مفید کتاب ہے تفصیل کے لئے اصل کتاب مطبوعہ سے استفادہ کریں۔

ان آداب کے بیان میں کہ اگر ان پر سالک اپنی سمجھ کے موافق مرشد کی حضوری میں ہمیشہ عمل درآمد کرے تو ان کیفیتوں سے اپنی قوت آخذہ جلد قوی ہوجائے۔ اس کو نمبروار بارہ ادبوں میں تحریر فرمایا ہے تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) یہ ہے کہ جہاں تک ہوسکے خدا سے خدا کے سوا طلب نہ کرے، جب اللہ عزوجل ہی اس کا ہوگیا تو سب خلق اس کی ہو گئی۔ (۲) یہ ہے کہ کبھی کوئی حرف ایسا زبان پر نہ لائے جو نیاز و بندگی و عجز و سرافگندگی کے سوا دوسرے معنیٰ کا ایہام و احتمال بھی رکھتا ہو، حضرات محبوبان خدا کا مقام بہت ارفع و اعلیٰ ہے کہ ان سے برضا حق سبحانہ وتعالےٰ مرتبہ محبوبیت میں کچھ ناز و محبت کا

[1] نور مدائح حضور ص ۷۰/۱۷۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کلام صادر ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالےٰ کو پسند آتا ہے۔ ③ یہ ہے کہ اپنے نفس کو آثار نعمت الٰہی جل وعلا کے ظہور سے اختفار میں رکھے، یعنی قرب الٰہی کا ہر مرتبہ خواہ وہ قرب نوافل سے ہو یا قرب فرائض سے چھپا ہوا رہے ④ یہ ہے کہ جس طرح حق تعالیٰ جل شانہ کو بالذات اپنے ظاہر و باطن کے سب احوال پر مطلع جانے، پیغمبر صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بھی بعطائے الٰہی اسی طرح اپنے احوال ظاہری و باطنی پر مطلع جانے اس صورت میں اس سے خدا جل وعلا و رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی مخالفت نہ ہوسکے گی۔ بلکہ مطابق الشیخ فی قومہٖ کالنبیّ فی امتہٖ اپنے شیخ کو بھی کہ عنایت الٰہی جل وعلا کا پرتو اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا نائب ہے۔ اپنے ظاہر و باطن احوال پر دانا و بینا جانے کہ مخالفت شیخ کی عینِ مخالفتِ خدا و رسول ہے وہ بھی اس سے نہ ہوسکے۔

⑤ یہ ہے کہ حضرت جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیروی ہر چھوٹے بڑے کام میں بہت کوشش سے اپنے اوپر لازم جانے کہ محبوبی کا درجہ اسی سے ملتا ہے۔ ⑥ یہ ہے کہ وہ حضرات جو جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے نسبت رکھتے ہیں۔ جیسے سادات کرام اور مشائخ عظام اور علماء اعلام ان کو جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا نائب جان کر ان کی تعظیم واحترام میں دل وجان سے کوشش کرے۔ ⑦ یہ ہے کہ اپنے پیر و مرشد کو اپنے حق میں کل جہان کے شیوخ سے افضل جانے کہ اس کا حکم اس کے حق میں بحیثیت تبلیغ عین حکم نبوی ہے اور اس کے قول وفعل کو ہرگز ضعیف وحقیر نہ سمجھے۔ ⑧ یہ ہے کہ مرید اپنا اختیار اپنے پیر و مرشد ہی کے ہاتھوں میں رکھے اور خود اس کے سامنے ایسا ہو جائے جیسے میت نہلانے والے کے ہاتھوں میں اور کوئی کام ظاہر کا ہو یا باطن کا بغیر حکم مرشد نہ کرے۔ ⑨ یہ ہے کہ جذبہ ورود تجلیات کی وجہ سے کیسا ہی جوش باطن اس کے فہم و وہم سے باہر ہو۔ اس میں پیدا ہو پھر بھی اپنے مرتبہ کو پہچانتا رہے، اس سے قدم کو آگے نہ بڑھائے اور بزرگان دین سے ہمسری نہ چاہے۔ بلکہ اس کے حق میں بہتر والنسب یہ ہے کہ اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھے اور یہ کمالِ انسانی کا مرتبہ ہے۔ ⑩ یہ ہے کہ اپنے کل امور میں خواہ وہ نفس کے ورغلانے سے ہو یا قلب و روح کے **قوت** دینے سے، بہر حال تمام وقتوں میں خود کو حوالہ بخدا کرنا چاہئے۔ ⑪ یہ ہے کہ خلق سے خلوت اور اپنے نفس سے عزلت اختیار کرے یعنی خلق سے تنہائی اختیار کرے اور اپنے نفس سے غرور اور گھمنڈ نکال ڈالے ⑫ یہ ہے کہ جس قدر ہوسکے کم کھانے اور کم سونے کی کوشش کرے اس میں بہت سے فائدے ہیں۔ پھر حضرت نے مسئلہ فنا کی نشاندہی فرمائی ہے جو اس طرح ہے۔

یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ فنا تین طرح کی ہے اور ہر ایک کے لئے ایک امر معین ہے جب تک کہ تینوں فنا حاصل نہ ہوگی بقا سے کچھ نہ پائے گے۔ اس ارشاد کی تفصیل اگرچہ بہت طویل ہے۔

پہلی فنا: فنافی الشیخ ہے یعنی اپنے آپ کو تصور مرشد میں ایسا فراموش اور ایسا گم کردے کہ اپنے آپ کو غیر مرشد نہ سمجھے مطلب یہ ہے کہ اپنی ہستی بالکل بھلادے اور اپنے بجائے صرف مرشد کو ہی موجود جانتے اور اعضاء سے جو کچھ حرکات و سکنات ظاہر ہوں یہی جانے کہ یہ اعضاء مرشد کے ہیں اور ان کی حرکت و سکون باختیار مرشد ہے، اپنے آپ کو بدن شیخ کے مفہوم یا معقول یا موہوم کے مانند تصور کرے اور وجود صرف فہم و وہم و عقل شیخ کے لئے جانے اور اپنے سب اطوار میں سر موئے وجود نہ جانے نہ حقیقتاً نہ فرضاً۔

دوسری فنا: فنافی الرسول ہے۔ یہاں ان سب اوپر لکھی ہوئی باتوں کو پیغمبر صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے جسم مطہر سے سمجھے اور قطعاً اپنا وجود وہم میں بھی نہ لائے، یہ فنا اوّل سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے کہ سالک اول اپنے شیخ میں فانی ہوا

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہے اور شیخ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں فانی ہے، بس یہ فنا بسہولت میسر ہو جاتی ہے۔

تیسری فنا: فنافی اللہ تعالےٰ ہے۔ اور جب یہ فنا انتہا پر پہنچتی ہے تو بقا کی ابتدا ہوتی ہے۔ جب یہ فنا حضرت جنید بغدادی رضی تعالےٰ عنہ کو حاصل ہوئی تو فرمایا کہ میں تو چالیس برس سے اپنے خدا سے کلام کر رہا ہوں اور خلق سمجھتی ہے کہ ہم سے کلام کر رہے ہیں اور اسی طرح کے اور بہت سے بزرگوں کے اقوال ہیں۔ اس لئے کہ اس کا طور اسی طرح کے اور بہت سے بزرگوں کے اقوال کا ہوتا ہے۔ اور اس فنا کے حصول کے بعد سالک موحد بالذات ہوتا ہے کہ شرک وجود کا دریا بھی باقی نہیں رہتا[1]

وصال مبارک آپ نے ۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ سترہ ربیع الاول بارہ سو پینتیس ہجری بروز پنجشنبہ بوقت چاشت بعمر ۶۷ سال بعارضۂ سرطان اس جہان فانی سے سفر آخرت فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون[2]

مزار مبارک آپ کا مزار مقدس حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ کی مزار مبارک کے دائیں جانب مرجع جلائق ہے۔

---

[1] آداب السالکین ص ۹٫۲ [2] خاندان برکات ص ۱۷

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور سی و ہفتم

خاتم الاکابر

حضرت مخدوم الشاہ آلِ رسول مارہروی رضی اللہ تعالٰی عنہ

رجب المرجب ۱۲۰۹ھ تا ۱۸ ذالحجہ ۱۲۹۶ھ

تاجدار حضرت مارہرہ یا آلِ رسول

اے خدا خواہ و جدا از ما عدا امداد کن

(اعلیحضرت)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم صلِّ وسلّم وبارکْ علیہ وعلیہم وعلی المولی السید الکریم الشاہ آلِ رسول الاحمدی رضی اللہ تعالٰی عنہ ؕ

دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر

حضرت آل رسولِ مقتدا کے واسطے

ولادت باسعادت آپ کی ولادت باسعادت بماہ رجب المرجب ۱۲۰۹ھ میں مارہرہ شریف میں ہوئی۔[1]

اسم مبارک آپ کا نام نامی آل رسول ہے اور لقب خاتم الاکابر ہے۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام نامی سید شاہ آلِ برکات ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ ہے۔

تعلیم و تربیت آپ کی تعلیم و تربیت والد ماجد کی آغوش شفقت میں ہوئی اور انہیں کی نگرانی میں آپ کی نشوونما ہوئی۔ آپ کی ابتدائی تعلیم حضرت عین الحق شاہ عبدالمجید بدایونی صاحب، حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی قدس سرہما سے خانقاہ برکاتیہ میں پڑھ کر فرنگی محل کے علماء مولانا انوار صاحب فرنگی محلی، حضرت مولانا عبدالواسع سید نپوری اور حضرت مولانا شاہ نور الحق رزاقی لکھنوی عرف ملا نور سے کتب معقولات علم کلام فقہ و اصول فقہ کی تحصیل و تکمیل فرمائی۔

سلسلہ رزاقیہ کی سند و اجازت حاصل فرمائی ۱۲۲۶ھ میں حضرت مخدوم شیخ العالم عبدالحق رودولوی المتوفی ۸۳۶ھ کے عرس مبارک کے موقع پر مشاہیر علماء و مشائخ کی موجودگی میں دستار فضیلت سے سرفراز فرمایا گیا اور اسی سنہ پہ حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ کے ارشاد کے بموجب حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے درس حدیث میں شریک ہوئے۔ صحاح ستہ کا دورہ کرنے کے بعد سلاسل حدیث و طریقت کی سندیں مرحمت ہوئیں۔ اور سند علم ہندسہ دو مقالہ اقلیدس سنا کر مولانا شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی سے حاصل کی۔[2]

ع حضرت مخدوم شیخ العالم عبدالحق رودولوی قدس سرہ مرید شیخ جلال پانی پتی درویش صاحب تصرف اور مظہر خوارق عادات و کرامات و صاحب ذوق و شوق و سکر اور حالت فقر و تجرید میں یگانہ، آپ کا جذبہ بڑا قوی تھا۔ احمد نام عبدالحق لقب والد کا نام عمر تھا۔ آپکا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے دادا شیخ داؤد سلطان علاء الدین خلجی ۶۹۵ھ، ۷۱۶ھ کے عہد میں بلخ سے ہندوستان آئے۔ اور سلطان علاؤالدین نے شیخ داؤد کو رودولی میں جاگیر دی تھی اس لئے وہیں سکونت اختیار کرلی۔ آپ کے آباؤ اجداد شیخ وقت تھے۔ والدہ بھی بڑی عابدہ زاہدہ تھیں چنانچہ جب رات کو نماز کے لئے اٹھتیں تو آپ بھی اٹھ کر نماز ادا فرماتے بچپنے سے آپ کے اندر زہد و طاعت بدرجہ کمال تھا۔ شیخ تقی الدین پڑھانے کے لئے مختلف اساتذہ کی خدمت میں لے گئے مگر آپ کا علم باطن بہت گہرا تھا۔ حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء کے مرید و خلیفہ تھے۔

[1] برکات مارہرہ [2] برکات مارہرہ و نور مدائح حضور ص ۸۱۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

فن طب آپ نے فن طب اپنے والد ماجد سید شاہ آلِ برکات ستھرے میاں قدس سرہٗ سے وحکیم فرزند علی خاں موہانی سے علماً وعملاً حاصل فرمایا۔

بیعت وخلافت حضرت کو خلافت واجازت حضور سیدی اچھے میاں قدس سرہٗ سے تھی، والد ماجد نے بھی اجازت مرحمت فرمائی تھی مگر مرید حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ کے سلسلے میں فرماتے تھے۔

فضائل خاتم الاکابر حضرت مخدوم الشاہ آل رسول مارہروی قدس سرہٗ العزیز آپ سلسلہ عالیہ قادریہ کے سینتیسویں[۳۷] امام وشیخ طریقت ہیں آپ تیرھویں صدی ہجری کے اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے۔ آپ کی وہ عظیم شخصیت تھی جس کی مساعی وکوشش سے اسلام ومذہب اہلسنت وجماعت کو استحکام حاصل ہوا۔ بڑے نڈر، بے باک، شفیق اور مہربان تھے، غرباء ومساکین کی ضرورتوں کو پوری کرتے، علوم ظاہر وباطن میں ماہر تھے۔ آپ کے مکاشفہ میں عجیب شان تھی، آپ اپنے اسلاف کی زندہ وتابندہ یادگار تھے۔ آپ کے دور میں سلسلۂ برکاتیہ کی کافی اشاعت ہوئی، آپ کی شان بڑی ارفع واعلیٰ ہے چنانچہ امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے بزبان فارسی آپ کے فضائل میں ۴۲ اشعار قلمبند فرمائے جس کا مطلع اس طرح ہے۔ ع

خوشا دلے کہ دہندش ولائے آلِ رسولؐ
خوشا سرے کہ کنندش فدائے آلِ رسولؐ

عادات وصفات آپ کے عادات وصفات میں بھی شریعت کی پوری جلوہ گری تھی۔ اور شریعت مطہرہ کی غایت درجہ پابندی فرماتے، نماز باجماعت مسجد میں ادا فرماتے اور تہجد کی نماز کبھی قضا نہ ہونے دیتے نہایت کریم النفس، عیب پوش اور حاجت برآری میں یگانۂ عصر تھے جو احادیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ وہی دعائیں مرحمت فرماتے، ہمیشہ لباس درویش وعلماء میں رہتے تکلفات مشایخانہ سے احتراز فرماتے۔ محافل سماع قطعاً مسدود بلکہ صرف مجالس وعظ ونعت خوانی ومنقبت وختم قرآن وقرأت دلائل الخیرات حضار عرس کی مہمانداری باقی رکھی تھی فضولیات کی حضور کے دربار میں جگہ نہ تھی، ظاہر شریعت سے ایک ذرہ تجاوز گوارہ نہ فرماتے۔

یشیخ آپ کی بڑی عزت وتوقیر کرتے اور عبدالحق کے خطاب سے نوازا بے پناہ دعائیں دی اور فرماتے کہ میرا سلسلہ تم سے جاری ہوگا تم سارے عالم کو نور معرفت سے منور کروگے اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا اور اس کا غلغلہ کبھی کم نہ ہوگا یہاں تک کہ آپ مسند رشد وہدایت پر متمکن ہوئے آپ شریعت کا بیحد احترام فرماتے پانچوں وقت کی نماز مسجد میں باجماعت ادا فرماتے مسجد میں اپنے ہاتھ سے جھاڑوں دیتے پوری رات شب بیداری میں بسر ہوتی کامل تیس سال تک تکیہ پر سر نہ رکھا۔ آپ فرماتے کہ حقیقی عبادت وہ ہے جس میں کوئی دنیوی غرض شامل نہ ہو۔ مریدوں کی اتباع کے طفیل میں خدا کو پالیا، دونوں جہان کو زیر قدم چھوڑ کر بلند ترین مقام پر فائز ہوگئے۔ آپ ہندی اور فارسی کے بہترین شاعر تھے اور احمد تخلص فرماتے ۱۵ رجادی الثانی ۱۰۳۰ھ میں ایک سو آٹھ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کا مزار آج تک مرجع خلائق ہے دستگیر بے کساں تاریخ وصال ہے۔ آپ کے فرزند شیخ عارف جانشین ہوئے جن کی عمر کل ۸۰ سال کی ہوئی بڑے باکمال شیخ تھے ۹۵۰ھ میں وصال ہوا۔

(اخبار الاخیار فارسی ص)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جود و سخا آپ کے جود و سخا کا یہ عالم تھا کہ لوگ مصنوعی ضروریات بتا کر جب چاہتے روپیہ مانگ کر آپ سے لیجاتے اور چور بدمعاش مسافروں کی صورت میں آتے اور آپ کی بارگاہ سے بامراد لوٹتے، آپ کی اہلیہ محترمہ عرض کرتیں کہ آپ ولی ہیں تو سب کو ولی ہی سمجھتے ہیں کچھ احتیاط فرمائیں مگر آپ خود گھر میں جا کر سائل کے لئے ضروری اشیا ملاتے اور دیدیتے جو حاجت مند آتا اس کی حاجت برآری پہلے کرتے اور اکثر ایسا ہوتا اپنے کپڑے تک اتار کر دیدیتے تھے۔ ہر خادم و مرید سے نہایت شفقت و رافت سے معاملہ فرماتے ان کی پرسش حال حوائج کا انصرام خطا پر معافی، خفیہ معاونت عادت کریمہ تھی۔

کسر نفس اور کمال درویشی کی یہ ہے کہ باوجود ہر قسم کے استحقاق فائق کے حضور نماز جماعت ایک حافظ سے پڑھواتے کبھی امام نہ بنتے ایک بار مفتی عین الحسن صاحب بلگرامی نے جن کا مکاشفہ بہت بڑھا ہوا تھا جماعت میں شریک ہو کر نماز توڑ دی اور سلام کے بعد حافظ صاحب سے فرمایا کہ مرد خدا! نماز میں بازار جانے اور سودا خریدنے کی ضرورت نہیں، ہم تمہارے ساتھ کہاں کہاں پریشان پھریں؟ حضرت مفتی صاحب کا سوال سن کر ان پر سخت برہم ہوئے اور ارشاد فرمایا دبہتر ہے کہ آپ خود نماز پڑھائیں ورنہ حافظ صاحب کے ساتھ ساتھ پھریں اور شریعت کا استہزا نہ کریں، آپ کو نماز میں خود حضور نہیں ورنہ دوسروں پر نظر کیوں جاتی۔

آپ کا مثالی کارنامہ آپ نے اپنے دور میں خانقاہ برکاتیہ کی بڑی خدمات کی ہیں مدرسہ و مدرسین و مشائخ حجرات و خلوات فقراء تعمیر کرائے عالم، حافظ، قاری، طبیب درگاہ شریف میں معین کئے ایک محاسب مقرر فرمایا جو تمام حسابات درگاہ شریف رکھے، خدام آستانہ کی خدمات مقرر فرمائی، مسجد میں امام و موذن مقرر فرمایا، پہلے اکثر خدمات درگاہ و خانقاہ و مسجد، مریدین و خلفاء کے سپرد جو عقیدتاً بلا معاوضہ کرتے تھے مگر حضرت نے وہ تمام کام اپنے ذمے لے لیا اور خود ہی انجام دیتے۔

اسناد علوم ظاہری و باطنی حضرت اپنے استاذ مکرم مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ سے۔ جو اسناد حاصل فرمائی اس کی تفصیل اس طرح ہے: علویہ، عنامیہ، مصافحات مشابکہ سند حدیث مسلسل بالادلہ حدیث مسلسل بالاضافہ چہل اسماء حزب البحر[ص] سند قرآن کریم دلائل الخیرات حصن حصین[ص]۔

ص۔ شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالٰے عنہ آپ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالٰے عنہا کی اولاد سے ہیں ۵۹۳ھ میں مراکش میں پیدا ہوئے، کچھ مدت تک تیونس میں قیام پذیر رہے پھر مصر، اسکندریہ، قاہرہ اور صحرائے عیذاب میں مستفیض ہوتے رہے مکہ معظمہ مدینہ منورہ اور یمن میں آپ کے نام کا غلغلہ بلند ہوا، ہزارہا علماء اور صوفیا آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے ۶۵۶ھ میں ایک سو پانچ سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ فرمایا، دعائے حزب البحر آپ کی بڑی کامیاب اور روح بخش ہے جو مشائخ طریقت کے وظائف میں داخل ہے۔ محمد ابو عبداللہ بن سلیمان آپکا آبائی وطن ضلع سوس ملک بربر افریقہ میں واقع ہے۔ آپ کا نسبی سلسلہ انیس پشتوں کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ علم ظاہر و باطن میں یکتائے روزگار تھے زہد تقویٰ میں لاثانی، عمدہ اخلاق اور مخلوق خدا کی خدمت کرنا آپ کا بہترین شغلہ تھا۔ چودہ سال متواتر مراقبہ اور ریاضت میں گزارا اور چودہ سال کے بعد رشد و ہدایت کا مشغلہ شروع کیا بارہ ہزار سے زائد افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

صحاح ستہ اور کتب حدیث و فقہ و تفسیر کی اجازت و اسناد مرحمت ہوئیں۔

کشف و کرامات

فلسفۂ معراج

منقول ہے کہ بدایوں کے ایک صاحب جو آپ کے مرید خاص تھے، وہ ایک مرتبہ سوچنے لگے کہ معراج شریف چند لمحوں میں کس طرح ہوگئی؟ آپ اس وقت وضو فرما رہے تھے اور فوراً اس سے کہا کہ میاں اندر سے ذرا تولیہ تو لاؤ، موصوف جب اندر گئے تو ایک کھڑکی نظر آئی، اس جانب نگاہ دوڑائی تو دیکھتے کیا ہیں کہ پر فضا باغ ہے یہاں تک کہ اس میں سیر کرتے ہوئے ایک عظیم الشان شہر میں پہنچ گئے، وہاں انہوں نے کاروبار شروع کر دیا، شادی بھی کی اولاد بھی ہوئے یہاں تک کہ بیس سال کا عرصہ گزر گیا۔ جب اک بیک حضرت نے آواز دی تو وہ گھبرا کر کھڑکی میں آئے اور تولیہ لئے ہوئے دوڑے تو دیکھتے کیا ہیں کہ ابھی وضو کے قطرات حضرت کے چہرۂ مبارکہ پر موجود ہیں اور آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور دست مبارک بھی تر ہیں۔ وہ انتہائی حیران و ششدر رہوئے تو حضرت نے تبسم آمیز لہجے میں فرمایا کہ میاں وہاں بیس برس رہے اور شادی بھی کی اور یہاں ابھی تک وضو خشک نہیں ہوا اب تو معراج کی حقیقت کو سمجھ گئے ہوگے۔؟

ایام حج میں موجود

منقول ہے کہ حاجی رضا خاں صاحب مارہروی نے حج سے فارغ ہو کر، مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مہاجر سے بیعت کرنے کی پیش کش کی، مولانا موصوف نے فرمایا کہ تم نے حضرت شاہ آل رسول صاحب مارہروی قدس سرہٗ سے ہی بیعت کیوں نہ کرلی، وہ اب تک ہمارے ساتھ تھے؟ یہاں تک کہ حاجی صاحب موصوف مارہرہ

ہوئے اور بے شمار افراد اپنے گناہوں سے تائب ہوئے آپ سے بیشمار کرامات وخوارق کا ظہور رہا کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے انتہائی پابند تھے اپنے شاگردوں کے ساتھ بربر و افریقہ میں ہدایت خلق کے لئے گشت کرتے آپ کی ترتیب دلائل الخیرات ایک لڑکی کی حیرت انگیز کرامت اس کتاب کے لکھنے کا سبب بنی یہ دلائل تقریباً سات سو سال سے علماء و مشائخ کے درمیان نہایت مقدس اور وظیفے میں داخل ہیں آپ کی وفات ۸۷۰ھ یکم ربیع الاول کے دن نماز صبح کی پہلی رکعت کے سجدہ میں بمقام سوس ملک بربر میں واقع ہوئی اور ظہر کے وقت مسجد کے قریب مدفون ہوئے آپ کی کوئی اولاد ذکور نہ تھی۔ ستر سال بعد شاہ مراکش نے آپ کی نعش کو سوس سے نکلوا کر مراکش کے مشہور قبرستان ریاض الفردوس میں دفن کرایا اور اس پر ایک عالی شان قبہ بنوایا۔ جب آپ کی نعش برآمد ہوئی تو بالکل تازہ معلوم ہوتی تھی اور داڑھی کے خط کے نشان بھی علیٰ حالہ باقی تھے اور آپ کی نعش کو انگلی سے دبایا گیا تو خون اپنے مقام سے سرکتا نظر آیا اور جب انگلی اٹھائی گئی تو خون اپنی جگہ پر پہنچ گیا، آپ کی قبر مبارک پر انوار عظیمہ کا نزول ہوتا اور ہر وقت زائرین کا اژدہام رہتا ہے۔

ﮯ محمد نام ابو الخیر کنیت شمس الدین لقب اور ابن الجزری عرف ہے۔ آپ کے والد تاجر تھے شادی کے چالیس سال بعد جب کوئی اولاد نہ ہوئی حج کو تشریف لے گئے اور طواف کے بعد زمزم شریف پر گئے زمزم پیا اور دعا کی بار الٰہ نیک اولاد عطا فرما! دعا مقبول ہوئی اور شب شنبہ ۲۵ رمضان ۷۵۱ھ میں دمشق کے محلہ قصاعین میں ابن الجزری کی ولادت ہوئی۔ نہایت حسین و جمیل اور بڑے شکیل النشان تھے بڑے دولت مند بھی تھے آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں دمشق علوم و فنون کا مرکز تھا تعلیم شروع کی صرف بارہ سال کی عمر میں پورا قرآن حفظ کرلیا اور ہر سال تراویح میں سنایا قرأۃ سبعہ کی مشق ابن الیمن سے کی پھر حج فرمایا۔ اور قاہرہ اسکندریہ، مصر وغیرہ میں ارباب کمال سے اس فن کو حاصل فرمایا۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

شریف جب لوٹے تو حضرت کے سامنے اس واقعہ کو ذکر کیا، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میاں! انہیں شبہ ہوا ہوگا، میں تو اب تک خانقاہ شریف کی سجادگی چھوڑ کر کہیں گیا ہی نہیں۔

اولاد کرام

آپ کا عقد شریف نثار فاطمہ بنت سید منتخب حسین صاحب بلگرامی سے ہوا۔ جن سے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔ ① سید شاہ ظہور حسین بڑے میاں ② سید شاہ ظہور حسین چھوٹو میاں ③ انصار فاطمہ ④ ظہور فاطمہ ⑤ رحمت فاطمہ قدس اسرہا۔

انصار فاطمہ اور ظہور فاطمہ کو یکے بعد دیگر سید حافظ حسن صاحب آپ کے بھانجے کے عقد میں دیا گیا جو لاولد فوت ہوگئیں تیسری صاحبزادی رحمت فاطمہ جن کا عقد سید محمد حیدر بن سید دلدار حیدر بن سید منتخب حسین سے ہوا۔ ان کا انتقال مکہ معظمہ میں بمقام منیٰ آٹھویں ذوالحجہ بروز پنجشنبہ ۱۳۱۰ھ میں ہوا اور وہیں دفن ہوئیں۔ یہ صاحب اولاد تھیں ان کی اولاد مارہرہ شریف میں ہے۔

یہاں تک فقہ، اصول فقہ، حدیث وجملہ علوم پر جلد ہی مہارت تامہ حاصل کی اور درس وتدریس کا غلغلہ اکناف عالم میں پھیل گیا۔ بے شمار افراد نے آپ سے علوم حدیث وقرآن سیکھا متعدد دارالعلوم میں درس دیا، دارالعلوم عادلیہ کے شیخ القراء مقرر ہوئے پھر دارالحدیث اشرفیہ میں شیخ القراء رہے، خطابت کا یہ عالم تھا کہ ملک الظاہر سیف الدین برقوق متوفی ۸۰۱ھ نے آپ کو جامع توبہ کا خطیب مقرر کر دیا۔ آپ کو شعر وسخن کا فطری ذوق تھا موصوف اس فن سے بھی قرآن وحدیث کی خدمت کی فن تجوید کے اصول اور قواعد کو اشعار میں منضبط کیا اور اختلاف قرأت کو نظم کیا تاکہ ضبط میں سہولت ہو۔ آپ کا شمار اپنے دور کے فصیح لوگوں میں تھا۔ حافظہ نہایت قوی تھا جو چیز ایک مرتبہ یاد کرلی گویا وہ کتاب میں محفوظ ہوگئی۔ ایک لاکھ حدیثیں سندوں کے ساتھ یاد تھیں۔ بڑے ملنسار، شیریں گفتار اور خدا ترس تھے۔ جملہ جملہ سے فصاحت وبلاغت ٹپکتی تھی۔ مزاج میں انکسار و تواضع بے حد تھا۔ اہل حجاز کے ساتھ خصوصیت سے بہت احسان کرتے تھے۔ بڑے عابد وزاہد بزرگ تھے۔ آپ نے زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا! قرأت کی تعلیم اور درس حدیث ۲ تصنیف وتالیف ۳ عبادت اور یاد الٰہی۔ تمام عمران امور ثلاثہ پر بڑی پابندی سے عمل پیرا رہے ہر مہینہ میں تین روزے رکھتے تھے دوشنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ اس کے علاوہ تھا جو کبھی قضا نہ ہوا۔ آپ کی کم وبیش چالیس تصانیف ہیں اپنے موضوع کے اعتبار سے ہر تصنیف اپنے اندر بے شمار معلومات رکھتی ہے انہیں اہم تصانیف میں "الحصن الحصین من کلام سید المرسلین" ہے جس کے معنی سید المرسلین کے کلام سے انتخاب کیا ہوا مضبوط قلعہ ہے یہ کتاب اذکار و اوراد کی اس وقت تک علماء ومشائخ کے معمولات میں داخل ہیں جس کی تاثیر سب پر عیاں ہے جس کے پڑھنے کا طریقہ مشائخ سے اس طرح منقول ہے شب پنجشنبہ کو فرض یا سنت اور نفل سے فارغ ہو کر شروع کتاب سے کیفیۃ الصلوٰۃ تک دوسرے دن کیفیۃ الصلوٰۃ سے اذا باکورۃ ثمرۃٍ تک پڑھے تیسرے دن اذا رائ باکورۃ ثمرۃٍ سے فصل الادعیۃ التی ہی غیر مخصوصۃ تک چوتھے دن فصل الادعیۃ التی غیر مخصوصۃ سے آخر کتاب تک پڑھے۔ اس ترتیب سے چار دن میں ختم کرے اس ختم خواہ ایک بار کرے یا سات بار یا چالیس بار پڑھنا قبولیت کے لئے اکسیر ہے آپ نے کم وبیش ۵۵ سال تک قرآن وحدیث کی خدمت کی ۸۲ سال کی عمر میں جمعہ کے دن نماز جمعہ سے قبل ۵ ربیع الاول میں (جو مرزا شاہ رخ کا عہد تھا) شیراز کے اندر اپنی قیامگاہ محلہ اس کافین میں انتقال فرمایا۔ جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو اتنا ہجوم تھا کہ اعیان مملکت، عوام وخواص جنازہ کو کندھا دینے، چھونے اور بوسہ دینے میں ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے تھے جن لوگوں کو جنازہ تک پہنچنا ممکن نہ تھا وہ ان لوگوں کے ہاتھ لگا کر برکت حاصل کرتے جنہیں امام الجزری کے جنازہ کے ہاتھ لگانے کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔ آپ نے چھ فرزند اور تین دختریادگار چھوڑی تھی

(مقدمہ حصن حصین)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور سید شاہ ظہور حسین صاحب کی ولادت ۱۲۲۹ھ میں ہوئی۔ آپ کا عقد اول اکرام فاطمہ بنت سید دلدار حیدر بن سید منتخب حسین سے ہوا۔ ان سے ایک صاحبزادہ حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں قدس سرہٗ اور ایک صاحبزادی کلثوم فاطمہ جو سید شاہ نور المصطفیٰ بن سید شاہ غلام محی الدین قدس سرہٗ کے نکاح میں تھیں جو صاحب اولاد تھیں)۔ پیدا ہوئے۔

آپ کی ذات مجمع الکمالات تھی حضرت سید شاہ آلِ رسول مارہروی قدس سرہٗ کا فیضان عام تھا بڑے بڑے فضلاء و علماء اپنے زانوے ادب کو آپ کی بارگاہ میں تہ کرنے کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ مولانا صوفی عبدالرحمٰن صاحب جو مرید و خلیفہ حضرت حافظ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ اپنا حال بیان فرماتے تھے کہ سلوک و معرفت کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد میرے پیر و مرشد قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ مارہرہ حاضر ہو اور حضرت خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول مارہروی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ سے سند تکمیل لاؤ؟ میں حاضر خدمت حضرت خاتم الاکابر ہوا اور عرض حال کیا اور دوا وسیہ کی اجازت چاہی حضرت نے ارشاد فرمایا کہ چار اربعین یہاں حاضر رہو، اس وقت دیکھا جائے گا، میں حاضر رہا اور حسب ہدایات حضور کسب و ورد اشغال کرتا رہا، چار اربعین کے ختم پر سند تکمیل و اجازت عامہ و خلافت مرحمت فرمائی۔

حضرت کا یہ معمول تھا کہ اپنے صاحبزادوں کو باوجود تکمیل، اپنے گھر کے خلفاء و خدام سے اخذ علوم و فیوض کا حکم فرماتے یہاں تک کہ آپ کے خلف اکبر حضرت سید شاہ ظہور حسن قدس سرہٗ نے جب سلوک ختم فرمایا تو آپ نے حکم دیا کہ تمہارے گھر کی بڑی دولت مولانا عبدالمجید بدایونی قدس سرہٗ کے پاس ہے، جاؤ ان سے اپنا حصہ لاؤ؟ یہاں تک کہ بدایوں کے لئے روانہ فرمادیا۔ حسب الحکم صاحبزادہ صاحب بدایوں پہنچے حضرت مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہٗ عمائدین شہر کے ساتھ شہر کے باہر برائے استقبال تشریف لائے اور بکمال احترام اس پالکی کو جس پر صاحبزادہ سوار تھے کندھا دیا اور مدرسہ قادریہ میں اتارا حضرت صاحبزادہ نے فرمایا کہ میں پیرزادگی کے طور پر اپنے گھر کے خادم و خلیفہ کے یہاں نہیں آیا ہوں۔ حضور والد ماجد نے آپ کے پاس اس عرض سے بھیجا ہے کہ وہ نعمت جو اجد سے آپ کو ملی ہے اس فقیر مستحق کو بھی کچھ مرحمت ہو؟ حضرت مولانا قدس سرہٗ نے بکمال ادب عرض کیا کہ یہ خادم اور نعمت سب آپ کا مال ہے تشریف رکھئے جو مجھ کو معلوم ہے حاضر کروں گا، اور عشاء کی نماز کے بعد صاحبزادہ قدس سرہٗ اس حجرہ میں تشریف لے گئے جو آپ کے واسطے متعین کیا گیا تھا، اور اشغال باطنی میں مصروف ہوگئے۔ نماز صبح کی اذان سنکر حضرت صاحبزادہ حجرہ سے برآمد ہوئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ مولانا عبدالمجید قدس سرہٗ حجرہ کے دروازے پر دست بستہ کھڑے ہیں۔ معلوم ہوا کہ تمام رات آپ کی اسی طرح گذری ہے صاحبزادہ صاحب نے اس تکلیف کا عذر فرمایا مولانا نے عرض کیا کہ یہی نعمت ہے جو میں آپ کے گھر سے لایا ہوں اور مجھکو یہی حکم ہے۔ الحمد للہ کہ آپکا سلوک تکمیل کو پہنچ گیا۔ یہ نکتہ تھا جس کی تکمیل کو آپ بدایوں بھیجے گئے کہ راہ سلوک میں ادب و محبت، ترکِ رعونت ایک لازمی امر ہے، بس آپ تشریف لے جایئے اور سند اجازت حاضر کی[1]

خلفاء کرام حضرت کے خلفائے کرام اپنے وقت کی نابغۂ روزگار ہستیاں ہیں جنکی ایک ہلکی فہرست راقم الحروف پیش کرتا ہے۔

---

[1] نور مدائح حضور ص ۸۷۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

① حضرت سید شاہ ظہور حسین ② حضرت سید شاہ مہدی حسن مارہروی ③ حضرت سید شاہ ظہور حسن مارہروی ④ حضرت سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں مارہروی ⑤ حضرت سید شاہ ابو الحسن خرقانی ⑥ حضرت سید شاہ محمد صادق، برادر زادہ ⑦ حضرت سید شاہ امیر حیدر ہمشیر زادہ حضور ⑧ حضرت سید شاہ حسین حیدر ⑨ اعلیحضرت مجدد اعظم شاہ امام احمد رضا خاں قادری بریلوی ⑩ حضرت سید شاہ علی حسین علیہ الرحمہ اشرفی کچھوچھوی۔

ؑ حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی قدس سرہٗ علی حسین نام، پیر، شاہ اور شیخ المشائخ خاندانی خطاب اشرفی تخلص ۲۲، ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ بروز دوشنبہ صبح صادق کے وقت ولادت ہوئی حضرت مولانا گل محمد خلیل آبادی علیہ الرحمہ نے بسم اللہ خوانی ادا کرائی، مولوی امانت علی کچھوچھوی اور مولانا قلندر بخش کچھوچھوی علیہم الرحمہ سے فارسی عربی کی تحصیل کی ۱۲۸۲ھ میں اپنے برادر اکبر قطب المشائخ حضرت شاہ اشرف حسین قدس سرہٗ سے مرید ہو کر تکمیل سلوک فرما کر اجازت وخلافت حاصل فرمائی ۱۲۹۳ھ میں پہلا حج کیا دربار نبوی سے خاص نعتیں مرحمت ہوئیں ۱۲۹۰ھ میں مسند سجادگی پر فائز ہو کر مصروف ہدایت وارشاد ہوئے۔ ۱۳۲۳ھ میں دوبارہ حج وزیارت کا سفر کیا تیسری بار ۱۳۲۹ھ مناسک حج کی ادائیگی اور دیدار روضۂ نبوی کے بعد بیت المقدس۔ شام، مصر، حامہ شریف، حمص شریف کربلائے معلی، بغداد مقدس کی زیارتوں سے مشرف ہوئے چوتھا اور آخری حج وزیارت ۱۳۵۲ھ میں کیا۔ مذکورہ بالا دیار میں صد ہا علماء ومشائخ داخل سلسلہ ہوئے اور اجازت وخلافت سے سرفراز کئے گئے، حضرت میاں راج صاحب سوندھ شریف ضلع گڑگانواں نے سلسلہ قادریہ زاہدیہ کی اجازت کے ساتھ سلطان الاذکار ودیگر اشغال مخصوصہ کی اجازت دی اور ایک دوتی عطا فرمائی۔ مولانا سید شاہ محمد امیر کابلی نے سلسلہ قادریہ منوریہ کی اجازت سے نوازا، حضرت شاہ آلِ رسول مارہروی حضرت شاہ حافظ احمد حسین خاں شاہجہانپوری، حضرت شاہ خلیل احمد مخاطب بہ عین اللہ صفی پوری نے اپنے سلاسل کی اجازتیں عطا فرمائیں، شیخ المشائخ سرکار کچھوچھہ علاوہ باطنی واعلیٰ اوصاف وخصوصیات کے ظاہری شکل وصورت میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم شکل وصورت تھے، ارباب مشاہدہ نے اس کی تصدیق کی ہے، ولیعہد سجادہ سرکار کلاں حضرت مولانا شاہ اظہار اشرف مدظلہٗ کی روایت ہے کہ ایک بار شیخ المشائخ قدس سرہٗ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پاک کے اندر سے فاتحہ پڑھ کر نکل رہے تھے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں قدس سرہٗ العزیز بغرض فاتحہ جا رہے تھے کہ فاضل بریلوی کی نظر حضرت علی حسین قدس سرہٗ پر پڑی، دیکھا تو بالکل ہم شکل محبوب الٰہی تھے اسی وقت برجستہ یہ شعر کہا ؎

اشرفی اے رخت آئینۂ حسنِ خوباں
اے نظر کردۂ پروردۂ سہ محبوباں

ہزارہا افراد تو صرف آپ کے حسن خداداد کی زیارت سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے، آپ کی تقریر نہایت مؤثر ہوتی تھی، مواعظ میں جس انداز میں آپ مثنوی پڑھتے وہ بے نظیر تھا۔ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف سمنانی کچھوچھوی کے بعد سلسلہ عالیہ اشرفیہ میں آپ جیسے مرجع الخلائق کوئی دوسرے بزرگ نہیں گذرے۔ آپ ہی کی ذات مبارکہ سے شرق سے غرب اور شمال سے جنوب تک صدیوں بعد سلسلہ اشرفیہ بلاد اسلامی میں پھیلا۔ آپ کا دربار میکدہ عرفان وآگہی تھا۔ جہاں بادہ گساران طریقت کا ہر وقت میلہ لگا رہتا تھا۔ آپ متقدمین صوفیہ کی روش پر فکر سخن بھی فرماتے تھے۔ آپ کے محبوب مرید اور مشہور مبلغ اسلام میر غلام بھیک نیرنگ وکیل انبالہ نے دیوان عرفان ترجمان کا مجموعہ بنام تحائف اشرفی ۱۳۳۳ھ میں شائع کرایا۔ گیارہویں رجب ۱۳۵۵ھ کو طویل عمر میں حضرت کا وصال ہوا۔ مرقد درگاہ مخدوم سید اشرف میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۱۸۸، ۱۹۰)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

⑪ حضرت قاضی عبدالسلام عباسی بدایونی ⑫ حضرت شاہ احسان اللہ فرشوری بدایونی ⑬ حضرت شکر اللہ خاں ۔ فرشوری بدایونی ⑭ حضرت حافظ حاجی محمد احمد فرشوری بدایونی ⑮ حضرت حاجی فضل رزاق فرشوری بدایونی ⑯ حضرت حافظ مظہر حسین فرشوری بدایونی ۔ ⑰ حضرت حافظ مجاہد الدین صدیقی بدایونی ⑱ حضرت مفتی محمد شرف علی صدیقی بدایونی ⑲ حضرت شیخ منور علی ⑳ حضرت مفتی محمد حسن خاں بریلوی ㉑ حضرت سید شاہ تجمل حسین قادری شاہجہانپوری ㉒ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب ㉓ حضرت قاضی مولوی شمس الاسلام عباسی بدایونی ㉔ حضرت مولوی ضیاء اللہ خاں عباسی بدایوں ثم بریلوی ۔ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین[1]۔

اقوال و ملفوظات

حضرت کے چند اقوال راقم الحروف قلمبند کرتا ہے جو تصوف و معرفت کا گنجینہ ہے ۔ اور اہل ذوق کے لئے ضابطہ حیات ہے ۔ فرماتے ہیں ۔

① راہ سلوک میں ادب و محبت اور ترک رعونت ایک لازمی امر ہے ۔ ② علماء و فقراء و مساکین کی تعظیم پوری سعی سے کرتے رہو ۔ اور جو کچھ بھی میسر ہو پوری تواضع کے ساتھ سامنے رکھ دو قبول کرلیں تو بہتر ، نہ کریں تو تم پر کوئی مواخذہ نہیں ③ نیاز و فاتحہ میں ہرگز تکلف نہ برتیں کہ شرع میں تکلف روا نہیں ہے ۔ اور صرف سوا پاؤ بتاشوں پر فاتحہ دلانے پر اکتفا کریں ④ درویش کا ظاہر تو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مانند ہونا چاہئے اور باطن حضرت حسین بن منصور حلاج رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسا ہونا چاہئے ⑤ ہر حالت میں دل بلند و قوی اور امید صادق رکھنی چاہئے تاکہ ظہور دولت اس جگہ سے ہو جہاں عقلاء کی عقلوں کی بھی رسائی نہیں ۔

آخری وصیت وقتِ رحلت آپ سے لوگوں نے استدعا کی کہ حضور! کچھ وصیت فرما دیجئے ! بہت اصرار پر فرمایا کہ مجبور کرتے ہو تو لکھ لو یہ ہمارا وصیت نامہ ہے ؛ اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرّسول بس یہی کافی ہے اور اس میں دین و دنیا کی فلاح ہے[2]

تاریخ وصال آپ نے ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ بروز چہارشنبہ کو مارہرہ شریف میں وصال فرمایا ۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ؕ

مزار شریف آپ کا مزار شریف مارہرہ شریف میں مشرقی دالان درگاہ گنبد حضور صاحب البرکات میں بالین مزار حضرت شاہ حمزہ قدس سرہٗ مرجع خلائق ہے ۔

مادۂ تاریخ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ؕ

۱۲ ۹۶ ہجری

---

[1] نور ملائح حضور ص ۹۳/۹۴
[2] " " " ص ۹۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور سی و ہشتم

سراج السالکین نور العارفین

حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۹ رشوال المکرم ۱۲۵۵ھ ——— ۱۱ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ

بوالحسین احمدِ نوری میاں شاہِ ہدیٰ

سیدا از بہر آلِ مصطفیٰ امداد کن

(یا مین رضوی مرادآبادی)

(جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی الْکَرِیْمِ
سِرَاجِ السَّالِکِیْنَ نُوْرِ الْعَارِفِیْنَ سَیِّدِیْ اَبِی الْحُسَیْنِ اَحْمَدَ النُّوْرِیِّ
الْمَارَھْرَوِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ وَاَرْضَاہُ عَنَّا۔

نور جان و نور ایمان نور قبر و حشر دے
بوالحسین احمد نوری لقا کے واسطے

ولادت شریف | آپ کی ولادت باسعادت ۱۹ رشوال المکرم ۱۲۵۵ھ مطابق ۲۶ ردسمبر ۱۸۳۹ء بروز پنجشنبہ ، مارہرہ شریف میں ہوئی[1]

اسم شریف | آپ کا نام نامی واسم گرامی سید ابوالحسین احمد نوری ہے اور تاریخی نام مظہر علی ہے الملقب بمیاں صاحب قدس سرہٗ

والد ماجد | آپ کے والد ماجد کا نام نامی حضرت سید شاہ ظہور حسن[2] مارہروی قدس سرہٗ ہے۔

خاندانی حالات | آپ سادات حسینی زیدی واسطی بلگرامی والد ماجد کی جانب سے ہیں ، نیز والدہ ماجدہ حضرت سید محمد صغریٰ بلگرامی قدس سرہٗ کی بیسویں پشت میں ہیں۔ جیسا کہ پچھلے اوراق میں سلسلہ نسب کی تفصیل ہے۔

آپ کے آبائے کرام ہر عہد میں سردار و مقتدا ر رہے ہیں یہ خاندان آپ کا ۶۱۴ھ ۱۲۱۷ء میں بلگرام کو فتح کر کے اس مقام پر رونق افروز ہوا اور جاگیر وخطابات شاہی سے معزز رہا ۱۰۱۸ھ ۱۶۰۹ء میں میر عبد الجلیل قدس سرہٗ یعنی آپ کے جد امجد صاحب غوث و قطب مارہرہ مقرر ہو کر رونق افروز مارہرۂ مطہرہ ہوئے۔[3]

حلیہ مبارک

حضور سراج السالکین نور العارفین سدی شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں قدس سرہٗ کا سراپا اس طور پر ہے۔

قد : میانہ تھا۔ لیکن باوجود میانہ قد و قامت ہونے کے مجمع میں سب سے بلند نظر آتے ــــ رنگ : مبارک گندمی تھا ــــ سر : سر مبارک بڑا اور مدور ــــ پیشانی خوب بڑی ــــ بھنویں باریک اور یہ حضرات سادات بلگرام میں عموماً ہے۔ پلکیں : دراز ــــ آنکھیں بڑی اور روشن سپیدی اور سیاہی تیز سرخی کے ڈورے پڑے ، شغلِ محمودہ میں سیاہی مطلق نظر نہ آتی۔ اور شغل برزخ میں دونوں پتلیاں ایک ساعت برابر آجاتیں ــــ بینی بلند پترہ بینی وسیع ــــ دہانہ فراخ۔ دندان مبارک نہایت صاف چمکدار اور مضبوط جو غالباً وقت وفات شریف تک سب دانت موجود تھے کوئی گرا نہ تھا۔ ریش مبارک نہ انبوہ اور نہ کم بلکہ پوری بھری ہوئی مرسلہ ــــ سینہ مبارک چوڑا ــــ ہاتھ لانبے ــــ انگلیاں باریک دراز شکم مبارک پر ایک

[1] تذکرۂ نوری ص ۵۴۔ [2] آپ کے صغر سنی ہی میں والد ماجد کا ۱۲۶۶ھ میں وصال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ [3] تذکرۂ نوری ص ۱۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

باریک سیلی بالوں کی پڑی ہوئی ۔ آخر عمر شریف میں کمر مبارک ختم ہوگئی تھی جو چلنے میں محسوس ہوتی تھی ۔ پاؤں کی ایڑیاں چھوٹی اور نہایت خوبصورت ــــ رفتار تیز ــ ہنسی آپ کی صرف تبسم تھی ۔

بیشتر عمامہ ، رنگین کرتہ ، سفید نقشبندی پاجامہ ، ڈھیلی کلاہ مبارک دوپلی گوشے کھلے ہوئے ، کبھی قادری قمیص اور لمبا بھی پہنتے ــ جاڑوں میں اپنی مرزئی پوری ڈھیلی آستینوں کی ناف سے نیچے لباس تھا ۔ ایک چھوٹا دوپٹہ جو شکل کا گلے میں ہوتا ۔ رومال سفید استعمال فرماتے[1]

تعلیم و تربیت

آپ کی عمر شریف جب ڈھائی سال کی ہوئی تو والد ماجد کا وصال ہوگیا ۔ اس لئے آپ کی تعلیم و تربیت کی تمام تر ذمہ داری جد امجد حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہٗ کی آغوش تربیت میں ہوئی ، آپ کے درس کا آغاز حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہٗ نے حسب قاعدہ اقرار شریف کی چند آیات سے فرمایا بعدہٗ سینہ مبارک سے لگایا اور رَبِّ یَسِّرْ وَ تَمِّمْ بِالْخَیْرِ کے ساتھ خاص دعائیں دیں اور درگاہ شریف کے مکتب فارسی میں داخل فرمادیا ۔

مکتب میں باقاعدہ داخلہ کے بعد آپ نے فارسی ، عربی ، فقہ ، تفسیر ، حدیث ، لغت ، منطق و دیگر علوم و فنون کو حاصل فرمایا ۔ آپ کے اساتذۂ کرام کی فہرست حسب ذیل ہیں ۔ اگر آپ نے کسی سے کچھ علمی باتیں دریافت فرمائیں تو ان کی بھی تنظیم اساتذہ کی طرح کرتے ۔

(۱) حضرت میاں جی رحمت اللہ صاحب (۲) حضرت جمال روشن صاحب (۳) حضرت عبداللہ صاحب قدس سرہما ۔

○ مذکورہ بالا اساتذۂ کرام کے علاوہ اور بھی دیگر اساتذہ کرام کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں ۔

(۴) حضرت شیر باز خاں مارہروی (۵) حضرت اشرف علی مارہروی (۶) حضرت امانت علی مارہروی (۷) حضرت امام بخش مارہروی (۸) حضرت سید اولاد علی مارہروی (۹) حضرت احمد خاں جلیسری (۱۰) حضرت مولوی محمد سعید عثمانی بدایونی ف ۱۲۷۰ھ (۱۱) حضرت الٰہی خیر مارہروی (۱۲) حضرت حافظ عبدالکریم پنجابی (۱۳) حضرت حافظ قاری محمد فیاض رامپوری ۔ (۱۴) حضرت مولوی فضل اللہ جالیسری ف ۱۲۸۳ھ (۱۵) حضرت مولانا نور احمد عثمانی بدایونی ف ۱۳۰۱ھ (۱۶) حضرت مولانا مفتی حسن خاں عثمانی بریلوی (۱۷) حضرت حکیم محمد سعید بن حکیم امداد حسین مارہروی (۱۸) حضرت مولوی ہدایت علی بریلوی (۱۹) حضرت مولوی محمد تراب علی امروہوی (۲۰) حضرت مولوی محمد حسین شاہ ولایتی (۲۱) حضرت مولوی محمد حسین بخاری کشمیری (۲۲) حضرت مولانا محمد عبدالقادر عثمانی بدایونی ف ۱۳۱۹ھ قدس سرہم ۔

اسناد علوم باطنیہ

آپ نے جن سے علوم باطنی کا اکتساب فرمایا اس میں سر فہرست حضور سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ ہیں جنکی بارگاہ عالی وقار میں آپ نے بدرجۂ اتم فیض روحانی و اسناد روحانی حاصل فرمایا ۔

حضرت کے علاوہ جن اساتذۂ کرام سے اذکار و اوراد و سلوک کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ان کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں ۔

(۱) حضرت سید غلام محی الدین (۲) حضرت مفتی سید عین الحسن بلگرامی (۳) حضرت شاہ شمس الحق عرف تنکا شاہ (۴) حضرت

---

[1] تذکرۂ نوری ص ۵۴ [2] تذکرۂ نوری ۱۱۰ / ۱۱۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مولوی احمد حسن مرادآبادی (۵) حضرت حافظ شاہ علی حسین مرادآبادی قدس اللہ تعالیٰ سرہم [1]

اجازت وخلافت

آپ کو خلافت و اجازت اپنے شیخ طریقت حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ سے تھی چنانچہ راہ معرفت کی تکمیل کے بعد آپ کو اجازت عام مرحمت فرمائی اور جس سند کو آپ کے شیخ طریقت نے عطا فرمایا تھا وہ یہ ہے۔

اللہ ولا سواہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میگوید فقیر حقیر آل رسول احمدی کہ چوں نور دیدہ و سرور سینہ قرۃ عینی و فواد قلبی سید ابوالحسین احمد نوری ملقب بمیاں صاحب طول عمرہ و زید قدرہ را اجازت سلاسل خمسہ قادریہ، چشتیہ و نقشبندیہ و سہروردیہ و مداریہ قدیمہ وجدیدہ و قادریہ رزاقیہ و علویہ منامیہ و ہم اجازت جملہ اذکار و اشغال و اوراد معمول خاندان برکاتی بہ نہجیکہ فقیر را از جناب عمی و مرشدی و مولائی حضرت سید شاہ ابوالفضل آل احمد اچھے میاں صاحب انار اللہ تعالیٰ برہانہٗ و ہم از جناب ابوی و قبلہ گاہی حضرت سید آل برکات عرف ستھرے صاحب نور اللہ تعالیٰ مرقدہ اجازت رسیدہ است دادم و مجاز و ماذون گردانیدم ہرکسیکہ ارادہ بیعت نماید و مرید شود اورا داخل سلسلہ عالیہ نمایند و مرید کنند و موافق استعداد او از ذکر و شغل و ورد خاندانی مامور سازند۔ والمسئول من اللہ سبحانہ الاستقامہ علیٰ جادۃ اکابر تلک الطریقۃ واللہ المستعان وعلیہ التکلان

تحریر تاریخ دوازدہم ربیع الاول ۱۲۶۷ھ ــــ آل رسول [2]

مذکورہ بالا سند کے علاوہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ نے آپ کو اجازت قرآن مجید و صحاح ستہ و مصنفات شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و حصن حصین دلائل الخیرات و اسماء اربعینہ و حزب البحر و حدیث مسلسل بالاولیہ و حدیث مسلسل بالاضافہ و مصافحات اربعہ و مصافحہ و مشابکہ اور تمام علوم کی سندیں جو آپ کو اپنے اساتذہ سے پہنچی تھیں مرحمت فرمائیں، جن میں سے اکثر اسناد "النور والبہا" میں طبع ہوچکی ہیں [3]

فضائل

سراج السالکین، نور العارفین، شیخ طریقت، عالم شریعت حضرت سید الشاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس اللہ سرہٗ العزیز آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ، رضویہ کے اڑتیسویں ۳۸ امام و شیخ طریقت ہیں۔ آپ اپنے وقت کے نامی گرامی شیخ طریقت ہیں، آپ کے فضائل و مناقب پر امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے ایک طویل نظم تحریر فرمایا ہے جس کا پہلا مصرع اس طرح ہے جو حدائق بخشش حصہ اول میں موجود ہے، ع

برتر قیاس سے ہے مقام ابوالحسین
سدرہ سے پوچھو رفعتِ بام ابوالحسین

آپ کا حلقۂ بیعت وارشاد بہت وسیع تھا۔ آپ اصلاح باطن سے پہلے اصلاح ظاہر کا خصوصاً عقیدہ کی صحت کا خاص خیال فرماتے تھے۔ اور آپ کا وہی مسلک و مشرب تھا جس پر حضرت تاج الفحول اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہما تھے،

---

[1] تذکرہ نوری ص ۱۱۰ ر ۱۳ [2] تذکرۂ نوری ص ۱۳ [3] تذکرۂ نوری ص ۵۷

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

شیعیت تفضیلیت اور نیچریت کا تحریری رد فرمایا، اور ان کے انسداد میں کوشش بلیغ فرمائی ، ابھی آپ کی عمر شریف سات سے زیادہ کی نہ تھی کہ حضور خاتم الاکابر شاہ آلِ رسول مارہروی قدس سرہٗ کے حکم کے مطابق صوم وخلوت اور اشغال و اوراد میں مصروف ہوئے یہاں تک کہ اٹھارہ سال تک ذکر جلالی وجمالی وخلوت گزیں رہے اور سلوک کو باقاعدہ حاصل فرما کر فنائے معنوی سے بقائے حقیقی کے مقام پر فائز ہوئے۔ تصلب فی الدین کے آپ اور آپ کے خاندان نے جو نقوش چھوڑے وہ رہتی دنیا تک کے لئے آپ کے تصانیف سے ظاہر وباہر ہیں۔ تصوف کے ذریعے ہندوستان میں اسلامی معاشرہ و دینی حمیت کی ترویج واشاعت آپ تمام عمر فرماتے رہے ان بے شمار خوبیوں کے ساتھ اخلاق ومروت، جود وسخا کے پیکر تھے [۱]

رہے پابند احکام شریعت ابتدا ہی سے

آپ کو گیارہ سال کی عمر شریف میں آپ کے جدا کرم وشیخ طریقت حضور خاتم الاکابر نے مجاہدات وسلوک وریاضات طریقہ مجاہدات اور خاص خاص ادعیہ خاندانی مثل حروف ہجا ، حزب البحر، چہل اسم، حرز یمانی۔ حیدری بانت العظمت فرتیا برہتی کی دعوت باقاعدہ آپ سے ادا کرائیں آپ کے جد امجد نے آپ کے اوقات کو بچپن ہی میں ایسا منضبط کر دیا تھا۔ کہ آخر وقت تک ریاضت وصوم وخلوت شب بیداری تہجد، تلاوت وذکر عادت کریمہ ہو گئے تھے اور آپ کی ریاضت کو دیکھ کر آپ کی جدہ ماجدہ گھبرا جاتیں اور روکنا چاہتیں ، تو آپ کے جد امجد ارشاد فرماتے کہ رہنے دو ان کو عیش وآرام سے کیا کام یہ کچھ اور ہی ہیں اور ان کو کچھ اور ہی ہونا ہے، یہ اقطاب سبعہ میں سے ایک قطب ہیں جنکی بشارت حضرت شاہ بو علی قلندر پانی پتی اور حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار رضی اللہ عنہما نے دی ہے اور یہی اس سلسلہ بشارت کے خاتم ہیں [۲]

روحانی اکتساب فیض

حضور نور العارفین سید شاہ ابو الحسین احمد نوری قدس سرہٗ العزیز نے روحانی اکتساب فیض مندرجہ ذیل انبیاء کرام واولیاء عظام سے حاصل فرمایا۔

(۱) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی زیارت مقدسہ ومصافحہ ومعانقہ وبیعت واخذ فیض کی اور آغوش رحمت میں بیٹھے۔ (۲) حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام (۳) حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام (۴) حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی زیارت فرمائی اور ان حضرات انبیاء کرام سے بھی اخذ فیض فرمایا۔ (۵) حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ تعالٰے وجہ الکریم وسید الشہدا حضرت سید امام حسین رضی اللہ تعالٰے عنہ کی زیارت فرمائی اور اخذ فیض فرمایا۔ (۶) حضرت غوث الثقلین، قطب الکونین سیدنا الشیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالٰے عنہ (۷) حضرت خواجہ خواجگان شہنشاہ ہند غریب نواز حضرت شیخ خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ تعالٰے عنہ (۸) حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ (۹) اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے اولیاء کبار کی بھی زیارت فرمائی اور ان حضرات سے بھی اکتسابِ فیض فرمایا (۱۰) نیز اپنے اکابر اقطاب مارہرہ قدست اسرارہم [از حضرت میر سیدنا عبد الجلیل رضی اللہ تعالٰے عنہ تا حضور خاتم الاکابر قدس سرہما] کی زیارتوں وخاص توجہ سے بہرہ مند ہوئے [۳]

اخلاقِ حسنہ

شریعت وطریقت کی اس عظیم منزل پر فائز ہونے کے باوجود آپ اہل حاجات وحاضر باش لوگوں سے ہمیشہ خندہ روئی اور نہایت نرمی سے کلام فرماتے، کبھی چیں بجبیں نہ ہوتے، آپ اعلیٰ درجہ کے خوش خوئے

---

[۱] تذکرہ نوری ص ۵۵/۵۶ [۲] تذکرہ نوری ص ۵۵/۵۶ [۳] تذکرہ نوری ص ۱۴۴ [۴] تذکرہ نوری ص ۸۶

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور خوش خلق تھے۔ چھوٹے بچوں کو بکمال محبت وشفقت پاس بلاتے، سر پر ہاتھ پھیرتے، کچھ چیزیں مرحمت فرماتے اور ان کی باتیں سنتے۔ جوانوں پر عنایت اور بوڑھوں کا وقار فرماتے اور یہی ہدایت اپنے خدام کو بھی فرماتے۔

صبر و ثبات قدمی

صبر و ثبات قدمی میں بھی آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ کے صاحبزادے جن کا نام سید محی الدین جیلانی تھا صغر سن ہی میں انتقال فرما گئے مگر آخر عمر تک کبھی شکوہ و افسوس نہ فرمایا۔ یونہی ایک بار تپ محرقہ عارض ہوگئی۔ تو اس حالت میں بھی نہایت فرحت و سرور سے ارشاد فرماتے کہ تمام اذکار و اشغال سلوک کا مقصد قلب کو حرارت پہنچانا ہے اور یہ بلا محنت بخار سے حاصل ہے تو پھر اس کو برا کیوں کہیں اور اس نعمت کا شکرانہ کیوں نہ ادا کریں ؛ عامی کو بخار میں ہذیان اور سالک کو مکاشفہ ہوتا ہے، یہ کمالِ صبر و رضا ہے۔ شدت مرض میں افسوس صرف مسجد کے ترک کا فرماتے مسجد کے علاوہ کبھی مرض کی شکایت نہ فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ صحت و مرض دونوں محکوم ہیں فرق کچھ نہیں، خدائے تعالیٰ عرض عصیان و انقلابِ ایمان سے بچائے۔ اور اس وقت بھی آپ نے ثبات قدمی کا بہترین نمونہ پیش فرمایا کہ والدین کریمین کا وصال صغر سنی ہی میں ہوگیا تھا۔ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ آپ کے جد اکرم کی وفات پر باوجود مدارات بعض حضرات نے آپ پر سخت حملے کئے اور کوشش کی کہ آپ کے ــــــــ اور آپ کے عم مکرم کے درمیان نزاعی کیفیت پیدا کرادیں لیکن آپ نے صدمات برداشت کئے اور حفظ مراتب و ایثار میں کمی نہ فرمائی۔[1]

جود و سخا

اخلاق و ثبات کے ساتھ جود و سخا تو آپ کا موروثی مشغلہ تھا۔ کہ کبھی کوئی سائل آپ کے در سے محروم نہ جاتا اور اپنی ضرورت و سوال سے زیادہ پاتا۔ بعض کو تحائف و ہدایات کے طور پر چیزیں مرحمت فرماتے۔ بہت سے مفلس خدام کی پرورش کو ضروری تصور کرتے اور ان کے حال کا اظہار بھی پسند نہیں کرتے۔ ان کی ضرورت کی چیزیں خراب و خستہ پسند فرما لیتے اور نئی اور عمدہ چیزیں ان کو عطا فرماتے اور ارشاد یہ فرماتے کہ اس نمونہ کی ہم کو مدت سے تلاش تھی، یہ ہم کو بہت پسند ہے۔ یہاں تک کہ آپ کسی کا لوٹا، کسی کا پاندان اور کسی کا صندوق وغیرہ لے لیتے اور فوراً نیا عمدہ سامان عطا فرما دیتے پھر اس کے بعد وہ سامان بھی ان لوگوں کو دیتے ہوئے کہتے کہ ہمارے پاس اور آگئی ہیں اب اس کی ضرورت نہیں۔ اور شاید ہی ہفتہ بھر لحاف، توشک، چادر، کپڑے آپ کے پاس رہ جاتے بلکہ اسے بھی بخش دیتے، صبح سے شام تک اہل حاجات کا سلسلہ بندھا رہتا اور ہر وقت دریائے کرم جاری رہتا ــــــ آپ ارشاد فرماتے کہ ؛ بخیل کی صحبت سے اجتناب چاہئے اور ان سے بچنے کی عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ان پر کوئی مالی فرمائش کی جائے وہ خود دوبارہ حاضر نہ ہوں گے ــــ ایک سوداگر صاحب نے عمدہ گھڑی آپ کی خدمت میں نذر کی، صاحبزادہ صاحب نے پسند فرمایا اور چاہا کہ کسی دوسرے وقت میں مانگ لوں گا، پھر جب شام کو آپ سے دریافت کیا کہ گھڑی کہاں ہے ؟ ــ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تو دیدی، تم نے اسی وقت کیوں نہ لے لی۔ یہاں تک کہ کبھی بھی کسی چیز کو آپ نے جمع نہیں فرمایا جو پہنچتا وہ عطا میں خرچ کر دیتے۔[2]

عیوب کی پردہ پوشی

ان تمام خوبیوں کے ساتھ ستر حال و عیب پوشی میں آپ یکانۂ روزگار تھے۔ چنانچہ "سراج العوارف فی الوصایا والمعارف" کے لمعہ سادسہ نور ۲۲ صفحہ ۱۸ پر ارقام ہے کہ کسی کا عیب

---

[1] تذکرۂ نوری ص ۸۶ [2] تذکرۂ نوری ص ۸۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

دیکھ کر اس کو چھپانا بڑے اجر کا باعث ہے اور اہل اللہ کی عادت ہے، اگر نصیحت بھی منظور ہو۔ بر ملا نہ کر بلکہ خلوت میں کہ یہی عادت بزرگانِ دین وا کابر مارہرہ قدست اسرارہم ہے۔ اس صورت میں ایک پردہ پوشی اور خدائے ستّار کا ایک پرتو بندہ پر پڑتا ہے جس سے ازدیاد ترقی مراتب کی امید ہے۔ ؎

اور یہ عادت کریمہ آپ کی بن چکی تھی ــــ ایک خادم جو چند یا بلا اطلاع حضور قلمدان سے روپئے غائب کرتے رہتے، آپ نے دریافت فرمایا تو اس شخص نے کہا کہ حضور کی خدمت میں موکل برابر آتے جاتے رہتے ہیں کوئی لے جاتا ہوگا؟۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے خوب بتایا آج موکلوں کو جمع کر کے چور کو گرفتار کریں گے اور سخت سزادیں گے۔ اب اس خادم صاحب کو خوف ہوا اور انہوں نے وہ سترہ روپئے چپکے سے قلمدان میں رکھدئے اور آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ روپئے قلمدان میں موجود ہیں۔ آپ نے مسکرا کر ارشاد فرمایا؛ میاں وہ موکل ڈر گیا، اچھا ہوا ورنہ آج ضرور حاضرات ہوتی اور اس کو سخت ندامت ہوتی [1]

احترام فقرار وسادات کرام

اور یہ بھی آپ کی عادت کریمہ تھی کہ ہر سالک متشرع فقیر چاہے کسی بھی خاندان سے ہوں نہایت محبت سے ملتے اور فقرار قادریہ سے خصوصیت برتی جاتی نیز صاحبزادگان کالپی شریف وبانسہ اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ کے اولاد و ذریات کی نہایت تعظیم و توقیر فرماتے، سجادہ نشینان و خدام آستانہ حضرات اکابر کی خاطر و مدارت فرماتے۔ آپ مجذوبوں سے دور رہنے کی ہدایت فرماتے اور عام خدام کو بھی حکم تھا کہ ہر درویش صاحب سلوک متبع شریعت سے بلا لحاظ قادریت وچشتیت بلا غرض دنیوی صرف بقدر زیارت ملو۔ اور سوائے دعائے دینی، مطالب دنیوی نہ چاہو، ہر فقیر کی تعظیم و خدمت کرو اور ان کے خفیہ حالات کا تجسس نہ کرو، کم از کم یہ ضروری ہے کہ بلا تحقیق و تفتیش حال کھا تا جو حاضر ہو ضرور پیش کرو کہ بہترین خیرات بھوکے کو کھانا کھلانا ہے اور ہمیشہ نیک گمان رکھو۔ جس فقیر کا ظاہر خلاف شرع ہو اس سے سروکار نہ رکھو، لیکن برا کہنا اور غیبت وعیب جوئی بہتر نہیں ــــ حضرات سادات کرام کی عموماً مدارات فرماتے اور غیر سادات پر ان کو ہر حیثیت سے مقدم فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ سادات کرام کی تعظیم اس نسبت سے کہ وہ ذریت طاہرہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم ہیں کرنی چاہئے۔ دوسری نسبتیں اور حالتیں اس کے بعد ہیں۔ ان کا نسب شریف کسی حال میں منقطع نہیں ہوتا۔ اور یہی موجب تعظیم ہے۔ اگر حضرات سادات کسی غیر سید سے ارادت و تلمذ بھی کرلیں جب بھی شیخ واستاد پر ان کی تعظیم سیادت ضروری ہے۔ سوائے کسب طریقہ اور کوئی خدمت ان سے نہ لی جائے، اس لئے کہ یہ مخدوم زادۂ عالمیان ہیں اور تمام جہان کے حقیقی اور سچے پیرزادے ہیں۔ جو دولتِ دین ودنیا، علم وفقر عالم میں ہیں، سب ان کے گھر کی دی ہوئی ہیں اور انہیں کے ذریعہ سے ہیں [2]

الحب للہ والبغض للہ

کسی سے دوستی اور دشمنی میں بھی آپ اپنے اسلاف کے نقش قدم کے سخت پابند تھے، اور آپ کی عادت کریمہ تھی کہ اللہ ہی کے لئے دوستی اور اللہ ہی کے لئے دشمنی کسی سے کرتے اگر منافقین وبدمذہب فاسق معلن، دربار میں حاضر ہوتے اور اپنے معروضات میں کامیاب بھی ہو جاتے لیکن آپ کے عمل سے ظاہر ہوتا کہ اس سے آپ بے اعتنائی فرما رہے ہیں اور وہ قلبی لگاؤ نہیں جو ایک صحیح العقیدہ سنی کے ساتھ ہوتا۔ بلکہ جلد

---

[1] تذکرۂ نوری ص ۱۰۶/۱۰۷ [2] تذکرۂ نوری ص ۱۳۰/۱۳۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

سے جلد اس کو رخصت کرنے کا حکم فرماتے اور خدام سے فرماتے کہ معاملات دنیاوی میں ہم نہیں روکتے، لیکن کسی بدمذہب سے دوستی بری بات اور حرام ہے ان لوگوں کی مجالسِ مذہبی اور خاص صحبتوں میں ہرگز شرکت نہ کرو کہ یہ کم از کم مورث مداہنت اور سستی اعتقاد ہے۔[1]

ظاہر شریعت کا التزام

آپ کی ذاتِ باعظمت شریعت مطہرہ کے التزام میں بھی یگانۂ عصر تھی۔ کہ عبادت و عادات کریمہ میں مستحبات تک، کبھی ترک نہ ہوتے، بدعات و شبہات اور رسوم مروجہ مشائخ عصر سے احتراز قطعی فرماتے، وقتِ بیعت کبھی مریدہ کا ہاتھ نہ چھوتے اور نہ روبرو آنے کی اجازت دیتے آیات و اسماء لکھ کر چراغ میں جلانے کی اجازت نہ ملتی، فلیتہ میں عبارت نہ ہوتی۔ صرف اعداد تحریر فرماتے کہ حروف کا جلانا ممنوع ہے۔ سوائے چند ادعیہ سُریانیہ کے جن کے معانی معلوم ہیں دوسرے وہ ادعیہ جن کے معانی معلوم نہیں اس دعا کے پڑھنے سے منع فرماتے بعض نقوش جو مشائخ حال نے خون سے لکھنا تجویز کئے ہیں۔ ان کو مشک و زعفران کے سوا کبھی خون سے نہ لکھنے دیتے — اور وہ اعمال جو مضرت مخالف کے واسطے ہیں، اس طور پر مرحمت فرماتے کہ پہلے کسی عالم متدین سے استفتاء کرو کہ فلاں سبب کی وجہ سے وہ شخص کسی سزا کا مستحق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو بقدر اسی سزا کے اسکو مضرب جو حقیقتاً دفع مضرت ہے پہنچا سکتے ہو۔ پھر بھی بہتر یہی ہے کہ ظالم کے ظلم پر صبر کرو۔ خدائے تعالےٰ قہار ہے وہ تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور ظالم سے انتقام لے گا۔ اور کسی خسیس متاع دنیوی کے نقصان میں صبر ہی درکار ہے، البتہ ہتک حرمتِ شریعت پر حسب جرم انتقام ضروری ہے، اور خدام میں سے جو علم ظاہر سے آراستہ نہ ہوتے ان کو ترغیب دیتے اور فرماتے کہ بے علم دین سیکھے اس راہِ طریقت کو جاننا اس پر سلوک سخت دشوار ہے۔ ظاہر شریعت پر استقامت کو لازمی ارشاد فرماتے، حضور شیخ فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قول نقل فرماتے کہ، عارف ذلت سے گر کر طریقت میں اور ذلتِ طریقت سے گر کر شریعت میں آجاتا ہے، مگر جو شریعت سے گریگا تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ طریقت، شریعت سے جدا نہیں ہے بلکہ انتہائے کمال شریعت کو طریقت کہتے ہیں۔ شریعت ایک سیدھی اور خطروں سے محفوظ راہ ہے مگر طریقت کی راہ نہایت پیچیدہ اور مشکل، ہزاروں خطرات پر مشتمل ہے اور اس میں مرشد کامل کی دستگیری کے بغیر کامیابی دشوار ہے۔[2]

غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے قلبی لگاؤ

غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت و قلبی لگاؤ کا یہ عالم تھا کہ آپ اکثر ارشاد فرماتے حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا اور اکابر خاندان مارہرہ مقدسہ قدست اسرارہم بڑے غیور ہیں، ان کا متوسل جب بھی کہیں جائے گا پریشان نہ ہوگا اور اس بات کی تصدیق میں حضرت شیخ اکبر امام الطریقۃ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قول ارشاد فرماتے کہ:

"لنْ یفلحَ المرأۃُ بَیْنَ الزَّوجَینِ وَالطالبُ بینَ الشیخینِ۔"

"یعنی ایک عورت دو شوہروں کی بیوی نہیں ہوسکتی اور نہ ہی ایک طالب دو شیخوں کا مرید۔"

---

[1] تذکرۂ نوری ص ۴۳ ۔ ۴۴ [2] تذکرۂ نوری ص ۵۵، ۵۶

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

راہ سلوک میں اول وآخر مرحلہ اعتقاد شیخ طریقہ کا ہے، جب تک یہ نہیں کچھ نہیں اور جو ایک دروازے کا مردود ہے اس کی راہ بھی مسدود ہے ہمارے گھر میں کونسی نعمت نہیں جو کسی دوسرے دروازے پر جائیں اور سائل ہوں ـــــ بعض ہمارے منتسبان نے دوسری بیعت کی، جس کی وجہ سے طرح طرح کی تکالیف میں مبتلا ہوگئے اور کہنے لگے کہ فلاں نے بددعا کی ہے ، حاشا! ہم کو اس کا خیال بھی نہ آیا کیا کیجئے اس خاندان برکاتیہ کے بعض متاخرین بھی قدم بقدم حضور غوثیت مآب رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا ہیں، اس لئے وہ گوارہ نہیں فرماتے کہ ان کے منتسب حقیر و ذلیل ہوں ـــــ اس لئے جو اس خاندان کی توہین کرے گا وہ خوار و ذلیل ہوگا اس لئے کہ ہم تو پشتوں سے قادری ہیں اور اسی نسبت پر فخر کرتے ہیں ہم کو دعویٰ ہے کہ کم از کم اس خاندان کے منتسب میں دو باتیں ضروری ہوں گی۔ اگرچہ بالکل طریقہ سے ناواقف ہو اور عمل سے خالی ہو اول یہ کہ کسی دوسرے خاندان کے فقیر کے ہاتھ سے صدمہ نہیں اٹھائے گا۔ اور دوسرا یہ کہ عمر بھر کسی حالت میں رہا ہو ان شاء اللہ تعالیٰ وقت آخر توبہ وندامت پر مرے گا۔ کہ سرکار بہت عالی ہیں [1]

آپ کے روز و شب

سراج السالکین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہٗ العزیز کی عادت کریمہ تھی کہ طہارت فرما کر نماز تہجد ادا فرماتے، بعدہٗ اوراد و اشغال معمولہ خاندان میں مشغول ہو جاتے نماز صبح کے لئے تازہ وضو فرما کر سنن مصلیٰ پر پڑھ کر بحالت صحت مسجد میں تشریف لے جاتے۔ اگر کوئی بھی شخص جو قرآن کریم باقاعدہ پڑھتا اور کم از کم مسائل طہارت و نماز اور جماعت سے واقف ہوتا اور اس کو حاضر پاتے تو اقتدا فرماتے ورنہ خود نماز پڑھاتے، بعد نماز ابتداءً ذکر بجہر اور عہد آخر میں باخفا فرماتے۔ پھر دعا و وظائف معمول پڑھ کر صلوٰۃ الاشراق و چاشت سے فارغ ہو کر کچھ ہلکا ناشتہ فرماتے ـــــ پھر۔ خدام حاضر ہوتے اور ضروری معروضات پیش کرتے نقوش و ادعیہ مرحمت ہوتے بعض خدام کو اس دن کے لئے ہدایات ضروریہ ملتیں اور کسی سلوک، فقہ و تاریخ کی کتاب کا مطالعہ بھی فرماتے اور حاضرین سے فوائد ضروریہ بھی بیان فرماتے جاتے اگر کسی جگہ تشریف لے جانا یا دعوت منظور فرمالی ہوتی تو زوال کے قریب تشریف لے جا کر باوضو کھانا تناول فرماتے، اکثر حاضرین شریک ہوتے، کسی کو کوئی شئی مرحمت ہوتی بعض مریضوں کو کھانے میں کچھ تناول فرما کر مرحمت فرماتے، فارغ ہو کر پان نوش فرماتے اور فوراً پان تھوک کر غرارہ اور کلی سے منہ صاف فرمالیتے اب اس وقت جماعت عام رخصت ہو جاتی اور خاص لوگ موجود رہتے جو اپنے اپنے معروضات پیش کرتے سب کے جوابات مرحمت ہوتے کبھی کوئی کتاب ملاحظہ فرماتے اور کبھی حسب روش حضور سید العارفین سیدنا شاہ حمزہ قدس سرہٗ العزیز کی کتاب سرہانے رکھ کر آرام فرماتے صرف دو ایک خدام مخصوص حاضر رہتے موسم گرما میں پنکھا جھلتے ورنہ باہستگی پاؤں ایک گھنٹہ جاڑے میں اور قدرے زیادہ گرما میں آرام فرما کر اٹھتے اور طہارت فرما کر نماز ظہر بجماعت ادا فرماتے، بعد نماز قرآن کریم کی ایک پوری منزل پڑھتے پھر دلائل الخیرات، حصن حصین اور بعض ادعیہ پڑھنے کے بعد دربار عام ہو جاتا اور خدام حاضر ہو کر معروضات پیش کرتے، ڈاک کے خطوط کے جوابات بھی بیشتر اسی وقت میں ارقام فرماتے اور حاجت روائی مخلوقِ خدا میں بکمال فرحت ـــــــــــــ مصروف ہو جاتے اور علمی و عمدہ نصیحت کا آغاز فرماتے، یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو جاتا نماز عصر کے لئے تازہ وضو فرما کر نماز ادا فرماتے اور اوراد مخصوصہ پڑھتے، خواص حاضر

---

[1] تذکرۂ نوری ص ۹۱ / ۹۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہوتے اور پھر وہی دریائے رحمت وکرم کی طغیانی ہوتی ، نماز مغرب ادا فرماکر بہت قلیل سا کھانا تناول فرماکر نماز عشاء ادا فرماتے بعد نماز اخص الخواص کچھ واردات عرض کرتے بعض ہدایات پاتے اور رخصت ہو جاتے یہاں تک کہ مجمع برخواست ہو جاتا اور خدام خاص سے ذکر حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سنتے ہوئے استراحت فرماتے [1]

تصنیفی و علمی خدمات

آپ کی تصانیف میں بے شمار علمی نکات مضمر ہیں جن کا مطالعہ اہل علم و دانش کے لئے دینی و دنیاوی فوائد سے خالی نہیں اور آپ کی فقید المثال شخصیت کی ایک جھلک آپ کی تصنیفات ہی سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ مذکورہ تصانیف سے کچھ طبع ہوئی ہیں باقی ہنوز تشنۂ طباعت ہیں جس کی فہرست مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) العسل المصفیٰ فی عقائد ارباب سنۃ المصطفیٰ۔ اردو۔ عقائد حقہ اہلسنت کے بیان میں مطبوعہ۔
(۲) سوال جواب اردو یہ مختصر مگر جامع مسئلہ تفضیل کا فیصلہ ہے۔
(۳) اشتہار نوری۔ یہ ندوہ کے مکائد پر ہے۔
(۴) تحقیق التراویح ؛ غیر مقلدین وہابیہ کے رد اور تعداد رکعات تراویح پر ہیں۔
(۵) دلیل الیقین من کلمات العارفین ، یہ روافض کے رد میں ہے۔ جو تفضیل علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قائل ہیں۔
(۶) عقیدۃ اہلسنت اردو یہ جنگ جمل، صفین اور نہروان کی تفصیلات و موقف اہلسنت کی وضاحت ہے۔
(۷) الجفر ؛ یہ قواعد علم جفر میں ہے۔
(۸) لطائف طریقت کشف القلوب۔ یہ سلوک میں ہے۔
(۹) النور والبہا فی اسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء۔ عربی یہ اذکار و اوراد میں ہے۔
(۱۰) سراج العوارف فی الوصایا والمعارف۔ اس میں وصایا و ہدایات درج ہیں۔
(۱۱) النجوم۔ علم نجوم پر یہ لاجواب رسالہ ہے۔
(۱۲) صلوٰۃ غوثیہ۔ اس میں شجرہ عالیہ قادریہ مع اسمائے حسنیٰ درج ہے۔
(۱۳) صلوٰۃ معینیہ۔ شجرۂ چشتیہ اس میں بطور اوراد درج ہے۔
(۱۴) مجموعہ۔ اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم و حضرت علی و حضرت حسنین کریمین و غوث اعظم رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے ۹۹،۹۹ اسماء عالیہ کا ذکر ہے۔
(۱۵) صلوٰۃ نقشبندیہ۔ اس میں بھی حضرت خواجہ نقشبند کے ۹۹ صیغے و اسماء کا ذکر ہے۔
(۱۶) صلوٰۃ صابریہ، صلوٰۃ ابی العلائیہ، صلوٰۃ مداریہ۔ اس میں بھی اکثر اسماء ننانوے صیغے کے ساتھ درج ہیں۔
(۱۷) صلوٰۃ الاقرباء، ۳۱ میں بیشتر خاندانی بزرگوں کے اسمائے گرامی مذکور ہیں۔
(۱۸) صلوٰۃ المرضیۃ لفقراء المارہرویۃ۔ اس میں اکثر خاندانی خلفاء کے نام درج ہیں۔

[1] تذکرہ نوری ص ۱۲۱، ۱۲۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

⑲ اسرار اکابر برکاتیہ۔ یہ آخری تصنیف جس میں خاندانی اسرار و نکات مذکور ہیں۔

⑳ مجموعہائے اعمال و اشغال۔ اس کا شمار نہیں۔ قریب قریب چند مجموعہ ہر سال خود تحریر فرماتے جو چند حضرات کے پاس ہیں۔[1]

ادبی و شعری ذوق

آپ ان تمام ہمہ گیر خصوصیات کے ساتھ ساتھ بڑا پاکیزہ ادبی ذوق بھی رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ کے نظم کردہ کلام سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اردو، فارسی، عربی کے قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ کبھی نورؔ اور کبھی نوریؔ تخلص فرماتے ذیل میں آپ کے کلام سے چند اشعار بطور اختصار ملاحظہ فرمائیں۔

یارسول اللہ جمّل حالنا ۔۔۔ یاحبیب اللہ حسّن قالنا
یامنبع الکمال ویاصاحب الظفر ۔۔۔ من فضلک الشریف لقد کرم البشر
لا تمکن النعوت کما انت اھلھا ۔۔۔ بعد از خدا بزرگ تو ئی قصہ مختصر

دور آنکھوں سے ہیں اور دل میں ہے جلوہ ان کا ۔۔۔ ساری دنیا سے نرالا ہے یہ پردہ ان کا
دل کی آنکھوں سے کرے کوئی نظارا ان کا ۔۔۔ نگہ دیدۂ ظاہر سے ہے پردا ان کا

واہ کیا کہنا تمہارے وعدۂ دمدار کا ۔۔۔ جس سے دل ٹھہرا ہوا ہے ہجر کے بیمار کا
تو بھی چل کے دیکھ آ غافل کہ اب وہ وقت ہے ۔۔۔ پاس سے منہ تک رہے ہیں سب تیرے بیمار کا

نگاہوں میں سب ہیں جو پردے میں تو ہے ۔۔۔ چھپے سب نظر سے کہ تو رو برو ہے
خودی کا جو پردہ اٹھے تو بتا دیں ۔۔۔ نہ ہم اور کچھ ہیں نہ کچھ اور تو ہے[2]

کشف و کرامات

دور دراز آنِ واحد میں تشریف لے گئے

حضرت صاحبزادہ سید حسین حیدر صاحب، و صاحبزادہ حکیم سید آلِ حسین صاحب جناب ڈاکٹر محمد ناصر خاں مارہروی سے خود سنی ہوئی روایت بیان کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب ایٹہ ضلع کے بعض مواضعات میں معالج تھے ایک انجان شخص حاضر ہوا اور بیان کیا کہ قریب ہی ایک گاؤں میں ایک مریض ہے آپ چل کر دیکھیں اور دوا تجویز کر دیں؟ اس شخص نے معقول فیس بھی پیش کی ڈاکٹر صاحب اس کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ آبادی سے چند کوس چل کر دریا کے کنارے ایک وحشت ناک جنگل میں پہنچے تو اس شخص نے وہاں رک کر آواز دی اس آواز پر فوراً دو شخص لاٹھیاں لئے ہوئے آگئے اور ان تینوں بدمعاشوں نے ارادہ کیا کہ ڈاکٹر صاحب کا سامان اور نقد روپے چھین لیں اور قتل کر کے دریا میں ڈالدیں ان لوگوں کی بھیانک شکل، تنہائی، جنگل اور ارادۂ قتل سے ڈاکٹر صاحب موصوف کو سخت خوف پیدا ہوا ــ اس مشکل وقت میں ڈاکٹر صاحب نے حضرت کو یاد فرمایا اور استغاثہ کیا بغیر حضرت کی امداد کے ان کے جنگل سے چھوٹنا مشکل ہے، للہ! مدد فرمائیے اور اپنے خادم کو اس بلائے ناگہانی سے نجات دلائیے؟ اس

---

[1] تذکرۂ نوری ص ۱۳۱، ۱۴۰ [2] تذکرۂ نوری ص ۱۳۴، ۱۳۵، و مفتی اعظم ہند نمبر استقامت ص ۱۵، ۱۶

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

خیال کے ساتھ ہی ڈاکٹر صاحب نے دیکھا کہ دوسری جانب حضرت تشریف فرما ہیں اور اشارہ فرما رہے ہیں کہ گھبراؤ نہیں ہم آگئے ہیں۔ حضرت کے اشارہ سے وہ تینوں بھاگ گئے۔ اس کے بعد میں پریشان ہوا کہ اس اندھیری رات میں کہاں جاؤں؟ حضرت نے اشاد فرمایا کہ ہمارے ساتھ چلے آؤ۔ روانہ ہوئے اور تھوڑی ہی دیر میں اپنے گاؤں میں پہنچ گئے، آبادی میں پہنچ کر اچانک حضرت ہم سے علیحدہ ہوگئے اور مجھ سے ارشاد فرمایا تم آبادی میں چلے آئے ہو۔ گھر پہنچکر صبح تک شدید بخار اور غشی میں مبتلا رہا، دوسرے دن حسب الحکم خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے تبسم آمیز لہجے میں فرمایا۔ الحمد للہ! انجام بخیر ہوا، گھبراؤ نہیں، یہ بات قابل تذکرہ نہیں[1]

آئندہ باتوں کا علم

جناب منشی عبدالغفار والد منشی عبدالعزیز صاحب بدایونی پر قتل کا ایک مقدمہ چلا۔ اور پولیس نے موقع کی شہادت بھی پیش کردی۔ انہوں نے حضرت کی خدمت مبارکہ میں آکر استغاثہ پیش کیا حضرت نے فرمایا مطمئن رہو کچھ نہ ہوگا تمام کاغذات پولیس داخل دفتر ہوجائیں گے اور تم سے جواب نہ لیا جائے گا ــ چنانچہ باوجود افسر کی رپورٹ کے کچھ نہ ہوسکا اور بلا جواب رہا ہوگئے۔ (۲) اسی طرح مولوی حاجی عطا محمد و مولوی محبوب احمد ساکنان بدایوں پر مقدمہ چلا اور بچنے کی کوئی امید نہ رہی حضرت نے حکم فرمایا کہ کچھ نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ تمام مخالفین عاجز آگئے اور کچھ نہ کرسکے[2]

بارگاہ خواجہ میں عرضیاں

جناب مولانا غلام شبر بدایونی تذکرہ نوری میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت اپنے خدام کی جماعت کے ساتھ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عرس مبارک میں حاضر ہوئے۔ اور رجب المرجب شریف کی پانچویں تاریخ کو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ حضرت غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ کے دربار سے فقیر کو حکم ہوا ہے کہ تم خدام میں سے جس کسی کو کچھ خاص عرض کرنا ہو تو درخواست لکھ کر حضور میں پیش کرو وہ عرضیاں ہمارے ذریعے سے حضور میں پیش ہوں گی اور تم کو حکم ملے گا۔ خادم نے عرض کیا کہ وہ عرضیاں کس طریقہ سے دربار تک پیش ہوں گی تو ارشاد فرمایا کہ آستانہ کے خدام کچھ جنّات بھی ہیں۔ جو اس کام پر مامور ہیں کہ تمہاری عرضیاں لے جاکر پیش کردیں۔ یہ معلوم کرکے خادم کو خیال ہوا کہ حضور سے وہ عرضیاں لیکر اس آستانہ کے خادم کی زیارت اور کچھ خاص عرض حال کروں گا؟ یہاں تک کہ عرضیاں مرتب ہوئیں اور سبھوں نے جمع کرکے حضرت کی خدمت میں حاضر کئے۔ اور حضرت نے وہ تمام خطوط حافظ نذر اللہ خاں صاحب بدایونی کو عنایت کرکے حکم فرمایا کہ "آستانہ عالیہ کے غرب وجنوب والے گوشہ پر کوہ جلہ کی جانب جو ایک سربستہ درہ ہے وہاں جاؤ اور جو شخص تم سے عرضیاں طلب کرے اسے دیدو؟

یہ خادم (مولانا غلام شبر بدایونی) حکم والا سنکر حافظ نذر اللہ خاں صاحب کے پیچھے لگا۔ اور ہر چہار جانب نہایت ہوشیاری سے نظر ڈالتا ہوا یہ خیال لئے چل رہا تھا کہ شاید موقع زیارت مجھے بھی مل جائے گا۔ جب مذکورہ درہ میں داخل ہوئے تو حافظ نذر اللہ صاحب اور میرے درمیان چند سکنڈ کا فاصلہ ہوگیا۔ بہت جلد میں نے آگے بڑھ کر غور کیا کہ مذکورہ جگہ یہی ہے اب ضرور کوئی تشریف لاکر ملیں گے اور عرضیاں طلب کریں گے، لیکن دیکھتا کیا ہوں کہ حافظ نذر اللہ صاحب خالی ہاتھ ہیں۔ میں نے ان

---

[1] تذکرہ نوری ص ۱۴۷، ۱۴۸ [2] تذکرہ نوری ۱۵۰، ۱۵۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

سے دریافت کیا کہ عرضیاں کہاں ہیں؟ موصوف نے جواب دیا کہ مذاق کرتے ہو! ابھی تم نے مجھ سے یہ کہہ کر کہ حضور نے عرضیاں طلب فرمائی ہیں، سب عرضیاں مجھ سے لے لئے اب مجھی سے پوچھتے ہو؟ اس جواب پر میں حیران سا ہوگیا۔ یہاں تک کہ حضرت کی خدمت میں واپس آکر حافظ صاحب نے عرض حال کیا اور میں کھڑا رہا۔ اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ؛ وہی خادم آستانہ تھے جو اس صورت میں تم سے عرضیاں لے گئے ——— پھر مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا تو بھی گیا تھا؟

میں نے عرض حال کیا۔ ارشاد ہوا یہ تمہارے سبب سے ہوا ہے، بتاؤں تمہارا کیا ارادہ تھا؟ جواب دینے پر حضرت نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ بھی حضور سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا خاص کرم تھا۔ ورنہ مجھ جیسے ہزاروں فقراء اس دربار عالی میں حاضر ہوتے ہیں اور اپنا اپنا سالانہ لے جاتے ہیں مگر یہ خاص نگاہ کرم بعض خدام خاص پر ہوتی ہیں کہ وہ اپنے متوسلوں کی عرضیاں حضور میں پیش کریں ——— تیسرے دن عرضیاں ہم سب کو واپس ملیں اور سب پر احکامات درج تھے جو نوادراتؒ سے تھے۔[1]

عقد مبارک

آپ کا عقد شریف عم مکرم حضرت چھٹو میاں صاحب قدس سرہٗ کی دختر نیک اختر سے ہوا زوجۂ اول صاحبہ کی وفات کے بعد حضرت کا دوسرا عقد اپنے پھوپھا سید محمد حیدر صاحب قدس سرہ کی صاحبزادی سے ہوا جو نواسی تھیں حضرت شاہ اولاد رسول صاحب قدس سرہٗ العزیز کی، ان دونوں میں کسی سے بھی کوئی اولاد نہیں ہوئیں[2]

خلفائے کرام

اگرچہ حضرت کو کوئی اولاد نہیں تھیں مگر آپ کی روحانی اولادوں کی تعداد بے شمار ہیں جو آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہو کر عالم اسلام کی عظیم خدمات انجام دی ہیں جن سے آپ کا سلسلہ قیامت تک زندہ و تابندہ رہے گا۔ چند مشاہیر خلفائے کرام کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) مجدد اعظم حضرت شاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی (۲) حضرت شاہ مہدی حسن (۳) حضرت سید شاہ ظہور حیدر (۴) حضرت حاجی سید شاہ حسن (۵) حضرت سید ابن حسن (۶) حضرت حاجی سید شاہ اسمٰعیل حسن (۷) حضرت سید شاہ ارتضا حسین عرف پیر میاں (۸) حضرت سید محمد ایوب حسن (۹) حضرت نواب معین الدین خاں (۱۰) حضرت سید اسحاق حسن (۱۱) حضرت سید اقبال حسن (۱۲) حضرت سید فضل حسین (۱۳) حضرت حکیم سید آل حسن (۱۴) حضرت مولانا محمد عطاء اللہ خاں (۱۵) حضرت مولانا محمد جمیل الدین (۱۶) حضرت مولانا حکیم محمد عبد القیوم (۱۷) حضرت مولانا قاضی مشیر اسلام عباسی (۱۸) حضرت مولانا غلام حسنین (۱۹) حضرت محمد جعفر خاں الملقب عارف شاہ (۲۰) حضرت مولانا محمد طاہر الدین (۲۱) حضرت مولانا مشتاق احمد سہارنپوری (۲۲) حضرت سکندر شاہ خاں (۲۳) حضرت حکیم عنایت اللہ بریلوی۔ (۲۴) حضرت سید محمد ابراہیم میاں (۲۵) حضرت شاہ حسام الحق عرف فیض محمد شاہ (۲۶) حضرت قاضی حسن شاہ (۲۷) حضرت میاں محمد رمضان شاہ (۲۸) حضرت مولانا بخاری (۲۹) حضرت ملا طفیل محمد (۳۰) حضرت حاجی سید محمد علی نقوی (۳۱) حضرت حاجی مولانا عطا محمد (۳۲) حضرت حافظ محمد سراج الدین (۳۳) حضرت شاہ ثقلین شاہ (۳۴) حضرت مولانا سید محمد نذیر (۳۵) حضرت محمد عبد الغنی (۳۶) حضرت مفتی عزیز الحسن (۳۷) حضرت سید شاہ فخر عالم (۳۸) حضرت ملا سید احمد شاہ (۳۹) حضرت نواب سید یحییٰ حسن خاں (۴۰) حضرت مولینا شاہ حافظ

---

[1] تذکرۂ نوری ص ۱۴۵/۱۴۶ [2] تذکرۂ نوری ص ۱۵۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

محمد عمر (۴۱) حضور سیدی و مرشدی تاجدار اہلسنت قطب عالم مفتی اعظم ہند شاہ مصطفٰے رضا قادری بریلوی (۴۲) حضرت امین الدین (۴۳) حضرت شیخ اشرف علی (۴۴) حضرت مولینا محمد عادل (۴۵) حضرت شاہ عبد العزیز (۴۶) حضرت شیخ کرامت حسین (۴۷) حضرت سید احمد حسین (۴۸) حضرت نواب رستم علی خاں (۴۹) حضرت مولینا عبد الرحمٰن دہلوی (۵۰) حضرت مولینا حافظ محمد امیر (۵۱) حضرت مولینا مفتی محمد حسن خاں (۵۲) حضرت حاجی سید عبد اللہ (۵۳) حضرت مولینا مفتی احمد حسن خاں (۵۴) حضرت مولینا محمد صدیق (۵۵) حضرت مولینا سراج الحق (۵۶) حضرت مولینا ریاض الاسلام (۵۷) حضرت مولینا غلام قنبر (۵۸) حضرت مولینا حافظ اعجاز احمد (۵۹) حضرت مولانا عبد الحی (۶۰) حضرت مولینا عطا احمد (۶۱) حضرت مولانا غلام سادات (۶۲) حضرت مولینا محمد نور الدین (۶۳) حضرت کفایت اللہ خاں (۶۴) حضرت مولانا مفتی عزیز الحسن بریلوی (۶۵) حضرت مولینا مفتی بدر الحسن (۶۶) حضرت مولینا غلام شبر بدایونی (۶۷) حضرت میر شاہ علی گڑھی (۶۸) حضرت امین الدین خاں میرٹھی [1]

اقوالِ زریں

آپ کے اقوال زریں سے کچھ کلمات بطور تبرکاً نقل کئے جاتے ہیں۔ جو علم و حکمت و شریعت و طریقت کا انمٹ قول ہے۔

حصولِ ورع کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ ورع کامل اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک اپنے لئے ان دس صفات جلیلہ کی پابندی ضروری قرار نہ دے (۱) زبان کو قابو میں رکھنا (۲) غیبت سے احتراز کرنا (۳) کسی بھی آدمی کو اپنے سے حقیر نہ جانے (۴) محارم (جن کا دیکھنا حرام ہو ان) پر نظر نہ ڈالے (۵) جب بات کہے تو سچ اور انصاف کی کہے (۶) انعامات واحسانات الٰہیہ کا اعتراف کرتا رہے (۷) مال ومتاع راہ خدا میں صرف کرتا رہے (۸) اپنی ہی ذات کے لئے بھلائی کا خواہاں نہ رہے (۹) پنج وقتہ نماز کی پابندی کرے (۱۰) سنت نبوی اور اجماع مسلمین کا احترام کرے۔

● بخیل کی صحبتوں سے دور رہو ● بد مذہبوں کی صحبت سے دور رہو کہ اس کی وجہ سے اعتقاد میں فرق و سستی آتی ہے ● چالیس دن تک لگاتار گوشت کھانے سے قساوت قلبی پیدا ہوتی ہے ● طریقت شریعت سے الگ نہیں ہے بلکہ انتہائے کمالِ شریعت کو طریقت کہتے ہیں ● سماع مروجہ حال سراسر لغو ولہو ہے ایسے مجمع میں اہل سماع کو جانا بھی درست نہیں کہ سماع کے لئے بہت سے سرائط ہیں ● اور فرماتے ہیں ؎

غلام غوث اعظم بے کس و مضطر نمی ماند ۔ اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

وصال مبارک آپ نے ۱۱ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ مطابق ۳۱ اگست ۱۹۰۶ء میں وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

مزار مبارک درگاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے برآمدہ جنوب میں آپ کا مزار مقدس زیارت گاہ خلائق ہے۔

مادۂ تاریخ وصال ○ خاتم اکابر ہند

۱۳۲۴ ہجری

---

[1] تذکرہ نوری ص ۱۵۹ تا ۱۶۴ [2] ص ۱۵۹ تا ۱۶۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورسی ونہم

شیخ الاسلام والمسلمین، حسان الہند، مجدد زماں الشاہ

حافظ وقاری مفتی **احمد رضا خاں** قادری برکاتی، بریلوی قدس سرہٗ

۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ ـــــــ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ

۱۴ جون ۱۸۵۶ء ـــــــ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء

پاسبانِ اہلسنت اے شہ احمد رضا

رحم کن بر حال ما اے باخدا امداد کن

(امینؔ مرادآبادی)

جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیہ وعلیھم وعلیٰ حضرۃ المولیٰ الھمام امام اھل السنۃ مجدد الملۃ الشیخ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالرضا السرمدی۔

کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے
میرے مولیٰ حضرتِ احمد رضا کے واسطے

ولادت شریف

آپ کی ولادت باسعادت ۱۰ر شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء بروز شنبہ بوقت ظہر بریلی شریف میں ہوئی [1]

آپ نے اس آیت کریمہ سے اپنا سنہ ولادت نکالا ہے۔

اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ؕ

"وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش کردیا ہے اور اپنی طرف سے روح کے ذریعہ ان کی مدد فرمائی"

اسم مبارک

آپ کا نام نامی واسم گرامی محمد ہے تاریخی نام المختار ۱۲۷۲ھ اور جدا مجد نے احمد رضا تجویز فرمایا بعد میں آپ نے خود اس اسم شریف کے ساتھ عبد المصطفےٰ کا اضافہ فرمایا۔ چنانچہ اپنے نعتیہ دیوان میں ایک جگہ فرماتے ہیں: ع

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفےٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

نسب شریف

آپکا نسب نامہ اکثر کتب میں مستند روایتوں کے ساتھ درج ہے جو اس طرح ہے:

امام احمد رضا خاں بن مولینا نقی علی خاں بن مولینا رضا علی خاں بن مولینا حافظ محمد کاظم علی خاں ابن مولینا شاہ محمد اعظم خاں بن محمد سعادت یار خاں بن محمد سعید اللہ خاں رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین [2]

خاندانی حالات

آپ کے آباؤ اجداد قندھار کے موقر قبیلہ بڑہیچ کے پٹھان تھے۔ جسے افغان بھی کہا جاتا ہے۔ محمد سعید اللہ خاں صاحب جو عالی جاہ شجاعت جنگ بہادر کے لقب سے مشہور تھے اور قندھار سے مغل بادشاہوں کے عہد میں سلطان محمد نادر شاہ کے ہمراہ لاہور تشریف لاتے اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کی وجہ سے حکومت وقت نے انہیں "شش ہزاری" منصب جلیلہ سے سرفراز کیا تھا۔ لاہور کا شیش محل آپ کی جاگیر میں تھا کچھ دنوں کے بعد دہلی پہنچے تو اس وقت آپ شش ہزاری کے عہدے پر فائز تھے اور شجاعت جنگ کا حکومت کی جانب سے ایک عظیم تمغہ اور خطاب دیا گیا

---

[1] حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۳ [2] حیات اعلیٰحضرت ج ۱ ص ۱۴ ر و انوار رضا ص ۲۳۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تھا۔ حضرت سید اللہ کے صاجزادے حضرت سعادت یار خاں سلطانِ وقت کی حکومت کے وزیر مالیات تھے ان کی امانت داری اور دیانت داری کا یہ عالم تھا کہ سلطان محمد شاہ نے بدایوں کے کئی مواضعات انہیں عطا کئے جو آج بھی اس خاندان کے حصے میں ہیں۔ ان کے صاجزادے حضرت محمد اعظم خان صاحب بھی وزارت اعلیٰ کے عہدے پر فائز تھے مگر کچھ برسوں کے بعد سلطنت کی ذمہ داریوں سے سبکدوشی اختیار کر کے زہد و اتقا، اور ریاضت و روحانیت کی جانب مکمل طور پر مائل ہو گئے۔ اور حضرت محمد اعظم ہی کی ذات والا تبار سے قندھار کے خانوادوں میں علم و فضل، ورد و وظائف، زہد و تقویٰ کا بول بالا شروع ہوا۔ اور یہی وہ عظیم خاندان ہے جنکی روحانی کرنوں نے پورے عالم کو علم و حکمت کا درس دیکر تاریخ ساز کارنامہ انجادیا۔

حلیہ مبارکہ مجدد اعظم، امام اہلسنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ کا شبستانِ عقیدت اس طور پر ہے۔ **آنکھیں:** موزوں اور خوبصورت، نگاہ میں قدرے تیزی جو حقائق کی تہ تک پہنچنے میں بے مثال اور مشہور روزگار تھی **پیشانی:** کشادہ، بلند اور دمکتی ہوئی، جس پر عظمتِ اسلام کی لکیریں ہویدا تھیں، مخالفتوں کے طوفان اور پیہم یلغار میں بھی جس پر کبھی بل نہ آیا، **چہرہ:** ملیح، شگفتہ و شاداب، جلال و جمال کی کھلی ہوئی تفسیر، جس پر پیار و محبت اور خلوص و وفا کی شعاعیں جھلمل جھلمل کرتی نظر آتیں اور اگر کبھی تیور بگڑ جاتے تو دہکتا ہوا شعلہ اور برستا ہوا انگارہ **ناک:** جو ہمیشہ اونچی اور سر بلند رہی جس نے خارجی اور داخلی ہر محاذ پر اسلام دشمن طاقتوں کی ناکیں خاک آلود کر دیں۔ **آواز:** نکلتی تو دہن سے پھول جھڑتے، نہایت پر درد اور کسی قدر بلند بھی تھی، اور اگر گرجدار ہوتی تو دل سینوں میں لرز اٹھتے اس میں ایسی گھن گرج اور غراہٹ شامل ہوتی کہ گویا۔ ع

ضیغم ڈکارتا ہوا نکلا کچھار سے

سینہ: علوم و معارف کا گنجینہ، حاملِ شریعت و طریقت، امینِ ادب و شاعری جو عشقِ رسول کی آتشِ سوزاں میں انگاروں کی طرح بھڑکتا اور آتش مجمر کی طرح سلگتا رہا۔ **دل:** آئینہ کی طرح صاف و شفاف، خوفِ خدا، فکرِ آخرت، فروغِ دین۔ اصلاحِ امت کے بیقرار اور مچلتے ہوئے ارمانوں کا گہوارہ جو اپنوں کے لئے وسیع تھا اور غیروں کے لئے جس میں کوئی جگہ نہ تھی، کیونکہ وہ لذت چشیدہ بادۂ حُبِّ نبی تھا۔

ذہن دماغ: عالمانہ و مجتہدانہ، باریک بیں و نکتہ رس، ذکاوت و فطانت جس کی بے نظیر، دینی و علمی مباحث و مسائل میں بڑا ژرف نگاہ۔ اور فکری کجروی کی گرفت شہرۂ آفاق۔

پنجہ: فولادی اور اسد اللہی، جس سے گستاخانِ رسول کا خون ہمیشہ ٹپکتا رہا۔ جس نے بڑے بڑے سورماؤں کی کلائیاں مروڑ کر رکھ دیں۔

قلم: رواں دواں، سیال، لیکن محتاط اور ذمہ دار، نڈر اور بے باک، شارحِ دینِ متین، محافظ ناموسِ رسالت جو دنیا کے ہر حربے کا جواب اپنی تحریر سے دے سکتا تھا۔ اور جو سینۂ باطل میں نشتر بن کر چبھ جاتا گویا۔ ع

کلکِ رضا ہے خنجر خونخوار برق بار اعدا سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں

قدم: جو ہمیشہ صراطِ مستقیم پر گامزن رہا جس کے لئے بوریائے بوذر اور سریر سلیمان دونوں برابر تھے اور جسکی دھمک سے ایوان باطل کے فصیلیں تڑخ اٹھیں۔ ع

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

تعلیم و تربیت

آپ کی تعلیم و تربیت جدامجد حضرت مولانا شاہ رضا علی خاں صاحب و والد گرامی حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں صاحب قدس سرہما کی آغوش تربیت و محبت میں ہوئی۔ اور باقاعدہ ۱۲۷۵ھ کے اوائل میں تعلیم کا آغاز فرمایا چنانچہ اس وقت ایک حیرت انگیز واقعہ پیش ہوا۔ جو اس طرح ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد استاذ محترم کے پڑھانے کے مطابق آپ ابجدی تمام حروف کو پڑھتے رہے اور جب "لا" کی باری آئی تو خاموش رہے۔ استاد نے کہا پڑھو میاں؟ تو آپ نے فرمایا کہ علیحدہ علیحدہ تو دونوں حرفوں کو پڑھ چکا ہوں دوبارہ کیوں؟ جدامجد مولانا شاہ رضا علی خاں صاحب قدس سرہٗ موجود تھے آپ نے فرمایا کہ بیٹا استاذ کا کہا مانو؟ حسب الحکم پڑھ تو لیا مگر چہرے سے الجھن دور کرنے کے لئے فرمایا بیٹا! تمہارا خیال درست ہے اور تمہارا سمجھنا بجا ہے، مگر بات یہ ہے کہ شروع میں جس کو تم نے الف پڑھا تھا حقیقت میں وہ ہمزہ ہے اور لٓ کے ساتھ الف ہے چونکہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اس لئے لاؔم کے ساتھ ملا دیا گیا۔ تو آپ نے پھر ——— اعتراض کیا کہ اس کو کسی بھی حرف کے ساتھ ملا دینا کافی تھا۔ لاؔم ہی کے ساتھ کیوں ملایا گیا؟ جد مکرم نے غایت محبت میں گلے سے لگا لیا اور فرمایا بیٹا دراصل لٓ اور الف میں صورۃً اور سیرۃً دونوں اعتبار سے مناسبت ہے۔ ظاہراً لکھنے میں دونوں کی صورت ایک سی ہوتی ہے اور سیرۃ اس وجہ سے کہ لاؔم کا قلب الف ہے اور الف کا قلب لام ہے یعنی وہ اس کے بیچ ہے اور وہ اس کے درمیان۔ تب آپ مطمئن ہو کر استاذ کے پڑھانے کے مطابق پڑھتے رہے [1]

آپ کی عمر شریف ابھی چار سال کی تھی کہ آپ نے قرآن پاک کا ناظرہ ختم کر لیا۔ چھ سال کی عمر شریف ربیع الاول کی تقریب میں منبر پر رونق افروز ہو کر بہت بڑے مجمع کی موجودگی میں میلاد شریف پڑھا۔ آٹھ سال کی عمر میں فن نحو کی مشہور کتاب ہدایۃ النحو پڑھی اور خداداد علم کے زور کا یہ عالم تھا کہ اس ننھی عمر میں ہدایۃ النحو کی شرح عربی میں لکھ ڈالی نیز کتاب کا صرف چوتھائی حصہ استاد سے پڑھتے اور باقی خود سنا دیتے۔ اردو فارسی کی ابتدائی کتابیں آپ نے جناب مرزا غلام قادر بیگ بریلوی علیہ الرحمہ سے پڑھی۔ (بعد میں مرزا صاحب نے آپ سے ہدایہ کا سبق لیا) پھر تمام دینیات کی تعلیم و جملہ علوم و فنون اپنے والد ماجد امام المتکلمین حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں صاحب قدس سرہٗ العزیز سے مکمل فرمایا۔ تیرہ برس کی مختصر سی عمر میں ۱۲۸۶ھ میں والد ماجد سے درسیات کی تکمیل کی تعویذ و غفور مادۂ فراغت ہیں ۱۲۹۱ھ بعد تھوڑے دنوں رامپور میں قیام کر کے مولانا عبدالعلی ریاضی داں سے شرح چغمنی کے چند سبق پڑھے [2]

آپ نے اپنی فراغت کا ذکر خود ہی اس طرح فرمایا ہے۔

وذالک لمنتصف شعبان ۱۲۸۶ھ الف ومأتین وستۃ وثمانین وانا اذ ذاک ابن ثلثۃ عشر عاما وعشرۃ اشہر وخمسۃ ایام وفی ھذا التاریخ فرضت علی الصلوٰۃ ولتوجہت

---

[1] امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں ص ۱۹۶ / ۱۹۷

[2] تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۴۲ / ۴۳ و تذکرہ نوری

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

الیَ الاحکام ۔

ترجمہ :" وسط شعبان ۱۲۸۶ھ ۱۸۶۹ء میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی اور اس وقت میں ۱۳ سال دس ماہ اور ۵ دن کا ایک نوعمر لڑکا تھا اور اسی تاریخ کو مجھ پر نماز فرض ہوئی اور شرعی احکام میری طرف متوجہ ہوئے"۔[1]

علوم عربیہ سے فراغت کے بعد ہی والد ماجد مولینا شاہ نقی علی خاں قدس سرہٗ العزیز نے افتاء کی ذمہ داریاں بھی سونپ دیں اور اس چھوٹی سی عمر میں فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا چنانچہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ :

بچے کی ناک میں دودھ چڑھ کر حلق میں اتر جائے تو رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں ؟

آپ نے ارشاد فرمایا منہ یا ناک سے عورت کا دودھ جو بچے کے جوف میں پہنچے گا حرمت رضاعت لائے گا۔

اور فرمایا یہ وہی فتویٰ ہے جو چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ ۱۸۶۹ء میں سب سے پہلے اس فقیر نے لکھا اور اسی چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ میں منصب افتاء عطا ہوا ۔ اور اسی تاریخ سے بحمد اللہ تعالیٰ نماز فرض ہوئی اور ولادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ سمبت بکری تو منصب افتاء ملنے کے وقت فقیر کی عمر ۱۳ برس ۱۰ مہینے ۴ دن کی تھی ۔ جب سے اب تک برابر یہی خدمتِ دین جاری ہے والحمد للہ۔[2]

یہ بات واضح رہے فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے تعلیم کی غرض سے کسی دیگر مدرسہ میں داخلہ نہیں لیا بلکہ جملہ علوم و فنون کو اپنے والد گرامی کی بارگاہ میں اور اپنے مکان کے اندر ہی حاصل فرمایا ۔ بعض کوتاہ اندیش آپ پر یہ بھی الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے فلاں مدرسہ یا فلاں کے ساتھ پڑھا ہے اور اسی ذاتی چپقلش کی وجہ سے یہ جھگڑا پیدا ہوا ہے ۔ یہ بات تاریخ کے بالکل خلاف اور سراسر بہتان ہے ۔

فضائل

شیخ الاسلام والمسلمین ، ہمام العصر ، آیۃ من آیات اللہ الکریم ، حسان الزماں ، برہان الاولیاء ، مجدد زمان ، حامی سنت ماحی بدعت ، اعلیحضرت ، عظیم البرکت الشاہ حافظ قاری مفتی احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ العزیز آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے انتالیسویں امام و شیخ طریقت ہیں ۔ آپ کے فضائل بے حد و شمار ہیں ذیل میں صرف چند اکابر اسلام کے اقوال پیش کئے جاتے ہیں ۔ تفصیل کے لئے حسام الحرمین الدولۃ المکیہ کا مطالعہ کریں ۔

① حضرت شیخ عبد اللہ بن محمد صدقہ بن زینی دحلان جیلانی مسجد حرام مکہ معظمہ ۔

فسبحٰن من خص مولفہ بکمالات
الفضائل وخبأہٗ لھذا الدھر۔[3]

پاک ہے وہ ذات جس نے اس کے مؤلف (مولینا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ) کو فضائل و کمالات سے مشرف و مختص فرمایا اور اسے اس زمانے کے لئے چھپا رکھا (اور بالآخر وقت آنے پر ظاہر فرما دیا ۔)

② حضرت شیخ موسیٰ علی شامی ازہری احمدی علیہ الرحمہ دردیری مدنی ۔

---

[1] فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں ص ۶۳ ۔ [2] فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں ص ۶۳ [3]

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

امام الائمة المجدد لهذه الامة امرد بنها المؤيد لنور قلوبها ويقينها الشيخ احمد رضا خان بلغه الله فی الدارین القبول والرضوان [1]

امام الائمہ، ملت اسلامیہ کے مجدد، نور یقین اور نور قلب کو تقویت دینے والے یعنی شیخ احمد رضا خاں اللہ تعالےٰ دونوں جہان میں ان کو قبول ورضوان سے عطا فرمائے۔

(۳) شیخ اسمٰعیل بن سید خلیل حافظ کتب الحرام علیہ الرحمہ مکہ معظمہ۔

واحمد الله تعالےٰ علی ان قیض هذا العالم العامل والفاضل الکامل صاحب المناقب والمفاخر مظهر کم ترك الاول للاواخر فرید الدهر، وحید العصر مولینا الشیخ احمد رضا خان سلمه الله الرب المنان، کیف لا وقد شهد لك علماء مكة بذالك ولو لم یکن بالمحل الارفع لما وقع منهم بذالك بل اقول لو قیل فی حقه انه مجدد هذا القرن لکان حقا وصدقا۔ [2]

میں اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اس عالم باعمل عالم فاضل صاحب مناقب ومفاخر، جس کو دیکھ دیکھ کر یہ کہا جائے کہ اگلے پچھلوں کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے، یکتائے روزگار وحید عصر مولینا شیخ احمد رضا خاں کو مقرر فرمایا اور وہ کیوں ایسا نہ ہو کہ علماء مکہ معظمہ اس کے لئے ان فضائل کی گواہی دے رہے ہیں۔ اگر وہ اس مقام رفیع پر متمکن نہ ہوتا تو علماء مکہ معظمہ اس کے لئے یہ گواہی نہ دیتے، ہاں ہاں میں کہتا ہوں کہ اس کے حق حق یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو حق وصحیح ہے۔

(۴) شیخ محمد کریم اللہ مہاجر مدنی۔

انی مقیم بالمدینة منذ سنین ویاتیها من الهند الوف من العلمین فیهم علماء وصلحاء واتقیاء رأیتهم یدورون فی سکك البلد لا یلتفت الیهم من اهله احد وأری العلماء والکبار العظماء الیك مهرعین بأ جلالك مشرعین ذالك فضل الله

میں کئی سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں ہندستان سے ہزاروں صاحب علم آتے ہیں ان میں علماء صلحا اور اتقیاء سب ہی ہوتے ہیں میں نے دیکھا کہ وہ شہر کے گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتے ہیں کوئی بھی ان کو مڑکر نہیں دیکھا لیکن (فاضل بریلوی کی عجیب شان ہے) یہاں کے علماء اور بزرگ سب ہی ان کی طرف جوق درجوق چلے آرہے ہیں اور ان کی تعظیم وتکریم میں سبقت لے جانے کی

[1] الدولۃ المکیہ ص ۲۶۲۔
[2] حسام الحرمین ص ۱۲۶۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کوشش کرتے ہیں یہ اللہ کا فضل خاص ہے جسے چاہتا ہے نوازتا ہے ۔ یؤتیہ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم[1]

خصائل مبارکہ

آپ کے خصائل مبارکہ پر بھی اگر غور کیا جائے تو شریعت وطریقت میں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں گویا کہ

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی بان
رفتار میں گفتار میں اللہ کی برہان

آپ ہنستے وقت کبھی قہقہہ نہ لگاتے، جماہی آنے پر انگلی دانتوں میں، دبا لیتے جس کی وجہ سے کوئی آواز نہ ہوتی۔ قبلہ کی طرف منہ کرکے کبھی نہ تھوکتے، نہ قبلہ کی طرف کبھی پاؤں پھیلاتے، خط بنواتے وقت اپنا کنگھا اور رشیشہ استعمال کرتے، ہمیشہ نماز باجماعت ادا فرماتے، چوبیس گھنٹے میں صرف ڈیڑھ دو گھنٹے آرام فرماتے باقی تمام وقت تصنیف وکتب بینی اور دیگر خدمات دینیہ میں صرف فرماتے اور ہمیشہ تصنیف وتالیف، کتب بینی، فتویٰ نویسی میں وقت گزرتا اور اوراد و اشغال کے لئے خلوت میں تشریف لے جاتے، آپ ہمیشہ بشکل نام اقدس محمد صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم سویا کرتے، اس طرح کہ دونوں ہاتھ ملا کر سر کے نیچے رکھتے اور پاؤں سمیٹ لیتے جس سے میم کہنیاں، ح کمر میم پاؤں، دال بن کر گویا نام پاک محمد صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا نقشہ بن جاتا۔ آپ کا ظاہر وباطن ایک تھا۔ جو کچھ آپ کے دل میں ہوتا وہی زبانِ مبارک سے ادا فرماتے اور جو کچھ زبان سے فرماتے تو اس پر عمل ہوتا[2]

اخلاق حمیدہ

آپ الحب للہ والبغض فی اللہ کی زندہ تصویر تھے اور اشداء علی الکفار ورحماء بینہم کے مطابق بد دینوں ملحدوں، مرتدوں اور کفار پر چٹان کوہ کی طرح سخت تھے۔ اپنوں کے لئے آغوش مادر اور بازوئے برادر تھے اور عزیبوں کے لئے ایک غضبناک اور بپھرا ہوا شیر، جس میں نرمی ومروت بھی تھی۔ اور سختی وحلاوت بھی، رقت ولطافت بھی تھی اور شدت وصلابت بھی جب کسی سنی عالم سے ملاقات ہوتی تو دل باغ باغ ہو جاتا، اس کی اتنی عزت کرتے جس کے لائق وہ اپنے آپ کو نہ سمجھتا، جب حاجی حج بیت اللہ کرکے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان سے پہلے یہی پوچھتے کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں بھی حاضری دی ہے؟ اگر وہ ہاں کہتے تو فوراً ان کے قدم چوم لیتے، اور اگر کہتے کہ نہیں تو پھر ان کی جانب بالکل توجہ نہ فرماتے۔

اور آپ خود ہی ارشاد فرماتے کہ بحمد للہ! میری ولادت کی تاریخ اس آیت میں ہے اولٰئک کتب الخ بحمد للہ تعالٰے بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور میرے بچوں کے بچوں کو بھی بفضل اللہ تعالٰے نفرتِ اعداء اللہ گھٹی میں پلادی گئی ہے اور بفضلہ تعالٰے یہ وعدہ بھی پورا ہوا بالفضل اولٰئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ چنانچہ صرف دو واقعے درج کئے جاتے ہیں۔

① ایک دفعہ حضرت ننھے میاں مولانا محمد رضا نے عصر کے بعد آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حیدر آباد دکن سے ایک رافضی صرف آپ کی زیارت کے لئے آیا ہے اور ابھی حاضر خدمت ہوگا۔ تالیف قلب کے لئے اس سے بات چیت کریجئے گا؟

---

[1] فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں ص ۳۳/۳۴
[2] حاشیہ تذکرۂ نوری ص ۱۵۹/۱۶۰۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

دورانِ گفتگو ہی وہ رافضی بھی آگیا حاضرینِ مجلس کا بیان ہے کہ اعلیٰحضرت اس کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوئے یہاں تک کہ ننھے میاں صاحب نے اس کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ بیٹھ گیا، اعلیٰ حضرت کے گفتگو نہ فرمانے سے اس کو بھی کچھ بولنے کی جرأت نہ ہوئی تھوڑی دیر بیٹھکر وہ چلا گیا، اس کے جانے کے بعد ننھے میاں نے اعلیٰحضرت کو سنا کر یہ کہا کہ وہ اتنی دور سے صرف ملاقات کے لئے آیا تھا، اخلاقاً توجہ فرمالیتے سے کیا حرج تھا؟

حضور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے جلال میں آکر فرمایا "میرے اکابر پیشواؤں نے مجھے یہی اخلاق بتائے ہیں" پھر اس پر متعدد احادیث مبارکہ بیان کیں۔

④ اسی طرح ایک بار حضرت صدر الافاضل مولانا شاہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور کی کتابوں میں وہابیوں، دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے عقائد باطلہ کا رد ایسے سخت الفاظ میں ہوا کرتے ہیں کہ آج کل جو تہذیب کے مدعی ہیں وہ چند سطریں دیکھتے ہی حضور کی کتابوں کو رکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کتابوں میں گالیاں بھری ہیں، اس طرح وہ حضور کے دلائل و براہین کو بھی نہیں دیکھتے اور ہدایت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

لہٰذا اگر حضور نرمی اور خوش بیانی کے ساتھ وہابیوں، دیوبندیوں کا رد فرمائیں تو نئی روشنی کے دلدادہ جو اخلاق و تہذیب والے کہلاتے ہیں وہ بھی آپ کی کتابوں کے مطالعہ سے مشرف ہوں۔ اور حضور کے لاجواب دلائل دیکھ کر ہدایت پائیں؟ حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی یہ بات سنکر آپ آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا۔ مولانا تمنا تو یہ تھی کہ احمد رضا کے ہاتھ میں تلوار ہوتی اور احمد رضا کے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی گردنیں ہوتی۔ اور اپنے ہاتھ ان گستاخوں کے سر قلم کرتا اور اس طرح گستاخی اور توہین کا سدِّ باب کرتا ۔ لیکن تلوار سے کام لینا تو اپنے اختیار میں نہیں ہے اللہ تعالےٰ —— نے قلم عطا فرمایا ہے۔ تو میں قلم سے ان بے دینوں کا شدت کے ساتھ اس لئے رد کرتا ہوں تاکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان میں بدزبانی کرنے والوں کو اپنے خلاف شدید رد دیکھ کر مجھ پر غصہ آئے، پھر جل بھن کر مجھے گالیاں دینے لگیں اور میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان میں گالیاں بکنا بھول جائیں، اس طرح میرے آباؤ اجداد کی عزت و آبرو حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عظمت کے لئے سپر بن جائیں[1]

سبحان اللہ! اللہ تعالےٰ نے آپ کو مجسمۂ عشق بنا دیا تھا غرض اسلاف کی سچی تصویر، مظہر جلال عمر رضی اللہ عنہ کے پیکر اور اخلاف کے لئے نمونہ تھے۔ ع

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو تلوار ہے مومن

جود و سخا آپ کی مکمل زندگی سلف صالحین کے طریقے پر گذری، اخلاق و عادات، عبادت و ریاضت کے علاوہ بخشش وعطا کے میدان میں بھی آپ کی زندگی تقلیدی زندگی ہے۔ چنانچہ کاشانۂ اقدس سے کوئی سائل

---

[1] الملفوظ ج ص

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

خالی واپس نہ ہوتا، بیوگان کی امداد اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی کے لئے آپ کی جانب سے ماہوار رقمیں مقرر تھیں۔ اور یہ امداد صرف مقامی لوگوں کے لئے ہی نہ تھیں بلکہ باہر بذریعہ منی آرڈر امدادی رقمیں روانہ فرمایا کرتے تھے [1]

بیعت وخلافت

آپ ۱۲۹۴ھ ۱۸۷۷ء میں اپنے والد ماجد شاہ مولینا محمد نقی خاں حضرت تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر محب الرسول بدایونی کے ہمراہ حضرت شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت سے مشرف ہوئے اور اجازت وخلافت سے بھی نوازے گئے۔

آپ کو جن سلاسل طریقت میں اجازت وخلافت حاصل تھی اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

(۱) قادریہ برکاتیہ جدیدہ (۲) قادریہ آبائیہ قدیمہ (۳) قادریہ اہدایہ (۴) قادریہ رزاقیہ (۵) قادریہ منصوریہ۔ (۶) چشتیہ نظامیہ قدیمہ (۷) چشتیہ محبوبیہ جدیدہ (۸) سہروردیہ واحدیہ (۹) سہروردیہ فضیلیہ (۱۰) نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ (۱۱) نقشبندیہ علائیہ علویہ (۱۲) بدیعہ (۱۳) علویہ منامیہ وغیرہ وغیرہ۔

مندرجہ بالا سلاسل میں اجازت کے علاوہ فاضل بریلوی کو مصافحات اربعہ کی سندات بھی ملیں جس کی تفصیل اس طرح ہے:

(۱) مصافحۃ الجنیۃ (۲) مصافحۃ الخضریہ (۳) مصافحۃ المعمریہ (۴) مصافحۃ الخضریہ۔

ان مصافحات و اجازات کے علاوہ مختلف اذکار، اشغال و اعمال وغیرہ کی بھی آپ کو اجازت حاصل تھی مثلاً۔

خواص القرآن، اسماء الٰہیہ، دلائل الخیرات، حصن حصین، حزب البحر، حزب البر، حزب النفر، حرز الامیرین، حرز الیمانی دعاء مغنی، دعاء حیدری، دعاء عز رائیلی، دعاء سریانی، قصیدہ غوثیہ، صلوٰۃ الاسرا، قصیدہ بردہ وغیرہ وغیرہ [2]

شیخ کی عقیدت

آپ کو آپ کے شیخ طریقت نے اسی وقت بیعت کے ساتھ ہی خلافت و اجازت سے نواز دیا جس کا اظہار حضرت شاہ مولانا ابو الحسین نوری میاں قدس سرہٗ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے شیخ طریقت سے اس طرح فرمایا۔

حضور! آپ کے یہاں تو طویل عرصہ بامشقت مجاہدات و ریاضات کے بعد خلافت و اجازت دی جاتی ہے، تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ ان دونوں (اعلیٰحضرت اور آپ کے والد ماجد قدس سرہما) کو بیعت کرتے ہی خلافت دیدی گئی؟

---

[1] حاشیہ تذکرہ نوری ص ۴۰۔ [2] فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں ص ۶۸

[3] قصیدہ بردہ حضرت علامہ شاہ شرف الدین محمد بن سعید بوصیری قدس سرہٗ کی تصنیف ہے آپ کی ولادت ۶۱۰ھ ۱۲۱۲ء میں ہوئی آپ ایک بار مرض فالج میں مبتلا ہوئے جملہ اطباء علاج سے عاجز آگئے چنانچہ آپ نے اس قصیدے کو بارگاہ رسالت میں وسیلہ بنا کر پیش فرمایا جس کی وجہ سے سرکار نے کرم فرمایا اپنا دست مبارک شیخ کے تمام جسم پر پھیرا اور صلے میں ایک بردیمانی عطا فرمائی جب آپ بیدار ہوئے۔ تو خود کو بالکل تندرست اور ایسا پایا جیسے انہیں کوئی مرض ہی لاحق نہیں ہوا تھا۔ اور وہ چادر بھی آپ کے مبارک ہاتھ میں فی الواقع موجود

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

توحضرت نے ارشاد فرمایا میاں صاحب ! اور لوگ زنگ آلود میلا کچیلا دل لے کر آتے ہیں اس کی صفائی اور پاکیزگی کے لئے مجاہداتِ طویلہ ، ریاضات شاقہ کی ضرورت پڑتی ہے ، یہ دونوں حضرات صاف ستھرا دل لے کر ہمارے پاس آئے ان کو صرف اتصالِ نسبت کی ضرورت تھی اور وہ مرید ہوتے ہی حاصل ہوگئی ــــ پھر آپ کے مرشد گرامی نے یہ بھی فرمایا کہ :

مجھے اس بات کی بہت بڑی فکر رہتی تھی کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالےٰ فرمائے گا اے آلِ رسول! تو میرے لئے دنیا سے کیا لایا ہے ؟ تو میں بارگاہ الٰہی میں کونسی چیز پیش کروں گا ، لیکن آج وہ فکر میرے دل سے دور ہوگئی ، کیوں کہ جب اللہ تعالےٰ پوچھے گا کہ اے آلِ رسول! تو میرے لئے کیا لایا ہے تو میں عرض کروں گا الٰہی تیرے لئے احمد رضا لایا ہوں ۔[1]

تاجدارِ کشورِ علوم وفنون

آپ حیرت انگیز ذہانت وفطانت کے مالک تھے ، چنانچہ آپ کو چودھویں صدی کا بے مثال عبقری شخص کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا ، آپ نے علوم درسیہ کے علاوہ دیگر علوم وفنون کی بھی تحصیل کی اور بعض علوم وفنون میں خود آپ کی طبع سلیم نے رہنمائی کی ۔ ایسے تمام علوم وفنون کے تعداد ۵۴ ہے جس کی تفصیل یہ ہے :

(۱) علم قرآن (۲) علم حدیث (۳) اصول حدیث (۴) فقہ جملہ مذاہب (۵) اصول فقہ (۶) جدل (۷) تفسیر (۸) عقائد (۹) کلام (۱۰) نحو (۱۱) صرف (۱۲) معانی (۱۳) بیان (۱۴) بدیع (۱۵) منطق (۱۶) مناظرہ ، (۱۷) فلسفہ (۱۸) تکسیر (۱۹) ہیأۃ (۲۰) حساب (۲۱) ہندسہ (۲۲) قرأۃ (۲۳) تجوید (۲۴) تصوف (۲۵) سلوک (۲۶) اخلاق (۲۷) اسماء الرجال (۲۸) سیر (۲۹) تاریخ (۳۰) لغت (۳۱) ادب ، (۳۲) ارثماطیقی (۳۳) جبرومقابلہ (۳۴) حساب سیتینی (۳۵) لوگارثمات (۳۶) توقیت (۳۷) مناظرومرایا (۳۸) اکر (۳۹) زیجات (۴۰) مثلث کروی (۴۱) مثلث مسطح (۴۲) ہیأۃ جدیدہ (۴۳) مربعات (۴۴) جفر (۴۵) زائرچہ ۔

مندرجہ بالا علوم کے علاوہ علم الفرائض ، عروض وقوافی ، نجوم ، اوفاق ، فن تاریخ (اعداد) نظم ونثر فارسی ، نثرو نظم ہندی خط نسخ اور خط نستعلیق وغیرہ میں بھی کمال حاصل کیا ۔ اس طرح آپ نے جن علوم وفنون پر دسترس حاصل کی ان کی تعداد ۵۴ سے متجاوز ہوجاتی ہے ۔ ہمارے خیال میں عالم اسلام میں مشکل ہی سے کوئی ایسا عالم نظر آئے گا جو اس قدر علوم وفنون پر دستگاہ رکھتا ہو ۔[2]

تھی جو شب کو عطائے رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے ملا تھا یہ قصیدہ آج تک مشائخ کے وردمیں ہے جس کے بیشمار فوائد ہیں ، آپ کا وصال ۶۹۴ھ ۱۲۹۶ء میں ہوا ۔

[1] حاشیہ تذکرۂ نوری ص ۴۰

[2] فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں ص ۶۸ ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تجلیات حرمین شریفین

آپ پہلی بار ۱۲۹۵ھ ۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد مولینا نقی علی خاں کی معیت میں زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لے گئے۔ اس سفر مبارک میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ روانگی کے وقت ایک نظم تحریر فرمائی جو واردات وکیفیات قلبیہ کی آئینہ دار ہے اور جس کے حرف حرف سے بوئے محبت پھوٹ رہی ہے اس نظم کا مطلع ہے۔ ع

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

اس سفر مقدس میں حرمین شریفین کے اکابر علماء مثلاً مفتی شافعیہ احمد دحلان م ۱۲۹۹ھ ۱۸۸۱ء اور مفتی حنفیہ شیخ عبدالرحمن سراج م ۱۳۰۱ھ ۱۸۸۳ھ وغیرہم سے حدیث، تفسیر، فقہ اور اصولِ فقہ میں سندیں حاصل کیں اور اسی سفر مبارک میں حرم شریف میں نماز مغرب کے بعد ایک اور امام شافعیہ شیخ حسین بن صالح م ۱۳۰۲ھ ۱۸۸۴ء بغیر کسی سابقہ تعارف کے آگے بڑھ کر فاضل بریلوی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ گھر لے گئے فرطِ محبت سے دیر تک آپ کی نورانی پیشانی دیکھتے رہے اور جوش عقیدت میں فرمایا۔

انی لاجد نور اللہ فی ھذا الجبین۔ یعنی بیشک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور محسوس کر رہا ہوں شیخ حسین بن صالح موصوف نے آپ کو صحاح ستہ کی سند اور سلسلۂ عالیہ قادریہ کی اجازت اپنے دستخط خاص سے عنایت فرمائی اور آپ کا نام ضیاء الدین احمد رکھا۔

دوسری بار ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء میں آپ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین کے لئے گئے۔ اس موقع پر بھی ایک نظم لکھی تھی جسکا مطلع یہ ہے۔ ع

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار جان فلاح وظفر کی ہے

اس مبارک سفر میں علمائے حجاز نے آپ کی بڑی قدر ومنزلت کی جس کا بخوبی اندازہ آپ کی شہرۂ آفاق کتاب حسام الحرمین الدولۃ المکیہ اور کفل الفقیہ الفاہم وغیرہ کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔

مولینا حامد رضا خاں قدس سرہٗ اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھے۔ انہوں الاجازات المتینہ کے مقدمے میں لکھا ہے کہ اجازت طلبی کے لئے سب سے پہلے مولانا سید عبدالحی مکی تشریف لائے، ان کے ہمراہ ایک جوان صالح شیخ حسین جمال بن عبدالرحیم بھی تھے دونوں حضرات کو سندات اجازت مرحمت فرمائی، ان کے بعد مولانا شیخ صالح کمال اور بعض دوسرے اہل علم آئے اور اجازت سے مشرف ہوئے۔ یہاں تک کہ علماء کا آپ کے پاس ہجوم رہتا تھا۔ ملاقات وزیارت کرنے والوں کی بھیڑ بارہ بجے رات سے پہلے ہٹنے کا نام نہ لیتی تھی۔ یہاں تک کہ اگر کسی کو تنہائی میں اعلیحضرت قدس سرہٗ سے ملنا ہوتا تو وہ آدھی رات کے بعد ہی مل سکتا تھا آپ کے ساتھ خلوص وعقیدت میں مدینہ طیبہ کے حضرات کرام نے باشندگانِ مکہ معظمہ سے زیادہ حصہ لیا اور آپ نے کثیر علمائے کرام کو سندیں اور اجازتیں اور خلافتیں دیں۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

وہابی تحریک کا ہولناک فتنہ

وہابی اور اس کے خطرناک تحریک کی ایک ہلکی روئداد ضروری ہے تاکہ قارئین کو سمجھنے میں آسانی ہو کہ یہ فتنہ جس کی نشاندہی مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی ہے فرماتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی یَمَنِنَا قَالُوْا وَفِی نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی یَمَنِنَا قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِی نَجْدِنَا فَاَظُنُّہٗ قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ ھُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ۔ یعنی اے اللہ! تو ہماری خاطر ہمارے ملک شام اور یمن میں برکت عطا فرما (حاضرین مجلس میں سے) کچھ حضرات نے گذارش کی حضور اور یہ دعا بھی کر دیں کہ اے اللہ تو برکت عطا فرما ہمارے ملک نجد میں (سرکار مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی گذارش قبول نہ فرمائی اور پھر دوبارہ شام و یمن کے لئے) دعا کی اے اللہ تو ہماری خاطر ہمارے شام میں برکت دے۔ اے اللہ! تو ہماری خاطر ہمارے یمن میں برکت دے (ان حضرات نے پھر عرض کی یارسول اللہ! اور یہ بھی دعا کریں کہ اے اللہ! تو برکت دے) ہمارے نجد میں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ سرزمین نجد کی نحوست آشکارا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ھُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ۔ یعنی سرزمین نجد میں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطان کی جماعت پیدا ہوگی چنانچہ مخبر غیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ خبر بارہ سو برس کے بعد محمد بن عبدالوہاب کی صورت میں ظاہر ہوئی۔

یہ تحریک رئیس الخوارج محمد بن عبدالوہاب نجدی سے منسوب ہے، اس نے تمام اہل اسلام کو کھلم کھلا کافر و مشرک بنایا حرمین شریفین پر حملہ کیا اور گستاخی و بے ادبی، شرارت و ظلم اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا۔ ساری دنیائے اہلسنت و جماعت کے لئے فتنہ اور وبال عظیم ثابت ہوا، ہزاروں علماء نے اس کے خلاف جہاد بالسیف والقلم کیا کتابیں اور مضامین لکھے اور اس کی کتاب التوحید کا رد کیا جن میں چند کتابوں کے نام یہ ہیں۔

① سید محمد امین بن عمر معروف بہ ابن عابدین نے درمختار کی شرح ردالمحتار کی تیسری جلد باب البغات میں لکھا؛ جیسا کہ ہمارے زمانہ میں پیش آیا کہ نجد سے عبدالوہاب کے پیروان نکلے اور انہوں نے حرمین پر قبضہ کیا وہ اپنے کو اگرچہ حنبلی کہتے ہیں لیکن ان کا عقیدہ ہے کہ مسلمان صرف وہی ہیں، جو بھی ان کے عقائد کے خلاف ہو وہ مشرک ہے بنا بریں انہوں نے اہل سنت کو اور ان کے علماء کو قتل کرنا مباح قرار دیا۔ تاکہ اں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت اور طاقت توڑی ۱۲۳۳ھ میں مسلمان افواج کو ان پر فتح دی اور ان کا وطن برباد کیا۔

② ذی الحجہ ۱۲۲۰ھ میں نجدیوں نے اچانک طائف پر حملہ کیا۔ خلق خدا کو قتل کیا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد گرائی اور پھر محمد بن عبدالوہاب کا ایک مختصر رسالہ مکہ معظمہ ارسال کیا۔ یہ رسالہ جمعہ، محرم ۱۲۲۱ھ کو چاشت کے وقت مکہ مکرمہ پہنچا، اسی وقت مکہ مکرمہ کے مدیر نے (ترکی فوجی افسر ہوا کرتا تھا) مکہ مکرمہ میں موجودہ تمام علماء کرام کو حرم شریف میں جمع کیا اور احمد بن یونس الباقی علوی کو مقرر کیا کہ علماء کرام کا جواب تحریر کریں چنانچہ بیت اللہ شریف کے مبارک دروازہ کے سامنے اجتماع ہوا۔ اور نجدی رسالہ کا کچھ حصہ پڑھا جاتا تھا اور پھر اس کا جواب لکھوایا جاتا تھا عصر کی اذان تک اس سے فارغ ہوتے۔ زیادہ تر جوابات شیخ عمر عبدالرسول اور عقیل بن یحییٰ علوی نے لکھوائے ہیں اور کچھ جوابات شیخ عبدالملک اور حسین مغربی کے ہیں۔ محمد بن عبدالوہاب کا یہ مختصر رسالہ ہندوستان بھی پہنچا۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی حیات میں دہلی پہنچا اور مولانا اسمٰعیل دہلوی نے جزوی ردوبدل کے ساتھ تقویۃ الایمان کے نام سے مشہور کیا۔

③ علامہ شیخ سلیمان بن عبدالوہاب نجدی برادر محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اپنے بھائی کے مسلک کے رد میں "الصَّوَاعِقُ الْاِلٰهِيَّةُ فِي الرَّدِّ عَلَى الْوَهَّابِيَّةِ" علمی رسالہ ان کی دعوت کے آٹھویں سال لکھا

④ علامہ ابو حامد بن مرزوق نے اَلتَّوَسُّلُ بِالنَّبِيِّ وَجَهَلَةُ الْوَهَّابِيِّيْنَ لکھی ہے۔ نیز علامہ ابن مرزوق نے ان علماء کرام کا ذکر کیا ہے یا ان کی کتابوں کے نام لکھے ہیں جنہوں نے محمد بن عبدالوہاب کا رد کیا ہے جن کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

① علامہ محمد بن سلیمان کردی شافعی، یہ محمد بن عبدالوہاب کے استاذ ہیں۔ انہوں نے محمد بن عبدالوہاب کے بھائی علامہ سلیمان بن عبدالوہاب کی کتاب اَلصَّوَاعِقُ الْاِلٰهِيَّة پر کئی اوراق کی تقریظ لکھی ہے ② علامہ عفیف الدین عبداللہ بن داؤد حنبلی نے رسالہ "اَلصَّوَاعِقُ وَالرُّعُود" لکھا اور اس کا خلاصہ لکھا ④ علامہ محمد بن عبدالرحمٰن بن عفالق حنبلی نے رسالہ "تَهَكُّمُ الْمُقَلِّدِيْنَ بِمَنِ ادَّعٰى تَجْدِيْدَ الدِّيْن" لکھا اور چند سوالات کے ساتھ یہ رسالہ محمد بن عبدالوہاب کو بھیجا وہ جواب سے قاصر رہا۔ ⑤ علامہ عطاء مکہ مکرمہ کے علماء کرام میں سے ہیں انہوں نے رسالہ "اَلصَّارِمُ الْهِنْدِيُّ عَلٰى عُنُقِ النَّجْدِيِّ" لکھا۔ ⑥ بیت المقدس کے عالم نے رسالہ السُّیُوْفُ الصِّقَلَه لکھا ⑦ علامہ سید علوی بن الحداد نے رسالہ "اَلسَّيْفُ الْبَاتِرُ لِعُنُقِ الْمُنْكِرِ عَلَى الْاَكَابِرِ" لکھا پھر دوسرا رسالہ "مِصْبَاحُ الْاَنَامِ وَجِلَاءُ الظَّلَامِ" لکھا۔ ⑧ علامہ عبداللہ بن ابراہیم میرغنی نے رسالہ تَحْرِيْضُ الْاَغْبِيَاء لکھا۔ ⑨ علامہ سید عبدالرحمٰن احساء کے مشہور عالم ہیں انہوں نے ۷۰ اشعار کا قصیدہ قافیہ محمد بن عبدالوہاب کے رد میں لکھا۔ ⑩ علامہ احمد بن علی قبانی بصری شافعی نے ایک رسالہ لکھا ⑪ علامہ عبداللہ بن عیسٰی المویسی نے رسالہ لکھا ⑫ علامہ عبدالوہاب بن برکات شافعی نے ایک رسالہ لکھا ⑬ شیخ احمد مصری احسائی نے رسالہ لکھا ⑭ شیخ محمد صالح زمزمی شافعی نے رسالہ لکھا ⑮ علامہ طاہر سنبل حنفی نے کتاب الانتصار للأولیاء الابرار لکھی ⑯ محدث شہیر علامہ صالح الفلانی اپنے وطن سے حرمین شریفین ایک کتاب لائے۔ اس میں چاروں مذاہب کے علماء کی تحریریں محمد بن عبدالوہاب کے رد میں تھیں۔ ⑰ شیخ محمد بن احمد بن عبداللطیف احسائی نے رسالہ لکھا۔ ⑱ تونس کے شیخ الاسلام علامہ اسماعیل تمیمی مالکی نے رسالہ لکھا ⑲ علامہ محقق صالح الکواش تونسی نے رسالہ لکھا ⑳ علامہ محقق سید داؤد بغدادی حنفی نے رسالہ لکھا ㉑ محمد بن عبدالوہاب نے ایک جماعت سے کہا کہ اپنے سر کے بال منڈوالو، جماعت نے انکار کیا محمد بن عبدالوہاب نے ان سب کے سر قلم کرادئے۔ اس جور وستم کو دیکھ کر سید منعمی نے محمد بن عبدالوہاب کے رد میں ایک قصیدہ دالیہ کہا اس کا پہلا شعر یہ ہے۔

اَفِيْ حَلْقِ رَاْسِيْ بِالسَّكَاكِيْنِ وَالْحَلْقِ ... حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ بِالْاَسَانِيْدِ عَنْ جَدِّيْ

کیا میرا سر چھریوں سے مونڈنے اور حد جاری کرنے کی کوئی صحیح حدیث میرے نانا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہے۔

㉒ سید مصطفٰے مصری بولاقی نے ۱۲۶ اشعار کا قصیدہ محمد بن عبدالوہاب کے رد میں لکھا ㉓ علامہ سمنودی نے دو جلد میں کتاب سعادۃ الدارین لکھی ㉔ علامہ سید احمد زینی دحلان شافعی مفتی مکہ مکرمہ نے رسالہ الدرر السنیہ لکھا۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

(۲۵) علامہ یوسف نبہانی نے کتاب "شَوَاھِدُ الحقِ فی التوسّل بسیّدِ الخلق" لکھی (۲۶) جمیل صدقی زہاوی بغدادی نے رسالہ "الفجرُ الصَّادِق"، لکھا (۲۷) شیخ مہدی مفتی فاس مراکش نے مسئلہ توسل میں رد لکھا (۲۸) شیخ مصطفےٰ حمامی مصری نے رسالہ "غوثُ العِبَاد" لکھا۔ (۲۹) شیخ ابراہیم حلمی قادری اسکندرانی نے رسالہ جلال الحق فی کشف احوالِ شرارِ الخلق" لکھا (۳۰) علامہ سید الخرامی نے رسالہ البراھینُ السّاطِعَة لکھا (۳۱) علامہ حسن شطی حنبلی دمشقی نے رسالہ النقولُ الشرعیّة فی الردِّ علی الوھابیۃ لکھا۔ (۳۲) علامہ اجل شیخ محمد حسنین مخلوف نے رسالہ التوسّل بالانبیاءِ والاولیاء لکھا۔ (۳۳) شیخ حسن خزبک نے رسالہ المقالات الوفیۃ فی الردِّ علی الوھابیۃ لکھا۔ (۳۴) علامہ اجل شیخ یوسف الدّجوی شافعی نے مجلۃ الازھر میں تین مقالے لکھے [1]

(۵) علامہ عبدالحفیظ بن عثمان قادری طائفی نے "جلاء القلوب وکشف الکروب"، میں لکھا ہے کہ یمن اور مکہ مکرمہ کے علماء اعلام نے استغاثہ کے جواز میں کئی رسالے لکھے ہیں کیونکہ ان کا پالا غبی اور جاہل محمد بن عبدالوہاب سے بڑا ہے۔

(۶) انور شاہ کشمیری نے فیض الباری میں لکھا کہ لیکن محمد بن عبدالوہاب نجدی بے وقوف اور کم علم شخص تھا کافر کہنے کے حکم میں استعجاب کرتا تھا۔ کفر سازی کی وادی میں اس شخص کو قدم رکھنا چاہیئے جس کی چاروں طرف نظر ہو، اچھا سمجھدار ہو اور کفر کے اسباب اور وجوہ سے پوری طرح باخبر ہو [2] یہ ایک ناتمام خاکہ پیش کیا گیا ہے کہ رسوائے زمانہ کتاب التوحید نے عالم اسلام میں کتنا عظیم زہر پھیلایا جس کا فتنہ ہندوستان میں اسماعیل دہلوی کے ذریعہ پھیلا اور بے شمار کتابیں تقویۃ الایمان کے رد میں لکھی گئی۔

شاہ اسماعیل نے ہندوستان میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کی وہابیت کو اس کتاب کے ذریعے فروغ دیا۔ اور اپنی دعوت کو جب عام کرنے کی کوشش کی تو صوفیاء مشائخ کرام نے بھی اس کی زبردست مزاحمت کی چنانچہ حضرت شاہ محمد مظہری نقشبندی مجددی صاحب مدنی نے اپنے والد گرامی حضرت شاہ احمد سعید نقشبندی مجددی دہلوی قدس سرہما کے بارے میں صراحت کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کسی شخص کا تذکرہ برائی کے ساتھ نہ کرتے تھے مگر فرقہ ضالہ وہابیہ کا مقصد یہ ہوتا کہ لوگوں کو ان کے افعال واقوال کی برائیوں سے ڈرائیں۔ حضرت شاہ احمد سعید صاحب فرمایا کرتے کہ وہابیوں کی صحبت کا معمولی اثر یہ ہوتا ہے کہ محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو دین کا ایک رکن اعظم ہے وہ لحہ بہ لحہ کم ہو جاتی ہے یہاں تک کہ صرف نام ونشان باقی رہ جاتا ہے جب معمولی ضرر کا یہ حال ہے تو بڑے نقصان کا کیا حال ہوگا۔ لہذا ان کی صحبت سے بچو، ضرور بچو بلکہ ان کی صورت تک دیکھنے سے ضرور بالضرور اجتناب و احتراز کرو [3]

---

[1] مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۳۲ ، ۳۴ [2] امام احمد رضا رد بدعات ومنکرات ص ۲۶۲ ، ۲۶۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

صرف یہی نہیں بلکہ دلی کی جامع مسجد (۱۲۴۰ھ) میں اسماعیل دہلوی سے مناظرہ ہوا جس میں تمام علماء دہلی اس کے خلاف تھے سیکڑوں کتابیں اس کے رد میں لکھی گئی جس میں چند کے اسماء یہ ہیں۔

① حضرت شاہ مخصوص اللہ بن شاہ رفیع الدین دہلوی محدث دہلوی نے تقویۃ الایمان کے رد میں معید الایمان لکھا۔ اور فرماتے ہیں کہ تقویۃ الایمان، میں نے اسکا نام تفویۃ الایمان فا کے ساتھ رکھا ہے۔ اس کے رد میں رسالہ جو میں نے لکھا ہے اس کا نام معید الایمان رکھا ہے۔ اسماعیل کا رسالہ ہمارے خاندان کے کیا تمام انبیاء اور رسولوں کی توحید کے خلاف ہے۔

② قائد تحریک آزادی مولانا شاہ فضل حق خیرآبادی نے تحقیق الفتویٰ فی ابطالِ الطغویٰ لکھی جو اپنے موضوع پر لاجواب ہے جس کے آخر میں وہابیوں، دیوبندیوں، نیچریوں ندویوں، مودودیوں کے پیشوائے کبیر مولانا اسمٰعیل دہلوی کو کافر، مرتد، بے دین قرار دیتے ہوئے ۱۸ رمضان ۱۲۴۰ھ مطابق ۵ مئی ۱۸۲۵ء کو یہ فتویٰ صادر کیا۔

③ مولانا منورالدین دہلوی تلمیذ رشید شاہ عبدالعزیز دہلوی آپ نے متعدد کتابیں تقویۃ الایمان اور جلاء العینین کے رد میں لکھی۔

④ علامہ شاہ فضل رسول بدایونی نے سوط الرحمٰن علی قرنِ الشیٰطین اور سیف الجبار ان دونوں کتابوں میں آپنے وہابیوں کی مکاریوں اسماعیل دہلوی و سید احمد رائے بریلوی کی چال بازیوں کو بے نقاب فرمایا ہے جو ۱۲۶۵ھ ۱۸۴۸ء کی تصنیف ہے۔

⑤ مولانا خیرالدین والد ماجد ابوالکلام آزاد۔ آپ نے "نجم الرجم الشیاطین" دس جلدوں میں لکھی اور ہر جلد بہت ضخیم ہے۔ جس کا مقدمہ ہی پورے ایک ضخیم جلد میں پھیلا ہوا ہے۔ ابوالکلام آزاد خود ہی کہتے ہیں کہ جہاں تک مجھے خیال ہے وہ (مولانا خیرالدین) وہابیوں کے کفر یہ وثوق کے ساتھ یقین رکھتے تھے کہ انہوں نے بارہا فتویٰ دیا کہ وہابیہ یا وہابی کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ کسی حنفی کے لئے کسوٹی یہ تھی کہ اس سے سید احمد صاحب رائے بریلوی۔ مولانا اسمٰعیل شہید، مولانا اسحاق اور تقویۃ الایمان، مائۃ مسائل، اربعین کی نسبت (والد مرحوم) سوال کرتے اگر وہ شخص بدقسمتی سے ان بزرگوں اور کتابوں کے خلاف عقیدہ ظاہر کرنے میں ذرا بھی تامل کرتا تو بس یہ وہابیت کا قطعی ثبوت ہوتا علاوہ بریں اور جزئیات جن پر ان کا اصرار تھا ان کے انکار کو بھی وہابیت قرار دیتے تھے[1]

⑥ شاہ مخلص الرحمٰن چاٹگامی نے شرح الصدور نامی ایک کتاب فارسی میں لکھا ہے جسکا خلاصہ اردو میں شائع ہو چکا یہ تقویۃ الایمان کا بہترین رد ہے۔

⑦ مولانا محمد موسیٰ بن شاہ رفیع الدین دہلوی نے "حجۃ العمل فی اثباتِ الحیل" تحریر فرمائی۔

---

[1] آزاد کی کہانی ص ۱۶۵

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

امام احمد رضا فاضل بریلوی نے انہیں علمائے اہلسنت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی تحریری قوت سے ان منتشر قوتوں کو اکھٹا کیا اور زندگی کی آخری سانس تک اس کے خلاف برسرِپیکار رہے — چنانچہ عقائد باطلہ کی جن کتابوں پر سیکڑوں علماء اہلسنت نے رد لکھا آپ نے ایک عظیم کارنامہ یہ انجام دیا کہ ان تمام عبارت قبیحہ کو جمع فرمایا اور حضرت شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ کی تصنیف المعتقد المنتقد پر تعلیقات و حواشی کا اضافہ فرمایا اور ان کے مجموعہ کا نام المعتمد المستند رکھا۔ اسی زمانے میں ان تعلیقات کا خلاصہ علمائے حجاز کی خدمت میں تصدیقات کے لئے پیش کیا۔ چنانچہ حرمین شریفین کے ۳۴ علماء و فضلاء نے اس کو اپنی تقریظات اور تصدیقات سے مزین فرمایا اور ان تقاریظ و تصدیقات کو مرتب فرما کر حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین نام رکھا۔ حسام الحرمین کے بنیادی مباحث یہ تھے۔ الف — انجاس قادیانی۔

(۱) انبیاء علیہم السلام کی تکذیب اور اپنی نبوت اور رسالت کا دعویٰ کرنے والے۔

ب — ارجاس شیطانی

(۲) شیطان کی وسعت علم کو نص سے ثابت ماننے والے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسعت علم کا انکار کرنے والے۔

ج — تکذیب رحمانی

(۳) خداوند تعالےٰ کے لئے جھوٹ کو ممکن پھر واقع ماننے والے۔

د — بنوت والے۔

(۴) یہ عقیدہ رکھنے والے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انبیاء کا مبعوث ہونا مستبعد نہیں۔

ہ — جنون سگانی

(۵) انحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کو بچوں، پاگلوں اور جانوروں سے مماثل قرار دینے والے۔

حالانکہ یہ وہ مباحث ہیں جن پر عالم اسلام کے سیکڑوں بلکہ ہزاروں علماء نے گرفت فرمائی ہے۔ اور اس کی تکفیر صرف آپ ہی نے نہیں فرمائی بلکہ پشاور سے لے کر بنگال تک کے دوسو اڑسٹھ ۲۶۸ علماء اہلسنت و مشائخ کرام نے اپنی مبارک تصدیقات سے اس کی تائید و توثیق کی اور اس کا مجموعہ "الصوارم الہندیہ" کے نام سے شائع ہوا۔ اور علم غیب پر بے مثال رسالہ "الدولۃ المکیہ" صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے میں تصنیف فرمایا اور علماء حرمین شریفین کے ۱۸ علماء و مشائخ نے اس پر دستخط ثبت فرمائے۔ تاریخ کو غلط ڈھنگ سے پیش کرنے والوں کا آج کل یہ شیوہ ہو چلا ہے کہ دوسرے ہزاروں علماء اہلسنت کا نام چھوڑ کر صرف فاضل بریلوی کا نام لیکر مسلمانوں کو بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں کہ انہوں نے تکفیر کا بیڑہ اٹھایا اور وہابیوں کے خلاف ہندوستان میں اتنی شورش پیدا کی تاریخ کی گردن مروڑنے والے ان خود ساختہ توحید پرستوں سے کوئی پوچھے کہ اسمٰعیل دہلوی کے وقت میں بھی ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے سیکڑوں ہزاروں علماء اہل سنت جنہوں نے اس کی بیخ کنی کی انہیں جانے دو صرف یہ بتاؤ کہ ۱۲۴۰ھ میں مناظرہ جامع مسجد دہلی میں جو علماء اسلام شاہ اسمٰعیل اور مولوی عبدالحیٔ کے خلاف

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

صف آرا تھے اس وقت مولانا احمد رضا خاں بریلوی بھی ان علماء میں شامل تھے، انہوں نے ہی مناظرہ کرایا تھا، اور وہ سارے علماء بریلی کے کس محلہ کے رہنے والے تھے؟ —— حقیقت تو یہ ہے کہ سب سے زیادہ اس میدان میں شاہ ولی اللہ دہلوی کے خانوادے کے علماء نے بھرپور مقابلہ کیا جس میں شاہ مخصوص اللہ دہلوی و شاہ محمد موسیٰ بن شاہ عبدالقادر دہلوی وغیرہ کے نام سرفہرست ہیں۔

تفسیر و ترجمہ قرآن

آپ نے عشق و محبت کی زبان میں قرآن حکیم کا ایک فقید المثال ترجمہ کیا ہے، جو علمی ادبی اعتقادی ہر حیثیت سے معیاری ہے اور قرآن مجید کی حقیقی جھلک کا آئینہ دار ہے۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (مصنف بہار شریعت) کے شدید اصرار پر ۱۳۳۰ھ ۱۹۱۱ء میں یہ ترجمہ مکمل ہوا جسکا نام کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن رکھا گیا۔ کتب تفسیر و لغت وغیرہ بغیر دیکھے آپ زبانی فی البدیہہ برجستہ بولتے جاتے اور حضرت صدر الشریعہ اسے لکھتے جاتے، بعد میں جب حضرت صدر الشریعہ و دیگر علماء کرام اس ترجمہ کا کتب تفاسیر و لغت سے تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر دنگ رہ جاتے کہ یہ فی البدیہہ ترجمہ تفاسیر معتبرہ کے بالکل مطابق اور ان کا ترجمان ہے پھر اس پر آپکے خلیفہ صدر الافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ نے خزائن العرفان فی تفسیر القرآن کے عنوان سے تفسیر و حواشی لکھے[1]

ذیل میں چند آیات کے تراجم بطور تقابل پیش کر رہا ہوں تفصیل کے لئے توضیح البیان و محاسن کنزالایمان کا مطالعہ کریں۔

(۱) ومکروا ومکرنا مکرا پ ۱۹ ع ۶ سورہ نمل

● اور انہوں نے بنایا ایک فریب اور ہم نے بنایا ایک فریب۔ محمود الحسن ● غرض وہ ایک داؤ چلے اور ہم بھی ایک داؤ چلے۔ ڈپٹی نذیر احمد ● اور یہ چال تو وہ چلے اور پھر ایک چال ہم نے چلی۔ مودودی ● اور وہ ایک چال چلے اور ہم نے بھی ایک چال چلے۔ فتح احمد ● اور انہوں نے کیا ایک مکر اور ہم نے بھی۔ محمد دہلوی غیر مقلد ● اور انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی۔ اعلیٰحضرت

مذکورہ بالا تراجم پر غور فرمائیں اور بغور پڑھیں کہ تمام لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی پاک ذات پر مکر، فریب، داؤ اور چال جیسے بازاری الفاظ استعمال کیا جس کو پڑھ کر ہر انصاف پسند ذہن میں ایک سوال ابھرتا ہے کہ ان تمام مترجمین نے صرف لغت کے معانی کا اعتبار کر کے ذات باری پر کیسے رکیک حملے کئے اور ان الفاظ نے ذات باری کے تقدس کو مجروح و پامال کیا۔ اس کے برخلاف امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ کا ترجمہ آپ پڑھیں گے تو ان تمام شکوک و شبہات کو آپ نے ترجمے ہی میں حل فرما دیا اور ذات باری کے تقدس کو بھی برقرار رکھا اور فرمایا کہ انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی[2] سبحان اللہ

---

[1] سوانح اعلیٰ حضرت

[2] کنزالایمان اردو تراجم کی جان

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

② اَللّٰہُ یَستَھزِیُٔ بِھِم (سورہ بقر پ ۱)

● تم میرے بندوں سے ہنسی کرتے ہو ان کی طرف سے میں تمہارے ساتھ ہنسی کرتا ہوں (اشرف علی) ● اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے (محمود الحسن) ● اللہ جل شانہ ان سے دل لگی کرتا ہے (نواب وحید الزماں) ● اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے۔ (سرسید) ● اللہ ان کو بناتا ہے۔ (ڈپٹی نذیر احمد) ● اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے (مودودی) ● اللہ تعالے بھی ان سے مذاق کرتا ہے۔ (مولوی محمد دہلوی غیر مقلد) ● اللہ ہنسی اڑاتا ہے ان کی۔ (مرزا حیرت دہلوی) ● ان منافقوں سے خدا ہنسی کرتا ہے۔ (فتح محمد جالندھری) ● اللہ ان سے استہزا فرماتا ہے (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) (اعلیٰ حضرت)[1]

اس مقام پر بھی امام احمد رضا قدس سرہٗ کو چھوڑ کر جملہ مترجمین نے صرف لغت ہی کا سہارا لیا ہے اور لغت کے چکر میں پڑ کر قرآن کی ایسی ترجمانی کی کہ ٹھٹھا کرنا، دل لگی کرنا، مذاق اور ہنسی جیسے عیوب قبیحہ کو رب تعالے کے لئے ثابت کیا جو شان باری تعالے کے بالکل خلاف ہے مگر قربان جایئے اپنے شیخ طریقت کی قرآن دانی پر کہ خود ہی فرماتے ہیں۔

قرآن سے میں نے لغت گوئی سیکھی   یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

③ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى۔

● اور اللہ تعالے نے آپ کو شریعت سے بے خبر پایا سو آپ کو شریعت کا راستہ تبلادیا۔ (اشرف علی) ● اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی (محمود الحسن) ● اور راستے سے ناواقف دیکھا تو سیدھا راستہ دکھایا (فتح محمد جالندھری) ● اور تم کو دیکھا کہ راہ حق کی تلاش میں بھٹکتے پھر رہے ہو تو تم کو دین کا سیدھا راستہ تبلادیا۔ (ڈپٹی نذیر احمد) ● اور تمہیں گم کردہ راہ پایا تو تمہیں ہدایت کی (مرزا حیرت دہلوی) ● اور آپ کو بے خبر پایا سو رستہ بتادیا (عبدالماجد دریا دی) ● اور تمہیں ناواقف راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی (مودودی) ● اور تجھے راہ بھولا پاکر ہدایت دی (مولوی محمد غیر مقلد) ● اور تمہیں بے خبر پایا تو رہنمائی کی (ثناء اللہ غیر مقلد) ● اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ (اعلیٰ حضرت)[2]

دیکھا آپ نے کیسے کیسے الفاظ قرآن کریم کے مترجمین نے ادا کئے۔ جہاں ایک انجان و اسلامی عقائد کی معلومات نہ رکھنے والا الٹے پاؤں پھر جائے گا اور کہیگا کہ جب اسلام کے پیغمبر شریعت جانتے ہی نہیں ہیں اور یہاں پر بھی (معاذ اللہ) تاریکی ہی ہے تو پھر ان سے ہدایت کس طرح لی جائے، مگر قربان جایئے اپنے امام شریعت و طریقت کی قرآن دانی اور اللہ و رسول کی جناب میں ان کے حسنِ ادب پر کہ کتنا عشق و محبت سے بھرا ہوا جملہ فرمایا کہ تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ سبحان اللہ سبحان اللہ اور یہ کوئی مبالغہ نہیں بلکہ آپ کی قرآن دانی کو اپنے تو اپنے غیروں نے بھی تسلیم کیا ہے اور اس کا برملا اعتراف کیا ہے کہ ہندو پاک میں آپ جیسا قرآنی مفہوم کو ادا کرنے والا ہم نے کسی بھی

---

[1] کنزالایمان اردو تراجم کی جان

[2]

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مکتبۂ فکر کے علماء کو نہیں دیکھا چنانچہ ایک غیر مقلد اس طرح اعتراف کرتے ہیں" میں نہایت وضاحت کے ساتھ یہ کہونگا کہ الٓمٓ ؕ سے لے کر والناسِ ؕ تک ہم نے کنزالایمان میں نہ تو کوئی تحریف پائی ہے اور نہ ہی ترجمہ میں کسی قسم کی غلط بیانی کو پایا ہے نہ ہی کسی بدعت اور شرک کے کرنے کا جواز پایا ہے بلکہ یہ ایک ایسا ترجمۂ قرآن مجید ہے کہ جس میں پہلی بار اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جب ذات باری تعالےٰ کے لئے بیان کی جانے والی آیتوں کا ترجمہ کیا گیا ہے تو بوقتِ ترجمہ اس کی جلالت، علوت، تقدس وعظمت وکبریائی کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ جبکہ دیگر تراجم خواہ وہ اہل حدیث سمیت کسی بھی مکتب فکر کے علماء کے ہوں ان میں یہ بات نظر نہیں آتی ہے، اسی طرح وہ آئتیں جن کا تعلق محبوب خدا، شفیع روز جزاء، سید الاولین والآخرین، امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے یا جن میں آپ سے خطاب کیا گیا ہے تو بوقت ترجمۂ جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہاں پر بھی اوروں کی طرح صرف لفظی اور لغوی ترجمہ سے کام نہیں چلایا ہے بلکہ صاحب مَا یَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی اور وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ؕ کے مقام عالی شان کو ہر جگہ ملحوظ خاطر رکھا ہے، یہ ایک ایسی خوبی ہے جو دیگر تراجم میں بالکل ہی ناپید ہے"۔[1] اور اتنا ہی نہیں بلکہ اس کے تمام خوبیوں کو شمار کرنے کے بعد آخر میں کہتے ہیں۔" ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے ترجمے میں وہ چیزیں پیش کی ہیں جس کی نظیر علمائے اہل حدیث کے ہاں بھی نہیں ملتی ہے۔ کنزالایمان واقعی ایک ایسا ترجمہ قرآن مجید ہے جو کہ ہر ایک متبع رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو پڑھنا چاہیئے میں یہ بات برملا کہوں گا کہ کنزالایمان کا مطالعہ ہر اس شخص کے لئے مفید ہے جو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح معنوی میں اطاعت گزار ہے"[2] حق وہ جس کا اعتراف غیر بھی کرے آپ کا ترجمۂ کلام پاک ہر اعتبار سے اس قابل ہے کہ اس کو اپنایا جائے اس لئے کہ سلاست، اسلوب تحریر۔ اور ادب الوہیت اور ادب رسالت کا دامن کہیں سے بھی علیحدہ نہیں ملتا۔ چنانچہ پروفیسر مجید اللہ صاحب قادری اس کی خوبیوں کو گنتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ" یقین جانئے کہ اگر ان پہلوؤں پر تعصب وحسد کی آگ سے علیحدہ ہو کر غور کیا جائے تو ہر بالغ وعاقل انصاف پسند یہ پکار اٹھے گا کہ واللہ اس سے بڑھ کر اردو زبان کی دنیا میں کوئی مترجم بھی آج تک اس معیار کا ترجمہ نہ کر سکا"۔[3]

اور جناب پرفیسر امتیاز سعید احمد صاحب قبلہ فرماتے ہیں۔ مختصر یہ کہ مولانا احمد رضا خاں کا ترجمہ قرآن کنزالایمان تمام اردو تراجم میں ایک منفرد و ممتاز حیثیت رکھتا ہے اور اس کے مطالعہ سے حب الٰہی اور عشق رسول کے جذبات اجاگر ہوتے ہیں"[4] اور حضرت علامہ پروفیسر مسعود احمد قبلہ مدظلہ العالی آپ کے ترجمہ کلام پاک کی خوبی اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

---

[1] معارف رضا ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی ص ۹۳ ،۹۴
[2] " " " " "
[3] " " " " ۱۹۹۶ء ص ۴۶ "
[4] " " " " " ص ۵۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

"آپ کا دوسرا کارنامہ کنزالایمان کے نام سے قرآن کریم کا ملت اسلامیہ کو ایسا اردو ترجمہ دے دینا ہے جسے اگر ایمانی عینک لگا کر پڑھا جائے تو یقیناً یہی کہنا پڑے گا کہ کلام الٰہی کی ترجمانی کا اردو میں اگر کسی نے حق ادا کیا ہے تو وہ کنزالایمان ہے جو ملت اسلامیہ کو ۱۳۳۰ھ رہ ۱۹۱۱ء میں مرحمت فرمایا گیا تھا" [۱]

اور ماہنامہ الحسنات رام پور میں رقم طراز ہے ۔

فقہ میں جدالممتار اور فتاویٰ رضویہ کے علاوہ ایک اور علمی کارنامہ ترجمہ قرآن مجید ہے جو ۱۳۳۰ھ ۱۹۱۱ء میں "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن" کے نام سے مولوی نعیم الدین مرادآبادی نے تحریر کیا۔ یہ ترجمہ اس حیثیت سے ممتاز نظر آتا ہے کہ جن چند آیات قرآنی کے ترجمے میں ذرا سی بے احتیاطی سے حق جل مجدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بے ادبی کا شائبہ نظر آتا ہے، احمد رضا خاں نے ان کے بارے میں خاص احتیاط برتی ہے [۲]

امام اہل سنت شیخ طریقت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے ترجمۂ قرآن کی خوبیوں کو گناتے ہوئے حضرت علامہ غلام رسول سعیدی استاذ جامعہ نعیمیہ لاہور اس طرح خراج عقیدت پیش کرتے ہیں ۔

اس ترجمہ میں اردو، عربی کے اسلوب میں رنگی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور فصاحت بیان کے آئینہ میں اعجاز قرآن کا عکس نظر آتا ہے، اس ترجمہ میں علم کلام کی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھا کر عبارات کو سلیس فقروں میں رکھ دی ہیں ۔ ذات وصفات، جبر وقدر، اور نبوت ورسالت کے نازک مسائل کو جس عمدگی اور اختصار کے ساتھ ترجمہ کی سحر کاری سے سہل کیا ہے۔ امام رازی اگر اسے دیکھ پاتے تو بے اختیار آفریں کہتے، ابن عطاء جبائی کے سامنے یہ ترجمہ ہوتا تو شاید اعتزال سے توبہ کر لیتا، خامہ تصوف سے جس طرح اعلیٰ حضرت نے آیات کے بطن کو ترجمہ میں ڈھالا ہے۔ غزالی ہوتے تو دیکھ کر وجد کرتے، ابن عربی شاد کام ہوتے اور سہروردی دعائیں دیتے ترجمہ کے ضمن میں جو فقہی نگینے لائے ہیں اگر امام اعظم پر پیش کئے جاتے تو یقیناً مرحبا کہتے، اور اگر ابن عابدین اور سید طحطاوی کے سامنے یہ فقہی آبگینے ہوتے تو اعلیٰ حضرت سے تلمذ کی آرزو کرتے ۔

قرآن مجید کے علوم وفنون اس کی فصاحت وبلاغت اور اس کی تاویل وتفسیر پر جو شخص نگاہ رکھتا ہو وہ جب اس ترجمہ کو پڑھے گا تو یقیناً سوچے گا کہ اگر قرآن مجید اردو میں اترا ہوتا تو یہ عبارت اس کے قریب تر ہوتی اور جو فصاحت زبان سے آشنا ہو اسے کہنا پڑے گا کہ

---

[۱] مقدمہ روحوں کی دنیا ۔ ص ۲۲

[۲] شخصیات نمبر سالنامہ ۱۹۷۹ء

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اس ترجمہ میں زبان وبیان کی بلاغت اعجاز کی سرحدوں کو چھوتی معلوم ہوتی ہے“[۱]

اور علامہ سید ریاست علی قادری کراچی آپ کے ترجمہ قرآن کی خوبیوں کو اس طرح سراہتے ہیں۔

”امام احمد رضا عربی، فارسی اور اردو کے صاحب طرز ادیب تھے اور علم وفضل کے ساتھ معانی قرآن کے نبض شناس بھی، ان کا ترجمہ قرآن مجید کنز الایمان مخصوص خوبیوں کے علاوہ اردو نثر کا ایک عظیم شاہکار ہے یہ ترجمہ آج لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو رہا ہے۔ اس کی مکمل کیسٹ بھی تیار ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں۔ ہندوستان پاکستان اور انگلستان میں اس کے انگریزی ترجمے بھی ہو چکے ہیں امام احمد رضا نے قرآن مجید کا ایسا ترجمہ کیا جو تعظیم و توقیر رسالت کے جذبہ سے بریز ہے“[۲]

فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے قرآن مجید کی کوئی مستقل تفسیر نہیں لکھی اس کی وجہ یہ کہ دیگر ضروری دینی امور ایسے تھے جس پر کام کرنا از حد ضروری تھا۔ مگر بعض اہم تفاسیر پر آپ نے جو محققانہ حواشی قلمبند کئے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فن تفسیر میں بھی آپ یگانۂ روزگار تھے۔ چند حواشی جو آپ نے تحریر فرمائے ہیں وہ اس طرح ہیں۔

① الزلال الانقی عن بحر سفینۃ اتقی عربی ② حاشیہ خازن عربی ③ حاشیہ تفسیر بیضاوی عربی ④ حاشیہ الدر المنثور عربی ⑤ حاشیہ معالم التنزیل عربی ⑥ حاشیہ الاتقان فی علوم القرآن عربی ⑦ حاشیہ عنایت القاضی شرح بیضاوی عربی۔[۳]

محدثانہ مقام

فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا علم حدیث میں مقام بہت ہی بلند وبالا ہے۔ جس کا اعتراف محدثین وقت ومشائخ عصر نے بھی کیا ہے۔

چنانچہ عارف باللہ امام اہل سنت حضرت مولانا مولوی سید پیر مہر علی شاہ صاحب قبلہ گولڑوی رضی اللہ تعالے عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ اعلیٰ حضرت کی زیارت کے لئے بریلی شریف حاضر ہوئے تو اعلیٰ حضرت حدیث پڑھا رہے تھے۔ فرماتے تھے مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اعلیٰحضرت بریلوی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ دیکھ کر آپ کی زیارت شریفہ کے انوار کی روشنی میں حدیث پڑھا رہے ہیں[۴]

آپ کا علم حدیث میں کمال وبلندی حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے۔

”ایک بار میں نے استاذ محترم محدث سورتی علیہ الرحمہ سے دریافت کیا کہ علم حدیث میں

---

[۱] محاسن کنز الایمان ص ۵۴ / ۵۵

[۲] معارف رضا ۸۵ء ص ۱۹۵

[۳] امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں ص ۲۲۔

[۴] امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات ص ۱۳۴۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ان کا (فاضل بریلوی کا) کیا مرتبہ ہے۔ فرمایا "وہ اس وقت امیرالمومنین فی الحدیث ہیں۔ پھر فرمایا صاحبزادے! اس کا مطلب سمجھا؟ یعنی اگر میں اس فن میں عمر بھر ان کا تلمذ کروں تو بھی ان کے پاسنگ کو نہ پہونچوں، میں نے کہا سچ ہے۔ ولی را ولی می شناسد و عالم را عالم می داند[1]

علامہ مولانا یٰسین اختر مصباحی مدظلہ العالی نے فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی حدیث دانی پر ایک تحقیقی مقالہ ترتیب دیا ہے جس میں ایک جگہ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

" اللہ اکبر بصیرت و ژرف نگاہی کا یہ امنڈتا ہوا سیلاب آسمان تحقیق و تدقیق کا یہ نیر تاباں، حدیث نبوی اور فقہ حنفی کا یہ قصر عظیم جس کی رفعت خداداد کے سامنے بڑے بڑے کجکلاہوں کی ٹوپیاں زمین پر آگریں۔ حدیث و اصول حدیث کا اتنا زبردست عالم کہ چشم فلک بھی اس کی مہارت و عبقریت دیکھ کر دیدۂ حیران بن جائے۔

میں پورے وثوق و اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس دور کے بڑے بڑے محدثین اور ارباب علم و فن بھی اگر انصاف و دیانت کے ساتھ ان تحقیقات عالیہ اور اس وسعتِ مطالعہ کو دیکھ پائیں تو اپنا سارا دعوی فضل و کمال بھول کر محدث اکبر امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے تلمذ و شاگردی کو اپنی عین سعادت سمجھیں[2]

امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز کی یہی وہ علمی عبقریت تھی جس کی وجہ سے عرب و عجم ہی نہیں بلکہ آج پورے عالم میں عظیم محقق اور بےمثال حافظ حدیث کے جلیل القدر خطابات سے جانے اور پہنچانے جاتے ہیں۔

فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے علم حدیث میں جو فقید المثال کارنامے انجام دئے ہیں وہ اب تک یکجا نہیں ہوسکے ہیں حدیث کے وہ تمام سرمائے آپ کی لاتعداد مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں میں الگ الگ پھیلے ہوتے ہیں نیز کتب احادیث کے جو حواشی آپ نے قلمبند فرمائے وہ ابھی تک منظر عام پر نہیں آتے ہیں۔ انشاءاللہ عنقریب حضرت علامہ سید ریاست علی قادری مدظلہ العالی و پروفیسر محمد مسعود احمد قبلہ کی نگرانی میں ترتیب پاکر زیور طبع سے آراستہ ہوگی۔ ایک اجمالی خاکہ یہ ہے کہ الملفوظ جس میں صرف دو سال کے اندر آپ کی علمی و روحانی مجلس میں جو احادیث آپ نے بیان فرمائیں اس کی تعداد تقریباً ساڑھے چار سو ہے۔

الدولۃ المکیہ	حضور صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے علم غیب کے ثبوت میں۔ صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے میں اپنے حافظے کی قوت پر لکھا علم حدیث کے جواہر دکھائے۔
الزبدۃ الزکیہ	سجدۂ تعظیمی کی حرمت میں۔ قرآن و حدیث سے مسئلہ کو واضح فرمایا۔
رادالقحط والوباء	صدقہ دینے کی فضیلت۔ قرآن و حدیث سے مسئلہ کو واضح فرمایا۔

---

[1] امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات ص ۱۹۲ / ۱۹۱

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 ۱۶۲۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

دوام العیش ۔	خلافت شرعیہ کے لئے قرشیت قطعی اجماعی ہے ۔ قرآن وحدیث سے مسئلہ کو واضح فرمایا ۔
الامن والعلیٰ	حضور صلی اللہ علیہ تعالےٰ علیہ وسلم کو دافع البلا کہنے کے ثبوت میں ۔ قرآن احادیث سے آپ نے اس کی وضاحت فرمائی ۔
جزاء اللہ عدوہ	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے ثبوت میں قرآن احادیث سے آپ نے اس کی وضاحت فرمائی ۔
تجلی الیقین	فخر دوعالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تمام انبیاء ومرسلین سے افضل وبرتر ہیں قرآن احادیث سے آپ نے اس کی وضاحت فرمائی ۔
سرور العید	نماز عید کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت ۔ قرآن احادیث سے آپ نے اس کی وضاحت فرمائی ۔
حیات الموات	موت کے بعد روحوں کی زندگی کا ثبوت ۔ قرآن، حدیث واقوال بزرگانِ دین سے واضح کیا ۔

اور فتاویٰ رضویہ تو آپ کی علمی عبقریت کی ایسی انسائیکلو پیڈیا ہے جس کی احادیث کو اگر الگ ترتیب دے جائیں تو کئی مجلدات اس سے پر ہو جائیں گے ۔ فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے اپنی تمام کتابوں میں اس بات کا خاص اہتمام فرمایا ہے کہ اپنے موضوع کو قرآن وحدیث واجماع امت اور بزرگوں کے اقوال سے ایسا مبرہن کر دیا ہے کہ کسی شخص کو اعتراض کی گنجائش ہی نہیں رہجاتی ۔

علاوہ ازیں آپ کا فن حدیث میں ان کتابوں سے بھی مہارت تامہ کا پتہ چلتا ہے ۔

① الروض البہیج فی آداب التخریج ② مدارج طبقات الحدیث ③ النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب ④ حاشیہ صحیح البخاری ⑤ حاشیہ صحیح المسلم ⑥ حاشیہ ترمذی ⑦ حاشیہ نسائی ⑧ حاشیہ ابن ماجہ ⑨ الفضل الموہبی، ان کے علاوہ ۲۷ کتابیں عربی زبان میں اور ہیں ۔

فقہی مقام

آپ کی فقاہت کا اعتراف عرب وعجم کو ہے ۔ "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" بارہ ضخیم مجلدات پر مشتمل آپ کا ایسا فقید المثال شاہکار ہے جسے بجا طور پر علوم ومعارف کا گنجینہ اور فقہی جزئیات وتشریحات کا عظیم انسائکلو پیڈیا قرار دیا جا سکتا ہے ۔ آپ کے دارالافتاء میں ہندوستان، پاکستان، برما، چین، امریکہ، افغانستان، افریقہ، حجاز مقدس اور بلاد اسلامیہ سے بکثرت فتوی آتے تھے ۔ جن کی تعداد ایک وقت میں کبھی چارسو اور کبھی پانچ سو تک جا پہنچتی تھی [1] آپ کے فتوے عربی، اردو، فارسی اور انگریزی میں ہیں ۔ انگریزی فتوے ان قلمی مجلدات میں ہیں جو بریلی شریف میں محفوظ ہیں ۔

---

[1] فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۴۹

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مشہور علمائے اسلام کا خیال ہے کہ تقریبًا دو صدی سے آپ جیسا کوئی دوسرا متبحر فقیہہ پیدا نہیں ہوا۔ حضرت شیخ سید محمد اسمٰعیل محافظ کتب خانہ حرم شریف مکہ مکرمہ کا بیان دیدۂ حیرت سے پڑھنے کے لائق ہے۔ کہ آپ کی فقاہت پر وہ اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور بالکل سچ کہتا ہوں کہ اسے امام اعظم ابو حنیفۃ النعمان رضی اللہ تعالٰے عنہ دیکھتے تو بلا شبہ یہ مسئلہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا اور یقینًا اس کے مولف کو وہ اپنے اصحاب میں شامل فرمالیتے۔"

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ:

"امام احمد رضا قدس سرہٗ بیحد ذہین اور باریک بین عالم دین تھے فقہی بصیرت میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور اور ہندوستان کے کیسے نابغہ روزگار فقیہہ تھے۔ ہندوستان کے اس دور متاخرین میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہہ مشکل سے ملے گا۔"[1]

مشہور تبلیغی جماعت کے پیشواز کریا شاہ بنوری پشاوری نے کہا:

"اگر اللہ تعالٰے ہندوستان میں احمد رضا خاں بریلوی کو پیدا نہ فرماتا تو ہندوستان میں حنفیت ختم ہو جاتی۔"[2]

حکیم عبدالحئی لکھنوی ندوی نے اعتراف کیا ہے کہ:

"فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر مولانا احمد رضا خاں کو جو عبور حاصل تھا اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے، اور اس دعویٰ پر ان کا مجموعہ فتاویٰ شاہد ہے۔"[3]

اور جناب شمس بریلوی آپ کی عبقری شخصیت کا اس طرح اعتراف کرتے نظر آتے ہیں:

"بارہ سو سال تک کی مدت میں جو کتب علوم اسلامیہ پر تصنیف ہوئیں۔ خواہ وہ علوم نقلیہ سے ہوں یا علوم عقلیہ سے وہ کتب تاریخ ہو یا کتب طبقات، کتب جدل وخلاف ہو یا کتب حکمت و منطق ہوں ہر ایک پر آپ (فاضل بریلوی) کی نظر اس قدر گہری تھی کہ محسوس ہوتا ہے جیسے یہ کتاب آپ کے مطالعہ میں عرصہ تک رہی ہے۔"[4]

اور پروفیسر ایس، ٹی، علی نقوی صدر شعبہ کیمیا گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھ لکھتے ہیں:

---

[1] امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں ص ۲۷

[2] فاضل بریلوی اور ترک موالات ص ۱۰۰

[3] امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری ص ۲۶، ج ۲

[4] 〃 〃 〃 〃 ۵۹ 〃 ۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

"وہ اپنے عہد کے عظیم فقیہ اور مصنف تھے۔ ان کا علم وسیع اور بوقلموں تھا وہ ۵۰ علوم و فنون پر مہارت رکھتے تھے۔" ؎۱

بلاشبہ فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز اپنے عہد کے فقیہ اعظم تھے۔ آپ قرآن کریم کے حافظ تھے اور قرآنی مضامین و احادیث سے آپ کے فکر و خیال آباد تھے۔ طبقات فقہا میں جو مقام آپ کو حاصل تھا۔ آپ کے معاصرین میں سے کسی کو وہ مقام حاصل نہ ہوا ـــــ چنانچہ پروفیسر ڈاکٹر رشید احمد استاد شعبہ علوم اسلامیہ کراچی یونیورسٹی کراچی لکھتے ہیں۔

"فقہ کے میدان میں آپ کے فتاویٰ رضویہ فقہ اسلامی کا وہ عظیم کارنامہ ہیں جو آپ کو مجتہد کے درجے پر فائز کرنے کے لئے کافی ہیں۔" ؎۲

اور ماہنامہ معارف اعظم گڑھ نے آپ کی فقاہت کا اعتراف اس طرح کیا ہے:

"دینی علوم خصوصاً فقہ و حدیث پر ان کی نظر وسیع اور گہری تھی مولانا جس دقّت نظر اور تحقیق کے ساتھ علماء کے استفسارات کے جوابات تحریر فرماتے ہیں اس سے ان کی جامعیت علمی بصیرت فقہی جزوی استحضار ذہانت طباعی کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے عالمانہ اور محققانہ فتاویٰ مخالف و موافق ہر طبقے کے مطالعہ کے لائق ہیں۔" ؎۳

فقہ کے موضوع پر آپ نے کتابوں کا عظیم ذخیرہ چھوڑا ہے جن کا مطالعہ بہت ہی ضروری ہے؛ سب سے پہلے آپ نے ۸ برس کی عمر میں وراثت کا ایک مسئلہ تحریر فرمایا تھا آپ کے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں قدس سرہٗ نے دیکھا تو فرمایا:

"انہیں ابھی نہ لکھنا چاہیے مگر ایسا مسئلہ کوئی بڑا لکھ کر لائے تو جانیں۔"

فقہ کے موضوع پر آپ نے کتابوں کا ایک عظیم ذخیرہ چھوڑا جن کی مختصر اور نا تمام فہرست حسب ذیل ہیں۔

(۱) جد الممتار علیٰ رد المختار کامل پانچ جلدیں عربی (۲) کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم عربی (۳) حاشیہ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت عربی (۴) حاشیہ الحموی شرح الاشباہ والنظائر عربی (۵) حاشیہ میزان الشریعۃ الکبریٰ عربی (۶) حاشیہ کتاب الخراج عربی (۷) حاشیہ معین الحکام عربی (۸) حاشیہ ہدایہ عربی (۹) حاشیہ فتح القدیر عربی (۱۰) حاشیہ البدائع والصنائع عربی (۱۱) حاشیہ الجواہرۃ النیرہ عربی (۱۲) حاشیہ مراقی الفلاح عربی (۱۳) حاشیہ بحر الرائق عربی (۱۴) حاشیہ طحطاوی (۱۵) حاشیہ فتاویٰ عالمگیری عربی (۱۶) حاشیہ بزازیہ عربی (۱۷) حاشیہ فتاویٰ سراجیہ عربی (۱۸) حاشیہ خلاصۃ الفتاویٰ عربی (۱۹) حاشیہ فتاویٰ عزیزیہ عربی

؎۱ معارف ۱۹۸۶ء ص ۱۶۴

؎۲ " " ص ۱۶۸

؎۳ معارف اعظم گڑھ ستمبر ۱۹۴۹ء ص ۳۴۳/۳۴۴ ماخوذ معارف رضا کراچی ۱۹۸۳ء ص ۱۶۹

www.muftiakhtarrazakhan.com

(۳۰) کاسر السفیہ الواہم فی ابدال قرطاس الدراہم عربی (۳۱) التاج المکلل فی انارۃ مدلول کان یفعل عربی (۳۲) النہی الاکید فی نہی الصلوٰۃ وراء عدا التقلید عربی (۳۳) سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلوٰۃ العید اردو (۳۴) العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ بارہ جلدیں اردو (۳۵) السنیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ اردو (۳۶) احکام شریعہ اردو وغیرہ وغیرہ۔

نعتیہ شاعری اور عشقِ رسول ؐ

فاضل بریلوی قدس سرہٗ شعر و ادب کا بہت اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ آپ نے ہر میدان میں لکھا اور خوب لکھا اپنے تو اپنے غیروں نے بھی آپ کے علمی وقار کا لوہا مانا چنانچہ ازہر یونیورسٹی قاہرہ کے پروفیسر محی الدین الوائی آپ کی علمی و ادبی خدمات پر اظہار خیال کرتے ہوئے اپنے عربی مقالے میں لکھا ہے۔

قديما قيل ان التحقيق العلمي الاصيل والخيال الذهني الخصيب لا يجمعان في شخص واحد ولكن مولانا احمد رضا خان كان قد برهن على عكس هذه النظرية التقليدية، فكان شاعرا ذا خيال خصيب وتشهد له بذلك دواوينه الشعرية باللغات الفارسية والاردوية والعربية وديوانه المعروف باسمه "حدائق بخشش" "حدائق العطيات" "ومدح الرسول" مشهور في اوساط شعر الهند بجانب مولفاته القيمة في علوم الفلسفه والفلك والرياضة والدين والادب ؎

پرانا مشہور مقولہ ہے کہ شخص واحد میں دو چیزیں تحقیقاتِ علمیہ نازک خیالی نہیں پائی جاتیں۔ لیکن مولانا احمد رضا کی ذات گرامی اس تقلیدی نظریے کے عکس پر بہترین دلیل ہے۔ آپ عالم محقق ہونے کے ساتھ بہترین نازک خیال شاعر بھی تھے۔ جس پر آپ کے دیوان "حدائق بخشش" "حدائق العطیات" و "مدح رسول" بہترین شاہد ہیں۔ اس کے علاوہ فلسفہ، علم فلکیات، ریاضی اور دین و ادب میں آپ برصغیر میں صف اول کے ممتاز علماء اور شعراء میں تھے۔

فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے کلام میں نازک خیالی ہی نہیں بلکہ ایسے ایسے مضامین کو آپ نے قلمبند فرمایا ہے جس سے اردوئے معلّٰی کا دامن خالی تھا، اور حقیقت یہ ہے کہ اردو ادب پر آپ کا عظیم احسان ہے سادگی، بے ساختگی، سلاست و روانی آپ کے کلام کی خصوصیات ہیں۔ الفاظ کے برمحل استعمال پر آپ کو مکمل قدرت

؎ صوت الشرق قاہرہ، ماخوذ انوار رضا۔ ص ۶۸۰۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

حاصل تھی تشبیہات واستعارات، صنائع وضرب الامثال کا بے تکلف اور مناسب انداز میں استعمال ہے۔ آپ کا کلام تصنع اور شعری عیوب سے پاک ہے آپ اپنے نظم میں مشکل پسندی کے قائل نہیں تھے۔ اور زیادہ تر برجستہ ہی موزوں ومقفیٰ لکھتے آپ کی اردو شاعری اردوئے معلّٰی کا شاہکار ہے اور عشق رسول آپ کے ہر ہر شعر سے پھوٹا پڑتا ہے۔ میدان ادب وکلام میں آپ رضاؔ تخلص فرمایا کرتے۔ اور شعر وادب میں اسی نام سے مشہور ہوئے۔

ایک مرتبہ مسجد نبوی کے باہر ایک مجلس جمی ہوئی تھی۔ سب روضۂ مبارک کی طرف متوجہ بیٹھے ہیں۔ نواب رامپور بھی ہیں۔ ایک نعت خواں نے فاضل بریلوی کی یہ نعت پڑھی جسکا مطلع یہ ہے۔ ع

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

اک کیف وسرور کا عالم ہے۔ مجلس پر رقت طاری ہے علماء مدینہ فاضل بریلوی کی حکمت کلامی کو دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھے۔

کان صاحب المشاهدة وصاحب مقام الفنا في الرسول صلى الله تعالٰى عليه وسلم[1]

اس لئے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میرے دل کے دو ٹکڑے کر دئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا لا الٰہ الا اللّٰہ اور دوسرے پر محمد رسول اللّٰہ۔

فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز اردو نعت گو شعراء کے امام اور اردو نعت گو شعراء کی تاریخ کے مقدمۃ الجیش ہیں۔ نعت گوئی مشکل ترین اصناف سخن اور انتہائی دشوار گزار میدان ہے جہاں بڑے بڑے شعراء ٹھوکریں کھاتے دیکھے جاسکتے ہیں۔ آپ نعت گوئی کے متعلق خود ہی ارشاد فرماتے ہیں۔

"حقیقتاً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے۔ جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے غرض حمد میں ایک جانب اصلاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے"[2]

فاضل بریلوی کا نعتیہ دیوان حدائق بخشش حبیب کبریا صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی شعری تصویر ہے۔ سوز ودرد اور جذب واثر نے الفاظ کو گویا زبان دے دی ہے۔ یہ انداز بیان، اور یہ سلیقۂ نعت آپ کے علاوہ اور کسی کے یہاں نظر نہیں آتا۔ آپ نے الفاظ میں عشق حبیب کا وہ علم پھونک دیا ہے کہ مفاہیم کے پرت پرت کھولتے چلے جایئے مگر شاعر کے جذبے کی گہرائی ہاتھ نہیں آنے پاتی۔ اردو کے مشہور نعت گو شاعر حضرت محسن کاکوروی نے ایک بار اپنا قصیدہ سنانے کے لئے حضرت رضا کی بارگاہ میں بریلی حاضری دی ان کا قصیدہ بھی معراجیہ ہی تھا جس کا

---

[1] فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں ص ۸۱

[2] الملفوظ ج ۲، ص ۱۴۴، ۱۴۵

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مطلع ہے۔

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل　　برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل

ظہر کی نماز کے بعد حضرت محسن نے اس کے اشعار سنانے شروع کئے۔ ابھی دو ہی اشعار پڑھ سکے تھے کہ حضرت رضا نے فرمایا کہ اب بس کیجئے عصر کی نماز کے بعد بقیہ اشعار سنے جائیں گے۔ اسی ظہر و عصر کے درمیان آپ نے اپنا قصیدہ سنایا۔ اس لئے سن کر حضرت محسن نے فرمایا مولانا ! اب بس کیجئے اس کے بعد اپنا قصیدہ نہیں سنا سکتا۔

فاضل بریلوی کی نعت گوئی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان کی ادبی و شعری گلکاریوں کی بنیاد قرآن و احادیث کے مضامین پر ہیں۔

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ　　بے جا سے ہے المنۃ للہ محفوظ

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی　　یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

آپ کے کلام کی یہ عظیم خوبی ہے کہ ایک ایک شعر میں کئی کئی صنعتیں نظر آتی ہیں۔ اور جمال مصطفوی کا نکھار اور عشق حبیب کی بہاریں اس مطلع میں دیکھیں۔

سر تا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول　　لب پھول، دہن پھول ذقن پھول بدن پھول

قصیدۂ درود انسٹھ اشعار پر مشتمل ہے جس میں سات مطلع ہیں۔ ہر شعر کا پہلا مصرع ذوقافتین ہے اور ہر قافئے میں حروفِ ہجا کی ترتیب کا التزام ہے۔

طیبہ کے ماہ تمام جملہ رسل کے امام　　تم پہ کروروں ثنا تم پہ کروروں درود

چنانچہ بڑے بڑے علم و فن اور اہل ادب نے آپ کی شاعری پر اپنے قیمتی تاثرات کا اظہار فرمایا ہے حکیم محمد سعید دہلوی فرماتے ہیں۔

"مولانا شریعت و طریقت دونوں کے رموز سے آگاہ تھے۔ اگر ایک طرف ان کے فتاویٰ نے عرب و عجم میں ان کی دینی و علمی بصیرت کی دھاک بٹھا دی تھی تو دوسری طرف عشق رسول نے ان کی نعتیہ شاعری کو فکر و فن کی بلندیوں پر پہنچا دیا تھا۔"

نعیم صدیقی کہتے ہیں۔

"مولانا کی جو نعتیں پڑھنے یا سننے میں آئیں ان میں خصوصی طور پر والہیت کی روح کارفرما ہے۔ زبان پر قدرت ہے۔ ان کا تخیل نئی نئی کونپلیں نکالتا ہے اور تشبیہات و تلمیحات سے وہ خوب کام لیتے ہیں۔"

اور جناب ڈاکٹر سلام سندیلوی شعبہ اردو گورکھپور یونیورسٹی فرماتے ہیں۔

"حضرت امام احمد رضا نے اپنی نعت میں خلوص کی مہک بھر دی ہے۔ یہ خلوص ان کے ذاتی تجربہ پر مبنی ہے انہوں نے ہر نفس پر بوئے محمد کو محسوس کیا ہے۔ اور اسی کی موجیں ہم کو ان کی شاعری میں رقصاں نظر آتی ہیں۔"

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ملک زادہ منظور احمد لکھنؤ یونیورسٹی فرماتے ہیں۔

شعر گوئی کا جو ملکہ انہیں حاصل ہے اس کی غمازی حدائق بخشش میں شامل وہ نعتیں اور منقبتیں کرتی ہیں جو آج بھی گھر گھر پڑھی جاتی ہیں۔

ڈاکٹر غلام مصطفٰے خاں صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی فرماتے ہیں۔

"مولانا احمد رضا خاں صاحب غالباً واحد عالم دین ہیں جنہوں نے اردو نظم و نثر دونوں میں اردو کے بے شمار محاورات استعمال کئے ہیں۔ اور اپنی علمیت سے اردو شاعری میں چاند لگا دئے ہیں"

چند اشعار آپ کے عربی فارسی، اور اردو کے پیش کئے جارہے ہیں جس میں ایک عربی والا وہ حصہ ہے جو حال ہی میں المجمع الاسلامی مبارک پور سے شائع ہوا ہے اور یہ اصل تحریر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ العزیز ہی کی ہے جسکا فوٹو بعینہٖ نظر قارئین ہے جو فن خطاطی کے ساتھ ساتھ زبان کی فصاحت و بلاغت کا آئینہ دار ہے۔ یوں تو اعلیٰ حضرت کے کلام کے ہر شعر اور ہر بند میں بلا کی تاثیر ہے تفصیل کے لئے حدائق بخشش اول و دوم کا مطالعہ کریں۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نوادراتِ رضا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی الحبیب واھل بیتہ اجمعین

قصیدتان مشتملتان علی ۳۱۳ شعر العدد

اصحاب بدر رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم اجمعین فی مدح

تاج الفحول السیف المسلول علی اعداء الرسول صلی اللّٰہ

تعالٰی علیہ وسلم مولٰنا المولوی **فضل الرسول**

العثمانی القادری الحنفی البدایونی رحمۃ اللّٰہ تعالٰی

علیہ تولّٰی غرس اشجارھا واجتناء ثمارھا وفتق

ازھارھا الفقیر الی ربہ المقتدر **احمد رضا**

القادری البرکاتی البریلوی غفر اللّٰہ لہ ذنبہ کلہ دقہ وجلہ آمین

القصیدۃ الاولٰی

رنّ الحمام علی غصون البان ۔ یا ما املح ذکر بیض البان

تبکی دمًا وتنوح فی اسجاعھا ۔ اللّٰہ یضحکن من ابکانی

بکت الغزیّۃ فھیّجت منّی البکا ۔ انّ الحزین لسائر الاحزان

ولقد دری من ذاق ذوق صبابۃ ۔ انّ الحنون مثیرۃ الاکنان

ھل یا ھلال العید عندک خبرۃ ۔ بتمیمۃ فی بدرھا قمران

ایّا تنادم این بدر کیف ھی ۔ ایّان تاتی کرّ مدّتی ایّانی

بانت وما لانت فبانت لوعتی ۔ یا خیبتی فی الصبر والکتمان

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

رَاحَتْ اَزِمَّةُ رَاحَتِيْ مِنْ رَاحَتِيْ ۔ وَكَذَا الْاَمْرُ مُوْدِعُ الْاَخْدَانِ

مَا اَمْضَمَضَتْ عَيْنَيَّ بِنَوْمٍ مُذْ مَضَتْ ۔ وَكَذَا الْاَمْرُ مُفَارِقُ الْخُلَّانِ

سَامَتْ فُؤَادِيْ ثُمَّ لَمْ تُعْطِ الثَّمَنْ ۔ يَا لَيْتَهَا طَرَقَتْ بِلَا اَثْمَانِ

لَا تُنْجِزُ الْمِيْعَادَ لٰكِنْ لَمْ اَكُنْ ۔ لِاُعِيْبَهَا كَلَّا وَمَا هُوَ شَانِيْ

لِيْنُ الْعَرِيْكَةِ وَصْفُهَا فَاَطِعْهَا ۔ تَنْسَاهُ وَلَا اٰنَ لِلنِّسْيَانِ

فِيْ شَهْدِهَا سُمٌّ زُعَالٌ فَاشْهَدُوْا ۔ اِنِّيْ شَهِيْدُ الشَّهْدِ يَا اِخْوَانِيْ

تَسْقِيْ فَتَشْفِيْ ثُمَّ تَشْقِيْ بِالْعَنَا ۔ وَتُفَلِّقُ الْاَكْبَادَ وَالْعِيْنَانِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْكَوْنِ وَالْبَشَرِ ۔ حَمْدًا يَدُوْمُ دَوَامًا غَيْرَ مُنْحَصِرٍ

وَاَفْضَلُ الصَّلَوٰتِ الزَّاكِيَاتِ عَلٰى ۔ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ مُنْجِي النَّاسِ مِنْ سَقَرٍ

بِكَ الْعِيَاذُ اِلٰى اِنْ اَشَا اُحْكُمَا ۔ سِوَاكَ يَا رَبَّنَا يَا مُنْزِلَ النُّذُرِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُتَوَحِّدِ ۔ بِجَلَالِهِ الْمُتَفَرِّدِ

وَصَلَاتُهٗ دَوَامًا عَلٰى ۔ خَيْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

وَالْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ هُمْ ۔ مَاوٰی عِنْدَ شَدَائِدِيْ

فَاِلَى الْعَظِيْمِ تَوَسُّلِيْ ۔ بِكِتَابِهٖ وَبِاَحْمَدِ صلی اللہ علیہ وسلم

زنکہت ماہِ تاباں آفریدند ۔ زبوئے گلستاں آفریدند

صبا را مست از بویت بہر سو ۔ چناں افتاں و خیزاں آفریدند

برائے جلوۂ یک گلبن ناز ۔ ہزاراں باغ و بستاں آفریدند

زمہر تو شائے برگرفتند ۔ دراں مہر سلیماں آفریدند

چو انگشت تو شد جولاں دہ برق ۔ قمر را بہر قرباں آفریدند

زلعل نوشخند جاں فزایت ۔ زلال آب حیواں آفریدند

نہ غیر کبریا جاں آفرینے ۔ نہ خود مثل تو جاناں آفریدند

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

پے نظارۂ محبوب لاہوت — جبینت آئینہ ساں آفریدند
بنا کردند تا قصر رسالت — ترا شمع شبستاں آفریدند
ز مہر و چرخ بہر خوان جودت — عجب قرص نمکداں آفریدند
ز حسنت تا بہار تازۂ گل
رضایت را غزل خواں آفریدند ؎

لمحات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا!
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا
البحر علی والموج طغیٰ من بیکس و طوفاں ہوش ربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا
یا شمس نظرت الی لیلی چو بطیبہ رسی عرضے بکنی
توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہونا جانا
لک بدر فی الوجہ الاجمل خط ہالۂ مہ زلف ابر اجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا
انا فی عطش وسخاک اتم اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا
یا قافلتی زیدی اجلک رحمے بر حسرت تشنہ لبک
مورا جیرا لرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا
واہا لسویعات ذہبت آں عہد حضور بار گہت
جب یاد آوت موہے کر نہ پرت دردا وہ مدینہ کا جانا
القلب شج والہم شجون دل زار چناں جاں زیر چنوں
پت اپنی بپت میں کا سے کہوں مورا کون ہے تیرے سوا جانا
الروح فداک فزد حرقا یک شعلہ دگر برزن عشقا
مورا تن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا
بس خامۂ خام نوائے رضا نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
ارشاد احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

پل سے اتارو راہ گذر کو خبر نہ ہو — جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو
کانٹا مرے جگر سے غم روزگار کا — یوں کھینچ لیجئے کہ جگر کو خبر نہ ہو
فریاد امتی جو کرے حال زار میں — ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو
کہتی تھی یہ براق سے اسکی سبک روی — یوں جائیے کہ گرد سفر کو خبر نہ ہو
فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردار دو جہاں — اے مرتضیٰ عتیق و عمر کو خبر نہ ہو
ایسا گما دے ان کی ولا میں خدا ہمیں — ڈھونڈھا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو
آدل حرم کو روکنے والوں سے چھپ کے آج — یوں اٹھ چلیں کہ پہلو و بر کو خبر نہ ہو
طیر حرم ہیں یہ کہیں رشتہ بپا نہ ہو — یوں دیکھئے کہ تار نظر کو خبر نہ ہو
اے خار طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے — یوں دل میں آ کہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو

www.muftiakhtarrazakhan.com

اے شوقِ دل یہ سجدہ گر ان کو روا نہیں اچھا وہ سجدہ کیجے کہ سر کو خبر نہ ہو

ان کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں
گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

سیدِ کونین سلطانِ جہاں ظلِ یزداں شاہِ دیں عرش آستاں
کُل سے اعلیٰ کُل سے اولیٰ کُل کی جاں کُل کے آقا کُل کے ہادی کُل کی شاں
دلکشا دلکش دل آرا دلستاں کانِ جان و جانِ و شایانِ شاں
ہر حکایت ہر کنایت ہر ادا ہر اشارت دلنشین و دل نشاں
دل دے دل کو جانِ جاں کو نور دے اے جہانِ جان و اے جانِ جہاں
آنکھ دے اور آنکھ کو دیدارِ نور روح دے اور روح کو راحِ جناں
اللہ اللہ یاس ایسی آس سے اور یہ حضرت یہ در یہ آستاں
تو ثنا کو ہے ثنا تیرے لئے ہے ثنا تیری ہی دیگر داستاں
تو نہ تھا تو کچھ نہ تھا گر تو نہ ہو کچھ نہ ہو تو ہی تو ہے جانِ جہاں
تو ہو داتا اور اوروں سے رجا تو ہو آقا اور یادِ دیگراں
التجا اس شرک و شر سے دور رکھ ہو رضا تیرا ہی از این و آں
جس طرح ہو سطؔ اس غزل سے دور ہیں دل سے یوں ہی دُور ہو ہر ظن و ظاں

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام
شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
نقطۂ سرِّ وحدت پہ یکتا درود مرکزِ دورِ کثرت پہ لاکھوں سلام
صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام
فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں اس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام
پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

www.muftiakhtarrazakhan.com

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا — اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن — اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام
جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک — اس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں — اس خدا داد شوکت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور (مطلع) بھیجیں ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

یہ قدسی سلام ہند و پاک کی ہزاروں آبادیوں میں روزانہ لاکھوں بار پڑھا جاتا ہے۔

نثر نگاری

فاضل بریلوی قدس سرہٗ اردو ادب کے نظم و نثر پر یکساں عبور رکھتے۔ اور آپ کا نثری کارنامہ اس قدر ہے۔ کہ ایک بچہ پیدا ہونے کے ساتھ آپ کے نثری شہ پارے کو نقل کرنا چاہے تو اس کی پوری عمر گزر جائے گی مگر وہ صرف نقل نہیں کر سکتا۔ بلکہ مولانا وارث جمال مدظلہ العالی یوں فرماتے ہیں۔

"ان کے (اعلیٰ حضرت) علمی کارنامے وسعت، تنوع، مضامین کی بلندی، جودت فکر اور تعداد کی کثرت کے لحاظ سے ایک پورے اکیڈمی کے صد سالہ خدمات پہ بھاری بھر کم ہیں۔ ایک متحرک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا جو کام تھا اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں نے تنہا انجام دے کر اپنی ہمہ گیر و جامع و تابندہ شخصیت کے انمٹ نقوش چھوڑے"[1]

مذکورہ بالا شہادت سے آپ کی نثری خدمات کا ایک عظیم خاکہ ذہن پر ابھرتا ہے اور اردو ادب کی پوری نثری تاریخ پر امام احمد رضا جیسا نثری شہ پارہ کسی کے یہاں نہیں۔ ایک دو کتاب یا چند خطوط کو اردو کی ادبی خدمات کے لئے تسلیم کر لینا یا اس سے ادبی دنیا سے انقلاب کا درجہ دیدینا ایک مفروضہ فسانہ ہے ورنہ ادب ہر دور اور ہر زمانے میں مذہب کے دوش بدوش رہا ہے اور مذہب و ملت کی ترجمانی ہی سے ادب نکھرتا اور سنورتا ہے اور آپ کے نثری اور ادبی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے حضرت علامہ سید ریاست علی قادری کراچی پاکستان فرماتے ہیں۔

"ان (اعلیحضرت) کی ادبی خدمات سے کسی طرح صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ وہ ایک کہنہ مشق ادیب اور بے باک قلمکار تھے۔ ان کی تحریروں میں بلا کی سلاست اور روانی پائی جاتی ہے۔ ان میں جگہ جگہ ایسے ادبی شہ پارے نظر آتے ہیں کہ طبیعت جھوم اٹھتی ہے۔ ان کا حسین انداز بیان، زبان کی چستگی و ٹھہراؤ، برمحل شیریں الفاظ کا دروبست، استعارات کی جودت، طرز ادا میں نفاست جذبات میں خلوص، ادائیگی بیان میں مہارت، فکر میں گہرائی، اظہار میں بے ساختگی اور رفعت، خیالوں میں شادابی و طہارت، ان ہی عناصر کے امتزاج سے وہ اپنی تحریروں کے چہرہ کا غازہ تیار کرتے تھے۔ سرعت نگارش کا یہ عالم تھا کہ ایک ہی نشست میں پورا رسالہ قلمبند کر لیتے، نفس موضوع اور بندش الفاظ پر ایسی قدرت کہ ایک دفعہ کے لکھے ہوئے جملے کو قلمزد کرنے کی نوبت نہ آتی"[2]

---

[1] امام شعر و ادب ص ۱۳، ر

[2] امام احمد رضا کے نثری شہ پارے ص ۷، ر

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

یہاں صرف تین اقتباسات دیے جاتے ہیں تفصیل کے لئے تصانیفات امام احمد رضا قدس سرہٗ کا مطالعہ کریں فرماتے ہیں۔

"مسلمانو! وہابیوں کے اس ظلم وجور وتعصب کا ٹھکانہ ہے کہ بیمار پڑیں تو حکیم کے پاس دوڑیں۔ دوا پر گریں۔ کوئی مارے پیٹے تو تھانے کو جائیں۔ رپٹ لکھوائیں۔ ڈپٹی یا سارجنٹ سے فریاد کریں۔ کسی نے زمین دبالی۔ یا تمسک کا روپیہ نہ دیا تو منصف صاحب مدد کیجیو۔ جج بہادر خبر لیجیو۔ نالش کریں۔ استغاثہ کریں۔ غرض دنیا بھر سے استعانت کریں اور حصر اِیَّاكَ نَسْتَعِینُ کو اس کے خلاف نہ جانیں۔ ہاں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء سے استعانت کی اور شرک آیا۔ ان کاموں کے وقت آیت کا حصر کیوں نہیں یاد آتا۔ وہاں تو یہ حکم ہے کہ ہم خاص تجھی سے استعانت کرتے ہیں۔[1]

اور جب ایک عیسائی نے قرآن مجید پر اعتراض کیا تو آپ نے اپنی کتاب الصمصام میں عیسائیوں کے عقائد پر اسطرح تبصرہ کیا۔

"خدا را انصاف۔ وہ عقل کے دشمن، دین کے رہزن، جنم کے کودن ایک اور تین میں فرق نہ جانیں — ایک خدا کو تین مانیں۔ پھر تینوں کو ایک ہی جانیں۔ بے مثل، بے کفو کے لئے جورو بتائیں، بیٹا ٹھہرائیں۔ اس کی پاک بندی، ستھری، کنواری پاکیزہ بتول مریم پر ایک بڑھئی کی جورو ہونے کی تہمت لگائیں۔ اللہ اللہ! یہ قوم! یہ قوم! سراسر لوم۔ یہ لوگ! یہ لوگ! جنہیں عقل سے لاگ۔ جنہیں جنون کا روگ۔ یہ اس قابل ہوئے کہ خدا پر اعتراض کریں اور مسلمان ان کی لغویات پر کان دھریں۔[2]

مسٹر گاندھی کی تحریک ترک موالات سے فاضل بریلوی قدس سرہٗ کو سخت اختلاف تھا اسلئے کہ اس تحریک کو آپ مسلمانان ہند کے لئے خطرناک سمجھتے تھے۔ مگر گاندھی نے ایسا جادو چلایا کہ عوام تو عوام بڑے بڑے علماء اس کے گرویدہ ہوگئے۔ باوجودیکہ انہوں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ بے گھر کیا، مگر قوم پرست علماء وعوام نے ایک لفظ بھی اپنے منہ سے نہ لگایا۔ مگر فاضل بریلوی بے باک ادیب تھے، غیر منقسم ہندوستان کے مقتدار ورہبر تھے ان حالات سے آپ بہت متاثر ہوئے اور فرماتے ہیں۔

"ان پر ثبوت اشد جرائم کے انبار ہوئے تمہاری چھاتی دھڑکی۔ تمہاری ماتا بھڑکی۔ گھبرائے تلملائے سٹپٹائے جیسے اکلوتے کی پھانسی سن کر ماں کو درد آتے۔ فوراً گرماگرم دھواں دھار ریزولیشن پاس کیا ہے۔ کہ ہے ہے یہ ہمارے پیارے ہیں۔ یہ ہماری آنکھ کے تارے ہیں۔ ان ہوں نے مسلمانوں کو ذبح کیا، جلایا، پھونکا۔ مسجدیں ڈھائیں، قرآن پھاڑے۔ یہ ہماری ان کی خانگی شکر رنجی تھی۔ ہمیں

---

[1] برکات الامداد۔

[2] الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہمیں اس کی مطلق پرواہ نہیں — یہ ہمارے سگے ہیں، کوئی سوتیا دہ نہیں۔ ماں بیٹی کی لڑائی، دودھ کی ملائی — برتن ایک دوسرے سے کھڑک ہی جاتا ہے۔ ان کے درد سے ہمیں غش پہ غش آتا ہے ان کا بال بیکا ہوا۔ اور ہمارا کلیجہ پھٹا۔ اللہ ان کو معافی دی جائے۔ فوراً ان سے درگذر کی جائے [1]

فلسفہ، ہیئات ونجوم اور سائنس

اردو نظم ونثر پر عبور کے ساتھ ساتھ علم ہیئات ونجوم میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔ انگریزی اخبار ایکسپریس پٹنہ شمارہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۹ء ۱۳۳۸ھ میں امریکی منجم پروفیسر البرٹ نے ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کے بارے میں ایک دل دہلاتے والی پیشن گوئی کی تھی۔ جب آپ سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے علمی طور پر اس کا رد کیا۔ اور اس کو لغو قرار دیا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لیکن امریکی منجم کی پیش گوئی کا رد آپ نے ایسے تحقیقی پیرائے میں فرمایا کہ اس پیشین گوئی کا رد علم ہیئات اور فلسفہ وسائنس سے متعلق تین رسالوں کا دیباچہ بن گیا۔

(۱) الکلمۃ الملہمۃ فی الحکمۃ لوھاء الفلسفۃ المشئمۃ (۲) فوز مبین در رد حرکت زمین۔ (۳) نزول آیات فرقان بسکون زمین وآسمان [2]

جس کا اعتراف ماہنامہ سنی دنیا نے اس طرح کیا ہے۔

باطل نے جس محاذ پر بھی دین وسنیت پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی چاہے تصوریز اور نظریات کا لبادہ اوڑھ کر چاہے فیشن وتہذیب کا بھیس بدل کر، چاہے فلسفہ اور سائنس کا روپ دھار کر امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اسے ہر موڑ پر پسپا کیا اور باطل کے دام فریب کو تار تار کیا امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اس رسالہ (فوز مبین) میں نقلی دلائل سے زمین کی گردش کی نفی کی ہے اور تمام قدیم وجدید فلاسفہ خصوصاً کوپرنیکس، کیپلر، نیوٹن، البرٹ، ایف پورٹا اور آئن سٹائن وغیرہ کا رد کیا بس اتنا کہتا ہوں کہ فاضل بریلوی کو کیمسٹری، فزکس، جغرافیہ، اسٹرونوی اور ریاضی کے مختلف شعبوں، ڈائنامکس، اسٹیٹکس، بائر الجبرا اور سولڈ جیومیٹری میں بے پناہ مہارت تھی۔ اور انہوں نے مختلف تھیوریوں مثلاً ماش اینڈ ویٹ، حجم، اسپیسفک گریویٹی اٹریکشن، ریلیشن، گر پوٹینشل فورس، سینٹری پٹیل، سینٹری فیوگل فورس اور تھمیٹکس کی مختلف تھیوریوں اور نکات کو آپ نے پیش کیا ہے کہ علوم عقلیہ میں جتنے سبجیکٹس آج کی یونیورسیٹیوں میں رائج ہیں ان سب کا محقق دنگ رہ جائے گا۔

اور صوتیات وعلم التوقیت میں بھی آپ کو مہارت حاصل تھی مندرجہ ذیل رسائل اس پر شاہد ہیں۔

(۱) البیان شافیا لفونو غرافیا (۲) الجواھر والیواقیت فی علم التوقیت [4]

---

[1] المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ [2] امام اہلسنت ص ۲۸، ۲۹
[3] ماہنامہ سنی دنیا بریلی ص ۱۵، ۱۶ [4] امام ،، ص ۲۹

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

فن توقیت میں آپ کا یہ عالم تھا کہ سورج آج کب نکلے گا اور کب ڈوبے گا۔ ان کو بلا تکلف معلوم کر لیتے اور سورج دیکھ کر گھڑی ملا لیا کرتے تھے۔ اور ایک منٹ کا بھی فرق نہ پڑتا تھا۔[1]

علم تکسیر!

حضرات مشائخ کرام میں بیس فی صدی ایسے ہیں جو نقش مثلث یا مربع مشہور قاعدہ سے بھرنا جانتے ہیں۔ لیکن پوری چال سے نقوش کی خانہ پُری کرنے پر تو شاید چار یا پانچ سو میں دو یا چار حضرات کو عبور ہوگا۔ آپ کے شاگرد مولانا ظفرالدین صاحب بہاری علیہ الرحمہ کو ایک صاحب ملے جن کا خیال تھا کہ فن تکسیر کا علم صرف مجھ کو ہے۔ دوران گفتگو میں مولانا بہاری علیہ الرحمہ نے ان سے دریافت کیا کہ جناب نقش مربع کتنے طریقے سے بھرتے ہیں؟ شاہ صاحب نے بڑے فخریہ انداز میں جواب دیا کہ سولہ طریقے سے۔ پھر انہوں نے مولانا بہاری علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ آپ کتنے طریقے سے بھرتے ہیں؟ مولانا نے بتایا کہ الحمد للہ! میں نقش مربع کو گیارہ سو باون طریقے سے بھرتا ہوں۔ شاہ صاحب سُن کر محو حیرت ہو گئے۔ اور پوچھا کہ مولانا آپ نے فن تکسیر کس سے سیکھا ہے؟ مولانا بہاری علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ حضور پر نور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز سے شاہ صاحب نے دریافت کیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نقش مربع کتنے طریقوں سے بھرتے تھے؟ مولانا بہاری نے جواب دیا دو ہزار تین سو طریقے سے۔ پھر تو شاہ صاحب نے ہمہ دانی کا کیڑا اپنے دماغ سے نکال باہر کیا۔[2]

تاریخ گوئی

فاضل بریلوی قدس سرہٗ کو فن تاریخ گوئی میں کمال حاصل تھا۔ اور لاتعداد تاریخیں آپ نے کہی ہیں۔ اگر ان تمام کو جمع کیا جائے تو ایک کتاب کی ضخامت ہو جائے۔ صرف چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں:۔

حضرت علامہ حسنین رضا فرماتے ہیں۔

فن تاریخ گوئی سے بعض جگہ خاص پیدائش اور خاص ہی وقت کے موقع پر کام لیا جاتا تھا۔ یہ فن بھی دنیا سے اُٹھ چلا تھا۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے اس کی طرف توجہ کی۔[3]

اور حضرت علامہ ملک العلماء علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

عالم الغیب والشہادہ علیم وخبیر جل جلالہ نے اپنی قدرت کاملہ سے اعلیٰ حضرت کو جملہ کمالات انسانی جو ایک ولی اللہ یکتائے زمانہ میں ہونے چاہیئں۔ بہ وجہ کمال جمع فرما دیا تھا۔ جس وصفِ کمال کو دیکھئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اسی میں تمام عمر صرف فرما کر اس کو حاصل فرمایا ہے۔ اور اس میں کمال پیدا کیا ہے۔ حالانکہ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے۔۔۔ ایک ادنیٰ توجہ سے زیادہ اس کی طرف کبھی صرف نہیں فرمائی۔ ازانجملہ تاریخ گوئی ہے اس میں وہ کمال اور ملکہ تھا کہ انسان جتنی دیر میں کوئی مفہوم لفظوں میں ادا کرتا ہے اعلیٰ حضرت اتنی ہی دیر میں بے تکلف تاریخی مادے اور جملے فرمایا کرتے تھے۔ جس کا بہت بڑا ثبوت حضور کی کتابوں میں اکثر و بیشتر کا تاریخی نام ہے۔

سید ایوب علی صاحب بریلوی بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کے پاس ہر جمعہ کے بعد ایک بڑا مجمع ہوتا تھا۔ جس میں لوگ مسائل دریافت کرتے اور اوراد و وظائف پوچھتے ایک بار ایک صاحب نے سوال کیا اسم اعظم میرے لئے کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ہر شخص کے لئے اسم اعظم جدا ہے اس کے بعد ہی ایک جانب سے نظر مبارک حاضرین پر ڈالی

---

[1] سوانح اعلیٰ حضرت ص ۸۸۔ [2] سیرت اعلیٰ حضرت ص ۱۷۱ [3] حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۶۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور ہر ایک سے بلا تکلف فرمایا کہ تمہارے لئے اسم اعظم یہ ہے، دوسرے کو فرمایا تمہارے لئے اسم اعظم یہ ہے۔ [۱]

آپ نے اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں بریلوی قدس سرہ المتوفی ۱۲۹۷ھ ؁۱۸۸۰ء کی تاریخ ولادت اور تاریخ وصال کے تاریخی مادے نکالے جو آپ کی تاریخ دانی کو واضح کرتے ہیں جو اس طرح ہے:

(۱) جَاءَ وَلِي نَقِيِ الثِّيَابِ عَلَى الثَّنَا (۲) بَرِيٌ مِنَ الْخَوْفِ وَالْكَلَفِ

۱۲ ھ ۴۶ — ۱۲ ھ ۴۶

(۳) رَضِيَ الْأَعْمَالِ بَهِيُّ الْمَكَانِ (۴) وَهُوَ أَجَلُّ مُحَقِّقِ الْأَفَاضِلِ

۱۲ ھ ۴۶ — ۱۲ ھ ۴۶

(۵) شهاب المدققين الاماثل (۶) قمر فی برج الشرف

۱۲ ھ ۴۶ — ۱۲ ھ ۴۶

(۷) افضل سباق العلما (۸) اقدم حذاق الکرما

۱۲ ھ ۴۶ — ۱۲ ھ ۴۶

اور تاریخ وصال

(۱) کان نهاية جمع العظماء (۲) خاتم اجلة الفقهاء (۳) امين الله في الارض ابدا

(۴) ان موتة العالم موتة العالم (۵) وفاة عالم الاسلام ثلمة في جمع الانام

(۶) خلل في باب العباد لا بند الى يوم القيام (۷) يا غفور (۸) كمل له ثوابك يوم النشور

(۹) امنحه جنة اعدت للمتقين (۱۰) صلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله واهله اجمعين [۲]

اس کے علاوہ بھی بے شمار تاریخی مادے ہیں جو بخوف طوالت ترک کیا جاتا ہے۔

تجدید ملت امام احمد رضا قدس سرہ کی پوری زندگی احیاء سنت اور تجدید ملت میں گزری آپ کے اندر وہ تمام خصوصیات اور نشانات پائے جاتے ہیں جو ایک مجدد کے اندر ہونی چاہیئے۔ آپ کے تجدیدی کارناموں کی پوری وضاحت تو آپ کی کتابوں سے ظاہر ہے اور ان تمام مجددین کی تعلیمات کے پیکر اور اخلاق سے مرصع ہیں۔ جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

پہلی صدی:۔ حضرت عمر بن عبد العزیز (م ۱۰۱ھ) حضرت امام محمد بن سیرین (م ۱۱۰ھ)

دوسری:۔ حضرت امام ابو سعید حسن بصری (م ۱۱۰ھ/۲۸) حضرت امام مالک بن انس (م ۱۷۹ھ)
حضرت امام محمد بن ادریس شافعی (م ۲۰۴ھ) حضرت امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم (م ۲۰۳ھ)
حضرت امام حسن بن زیاد، حضرت امام یحییٰ بن معین، حضرت امام محمد بن حسن شیبانی ۱۸۵ھ

---

[۱] سیرت اعلیٰ حضرت ص ۴۱۔
[۲] حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۴۱۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت اشہب مالکی، حضرت معروف کرخی م ۲۰۰ھ

تیسری صدی :۔ حضرت ابو الحسن اشعری م ۳۳۰ھ، حضرت امام احمد بن حنبل م ۲۴۱ھ، حضرت قاضی ابو العباس بن شریح شافعی، حضرت امام ابو الحسن علی بن عمر دار قطنی م ۳۰۶ھ۔ حضرت امام نسائی۔

چوتھی صدی :۔ حضرت امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی م ۳۲۱ھ۔ حضرت امام ابو حاتم رازی م ۳۲۷ھ۔

حضرت امام ابو بکر باقلانی۔ حضرت اسماعیل بن حماد جوہری لغوی م ۳۹۳ھ۔ حضرت ابو بکر محمد خوارزمی حنفی۔ حضرت ابو حامد اسفرائنی۔ حضرت امام ابو جعفر بن جریر طبری م ۳۱۰ھ۔

پانچویں صدی :۔ حضرت امام محمد بن محمد غزالی م ۵۰۵ھ۔ حضرت امام حسین بن محمد راغب اصفہانی م ۵۰۲ھ۔ حضرت امام ابو نعیم اصفہانی م ۴۳۰ھ۔ حضرت امام ابو الحسن احمد بن محمد بن الکبریٰ القدوری م ۴۲۸ھ۔ حضرت قاضی فخر الدین حنفی۔

چھٹی صدی :۔ حضرت امام فخر الدین ابو الفضل محمد بن عمر رازی م ۶۰۶ھ۔ حضرت امام عمر نسفی م ۵۳۷ھ۔ حضرت امام قاضی فخر الدین حسن منصور م ۵۹۲ھ۔ حضرت امام ابو محمد حسین بن منصور فراء م ۵۱۶ھ

ساتویں صدی :۔ شیخ المشائخ حضرت امام شہاب الدین سہروردی م ۶۳۲ھ۔ امام الاولیاء حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری م ۶۳۳ھ۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین محمد المعروف بہ ابن عربی م ۶۳۸ھ۔ حضرت امام ابو الفضل جمال الدین محمد بن منظور افریقی م ۷۱۱ھ۔ حضرت امام ابو الحسن عز الدین علی بن محمد المعروف بہ ابن اثیر م ۶۳۰ھ۔ حضرت امام تقی الدین بن دقیق العید۔

آٹھویں صدی :۔ حضرت علامہ عمر بن مسعود تفتازانی م ۷۹۲ھ۔ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی م ۷۲۵ھ۔ حضرت امام تاج الدین بن عطاء اللہ سکندری م ۷۰۹ھ۔ حضرت امام زین الدین عراقی۔ حضرت علامہ شمس الدین جزری۔

نویں صدی :۔ حضرت امام علامہ جلال الدین سیوطی شافعی م ۹۱۱ھ۔ حضرت امام شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی م ۹۰۲ھ۔ حضرت امام نور الدین علی بن احمد مصری سمہودی م ۹۱۱ھ۔ حضرت علامہ سید شریف علی بن محمد جرجانی م ۸۱۶ھ۔ حضرت امام محمد بن یوسف کرمانی م ۷۸۶ھ۔

دسویں صدی :۔ حضرت امام شہاب الدین ابو بکر احمد بن محمد خطیب قسطلانی م ۹۱۳ھ۔ حضرت امام محمد بن شربینی صاحب تفسیر سراج منیر م ۹۷۷ھ۔ حضرت علامہ شیخ محمد طاہر محدث پٹنی صاحب مجمع بحار الانوار م ۹۸۶ھ حضرت امام شہاب الدین رملی

گیارھویں صدی ۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی م ۱۰۵۲ھ۔ حضرت امام علی بن سلطان قاری م ۱۰۱۴ھ حضرت علامہ میر عبد الواحد بلگرامی صاحب سبع سنابل۔ مجدد الف ثانی۔ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی م ۱۰۳۴ھ

بارھویں صدی :۔ حضرت شیخ احمد ملا جیون م ۱۱۲۵ھ۔ حضرت امام ابو الحسن محمد بن عبد الہادی سندھی م ۱۱۳۸ھ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت محب اللہ بہاری م ۱۱۱۹ھ ۔ حضرت شیخ عبدالغنی نابلسی م ۱۱۴۳ھ ۔ حضرت شاہ کلیم اللہ چشتی م ۱۱۴۳ھ
حضرت شیخ غلام نقشبند لکھنوی۔ حضرت محی الدین اورنگ زیب سلطان عالمگیر م ۱۱۱۷ھ

تیرھویں صدی :۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی م ۱۲۳۹ھ بحرالعلوم حضرت علامہ عبدالعلی فرنگی محلی م ۱۲۲۶ھ ۔ حضرت شیخ احمد بن اسمٰعیل طحطاوی م ۱۲۲۶ھ حضرت شیخ احمد صاوی مالکی م ۱۲۴۱ھ

چودھویں صدی :۔ امام اہلسنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا قادری فاضل بریلوی م ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ [1]

مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے بموجب بے شک اللہ عزوجل اس اُمت کے لئے ہر صدی کے اختتام پر ایسا شخص بھیجے گا جو اُمت کے لئے اس کا دین تازہ کرے گا۔

امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے احقاق حق اور ابطال باطل میں وہ نمایا کارنامہ انجام دیا ہے کہ اسلامی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ چنانچہ علامہ یٰسین اختر مصباحی مدظلہ العالی فرماتے ہیں :

"فرق باطلہ اور گمراہ کن افکار و تحریکات کی بیخ کنی میں آپ نے جس دینی جوش و خروش، ایمانی غیرت و حمیت اور ملّی سرگرمی و حرارت کا ثبوت دیا اس کی مثال ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں مشکل ہی سے ملے گی۔" [2]

رفض اہلسنت اور روافض کے اختلاف کا آغاز عہد صحابہ ہی میں ہو چکا تھا۔ رفتہ رفتہ اس میں شدت پیدا ہوئی اور روافض نے اعمال و عقائد ہر چیز میں اپنا الگ تشخص قائم کیا۔ ہندوستان کے اندر بھی ان کی اچھی خاصی تعداد ہے۔ دور اخیر میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے ان کے رد میں "تحفۂ اثنا عشریہ" جیسی عظیم الشان کتاب لکھی جواب تک لاجواب ہے۔ امام اہلسنت فاضل بریلوی نے بھی اتباع سلف میں ان کی پر زور تردید فرمائی۔ اور "ردالرفضہ" جیسی کتاب ان کے خلاف تصنیف فرمائی جو اپنے اختصار کے باوجود نہایت جامع ہے جس میں فرماتے ہیں۔

"روافض زمانہ تو ہرگز صرف تبرائی نہیں بلکہ یہ تبرائی علی العموم منکران ضروریات دین اور باجماع مسلمین یقیناً کفار مرتدین ہیں یہاں تک کہ علماء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ جو انہیں کافر نہ جانے خود کافر ہے۔ بہت سے عقائد کفریہ کے علاوہ دو کفر صریح میں ان کے عالم جاہل مرد عورت چھوٹے بڑے سب بالاتفاق گرفتار ہیں۔

کفر اول :۔ قرآن عظیم کو ناقص بتاتے ہیں، کوئی کہتا ہے اس میں کچھ سورتیں گھٹا دی گئیں ہیں، کوئی کہتا ہے کچھ آیتیں کم کر دی گئیں ہیں، کوئی کہتا ہے کچھ لفظ بدل دیئے یہ نقص و تبدیل اگرچہ یقیناً ثابت نہیں محتمل ضرور ہے۔ اور کسی طرح قرآن میں تصرف بشری ماننے والا بالاجماع کافر و مرتد ہے۔ الخ

کفر دوم :۔ ان کا ہر متنفس سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و دیگر ائمہ طاہرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حضرات عالیات انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والتحیات سے افضل بتاتا ہے اور جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل کہے باجماع مسلمین کافر بیدین ہے۔ [3]

---

[1] امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات ص ۲۴۲ / ۲۴۴
[2] ایضاً۔ ایضاً۔ ص ۲۴۶
[3] ایضاً ایضاً ص ۲۵۸ / ۲۵۹

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

قادیانیت : قادیان پنجاب میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام تھا مرزا غلام احمد۔ چونکہ ازلی شقاوت وبدبختی اس کی قسمت میں لکھی تھی۔ اس لئے ۱۸۹۱ء میں اس نے حیات مسیح علیہ السلام کا انکار کرتے ہوئے خود ہی مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور ۱۹۰۰ء میں ختم نبوت کے عقیدے کو لغو وباطل کہہ کر خود نبی بن بیٹھا۔ چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے:

"یہ کس قدر لغو و باطل عقیدہ ہے کہ یہ خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا ہے [1]"

فاضل بریلوی نے انکار ختم نبوت کی زبردست تردید فرمائی اور کتاب وسنّت کی روشنی میں عقیدۂ ختم نبوت کا اثبات کرتے ہوئے اس موضوع کی ایک مشہور کتاب "جزاء اللہ عدوہ" میں رقم طراز ہیں:

بحمداللہ بیس احادیث علویہ کے علاوہ خاص مقصود محمود ختم نبوت پر ایک سو ایک حدیثیں ہیں۔ اور مع تذییلات ایک سو اٹھارہ جن میں نوے مرفوع ہیں اور ان کے رواۃ واصحاب اکثر صحابہ وتابعین، جن میں صرف گیارہ تابعی [2]۔

یہاں تک کہ علماء اہلسنّت کی قیادت اور مختلف جماعتوں کے تعاون سے، ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی (پاکستان) نے ۴ بجے دن میں قادیانیوں (ربوہ ولاہوری گروپ) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور ۸ بجے شب میں سینٹ نے اس کی توثیق کر دی۔

یہ تمام کاروائیاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے تعلیمات اور آپ کے تجدیدی کارناموں کی وجہ سے پایۂ تکمیل کو پہونچی اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء وتلامذہ نے قادیانیوں کو اسلام سے خارج کرکے عالم اسلام کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی۔

دو قومی نظریہ فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے مسلمانان ہند کی ایسی قیادت فرمائی ہے جو تاریخ عالم میں اپنی مثال آپ ہے۔ بڑے بڑے مسلم لیڈر ہندو مسلم اتحاد کے نعرے لگا رہے تھے، اور انگریزوں کو ملک سے بھگانے کی تحریک بڑے زور وشور پر چل رہی تھی۔ جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پروفیسر مسعود احمد پی، ایچ، ڈی، مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

"پہلی جنگ عظیم کے بعد تقریباً ۱۹۱۹ء میں ترکوں پر انگریزوں کے ظلم واستبداد کے خلاف تحریک خلافت کا آغاز ہوا اور پورے ملک میں انگریز حاکموں کے خلاف ایک شورش برپا ہوگئی [3]"

اور ماہنامہ تحریک دہلی کا تبصرہ بھی پڑھنے کے قابل ہے فرماتے ہیں۔

"اکبر نے جب ہندؤں کو محکوموں کے بجائے کاروبار حکومت کا شریک بنانا چاہا تو ہندؤں کو اسلامی معاشرت قبول کرنے کا مشورہ دینے کے بجائے خود ان کی معاشرت کے محاسن کو اپنایا۔ اس تحریک کے قائد شیخ مبارک اور ایکے

---

[1] ضمیمہ براہین احمدیہ جلد ۵، ص ۳۵۴۔
[2] امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات۔
[3] انوار رضا ص ۵۶۹۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

فرزندان ارجمند ابوالفضل اور فیضی تھے جنہیں راسخ العقیدہ مسلمان شاید مسلمان بھی تسلیم نہ کریں۔ اس تحریک نے بالآخر میر انیس کو جنم دیا جس نے کربلا کے ہیرو حضرت امام حسین کو صرف ہندوستانی اوصاف ہی نہیں بلکہ ہندوانہ اوصاف سے بھی متصف کر دیا کیا یہ ستم ظریفی نہیں کہ ہندو مسلم اتحاد کا جو بھی نعرہ بلند ہوتا ہے اس میں صرف مسلمانوں سے ہی اپنا طرز عمل بدلنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے کیا ان سے یہ مطالبہ کرنے کے بجائے کہ وہ ہندوستان کے بزرگوں کا احترام کریں ان کے بزرگوں کا احترام کر کے ایک مستحسن مثال قائم کرنا زیادہ مستحسن نہیں ہے۔" [1]

مولانا حسرت موہانی کا بیان پڑھئے۔

"۴ ۲ ر دسمبر ۱۹۴۶ء آج صبح سے ۱۰½ بجے تک ناشتہ خوری اور اخبار بینی سے فارغ ہو کر کل کے فیصلے کے مطابق ہم پانچ نمائندے رضوان اللہ، حسرت موہانی، ذاکر علی، فاروق، نفیس الحسن ۱۱ بجے کے قریب کارلٹن ہوٹل میں ابوالکلام صاحب سے بات چیت کرنے پہنچے مختصر گفتگو ہی کے دوران میں معلوم ہوگیا کہ میں نے جلسۂ مشاورت میں جو بدگمانی مولانا ابوالکلام کی نیت کے متعلق ظاہر کی تھی وہ خود ان کی زبانی بھی محقق ہوگئی۔ انہوں نے صاف اقرار کیا کہ آج کی کانفرنس کا صرف ایک مقصد ہے۔ وہ یہ کہ تمام مسلم ادارے سیاسی حیثیت سے ختم ہوں۔ کل فرقہ وارانہ جماعتیں کانگریس میں مدغم ہو جائیں۔ اس پر ہم لوگ یہ کہہ کر چلے آئے، تو ہم لوگوں کی شرکت بالکل بے کار ثابت ہوگی۔ دوران گفتگو میں چلتے چلتے میں نے ایک فقرہ ابوالکلام کے متعلق چست کر دیا۔ جس سے ان کی ساری کارستانیوں پر پانی پھر گیا اور جس سے وہ انتہادرجہ بھنائے میں نے کہا، ۱۸۵۷ء میں برٹش گورنمنٹ کی بدگمانیاں رفع کرنے کی غرض سے جس طرح سرسید نے مسلمانوں کو صرف تعلیمی اور سماجی امور پر زور دینے اور سیاسی وفاداری برطانیہ کی تلقین کی تھی بالکل اسی طرح، ۱۹۴۶ء میں آپ کانگریس کیساتھ مسلمانوں کو بلاشرط وفاداری سکھاتے ہیں اور اسلامی اداروں کو سماجی امور کے لئے محدود کر دینے کے درپے ہیں۔

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ [2]

ان شہادتوں سے بخوبی واضح ہوگیا کہ مسلمانوں کے لئے وہ دور نہایت ہی کس مپرسی کا دور تھا اور ہر چہار جانب سے لوگ مسلمانوں کو ہی بے وقوف بنانے اور غلط راستے پر گامزن کرنے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔ مگر فاضل بریلوی نے ایسے نازک دور میں ہماری قیادت کی اور اسلام کی روایت کو نافذ کرنے میں آپنے جہاد فرمایا اور دو قومی نظریہ کی بنیاد پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے۔ آپ کی اسی تحریک کا یہ اثر ہے کہ آج ہندوستان میں بفضلہٖ تعالیٰ قوم مسلم کا ایک نمایاں وقار ہے اور تاریخ اسلام میں خانقاہ بریلی شریف کا احترام و تقدس آج بھی قوم مسلم پر چھایا ہوا ہے۔

اس دور کی پالیسی پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب محمد نعیم الرحمٰن صاحب مقدمہ گاندھی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں!

"ہندو اور مسلم میں فرق اور مخالفت کے باوجود بھی ایسے مسلمان پیدا ہو ہی گئے۔ جنہوں نے ہندوؤں کی ہاں میں ہاں

---

[1] انوار رضا ص ۶۵۴۔
[2] ماہنامہ تحریک کا بیس سالہ انتخاب نمبر ص ۵۸/۵۹۔
[3] کلیات حسرت موہانی اشاعت سوم مقدمہ ص ۳۔ بحوالہ حسرت موہانی حیات اور کارنامے ص ۱۳۱/۱۳۲۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ملا کر کمال عقیدت مندی سے گاندھی جی کو وقت کا پیشوا اور ہندوستان کا امام تسلیم کر لیا۔ آب زمزم اور گنگا جل ایک ہو گئے۔ مسلم راہبروں اور بزرگوں نے اسلام کے اصول، مساوات اور اخوت پر فخر کے ساتھ عمل کرتے ہوئے ہندو نیتاؤں کو مسجدوں کے منبروں پر لے جا کر کھڑا کر دیا۔ بت خانے میں مرنے والوں کو کعبے میں جا گاڑا۔ انگریز بھی کانپ اٹھا۔ اور سمجھ گئے کہ کفر و ایمان کا یہ اتحاد بے پناہ ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان بزرگان ملت نے اسلام کو بت کا رام کیا۔ شیخ کی تسبیح ختم ہوئی اور اس کی نمازیں نذر برہمن ہو گئیں۔ گاندھی جی پہلے تو سب کے باپو تھے پھر حقیقت اور حق پرستی کی طریقت کے سالک بن کر مہاتما ہو گئے۔ اب تو سب ہی کو یقین ہو گیا کہ واقعی مہراج اور مہاجر کے حرف ایک ہی ہیں اور اگر ہندو مسلم آپس میں مل جائیں تو آزادی کے مل جانے میں کوئی شبہ نہیں رہنا چاہیئے۔[1]

فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے اس بھیانک صورت حال کو بھانپ لیا اور ایک طرف گاندھیائی تنظیم سے برسر پیکار ہوئے اور دوسری طرف ان مسلم لیڈروں کی خبر لی ہے، اور تحریک خلافت و ترک موالات کی تحریکوں کو واضح فرما کر قوم مسلم کو خبردار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

غرض ترک موالات میں افراط کی تو وہ کہ مجرد معاملت حرام قطعی اور تفریط کی تو یہ کہ ہندوؤں سے وِداد و اتحاد واجب بلکہ ان کی غلامی و انقیاد فرض بلکہ مدار ایمان فسبحٰن مقلّب القلوب والابصار۔ اوّل میں تحریم حلال کی۔ دوم میں تحلیل حرام۔ بلکہ افتراضِ حرام اور ان دونوں کے حکم ظاہر و طشت از بام۔

للہ انصاف! کیا یہاں اہل حق نے انگریزوں کو خوش کرنے کو معاذ اللہ مسلمان کو تباہ کرنے والا مسئلہ نکالا ہے یا اہلِ باطل نے مشرکین کو خوش کرنے کو صراحتہً کلام اللہ و احکام اللہ کو پاؤں کے نیچے مل ڈالا۔ مسلمانوں کو خدا لگتی کہنی چاہیئے۔ ہندوؤں کی غلامی سے چھڑانے کے جو فتوے اہلسنت نے دیے، کلام الٰہی بیان کئے یہ تو ان کے دھرم ہیں انگریز و نیچے خوش کرنے کو ہوئے۔ وہ جو پیر نیچر کے دور میں نصرانیت کی غلامی اوپچی تھی۔ جسے اب آدھی صدی کے بعد لیڈر رونے بیٹھے ہیں کیا اس کا رد علمائے اہلسنت نے نہ کیا وہ کس کو خوش کرنے کو تھا کیا بکثرت رسائل و مسائل ان کے رد میں نہ لکھے گئے۔[2]

کافروں، مشرکوں اور بدمذہبوں سے موالات اور اتحاد و وِداد کے خلاف آپ نے بڑی شدت کے ساتھ تنبیہ اور تہدید فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

عام مشرکین ہند کو لَمۡ یُقَاتِلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ کا مصداق ماننا ایمان کی آنکھ پر ٹھیکری رکھنا ہے۔ کیا وہ ہم سے دین پر نہ لڑے۔ کیا قربانی گاؤ پر ان کے سخت ظالمانہ فساد یاد نہ پڑ گئے۔ کیا کٹار پور۔ آرہ اور کہاں کہاں کے ناپاک وہولناک مظالم جو ابھی تازے ہیں دلوں سے محو ہو گئے۔ بے گناہ مسلمان نہایت سختی سے ذبح کئے گئے۔ مٹی کا تیل ڈال کر جلائے گئے۔ ناپاکوں نے پاک مسجدیں ڈھائیں۔ قرآن کریم کے پاک اوراق پھاڑے، جلائے اور ایسی ہی وہ

---

[1] مقدمہ گاندھی نامہ ص ع۔

[2] امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات ص ۳۳۵۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بانیں جن کا نام لئے کلیجہ منہ کو آئے۔ الا لعنۃ اللہ علی الظلمین۔ الا لعنۃ اللہ علی الظلمین۔ الا لعنۃ اللہ علی الظلمین۔
اب کوئی درد رسیدہ مسلمان ان لیڈروں سے یہ کہہ سکتا ہے یا نہیں کہ اے اسٹیجوں پر مسلمان بننے والو! ہمدردی اسلام کا ظاہری تانا بننے والو! کچھ حیا کا نام باقی ہے تو ہندوؤں کی گنگا میں ڈوب مرو۔

اسلام و مسلمین و مساجد و قرآن پر یہ ظلم توڑنے والے کیا یہی تمہارے بھائی، تمہارے چہیتے، تمہارے پیارے، تمہارے سردار، تمہارے پیشوا، تمہارے مددگار، تمہارے غمگسار مشرکین ہند نہیں جن کے ہاتھ آج تم بکے جاتے ہو، جنکی جے مناتے، جن کی غلامی کے گیت گاتے ہو۔ اف، اُف، اُف، تُف، تُف، تُف، اِنَّ اللّٰہ جامع المنافقین و الکفرین فی جھنم جمیعاً۔ اور بے ایمان اور پکا بے ایمان ہوگا وہ، جو واحد قہار کو یکسر پیٹھ دیکر کہے کہ یہ ملعون مظالم تو بعض بعض شہر کے بعض بعض کفار نے کئے اس سے سب تو قاتلوکم فی الدین نہیں ہوگئے۔۔ بدعقلو! بدمتو! کوئی قوم ساری کی ساری نہیں لڑتی، کفار زمانۂ رسالت جن کی نسبت حکم ہوا۔ فاقتلوھم حیث ثقفتموھم" انہیں جہاں پاؤ قتل کرو اور حکم ہوا۔ وقاتلو المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ۔ سب مشرکوں سے لڑو جیسے وہ سب تم سے لڑتے ہیں۔ کیا انکا ہر ہر فرد میدانِ جنگ میں آیا تھا[1]

اس قسم کے بے شمار اقوال سے آپ نے ایک قومی نظریہ کو باطل اور دو قومی نظریہ کی وضاحت فرمائی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے فاضل بریلوی نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قومی نظریہ کی بھرپور وضاحت کی اور بالکل وہی کام انجام دیا جس کام کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے انجام دیا تھا اگر اس وقت اکبر کے دین الٰہی اور ایک قومی نظریہ کی شدت سے مخالفت نہ کی گئی ہوتی تو آج ملک کا کچھ اور ہی نقشہ ہوتا بعینہٖ فاضل بریلوی نے اگر اس وقت ایک قومی نظریہ کی شدید مخالفت نہ کی ہوتی تو آج ملک کی سیاست کا کچھ اور ہی نقشہ ہوتا۔ اور علامہ اقبالؒ نے اس دور کی دورنگی چال کو بڑی بے باکی سے چاک کیا اور ایک غالی کانگریسی مولوی کی اس طرح گرفت فرمائی ہے

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ ‎ ‎ ‎ ‎ ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجمی ست
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است ‎ ‎ ‎ ‎ چہ بے خبر ز مقام محمد عربی ست
بمصطفٰی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ‎ ‎ ‎ ‎ اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

علامہ اقبال نے بڑے واضح الفاظ میں فرمایا کہ مسلمان کا رشتہ وطن سے اسی وقت تک ہے جب تک اس کا مذہب محفوظ ہے اور اگر مذہب پر خطرہ یا مذہب کی جڑ کٹتی ہے تو ایسے وطن سے مسلمان کا رشتہ نہیں رہ سکتا بلکہ ہر خطے کا مسلمان پہلے مسلمان ہے بعد میں ہندی، چینی، عربی، وغیرہ ہے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے والے کانگریسی مولوی کی ساری سیاست کا جنازہ نکال کر رکھ دیا۔ اور مقام محمدی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو پیش فرمایا۔

تحریک خلافت اور ترک موالات

فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے اپنے دور حیات میں بیشمار تحریکوں کو نیست و نابود کیا اور واضح الفاظ میں ان تمام تحریکوں کی مخالفت کی

---

[1] امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات ص ۳۳۶، ۳۳۷۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

جو مسلمانوں کے خلاف اور دین کے منافی تھی جیسرت ہوتی ہے کہ اتنی ساری تحریکیں اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ اپنی پوری قوت سے حق کو مٹانے کی نئی نئی تحریکیں ایجاد کر رہے تھے۔ مگر فاضل بریلوی کی دوررس نگاہیں ان تمام خرابیوں کو بھانپ لیتی ہیں اور اس کی ایسی تردید فرماتے ہیں کہ باطل کے تمام تار و پود اکھڑ کر نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور حق ہی کی ہر لحاظ بر فتح و کامرانی ہوتی ہے۔ اس دور کے متعدد تحریکوں میں تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات نے بھی کافی شورش پیدا کی۔ جس کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے علامہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد، پی ایچ، ڈی فرماتے ہیں۔

"پہلی جنگ عظیم کے بعد تقریباً ۱۹۱۹ء میں ترکوں پر انگریزوں کے ظلم و استبداد کے خلاف تحریک خلافت کا آغاز ہوا اور پورے ملک میں انگریز حاکموں کے خلاف ایک شورش برپا ہوگئی۔ ممکن ہے کہ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اور مسلمانوں کی فطری جذبات کے پیش نظر مسٹر گاندھی نے کانگریس کی طرف سے ۱۹۲۰ء میں ترک موالات کا اعلان کیا ہو تحریک خلافت اور ترک موالات دونوں کی مشترکہ اساس انگریزوں کی مخالفت و مقاطعت تھی۔ چنانچہ اس متحدہ و مشترکہ مقصد کی وجہ سے یہ دونوں تحریکیں ایک دوسرے کے قریب آ گئیں اور ایک دوسری صورت پیدا ہوگئی۔"[1]

تحریک خلافت میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، حکیم اجمل خاں، ڈاکٹر انصاری، مولانا ظفر علی، مولانا حسرت علی موہانی وغیرہ مشاہیر ہند شامل تھے۔

فاضل بریلوی اہلسنت و جماعت کے مقتدا و پیشوا تھے اس لئے علی برادران خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ سے حمایت کے طلب گار ہوئے تا کہ ان کی یہ تحریک زوردار اور وزنی ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ آپ ہماری تحریک خلافت کا بھرپور ساتھ دیں۔ جس کے جواب میں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا:

"مولانا میری اور آپ کی سیاست میں فرق ہے۔ آپ ہندو مسلم اتحاد کے حامی ہیں، میں مخالف ہوں۔ جب اس جواب پر علی برادران کچھ کبیدہ خاطر ہوئے تو تالیف قلوب کے لئے مکرر ارشاد فرمایا:

مولانا! میں ملکی آزادی کا مخالف نہیں۔ ہندو مسلم اتحاد کا مخالف ہوں۔ اس جواب نے علی برادران کی ساری اسکیم کو فیل کر دیا کیونکہ فاضل بریلوی کو کسی طرح گوارہ نہ تھا کہ مسلمان جذبات میں عقل و ہوش کو کھو بیٹھیں اور ایک دشمن کو زیر کرنے کی فکر میں دوسرے دشمن کے شکار ہو جائیں۔ اور یہ اقدام آپ کا آپ کی ذہانت اور عظیم قدرت کا پتہ دیتا ہے اور بعد کے زمانے نے آپ کے اس موقف کو سچ کر دکھلایا اور رفتہ رفتہ حقائق سے پردے اٹھ رہے ہیں اور دیگر حلقوں میں بھی آپ کی مومنانہ بصیرت کے قائل ہو رہے ہیں۔

چنانچہ جماعت اسلامی ہند کا ترجمان ماہنامہ "الحسنات" رام پور لکھتا ہے:

"احمد رضا خاں کے آخری دور میں سیاست نے ایک نیا رخ اختیار کر لیا تھا ۱۳۳۸ھ ۱۹۱۹ء میں تحریک خلافت

---

[1] انوار رضا ص ۶۵۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کا آغاز ہوا۔ اور دوسرے ہی سال ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۰ء میں تحریک ترک موالات کا آغاز ہوا۔ احمد رضا خاں نے اس سے اختلاف کیا۔ اور ایک رسالہ المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنۃ (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) تحریر کیا۔ اس میں انہوں نے کفار و مشرکین سے اختلاف اور ان کے ساتھ سیاسی اتحاد کے خطرناک نتائج کا تذکرہ کیا ہے۔

ان کے معتقدین نے جماعت رضائے مصطفےٰ کے نام سے ایک تنظیم قائم کی جس کا دوسرا نام "جمہوریت اسلامیہ مرکزیہ" رکھا گیا، اس کے ایک اہم رکن اور بانی نعیم الدین مراد آبادی (۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء) تھے جو احمد رضا خاں کے خلیفہ تھے۔ ۔ ۔ ۔ سیاست کے اس نازک دور میں وہ جوش و خروش سے زیادہ سلامت روی کو مسلمانوں کے لئے مفید سمجھتے تھے [۱]

مولانا عبدالباری فرنگی محلی جو اس وقت تحریک خلافت کے قائد و سالار قافلہ تھے۔ ان کا ایک خطبۂ صدارت جس میں پندرہ سطریں اس موضوع سے متعلق تھیں جس میں انہوں نے کہا ہے کہ خلافت کے لئے شرط قرشیت صرف حضرت شوافع کے نزدیک ہے۔ اور بعض احناف کا کلام بھی ہے اس میں بھی تصریح نہیں۔

۷۵ وجوہ سے فاضل بریلوی نے اس کا رد فرمایا اور آخر کلام میں لکھا:

"امامت سے مراد اگر خلافت ہے جیسا کہ یہی ظاہر ہے۔ تو قطعاً مردود جس کا روشن بیان گذرا۔ اور اگر سلطنت مقصود تو حق ہے۔ مگر گزارش یہ ہے کہ جب مسئلہ یوں تھا اور بے شک تھا کہ متغلب کی بھی سلطنت صحیح اور اطاعت واجب تو کیا ضرورت تھی کہ خواہی نخواہی مسئلہ خلافت چھیڑا جائے اور اجماع صحابہ و ائمت اکھیڑا جائے۔ مذہب اہلسنت و جماعت ادھیڑا جائے۔

سلطان اسلام بلکہ اعظم سلاطین موجودۂ اسلام کی اعانت بقدر قدرت کیا واجب نہ تھی۔ بظاہر اس شق مسلمین و رد اجماع صحابہ و ائمہ دین و مخالفت مذہب اہلسنت و جماعت و موافقت خوارج وغیرہم اہل ضلالت تین فائدے سوچے۔

اولاً۔ در پردہ حمایت ترکوں سے مخالفت جس پر باعث وہابیہ و دیوبندیہ سے یارانہ و موافقت۔ وہابی و دیوبندی ترکوں کو ابوجہل کے برابر مشرک جانتے ہیں۔ جیسا کہ تمام اہلسنت کو یوں ہی مانتے ہیں۔ لہذا دل میں ان کے پکے دشمن ہیں۔ اور دوست کا دشمن اپنا دشمن۔ اس لئے ان کی حمایت اس آدانہ سے اٹھائی جس میں مخالفت پیدا ہو۔

ثانیاً۔ اپنے مخصوص دین اہلسنت سے بخار نکالنا۔ معلوم تھا کہ ترکو کچھ نہیں سکتے۔ نہ خود نہ وہ۔ خالی چیخ پکار کا نام حمایت رکھنا۔ اہل عقل و دین اول تو غوغائے بے ثمر کو خود ہی عبث جان کر صرف توجہ الی اللہ پر قانع رہیں گے اور اگر شاید شرکت چاہیں تو انھیں مذہب اہلسنت ہر شئے سے زیادہ عزیز ہے۔ مذہب ہی ان کے نزدیک چیز ہے۔ لہذا ایسے لفظ کی چلاّہٹ ڈالو جو خلاف مذہب اہلسنت ہو کہ وہ شریک ہوتے ہوں تو نہ ہوں تاکہ عوام ان سے بھڑکیں اور دیوبندیت و وہابیت کے پنجے جمیں۔

[۱] شخصیات نمبر سالنامہ ۱۹۷۹ء ص ۴۰۵۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ثالثاً۔ ترکوں کی حمایت تو محض دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اصل مقصود بغلامی ہنود و سوراج کی چکی ہے۔ بڑے بڑے لیڈروں نے جس کی تصریح کردی ہے۔ بھاری بھرکم خلافت کا نام لو۔ عوام بپھریں۔ چندہ خوب ملے اور گنگا وجمنا کی مقدس زمینیں آزاد کرانے کا کام ہے۔

اے پس روِ مشرکاں بزمزم نہ رسی
کیں رہ کہ تو میروی بہ گنگ وجمن ست

نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ۔

ترکی سلاطین پر رحمتیں ہوں۔ وہ خود اہلسنت تھے۔ اور ہیں۔ مخالفتِ مذہب انھیں کیونکر گوارہ ہوتی۔ انہوں نے خود خلافت شرعیہ کا دعویٰ نہ فرمایا۔ اپنے آپ کو سلطان ہی کہا۔ سلطان ہی کہلوایا۔ اس لحاظِ مذہب کی برکت نے انھیں وہ پیارا خطاب دلایا کہ امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین سے دلکشی میں کم نہ آیا۔ یعنی ”خادم الحرمین الشریفین“، کیا اُن القاب سے کام نہ چلتا جب تک مذہب واجماع اہلسنت پاؤں کے نیچے نہ کچلتا ہے۔ نعوذ باللّٰہ مالا یرضاہ۔[1]

اور مسٹر ابو الکلام آزاد کی تحریر کی بھی آپ نے گرفت فرمائی ہے اور قلم برداشتہ ۲۵ طریقوں سے خلافت کے سلسلے میں ان کے مسلک کا رد بلیغ فرمایا ہے:

”کسی پرچہ اخبار کی ایڈیٹری اور چیز ہے اور حدیث وفقہ کا سمجھنا اور۔ وہ مِن کا ترجمہ ”سے“ اور الیٰ کا ترجمہ ”تک“ کر لینے سے نہیں آتا۔ اگر ضمیر قریش کی طرف ہوتی تو اثنان کی جگہ احد فرمایا جاتا۔ یعنی جب تک ایک قریش بھی رہے جس طرح امام قرطبی وامام عینی وامام عسقلانی کے لفظ سُن چکے۔ اس کی تاویل آپ حسب عادت کہ قرآن کریم میں اپنی طرف سے اضافہ کر لیتے ہیں۔ حدیث میں یہ پخچر بڑھاتے کہ یعنی جب تک کہ ایک قریش خلافت کا اہل رہے دو کی اہلیت پر موقوف فرمانا کیا معنیٰ ہے کیا خلیفہ ایک وقت میں دو بھی ہو سکتے ہیں ہے ہرگز نہیں۔

ہاں! آدمیوں کی طرف ضمیر ہو تو ضرور دو کی ضرورت تھی۔ کہ خلافت حکومت ہے۔ اور حکومت کو کم سے کم دو درکار ایک حاکم ایک محکوم اب تو آپ نے جانا کہ مِنْهُمْ کی ضمیر قریش کی طرف پھیرنا کیسی سخت جہالت تھی۔[2]

اور پھر دوسری جگہ مسٹر آزاد کی گرفت اس طرح فرمائی ہے۔

”مسٹر نے یوہیں دوسری حدیث الائمۃ من قریش سے تشریع اُڑانے اور نری خبر بتانے کے لئے کیا کیا ڈوبتے سوار پکڑے ہیں لکھتے ہیں ص۶۳ صحیح بخاری کے ترجمۂ باب سے صاف واضح ہے کہ امام بخاری کا بھی مذہب یہی ہے۔ انہوں نے باب باندھا (الامراءُ مِن قُریش) قریش میں امارت وامراء۔ اس مضمون کا باب نہ باندھا کہ امارت ہمیشہ قریش ہی میں ہونی چاہیئے۔

سبحٰن اللّٰہ زہے مسٹری ولیڈری وایڈیٹری۔ امام بخاری کی عادت ہے کہ الفاظ حدیث ترجمۂ باب

---

[1] دوام العیش از امام احمد رضا ماخوذ امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات ص ۳۲۸/۳۳۰ و۔

[2] دوام العیش فی الائمۃ من قریش ص ۷۰۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کرتے ہیں نیز وہ الفاظ جو ان کی شرط پر نہ ہوں ترجمہ سے ان کا پتہ دیتے ہیں حدیث انھیں لفظوں سے تھی۔ انھیں سے باب باندھا۔ نیز یہ لفظ ان کی شرط پر نہ تھے۔ ترجمہ سے ان کا اشعار کیا اس سے یہ سمجھ لینا کہ امام بخاری کا یہ مذہب ہے اور اس پر یہ تحکم کہ صاف واضح ہے کس قدر جہل فاضح ہے۔[1]

اور ترک موالات کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی خدمت مبارکہ میں لاہور اور لائلپور سے ۱۹۲۰ء میں دو استفتاء یکے بعد دیگرے ارسال کئے گئے جس کا آپ نے مفصل جواب مرحمت فرمایا۔

پہلا سوال مولوی حاکم علی صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور نے ۱۴ صفر ۱۳۳۹ھ کو ارسال کیا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے؛

۲۰ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو اسلامیہ کالج لاہور کی جنرل کونسل کی کمیٹی میں مولانا ابوالکلام آزاد نے فرمایا کہ ترک موالات کے لئے ضروری ہے کہ سرکار برطانیہ سے جو امداد ملتی ہے، بند کی جائے اور یونیورسٹی سے کالج کا الحاق بھی ختم کیا جائے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا تو پھر ان دونوں صورتوں میں موالات کا ارتکاب ہوتا ہے۔

مولانا آزاد کے اس ارشاد سے کالج میں بے چینی پھیل گئی چنانچہ سائل مذکور مولوی حاکم علی صاحب نے مولانا آزاد کے اس قول کے متعلق دریافت کیا کہ از روئے شرع صحیح ہے یا نہیں؟۔

فاضل بریلوی نے جو جواب مرحمت فرمایا اس کے بعض نکات یہ ہیں؛

۱۔ موالات اور مجرد معاملات میں زمین وآسمان کا فرق ہے، دنیوی معاملات جس سے دین پر ضرر نہ ہو سوا مرتدین۔ کسی سے ممنوع نہیں۔ ذمی تو معاملات میں مثل مسلم ہے۔

۲۔ کتابیہ سے نکاح کرنا فی نفسہٖ حلال ہے۔ وہ صلح کی طرف جھکیں تو مصالحت کرنا ابھی ضروری ہے،

۳۔ یوں ہی ایک حد تک معاہدہ و موادعت کرنا بھی اور جو جائز عہد کر لیا ہے اس کی وفا فرض ہے، غدر حرام ہے۔

ترک موالات کی تحریک میں انگریزی مال خریدنا ناجائز نہ تھا البتہ ان کی چیزوں سے تمتع جائز تھا۔ مثلاً ڈاک، تار، ریل وغیرہ سے تمتع کو کسی نے ناجائز نہیں کیا۔ اس عجیب طرز عمل پر فاضل بریلوی اظہار حیرت فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"عجب کہ منقاطعت میں مال دینا حلال ہوا، لینا حرام، اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ریل، تار، ڈاک، ہمارے ہی ملک میں ہیں۔ ہمارے ہی روپے سے بنے ہیں۔ سبحان اللہ! امداد تعلیم کا روپیہ کیا انگلستان سے آتا ہے؟ وہ بھی تو یہیں کا ہے تو حاصل وہی ٹھہرا کہ منقاطعت میں اپنے مال سے نفع پہونچانا مشروع اور خود نفع لینا ممنوع۔ اس الٹی عقل کا کیا علاج ہے"[2]

فاضل بریلوی مسئلے کے تاریخی پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے بعض قائدین کی کوتاہ اندیشی اور خود غرضی کی ایک مثال بیان فرماتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ بعض قائدین نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر مسلمانوں کو افغانستان ہجرت کر جانے پر اکسایا تھا۔ بہت سے لوگ اس طرح برباد ہو گئے مگر قائدین میں سے کوئی نہ سرکا۔ اس بے وفائی کا ذکر کرتے ہوئے فاضل بریلوی فرماتے

---

[1] دوام العیش ص ۶۷
[2] انوار رضا ص ۱۸۴۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہیں۔!!

ہجرت کا غل مچایا اور اپنے آپ ایک نہ سرکا، جو ابھارنے میں آ گئے۔ ان مصیبت زدوں پر جو گزری، گزری یہ سب اپنے جور و دد بچوں میں چین سے رہے۔ ہر انگانہ پھٹکڑی اور ترک تعاون کیا۔ کسی لیڈر کے پاس زمینداری یا کسی قسم کی تجارت نہیں، نہ ان کا کوئی انگریزی ریاست میں غلام ہے پھر انھیں کیوں نہیں چھوڑتے ہ کیا واحد قہار نے نہ فرمایا:

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ [۱]

فاضل بریلوی ترک موالات کے مذہبی، تاریخی اور سیاسی پہلوں پر روشنی ڈالنے کے بعد اس کے معاشی و اقتصادی پہلو بھی اجاگر فرماتے ہیں۔ چنانچہ ترک موالات کے نتیجے میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جو اقتصادی عدم توازن متوقع تھا اس کی طرف اشارہ فرماتے ہیں؛

"اگر سب مسلمان زمینداریاں، تجارتیں، نوکریاں، تمام تعلقات یکسر چھوڑ دیں تو کیا تمہارے جگری خیر خواہ جملہ ہنود بھی ایسا ہی کریں گے ؟ اور تمہاری طرح نرے ننگے بھوکے رہ جائیں گے۔ ؟ حاشا ہرگز نہیں، نہ نہار نہیں اور جو دعوی کرے اس سے بڑھ کر کاذب نہیں۔ مکار نہیں۔ سچے ہو تو موازنہ دکھاؤ کہ ایک مسلمان نے ترک کی ہو تو ادھر پچاس ہندوؤں نے نوکری، تجارت، زمینداری چھوڑی ہو کہ یہاں مالی نسبت اتنی یا اس سے کم ہے۔ اگر نہیں دکھا سکتے تو کھل گیا کہ ؏

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا [۲]

اقتصادی و معاشی جائزے کے بعد فاضل بریلوی نفسیاتی تجزیہ بھی فرماتے ہیں اور اس سلسلے میں وہ رازہائے پنہانی وا شگاف فرماتے ہیں کہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:

"آؤ اب تمہیں قرآن عظیم کی تصدیق دکھائیں اور ان کی طرف سے اس میل اور میل کا راز بتائیں۔

دشمن اپنے دشمن کے لئے تین باتیں چاہتا ہے۔

۱۔ اوّل اس کی موت، کہ جھگڑا ہی ختم ہو۔

۲۔ دوم یہ نہ ہو تو اس کی جلاوطنی کہ اپنے پاس نہ رہے۔

۳۔ سوم یہ بھی نہ ہو سکے تو اخیر درجہ اس کی بے پری کہ عاجز بن کر رہے۔

مخالف نے یہ درجے ان پر طے کر دیئے اور ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں، خیر خواہی سمجھے جاتے ہیں۔

اوّلاً جہاد کے اشارے ہوئے۔ اس کا کھلا نتیجہ ہندوستان کے مسلمانوں کا فنا ہونا تھا

ثانیاً جب یہ نہ بنی، ہجرت کا بھرا کہ کسی طرح یہ دفع ہوں۔ ملک ہماری کبڈیاں کھیلنے کو رہ جائیں۔ یہ اپنی جائیدادیں کوڑیوں کے مول بیچیں یا یوں ہی چھوڑ جائیں بہر حال ہمارے ہاتھ آئیں۔ ان کی مساجد، مزاراتِ اولیاء ہماری پامالی کو رہ

---

[۱] ایضاً ص ۴۸۶۔
[۲] ایضاً ص ۴۸۷۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جائیں۔

ثالثاً۔ جب یہ بھی نہ بنی تو ترک موالات کا جھوٹا حیلہ کرکے ترک معاملات پر ابھارا ہے کہ نوکریاں چھوڑ دو، کسی کونسل کیٹی میں داخل نہ ہو، مال گزاری ٹیکس کچھ نہ دو، خطابات واپس کردو، امر اخیر تو صرف اس لئے ہے کہ ظاہراً نام کا دنیاوی اعزاز بھی کسی مسلمان کے لئے نہ رہے اور پہلے تین اس لئے کہ ہر صیغہ اور محکمے میں صرف ہنود رہ جائیں لہ

پوری وضاحت کے بعد حضرت علامہ پروفیسر محمد مسعود احمد قبلہ مدظلّہ العالی فرماتے ہیں۔

"خیال کی عظمت سے کس کو انکار ہے؟ قوموں کی آبادی و بربادی اس "خیال" کی کج روی و راست روی پر منحصر ہے۔ فاضل بریلوی نے غیر منقسم ہندوستان کے اس پرآشوب دور میں جب کہ متحدہ ہندوستان اور متحدہ ہندو مسلم قومیت کے نعرے بلند کئے جارہے تھے۔ اپنے اور بیگانوں کی ملامت کی پروا کئے بغیر بڑی جرأت و ہمت کے ساتھ ایک نیا خیال اور ایک نیا نظریہ پیش کیا۔ یہ وہ جذباتی دور تھا جب کہ انگریز کے حق میں بولنا اس کے خلاف بولنے سے کہیں زیادہ آسان نتھا" لہ

معاشی نکات

فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز غیر منقسم ہندوستان کے مسلمانوں کی اقتصادی زبوں حالی و معاشی بدحالی کو دور کرنے کے لئے اپنے رسالے "تدبیر فلاح و نجات و اصلاح" میں بڑے فکر انگیز اور ٹھوس نظریئے کو پیش فرمایا ہے۔ مذکورہ رسالہ ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء میں کلکتہ سے شائع ہوا۔ نکات یہ ہیں:

۱۔ ان امور کے علاوہ جن میں حکومت دخل انداز ہے، مسلمان اپنے معاملات باہم فیصلہ کریں تاکہ مقدمہ بازی میں جو کروڑوں روپے خرچ ہو رہے ہیں پس انداز ہوسکیں۔

۲۔ بمبئی، کلکتہ، رنگون، مدراس، حیدرآباد، دکن کے تونگر مسلمان اپنے بھائیوں کے لئے بینک کھولیں۔

۳۔ مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں۔

۴۔ علم دین کی ترویج و اشاعت کریں۔

بظاہر یہ چار نکات ہیں لیکن اس پر تاریخی اعتبار سے غور کیا جائے تو خوشحالی اور اقتصادیات و معاشیات کے موضوع پر آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ چنانچہ پروفیسر محمد رفیع اللّٰہ صدیقی ایم، اے کونسز، یونیورسٹی کینیڈا فرماتے ہیں۔

"یہ امر واقع ہے کہ علم اقتصادیات میں عوام اور حکومتوں کی دلچسپی کا آغاز ۱۹۲۹-۳۰ء کی عالمی سرد بازاری کی وجہ سے ہوا۔ کساد بازاری کو قابو پانے کے لئے کلاسیکی نظریات موجود تھے لیکن اس عظیم عالمی کساد بازاری نے ان نظریات کو باطل کردیا اور اس بات کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی کہ ایک ایسے نظریہ کی ضرورت ہے جو اس کساد بازاری پر قابو پانے میں مدد دے سکے۔ بالآخر ۱۹۳۶ء میں ایک انگریز ماہر اقتصادیات جے، ایم کینز ( ) نے اپنا مشہور زمانہ "نظریہ روزگار و آمدنی" پیش کیا جو اقتصادیات کے میدان میں ایک انقلاب کا سبب بنا۔ اس انقلابی

لہ انوار رضا ص ۸۷، ۸۸۔ لہ ایضاً ص ۸۸، ۸۹۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نظریہ نے حکومتوں کو اس قابل کر دیا کہ وہ اس عالمی سرد بازاری پر مکمل قابو پالیں۔ کینیز کو ان کی خدمات کے صلہ میں تاج برطانیہ نے "لارڈ" کے خطاب سے نوازا جو کسی انگریز کے لئے اعلیٰ ترین خطاب ہے اور باعثِ افتخار[1]"

مگر فاضل بریلوی نے اس نظریات کو ۱۹۱۲ء میں پیش فرمایا جو حیرت انگیز کے ساتھ فکر انگیز بھی ہے کہ نگاہ مردمومن نے ان جدید تقاضوں اور اقتصادی خوشحالی کی جھلک برسوں پہلے دکھادی تھی۔ کہ اگر ۱۹۱۲ء سے فاضل بریلوی کے نکات پر غور و فکر کیا جاتا اور صاحب حیثیت مسلمانانِ ہند اس پر عمل کرتے تو ہندوستانی مسلمانوں کی حیثیت معاشی اعتبار سے انتہائی مستحکم ہوتی۔

فاضل بریلوی نے بینک کی اہمیت اور اس کی افادیت پر ان کے فکر کا اظہار ۱۹۱۲ء میں فرمایا۔ یقیناً یہ حیرت انگیز بات ہے کہ اس دور میں اس کی اہمیت کا اندازہ کر لینا جس دور میں صرف چند بینک تھے اور اس کی وہ اہمیت نہ تھی جو آج ہے مگر مومن کی نگاہوں سے معاشیات کے مستقبل کے اس اہم ادارے کی اہمیت پوشیدہ نہ رہ سکی اور آپ نے مال دار مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے بھائیوں کے لئے بینک قائم کریں۔ اگر ۱۹۱۲ء میں دو چار سرمایہ دار فاضل بریلوی کی ہدایت پر عمل پیرا ہو جاتے تو مسلمانوں کا معاشی مستقبل بہت کچھ سنور جاتا اور اس کے اقتصادی نتائج نہ صرف برصغیر کے مسلمانوں کے لئے بلکہ مسلمانانِ عالم کے لئے بے حد خوشگوار ہوتے۔

فاضل بریلوی کا تیسرا نکتہ بھی معاشی اعتبار سے بہت اہم ہے۔ آپ مسلمانوں کو معاشی تحفظ دینا چاہتے تھے۔ روزگار اور تجارت کے میدان میں ہندو مسلمانوں سے بہت آگے تھے۔ بنیوں کی ذہنیت اور فطرت ہی یہ تھی کہ کس طرح زیادہ سے زیادہ روپیہ کمایا جائے۔ مسلمان کو اس میدان میں کوئی تجربہ نہ تھا۔ اور مسلمان تجارت کرنا بھی چاہتے تو اول تو ہندو اپنے مقابلے میں انھیں میدان سے بھگا دیتے تھے اور دوسرے اپنوں کی بے اعتنائی ان کا دل توڑ دیتی تھی۔ آپ پر یہ باتیں روزِ روشن کی طرح عیاں تھیں۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں۔ اگر مسلمانانِ ہند فاضل بریلوی کے ارشاد پر عمل کرتے تو اس کے اقتصادی نتائج کیا ہوتے ہ مسلمانوں کا پیسہ مسلمان دوکانداروں کے پاس جاتا۔ صنعت کار جب اشیاء کی پیداوار میں اضافہ کرتے تو یقیناً وہ بے روزگار مسلمان جو تلاش روزگار میں سرگرداں تھے۔ ملازمتیں حاصل کر لیتے اور معاشی میدان میں خوش حال ہو جاتے۔

فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے جہاں مسلمانوں کو پس اندازی، بینک کا قیام اور اپنی قوم کے علاوہ کسی سے کچھ نہ خریدیں، جیسے اہم نکات کی طرف نشاندہی فرمائی ہے۔ وہیں آپ نے مسلمانوں کو علم دین کی ترویج و اشاعت کا بھی مشورہ دیا ہے۔ کہ اگر مسلمان علم دین سے آراستہ ہوگا تو اس کی ترقی ہر اعتبار سے مضبوط اور مستحکم ہوگی۔

ان شواہد کے بعد ہر قاری پکار اٹھے گا کہ یقیناً آج پورے عالم اسلام کے پریشانیوں اور دکھوں کا علاج امام احمد رضا قدس سرہ کی ذات اور آپ کی تعلیمات کی اشاعت و احیاء ہے۔

انگریز اور اس کی عدالت سے نفرت

فاضل بریلوی قدس سرہٗ کو انگریز اور اس کی کچہری سے سخت نفرت تھی۔ چنانچہ مولانا حسنین رضا خاں تحریر فرماتے ہیں: کہ

[1] انوار رضا ص ۱۲۱۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اعلیٰ حضرت قبلہ انگریز اور اس کی کچہری سے سخت متنفر تھے۔ یہ بات عام طور پر بہت مشہور تھی۔ مخالفین کو اعلیٰ حضرت قبلہ کو پریشان کرنے کا یہی پہلو بہت پسند آیا۔ پہلے بریلی کے وہابیوں نے اعلیٰ حضرت قبلہ کے خلاف ایک وہابی طالب علم سے حَبْس بے جا کا دعویٰ دائر کرا دیا۔ اس وقت اکبر علی برادر حقیقی مولوی اشرف علی تھانوی بریلی کی چنگی میں سکریٹری تھا اس نے بھی خوب ہوا دی۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کی ہمدردی کے لیے صرف محمد فاروق صاحب کوتوال شہر تھے۔ ان کی ایک بات پر خدا نے مقدمہ بلا حاضری کچہری خارج کرا دیا۔[1]

اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ پیش آیا وہ ایک عینی شاہد سید الطاف علی بریلوی کی زبانی سنئے :۔

"اس طرح حضرت کا عہد تھا کہ وہ کبھی انگریز کی عدالت میں نہ جائیں گے۔ اس کا سب سے زیادہ مشہور واقعہ جو میرے مشاہدہ میں آیا۔ علمائے بدایوں سے نماز جمعہ کی اذان ثانی "درنزد ممبر یا صحن ممبر" کے مسئلے پر اختلاف تھا۔ جس بنا پر مقدمہ بازی تک نوبت پہونچی۔ اہل بدایوں مدعی تھے اور انہوں نے اپنے ہی شہر کی عدالت میں استغاثہ دائر کیا تھا۔ مولانا صاحب کے نام عدالت سے سمن آیا اس پر حاضر نہ ہوئے تو احتمال گرفتاری کی بنا پر ہزاروں ہزار عقیدت کیش مولانا صاحب کے دولت کدے پر جمع ہو گئے۔ نہ صرف جمع ہوئے بلکہ آس پڑوس کی سڑکوں اور گلیوں میں باقاعدہ ڈیرے ڈال دئے۔ رات دن اس عزم کے ساتھ چوکسی ہونے لگی کہ جب وہ سب جان قربان کر دیں گے تو قانون کے کارندے مولانا کو ہاتھ لگا سکیں گے ......

میرا خیال ہے کہ مولوی حشمت اللہ صاحب (بار ایٹ لاء) ہی کی کوشش سے مقدمہ مذکورہ اس طرح خارج ہو گیا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کی بات قائم رہی یعنی وہ ایک مرتبہ بھی حاضر عدالت نہ ہو سکے۔"[2]

مذکورہ شہادتوں سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ فاضل بریلوی کو انگریز اور اس کی عدالت سے سخت نفرت تھی اور اپنی دینی حمیت اور قرآنی اصول پر پورے اتر کر قرآن کے بتائے ہوئے اصول کے خلاف قدم نہ اٹھایا اور نہ ہی کسی غیر مذہب غیر قوم انگریز کے یہاں مدد کے لئے گئے جب کہ آپ کا فریق مخالف انگریزوں کا مستند وفادار نظر آتا ہے باوجود اس کے الٹے فاضل بریلوی پر الزام لگایا کہ وہ انگریزوں کو چاہتے تھے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد قبلہ مدظلہ فرماتے ہیں۔

کہا یہ جاتا ہے کہ امام احمد رضا انگریز کو چاہتے تھے۔ اس سے محبت کرتے تھے۔ اس کے اشاروں پر چلتے تھے۔ مگر شواہد کو کھنگالا گیا۔ اور حقائق کا مشاہدہ کیا گیا تو اس چاہت و محبت کا دور، دور پتا نہ ملا۔ ہاں جس نے الزام لگایا اس کا دامن داغدار نظر آیا اور جس پہ الزام لگایا وہ بے داغ نظر آیا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں حیرت کو حیرت ہے۔ ہر پہلو سے دیکھا انگریزوں کے ساتھ دوستی و محبت کی جھلک تک نظر نہ آئی۔"[3]

---

[1] حیات اعلیٰ حضرت ۱۰۲۔

[2] روزنامہ جنگ کراچی ۲۵ر جنوری ۱۹۷۹ء ماخوذ گناہ بے گناہی ص ۴۲ ر ۴۳۔

[3] گناہ بے گناہی ص ۳۲۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور جناب ڈاکٹر سید مطلوب حسین اس کی وجہ بیان کرتے ہیں جن وجوہات نے فاضل بریلوی پر یہ الزام لگایا فرماتے ہیں:

وہ لوگ جن کو دو قومی نظریئے کی بات پسند نہ تھی اور دعویٰ اسلامیان ہند کے مفاد کا کر رہے تھے۔ انہوں نے امام احمد رضا خاں کی صرف مخالفت ہی نہیں کی بلکہ انھیں بدنام کرنے کی کوشش بھی کی مشہور کیا گیا کہ احمد رضا خاں انگریزوں کے خیرخواہ ہیں۔ اور ان سے وظیفہ وصول کرتے ہیں۔ جذباتی دور تھا بات مشہور ہوگئی۔ تاریخ میں اس سے بڑا جھوٹ شاید کبھی نہیں بولا گیا ہوگا کیونکہ حقیقت اس کے قطعاً برعکس تھی[۱]

یونہی جناب سید الطاف علی بریلوی حقیقت حال کا اس طرح اظہار کرتے ہیں:

سیاسی نظریئے کے اعتبار سے حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بلاشبہ حریت پسند تھے۔ انگریز اور انگریزی حکومت سے دلی نفرت تھی۔ شمس العلماء قسم کے کسی خطاب وغیرہ کو حاصل کرنے کا ان کا یا ان کے صاحب زادگان مولانا حامد رضا خاں، مصطفےٰ رضا خاں صاحب کو کبھی تصور بھی نہ ہوا۔ والیانِ ریاست اور حکام وقت سے بھی قطعاً راہ ورسم نہ تھی[۲]

اور جناب پروفیسر سید محمد فاروق القادری فاضل بریلوی کے انگریزوں پر گرفت کو "مسلمانوں کا بھولا ہوا سبق" قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

برصغیر میں انگریز سامراج کے تسلط کے بعد خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں مکار انگریز دینی و دنیاوی تعلیم میں تفریق کے ذریعہ اس نازک رشتے اور والہانہ تعلق کو کمزور کرنے میں کامیاب نہ ہو جائے جو درحقیقت مسلم قوم کی متاع حیات ہے کہ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے فاضل بریلوی ایسی جامع الصفات شخصیت کو اس جذبے اور متاع کی حفاظت کے لئے مامور فرمایا۔ ان کے خلاف قسم قسم کی بہتان تراشیاں کی گئیں، غلط باتیں منسوب کی گئیں۔ مگر وہ اللہ کا بندہ بلاخوف لومۃ لائم اپنی راہ پر چلتا رہا تاآنکہ اس نے برصغیر کی غالب مسلم اکثریت کو اس کا بھولا ہوا سبق یاد دلا دیا۔"[۳]

حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کو انگریزوں سے سخت نفرت تھی، اس کی عدالت، حکومت، معاشرت، تعلیم غرض کہ انگریز کی ہر خو بو سے نفرت تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ نے کبھی اس کی حکومت کو تسلیم ہی نہیں کیا اور جب لفافہ پر ٹکٹ لگاتے تو ہمیشہ الٹا لگاتے اور کہتے کہ "میں نے جارج پنجم کا سر نیچا کر دیا" اور یہ بھی کہتے کہ جب اس کی حکومت کو تسلیم نہیں کرتا تو ان کی عدالت کیسے تسلیم کرلوں"، اس واقعہ سے اس کی پوری تصدیق ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دہلوی مدظلہ فرماتے ہیں:

حسنِ اتفاق کہ مقالہ کی تبییض کے دوران علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی (اسلام آباد) کے پروفیسر ابرار

---

[۱] معارف رضا کراچی ۱۹۸۵ء ص ۸۱/۸۲۔

[۲] معارف رضا کراچی ۱۹۸۶ء ص ۲۲۰۔

[۳] گناہ بے گناہی ص ۳۱۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

حسین صاحب کا خط آیا جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں۔

"کل ایک طالب علم نے اعلیٰ حضرت کے خط کا عکس بھیجا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے پتے تحریر کرنے کا انداز بڑا دلچسپ ہے۔ اور سیاسی نظریات کی ترجمانی کرتا ہے، پتہ تحریر کرتے ہوئے آپ نے ملکہ کا سر نیچے رکھا ہے یعنی اُلٹی طرف سے شروع کیا ہے[1]

ان تمام شواہد سے اس الزام کی پوری تصویر سامنے آجاتی ہے اور فاضل بریلوی بے داغ نظر آتے ہیں۔ مگر فریق مخالف پر یہ بات ثبوت کو پہنچا ہے۔

چنانچہ انگریزوں نے سید احمد بریلوی کی دعوت کی تھی[2] اور مدد کی تھی[3] مولوی اسماعیل دہلوی نے انگریزوں کے متعلق یہ اظہار خیال کیا۔ ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں[4]۔ اور مولوی اشرف علی تھانوی نے یہ فتویٰ دیا کہ۔

چونکہ قدیم سے مذہب اور قانون جملہ مسیحی لوگوں کا یہ ہے کہ کسی کی ملت و مذہب سے پرخاش اور مخالفت نہیں کرتے اور نہ کسی کی مذہبی آزادی میں دست اندازی کرتے ہیں اور اپنی رعایا کو ہر طرح سے امن و حفاظت میں رکھتے ہیں لہذا مسلمانوں کو ہندوستان میں جو ملوکہ و مقبوضہ اہل مسیح ہے۔ رہنا اور ان کا رعیت بننا درست ہے[5]۔

آخر میں صرف ایک شہادت پر اکتفا کرتا ہوں جو تحریک ترک موالات میں امام احمد رضا کے مخالفین میں شمار ہوتے تھے۔ یعنی سید محمد جعفر شاہ پھلواری فرماتے ہیں:۔

"ترک موالات کی تحریک جب تک زوروں پر رہی مجھے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ترک موالاتیوں نے ان کے متعلق مشہور کر رکھا تھا کہ نعوذ باللہ وہ سرکار برطانیہ کے وظیفہ یاب ایجنٹ ہیں اور تحریک ترک موالات کی مخالفت پر مامور ہیں۔ ..... دراصل ہر دور میں کسی کو بدنام کرنے کے لئے کوئی چلتا ہوا اصطلاحی لفظ اختیار کر لیا جاتا ہے جس کے تماشے میں اپنی زندگی میں بہت دیکھ چکا ہوں ...... اس قسم کی خبریں خواہ ایک فی صد بھی اپنے اندر صداقت نہ رکھتی ہوں لیکن عام لوگ کسی تحقیق کی ضرورت نہیں سمجھتے بلکہ کوئی ثبوت طلب کئے بغیر ایمان لے آتے ہیں۔ ایسے مواقع کے لئے یہ محاورہ بنا ہے۔ "کوا کان لے اُڑا"

تحریک ترک موالات کے جوش میں تحقیق کا ہوش نہ تھا اس لئے ایسی افواہوں کو غلط سمجھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی لیکن جیسے جیسے شعور آتا گیا، مذہبی تعصب اور تنگ دلی کا رنگ ہلکے سے ہلکا ہوتا گیا[6]

---

[1] گناہ بے گناہی ص۔ ۴۵۔ [2] مخزن احمدی ص ۶۷۔ [3] نقش حیات ج ۲ ص ۱۲/۱۳

[4] حیات طیبہ ص ۲۹۶۔ [5] اوراق گم گشتہ ص ۳۲۴۔ [6] گناہ بے گناہی ص ۱۷۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

روحانیات وتصوف

امام احمد رضا قدس سرہ کے تصوف وحکمت اور شریعت وطریقت سے متعلق خواجہ حسن نظامی کے تاثرات بھی بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ موصوف نے یہ تاثر فاضل بریلوی کی زندگی ہی میں پیش کیا تھا۔ جو ۱۹۱۵ء میں ہفت روزہ خطیب (دہلی) میں شائع ہوئے۔ تاثرات اس طرح ہیں۔

"بریلی کے مولانا احمد رضا خاں صاحب جن کو ان کے معتقد مجدد مائۃ حاضرہ کہتے ہیں درحقیقت طبقۂ صوفیائے کرام میں بہ اعتبار علمی حیثیت کے منصب مجدد کے مستحق ہیں انہوں نے ان مسائل اختلافی پر معرکہ کی کتابیں لکھی ہیں۔ جو سالہا سال سے فرقۂ وہابیہ کے زیر تحریر وتقریر تھیں۔ اور جن کے جوابات گروہ صوفیہ کی طرف سے کافی و شافی نہیں دیئے گئے تھے۔ ان کی تصنیفات وتالیفات کی ایک خاص شان اور خاص وضع ہے۔ یہ کتابیں بہت زیادہ تعداد میں ہیں۔ اور ایسی مدلل ہیں جن کو دیکھ کر لکھنے والے کے تبحرِ علمی کا جید سے جید مخالف کو اقرار کرنا پڑتا ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب جو کہتے ہیں، وہی کرتے ہیں اور یہ ایک ایسی خصلت ہے جس کی ہم سب کو پیروی کرنی چاہیئے۔ ان کے مخالف اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا کی تحریروں میں سختی بہت ہے اور بہت جلدی دوسروں پر کفر کا فتویٰ لگادیتے ہیں۔ مگر شاید ان لوگوں نے مولانا اسمٰعیل شہید اور ان کے حواریوں کی دل آزار کتابیں نہیں پڑھیں۔ جن کو سالہاسال صوفیائے کرام برداشت کرتے رہے۔ ان کتابوں میں جیسی سخت کلامی برتی گئی ہے۔ اس کے مقابلہ میں جہاں تک میرا خیال ہے مولانا احمد رضا خاںؒ صاحب نے اب تک بہت کم لکھا ہے۔
جماعت صوفیا علمی حیثیت سے مولانا موصوف کو اپنا بہادر صف شکن سیف اللہ سمجھتی ہے اور انصاف یہ ہے کہ بالکل جائز سمجھتی ہے۔"[1]

اور ڈاکٹر محی الدین الوائی جامعہ ازہر مصر (جو سلکا اہلحدیث ہیں) نے فاضل بریلوی کے تصوفانہ زندگی پر اس طرح خراجِ عقیدت پیش کیا۔

"احمد رضا بچپن ہی سے دنیاوی آرائشوں کی طرف ملتفت نہ تھے۔ لوگوں سے معاملات میں حلم تواضع بلند اخلاقی کے ساتھ پیش آتے تھے۔ ۱۲۹۴ھ میں آپ قطب زماں حضرت مولانا سید شاہ آلِ رسول رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ آپ کی علمی سرگرمیوں میں تصوف، اتقاء پرہیزگاری کے بہترین نمونے ہیں۔ جس کی بناء پر آپ بہت جلد سارے برصغیر میں مشہور ہوگئے اور آپ کے پاس نور ومعرفت کے پروانے ہر طرف سے آنے لگے"[2]

یونہی جناب اعجاز مدنی۔ ایم، اے ڈیپ، ایل بی لپ سائنس۔ برہانی کالج، بمبئی نے ایک طویل مضمون

---

[1] ہفت روزہ خطیب دہلی مورخہ ۲۲ / مارچ ۱۹۱۵ء ص ۳ / ۱، م ۱ / ۱، ج ۱ / ۱، ص ۱۱، ماخوذ امام احمد رضا نمبر ہفت روزہ ہجوم ص ۱۵۔

[2] انوار رضا ص ۸۷۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تعلیمات تصوف پر قلمبند کیا جس میں ایک جگہ فرماتے ہیں ۔

"اعلیٰ حضرت کی تعلیمات اور تصوف پر ان کے فکر انگیز ملفوظات بہت گہرے مطالعہ و مشاہدہ کی دین ہیں اس احتیاط و توازن کے ساتھ آپ نے کلمات حکمت فرمائے ہیں کہ ذرہ برابر تنقید کی گنجائش نہیں۔ اگر سالک صدق دل سے آپ کی راہ پر سفر اختیار کرے اور بزرگوں سے سچی نسبت پیدا کرے تو اس کی منزل اس دور ابتلاو آزمائش میں بھی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتی ہے"۔[1]

---

[1] ایضاً۔ ص ۱۳۴۲۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تصنیفات ۔ علوم وفنون کے ساتھ ساتھ فن تصوف ومسائل تصوف میں بھی بے شمار ہیں جن کا احاطہ مشکل ہے۔ جو آپ کے ہزار سے زائد کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں۔ اور خصوصیت سے یہ کتابیں تصوف وسلوک پر بڑی اہم ہیں۔ مقال العرفاء ۲۔کشف حقائق۔ ۳۔الیاقوتۃ الواسطہ۔ ۴۔انہار الانوار۔ ۵۔اظہار الانوار۔ میں یہاں پر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے فن تصوف سے جو اہم گوشے ہیں وہ حضرت علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ کی تازہ ترین تصنیف "امام احمد رضا اور تصوف" سے ہدیۂ ناظرین کر رہا ہوں۔

"کہا جاتا ہے کہ بغیر پیر کے فلاح نہیں۔ اور جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ ان دونوں باتوں سے متعلق افریقہ سے حاجی اسماعیل میاں نے سوال کیا اس کا جواب امام احمد رضا قدس سرہ نے جس بسط وتحقیق کے ساتھ لکھا ہے وہ خاص ان ہی کے قلم کا حصہ ہے۔ یہاں اس کا ایک عمدہ خلاصہ رقم کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:

ہاں اولیائے کرام کے ارشاد سے دونوں باتیں ثابت ہیں۔ اور عنقریب ہم ان دونوں کو قرآن عظیم سے استنباط کرینگے۔

یہ مقام بہت تفصیل وتوضیح چاہتا ہے۔

فاقول وباللہ التوفیق ۔ فلاح دو قسم ہے۔

اول ۔ انجام کار رستگاری اگرچہ معاذ اللہ سبقتِ عذاب کے بعد ہو۔ یہ عقیدہ اہل سنت ہیں ہر مسلمان کے لئے لازم۔ اور کسی کی بیعت ومریدی پر موقوف نہیں۔ اس کے واسطے صرف نبی کو مرشد جاننا بس ہے۔ بلکہ ابتدائے اسلام میں کسی دور دراز پہاڑ یا گمنام ٹاپو کے رہنے والے غافل، جن کو نبوت کی خبر ہی نہ پہونچی اور دنیا سے صرف توحید پر گئے بالآخر ان کے لئے بھی یہ فلاح ثابت۔

دوم ۔ کامل رستگاری، وبے عذاب دخول جنت ہو۔ اس کے دو پہلو ہیں۔ اول، وقوع۔ یہ مذہب اہلسنت میں محض مشیئت الٰہی پر ہے۔ جسے چاہے ایسی فلاح عطا فرمائے، اگرچہ لاکھوں کبائر کا مرتکب ہو۔ اور چاہے تو ایک گناہ صغیرہ پر گرفت کرے اگرچہ لاکھوں حسنات رکھتا ہو اگرچہ وہ ایسا کرے گا نہیں۔ بقولہ تعالیٰ۔ وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی۔ اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِ) یہ عدل ہے اور وہ فضل یغفر لمن یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ۔

دوم:۔ امید۔ یعنی انسان کے اعمال، افعال، اقوال، احوال ایسے ہوں کہ اگر انھیں پر خاتمہ ہو تو کرم الٰہی سے امید واثق ہو کر بلا عذاب داخل جنت کیا جائے یہی وہ فلاح ہے جس کی تلاش کا حکم ہے۔

یہ پھر دو قسم پر ہے ۔ اول فلاح ظاہر۔ حاشا، اس سے وہ مراد نہیں کہ نرے ظاہر داروں کو مطلوب، جن کی نظر صرف اعمال جوارح پر مقصور۔ ظاہر احکام شرع سے آراستہ اور معاصی سے منزہ کر لیا اور متقی ومفلح بن گئے۔ اگرچہ باطن ریا۔ عجب[2]۔ حسد[3]۔ کینہ[4]۔ تکبر[5]۔ حب مدح[6]۔ حب جاہ[7]۔ محبت دنیا[8]۔ حب شہرت[9]۔ تعظیم امرا[10]۔ تحقیر مساکین[11]۔ اتباع شہوات[12]۔ مداہنت[13]۔ کفران نعم[14]۔ حرص[15]۔ بخل[16]۔ طول امل[17]۔ سوئے ظن[18]۔ عناد حق[19]۔ اصرار باطل[20]۔ مکر[21]۔ غدر[22]۔ خیانت[23]۔ غفلت[24]۔ قسوت[25]۔ طمع[26]۔ تملق[27]۔ اعتماد خلق[28]۔ نسیان خالق[29]۔ نسیان موت[30]۔ جرأت علی اللہ[31]۔ نفاق[32]۔ اتباع شیطان[33]۔ بندگی نفس[34]۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

رغبت بطالت۔ کراہتِ عمل۔ قلّتِ خشیت۔ جزع۔ عدمِ خشوع۔ غضب للنفس۔ تساہل فی اللہ۔ وغیرہا مہلکاتِ آفات سے گندہ ہو رہا ہو۔

بلکہ فلاحِ ظاہر یہ کہ دل و بدن دونوں پر جتنے احکام الٰہیہ ہیں۔ سب بجالائے۔ نہ کسی کبیرہ کا ارتکاب کرے، نہ کسی صغیرہ پر مصر رہے، نفس کے خصائلِ ذمیمہ اگر دفع نہ ہوں تو معطّل رہیں ان پر کاربند نہ ہو۔ مثلاً دل میں بخل ہے تو نفس پر جبر کر کے ہاتھ کشادہ رکھے۔ حسد ہے تو محسود کی برائی نہ چاہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ کہ یہ جہادِ اکبر ہے۔ اور اس کے بعد بھی مؤاخذہ نہیں بلکہ اجرِ عظیم ہے۔

یہ فلاحِ تقویٰ ہے۔ آدمی اس سے سچّا متّقی ہوجاتا ہے۔ ہم نے فلاحِ ظاہر بایں معنیٰ کہا کہ اس میں جو کچھ کرنا، نہ کرنا ہے اس کے احکام ظاہر و واضح ہو چکے ہیں۔ قَدْ تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ

دوم: فلاحِ باطنی۔ کہ قلب و قالب رذائل سے متخلّی اور فضائل سے متحلّی کر کے بقایائے شرکِ خفی دل سے دور کئے جائیں یہاں تک کہ لامقصود الا اللہ۔ پھر لامشہود الا اللہ۔ پھر لاموجود الا اللہ متجلّی ہو۔ یعنی اولاً ارادۂ غیر سے خالی ہو۔ پھر غیر نظر سے معدوم۔ پھر حق حقیقت جلوہ فرمائے کہ وجود اس کے لئے ہے، باقی سب ظلال و پرتو۔ یہ منتہائے فلاح و فلاحِ احسان ہے۔ فلاحِ تقویٰ میں تو عذاب سے دوری اور جنّت کا چین تھا۔ اور فلاحِ احسان اس سے اعظم ہے۔ کہ عذاب کا کیا ذکر، کسی قسم کا اندیشہ و غم بھی ان کے پاس نہیں آتا۔ الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاھم یحزنون۔

بہرحال اس فلاح کے لئے (جس میں نجاتِ بے عذاب کی امید پہلے ہی سے پیدا ہو) ضرور پیر و مرشد کی حاجت ہے چاہے قسمِ اول کی ہو، یا دوم کی (یعنی فلاحِ ظاہر و فلاحِ تقویٰ ہو یا فلاحِ باطن و فلاحِ احسان ہو)

اقول: اب مرشد بھی دو قسم پر ہیں۔

اول عام۔ کہ کلام اللہ و کلام الرسول و کلام ائمہ شریعت و طریقت و کلام علمائے دین، اہل رشد و ہدایت ہے اسی سلسلۂ صحیحہ پر کہ عوام کا ہادی، کلام علماء۔ علما کا رہنما، کلام ائمہ۔ ائمہ کا مرشد، کلام رسول۔ رسول کا پیشوا، کلام اللہ جلّ و علا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم وسلّم۔

فلاحِ ظاہر ہو خواہ فلاحِ باطن اسے اس مرشد سے چارہ نہیں۔ جو اس سے جدا ہے بلاشبہ کافر ہے یا گمراہ۔ اور اس کی عبادت برباد و تباہ۔

دوم۔ خاص۔ کہ بندہ کسی عالمِ سنّی صحیح العقیدہ، صحیح الاعمال، جامع شرائطِ بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے۔ یہ مرشد خاص جسے پیر و شیخ کہتے ہیں پھر دو قسم پر ہے۔

اول: شیخِ اتصال: یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پرنور سید المرسلین، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم تک متّصل ہوجائے اس کے لئے چار شرطیں ہیں۔

ا۔ شیخ کا سلسلہ باتّصالِ صحیح حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم تک پہونچا ہو۔ بیچ میں منقطع نہ ہو کہ منقطع ذریعہ سے اتّصال ناممکن۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

۱۔ بعض لوگ بلا بیعت، محض بزعمِ وراثت، اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں یا (۲) بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی، بلا اذن مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

یا (۳) سلسلہ ہی وہ کہ قطع کر دیا گیا۔ اس میں فیض نہ رکھا گیا، لوگ براہ ہوس اس میں اذن و خلافت دیتے چلے آتے ہیں۔ یا (۴) سلسلہ فی نفسہ صحیح تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو بوجہ انتفائے بعض شرائط، قابل بیعت تھا۔ اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ میں منقطع ہے۔

ان صورتوں میں اس بیعت سے ہرگز اتصال حاصل نہ ہوگا۔ بیل سے دودھ۔ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی مت جدا ہے۔

۲۔ شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو۔ بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہونچے گا، نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک آج کل بہت بد دینوں بلکہ بے دینوں، حتّٰی کہ وہابیہ نے۔ کہ سرے سے منکر و دشمن اولیاء ہیں۔ بدکاری کے لئے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے۔ ہوشیار، خبردار۔ احتیاط، احتیاط ۔

اے بسا ابلیس آدم روے ہست

پس بہ ہر دستے نبا ید داد دست

۳۔ عالم ہو۔ اقول: علم فقہ اسی کی اپنی ضرورت کے قابل، کافی۔ اور لازم کہ عقائدِ اہلسنت سے پورا واقف، کفر و اسلام۔ ضلالت و ہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو۔ ورنہ آج بدمذہب نہیں کل ہو جائے گا ع

من لم یعرف الشر فیوما یقع فیہ

صدہا کلمات و حرکات ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے، اور جاہل براہ جہالت اس میں پڑ جاتے ہیں۔ اول تو خبر ہی نہیں ہوتی کہ ان سے قول یا فعلِ کفر صادر ہوا۔ اور بے اطلاع توبہ نا ممکن، تو مبتلا کے مبتلا ہی رہے۔ اور اگر کوئی خبر دے تو ایک سلیم الطبع جاہل ڈر بھی جائے، تو بہ بھی کرے مگر وہ جو سجادۂ مشیخت پر ہادی و مرشد بنے بیٹھے ہیں ان کی عظمت جو خود ان کے قلوب میں ہے کب قبول کرنے دے ۔ واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم

اور اگر ایسے ہی حق پرست ہوئے اور مانا تو کتنا ؟۔ اتنا کہ آپ توبہ کر لیں گے، قول و فعل کفر سے جو بیعت فسخ ہو گئی اب کسی کے ہاتھ پر بیعت کریں اور شجرہ اس جدید شیخ کے نام سے دیں۔ اگرچہ شیخ اول ہی کا خلیفہ ہو۔ یہ ان کا نفس کیونکر گوارا کرے۔ نہ اس پر راضی ہوں گے کہ آج سے سلسلہ بند کریں، مرید کرنا چھوڑ دیں۔ لاجرم، وہی سلسلہ کہ ٹوٹ چکا جاری رکھیں گے۔ لہٰذا۔ عالم عقائد ہونا لازم۔

۴۔ فاسق مُعلن نہ ہو۔ اقول: ۔ اس شرط پر حصولِ اتصال کا توقف نہیں کہ مجرد فسق باعثِ فسخ نہیں۔ مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب۔ دونوں کا اجتماع باطل۔

دوم۔ شیخ ایصال۔ کہ شرائطِ مذکورہ کے ساتھ مفاسدِ نفس۔ و مکائدِ شیطان۔ مصائدِ ہوا، سے آگاہ ہو۔ دوسرے کی تربیت جانتا ہو، اور اپنے متوسّل پر شفقتِ تامہ رکھتا ہو، کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے، ان کا علاج بتائے، جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں، حل فرمائے۔ نہ محض سالک ہو نہ نرا مجذوب۔ عوارف شریف میں فرمایا: یہ دونوں

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

قابل پیری نہیں۔ اقول:۔ اس لئے کہ اول خود ہنوز راہ میں ہے اور دوسرا طریقِ تربیت سے غافل۔
بلکہ مجذوب سالک ہو۔ یا سالک مجذوب۔ اور اول اولیٰ ہے۔ اقول: اس لئے کہ وہ مراد ہے اور یہ مرید۔ پھر بیعت بھی دو قسم ہے۔ اول بیعتِ برکت، کہ صرف تبرک کے لئے داخلِ سلسلہ ہو جانا۔ آج کل عام بیعتیں یہی ہیں۔ وہ بھی نیک نیتوں کی، ورنہ بہتوں کی بیعت دنیاوی اغراضِ فاسدہ کے لئے ہوتی ہے۔ وہ خارج از بحث ہیں
اس بیعت کے لئے شیخ اتصال کہ شرائطِ اربع کا جامع ہو بس ہے۔ اقول: بے کار یہ بھی نہیں۔ مفید اور بہت مفید، اور دنیا و آخرت میں بکار آمد ہے۔ محبوبانِ خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھ جانا، ان سے سلسلہ متصل ہو جانا فی نفسہ سعادت ہے۔

اولاً:۔ ان خاص خاص غلاموں، سالکان راہ سے اس امر میں مشابہت۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من تشبّہ بقوم فھو منھم۔ جو جس قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انھیں میں سے ہے۔

ثانیاً: ان غلامانِ خاص کے ساتھ ایک سلک میں منسلک ہونا۔ ع
بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس ست

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ ان کا رب عزوجل فرماتا ہے ھم القوم لا یشقیٰ بھم جلیسھم۔ وہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں رہتا۔

ثالثاً: محبوبانِ خدا آیۂ رحمت ہیں وہ اپنا نام لینے والے کو اپنا کر لیتے ہیں اور اس پر نظرِ رحمت رکھتے ہیں۔

بہجۃ الاسرار شریف میں ہے:

"سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی: اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو، اور اس نے نہ حضور کے دست مبارک پر بیعت کی ہو نہ حضور کا خرقہ پہنا ہو کیا وہ حضور کے مریدوں میں شمار ہوگا؟
فرمایا:۔ جو اپنے آپ کو میری طرف نسبت کرے اور اپنا نام میرے دفتر میں شامل کرے اللہ اسے قبول فرمائے گا، اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ دے گا، اور وہ میرے مریدوں کے زمرے میں ہے۔ الخ"

دوم۔ بیعتِ ارادت:۔ کہ اپنے ارادہ و اختیار سے یکسر باہر ہو کر اپنے آپ کو شیخ مرشد، ہادیٔ برحق، واصل بحق کے ہاتھوں میں بالکل سپرد کر دے۔ اسے مطلقاً اپنا حاکم و مالک و متصرف جانے، اس کے چلانے پر راہ سلوک چلے، کوئی قدم بے اس کی مرضی کے نہ رکھے۔ اس کے لئے اس کے بعض احکام، یا اپنی ذات میں خود اس کے کچھ کام، اگر اس کے نزدیک صحیح نہ معلوم ہوں انھیں افعالِ خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مثل سمجھے، اپنی عقل کا قصور جانے، اس کی کسی بات پر دل میں بھی اعتراض نہ لائے۔ اپنی ہر مشکل اس پر پیش کرے، غرض اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہے۔

یہ بیعتِ سالکین ہے اور یہی مقصودِ مشائخ مرشدین ہے۔ یہی اللہ عزوجل تک پہنچاتی ہے۔ یہی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لی ہے۔ جیسے سیدنا عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بایعنا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ وان لا ننازع الامر اھلہ

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی کہ ہر آسانی و دشواری ہر خوشی و ناگواری میں حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چون وچرا نہ کریں گے۔"

جب یہ اقسام معلوم ہولئے اب حکم مسئلہ کی طرف چلئے۔ مطلق فلاح کے لئے مرشد عام کی قطعاً ضرورت ہے۔ فلاح تقویٰ ہو یا فلاح احسان۔ اس مرشد سے جدا ہو کر ہرگز نہیں مل سکتی اگرچہ مرشدِ خاص رکھتا بلکہ خود مرشدِ خاص بنتا ہو۔

اقول: پھر اس سے جدائی دو طرح ہے: اول صرف عمل سے۔ جیسے کسی کبیرہ کا مرتکب، یا صغیرہ پر مصر۔ اور اس سے بدتر ہے۔ وہ جاہل کہ علما کی طرف رجوع ہی نہ لائے۔ اور اس سے بدتر وہ کہ باوجود جہل، ذی رائے نبے، احکام علماء میں اپنی رائے کو دخل دے، یا حکم کے خلاف اپنے یہاں کے باطل رواج پر اڑے، اور اسے حدیث وفقہ سے بتادیا جائے کہ یہ رواج بے اصل ہے جب بھی اس کو حق کہے۔

بہر حال یہ لوگ فلاح پر نہیں اور بعض، بعض سے زائد ہلاک میں ہیں۔ مگر صرف ترکِ عمل کے سبب نہ بے پیرا ہو۔ نہ اس کا پیر شیطان۔ جب کہ اولیا و علمائے دین کا سچے دل سے معتقد ہو، اگرچہ شامتِ نفس نافرمانی پر لائے کہ بیعت جس طرح باعتبار پیر خاص۔ دو قسم تھی یوں ہی باعتبار مرشدِ عام بھی۔ اگر اس کے حکم پر چلتا ہے، بیعت ارادت رکھتا ہے۔ ورنہ بیعت برکت سے خالی نہیں۔ کہ ایمان واعتقاد تو ہے۔ تو گنہگار سنّی اگر کسی پیر جامع شرائطِ اربعہ کا مرید ہے فبہا، ورنہ بوجہ حُسنِ اعتقاد، مرشدِ عام کے منتسبوں میں ہے۔ اگرچہ نافرمانی کے باعث فلاح پر نہیں۔

دوم۔ منکر ہو کر جدائی۔ مثلاً (۱) وہ ابلیسی مسخرے کہ علمائے دین پر ہنستے اور ان کے احکام کو لغو سمجھتے ہیں۔ انھیں میں ہیں وہ جھوٹے مدعیانِ فقر جو کہتے ہیں کہ عالموں، فقیروں کی سدا سے ہوتی آئی ہے۔ یہاں تک کہ بعض خبیثوں، صاحب سجادہ بلکہ قطب وقت بننے والوں کو یہ لفظ کہتے سنے گئے۔ کہ عالم کون ہے، سب پنڈت ہیں۔ عالم تو وہ ہو جو انبیائے بنی اسرائیل کے معجزے دکھائے۔

۲۔ وہ دہریے ملحد فقیر و ولی بننے والے کہ کہتے ہیں: شریعت راستہ ہے، ہم تو پہونچ گئے ہیں۔ راستے سے کیا کام۔ ان خبیثوں کا رد ہمارے رسالہ "مقالِ عرفا باعزازِ شرع وعلما" میں ہے۔

۳۔ وہ جاہل اجہل، یا ضال اضل کہ بے پڑھے، یا چند کتابیں پڑھ کر بزعمِ خود عالم بن کر ائمہ سے بے نیاز ہو بیٹھے۔ جیسا قرآن وحدیث ابوحنیفہ وشافعی سمجھتے تھے اپنے زعم میں یہ بھی سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی بہتر کہ انہوں نے قرآن وحدیث کے خلاف حکم دیئے۔ یہ ان کی غلطیاں نکال رہے ہیں۔ یہ گمراہ بددین غیر مقلدین ہوئے۔

۴۔ اس سے بدتر وہابیت کی اصل علّت کہ تقویۃ الایمان پر سر منڈا بیٹھے۔ اس کے مقابل قرآن وحدیث پس پشت پھینک دیئے۔ اللہ و رسول جلّ وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک اس ناپاک کتاب کے طور پر معاذ اللہ مشرک ٹھہریں۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور یہ اللہ و رسول کے پیٹھ دے کر اس کے مسائل پر ایمان لائیں۔

۵۔ ان سے بدتران میں کے دیوبندی کہ انہوں نے گنگوہی و نانوتوی و تھانوی اپنے احبار و رہبان کے کفر اسلام بنانے کے لئے اللہ و رسول کو سخت سے سخت گالیاں قبول کیں۔

۶۔ قادیانی۔ ۷۔ نیچیری ۸۔ چکڑالوی ۹۔ روافض ۱۰۔ خوارج ۱۱۔ نواصب ۱۲۔ معتزلہ وغیرہم۔

بالجملہ۔ جملہ مرتدین یا ضالین معاندین دین کہ سب مرشدِ عام کے مخالف و منکر ہیں بہ اشد ہالک ہیں۔ اور ان سب کا پیر یقیناً شیطان۔ اگرچہ بظاہر کسی کی بیعت کا نام لیں۔ بلکہ خود پیر و ولی و قطب بنیں۔

فلاح تقویٰ۔ اقول: اس کے لئے مرشدِ خاص کی ضرورت بایں معنیٰ نہیں کہ بے اس کے یہ فلاح مل ہی نہ سکے جیسا کہ اوپر گزرا۔ فلاح ظاہر ہے، اس کے احکام واضح ہیں۔ آدمی اپنے علم سے، یا علما سے پوچھ پوچھ کر متقی بن سکتا ہے۔ اعمال قلب میں اگرچہ بعض دقائق ہیں مگر محدود اور کتب ائمہ مثل امام ابو طالب مکی و امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہما میں مشروح تو بے بیعتِ خاص بھی اس کی راہ کشادہ، اس کا دروازہ مفتوح۔

یہ جب کہ اسی قدر پر اقتصار کرے تو ہم اوپر بیان کر آئے کہ غیر متقی سنی بھی بے پیرا نہیں۔ متقی کیوں کر بے پیرا، یا معاذ اللہ مرید شیطان ہو سکتا ہے، اگرچہ کسی خاص کے ہاتھ پر بیعت نہ کی ہو۔ کہ یہ جس راہ میں ہے اس میں مرشدِ عام کے سوا، مرشدِ خاص کی ضرورت ہی نہیں۔ تو جتنا پیر اسے درکار ہے، حاصل ہے۔

تو ادیبا کا قولِ دوم کہ: "جس کے لئے شیخ نہیں، اس کا شیخ شیطان ہے"۔ اس سے متعلق نہیں ہو سکتا۔ اور قول اول کہ: "بے پیر افلاح نہیں پاتا"، تو بداہۃً اس پر صادق نہیں۔ فلاحِ تقویٰ بلاشبہ فلاح ہے۔ اگرچہ فلاح احسان اس سے اعظم و اجل ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیاٰتکم وندخلکم مدخلاً کریماً۔

"اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچے تو ہم تمہاری برائیاں مٹا دیں گے اور تمہیں عزت والے مکان میں داخل فرمائیں گے۔"

یہ بلاشبہ فوز عظیم ہے۔ اقول: بات یہ ہے کہ تقویٰ عموماً ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ اور وہ اس فلاح یعنی عذاب سے رستگاری کے لئے بفضلِ الٰہی، حسبِ وعدۂ صادقہ کافی و وافی۔ احسان۔ یعنی سلوکِ راہِ ولایت۔ اعلیٰ درجے کا مطلوب و محبوب ہے۔ مگر اس کی طرح فرض نہیں ورنہ اولیاء کے سوا کہ ہر دورہ میں صرف ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوتے ہیں۔ باقی کروڑہا کروڑ مسلمان، ہزارہا علماء و صلحا سب معاذ اللہ تارکِ فرض و فساق ہوں اولیا نے بھی، کبھی اس راہ کی عام دعوت نہ دی۔ کروڑوں میں سے معدودے چند کو اس پر چلایا۔ اور اس کے طالبوں میں سے بھی جسے اس بار کے قابل نہ پایا، واپس فرمایا۔ فرض سے واپس کرنا کیوں کر ممکن تھا۔

"عوارف شریف میں ہے: خرقۂ تبرک ہر ایک کو دیا جا سکتا ہے۔ اور خرقۂ ارادت اسی کو دیا جائے گا۔ جو اس کا اہل ہو۔ نااہل سے اس راہ کے شرائط کا مطالبہ نہ کریں گے۔ صرف اتنا کہیں گے کہ شریعت کا پابند رہ۔ اور اولیاء کی صحبت اختیار کر کہ شاید اس کی برکت اسے خرقۂ ارادت کا اہل کر دے۔"

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تو ظاہر ہوا کہ اس کا ترک نافی فلاح نہیں۔ نہ کہ معاذ اللہ مرید شیطان کرے۔ اکابر علماء و ائمہ میں ہزارہا وہ گزرے جن سے یہ بیعت خاص ثابت نہیں۔ یا کی تو آخر عمر میں، بعد حصولِ مرتبۂ امامت، اور وہ بھی بیعتِ برکت۔ جیسے امام ابن حجر عسقلانی نے سیدی مدین قدس سرہٗ کے دستِ مبارک پر۔

اقول: ہاں جو اس کا ترک بوجہ انکار کرے، اسے باطل ولغو جانے وہ ضرور گمراہ و بے فلاح و مرید شیطان ہے جبکہ انکار مطلق ہو۔ اور اپنے اگر عصر و مصر میں کسی کو بیعت کے لئے کافی نہ جانے تو اس کا حکم اختلاف منشا سے مختلف ہوگا۔ اگر یہ اپنے تکبر کے باعث ہے تو اَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ۔ کیا جہنم میں متکبروں کا ٹھکانا نہیں۔ اور اگر بلاوجہ شرعی بدگمانی کے باعث سب کو نااہل جانے تو یہ بھی کبیرہ ہے۔ اور مرتکب کبیرہ مفلح نہیں۔ اور اگر ان میں وہ باتیں ہیں کہ اشتباہ میں ڈالتی ہیں اور یہ بہ نظرِ احتیاط بچتا ہے تو الزام نہیں۔ اِنَّ مِنَ الْحَزْمِ سُوْءَ الظَّنِّ۔ دَعْ مَا يَرِيبُكَ اِلٰى مَا لَا يَرِيبُكَ

فلاح احسانی کے لئے بے شک مرشدِ خاص کی حاجت ہے، اور وہ بھی شیخ ایصال کی۔ شیخ اتصال اس کے لئے کافی نہیں۔ اور اس کے ہاتھ پر بھی بیعت ارادت ہو، بیعتِ برکت یہاں بس نہیں۔

اس راہ میں وہ شدید باریکیاں، وہ سخت تاریکیاں ہیں کہ جب تک کامل مکمل اس راہ کے جملہ نشیب و فراز سے آگاہ و ماہر حل نہ کرے حل نہ ہوں گی۔ نہ کتب سلوک کا مطالعہ کام دے گا، بلکہ یہ دقائق، تقویٰ کی طرح محدود نہیں جن کا ضبط کتاب کر سکے۔

اور وہ پرانا دشمن، مکار پرفن ابلیس لعین ہر وقت ساتھ ہے۔ اگر بتانے والا، آنکھیں کھولنے والا، ہاتھ پکڑنے والا، مدد فرمانے والا ساتھ نہ ہو تو خدا جانے کس کھوہ میں گرائے۔ کس گھاٹی میں ہلاک کرے۔ ممکن کہ سلوک درکنار معاذ اللہ ایمان تک ہاتھ سے جائے۔

مرشد عام میں سب کچھ ہے۔ مافرّطنا فی الکتاب من شئ۔ ہم نے کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی۔ مگر احکام ظاہر عام لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ جس کے سبب عوام کو علماء، علماء کو ائمہ، ائمہ کو رسول کی طرف رجوع فرض ہوئی کہ فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ ذکر والوں سے پوچھو! اگر تم نہیں جانتے۔ یہی حکم یہاں بھی ہے۔ اور یہاں اھل الذکر وہ مرشدِ خاص بہ اوصافِ مذکورہ ہے۔

تو جو اس راہ میں قدم رکھے اور (۱) کسی کو پیر نہ بنائے۔ (۲) کسی مبتدع۔ (۳) کسی جاہل کا مرید ہو، جو پیر اتصال بھی نہیں۔ (۴) ایسے کا مرید ہو جو صرف پیر اتصال ہے، قابلِ ایصال نہیں۔ اور اس کے بھروسے پر یہ راہ طے کرنا چاہے۔ (۵) شیخ ایصال ہی کا مرید ہو مگر خود رائی برتے، اس کے احکام پر نہ چلے۔ تو یہ شخص اس فلاح کو نہ پہونچے گا۔ اور اس راہ میں ضرور اس کا پیر شیطان ہوگا جس سے دور نہیں کہ اسے اصل فلاح بلکہ نفس ایمان سے دور کر دے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

اقول: بلکہ اس کا نہ ہونا ہی تعجب ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ غلطی پڑے گی تو اسی قدر کہ اس راہ میں بہکے گا، یہ فرض نہ تھی۔ کہ اس کے نہ پانے سے اصل فلاح نہ رہے۔ نہیں نہیں، عَدُوِّ لعین تو دشمنِ ایمان ہے، وقت و موقع کا منتظر ہے، وہ کرشمے دکھاتا ہے جن سے عقائدِ ایمانی پر حرف آتا ہے۔ آدمی ایک بات سنے ہوئے ہے اور اب آنکھوں سے اس کے خلاف دیکھے تو کس قدر مشکل

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہے کہ اپنے مشاہدے کو غلط جانے، اور اسی اعتقاد پر جما رہے۔ حالانکہ لَیْسَ الخبر کالمعاینہ۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ پیر کامل کو چاہیے کہ ان شبہات کا کشف کرے۔

ثم اقول۔ غالب یہی ہے کہ بے پیر اس راہ کا چلنے والا ان آفتوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور گرگ شیطان اسے بے راعی کی بھیڑ پاکر نوالہ کر لیتا ہے۔ اگرچہ ممکن ہے کہ لاکھوں میں ایک ایسا ہو جسے جذب ربّانی کفایت وکفالت کرے اور بے توسطِ پیر اسے مکائدِ نفس و شیطان سے بچا کر نکال لے جائے۔ اس کے لئے مرشدِ عام، مرشد خاص کا کام دے گا، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے مرشدِ خاص ہوں گے کہ بے توسطِ نبی کوئی وصول ممکن نہیں۔ مگر یہ ہے تو نہایت نادر ہے۔ اور نادر کے لئے حکم نہیں ہوتا۔

ثم اقول:۔ بے مرشد خاص اس راہ میں قدم رکھنے والوں میں بڑا خوش نصیب وہ ہے کہ ریاضتیں، چلے، مجاہدے کرے اور اس پر اصلاً فتح باب نہ ہو، راہ ہی نہ کھلے جس کی دشواریاں پیش آئیں۔ یہ اپنی فلاح تقویٰ پر قائم رہے گا۔ دو شرط سے۔ ایک یہ کہ اس کا مجاہدہ اسے عجب نہ دلائے، اپنے آپ کو اوروں سے اچھا نہ سمجھنے لگے، ورنہ فلاحِ تقویٰ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ دوسرے یہ کہ عظیم محنتوں کے بعد محرومی کی تنگ دلی اسے کسی عظیم امر میں نہ ڈال دے کہ کوئی کلمہ سخت کہہ بیٹھے، یا دل سے منکر ہو جائے کہ اس وقت فلاح درکنار اس کا پیر شیطان ہو جائے گا۔

اور اگر اپنی تقصیر سمجھا اور تذلل و انکسار پر قائم رہا تو اس حکم سے مستثنیٰ رہے گا یوں کہ جب راہ نہ کھلی تو راہ چلا ہی نہیں، اور اس کے مثل ہوا جو فلاحِ تقویٰ پر مقتصر رہا۔

اقول: قرآن کریم کے لطائف نامتناہی ہیں۔ اس بیان سے آیۃ کریمہ:

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون کے مبارک جملوں کا حسنِ ترتیب واضح ہوا۔ یہ فلاحِ احسان کی طرف دعوت ہے۔ اس کے لئے تقویٰ شرط ہے تو اوّلاً اس کا حکم فرمایا کہ اتقوا اللہ۔ اب کہ تقویٰ پر قائم ہو کر راہِ احسان میں قدم رکھنا چاہتا ہے، اور یہ عادۃً بے وسیلۂ شیخ ناممکن ہے۔ لہٰذا دوسرے مرتبہ میں قبل سلوک تلاشِ پیر کو مقدم فرمایا کہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔ اس لئے کہ الرفیق ثم الطریق۔ اب کہ سامان مہیا ہو لیا، اصل مقصود کا حکم دیا کہ وجاھدوا فی سبیلہ اس کی راہ میں مجاہدہ کرو۔ لعلکم تفلحون۔ تاکہ فلاحِ احسان پاؤ۔

ثم اقول: یہاں سے ظاہر ہوا کہ اس راہ میں فلاح، وسیلہ پر موقوف۔ کہ اسے اس پر مرتّب فرمایا۔ تو ثابت ہوا کہ "یہاں بے پیر فلاح نہ پائے گا"، اور جب فلاح نہ پائے گا، خاسر ہوگا۔ تو حزب اللہ سے نہ ہوا حزب الشیطان سے ہوگا۔ کہ رب عزّوجل فرماتا ہے۔

الا ان حزب الشیطان ھم الخاسرون۔ سنتا ہے! شیطان ہی کا گروہ خاسر ہے۔ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون۔ سنتا ہے! اللہ ہی کا گروہ فلاح والا ہے۔ تو دوسرا جملہ بھی ثابت ہوا کہ: "بے پیرے کا پیر شیطان ہے" جس کا بیان ابھی گزرا۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ[1]

---

[1] فتاویٰ افریقہ سوال ۸۳، ۸/۴، ماخوذ امام احمد رضا اور تصوف ص ۱۰۷، ۱۱۹

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

وصال کے ایمان افروز واقعات

ملفوظ وصایا: پیارے بھائیو! لا ادری ما بقائی فیکم۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں۔ تین ہی وقت ہوتے ہیں بچپن، جوانی، بڑھاپا۔ بچپن گیا جوانی آئی، جوانی گئی بڑھاپا آیا۔ اب کون سا وقت آنے والا ہے۔ جس کا انتظار کیا جائے۔ ایک موت ہی باقی ہے۔ اللہ قادر ہے کہ ایسی ہزار مجلسیں عطا فرمائے اور آپ سب لوگ ہوں، میں ہوں اور میں آپ لوگوں کو سناتا رہوں مگر بظاہر اب اس کی اُمید نہیں۔

اس وقت میں دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو اللہ اور رسول (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اور دوسری خود میری

(۱) تم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو۔ بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکادیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں۔ ان سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبندی ہوئے رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے۔ غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا۔ یہ سب بھیڑیئے ہیں۔ تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔ حضور اقدس رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں۔ حضور سے صحابہ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے، ان سے ہم روشن ہوئے۔ اب ہم تم سے کہتے ہیں۔ یہ نور ہم سے لو۔ ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو۔ وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ، پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو۔ فوراً اس سے جدا ہو جاؤ۔ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ میں نے پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتایا ہے۔ اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندے کو کھڑا کر دے گا مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور تمہیں کیا بتائے۔ اس لئے ان باتوں کو خوب سن لو۔ حجۃ اللہ قائم ہو چکی۔ اب میں قبر سے اُٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہ آؤں گا۔ جس نے اسے سنا اور مانا قیامت کے دن اس کے لئے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا اس کے لئے ظلمت و ہلاک۔ یہ تو خدا و رسول کی وصیت ہے جو یہاں موجود ہیں سنیں اور مانیں اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اس سے آگاہ کریں۔

اور (۲) دوسری میری وصیت ہے:۔

آپ حضرات نے کبھی مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچنے دی۔ میرے کام آپ لوگوں نے خود کئے۔ مجھے نہ کرنے دیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب صاحبوں کو جزائے خیر دے مجھے آپ سب صاحبوں سے امید ہے کہ قبر میں بھی اپنی جانب سے کسی قسم کی تکلیف کے باعث نہ ہوں گے۔ میں نے تمام اہلسنت سے اپنے حقوق لوجہ اللہ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ لوگوں سے دست بستہ عرض ہے کہ مجھ سے جو کچھ آپ کے حقوق میں فروگزاشت ہوئی ہے وہ سب معاف کر دیں۔ اور حاضرین پر فرض ہے کہ جو حضرات یہاں موجود نہیں ان سے

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

میری معافی کرائیں۔[1]

ان مبارک وصایا نے مجمع پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر رو دیے۔

وصال شریف سے دو روز قبل چہار شنبہ کو بڑی شدت سے لرزہ ہوا۔ جناب بھائی حکیم حسین رضا خاں صاحب کو نبض دکھائی۔ بھائی صاحب قبلہ کو نبض نہ ملی۔ دریافت فرمایا نبض کی کیا حالت ہے؟ انہوں نے گھبراہٹ اور پریشانی میں عرض کیا ضعف کے سبب سے نہیں ملی۔ اس پر دریافت فرمایا: آج کیا دن ہے؟

لوگوں نے عرض کیا چہار شنبہ ہے۔ ارشاد فرمایا جمعہ پرسوں ہے۔ یہ فرما کر دیر تک حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھتے رہے شب پنجشنبہ میں اہل بیت نے چاہا کہ جاگیں، شاید کوئی ضرورت ہو۔ منع فرمایا۔ انہوں نے زیادہ اصرار کیا تو ارشاد فرمایا: انشاء اللہ یہ رات وہ رات نہیں ہے جو تمہارا خیال ہے۔ تم سب سو رہو۔

وصال کے روز ارشاد فرمایا: پچھلے جمعہ میں کرسی پر جانا ہوا۔ آج چارپائی پر جانا ہوگا۔ پھر فرمایا: میری وجہ سے نماز جمعہ میں تاخیر نہ کرنا۔

عالی جناب چودھری عبد الحمید خاں صاحب رئیس سہاور مصنف کنز الآخرۃ (جو اعلیٰ حضرت قبلہ کے عقیدت کیش مخلص ہیں) وصال شریف سے کچھ قبل ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ سے عرض کیا کہ حکیم عابد علی صاحب کوثر سیتاپور کے ایک پرانے طبیب ہیں۔ صحیح العقیدہ سنی اور فقیر دوست ہیں۔ میرے خیال سے انھیں بلا لیا جائے۔ ارشاد فرمایا کہ انسان آخری وقت تک تدبیر نہیں چھوڑتا اور یہ نہیں سمجھتا کہ اب تدبیر کا وقت نہیں رہا۔

جمعہ کے روز کچھ تناول نہ فرمایا۔ بھائی حکیم حسین رضا خاں صاحب حاضر خدمت تھے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کو خشک ڈکار آئی۔ ارشاد فرمایا:

خیال رہے معدہ خالی ہے ڈکار خشک آئی ہے۔ ۱ احتیاطاً وصال سے کچھ قبل چوکی پر تشریف لے گئے۔

جمعہ کے روز صبح سے سفر آخرت کی تیاریاں ہوتی رہیں۔ جائداد کے متعلق وقف نامہ کی تکمیل فرمائی۔ جائداد کی چوتھائی آمد مصرف خیر میں رکھی۔ باقی اپنے ورثاء پر بحصص شرعی وقف علی الاولاد فرمائی۔ پھر وصیت نامہ مرتب فرمایا۔[2]

شہید محبت کا سفر آخرت

آپ نے ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ جمعہ مبارکہ کو وصال سے دو گھنٹہ سترہ منٹ پیشتر تجہیز و تکفین وغیرہ سے متعلق ضروری وصایا جو چودہ اہم باتوں پر مشتمل ہے، قلمبند کرائے۔ عین اذان جمعہ میں ادھر حی الفلاح کی پکار سنی ادھر روح پر فتوح نے داعی الی اللہ کو لبیک کہا۔ فاضل جلیل حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب جنہوں نے اس الوداعی سفر کا روح پرور نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ تحریر فرماتے ہیں کہ فاضل بریلوی نے:

وصیت نامہ تحریر کرایا۔ وصال شریف تک کے تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد فرمایا۔ جب دو

۱ے ایمان افروز وصایا ص ۲۱/۲۲۔ ۲ے ایمان افروز وصایا ص ۲۴/۲۵۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بجنے میں ۴ منٹ باقی تھے۔ وقت پوچھا عرض کیا گیا۔ فرمایا گھڑی کھلی ہوئی سامنے رکھ دو۔ یکایک ارشاد فرمایا: تصاویر ہٹا دو۔ یہاں تصاویر کا کیا کام ہے، یہ خطرہ گزرتا تھا کہ خود ارشاد فرمایا: یہی کارڈ۔ لفافہ، روپیہ، پیسہ، پھر ذرا وقفہ سے برادر معظم حضرت مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب سے ارشاد فرمایا:

وضو کراؤ، قرآن عظیم لاؤ، ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ برادرم مولانا مصطفٰے رضا خاں صاحب سلمہ سے پھر ارشاد ہوا۔ اب بیٹھے کیا کر رہے ہو یٰسین شریف اور سورۂ رعد شریف تلاوت کرو اب عمر شریف سے چند منٹ رہ گئے ہیں حسب الحکم دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں ایسے حضور قلب اور تیقظ سے سین کہ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری نہ آئی یا سبقت زبانی سے زیر، زبر میں اس وقت فرق ہوا۔ خود تلاوت فرما کر بتا دی۔ سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے تمام وکمال، بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں، پھر کلمہ طیبہ پورا پڑھا۔ جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینہ پر دم آیا ادھر ہونٹوں کی حرکت و ذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرۂ مبارکہ پر ایک لمعہ نور کا چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح لمعانِ خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے اس کے غائب ہوتے ہی وہ جان نور جسم اطہر حضور سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔[1]

خود اسی زمانہ میں ارشاد فرمایا تھا، جنہیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں۔ وہ شوق دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا۔[2]

آخری تحریر ۲۵ر صفر ۱۳۴۰ھ روز جمعہ مبارکہ ۱۲ بج کر ۲۱ منٹ پر یہ دقتی وصایا قلمبند ہوئے۔ دستخط بقلم خود بحالت صحت وحواس واللہ شہید ولہ الحمد وصلے اللہ تعالیٰ وبارک وسلم۔ علی شفیع المذنبین، وآلہ الطیبین۔ وصحبہ المکرمین۔ وَابنہ وحزبہ اِلیٰ ابدَ الآبدین۔ آمین والحمد للہ رب العالمین۔[3]

تاریخ وصال آپ ۲۵ر صفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ر اکتوبر ۱۹۲۱ء بروز جمعہ مبارکہ بعمر ۶۸ر سال دو بجکر ۳۸ر منٹ پر محبوب حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا علیہ راجعون

قطعہ ہائے تاریخِ وصال اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ۔ از میر نذر علی دردؔ کوروی مرحوم

حافظ، محدث، منطقی، حاجی فقیہہ و متقی ؛ احمد رضا خاں مولوی کو آگیا حکمِ قضا
ہر سمت ہے شور و فغاں، ہر دل میں ہے دردِ نہاں ؛ ہے شامِ غم آگیں عیاں، ہر لب پہ ہے واحسرتا
تیغ اجل کا۔ کاٹ بھی۔ اے دردؔ دیدٔ صپ کا ہے ؛ ہیں بے سروپا۔ شرع ودیں، علم و کرم فضل ولقا
۱۳۴۰ھ

دیگر

دردؔ پئے رحلتِ احمد رضا ؛ گفت کہ الحق رضی اللہ عنہ
۱۳۴۰ھ

[1] ایضاً۔ ص ۲۹/۳۰ [2] ایضاً [3] ایمان افروز وصایا ص ۳۰/۳۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

دیگر

جمعہ کا دن ملا اور ماہ صفر ؛ رنگ لائی ہے یہ نسبت قادری
ہاتف غیب نے درد یہ دی صدا ؛ مصلح احمد رضا ادخلی جنتی

۱۳۴۰ھ

دیگر

افسوس ہے۔ افسوس ہے ؛ بے مثل عالم اُٹھ گیا
اے درد سال وصل ہے ؛ مقبول حق احمد رضاؔ

۱۳۴۰ھ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ اپنی تاریخ وصال کی خبر دیتے ہوئے آپ نے اپنے قلم حق رقم سے یہ آیت کریمہ تحریر فرمائی۔

ویطاف علیھم بآنیۃٍ من فضۃٍ و اکواب ؕ
خدام چاندی کے کٹورے اور گلاس لئے اُن کو گھیرے ہیں

۱۳ ھجـ ۴۰

غسل شریف آپکے غسل شریف میں علمائے عظام، سادات کرام اور حفاظ شریک تھے۔ جناب سیّد اظہر علی صاحب نے لحد کھودی، جناب حضرت مولانا امجد علی علیہ الرحمہ نے حسب وصیت شریف غسل دیا۔ اور جناب حافظ امیر حسن صاحب مرادآبادی نے مدد دی۔ مولانا سیّد سلیمان اشرف صاحب اور سیّد محمود جان صاحب اور سیّد ممتاز علی صاحب و جناب مولانا محمد رضا خاں صاحب نے پانی ڈالا۔ اور جناب حکیم رضا خاں صاحب، جناب لیاقت علی خاں صاحب رضوی اور منشی فدا یار خاں صاحب رضوی پانی دینے میں مصروف رہے۔

تجہیز و تکفین سیدی حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب قدس سرہٗ علاوہ دیگر خدمات کے وصیت نامہ کی دعا بھی لوگوں کو یاد کراتے رہے۔ حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ نے مواد سجود پر کافور لگایا۔

حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولینا سیّد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ نے کفن شریف بچھایا۔ الغرض غسل و تکفین سے فراغت حاصل ہونے پر عورتوں کو زیارت کا موقع دیا گیا۔ گھر میں عورتوں کی اور باہر مردوں کی بیحد کثرت تھی۔ ایسا جوش کبھی نہ دیکھا کاندھا دینے کی آرزو میں آدمی پر آدمی گرتا تھا۔ وجد و شوق نے لوگوں کو از حد خود رفتہ و بے خود بنا دیا تھا۔ جو جنازہ تک پہنچ گئے وہ ہٹنے کا نام نہ لیتے تھے۔ وہابی، رافضی، نیچری حتیٰ کہ گاندھوی تک بکثرت موجود تھے۔ ایک رافضی المذہب انتہائی

سہ معارف رضا ۱۹۸۳ء ص ۳۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کوشش اور پوری قوت صرف کرکے جنازہ تک پہنچا۔ اسے ایک سنّی نے کہہ کر ہٹا دیا کہ مدت العمر اعلیٰحضرت کو تم لوگوں سے نفرت رہی۔ میں جنازہ کو کاندھا نہ دینے دونگا۔ اُس نے کہا کہ بھائی اب مجھے یہ کہاں ملیں گے۔ للّٰہ اب نہ روکو۔

نمازِ جنازہ، جنازہ ہر وقت کم از کم بیس کاندھوں پر رہا۔ شہر میں کسی جگہ نماز کی گنجائش نہ تھی۔ عیدگاہ میں نمازِ جنازہ ہوئی نمازِ جنازہ صدر الشریعہ استاذ العلماء حضرت مولانا امجد علی رضوی مصنف بہارِ شریعت نے پڑھائی۔ پہلے سے عیدگاہ کے کسی معین راستہ کا اعلان نہ تھا مگر دو رویہ چھتیں عورتوں سے اور راستے مردوں سے بھرے ہوئے منتظر تھے کہ امام اہلسنّت، مجدد اعظم کا یہ آخری جلوس ہے لاؤ نظارہ کرلیں۔ بعد نماز عیدگاہ میں زیارت کرائی گئی اور واپسی پر تمام راہ میں لوگوں نے دل کھول کر زیارت کی۔ حسبِ وصیت "کروڑوں درود" والی نظم نعت خواں پڑھ رہے تھے [1]

مزارِ مقدس: آپ کا مزار پر انوار خانقاہ بریلی شریف انڈیا۔ محلہ سوداگران رضا نگر میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

اولاد امجاد

حضور اعلیٰ حضرت کی شادی جناب شیخ فضل حسین صاحب کی بڑی صاحبزادی ارشاد بیگم کے ساتھ ۱۲۹۱ھ میں یہ شادی مسلمانان عالم کے لئے ایک شرعی نمونہ تھی۔ جن سے آپ کے کل سات اولاد امجاد تھے۔ جن میں پانچ صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے۔ دونوں صاحبزادے۔ اوّل حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں۔ دوم سیدی مرشدی مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں مفتی اعظم قدس سرہما جن کے تفصیلی حالات آپ آگے ملاحظہ فرمائیں گے۔

مشاہیر خلفاء

(۱) صدر الشریعہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی بن حکیم مولانا جمال الدین بن مولانا خدا بخش بن مولانا خیر الدین محلہ کریم الدین گھوسی ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم دادا سے حاصل کیں اور درس نظامی کے مبادیات رشتے کے بڑے بھائی مولانا محمد صدیق سے حاصل کئے۔ پھر انھیں کے مشورے سے مدرسہ حنفیہ جونپور میں مولانا ہدایت اللہ خاں قدس سرہ کی خدمت میں بلاواسطہ استفادہ درس شروع کیا۔ علوم وفنون کی تکمیل کے بعد مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہٗ کی خدمت میں مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں حاضر ہوکر درس حدیث لیا اور ۱۳۲۰ھ میں سند فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد حاذق الملک حکیم عبد الولی لکھنوی سے ۱۳۲۲ھ میں طب پڑھی ۱۳۲۳ تا ۱۳۲۴ھ محدث سورتی کے مدرسہ میں درس دیا ایک سال پٹنہ میں مطب کیا۔ مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ کو مدرسہ منظر اسلام کے لئے مدرس کی ضرورت ہوئی۔ محدث سورتی نے آپ کا نام پیش فرمایا۔ فاضل بریلوی کی طلب پر پٹنہ سے بریلی پہنچے بہت جلد اپنی قابلیت اور خداداد حسن سلیقہ اور سعادت شعاری کی بنا پر فاضل بریلوی کی نظر میں مقبول اور مورد الطاف خاص بن گئے۔ فاضل بریلوی کی عشق رسالت میں ڈوبی ہوئی ورع وتقویٰ سے شاداب ودرخشندہ زندگی کی مسلسل دید کے بعد باطنی دستگیری اور رہنمائی کے لئے مرید ہوئے۔ اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ تقریباً ۱۸ برس شیخ کامل کے فیوض وبرکات سے مستفید ہوئے اور کمال عروج کو پہنچے۔ آپ کو صدر الشریعہ کا لقب اعلیٰ حضرت ہی نے عطا فرمایا۔ ۱۹۲۴ء میں بحیثیت صدر مدرس دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف چلے گئے اور ۱۹۳۲ء میں پھر بریلی شریف آئے اور تین سال تک قیام کیا۔ بعد ازاں نواب حاجی غلام محمد خاں شروانی رئیس ریاست دادون ضلع علی گڑھ کی دعوت پر بحیثیت صدر مدرس دار العلوم حافظیہ سعیدیہ میں تشریف لے گئے اور سات سال تک بکمال حسن وخوبی فرائض تدریس انجام دئے۔ آپ نے دادون میں قیام کے دوران امام ابو جعفر طحاوی حنفی کی حدیث کی مشہور کتاب شرح معانی الآثار پر عربی میں حاشیہ تحریر فرمایا اس کے علاوہ آپ کی تصانیف میں فتاویٰ امجدیہ، بہار شریعت سترہ جلد۔ بریلی شریف کے قیام کے دوران ۱۹۲۲ء میں پہلی بار زیارت حرمین طیبین کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ دوسری دفعہ حرمین شریفین کی حاضری کے ارادے سے بمبئی پہونچے تھے۔ کہ ۲ ذیقعدہ مطابق ۶ دسمبر ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء بروز دوشنبہ کو بارہ بجکر ۲۲ منٹ پر عالم جاودانی کی طرف تشریف لے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ بذریعہ ٹرین گھوسی لایا گیا۔ جنازہ کی نماز حضرت شاہ حافظ ملت، عبد العزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ نے پڑھائی وصال کی تاریخ کا مادہ قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ میں ہے[1]

---

[1] تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۱۰۱/۵۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ۔

۲۔ حضرت ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین قدس سرہٗ بیجرہ ضلع عظیم آباد پٹنہ کے ساکن حضرت سید محمد ابراہیم ملک بیو بہاری سے نسلی علاقہ والد کا نام عبد الرزاق ہے۔ آپ ۱۰؍محرم الحرام ۱۳۰۳ھ میں پیدا ہوئے۔ غلام حیدر تاریخی نام ہوا جس سے سنہ فصلی کے ۱۲۹۲ برآمد ہوتے ہیں۔ ابتدائی کتابیں والد ماجد سے پڑھیں۔ جو فارسی کے دبیر تھے۔ دس برس کی عمر میں اپنے نانہال موضع بین کے مدرسہ غوثیہ حنفیہ میں داخل ہوکر مولانا معین الدین اشرف، مولانا بدر الدین اشرف، مولانا معین الدین ازہر سے درس نظامی کی متوسطات تک تعلیم پائی۔ ۱۳۲۰ھ میں مولانا قاضی عبد الوحید رئیس لودی کٹرہ کے مدرسہ حنفیہ بخشی محلہ پٹنہ میں حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی کے درس میں شریک ہوئے۔ محدث صورتی کے چلے جانے کے بعد ۱۳۲۱ھ میں آپ کانپور پہونچے اور دار العلوم میں استاذ زمن حضرت مولانا شاہ احمد حسن کانپوری سے منطق کی کتابیں پڑھیں اور مولانا احمد حسن کے شاگرد رشید مولانا شاہ عبید اللہ سے ہدایہ آخرین ختم کی۔ کچھ دنوں پیلی بھیت میں حضرت محدث سورتی کے درس میں شریک ہوکر حدیث پاک کی سماعت وقرأت کی۔ یہیں سے بریلی شریف پہونچے اس وقت وہاں مولوی غلام یٰسین خام سرائی نے اہلسنّت کے روپ میں فاضل بریلوی کی حمایت وتائید سے مصباح التہذیب کے نام سے مدرسہ قائم کرکے درس کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ اس لئے آپ اس کے درس میں شریک ہوگئے اور اعلیٰ حضرت کی مجلس میں بھی حاضر ہوتے رہے۔ آپ ہی کے ذریعہ سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ مولوی غلام یٰسین درپردہ وہابی ہیں۔ اور آپ ہی کی کوششوں سے مدرسہ منظر اسلام قائم ہوا۔ اور یہ تاریخی نام حضرت استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں نے تجویز فرمایا۔ اور اس مدرسہ کے اساتذہ سے درسیات کا تکملہ کیا۔ اعلیٰ حضرت سے بخاری شریف۔ اقلیدس کے چھ مقالے، تصریح تشریح الافلاک شرح چغمنی تمام کرکے علم توقیت وجفر وتکسیر حاصل کیا۔ تصوف کی کتاب عوارف المعارف، رسالہ قشیریہ پڑھا۔ شعبان ۱۳۲۵ھ میں مجمع کثیر میں دستار فضیلت باندھی گئی اور سند سے نوازے گئے۔ مدرسی کی ابتداء مدرسہ منظر اسلام سے ہوئی۔ ۱۳۲۹ھ تک بریلی میں درس دیا۔ اس سنہ میں شملہ کی جامع مسجد کے امام وخطیب بنکر گئے۔ پھر مدرسہ حنفیہ آرہ میں صدر مدرس ہوئے اس کے بعد جامعہ شمس الہدیٰ پٹنہ ۱۹۱۲ھ میں قائم ہوا۔ تو بہ حیثیت مدرس حدیث آپ کا تقرر ہوا۔ ۱۹۱۶ء میں خانقاہ کبیریہ سہسرام کے مدرسہ میں مدرس اول ہوکر گئے۔ ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء میں جب جامعہ شمس الہدیٰ گورنمنٹ کے زیر انتظام آیا تو سینیر مدرس ہوکر واپس آئے۔ ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء میں جامعہ کے پرنسپل ہوئے ۲۲؍نومبر ۱۹۴۹ء سے رخصت لے کر آرام کیا۔ ۱۹۵۰ء میں پرنسپل کے عہدے سے سبکدوش ہوئے۔ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ میں اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے مرید ہوئے اور بعد فراغت تمام سلاسل میں مجاز مطلق ہوئے۔ ۲۱ شوال ۱۳۷۱ھ میں کٹیہار میں جامعہ لطیفیہ بحر العلوم کا افتتاح کیا اور صدر مدرس کے عہدے کو رونق بخشی آپ نے درجنوں کتابیں تصنیف وتالیف کیں۔ اعلیٰ حضرت نے آپ کو ملک العلماء کا خطاب دیا۔ ۱۹؍جمادی الآخر ۱۳۸۲ھ ۱۸؍نومبر ۱۹۶۲ء شب دوشنبہ سپیدۂ سحر نمودار ہونے سے پہلے ذکر اللہ کرتے ہوئے جان جاں آفریں کے سپرد کرکے واصل الی اللہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ حضرت شاہ ایوب ابدالی نے پڑھائی۔ فاضل بہار۔ وصال کی تاریخ ہے [1]

[1] تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۱۱۹/۱۱۲۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

(۳) صدر الافاضل حضرت مولانا شاہ محمد نعیم الدین نام، نعیم تخلص ۲۱ صفر المظفر ۱۳۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ تاریخی نام "غلام مصطفی"، والد ماجد کا نام حضرت مولانا محمد معین الدین نزہت۔ آٹھ سال کی عمر میں حافظ قرآن ہوئے۔ اُردو فارسی والد بزرگوار سے پڑھی۔ ملا حسن تک درس نظامی حضرت مولانا شاہ فضل احمد سے پڑھا۔ حضرت سید شاہ گل محمد قدس سرہٗ سے ۱۳۱۹ھ میں تکمیل کر کے افتاء نویسی سیکھی طب مولانا شاہ فضل احمد امروہوی سے پڑھی۔ شیخ المشائخ شاہ ابو احمد علی حسین اشرفی سرکار کچھوچھہ مقدسہ کے مرید ہوئے۔ مثال خلافت عطا ہوئی۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ کی آپ پر خاص نظر تھی نیز خلافت سے سرفراز تھے۔ متعدد مواقع پر فاضل بریلوی نے اپنا وکیل مقرر کیا۔ تدریس میں خاص کمال اور نرالا انداز تھا، استاذ العلماء کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ فاضل بریلوی نے "صدر الافاضل" خطاب مرحمت فرمایا تھا۔ بیس برس کی عمر میں ۱۳۲۰ھ میں حضرت مولانا شاہ محمد سلامت اللہ رامپوری قدس سرہٗ کے رسالہ اعلام الاذکیاء کے تردیدی رسالہ کے جواب میں الکلمۃ العلیاء تالیف فرمایا، احقاق حق اور ابطال باطل میں نہایت جری تھے۔ مختلف بلاد میں غیر مقلدوں، دیوبندیوں اور آریوں سے مناظرے کئے۔ منشی شوکت علی رامپوری۔ سید حبیب صاحب ایڈیٹر سیاست لاہور کو لے کر مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں، مولانا خلیل احمد صاحب مصنف براہین قاطعہ کے پاس پہونچے ہر چند سمجھایا، آخرت کی دردناک پکڑ سے ڈرایا۔ بار بار توبہ کا مطالبہ کیا۔ آخر مجبور ہو کر مولانا خلیل احمد نے کہا۔ آپ مجھے کافر نہیں اکفر کہئے۔ مگر میرے پاس جواب نہیں۔ آپ صائب الرائے، مدبر، مفکر اور مفسر قرآن تھے۔ ملکی حالات پر پوری نظر تھی۔ اہلسنت کے مختلف طبقات میں اتحاد واتفاق پیدا کر کے ایک کو دوسرے سے قریب کیا اور ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء میں بمقام بنارس (ٹاؤن ہال کے میدان) میں آل انڈیا سنی کانفرنس کر کے غیر منقسم ہندوستان کے پانچ سو مشائخ وعلماء کو ایک مرکز پر لا کر جمع کیا۔ سترسٹھ برس کی عمر میں ۱۸ ذالحجہ، ۱۳۶۷ھ کو وصال ہوا۔ جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے احاطہ میں مزار شریف ہے۔[1]

شعر وادب کا اچھا ذوق تھا۔ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کلام پر آپ کا لا ثانی تفسیری حاشیہ کے علاوہ متعدد قلمی یادگار ہیں۔

(۴) حضرت مولانا شاہ برہان الحق جبل پوری قدس سرہٗ حضرت مولانا شاہ عبد السلام قادری رضوی قدس سرہٗ ۱۳۴۲ھ کے فرزند اکبر و جانشین ۱۳۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اصل نام عبد الباقی ہے۔ برہان الحق، امام احمد رضا کا عطا کردہ خطاب ہے۔ جو اب نام کی حیثیت سے مشہور ہے۔ درسیات والد ماجد سے پڑھی جمادی الآخر ۱۳۳۷ھ میں ایک عظیم الشان جلسہ میں امام احمد رضا نے سند فراغت اور اجازت وخلافت عطا فرما کر دستار فضیلت باندھی۔ امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہٗ، آپ کو بہت ہی چاہتے اور آپ کو اپنا روحانی بیٹا فرمایا۔ چنانچہ ایک شعر میں فاضل بریلوی نے تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند اور حضور برہان الحق قدس سرہٗ کو اس طرح یاد فرماتے ہیں۔

آل الرحمٰن، برہان الحق،
شرق پہ برق گراتے یہ ہیں،

---

[1] ایضاً۔ ص ۲۵۲/۲۵۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

رائے صائب اور فہم ثاقب آپ کا طرۂ کمال ہے۔ آپ طبیب روحانی کے ساتھ طبیب جسمانی بھی ہیں۔ مدھیہ پردیش میں آپ کی ذات بابرکات قطب کی حیثیت رکھتی ہے، صاحب اوقات، جواد، سخی، متورع اور متقی تھے۔ جماعت اہل سنّت کی وسعت وترقی کے سلسلے میں آپ کی خدمات کتب تاریخ میں تابندہ ودرخشندہ ہیں۔ تحریک خلافت اور ایک قومی نظریہ کی تحریک زوروں پر تھی، ہندو مسلم اتحاد کا نعرہ بلند ہورہا تھا آپ خود فرماتے ہیں۔

رجب سنہ ۱۳۳۹ھ کا واقعہ ہے کہ خادم آستانہ بریلی شریف حاضر ہوا۔ اس وقت یہ عام تحریک چل رہی تھی کہ ہندوستان میں قومی ــــ حکومت قائم ہوگی۔ اس سلسلے میں ایک بہت بڑا اجلاس بریلی شریف میں ابوالکلام آزاد کی صدارت میں منعقد ہوا، اس میں اعلیٰ حضرت کو شرکت کی دعوت دی۔ مگر اعلیٰ حضرت خلاف شرع باتوں کی وجہ سے شریک نہیں ہوئے اور ایک وفد کو ستّر سوالات کے ساتھ افہام وتفہیم کے لئے روانہ فرمایا۔

ابوالکلام آزاد سے فقیر نے مناظرہ کے آخر میں جو سوالات کئے کہ وہ بالکل جواب سے قاصر رہا۔ مسلم پرسنل لا کے سلسلے میں آپ کی عظیم خدمات ہیں، اندرا گاندھی کے دور حکومت میں مسلم پرسنل لا میں ترمیم وتحریف اور تبدیلی کا بل پیش ہوا۔ تو حکومت ہند کو سخت نوٹس آپ نے لکھا اور بمبئی کے تاریخی اجلاس میں جہاں قریب دو لاکھ کا مجمع تھا بڑی بصیرت افروز تقریر کی اور فرمایا کہ مسلم پرسنل لا، مسلمانوں کا قرآنی، شرعی اسلامی قانون ہے جس میں ایک حرف کی نہ ترمیم ہوسکتی ہے۔ نہ ہی کسی قسم کی تحریف وتبدیلی ہی کی جاسکتی ہے۔ اور حکومت کو بھی خبردار کیا اور مسلمانوں کو حکومت کے فضلہ خوار سے بچنے کی تلقین کی اور تقریر کے بعد قاری طیب دیوبندی نے کہا۔ آپ نے جن نکات کا ذکر کیا ان نکات کی طرف ہمیں شان وگمان بھی نہ تھا۔ ہمارے فہم اس کے حصول سے قاصر رہے۔ ہم اس طرف توجہ بھی نہ کرسکے۔ آپ کی تشریف آوری اور شرکت سے جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ یہ حقیقت ہے کہ فاضل بریلوی کے تلامذہ اور خلفاء نے ہندوستان کے مسلمانوں کی حقیقی اور بے لوث قیادت کی ہے اور ہر میدان میں باطل قوتوں کا دلائل وبراہین سے منہ توڑ جواب دیا ہے اور فاضل بریلوی کے خلفاء دور دور تک پھیل گئے اور پھر بعد میں انھیں نفوس قدسیہ نے علم وفن کا ایسا دریا بہادیا۔ کہ ؎

بجتا ہے آج علم کا جو ساز دوستو
یہ بھی ہے اس جرس کی آواز دوستو

اور آپ کو شعر وادب کا بھی پاکیزہ ذوق تھا آپ کے چند کلام نغمۂ برہان کے نام سے نوری بکڈپو نے حال ہی میں شائع کیا۔ اکرام احمد رضا ودیگر کتب آپ کی یادگار ہیں۔ غرض کہ مذہب وملت کی بے پناہ خدمات انجام دے کر ۲۶؍ربیع الاول شریف ۱۴۰۱ھ شب جمعہ بعد نماز مغرب آپ کا وصال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۵۔ حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں بمقام کلاش والا ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے اجداد میں مولانا شیخ عبدالحکیم سیالکوٹی اپنے زمانہ کے مشہور ومعروف عالم تھے۔ خیالی اور قطبی پران کے حواشی مشہور ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کو مولوی عبدالحکیم ہی نے مجدد الف ثانی کا خطاب دیا۔ سلسلہ نسب حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن حضرت ابوبکر صدیق سے وابستہ ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مولوی محمد حسین سے حاصل کی پھر لاہور میں مولانا

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

غلام قادر۔ بھیروی م ۱۳۲۲ھ سے عربی و فارسی کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ پھر ۱۳۱۳ تا ۱۳۱۵ھ پیلی بھیت کے مدرسۃ الحدیث میں حضرت شیخ المحدثین مولانا قبلہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہٗ سے دورۂ حدیث کیا۔ حضرت مولانا سید خادم حسین ابن حضرت شاہ جماعت علی محدث علی پوری آپ کے ہم سبق تھے۔ ۱۳۱۶ھ میں امام اہل سنّت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے مرید ہوئے اور سلسلہ قادریہ کی اجازت و خلافت سے سرفراز کیا۔ فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے علاوہ احمد شمس مغربی م ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء شیخ محمود المغربی المراکشی، مولانا عبدالباقی فرنگی محلی م ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۳ء امام ابو یوسف نبہانی م ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء قدست اسرارہم نے بھی اجازت و خلافت سے نوازا تھا۔ ۱۳۱۸ھ میں ترک وطن کرکے بغداد شریف دربار قادری میں مقیم ہوئے۔ سات برس آپ پر جذب کی کیفیت رہی ۱۳۲۷ھ میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ خانوادۂ سادات میں آپ کا عقد ہوا۔ آپ کی ذات شریف علمائے شام و مصر و عجم کے لئے مدینہ طیبہ میں مرکز و مرجع تھے۔ آپ ۷۰ برس تک مدینہ منورہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ ۵۶ مرتبہ زیارت حرمین طیبین کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے حجاج کرام کو دوران حج ہر طرح کی سہولتیں فراہم کرانے کی جانب خصوصی توجہ فرمانے قیام و طعام سے لیکر آمد و رفت کی دشواریوں کے لئے فنڈ قائم کئے اور تجارت سے حاصل ہونے والی تمام آمدنی اسی مقصد کے لئے موقوف کردی۔ مصر و شام کے علاوہ ہندوستان و پاکستان میں امین شریعت مولانا شاہ رفاقت حسین مفتی اعظم کانپور حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری کراچی۔ علامہ غلام علی اکاڑوی مولانا سید عبدالحق اعظمی، مولانا حشمت علی خاں لکھنوی اور مولانا محبوب علی خاں وغیرہم کو آپ نے اجازت و خلافت مرحمت فرمائی۔ آپ سے مسلک اہلسنّت کی بہت زیادہ اشاعت ہوئی۔ ان تمام صفات کے ساتھ آپ متصف تھے جو ایک مرد کامل میں ہونی چاہیئے۔ آپ کا وصال ۴؍ ذالحجہ ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء میں ہوا۔ جنّت البقیع میں مدفون ہوئے۔ الحمد للہ آپ کے فرزند حضرت مولانا فضل الرحمٰن ایک عالم، صوفی، درویش ہیں نہایت ہی سادہ اور مخلص بزرگ ہیں اور والد گرامی کے طریق پر قائم ہیں[2]

بخوف طوالت بقیہ حضرات خلفاء کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

۶۔ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب۔ ۷۔ تاجدار اہلسنّت مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب۔ ۸۔ مولانا سید محمد دیدار علی صاحب۔ ۹۔ مولانا احمد اشرفی جیلانی صاحب۔ ۱۰۔ مولانا احمد مختار میرٹھی صاحب ۱۱۔ مولانا عبدالاحد قادری صاحب۔ ۱۲۔ مولانا عبدالعلیم میرٹھی صاحب۔ ۱۳۔ مولانا محمد رحیم بخش آروی صاحب ۱۴۔ مولانا لعل محمد خاں صاحب مدراسی۔ ۱۵۔ مولانا عمر صاحب بن ابوبکر۔ ۱۶۔ مولانا محمد شفیع صاحب بیسلپوری ۔ ۱۷۔ مولانا محمد حسنین رضا خاں صاحب۔ ۱۸۔ مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاران ۱۹۔ مولانا امام الدین صاحب ۲۰۔ مفتی غلام جان صاحب ہزاروی۔ ۲۱۔ مولانا احمد حسین صاحب امروہوی۔ ۲۲۔ مولانا عبدالسلام جبل پوری۔ ۲۳۔ مولانا عبدالحی فاسی محدّث۔ ۲۴۔ سید فتح علی شاہ صاحب۔ ۲۵۔ مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری۔ ۲۶۔ مولانا عمرالدین صاحب ہزاروی۔ ۲۷۔ مولانا محمد حبیب اللہ صاحب قادری ۲۸۔ پروفیسر سید سلیمان صاحب اشرف۔ ۲۹۔ مولانا حشمت علی خاں صاحب۔ ۳۰۔ مولانا میر مومن علی صاحب مومن جنیدی۔ ۳۱۔ قاری محمد بشیر الدین صاحب جبل پوری۔ ۳۲۔ مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب[2]۔ ۳۳۔ مولانا شیخ صالح کمّی صاحب۔ ۳۴۔ مولانا عبداللہ صاحب مکی

---

[1] ایضاً

[2] امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

۳۵۔ مولانا احمد ابو الخیر صاحب مکی۔ ۳۶۔ مولانا محمد اسماعیل محمود آبادی۔ ۳۷۔ مولانا عزیز الحسن صاحب پھپھوندوی۔ ۳۸۔ مولانا عبدالاحد صاحب محدث پیلی بھیتی۔ ۳۹۔ مولانا قاضی عبدالوحید صاحب عظیم آبادی۔ ۴۰۔ مولانا رحم الٰہی مظفر نگری۔ ۴۱۔ مولانا یقین الدین صاحب بریلوی۔ ۴۲۔ مولانا عبدالعزیز خاں صاحب محدث بریلوی۔ ۴۳۔ مولانا حکیم عزیز غوث صاحب بریلوی۔ ۴۴۔ شیخ سید محمد عبدالحئی بن شیخ سید عبدالکبیر محدث۔ ۴۵۔ شیخ محمد سعید بن سید محمد المغربی۔ ۴۶۔ شیخ محمد ادریس سنوسی۔ ۴۷۔ مولانا ایاس برنی بلند شہری۔ ۴۸۔ علامہ سید غلام چشتی معینی وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۲ے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلیٰ حضرت کی ستر سالہ قدیم تحریر اجمیر پاک میں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا شریعت و طریقت کے [illegible] تھے، تجدید دین و ملت بھی فرمائی۔ رشد و ہدایت کا سلسلہ بھی جاری فرمایا۔ خلافت و اجازت سے بھی اہل عرفان کو نوازا۔ شہر [illegible] سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ پاک کے مخدوم گرامی حضرت علامہ سید غلام علی بن حضرت مولانا سید نور محمد چشتی کو سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ نظامیہ جو سند خلافت و اجازت اعلیٰحضرت نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائی ہے وہ تحریر ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ ادارہ قادری مخدوم زادگان حضرت مولانا سید محمد [illegible] و مخدوم زادہ حضرت سید محمد [illegible] میاں کا بے حد ممنون و مشکور ہے کہ جنہوں نے امام احمد رضا نمبر کے لئے اپنے والد گرامی محدث آستانہ عالیہ حضرت علامہ سید غلام علی صاحب علیہ الرحمۃ کی سند اجازت و خلافت عطا فرمائی جس سے آستانہ [illegible] اعلیٰحضرت اور [illegible] اجمیر شریف سے روحانی عرفانی تعلقات کی نشاندہی ہوتی ہے ساتھ ہی ساتھ اعلیٰحضرت کی فن خطاطی کا ایک نمونہ بھی اہل تحقیق کے سامنے آیا۔ ہم ایک بار پھر [illegible] کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اللهم إليك إسناد الحمد ونهاية سلاسل الشكر، صل على حبلك الموصول المتصل الغير المنقطع مرسلك المرفوع بوسائله فوق كل [illegible] وعلى آله وصحبه خير آل وصحب، رواة علمه وحملة [illegible] إلى ساحته الرحب. وبعد فقد أجزت أخي في الله المولوي السيد غلام علي الأجميري ابن المولوي السيد نور محمد بالسلسلة العلية العالية القادرية البركاتية والجشتية النظامية المباركة، وأوصيته بالجد في طلب العلم ثم بصرف عمره في حماية السنن وإعانة أربابها ونكاية أهل البدع وإهانة أصحابها لاسيما الديابنة فإنهم الفراعنة والقاديانية فإنها أخبث الطوائف الشيطانية، أعاذنا الله وإياه والمسلمين من شرورهما وشرور أولي الشر أجمعين آمين، وأن لا ينساني في الصالح ولا علي [illegible] إن شاء الله العزيز الفاتح. وكان ذا لثاني عشر من شهر ربيع الآخر يوم الجمعة المباركة ١٣٣٦ من هجرة خاتم الأنبياء عليه وعليهم أفضل الصلاة والثناء۔

أما السلسلة العلية العالية القادرية فقد عرفتها في الشجرة [illegible]

وأما الجشتية النظامية فأجازني بها سيدي ومولاي ومرشدي وذخري ليومي وغدي سيدنا الشاه آل الرسول الأحمدي رضي الله تعالى عنه بالرضى السرمدي عن عمه وشيخه السيد آل [illegible] الملقب بأچھے میاں صاحب المارهروي عن أبيه السيد حمزة عن أبيه السيد آل محمد عن أبيه صاحب البركات السيد بركة الله عن أبيه السيد [illegible] عن أبيه السيد عبد الجليل عن أبيه السيد عبد الواحد البلجرامي عن الملا حسين عن مخدوم صفي عن الشيخ سعد بدهن عن الشيخ [illegible] عن السيد راجو قتال عن السيد [illegible] جلال البخاري [illegible] عن السيد نصير الدين محمود چراغ دهلوي عن السيد السلطان نظام الحق والدين محبوب البدايوني عن السيد فريد الحق والدين گنجشکر عن السيد قطب الحق والدين بختيار الأوشي الكاكي عن السيد الأجل سلطان الهند حبيب الله وارث النبي معين الحق والدين حسن الجشتي السجزي الأجميري رضي الله تعالى عنه

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

الجشتی عن ابیہ الخواجہ ناصر الدین ابی یوسف بن محمد الجشتی عن خالہ
الخواجہ محمد بن ابی احمد الجشتی عن ابیہ الخواجہ ابی احمد الابدال الجشتی
عن الخواجہ ابی اسحٰق الشامی عن الخواجہ ممشاد علو الدینوری عن
الخواجہ ہبیرۃ البصری عن الخواجہ حذیفۃ المرعشی عن السلطان
ابراہیم بن ادہم البلخی عن الخواجہ فضیل بن عیاض عن الخواجہ عبد الواحد
بن زید عن الخواجہ حسن البصری عن امیر المؤمنین و امام المسلمین
سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ عن سید المرسلین خاتم
النبیین احمد المجتبیٰ محمد ن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قالہ بفمہ وامر برقمہ عبد المصطفیٰ احمد رضا
القادری البرکاتی البریلوی عفی عنہ
بمحمد ن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ
وبارک وسلم
آمین

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کشف و کرامات

امام احمد رضا قدس سرہٗ کے حالات زندگی جو تصوف و معرفت سے لبریز ہیں۔ جن کا ذکر آپ نے پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرمایا۔ اور یہی وہ زندگی ہے جسے کرامت معنوی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ تاہم آپ کی حیات مبارکہ میں بہت سی کرامات حسّی بھی ملتے ہیں جو سوانح کی اکثر کتابوں میں ہیں۔ جن میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پھانسی سے نجات

آپ کے ایک مرید خاص امجد علی خاں صاحب بھبنوڑی شریف کے رہنے والے تھے۔ کسی شکار میں ان کی گولی بجائے شکار کے آدمی پر لگی۔ پولیس نے مقدمہ قائم کر دیا۔ اور قتل ثابت ہو گیا۔ پھانسی کی سزا سنائی گئی۔ ان کے گھر والے جیل میں پہونچے تو کہا اطمینان رکھو۔ میں صبح آکر گھر پر ہی ناشتہ کروں گا۔ میرے پیر و مرشد نے فرمایا ہے کہ:

جاؤ ہم نے تمہیں چھوڑ دیا۔ اب ان کا حسنِ اعتقاد اور بکمالِ اعتماد بھی دیکھئے۔ جلّادوں نے پھانسی کے تختہ پر کھڑا کر دیا اور پوچھا اپنی خواہش بتاؤ انہوں نے جواب دیا۔ ابھی میرا وقت نہیں آیا ہے۔ حیرت سے منہ تکنے لگے کہ عجب دیوانہ ہے۔ تختۂ دار پر کھڑا کیا جا چکا ہے۔ جان جانے میں صرف پھندا کھینچنے کی دیر ہے اور کہتا ہے ابھی میرا وقت نہیں آیا ہے۔ اتنے میں لندن سے تار آیا کہ ملکہ وکٹوریہ کی تاج پوشی کی خوشی میں اتنے خونی، اتنے قیدی رہا کئے جائیں۔ ان کو اتار لیا گیا گھر آکر دیکھا لاش لانے کی تیاری ہو رہی تھی۔ اور کہرام بپا تھا۔ انھیں دیکھ کر سب حیرت زدہ رہ گئے مگر انہوں نے کہا کہ مجھے اپنے پیر و مرشد کے ارشاد پر یقین تھا۔ اس لئے میں نے کہا تھا کہ ناشتہ گھر آکر کروں گا۔ ناشتہ لاؤ۔ لیکن ابھی ناشتہ کہاں ہے[1]

دل کے خطرات پر آگہی

ایک بار اسم اعظم کا ذکر نکل آیا۔ فرمایا۔ ہر شخص کے لئے اسم اعظم الگ الگ ہوتا ہے اور جتنے حاضر تھے سب کے لئے اسم اعظم الگ الگ تجویز فرمایا۔ سید قناعت علی صاحب کی باری تھی کہ عصر کی اذان ہو گئی اور جلسہ برخاست ہو گیا۔ سید صاحب کو حسرت رہ گئی اس وقت تک دل میں یہی کسک رہی، مکبّر نے تکبیر کہی حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر اعلیٰ حضرت اٹھے اور مصلےٰ پر دایاں قدم رکھا اس وقت سید صاحب بالکل مایوس ہو کر دل میں کہنے

---

[1] تذکرہ علمائے اہلسنت۔

[2] معارف رضا کراچی ۱۹۸۵ء ص ۲/۲۵۰۔

[3] سیرت اعلیٰ حضرت ص ۱۶۲، ۱۶۳۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

لگے کہ آج یہ پہلی مثال ہے کہ میں محروم رہ جاتا ہوں ۔ اعلیٰ حضرت نے فوراً ان کی طرف مڑکر فرمایا۔ آپ کے لئے اسم اعظم "یا خالق یا اللہ" ہے پھر تکبیر تحریمہ کی[1]

ابدالِ وقت سے ملاقات

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خادم خاص حاجی کفایت اللہ صاحب بیان فرماتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت بنارس تشریف لے گئے ایک دن دوپہر کو ایک جگہ دعوت تھی۔ میں ہمراہ تھا۔ واپسی میں تانگے والے سے فرمایا اس طرف فلاں مندر کے سامنے سے ہوتے ہوئے چل۔ مجھے حیرت ہوئی کہ اعلیٰ حضرت بنارس کب تشریف لائے اور کیسے یہاں کی گلیوں سے واقف ہوئے ۔ اور اس مندر کا نام کب سنا ہے اسی حیرت میں تھا۔ کہ تانگہ مندر کے سامنے پہونچا۔ دیکھا کہ ایک سادھو مندر سے نکلا اور تانگہ کی طرف دوڑا۔ آپ نے تانگہ رکوا دیا۔ اس نے اعلیٰ حضرت کو ادب سے سلام کیا اور کان میں کچھ باتیں ہوئیں جو میری سمجھ سے باہر تھیں۔ پھر وہ سادھو مندر میں چلا گیا۔ ادھر تانگہ بھی چل پڑا۔ تب میں نے عرض کی حضور یہ کون تھا؟ فرمایا "ابدالِ وقت" عرض کی مندر میں۔ فرمایا۔ آم کھایئے، پتے نہ گنئے[2]

خواب دیکھنے والوں پر نظر

جبلپور قیام کے زمانے میں ایک بار اعلیٰ حضرت محفل میلاد شریف میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات بیان فرما رہے تھے۔ اسی دوران یکایک منبر سے اتر کر کھڑے ہوگئے اور صلوٰۃ و سلام عرض کرنے لگے ۔ لوگوں کو حیرت ہوئی کہ بیچ تقریر میں اچانک یہ کیا ہوا؟ تھوڑی دیر کے بعد پھر تقریر شروع کی اور جلسہ ختم ہوا ۔ بعد اجلاس مولانا مفتی برہان الحق صاحب اور ایک مرد صالح دو بزرگوں نے الگ الگ نشستوں میں بیان کیا۔ درمیان تقریر ہماری آنکھ لگ گئی۔ ہم نے ایک عجیب جلوۂ نور دیکھا جو پوری فضا کو محیط ہوتا جا رہا تھا۔ اسی میں ہم محو تھے کہ صلوٰۃ و سلام کی آواز کانوں میں آنے لگی، جسے سن کر آنکھ کھل گئی۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا یہ سرکار کا کرم تھا کہ تجلی فرمائی۔ لوگوں نے اب سمجھا کہ درمیان تقریر اچانک اتر کر صلوٰۃ و سلام پیش کرنے کا سبب کیا تھا؟۔

ان عرفانی آنکھوں نے بیداری میں وہ جلوۂ نورانی ملاحظہ فرمایا باادب کھڑے ہو کر نذرانۂ صلوٰۃ و سلام پیش کرنے لگے ایسا ہی واقعہ سیدنا غوث اعظم کے ایک وعظ میں پیش آیا تھا[3]

---

[1] امام احمد رضا اور تصوف ص ۹۷، ۹۸۔
[2] امام احمد رضا اور تصوف ص ۹۷۔
[3] ایضاً ایضاً ص ۹۶، ۹۷۔ [4] ایضاً، ایضاً

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

امام احمد رضا: اربابِ علم و دانش کی نظر میں

نیاز فتح پوری

"مولانا احمد رضا خاں کو دیکھ چکا ہوں۔ وہ غیر معمولی علم و دانش کے مالک تھے۔ ان کا مطالعہ وسیع بھی تھا اور گہرا بھی۔ ان کا نورِ علم ان کے چہرے بشرے سے ہویدا تھا۔ فروتنی، خاکساری کے باوجود ان کے روئے زیبا سے حیرت انگیز حد تک رعب ظاہر ہوتا تھا" (ص ۲، ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی شمارہ نومبر ۱۹۷۵ء)

حکیم محمد سعید دہلوی

مولانا احمد رضا خاں بریلوی دینی علوم میں ایک جامع اور انفرادی حیثیت کے مالک تھے وہ فقیہ بھی تھے، عالم بھی اور شاعر بھی۔ ان کی تصانیف کی تعداد ایک اندازہ کے مطابق آٹھ سو کے لگ بھگ ہے۔ انہوں نے دین کے جس شعبے اور علم و فن کے جس گوشے پر قلم اٹھایا اس میں ان کی ایک انفرادی شان نمایاں نظر آتی ہے۔ اگرچہ انہوں نے براہ راست سیاست میں حصہ نہیں لیا۔ لیکن جہاں کہیں انہوں نے سیاسی تحریکات کو مذہب سے متصادم پایا وہاں اس کے خلاف بے باکانہ قلمی جہاد کیا۔

"مولانا شریعت و طریقت دونوں کے رموز سے آگاہ تھے۔ اگر ایک طرف ان کے فتاویٰ نے عرب و عجم میں ان کی دینی و علمی بصیرت کی دھاک بٹھادی تھی تو دوسری طرف عشقِ رسول نے ان نعتیہ شاعری کو فکر و فن کی بلندیوں پر پہونچادیا تھا" (ص ۱۰ خیابان رضا مطبوعہ لاہور)

نعیم صدیقی

"مولانا کی جو نعتیں پڑھنے یا سننے میں آئیں۔ ان میں خصوصی طور پر والہیت کی روح کار فرما ہے، زبان پر قدرت ہے۔ ان کا تخیل نئی نئی کونپلیں نکالتا ہے اور تشبیہات و تلمیحات سے وہ خوب کام لیتے ہیں" (ص ۱۷۱ خیابان رضا)

ڈاکٹر سلام سندیلوی، شعبۂ اردو گورکھپور یونیورسٹی

"حضرت امام احمد رضا نے اپنی نعت میں خلوص کی مہک بھر دی ہے۔ یہ خلوص ان کے ذاتی تجزیہ پر مبنی ہے۔ انہوں نے ہر نفس پر بوئے محمد کو محسوس کیا ہے۔ اور اسی کی موجیں ہم کو ان کی شاعری میں رقصاں نظر آتی ہیں" (ص ۴۴ ۔ امام احمد رضا نمبر ماہنامہ المیزان بمبئی ۱۹۷۶ء)

بہزاد لکھنوی

"حضرت عالم باعمل اور فاضل بے بدل ہونے کے ساتھ ہی صوفی باکمال بھی تھے۔ عاشقِ رسول ایسے تھے کہ ان کی زندگی کی کوئی سانس ذکرِ رسول سے کبھی خالی نہیں گزری" (ص ۵۱ پیغاماتِ یوم رضا طبع دوم لاہور)

www.muftiakhtarrazakhan.com

میاں محمد شفیع (م، ش)

"اعلیٰ حضرت نے عشق رسول کی عوامی تحریک جاری فرما کر طول و عرض ہند میں جس طرح مسلمانوں کے سینے میں جب رسول کی جوت جگائی اس کے نتائج ہمارے سامنے ہیں" (ص ۵۰ خیابان رضا)

سید الطاف بریلوی ایڈیٹر العلم

"اعلیٰ حضرت کو انگریز سے اس قدر نفرت تھی کہ انہوں نے تمام عمر لفافے پر ڈاک کا ٹکٹ الٹا لگایا یعنی تاج والا حصہ نیچے کی طرف رکھا"

(ص ۱۲۰، خیابان رضا مطبوعہ لاہور)

پروفیسر محمد ایوب قادری

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی بن مولانا نقی علی خاں ساکن بریلی (روہیلکھنڈ، یوپی، انڈیا) نامور عالم، کثیر التصانیف، مقبول مترجم قرآن اور مشہور فقیہ تھے ۔ ۔ ۔ ۔ مولانا بریلوی فکری اعتبار سے مولانا فضل حق خیرآبادی، مولانا محبوب علی دہلوی اور مولانا فضل رسول بدایونی سے تعلق رکھتے تھے۔ اول الذکر ہر دو حضرات تو خانوادۂ ولی اللہی کے نامور ارکان ہیں۔ مولانا فضل رسول بدایونی نے علمائے فرنگی محل (لکھنؤ) سے استفادہ و استفاضہ کیا ہے۔ مولانا بریلوی شعر و شاعری کا بھی اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ ان کی بعض نعتیں تو بڑی پیاری ہیں" (ص ۱۰۹، خیابانِ رضا مطبوعہ لاہور)

ڈاکٹر حامد علی خاں، شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

"اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے فاضل بریلوی پر انعامات کی بارش برسائی اور بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ خدا نے آپ کو قوی حافظہ اور ذہن رسا عطا فرمایا نیز اپنے فضل و کرم سے اپنی عطا کردہ صلاحیتوں کو صحیح راہ پر لگانے کی توفیق مرحمت فرمائی" (ص ۱۰۹، امام احمد رضا، نمبر، المیزان بمبئی)

حفیظ جالندھری

"ان کے قلم سے چند ابیات نعت نے میرے قلب میں محبت حضور کی روشنی میں توانائی بخشی ۔ ۔ ۔ میں ان کو عشاق رسول کے زمرے میں صفِ اول پر دیکھتا ہوں" (ص ۴۲ خیابان رضا)

رئیس امروہوی

"ان جیسا عاشق رسول، نعت گو، منقبت سرا، محدث، عالم، مصنف اور فقیہ و شارحِ قرآن مجید کہاں پیدا ہوتا ہے؟ ان کی تصانیف نثر اور ان کی شاعری کیف و سرور سے لبریز ہے جس سے عجیب طرح کا انشراح صدر ہوتا ہے۔ روح پر اہتزازی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ وہ ایک صوفی باصفا اور عالم جلیل تھے۔ ایسی کمیاب شخصیتیں تاریخ ساز بھی ہوتی ہیں۔ عہد آفریں بھی" (ص ۵۹ خیابان رضا مطبوعہ لاہور)

پروفیسر کرار حسین وائس چانسلر بلوچستان یونیورسٹی

"میں ان کی شخصیت سے اس وجہ سے متاثر ہوں کہ انہوں نے علم و عمل میں عشق رسول کو وہ مرکزی مقام دیا ہے جس کے بغیر تمام دین ایک جسدِ بے روح ہے" (ص ۵۰ خیابان رضا مطبوعہ لاہور)

www.muftiakhtarrazakhan.com

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر وائس چانسلر اسلامی یونیورسٹی بہاولپور

"حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی شخصیت عظیم اور ان کا علمی مرتبہ بہت بلند ہے۔ وہ بلاشبہ عبقری تھے۔" (ص ۱۱۵، خیابان رضا مطبوعہ لاہور)

پروفیسر محمد طاہر فاروقی صدر شعبۂ اردو پشاور یونیورسٹی

"اعلیٰ حضرت عشق رسول میں ڈوبے ہوئے تھے، اور یہی جذبہ ان کی نعت گوئی کی سب سے نمایاں خصوصیت ہے۔ اسی لئے ان کے اشعار میں "از دل خیزد بر دل ریزد" کا صحیح عکس نظر آتا ہے۔

(ص ۹۶ خیابان رضا مطبوعہ لاہور)

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی بانی جماعت اسلامی

"مولانا احمد رضا خاں صاحب کے علم و فضل کا میرے دل میں بڑا احترام ہے۔ فی الواقع وہ علوم دینی پر بڑی نظر رکھتے تھے، اور ان کی فضیلت کا اعتراف ان لوگوں کو بھی ہے جو ان سے اختلاف رکھتے ہیں۔"

(ص ۴۰، مقالات یوم رضا حصہ دوم مطبوعہ لاہور)

"میری نگاہ میں مولانا احمد رضا خاں مرحوم مغفور دینی علم و بصیرت کے حامل اور مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ کے قابل احترام مقتدا تھے۔ اگرچہ ان کے بعض فتاویٰ و آراء سے مجھے اختلاف ہے۔ لیکن میں ان کی دینی خدمات کا معترف بھی ہوں۔" (ص ۱۱۶، امام احمد رضا نمبر ماہنامہ المیزان بمبئی ۱۹۷۶ء)

ملک زادہ منظور احمد لکھنؤ یونیورسٹی

"مجدد اسلام حضرت مولانا احمد رضا خاں اگر ایک طرف تبحر علمی، زہد و تقویٰ، اور روحانی تصرفات کے معیاری نمونہ تھے تو دوسری طرف رسول اکرم سے ان کی بے پناہ محبت و عقیدت بھی شامل تھی۔ انہوں نے اپنی علمی و دینی صلاحیتوں سے مسلمانوں میں جو ذہنی انقلاب پیدا کیا۔ اس کی شہادت ہماری پوری صدی دے رہی ہے۔

تاریخ اسلام، قرآنی، رموز و نکات، حدیث، اور اسماء الرجال پر ان کی خفی گہری نگاہ تھی اس کے معترف و مداح ہندوستان ہی نہیں بلکہ تمام عالم اسلام کے علماء کرام ہیں۔

اسی کے ساتھ ساتھ شعر گوئی کا جو ملکہ انھیں حاصل تھا، اس کی غمازی "حدائق بخشش" میں شامل وہ نعتیں اور منقبتیں کرتی ہیں جو آج بھی گھر گھر پڑھی جاتی ہیں۔" (ص ۹،۴، امام احمد رضا نمبر ماہنامہ المیزان بمبئی)

شاعر مشرق علامہ اقبال

حضرت مولانا سید سلیمان اشرف صدر شعبۂ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ (متوفی ۱۳۵۸/ ۱۹۳۹ء) خلیفہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کی ایک مجلس کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر سید عابد احمد علی مہتمم بیت القرآن لاہور و سابق لیکچرر شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا یہ تحریری بیان ہے۔

"غالباً ۱۹۳۲ء کا واقعہ ہے کہ علامہ اقبال مسلم یونیورسٹی میں موجود تھے۔ ایک محفل جس میں، میں بھی موجود تھا۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

دورانِ گفتگو مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا تذکرہ آگیا۔ علّامہ مرحوم نے مولانا بریلوی کو خراجِ عقیدت و تحسین پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہندوستان کے دورِ آخر میں ان جیسا طباع و ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا۔"

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے علّامہ مرحوم نے فرمایا "کہ میں نے ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے اور ان کے فتاویٰ ان کی ذہانت، فطانت، جودتِ طبع، کمالِ فقاہت، اور علومِ دینیہ میں تبحرِ علمی کے شاہدِ عدل ہیں۔"

نیز فرمایا "مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے تھے اس پر مضبوطی سے قائم رہتے تھے۔ یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے تھے، لہٰذا انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑی۔" الیٰ آخرہ۔

عابد احمد علی یکم اگست ۱۹۶۹ء (اس پورے تحریری بیان کی فوٹو کاپی ہفت روزہ افق کراچی۔ ۲۲، تا ۲۸، جنوری ۱۹۷۹ء نے شائع کر دیا ہے)

ڈاکٹر ابواللیث صدیقی

"میں جناب رضا بریلوی کی دینی خدمات کا مداح اور معترف ہوں اور ان کو اسلام کے مجاہدین و مبلغین کی صفِ اول میں شامل سمجھتا ہوں۔ عشقِ رسول کا جذبہ ان کی نثر اور نظم میں ہر جگہ موجود ہے۔ اور چوں کہ اس کی بنیاد جذبے کی صداقت اور موضوع کی لطافت پر ہے، اس لئے اس کا اثر آفریں ہونا قدرتی امر ہے۔" (ص، ۳، خیابانِ رضا مطبوعہ لاہور)

ماہر القادری

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی مرحوم دینی علوم کے جامع تھے۔ یہاں تک کہ ریاضی میں بھی دستگاہ رکھتے تھے۔ دینی علم و فضل کے ساتھ شیوہ بیان شاعر تھے اور ان کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ مجازی راہ سخن سے الگ ہٹ کر صرف نعتِ رسول کو اپنے افکار کا موضوع بنایا۔" (ص ۴۴، ماہنامہ فاران کراچی ستمبر ۱۹۷۳ء)

سرضیاء الدین

ڈاکٹر سرضیاء الدین وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے حضرت مولانا سید سلیمان اشرف کے توسط سے بریلی پہونچ کر امام احمد رضا فاضل بریلوی سے ۱۳۳۲ھ، ۱۹۱۴ء۔ اور ۱۳۳۵ھ، ۱۹۱۷ء کے درمیان ریاضی کے ایک پیچیدہ مسئلہ میں استفادہ کیا جس کا واقعہ مشہور اور متعدد کتب سوانح میں مذکور ہے۔!!

اس واقعہ کے ایک عینی شاہد حضرت مفتی برہان الحق جبل پوری خلیفہ امام احمد رضا فاضل بریلوی ۱۹۷۲ء میں بمبئی کے اندر تشکیل پانے والے آل انڈیا مسلم پرسنل لا۔ بورڈ کے تاحیات نائب صدر رہے) اختتام واقعہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"باہر آکر ڈاکٹر (سرضیاء الدین) صاحب نے سید سلیمان اشرف سے کہا! اتنا زبردست محقق عالم اس وقت ان کے سوا شاید ہی کوئی ہو۔ اللہ نے ایسا علم دیا ہے کہ عقل حیران ہے۔ دینی مذہبی اسلامی علوم کے ساتھ ریاضی، اقلیدس، جبر و مقابلہ، توقیت وغیرہ میں اتنی زبردست قابلیت اور مہارت کہ میری عقل ریاضی کے جس مسئلے کو ہفتوں غور و فکر

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کے بعد بھی حل نہ کرسکی۔ حضرت نے منٹ میں حل کر کے رکھ دیا۔" (ص ۵۹، ۶۰۔ اکرام امام احمد رضا مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء)

اور ایک دوسرے مشہور عالم دین مولانا ظفر الدین پرنسپل شمس الہدیٰ پٹنہ جو ڈاکٹر مختار الدین احمد سابق صدر شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے والد ماجد ہیں، اس واقعہ سے متعلق سر ضیاء الدین کے یہ تاثرات نقل کرتے ہیں۔

"میں سنا کرتا تھا کہ علم لدنی بھی کوئی شئی ہے۔ آج اپنی آنکھوں سے میں نے دیکھ لیا۔ میں تو اس مسئلہ کے حل کے لئے جرمن جانا چاہتا تھا۔ اتفاقاً ہمارے دینیات کے پروفیسر سید سلیمان اشرف صاحب نے میری رہنمائی فرمادی۔ اور میں حاضر ہوگیا، یوں معلوم ہو رہا ہے کہ آپ اس مسئلہ کو کتاب میں دیکھ رہے تھے۔" (ص ۱۰۳ حیات اعلیٰ حضرت جلد اول، مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی)

مولانا کوثر نیازی

"ان کی امتیازی خصوصیت ان کا عشق رسول ہے جس میں وہ سرتاپا ڈوبے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان کا نعتیہ کلام بھی سوز و گداز کی کیفیتوں کا آئینہ دار ہے۔" (ص ۹۱ امداز بیان)

مولانا ابوالکلام آزاد

"مولانا احمد رضا خاں ایک سچے عاشق رسول گزرے ہیں۔" (ص ۱۲۶۔ تحقیقات از مفتی محمد شریف الحق امجدی۔ مکتبۃ الحبیب مسجد اعظم الہ آباد)

مولانا زکریا شاہ بنوری

پشاور کی ایک مجلس میں سید محمد یوسف بنوری (کراچی) کے والد بزرگوار مولانا سید زکریا شاہ صاحب بنوری پشاوری نے فرمایا۔

"اگر اللہ تبارک و تعالیٰ ہندوستان میں احمد رضا خاں بریلوی کو نہ پیدا فرماتا تو ہندوستان میں حنیفیت ختم ہوجاتی" (ص ... فاضل بریلوی اور ترک سوالات از پروفیسر محمد مسعود احمد مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور)

مولانا محمد الیاس بانی تبلیغی جماعت

کراچی میں ایک عالم دین نے جن کا تعلق مسلکِ دیوبند سے ہے فرمایا کہ تبلیغی جماعت کے بانی مولانا محمد الیاس صاحب فرماتے تھے کہ! "اگر کسی کو محبت رسول علیہ التحیۃ والثناء سیکھنی ہو تو مولانا بریلوی سے سیکھے"۔ (حوالہ مذکور)

مولانا اشرف علی تھانوی

"حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ کو مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا۔" (اسوۂ اکابر مطبوعہ دیوبند ص ۱۸) "میرے دل میں احمد رضا کا بے حد احترام ہے، وہ ہمیں کافر کہتے ہیں۔ لیکن عشقِ رسول کی بناء پر کہتے ہیں۔ کسی اور غرض سے تو نہیں کہتے۔" (بحوالہ اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام از مولانا اختر شاہ جہاں پوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء)

پروفیسر سلیم چشتی

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے سرکار ابد قرار زبدۂ کائنات فخر موجودات حضرت محمد کی بارگاہ میں جو منظوم سلام پیش کیا ہے اسے یقیناً شرف قبولیت حاصل ہوگیا۔ کیونکہ ہند و پاک میں شاید ہی کوئی عاشقِ رسول ایسا ہو جس نے اس کے دو چار شعر حفظ نہ کرلیے ہوں۔" (ص ۱۳۱ ندائے حق جون پور)

مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی

"وہ (مولانا احمد رضا بریلوی) علوم اسلامیہ، تفسیر، حدیث، فقہ پر عبور رکھتے تھے منطق، فلسفہ اور ریاضی میں بھی کمال حاصل تھا۔ عشق رسول کے ساتھ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ادبِ رسول میں اتنے سرشار تھے کہ ذرا بھی بے ادبی برداشت نہ تھی۔" (ص ۵ء خیابان رضا طبع اوّل ۱۹۸۲ء عظیم پبلی کیشنز لاہور

مولانا ملک غلام علی نائب مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

"حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کے بارے میں اب تک ہم لوگ سخت غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں۔ ان کی بعض تصانیف اور فتاویٰ کے مطالعے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ جو علمی گہرائی میں نے ان کے یہاں پائی وہ بہت کم علماء میں پائی جاتی ہے۔ اور عشقِ خدا و رسول تو ان کی سطر سطر سے پھوٹا پڑتا ہے۔" (ہفت روزہ شہاب لاہور ۲۰ نومبر ۱۹۲۲ء

شاہ معین الدین ندوی ناظم دار المصنفین اعظم گڑھ

"مولانا احمد رضا خاں مرحوم صاحب علم و نظر علماء مصنفین میں تھے۔ دینی علوم خصوصاً حدیث و فقہ پر ان کی نظر وسیع و گہری تھی۔ مولانا نے جس دقتِ نظر اور تحقیق کے ساتھ علما کے استفسارات کے جوابات تحریر فرماتے ہیں اس سے ان کی جامعیت، علمی بصیرت، قرآنی استحضار، ذہانت و طباعی کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے عالمانہ محققانہ فتاوے موافق و مخالف ہر طبقہ کے مطالعہ کے لائق ہیں۔" (ماہنامہ معارف اعظم گڑھ۔ ستمبر ۱۹۶۲ء

مولانا ابوالحسن علی ندوی

"علماءِ حجاز سے بعض فقہی و کلامی مسائل پر مذاکرہ و تبادلہ خیال کیا حرمین کے دوران قیام آپ نے بعض رسائل لکھے اور علما حرمین کے پاس آئے ہوئے سوالات کے جوابات دیئے۔ وہ حضرات آپ کے وفورِ علم، فقہی متون و اختلافی مسائل پر وقتِ نظر، وسعت معلومات، سُرعتِ تحریر اور ذکاوت و ذہانت دیکھ کر حیران رہ گئے۔"

"فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر معلومات کی حیثیت سے اس زمانہ میں ان کی نظیر نہیں ملتی..... علوم ریاضی، ہیئت، نجوم، توقیت، رمل، جفر میں انھیں مہارتِ تامہ حاصل تھی۔ وہ اکثر علوم کے حامل تھے۔"

(ص ۴۱ جلد ہشتم نزہۃ الخواطر مطبوعہ حیدر آباد ۱۹۷۰ء)

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی

"علوم دینیہ میں انھیں جو دسترس حاصل تھی وہ فی زمانہ فقید المثال تھی۔ دوسرے علوم میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔ ان کا دل چوں کہ عشق نبوی میں کباب تھا اس لئے نعت میں خلوص اور سوز ہے۔ جو بغیر عمیق جذبات کے پیدا نہیں ہوتا۔" (ص ۴۳ خیابان رضا مطبوعہ لاہور)

ڈاکٹر جمیل جالبی وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی

"مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی چودھویں صدی ہجری کے بلند پایہ فقیہ، متبحر عالم، بہترین نعت گو، صاحبِ شریعت و صاحب طریقت بزرگ تھے۔!

ان کا امتیازی وصف جو دوسرے تمام فضائل و کمالات سے بڑھ کر ہے وہ ہے عشق رسول۔ ان کی تصنیفات و تالیفات میں جو چیز سب سے نمایاں ہے وہ یہی حُبِ رسول ہے۔" (ص ۱۴ معارف رضا جلد چہارم مطبوعہ کراچی)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

شیخ امتیاز علی وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور

"حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی اپنے عہد کے جید عالم مقبول نعت گو، اور صدہا دینی و علمی کتب و رسائل کے مصنف تھے۔ دینی علوم خصوصاً فقہ و حدیث پر موصوف کی نظر بڑی وسیع اور گہری تھی۔ فقہی مسائل میں "فتاویٰ رضویہ" ان کا بہت اہم علمی کارنامہ ہے۔ مولانا بریلوی کی فقہی بصیرت اور اعلیٰ اجتہادی صلاحیت کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے علامہ اقبال نے بجا فرمایا تھا "ہندوستان میں اس دورِ اخیر میں ان جیسا ذہین و طباع بمشکل ہی ملے گا"۔ (ص ۷۷، خیابان رضا مطبوعہ لاہور)

ڈاکٹر فرمان فتح پوری صدر شعبۂ اردو کراچی یونیورسٹی

"ان کی شاعری کا محور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی و سیرت تھی۔ مولانا صاحب شریعت بھی تھے اور صاحب طریقت بھی۔ صرف نعت و سلام و منقبت کہتے تھے اور بڑی دردمندی و دل سوزی کے ساتھ کہتے تھے"

(ص ۸۶۔ اردو کی نعتیہ شاعری مطبوعہ لاہور)

ڈاکٹر سید عبداللہ

"وہ بلاشبہ جید عالم، متبحر حکیم، عبقری اور صاحب نظر مفسر قرآن، عظیم محدّث اور سحر بیان خطیب تھے لیکن ان تمام درجات رفیعہ سے بھی بلند تر ان کا ایک درجہ ہے اور وہ ہے عاشقِ رسول کا۔

یہ عشقِ رسول کا فیضان تھا کہ ان کے دل میں سوز و گداز، ان کی نظر میں حیاء ان کی عقل میں سلامتی، ان کے اجتہاد میں ثقاہت ان کی زبان میں تاثیر، اور ان کی شخصیت میں اثر و نفوذ تھا۔" (ص ۳۵ پیغامات یوم رضا طبع دوم لاہور)

احسان دانش

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اکیلے نہیں ان کے خاندان سے شعر و ادب اور خصوصاً نعت گوئی نے راہیں پائی ہیں۔

حسن رضا خاں کا دیوان "ثمرۂ فصاحت" میرے کتب خانہ میں موجود ہے۔ جواب کہیں نہیں ہے۔ مولانا احمد رضا خاں نعت کے میدان میں ناقابلِ فراموش شخصیت ہیں۔" (ص ۶۹ خیابانِ رضا مطبوعہ لاہور)

احمد ندیم قاسمی

"میں انھیں صرف بحیثیت نعت گو جانتا ہوں اور میرا اندازہ ہے کہ نعت گوئی میں ان کا مرتبہ دیگر نعت نویسوں کے مقابلہ میں، آں حضرت کے ساتھ مرحوم کی بے پناہ اور بے کنار عقیدت و محبت کی برکت سے، منفرد ہو جاتا ہے۔ (ص ۷۷ خیابان رضا مطبوعہ لاہور)

ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی

"حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے بچپن ہی سے واقفیت ہے۔ آپ کے علم و فضل، تقویٰ و تقدس، حمیت دینی و حرارتِ ایمانی کا ذکر اکثر اپنے بزرگوں سے سنا۔ فقیہ اسلام اور مترجم قرآن کی حیثیت سے حضرت کو جو مقام و مرتبہ حاصل ہے اس کا اعتراف تمام اہلِ نظر نے کیا ہے۔

حضرت مولانا کے شاعرانہ کمالات سے بھی حال ہی میں شناسائی ہوئی ہے، بالخصوص نعتیہ شاعری نے خاص طور پر متاثر کیا۔ آپ کے کمال میں جو والہانہ سرشاری، سپردگی، اور سوز و گداز کی جو کیفیت ملتی ہے وہ اردو نعت گو شعراء میں اپنی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

شامل ہے۔" (ڈاکٹر صاحب کا مکتوب بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور)

نقاش فطرت میاں ایم اسلم لاہور "مجدد اسلام سیدنا حضرت امام احمد رضا بریلوی شریعت اور طریقت میں ایک بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ اور امام وقت مانے جاتے تھے۔"

(ص ۷، خیابانِ رضا)

ڈاکٹر عبادت بریلوی "مولانا احمد رضا خاں صاحب بہت بڑے عالم دین، مفکر اسلام، اور عاشق رسول تھے۔ ان کا نام علمائے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ انہوں نے اپنی تصانیف سے علوم اسلامی میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔" (ص ۸، خیابان رضا)

سید شان الحق حقی "میرے نزدیک مولانا کا نعتیہ کلام ادبی تنقید سے مبرا ہے۔ اس پر کسی ادبی تنقید کی ضرورت نہیں۔ ان کی مقبولیت اور دلپذیری ہی اس کا سب سے بڑا ادبی کمال اور مولانا کے مرتبے پر دال ہے۔" (ص ۶۶ خیابان رضا)

پروفیسر سید سخی احمد ہاشمی "مولانا احمد رضا خاں علم و فضل، زہد و تقویٰ اور عشق رسول کے لحاظ سے اپنے معاصرین میں اپنی الگ حیثیت سے ممتاز ہیں۔ ان کی بے شمار کتب و رسائل جن کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز بتائی جاتی ہے۔ ان کے علم و فضل پر گواہ ہیں۔ ان کے حالات زندگی ان کے زہد و تقویٰ پر شاہد ہیں۔ اور ان کے اشعار عشق رسول سے بھرپور، ان کی شخصیت نے اپنے زمانہ کو بہت متاثر کیا۔"

(ص ۶۷، خیابان رضا مطبوعہ لاہور)

ڈاکٹر غلام مصطفٰے خاں صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی "حقیقت یہ ہے کہ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی (م ۱۲۷۷ھ) کے بعد حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب نے اپنی کتابوں اور تقریروں میں عشق رسول ہی کو اپنا موضوع بنایا۔ اور اس موقف سے ذرا بھی ہٹنا گوارہ نہیں کیا۔ اور میرا خیال ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب غالباً واحد عالم دین ہیں جنہوں نے اردو نظم و نثر دونوں میں اردو کے بے شمار محاورات استعمال کئے ہیں۔ اور اپنی علمیت سے اردو شاعری میں چار چاند لگا دیئے ہیں، وہ عشق رسول ہی کو اصل تصوف سمجھتے تھے۔ ایک جگہ کہتے ہیں ؎

راہ عرفاں کہ جو ہم نادیدہ رو، محرم نہیں
مصطفٰے ہیں مسند ارشاد پر کچھ غم نہیں!

ڈاکٹر نسیم قریشی شعبۂ اردو مسلم یونیورسٹی علیگڑھ "نعت گوئی ادبیات انسانی کا ایک بیش قیمت ذخیرہ ہے۔ نازک خیال شاعروں اور چابک دست ماہرین فن نے سرمایۂ عقیدت کو وہ آب و رنگ دیا ہے کہ بایں انداز جس طرازیٔ فکر و بیان طبیعت جھوم جھوم اٹھتی ہے" کتنی عظیم سعادت آئی ہے حضرت رضا کے حصہ میں کہ وہ مقبولین بارگاہ الٰہی اور نظر کردگان رسالت پناہی کے اس محبوب زمرہ میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ ایسا بلند مقام کہ انہیں "حسان الہند" کے مبارک لقب سے یاد کئے بغیر ان کے بے

www.muftiakhtarrazakhan.com

پناہ جذبۂ عشق رسول، ان کی وجد آفریں نعت گوئی کے ساتھ انصاف ہو ہی نہیں سکتا۔ محمدی لوائے عظمت ابد کی چوٹیوں پر سرمدی شان سے لہرا رہا ہے اور اس کے مقدس سائے میں حضرت رضا بریلوی جادوداں، کامرانیوں سے سرفراز و شادکام ہو رہے ہیں۔ ع

یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے۔

(ص ۵۴۹۔ امام احمد رضا نمبر، المیزان بمبئی ۱۹۷۶ء)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

رئیسؔ بدایونی

منقبت

درمدح اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی

مدحتِ شانِ رسالت سرِ اظہارِ رضا
کلمۂ حق و صداقت صوتِ پندارِ رضا

وہ محبانِ رضا ہوں یا ہوں اغیارِ رضا
سب کے محور بن گئے ہیں آج افکارِ رضا

ہو رہے ہیں دوستو! اس طرح اذکارِ رضا
آنکھ جیسے کر رہی ہو آج دیدارِ رضا

جلسۂ میلاد ہو یا جلسہ شانِ رسول
جھوم کے پڑھتے ہیں علماء اب بھی اشعارِ رضا

علم و فن کی بات کرتے ہو تو دیکھو شوق سے
وہ کتابیں جن میں ہیں محفوظ افکارِ رضا

ہیں احادیثِ نبوی کے مرقع آئینے
سیرت و کردار و صورت اور اطوارِ رضا

نعت گوئی میں ہے پنہاں شانِ قرآن و حدیث
نعت کا دیوان ہے لاریب شہکارِ رضا

مسلکِ حق و صداقت کیلئے ہر اک دلیل
دہریت کے واسطے عریاں تھی تلوارِ رضا

اے رئیسؔ اسکو ملا حق کی ہدایت کا شرف
صدق دل سے بن گیا ہے جو بھی میخوارِ رضا

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

امام احمد رضا

۴

ماہ و سال

۱	ولادت باسعادت	۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ، ۱۴ جون ۱۸۵۶ء
۲	ختم قرآن کریم	۱۲۷۶ھ، ۱۸۶۰ء
۳	پہلی تقریر	ربیع الاول ۱۲۷۸ھ، ۱۸۶۱ء
۴	پہلی عربی تصنیف	۱۲۸۵ھ، ۱۸۶۸ء
۵	دستارِ فضیلت	شعبان ۱۲۸۶ھ، ۱۸۶۹ء بعمر تیرہ سال، دس ماہ، پانچ دن
۶	آغاز فتویٰ نویسی	۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ، ۱۸۶۹ء
۷	آغاز درس و تدریس	۱۲۸۶ھ، ۱۸۶۹ء
۸	ازدواجی زندگی	۱۲۹۱ھ، ۱۸۷۴ء
۹	فرزندِ اکبر مولانا محمد حامد رضا خاں کی ولادت	ربیع الاول ۱۲۹۲ھ، ۱۸۷۵ء
۱۰	فتویٰ نویسی کی مطلق اجازت	۱۲۹۳ھ، ۱۸۷۶ء
۱۱	بیعت و خلافت	۱۲۹۴ھ، ۱۸۷۷ء
۱۲	پہلی اردو تصنیف	۱۲۹۴ھ، ۱۸۷۷ء
۱۳	پہلا حج اور زیارت حرمین شریفین	۱۲۹۵ھ، ۱۸۷۸ء
۱۴	شیخ احمد بن زین بن دحلان مکی سے اجازت حدیث	۱۲۹۵ھ، ۱۸۷۸ء
۱۵	مفتی مکہ شیخ عبد الرحمٰن سراج مکی سے اجازتِ حدیث	۱۲۹۵ھ، ۱۸۷۸ء
۱۶	شیخ عابد السندی کے تلمیذ رشید امام کعبہ شیخ حسین بن صالح جمل اللیل سے اجازتِ حدیث	۱۲۹۵ھ، ۱۸۷۸ء
۱۷	احمد رضا کی پیشانی میں شیخ موصوف کا مشاہدۂ انوارِ الٰہیہ	۱۲۹۵ھ، ۱۸۷۸ء
۱۸	مسجد خیف (مکہ معظمہ) میں بشارتِ مغفرت	۱۲۹۵ھ، ۱۸۷۸ء

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

(۱۹)	زمانۂ حال کے یہود ونصاریٰ کی عورتوں سے نکاح کے عدم جواز کا فتویٰ	۱۲۹۸ھ، ۱۸۸۱ء
(۲۰)	تحریک ترکِ گاؤکشی کا سدِّ باب	۱۲۹۸ھ، ۱۸۸۱ء
(۲۱)	پہلی فارسی تصنیف	۱۲۹۹ھ، ۱۸۸۲ء
(۲۲)	اردو شاعری کا سنگھار قصیدۂ معراجیہ کی تصنیف	قبل ۱۳۰۳ھ، ۱۸۸۵ء
(۲۳)	فرزندِ اصغر مفتی اعظم محمد مصطفےٰ رضا خاں کی ولادت	۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ، ۱۸۹۲ء
(۲۴)	ندوۃ العلماء کے جلسۂ تاسیس (کانپور) میں شرکت	۱۳۱۱ھ، ۱۸۹۴ء
(۲۵)	تحریک ندوۃ سے علیحدگی	۱۳۱۵ھ، ۱۸۹۷ء
(۲۶)	مقابر پر عورتوں کے جانے کی ممانعت میں فاضلانہ تحقیق	۱۳۱۶ھ، ۱۸۹۸ء
(۲۷)	قصیدۂ عربیہ امال الابرار والآلام الاشرار	۱۳۱۸ھ، ۱۹۰۰ء
(۲۸)	ندوۃ العلماء کے خلاف ہفت روزہ اجلاس پٹنہ میں شرکت	رجب ۱۳۱۸ھ، ۱۹۰۰ء
(۲۹)	علماء ہند کی طرف سے خطاب مجدد مأۃ حاضرہ	۱۳۱۸ھ، ۱۹۰۰ء
(۳۰)	تاسیس دار العلوم منظرِ اسلام بریلی	۱۳۲۲ھ، ۱۹۰۴ء
(۳۱)	دوسرا حج اور زیارت حرمین شریفین	۱۳۲۳ھ، ۱۹۰۵ء
(۳۲)	امام کعبہ شیخ عبد اللہ میرداد اور ان کے استاد شیخ حامد احمد محمد جدادی مکی کا مشترکہ استفتاء اور احمد رضا کا فاضلانہ جواب	۱۳۲۴ھ، ۱۹۰۶ء
(۳۳)	علماء مکۃ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے نام سنداتِ اجازت وخلافت	۱۳۲۴ھ، ۱۹۰۶ء
(۳۴)	کراچی آمد اور مولانا محمد عبد الکریم درس سندھی سے ملاقات	۱۳۲۴ھ، ۱۹۰۶ء
(۳۵)	احمد رضا کے عربی فتوے کو حافظ کتب الحرم سید اسمٰعیل خلیل مکی کا زبردست خراجِ عقیدت	۱۳۲۵ھ، ۱۹۰۷ء
(۳۶)	شیخ ہدایت اللہ بن محمد سعید السندی مہاجر مدنی کا اعترافِ مجددیت۔	۱۴ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ، ۱۹۱۲ء
(۳۷)	قرآن کریم کا اردو ترجمہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن	۱۳۳۰ھ، ۱۹۱۲ء
(۳۸)	شیخ موسیٰ علی الشامی الازہری کی طرف سے خطاب "امام الائمۃ المجدد الہند الامہ"،	یکم ربیع الاول ۱۳۳۰ھ، ۱۹۱۲ء
(۳۹)	حافظ کتب الحرم سید اسمٰعیل خلیل مکی کی طرف سے خطاب "خاتم الفقہاء والمحدثین"	۱۳۳۰ھ، ۱۹۱۲ء
(۴۰)	علم المربعات میں ڈاکٹر سر ضیاء الدین کے مطبوعہ سوال کا فاضلانہ جواب	قبل ۱۳۳۱ھ، ۱۹۱۳ء
(۴۱)	ملتِ اسلامیہ کے لئے اصلاحی اور انقلابی پروگرام کا اعلان	۱۳۳۱ھ، ۱۹۱۳ء
(۴۲)	بھاول پور ہائی کورٹ کے جسٹس محمد دین کا استفتاء اور امام احمد کا فاضلانہ جواب،	۲۳ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ، ۱۹۱۳ء
(۴۳)	مسجد کانپور کے قضیے پر برطانوی حکومت سے معاہدہ کرنے والوں کے خلاف ناقدانہ رسالہ	۱۳۳۱ھ، ۱۹۱۳ء
(۴۴)	ڈاکٹر سر ضیاء الدین (وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) کی آمد اور استفادۂ علمی۔	مابین ۱۳۳۲ھ، ۱۹۱۴ء اور ۱۳۳۵ھ، ۱۹۱۶ء

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

(۴۵) انگریزی عدالت میں جانے سے انکار اور حاضری سے استثنا م	۱۳۳۴ھ، ۱۹۱۶ء
(۴۶) صدر الصدور صوبہ جات دکن کے نام ارشاد نامہ	۱۳۳۴ھ، ۱۹۱۶ء
(۴۷) تاسیس جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی	تقریباً ۱۳۳۶ھ، ۱۹۱۷ء
(۴۸) سجدۂ تعظیمی کی حرمت پر فاضلانہ تحقیق	۱۳۳۷ھ، ۱۹۱۸ء
(۴۹) امریکی ہیأۃ داں پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کو شکستِ فاش	۱۳۳۸ھ، ۱۹۱۹ء
(۵۰) آئزک نیوٹن اور آئین اسٹائن کے منظریات کے خلاف فاضلانہ تحقیق	۱۳۳۸ھ، ۱۹۲۰ء
(۵۱) ردِ حرکت زمین پر فاضلانہ تحقیق	۱۳۳۸ھ، ۱۹۲۰ء
(۵۲) فلاسفہ متقدیمہ کا ردِّ بلیغ	۱۳۳۸ھ، ۱۹۲۰ء
(۵۳) دو قومی نظریہ پر حرفِ آخر	۱۳۳۹ھ، ۱۹۲۱ء
(۵۴) تحریکِ خلافت کا افشائے راز	۱۳۳۹ھ، ۱۹۲۱ء
(۵۵) تحریک ترکِ موالات کا افشائے راز	۱۳۳۹ھ، ۱۹۲۱ء
(۵۶) انگریزوں کی معاونت اور حمایت کے الزام کے خلاف تاریخی بیان	۱۳۳۹ھ، ۱۹۲۱ء
(۵۷) وصال	۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ، ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء
(۵۸) مدیر پیسہ اخبار لاہور کا تعزیتی نوٹ	یکم ربیع الاول ۱۳۴۰ھ، ۲ نومبر ۱۹۲۱ء
(۵۹) سندھ کے ادیب شہیر سرشار عقیلی تتوی کا تعزیتی مقالہ	۱۳۴۱ھ، ستمبر ۱۹۲۲ء
(۶۰) بمبئی ہائی کورٹ کے جسٹس ڈی۔ ایف ملّا کا خراجِ عقیدت	۱۳۴۹ھ، ۱۹۳۰ء
(۶۱) شاعرِ مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کا خراجِ عقیدت	۱۳۵۱ھ، ۱۹۳۲ء

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ چہل

رئیس العلماء تاج الاتقیاء

حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ربیع الاول ۱۲۹۲ھ ـــــ ۱۷؍جمادی الاول ۱۳۶۲ھ
۱۸۷۵ء ـــــ ۲۳؍مئی ۱۹۴۳ء

حجّتِ اسلام وسُنّت سیدی حامد رضا
جانشینِ حضرتِ احمد رضا، امداد کن

(امینؔ مرادآبادی)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اللّٰھمّ صلِّ وسلّم وبارک علیہ وعلیھم وعلی المولی الشیخ حجۃ الاسلام مولانا الحاج حامد رضا خاں رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ عنا

حامد و محمود اور حامی احمد کر مجھے سیدی حامد رضائے مصطفٰی کے واسطے

ولادت شریف آپ کی ولادت باسعادت شہر بریلی میں ماہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ ۱۸۷۵ء میں ہوئی۔ ؎۱

اسم مبارک و خطاب عقیقہ میں آپ کا نام حسب دستور خاندانی محمد رکھا گیا جس کے اعداد ۹۲ ہیں۔ اور یہی نام آپ کا تاریخی ہو گیا۔ اور عرفی نام حامد رضا اور خطاب آپ کا حجۃ الاسلام ہے۔ ؎۲

تعلیم تربیت آپ کی تعلیم و تربیت آغوشِ والد ماجد امام اہلسنت شاہ احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ میں ہوئی والد ماجد آپ سے بڑی محبت فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ حامدٌ منی وَاَنَا من حامد جملہ علوم و فنون آپ نے اپنے والد ماجد سے پڑھی یہاں تک کہ حدیث، تفسیر، فقہ و کتب معقول و منقول کو پڑھ کر صرف ۱۹ سال کی عمر شریف میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ ؎۳

بیعت و خلافت آپ مرید و خلیفہ حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہٗ کے تھے۔ اور والد ماجد اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا قدس سرہ سے بھی آپ کو خلافت و اجازت حاصل تھی۔ ؎۴

فضائل رئیس العلماء، تاج الاتقیاء، آفتاب شریعت و طریقت، شیخ المحدثین، راس المفسرین، مفکر اسلام، عالم علوم اسلام حضرت علامہ الشاہ حجۃ الاسلام مولینا الحاج قاری محمد حامد رضا خاں قدس سرہ العزیز آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے چالیسویں امام و شیخ طریقت ہیں۔ آپ خلف اکبر امام اہل سنت شیخ الاسلام والمسلمین الشاہ احمد رضا خاں قدس سرہ العزیز کے ہیں۔ آپ اپنے والد ماجد کی تمام خوبیوں کے جامع تھے آپ کی شخصیت و حقانیت اسلام کی بولتی تصویر تھی۔ بیشتر غیر مسلم آپ کے چہرۂ انور کو دیکھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے حسن ظاہری کا یہ عالم تھا کہ ایک نظر میں دیکھنے والا پکار اٹھتا تھا کہ ھذا حجۃ الاسلام (یہ اسلام کی دلیل ہیں) اور حرمین طیبین کی حاضری پر حضرت شیخ سید حسین دباغ اور سید مالکی ترکی نے آپ کی قابلیت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ :

"ہم نے ہندوستان کے اطراف و اکناف میں حجۃ الاسلام جیسا فصیح و بلیغ نہیں دیکھا۔"

آپ کمالات باطنی کے جامع تھے۔ اپنے عہد کے لاثانی اور بے نظیر مدرس تھے، حدیث و تفسیر کا درس خاص طور پر مشہور تھا۔ اور عربی ادب میں منفرد حیثیت کے مالک تھے۔ شعر و ادب کا بہت نازک اور پاکیزہ ذوق رکھتے تھے۔ آپ نے مسلک اہل سنت و سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کی بے مثال خدمت انجام دیں۔ اور ساری عمر مسلمانان عالم اسلام کی فلاح و ترقی

؎۱ تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۸۱ و فقیہہ اسلام ص ۲۳۷ و فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں ص ۸۲

؎۲ ایضاً ایضاً ایضاً ایضاً

؎۳ فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں ص ۸۳

؎۴ تذکرۂ علمائے اہلسنت ص ۸۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

میں کوشاں رہے۔

عادات کریمہ

آپ اپنے اسلاف وآبا و اجداد کے مکمل نمونہ تھے۔ اخلاق و عادات کے جامع تھے۔ آپ جب بات کرتے تو تبسم فرماتے ہوئے، لہجہ انتہائی محبت آمیز ہوتا۔ بزرگوں کا احترام، چھوٹوں پر شفقت کا برتاؤ آپ کی سرشت کے نمایاں جوہر تھے ہمیشہ نظریں نیچی رکھتے۔ درود شریف کا اکثر ورد فرماتے یہی وجہ ہے کہ اکثر آپ کو نیند کے عالم میں بھی درود شریف پڑھتے دیکھا گیا۔ آپ کی طبیعت انتہائی نفاست پسند تھی چنانچہ آپ کا لباس آپ کی نفاست کا بہترین نمونہ ہوتا تھا۔ انگریز اور اس کی معاشرت کے آپ اپنے والد ماجد کی طرح شدید مخالف رہے۔ اور اس کی میں نمایاں کام انجام دیئے۔

انکساری

حجۃ الاسلام حضرت مولینا محمد حامد رضا قدس سرہ علوم وفنون کے شہنشاہ، زہد وتقوی میں یگانہ اور خطابت کے شہسوار تھے۔ آپ اپنے اخلاق وکردار سے اپنے اسلاف کا جو نمونہ قوم کے سامنے چھوڑا ہے وہ ایک عینی شاہد کی زبانی ملاحظہ ہو:

شیخ الدلائل مدنی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حجۃ الاسلام نورانی شکل وصورت والے ہیں، میری اتنی عزت کرتے کہ جب میں مدینہ طیبہ سے ان کے یہاں گیا، کپڑا لیکر میری جوتیاں تک صاف کرتے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتے۔ ہر طرح خدمت کرتے کچھ روز کے قیام کے بعد جب میں بریلی شریف سے واپس عازم مدینہ ہونے لگا تو حضرت حجۃ الاسلام نے فرمایا۔ مدینہ طیبہ میں سرکار اعظم میں میرا اسلام عرض کرنا اور ع

اب تو مدینے لے بلا گنبد سبز دے دکھا — حامد و مصطفےٰ تیرے ہند میں غلام دو

حسنِ سیرت

جس طرح حجۃ الاسلام کا چہرہ خوبصورت تھا۔ اسی طرح ان کا دل بھی حسین تھا۔ وہ ہرا سے حسین تھے۔ صورت وسیرت، اخلاق وکردار، گفتار ورفتار، علم وفضل، تقوی وزہد سب حسین و خوبصورت حجۃ الاسلام بلند پایہ کردار اور پاکیزہ اخلاق کے مالک تھے متواضع اور خلیق، مہربان اور رحیم وکریم، اپنے تو اپنے بیگانے بھی ان کے حسن سیرت اور اخلاق کی بلندی کے معترف تھے۔ البتہ آپ دشمنان دین وسنیت اور گستاخان خدا اور رسول کے لئے برہنہ شمشیر تھے۔ اور غلامان مصطفےٰ کے لئے شاخ گل کی مانند لچک دار اور نرم۔

شب برات آتی تو سب سے معافی مانگتے۔ حتیٰ کہ چھوٹے بچوں اور خادماؤں اور خادموں اور مریدوں سے بھی فرماتے کہ اگر میری طرف سے کوئی بات ہوگئی ہو تو معاف کردو اور کسی کا حق رہ گیا ہو تو بتادو۔ آپ الحبّ للّٰہ والبغض للّٰہ اور اشدّاء علی الکفّار رحماء بینہم کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ آپ اپنے شاگردوں اور مریدوں سے بھی بڑے لطف وکرم اور محبت سے پیش آتے تھے۔ اور ہر مرید اور شاگرد یہی سمجھتا تھا کہ اسی سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

ایک بار کا واقعہ ہے کہ آپ لمبے سفر سے بریلی واپس ہوتے۔ ابھی گھر پر اترے بھی نہ تھے اور تانگہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ بہاری پور بریلی کے ایک شخص نے جس کا بڑا بھائی آپ کا مرید تھا اور اس وقت بستر علالت پر پڑا ہوا تھا۔ آپ سے عرض کیا کہ حضور روز ہی آکر دیکھ جاتا ہوں لیکن چونکہ حضور سفر پر تھے اس لئے دولت کدے پر معلوم کر کے ناامید لوٹ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جاتا تھا میرے بھائی سرکار کے مرید ہیں اور سخت بیمار ہیں چل پھر نہیں سکتے۔ ان کی بڑی تمنا ہے کہ کسی صورت اپنے مرشد کا دیدار کرلیں۔ اتنا کہنا تھا کہ آپ نے گھر کے سامنے تانگہ رکوا کر اسی پر بیٹھے ہی بیٹھے اپنے چھوٹے صاحبزادے نعمانی میاں صاحب کو آواز دی اور کہا سامان اتروالو میں بیمار کی عیادت کرکے ابھی آتا ہوں۔ اور آپ فوراً اپنے مرید کی عیادت کیلئے چلے گئے۔

بنارس کے ایک مرید آپ کے بہت منہ چڑھے تھے۔ اور آپ سے بے پناہ عقیدت بھی رکھتے تھے۔ اور محبت بھی کرتے تھے۔ ایک بار انھوں نے دعوت کی۔ مریدوں میں گھرے رہنے کے سبب آپ ان کے یہاں وقت سے کھانے میں نہ پہنچ سکے۔ ان صاحب نے کافی انتظار کیا اور جب آپ نہ پہنچے تو گھر میں تالا لگا کر اور بچوں کو لیکر کہیں چلے گئے۔ آپ جب ان کے مکان پر پہنچے تو دیکھا کہ تالا بند ہے۔ مسکراتے ہوئے لوٹ آئے۔ بعد میں ملاقات ہونے پر انھوں نے ناراضگی بھی ظاہر کی۔ اور روٹھنے کی وجہ بھی بتائی۔ آپ نے بجائے ان پر ناراض ہونے یا اسے اپنی ہتک سمجھنے کے انھیں الٹا منایا اور دلجوئی کی۔

آپ خلفائے اعلیٰ حضرت اور اپنے ہم عصر علماء سے نہ صرف محبت کرتے تھے بلکہ ان کا احترام بھی کرتے تھے جب کہ بیشتر آپ سے عمر اور تقریباً سبھی علم و فضل میں آپ سے چھوٹے اور کم پایہ کے تھے۔ سادات کرام خصوصاً مارہرہ مطہرہ کے مخدوم زادگان کے سامنے تو بچھ جاتے تھے۔ اور آقاؤں کی طرح ان کا احترام کرتے تھے۔

حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے آپ کو بڑی انسیت تھی۔ اور دونوں میں اچھے اور گہرے مراسم بھی تھے انکو آپ ہی نے "شبیہہ غوث اعظم" کہا۔ آپ ہر جلسہ اور خصوصاً بریلی کی تقریبات میں ان کا بہت شاندار تعارف کرتے تھے۔ محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ سے بھی اچھے مراسم تھے ۔ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی اور صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب کو بہت مانتے اور چاہتے ــــ شیر بیشۂ اہلسنت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب سے بڑے لطف و عنایت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ آپ کی شادی میں حضور حجۃ الاسلام نے شرکت کی۔

حافظ ملت حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب۔ بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور پر بھی خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ ان کی دعوت پر اپنے فرزند اصغر حضرت نعمانی کے ہمراہ ۱۳۴۲ھ میں آپ مبارک پور تشریف لے گئے۔

آپ کو اپنے داماد شاگرد اور خلیفہ حضرت مولانا تقدس علی خاں سے بھی بڑی محبت تھی۔ مولانا تقدس علی خاں سفر میں آپ کے ہمراہ رہا کرتے تھے۔ [1]

زہد و تقویٰ

حضور حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز نہایت ہی متقی اور پرہیزگار تھے۔ علمی و تبلیغی کاموں سے فرصت پاتے تو ذکر الٰہی اور درود شریف کے ورد میں مصروف ہو جاتے۔ آپ کے جسم اقدس پر ایک پھوڑا ہو گیا تھا جس کا آپریشن ناگزیر تھا۔ ڈاکٹر نے بے ہوشی کا انجکشن لگانا چاہا تو منع فرما دیا۔ اور صاف کہہ دیا کہ میں نشے والا ٹیکہ نہیں لگواؤں گا۔ عالم ہوش میں دو تین گھنٹے تک آپریشن ہوتا رہا۔ درود شریف کا ورد کرتے رہے۔ اور کسی بھی درد و کرب کا اظہار نہ ہونے دیا۔ ڈاکٹر آپ کی ہمت اور استقامت اور تقویٰ پر ششدر رہ گیا۔ [2]

---

[1] ماہانہ حجاز جدید اپریل ۱۹۸۹ء ص ۵۰/۵۱

[2] ماہانہ حجاز جدید دہلی اپریل ۱۹۸۹ء ص ۵۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

علمی و تبلیغی کارنامے

حضور حجۃ الاسلام قدس سرہ ایک بلند پایہ خطیب، مایہ ناز ادیب اور یگانۂ روزگار عالم و فاضل تھے۔ دین متین کی خدمت و تبلیغ، ناموس مصطفےٰ کی حفاظت، قوم کی فلاح و بہبود ان کی زندگی کے اصل مقاصد تھے اور یہی سچ ہے کہ وہ غلبۂ اسلام کی خاطر زندہ رہے اور سفر آخرت فرمایا تو پرچم اسلام بلند کرکے اس دنیا سے سرخرو و کامران ہوکر گئے۔ اس صدی کے مجدد ان کے والد محترم سیدنا اعلیٰ حضرت نے خود ان کی علمی و دینی خدمت کو سراہا ہے۔ اور ان پر ناز کیا ہے۔ مسلک اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کی خاطر آپ نے برصغیر کے مختلف شہروں اور قصبوں کے دورے فرماتے ہیں گستاخان رسول وہابیہ سے مناظرہ کئے ہیں سیاست دانوں کے دام فریب سے مسلمانوں کو نکالا ہے۔ شدھی تحریک کی پسپائی کے لئے جی توڑ کر کوشش کی ہے اور ہر جہت سے باطل اور باطل پرستوں کا رد و انسداد کیا ہے۔

سیاسی بصیرت اور حمایتِ حق

حجۃ الاسلام سیاست دانوں کی چالوں کو خوب سمجھتے تھے اور اپنے زمانے کے حال سے پوری طرح باخبر رہ کر مسلمانوں کو سیاست و ریاست کے چنگل سے بچانے کی ہر ممکن جد و جہد کرتے رہتے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ اس آندھی میں اڑانے والے مسلم علما زعماء قائدین اور دانش وروں سے افہام و تفہیم اور حق نہ قبول کرنے پر ان سے ہر طرح کی نبرد آزمائی کے لئے بھی تیار تھے۔

مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی پر ان کی کچھ سیاسی حرکات اور تحریرات کی بنا پر سیدنا اعلیٰ حضرت نے ان پر فتوے صادر فرمایا۔ مولانا عبدالباری صاحب نے نجدیوں کے ذریعہ حرمین شریفین کے قبہ جات گرانے اور بے حرمتی کرنے کے سلسلہ میں لکھنؤ میں ایک کانفرنس بلائی تھی حضرت حجۃ الاسلام صاحب "جماعت رضائے مصطفےٰ" کی طرف سے چند مشہور علماء کے ہمراہ لکھنؤ تشریف لے گئے۔ وہاں مولانا عبدالباری صاحب اور ان کے متعلقین و مریدین نے زبردست استقبال کیا اور جب مولانا عبدالباری نے حجۃ الاسلام سے مصافحہ کرنا چاہا تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور فرمایا کہ جب تک میرے والد گرامی کا فتوے ہے اور جب تک آپ توبہ نہیں کریں گے میں آپ سے نہیں مل سکتا۔

حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ کا لقب صورت الایمان تھا۔ انھوں نے حق کو حق سمجھ کر کھلے دل سے توبہ کرلی اور یہ فرمایا: "لاج رہے یا نہ رہے۔ میں اللہ تعالےٰ کے خوف سے توبہ کر رہا ہوں۔ مجھ کو اسی کے دربار میں جانا ہے مولوی احمد رضا خاں نے جو کچھ لکھا ہے۔ صحیح لکھا ہے"۔

اسلامی قانون کی حمایت میں جرح اور بیباکی

لکھنؤ ہی میں مسلمانوں کے نکاح و طلاق کے معاملے میں قانون بنائے جانے پر ایک کانفرنس کے موقع پر حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ اور صدر الافاضل علیہ الرحمہ اور مولانا تقدس علی خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف سے شرکت کے لئے گئے تھے۔ اس کانفرنس میں شیعہ اور ندوی مولویوں کے علاوہ شاہ سلیمان چیف جسٹس ہائی کورٹ اور حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ کے داماد و بھتیجے عبدالوالی بھی تھے حجۃ الاسلام صاحب نے جرح میں سب کو اکھاڑ دیا۔ اور فیصلہ انہی کے حق میں ہوا۔ حمایت اسلام اور شریعت مصطفےٰ و ناموس رسالت کے معاملے میں حجۃ الاسلام نے ہمیشہ حق گوئی سے کام لیا۔ اور کسی بھی مصلحت کو پھٹکنے نہ دیا۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مصلحانہ شان

۱۹۳۵ء میں مسلمانوں کے مذہبی، قومی، سیاسی، سماجی اور معاشی استحکام کے سلسلہ میں ایک لائحہ عمل تیار کرنے کی غرض سے مرادآباد میں چار روزہ کانفرنس منعقد کی گئی تھی جس کے اجلاس کی صدارت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے فرمائی تھی۔ اور اس موقع پر جو فصیح و بلیغ پر مغز و پر تدبیر خطبہ دیا تھا وہ ان کی سیاسی بصیرت، علمی جاہت قیادت وسیادت اور ملی و قومی ہمدردی اور دینی حمایت کی ایک شاندار مثال ہے۔ اور جس سے ان کے عالمانہ، مصلحانہ و مفکرانہ شان و عظمت کا بھرپور اظہار ہوتا ہے، یہ خطبہ عوام و خواص، علماء و طلباء ہر ایک کے لئے لائق مطالعہ ہے۔ اس خطبہ سے حجۃ الاسلام کی ادبی شان بھی جھلکتی ہے۔

زبان و ادب پر مہارت

حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کی زبان دانی ان کی فصاحت و بلاغت نثر نگاری و شاعری خصوصاً عربی زبان و ادب پر عبور اور مہارت کی تعریف علمائے عرب نے بھی کی ہے۔ حجۃ الاسلام کے دوسرے حج و زیارت (۱۳۴۶ھ) کے موقع پر عرب کے معروف عربی داں حضرت شیخ سید دباغ اور سید مالکی ترکی نے آپ کی عربی دانی اور قابلیت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اس طرح اعتراف کیا ہے:۔

ہم نے ہندوستان کے اکناف و اطراف میں حجۃ الاسلام جیسا فصیح و بلیغ دوسرا نہیں دیکھا جسے عربی زبان میں اتنا عبور حاصل ہو۔"

حضور اعلیٰ حضرت ہی کی حیات میں حضرت مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی علیہ الرحمہ نے ایک بار اپنے ایک رسالے پر جسے انھوں نے علم غیب کے مسئلہ پر لکھا تھا۔ حجۃ الاسلام سے تقریظ لکھنے کی فرمائش کی، حضرت نے قلم برداشتہ ان کے سامنے عربی زبان میں ایک وسیع تقریظ تحریر فرما دی۔

اعلیٰ حضرت کی عربی زبان کی کتب الدولۃ المکیہ اور کفل الفقیہ الفاہم کی طباعت کے وقت اعلیٰ حضرت کے حکم پر اسی وقت عربی زبان میں تمہیدات تحریر کر دیں جنہیں دیکھ کر اعلیٰ حضرت بہت خوش ہوئے۔ خوب سراہا اور دعائیں دیں۔

آپکی عربی دانی کا ایک اہم واقعہ

حجۃ الاسلام قدس سرہ کو ایک بار دارالعلوم معینیہ اجمیر شریف میں طلباء کا امتحان لینے اور دارالعلوم کے معائنہ کے لئے دعوت دی گئی۔ طلباء کے امتحان وغیرہ سے فارغ ہو کر جب آپ چلنے لگے تو مولانا معین الدین صاحب اجمیری نے دارالعلوم کے معائنے کے سلسلہ میں کچھ لکھنے کی فرمائش کی۔ آپ نے فرمایا فقیر تین زبانیں جانتا ہے۔ عربی، فارسی اور اردو۔ آپ جس زبان میں کہیں لکھ دوں۔ مولانا معین الدین صاحب اس وقت تک اعلیٰ حضرت یا حجۃ الاسلام صاحب سے اتنے متاثر نہ تھے جتنا ہونا چاہئے انھوں نے کہہ دیا عربی میں تحریر کر دیجئے۔

حضور حجۃ الاسلام نے قلم برداشتہ کئی صفحہ کا نہایت ہی فصیح و بلیغ عربی میں معائنہ تحریر فرما دیا۔ حجۃ الاسلام کے اس قلم برداشتہ لکھنے پر مولانا معین الدین صاحب موصوف حیرت زدہ بھی ہو رہے تھے۔ اور سوچ بھی رہے تھے کہ جانے کیا لکھ رہے ہیں کیوں کہ ان کو بھی اپنی عربی دانی پر بڑا ناز تھا۔

جب معائنہ لکھ کر حجۃ الاسلام چلے آئے تو بعد میں اس کے ترجمہ کے لئے مولانا مرحوم بیٹھے تو انھیں حجۃ الاسلام کی عربی سمجھنے میں بڑی ہی دقت پیش آئی بمشکل تمام لغت دیکھ دیکھ کر ترجمہ کیا۔ وہ بھی پورا پورا ترجمہ نہیں کر سکے اور بعض

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

الفاظ انھیں نعت میں بھی نہ ملے بعد میں انھیں عرب علماء کی زبان اور ان کی کتب سے حاصل ہوئے تب جاکر انھیں ان الفاظ اور محاوروں کا علم ہوا۔

راجہ گوالیار کی عقیدت

آپ کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ صرف صورت دیکھ کر لوگ عاشق و شیدا بن جاتے تھے چنانچہ آپ ایک مرتبہ گوالیار تشریف لے گئے۔ آپ کا قیام جب تک وہاں رہا ہر روز وہاں کا راجہ صرف آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتا تھا۔ اور آپ کے حسن و جمال کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوتا تھا۔ اسی طرح چتوڑ گڑھ اودے پور کے راجگان آپ کے بڑے شیدائی رہے۔

یوں ہی ایک مرتبہ آپ سفر سے تشریف لائے۔ اسٹیشن پر آپ جس وقت اترے تو اسی وقت عطاء اللہ بخاری بھی اترا۔ اس نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں ؟ لوگوں نے بتایا کہ اعلٰحضرت قدس سرہٗ کے جانشین حضرت مولانا حامد رضا خاں ہیں۔ یہ سنکر کہنے لگا کہ میں نے مولوی تو بہت دیکھے مگر ان سے زیادہ حسین کسی مولوی کو نہ پایا۔ [1]

حج و زیارت

آپ زیارت حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوئے چنانچہ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء میں اپنے والد مکرم امام اہل سنت اعلٰحضرت عظیم البرکت قدس سرۃ العزیز کے ہمراہ حج کو تشریف لے گئے۔ یہ حج آپ کا علمی و تحقیقی میدان میں عظیم حج تھا۔ اور جو کارہائے نمایاں آپ نے اس حج میں ادا فرمایا وہ **الدولۃ المکیۃ** کی ترتیب ہے۔ جسے فاضل بریلوی قدس سرہ نے صرف آٹھ گھنٹے کی قلیل مدت میں قلم برداشتہ لکھا۔ مذکورہ کتاب کے اجزاء حضور حجۃ الاسلام کو دیتے جاتے۔ آپ ان کو صاف کرتے جاتے تھے۔ پھر اس کا ترجمہ بھی آپ ہی نے کیا۔ یہ ترجمہ بہت ہی اہم ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ زیارت سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشتیاق کس درجہ آپ کو تھا۔ اس کا صحیح اندازہ آپ کے مندرجہ ذیل شعر سے ہوتا ہے۔ ؏

اسی تمنا میں دم پڑا ہے یہی سہارا ہے زندگی کا
بلالو مجھ کو مدینے سرور نہیں تو جینا حرام ہوگا

اور دوسرا حج آپ نے ۱۳۳۴ھ میں ادا فرمایا۔

آمد پاکستان

قیام پاکستان سے پہلے آپ ۱۹۲۵ء میں "انجمن حزب الاحناف" کے سالانہ جلسہ میں شرکت کی غرض سے لاہور تشریف لے گئے۔ چنانچہ اسی دوران سرگروہ دیابنہ کو مناظرہ کا چیلنج دیا گیا اور مناظرہ کی غرض سے آپ کے ساتھ اکابر علمائے اہلسنت تشریف لے گئے۔ لیکن عین وقت پر فریق مخالف نے عذر لنگ پیش کر کے جلسہ گاہ میں آنے سے انکار کر دیا۔ جیسا کہ جناب سید ایوب علی صاحب اپنی ایک منقبت میں اسی مناظرہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہندوستان میں دھوم ہے کس بات کی معلوم ہے — لاہور میں دولہا بنا حامد رضا حامد رضا،
سمجھے تھے کیا اور کیا ہوا ارمان دل میں رہ گیا — تیرے ہی سر سہرا رہا حامد رضا حامد رضا
ایوب قصہ مختصر آیا نہ کوئی وقت پر — تیرے مقابل منچلا حامد رضا حامد رضا

اسی مناظرہ کے موقع پر حضرت حجۃ الاسلام کی ملاقات ڈاکٹر اقبال سے بھی ہوئی اور علامہ اقبال کو جب حجۃ الاسلام نے دیوبندی مولوی کی گستاخانہ عبارتیں سنائیں تو وہ سن کر حیرت زدہ رہ گئے اور بے ساختہ بولے کہ "مولانا یہ ایسی عبارات

---

[1] ماہنامہ اعلٰحضرت جون ۱۹۶۳ء ص ۱۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

گستاخانہ ہیں کہ ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑا، ان پر تو آسمان ٹوٹ پڑ جانا چاہیئے۔" [۲]

اس جلسہ سے سب سے بڑا فائدہ جو ذیبائے سنیت کو ہوا وہ حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ مولینا سردار احمد صاحب قدس سرہ جیسی بزرگ ترین ہستی کا حصول ہے۔ واقعات اس طرح منقول ہیں کہ حضرت حجۃ الاسلام انجمن حزب الاحناف کے جلسہ میں لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں چند روز آپ کا قیام رہا۔ جلسہ گاہ میں دوسرے لوگوں کی طرح مولینا سردار احمد صاحب بھی آئے! اور حضرت حجۃ الاسلام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ (مولینا سردار صاحب اس وقت انگریزی تعلیم حاصل کر رہے تھے) حضرت کی زیارت نے آپ کے قلب پر جو اثرات چھوڑے انہیں آپ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔ اس روز سے برابر حضرت کی قیام گاہ پر پہنچتے رہے۔ دوسرے لوگ آتے اور اپنی اپنی حاجتیں بیان کرتے لیکن مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ از اول تا آخر خاموش مؤدب بیٹھے رہتے اور جب حضرت کے آرام کا وقت ہوتا تو لوگوں کے ساتھ اٹھ کر چلے جاتے اسی طرح کئی دن گذر گئے اور حضرت کی وطن واپسی میں ایک یا دو دن باقی رہ گئے۔ چنانچہ ایک روز خود حضور حجۃ الاسلام قدس سرہ نے آپ سے دریافت کیا کہ: صاحبزادے! کیا وجہ ہے کہ آپ روز آتے ہیں لیکن خاموش بیٹھ کر چلے جاتے ہیں؟ دریافت حال پر مولنا موصوف نے علم دین حاصل کرنے کی غرض سے آپ کے ہمراہ چلنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ حضرت نے بخوشی منظور فرمالیا۔ اور اپنے ساتھ بریلی تشریف لائے۔ چنانچہ حضرت کی باکرامت صحبت سے اپنے وقت کے عظیم محدث اور کامیاب مدرس ہوئے اور تقسیم پاکستان کے بعد لاہور میں سنی مسلمانوں کی قیادت آپ کے حصے میں آئی۔ [۱]

ملی خدمات

آپ نے برصغیر کے مسلمانوں کی معاشرتی ناگفتہ بہ حالت کو بہتر بنانے کے لئے ۱۹۲۵ء میں "آل انڈیا سنی کانفرنس" منعقدہ مرادآباد میں چند تجاویز کا ذکر اپنے خطبہ صدارت میں کیا ہے مگر غور سے دیکھا جائے تو یہ ایک ایسا دستور العمل ہے کہ اگر اس کے مطابق کام ہوا ہوتا تو آج مسلمانوں کی حالت کچھ اور ہی ہوتی اور معاشی، تعلیمی تجارتی ہر دینی و دنیاوی امور میں مسلمان کسی بھی قوم سے پیچھے نہ ہوتا۔ اسی خطبہ صدارت میں ملازمت کی حوصلہ شکنی کر کے صنعتی اور تعلیم و تجارت پر زور دیا ہے۔ ملازمت کا حال یوں بیان فرماتے ہیں:

ہمارا ذریعۂ معاش صرف نوکری اور غلامی ہے اور اس کی بھی یہ حالت ہے کہ ہنود و نواب مسلمان کو ملازم رکھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ رہیں گورنمنٹی ملازمتیں ان کا حصول طول امل ہے۔ اگر رات دن کی تگ و دو اور ان تھک کوششوں سے کوئی معقول سفارش پہنچی تو کہیں امیدواروں میں نام درج ہونے کی نوبت آتی ہے برسوں بعد جگہ ملنے کی امید پر روزانہ خدمت مفت انجام دیا کرو اگر بہت بلند ہمت ہوئے اور قرض پر بسر و اوقات کر کے برسوں کے بعد کوئی ملازمت حاصل بھی کی تو اس وقت تک قرض کا اتنا انبار ہو جاتا ہے جس کو ملازمت کی آمدنی سے ادا نہیں کر سکتے۔ پھر ہندوؤں کے اکثریت کی باعث آنکھوں میں کھٹکتے رہتے ہیں۔ . . . . .

---

[۱] دعوت فکر ص ۳۵

[۲] ماہنامہ اعلیٰ حضرت جون ۱۹۶۳ء ص ۱۶/۱۷

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہمیں یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہماری روزی نوکری میں منحصر ہے ہمیں حرفے اور پیشے سیکھنا چاہئیں۔ . . . . . .
اب اس کی تمام قابلیتیں ہیچ ہیں، سندیں بے کار ہیں، زندگی وبال ہے، اولاد کی تربیت اس ناداری میں کیونکر ہوسکے۔ خود تباہ، نسل برباد، لیکن پیشہ ور ہوتا، ہاتھ میں کوئی ہنر رکھتا تو اس طرح محتاج نہ ہوجاتا، نوکری گئی بلا سے اس کا ذریعہ معاش اس کے ساتھ ہوتا۔ ہمیں نوکری کا خیال ہی چھوڑ دینا چاہئے۔ نوکری کسی قوم کو معراج ترقی تک نہیں پہنچا سکتی . . . دست کاری اور پیشے اور ہنر سے تعلق پیدا کرنا چاہئے۔[1]

شدھی تحریک

آپ نے مسلمانوں کی حفاظت و تبلیغ کی وہ خدمت انجام دی ہیں جسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا ہندوستان میں شدھی تحریک نے بڑا فتنہ برپا کیا تھا اور مسلمان کو اس کے مذہب سے پھیرنے کی بڑی بڑی اسکیمیں بنائی تھیں۔ جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ ارشاد فرماتے ہیں:

"اب تک تو شدھی کی کوششیں راجپوتانہ ہی میں تھیں لیکن اب انھوں نے اپنا میدانِ عمل وسیع کردیا ہے۔ اور تمام ہندوستان میں جہاں موقع ملتا ہے ہاتھ مارتے ہیں۔ قومیں کی قومیں ان کی دستبرد سے تباہ ہو رہی ہیں۔ مسلمانوں کی مذہبی انجمنیں ہر جگہ نہیں ہیں جو ہیں ان میں رابطہ نہیں۔ جس سرزمین کو خالی دیکھا۔ وہاں آریہ دوڑ پڑے۔ جب تک علمائے اسلام کو کسی حصۂ ملک سے بلائے تب تک کتنے غریب شکار ہو چکتے ہیں۔ راجپوتانہ میں ہمیں تجربہ ہو چکا ہے کہ آریوں کے زر، زور، طمع اور دباؤ وغیرہ کی تمام قوتیں اسلامی فضلا کی دعوت حق کے مقابل بیکار ہو جاتی ہیں۔ . . . .
جاہل ناداروں کے سامنے ہزار ہا روپیہ پیش کیا جاتا تھا۔ اور انھیں مرتد ہوجانے پر بہشت و لولہ انگیز مژدے سنائے جاتے تھے۔ . . . وہاں ہمارے پاس اسلامی زہد اور بزرگوں کے ذکر کے سوا کوئی نسخہ نہ تھا جو ایسے مریض پر کارگر ہوتا ہے مگر یہ نسخہ ایسا بے خطا اثر کرتا تھا کہ دیہاتی نوجوان اپنی سرمستی سے ہوش میں آکر دل لبھانے والی صورت اور مال و منال کے لالچ دونوں کو نفرت کے ساتھ ٹھوکر مار کر اطاعت الٰہی کے لئے کمربستہ ہوجاتا تھا۔"[2]

دوسرے فریقوں کے ساتھ اتحاد کی مضرت اور اس کے نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"ہمارے سنی حضرات کے دل میں جب کبھی **اتفاق کی** امنگیں پیدا ہوتیں تو انہیں اپنوں سے پہلے مخالف یاد آئے جو رات دن اسلام کی بیخ کنی کے لئے بیچین ہیں اور سنیوں کی جماعت پر طرح طرح کے حملے کرکے اپنی تعداد بڑھانے کے لئے مضطر اور مجبور ہیں۔ ہمارے برادران کی اس روش نے اتحاد و اتفاق کی تحریک کو بھی کامیاب نہ ہونے دیا۔ کیونکہ اگر وہ فرقے اپنے دلوں میں

---

[1] خطبۂ حجۃ الاسلام ص ۵۱/ ۵۲

[2] ایضاً ص ۱۴/۱۵

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اتنی گنجائش رکھنے کہ سنیوں سے مل کر یکیں تو علیحدہ ڈیڑھ اینٹ کی تعمیر کر کے نیا فرقہ ہی کیوں بنا تے اور مسلمانوں کے مخالف ایک جماعت کیوں بناتے وہ تو حقیقتاً مل ہی نہیں سکتے اور صورۃً مل بھی جائیں تو ملنا کسی مطلب سے ہوتا ہے جس کے حصول کے لئے ہر دم تیشہ زنی جاری رہتی ہے اور اس کا انجام جدال و فساد ہی نکلتا ہے۔ یہ تو تازہ تجربہ ہے کہ خلافت کمیٹی کے ساتھ ایک جماعت **جمعیۃ العلماء** کے نام سے شامل ہوئی جس میں تقریباً سب کے سب یا بہت زیادہ وہابی اور غیر مقلد ہیں۔ نادر ہی کوئی دوسرا شخص ہو تو ہو۔ اس جماعت نے خلافت کی تائید کو تو عنوان بنایا۔ عوام کے سامنے نمائش کے لئے تو یہ مقصد پیش کیا مگر کام اہل سنت کے رد اور ان کی بیخ کنی کا انجام دیا۔ اپنے مذہب کی ترویج اسی پردہ میں خوب کی میرے پاس جناب مولوی احمد مختار صاحب صدر جمعیۃ العلماء صوبہ بمبئی کا ایک خط آیا ہے جو انھوں نے مدراس کا دورہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے اس میں لکھتے ہیں کہ وہابی اس صوبہ میں اس قومی روپیہ سے جو ترکوں کے دردناک حالات بیان کرکے وصول کیا گیا تھا۔ اب تک دو لاکھ تقویۃ الایمان چھپا کر مفت تقسیم کر چکے ہیں۔ اب بتائیے کہ ان جماعتوں کا ملانا "رزدادن درد سرخریدن" ہوا یا نہیں۔ اپنے ہی روپے سے اپنے ہی مذہب کا نقصان ہوا۔" [1]

تعلیم نسواں پر آپ نے اپنے خطبہ صدارت میں کافی زور دیا ہے بلکہ لڑکیوں کی تعلیم اور اس کی فلاح و ترقی کے لئے بھی آپ بے حد کوشاں رہے۔ اور صنف نازک کی بقا و استحکام نیز اس کے تعلیم کے فوائد پر آپ بڑی گہری نظر رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ کے کتنے ملک گیر دورے اسی مقصد کے تحت ہوئے آپ کے ٹھوس تاثرات و تجاویزات جو کانفرنسوں میں پاس ہوتے جن کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ قدرت نے آپ کے دل میں قوم مسلم کی بقا و ترقی کا کتنا درد ودیعت فرمایا تھا۔ ذیل میں کانفرنس مرادآباد کی تجاویز اس کی روشن دلیل ہے۔ فرماتے ہیں:

"لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام بھی نہایت ضروری ہے اور اس میں دینیات کے علاوہ سوزن کاری اور معمولی۔۔ خانہ داری کی تعلیم تا بحد امکان لازمی ہے۔ پردے کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔" [2]

المختصر یہ کہ خطبۂ صدارت مرادآباد آپ کی ذہانت اور قائدانہ صلاحیت کی بھرپور و روشن دلیل ہے۔ جس کا مطالعہ ہر ذی علم اور قومی و علمی کام کرنے والوں کے لئے از حد ضروری ہے جس میں سمندر کو کوزے میں بھر دیا ہے۔

ذوق شاعری آپ عربی، فارسی، اردو نظم و نثر میں منفرد اسلوب بیان رکھتے تھے۔ حمد و نعت و دیگر اصناف شاعری کے بیشتر اشعار آپ کے دیوان میں محفوظ ہیں۔ ذیل میں چند کلام پیش کیا جاتا ہے جس سے آپ کا ادبی ذوق و قابلیت و عشق رسول کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

---

[1] خطبہ حجۃ الاسلام ص ۳۱/۳۲

[2] ایضاً ص ۱۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

میں پچکیاں دل میں یعنی رہیں آرزو — آنکھیں پھر پھر کے کرتی رہیں جستجو
عرش تا فرش ڈھونڈ آیا میں تجھکو تو — نکلا اقرب زحبلی ورید گلو
اللہ، اللہ، اللہ، اللہ — اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

رہ کے پردوں میں تو جلوہ آرا ہوا — بس کے آنکھوں میں آنکھوں سے پردہ کیا
آنکھ کا پردہ، پردہ ہوا آنکھ کا — بند آنکھیں ہوئیں تو، نظر آیا تو
اللہ، اللہ، اللہ، اللہ — اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

کعبۂ کعبہ ہے کعبہ دل میرا — کعبہ پیغمبر کا دل جلوہ گاہ خدا
ایک دل بر ہزاروں ہی کعبہ فدا — کعبۂ جان و دل کعبہ کی آبرو
اللہ اللہ اللہ اللہ — اللہ اللہ اللہ اللہ

طور سینا پہ تو جلوہ آرا ہوا — صاف موسٰے سے فرمادیا لن ترا
اور اِنِّیْ اِنَّ اللہ شجر بول اٹھا — تیرے جلوؤں کی نیرنگیاں سو بسو
اللہ، اللہ، اللہ، اللہ — اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

کون تھا جس نے سبحانی فرمادیا — اور ما اعظم شانی کس نے کہا
بایزید اور بسطام میں کون تھا — کب انا الحق تھی منصور کی گفتگو
اللہ اللہ اللہ اللہ — اللہ اللہ اللہ اللہ

یا الٰہی دکھا ہم کو وہ دن بھی تو — آبِ زمزم سے کرکے حرم میں وضو
بادب شوق سے بیٹھ کر قبلہ رو — مل کے ہم سب کہیں یک زبان ہو بہو
اللہ اللہ اللہ اللہ — اللہ اللہ اللہ اللہ

میں نے مانا کہ حامد گنہگار ہے — معصیت کیش ہے اور خطاکار ہے
میرے مولٰے مگر تو، تو غفار ہے — کہتی رحمت ہے مجرم سے لا تقنطوا
اللہ اللہ اللہ اللہ — اللہ اللہ اللہ اللہ

۱۰

گناہگاروں کا روز محشر شفیع خیر الانام ہوگا — دلہن شفاعت بنے گی، دولہا نبی علیہ السلام ہوگا
کبھی تو چمکے گا نجم قسمت، ہلال ماہ تمام ہوگا — کبھی تو ذرے پہ مہر ہوگی، کبھی وہ مہر ادھر خوشخرام ہوگا
پڑا ہوں میں انکی رہگزر میں پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا — دل وجگر فرش رہ نہیں گے یہ دیدۂ عشق خرام ہوگا
وہی ہے شافع وہی ہے مشفع، اسی شفاعت سے کام ہوگا — ہماری بگڑی بنے گی اس دن، وہی مدار الہام ہوگا

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

انہیں کا منہ سب تکیں گے اس دن جو وہ کریں گے وہ کام ... زبانِ سب انکی دیتے ہوں گے انہیں کا ہر لب پہ نام ہوگا
انا لہا کے عاصیوں کو وہ لیں گے آغوش مرحمت میں ... عزیز اکلوتا جیسے ماں کو انہیں ہر ایک یوں غلام ہوگا
ادھر وہ گرتوں کو تھام لینگے ادھر پیاسوں کو جام دینگے ... صراط و میزان و حوض وکوثر یہیں وہ عالی مقام ہوگا
کہیں وہ جلتے بجھاتے ہونگے کہیں وہ روتے ہنساتے ہونگے ... وہ پائے نازک پہ دوڑنا اور بعید ہر ایک مقام ہوگا
ہوئی جو مجرم کو بار یابی تو خوف و عصیاں سے دہج یہ ہوگی ... خمیدہ سر آب دیدہ آنکھیں لرزتا ہندی غلام ہوگا
حضور مرشد کھڑا رہوں گا کھڑے ہی رہنے سے کام ہوگا ... نگاہ لطف و کرم اٹھے گی تو جھک کے میرا سلام ہوگا
خدا کی مرضی ہے انکی مرضی، ہے انکی مرضی خدا کی مرضی ... انہیں کی مرضی پہ ہو رہا ہے انہیں کی مرضی پہ کام ہوگا
جدھر خدا ہے ادھر نبی ہے، جدھر نبی ہے ادھر خدا ہے ... خدائی بھر سب ادھر پھرے گی جدھر وہ عالی مقام ہوگا
اسی تمنا میں دم پڑا ہے یہی سہارا ہے زندگی کا ... بلالو مجھ کو مدینہ سرور نہیں تو جینا حرام ہوگا
حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہوگی حامدؔ ... خمیدہ سر آنکھ بند لب پر میرے درود و سلام ہوگا

○

محمد مصطفےٰ نور خدا نام خدا تم ہو ... شہ خیر الوریٰ شان خدا اصل علیٰ تم ہو
شکیب دل قرار جاں محمد مصطفےٰ تم ہو ... طبیب درد دل تم ہو میرے دل کی دوا تم ہو
غریبوں دردمندوں کی دوا تم ہو دعا تم ہو ... فقیروں بے نواؤں کی صدا تم ہو ندا تم ہو
حبیب کبریا تم ہو امام الانبیاء تم ہو ... محمد مصطفےٰ تم ہو محمد مجتبیٰ تم ہو
نہ کوئی ماہ وش تم سا نہ کوئی مہ جبیں تم سا ... حسینوں میں ہو تم ایسے کہ محبوب خدا تم ہو
ہیں صدقے انبیاء کے یوں تو سب محبوب ہیں لیکن ... جو سب پیاروں کے پیارا ہے وہ محبوب خدا تم ہو
تمہارے حسن رنگیں کی جھلک ہے سب حسینوں میں ... بہاروں کی بہاروں میں بہار جانفزا تم ہو
زمیں میں ہے چمک کس کی فلک پر ہے جھلک کس کی ... مہ و خورشید سیاروں ستاروں کی ضیاء تم ہو
وہ لاثانی ہو تم آقا نہیں ثانی کوئی جس کا ... اگر ہے دوسرا کوئی تو اپنا دوسرا تم ہو
ھو الاول ھو الآخر ھو الظاھر الباطن ... بکل شئ علیم لوح محفوظ خدا تم ہو
نہ ہو سکتے ہیں دو اول نہ ہو سکتے ہیں دو آخر ... تم اول اور آخر ابتدا تم انتہا تم ہو
خدا کہنے نہیں بنتی جدا کہتے نہیں بنتی ... خدا پر اس کو چھوڑا ہے وہی جانے کہ کیا تم ہو
انا من حامدٍ و حامد منی کے جلوں سے ... بحمد اللہ رضا حامد ہیں اور حامد رضا تم ہو

فن تاریخ گوئی میں کمال

والد ماجد اعلیٰ حضرت کی طرح حجۃ الاسلام صاحب کو بھی تاریخ گوئی کے فن میں کمال حاصل تھا حضرت مولانا عبد الکریم درس رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر (متوفی ۱۳۴۴ھ) حجۃ الاسلام نے طویل تاریخیں لکھی ہیں۔ یونہی بنیا مسجد پر بھی آپنے بہترین تاریخیں لکھی ہیں جو اس طرح ہیں۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

من بناہ بنی لہ اللہ	-	بیت در بجنۃ الماویٰ
قلت سبحن ربی الاعلیٰ	-	مسجدُ اسد علیٰ تقویٰ
۴۷۴		۸۵۴

تصنیفی و علمی کارنامے

حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہٗ صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپ کی علمی جلالت کا صحیح پتہ اور علم تو آپ کی تصانیف سے زیادہ ممکن ہے۔ ذیل میں آپ کی قلمی یادگار کی نشاندہی کی جاتی ہے قارئین اصل کتاب کی طرف مراجعت کریں۔

(۱) الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی۔ (مطبوعہ) سب سے پہلے آپ نے ۱۳۱۵ھ ۱۸۹۷ء میں قادیانیوں کا رد لکھا۔

(۲) ترجمہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ "

(۳) ترجمہ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین "

(۴) حاشیہ ملاجلال۔ (غیر مطبوعہ) (۵) مقدمہ الاجازات المتینہ (۶) نعتیہ دیوان (۷) مجموعہ فتاویٰ۔

کشف و کرامات

آپ کے کشف و کرامات میں سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ مذہب اہلسنت پر بڑی مضبوطی کے ساتھ قائم رہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت آپ کے ہر عمل سے ہویدا تھا۔ تاہم چند کرامات مندرجہ ذیل ہیں:

باکرامت مدرس

حضور حجۃ الاسلام حضرت مولینا حامد رضا قدس سرہٗ ایک تجربہ کار مدرس اور تدریسی امور میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک بار دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے چند اہم مدرسین مدرسہ چھوڑ کر چلے گئے۔ تو حضور حجۃ الاسلام قدس سرہٗ نے علوم و فنون کی تمام اہم کتابیں خود پڑھانی شروع کر دیں اور اس طرح پڑھائیں کہ ان مدرسین کا وہ خیال غلط ثابت ہوا جو یہ کہتے تھے کہ ہمارے بغیر طلباء مدرسہ چھوڑ دیں گے۔ بلکہ آپ کی تدریسی مہارت اور علمی قابلیت کا شہرہ سن کر بہت سے دوسرے قابل طلباء دار العلوم میں مزید داخل ہوئے۔[۱]

قبر اصلی جگہ پر نہیں

راقم سے جناب حاجی محمد اسمٰعیل بن حاجی عبد الغفور صاحب مدنپورہ بنارس نے بیان کیا کہ: ایک مرتبہ حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ مدنپورہ بنارس میں تشریف لائے۔ ادائے نماز کے لئے مسجد برنلہ میں تشریف لے گئے۔ بعد نماز مسجد مذکور میں واقع مزار شریف پر فاتحہ پڑھنے لگے۔ چند ہی لمحوں کے بعد اچانک آپ نے قدم کو پیچھے ہٹالیا۔ اور ارشاد فرمایا: یہ قبر اپنی اصلی جگہ پر نہیں ہے؟ لوگوں نے جب اس بات کو سنا تو کہا کہ حضور! صف میں دشواری ہو رہی تھی۔ جس کی وجہ سے تابوت کو ذرا کھسکا دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ فوراً اس تابوت کو اس کے اصل جگہ پر رکھا جائے۔

---

[۱] ماہنامہ اعلیحضرت ماہ اپریل ۱۹۸۶ء ص ۲۵

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جن وآسیب کو بھگانے میں شانِ مسیحائی

ایک مرتبہ آپ مدنپورہ بنارس تشریف لائے۔ لوگوں کو جب علم ہوا کہ حضرت آسیب زدہ کو فی الفور صحت یاب فرما دیتے ہیں۔ تو لوگوں کی بھیڑ جمع ہوگئی اور متعدد لوگوں نے اپنی حاجت بیان کی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مریض کے کپڑے کو سامنے لاؤ، آناً فاناً کپڑوں کا انبار لگ گیا۔ آپ نے ان تمام کپڑوں کو بنظر غور دیکھا اور اس میں سے چند کپڑوں کو الگ کرکے ارشاد فرمایا کہ یہی لوگ اصلی مریض ہیں، باقی سب ایوں ہی ہیں ان کو آسیب کا کوئی عارضہ نہیں ہے۔ ان کپڑوں پر آپ نے کچھ پڑھا۔ چند ہی دنوں میں وہ تمام مریض صحت یاب ہوگئے اور پھر کبھی آسیبی خلل میں گرفتار نہ ہوئے۔ انہیں میں سے ایک شخص پر اتنا خطرناک قسم کا جن تھا جو رات میں چھتوں کی منڈیر پر خوب دوڑتا تھا۔ گھر والے اس کی اس حرکت سے کافی پریشان تھے۔ اور ہمہ وقت خطرہ لاحق رہتا کہ کہیں چھت سے نیچے گر کر ہلاک نہ ہو جائے۔ حضرت کی دعا سے وہ خبیث جن بھی تائب ہوا اور اس مذکورہ شخص کو چھوڑ دیا جس سے وہ صحت یاب ہو گیا۔

دیوبندی گستاخ پر غیبی عتاب

حضرت علامہ شیخ عبد المعبود جیلانی کی روایت کرتے ہیں کہ میں جب بریلی شریف گیا تو اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ اپنی مشہور نعت ع وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں، کا گیارہواں شعر لکھ رہے تھے۔ چونکہ میں گیارہویں والے سرکار حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہوں اس لیئے اس کو میں نے اپنے لیئے فال نیک سمجھا۔ بہر حال ان چند دنوں میں حضور حجۃ الاسلام سے بھی بہت قریب رہی مجھے یقین کرنا پڑا کہ حضور حجۃ الاسلام صاحب کرامت بزرگ ہیں۔ ان کی کرامت کا اندازہ مجھے اس واقعہ سے ہوا کہ جب میں بریلی شریف سے دہلی آیا تو دہلی میں جس مکان میں میرا قیام تھا اسی سے متصل دیوبندیوں کا جلسہ ہو رہا تھا۔ دوران تقریر ایک مولوی نے تقریر کرتے ہوئے کہا" یہ مولانا حامد رضا حامد نہیں ہیں بلکہ جامد ہیں،، (معاذ اللہ) اس مولوی دیوبندی نجدی نے سرکار حجۃ الاسلام کا نام نامی بے ادبی و گستاخی سے لیا اور حامد کے بجائے جامد کہا۔ تھوڑی ہی دیر بعد لوگوں نے دیکھا کہ اس بے ادب گستاخ مقرر کی زبان جامد ہوگئی اور وہ خود جامد ہو گیا۔ اور چند ہی لمحے کے بعد موت نے اس کو ہمیشہ کے لیے جامد کر دیا۔ اس واقعہ سے جلسہ میں کہرام مچ گیا یہاں تک کہ اس نے کچھ بولنا چاہا مگر بول نہ سکا تو اشارہ سے قلم دوات طلب کیا اور ایک کاغذ پر مرنے سے قبل یہ لکھ کر مرا "میں مولانا حامد رضا خاں صاحب کی بے ادبی سے توبہ کرتا ہوں [1]

مریدین خلفائے کرام تلامذہ

حجۃ الاسلام کے مریدین کی تعداد یوں تو لاکھوں میں تھی۔ لیکن اب بھی ہزاروں کی تعداد میں ان کے مریدین موجود ہیں چتوڑ گڑھ، جے پور اودے پور، جودھپور، سلطان پور، بریلی و اطراف کانپور، فتح پور، بنارس اور صوبہ بہار وغیرہ میں ان کے مریدین زیادہ ہیں۔ کراچی میں بھی حامدیوں کی خاصی تعداد پائی جاتی ہے۔ ان کے خلفاء اور تلامذہ میں محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ سر فہرست ہیں۔

---

[1] ماہنامہ اعلیٰحضرت بریلی شریف اپریل ۱۹۸۶ء ص ۲۶/۲۷

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ان کے علاوہ حضور مجاہد ملت مولانا شاہ حبیب الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا شاہ رفاقت حسین صاحب، حضرت مولانا شاہ حشمت علی خاں صاحب، حضرت مولانا شاہ ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں صاحب، خلف اکبر حضرت حامد رضا صاحب، حضرت مولانا احسان علی صاحب فیض پوری سابق شیخ الحدیث دار العلوم منظر اسلام بریلی، حضرت مولانا عبد المصطفٰے صاحب ازہری [1] حضرت مفتی تقدس علی خاں صاحب، حضرت مولانا عنایت محمد خاں صاحب غوری، حضرت مولانا عبد الغفور صاحب ہزاروی، حضرت مولانا محمد سعید شبلی صاحب فرید کوٹی، حضرت مولانا ولی الرحمٰن صاحب پوکھر یروی، حضرت مولانا حافظ محمد میاں صاحب اشرفی رضوی، حضرت مولانا ابو الخلیل انیس عالم صاحب سیوانی، حضرت مولانا قاضی فضل کریم صاحب بہاری حضرت مولانا رضی احمد صاحب وغیرہ۔

پاکستان کے مشہور شاعر حسان العصر جناب اختر الحامدی مرحوم بھی حجۃ الاسلام کے مرید تھے [2] چند مشاہیر کے مختصر حالات یہاں دیے جاتے ہیں جنھوں نے آپ کے مشن کو پھیلایا اور اہلسنت وجماعت کے فروغ میں تاحیات مصروف عمل رہے۔ اور مسلک اہلسنت کا ہر چہار جانب ڈنکا بجایا۔ اور بیرون ہند بھی آپ کے خلفاء نے دین اسلام کی لافانی خدمات انجام دی جو آج بھی تاریخ پر لکھے ہوا۔

(۱) حضرت مولانا شاہ سردار احمد محدث پاکستان قدس سرہٗ قصبہ دیال گڑھ، ضلع گورداس پور، پنجاب وطن چودھری میراں بخش کے بیٹے، اوائل ۱۹۰۳ء میں یہیں آپ کی ولادت ہوئی۔ انگریزی تعلیم میٹرک پاس کرکے دیال سنگھ کالج لاہور میں داخلہ لیا، علماء اور مشائخ کے شیدائی کیش تھے۔ انٹر کے دوسرے سال میں تھے کہ دار العلوم حزب الاحناف کے جلسہ سالانہ منعقدہ تقریباً ۱۹۲۵ء میں مولانا شاہ حامد رضا بریلوی قدس سرہٗ شرکت کے لیے لاہور تشریف لے گئے۔ حضرت محدث اعظم پاکستان ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ حجۃ الاسلام کے حسن خداداد اور کمال علمی سے متاثر ہوئے۔ اسی مجلس میں عربی و دینی تعلیم کا شوق لے کر اٹھے۔ ساتھ میں بریلی آئے، کامل انہماک سے تعلیم میں مصروف ہوئے۔ کافیہ تک دار العلوم منظر اسلام میں تعلیم پائی، لبعدہٗ دار العلوم معینیہ اجمیر شریف میں داخل ہو کر حضرت صدر الشریعہ مولانا شاہ محمد امجد علی قدس سرہٗ سے کتب متداولہ کا درس لیا ۱۳۵۱ھ میں حضرت صدر الشریعہ کے ہمراہ بریلی منظر اسلام مدرسہ میں آئے، اور درسیات سے فراغت پائی اور اسی مدرسہ میں تعلیم کی ابتدا و انتہا کے بعد مدرسی کی ابتداء کی ۱۳۵۴ھ میں مولوی منظور نعمانی گرگ باراں دیدہ سے کامیاب مناظرہ فرمایا ۱۳۵۶ھ میں مفتی اعظم حضرت مولانا شاہ مصطفٰے رضا قدس سرہٗ نے اپنے مدرسہ مظہر اسلام کا صدر مدرس مقرر کر دیا۔ جہاں تقسیم ملک تک فیض رساں رہے۔ قیام پاکستان کے بعد لائل پور میں عظیم الشان جامعہ مظہر اسلام قائم فرمایا۔ اور خود درس دینا شروع کیا۔ درس کی وہ شہرت ہوئی کہ ہندوستان سے باذوق طلبہ آپ کے درس میں شرکت کے لیے گئے۔ آخر دور میں سنو سنو کی تعداد میں صحاح ستہ کے دور میں طلبہ شریک ہوئے۔ شیخ الحدیث اور محدث اعظم پاکستان کے لقب و خطاب سے اہل علم یاد کرتے تھے۔ ۱۳۸۲ھ یکم شعبان میں رات میں ایک بجکر چالیس منٹ پر کراچی میں راہی حاکم جاودانی ہوتے ۴ لاکھ افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ جنازہ پر برابر ایک لوز کو سایہ کناں دیکھا، یہ حضرت شیخ الحدیث کے مقبول بارگاہ الٰہی و رسالت پناہی کی روشن دلیل ہے۔ حضرت علامہ عبد المصطفٰے ازہری امجدی مدظلہ العالی نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی حضرت شیخ الحدیث مرشد طریقت بھی تھے۔ ہزارہا افراد آپ سے

---

[1] تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۸۲

[2] الیضاً الیضاً ص ۵۲

[3] ماہنامہ حجاز جدید اپریل ۱۹۸۹ء ص ۵۰

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ ہوئے [۱]

(۲) حضور مجاہد ملت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ قادری رضوی دھام نگری اڑیسہ۔ آپ کی ولادت ۸ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ بروز سنیچر صبح صادق کے وقت دھام نگر میں ہوئی۔ والا گرامی حضرت مولانا شاہ عبدالمنان عرف منامیاں صاحب نے آپ کا نام محمد حبیب الرحمٰن رکھا۔ آپ کا نسبی علاقہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے ملتا ہے۔ آپ کے آباد و اجداد کئی سو سال قبل بلخ سے پٹاس پور ضلع مدنی پور (بنگال) میں تشریف لائے۔ حضرت کے خاندان میں کئی پشت سے بزرگوں کا سلسلہ چلا آرہا ہے۔ ان بزرگوں کے آپ وارث اور ان کے نقش قدم پر تاحیات گامزن رہے۔ آپ کی عمر ابھی ۹ سال کی تھی کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ گھر کے دیگر افراد نے آپ کا نام انگریزی اسکول میں لکھوادیا حالاں کہ آپ کو انگریزی تعلیم سے کوئی خاص دلچسپی نہ تھی۔ دینی علوم کی جانب طبیعت زیادہ راغب رہی، یہاں تک کہ انگریزی تعلیم کا سلسلہ بند کر کے دینی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد آپ مدرسہ سبحانیہ الہ آباد، جامعہ معینیہ اجمیر شریف اور جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے اساتذۂ کرام سے علوم دینیہ کی تکمیل فرمائی۔ تعلیم سے فراغت پانے کے بعد اپنے استاذ مکرم حضرت صدر الافاضل مولانا شاہ نعیم الدین مراد آبادی (خلیفۂ اعلیٰحضرت) کے جامعہ نعیمیہ میں مدرس ہوگئے۔ پھر ۱۹۳۴ء میں بحیثیت صدر المدرسین، مدرسہ سبحانیہ الہ آباد تشریف لائے۔ آپ تفسیر، حدیث، منطق و فلسفہ پر پورا عبور رکھتے تھے، معقولات کی اونچی سے اونچی کتابوں کا نہایت آسانی کے ساتھ درس دیتے تھے۔ آپ کی تدریسی عظمت کا شہرہ دور دور تک پھیل گیا۔

آپ بڑے متقی و پرہیزگار تھے۔ ۹ ہی سال کی عمر سے روزہ رکھنا شروع کردیا تھا۔ غریب پرور، مخلص، سخی اور اخلاق و مروت میں یگانۂ عصر تھے۔ دینی لگن اور مسلک اہلسنت کی ترویج و اشاعت کی فکر میں دیوانہ وار ملک گیر دورہ کیا۔ اور جگہ جگہ دینی ادارے قائم کرنا، لوگوں کو دین پر استقامت کی ہدایت فرمانا آپ کا محبوب و مرغوب مشغلہ تھا۔ اور پورے ہندوستان میں آپ نے دینی اداروں اور تبلیغی انجمنوں کا ایک جال بچھادیا۔ سیاسی بصیرت تو گویا آپ کو اپنے شیخ طریقت سے ورثے میں ملی تھی۔ جس کی وجہ سے حکومت وقت کو بڑے بڑے چیلنج اور بے باکانہ طور پر مذہب حق کا اظہار کیا اور متعدد بار جیل کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ شرف بیعت آپ کو پہلے حضرت مولینا عبدالکافی الہ آبادی سے حاصل ہے۔ پھر حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی، حجۃ الاسلام مولینا شاہ حامد رضا خاں بریلوی اور قطب مدینہ حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنی قادری رضوی سے طالب فیض ہو کر اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ حج و زیارت آپ نے متعدد بار ادا فرمائی۔ چنانچہ پہلا حج آپ نے ۱۳۴۱ھ میں دوسرا حج ۱۹۵۵ء میں تیسرا حج ۱۹۵۹ء میں چوتھا حج ۱۹۷۳ء پانچواں حج ۱۹۷۴ء اور چھٹا حج ۱۹۸۰ء میں اس سے قبل ۱۹۷۹ء میں بھی حج کے لیے تشریف لے گئے مگر نجدی سعودی ظالم نے بغیر حج آپ کو واپس کردیا۔ بارگاہ غوثیت مآب میں دو بار گئے پہلی بار ۱۹۵۴ء میں اور دوسری بار ۱۳۹۹ھ میں جب آپ آخری حج و زیارت سے واپس ہوئے تو کئی ماہ تک پورے ملک کا تبلیغی دورہ فرماتے رہے اور اپنے وطن مالوف کا قصد نہ کیا اسی دورے کے درمیان سخت علیل ہوئے اور اسمٰعیلیہ ہوسپٹل بمبئی میں ۶ جمادی الاول ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۳ مارچ ۱۹۸۱ء بروز جمعہ ۵ بجکر ۴ منٹ پر وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے مشاہیر خلفاء کے نام یہ ہیں۔

---

[۱] تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۹۹

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

۱۔حضرت مولینا ظہور حسام مساعی مانک پوری ۲۔ حضرت مولینا عبد الوحید اڑیسوی ۳۔حضرت مولینا عبد الرب مراد آبادی۔

۴۔ 〃 نظام الدین بلیاوی۔ ۵۔ 〃 نعیم اللہ خاں علیہ الرحمہ ۶۔ 〃 سید عباس علوی مکی

۷۔ 〃 قاری مقبول حسین الہ آبادی ۸۔ 〃 قاری نعمت اللہ اڑیسوی ۹۔ 〃 عبد القدوس بھدرکی

۱۰۔ 〃 الحاج عاشق الرحمٰن الہ آبادی ۱۱۔ 〃 سید شاہ فضل الرحمٰن ۱۲۔ 〃 شمس عالم

۱۳۔ 〃 قاری عبد التواب اڑیسوی ۱۴۔ 〃 قاری سراج احمد ۱۵۔ 〃 شاہ نور محمد

۱۶۔ 〃 مدثر حسین ناظم تبلیغ سیرت مغربی بنگال ۱۷۔ 〃 سید صدر عالم علیہ الرحمہ ۱۸۔ 〃 محمد سلیم سلطانپوری

۱۹۔ 〃 سید کاظم پاشا حیدر آباد ۲۰۔ 〃 الحاج محمد علی جناح الہ آباد ۲۱۔ 〃 عبید اللہ خاں اعظمی

۲۲۔ 〃 غلام عبد القادر بھدرہی ۲۳۔ 〃 ارشد علی اجمیری ۲۴۔ 〃 ڈاکٹر مولانا سید شمیم گوہر الہ آبادی

۲۵۔ 〃 سید محمد محسن علیہ الرحمہ ۲۶ 〃 مشتاق احمد نظامی الہ آباد[1]

(۳) حضرت مولینا شاہ رفاقت حسین صاحب قدس سرہٗ کا آبائی وطن جلال گڑھ جڑھوا حاجی پور، نسبی تعلق مشہور بزرگ حضرت سید شاہ جلال الدین جڑھوی سے ہے۔ جن کا مزار جڑھوا گڑھ پر زیارت گاہ خلائق اور دفع بلیات و آسیب میں مشہور ہے۔ ہندی مہینہ کاتک ۱۳۱۷ھ فصلی میں بھوانی پور ضلع مظفر پور میں پیدا ہوئے۔ مرچا اسکول میں درجہ چار تک اسکول کی تعلیم پائی۔ بعدہٗ قریب کی بستی عارض پور کے مولوی طاہر حسین مرحوم سے فارسی گلستاں و بوستاں تک پڑھی۔ مدرسہ احمدیہ مظفر پور میں تعلیم حاصل کی یہ مدرسہ غیر مقلدوں کا تھا اس لیے فرماتے کہ مدرسہ احمدیہ میں کبھی میرا دل نہیں لگا۔ اس لیے ۱۳۴۳ھ میں مدرسہ عزیزیہ بہار شریف میں داخل ہوئے وہاں حضرت مولانا شاہ حبیب الرحمٰن بہاری مرحوم سے شرح وقایہ شروع کی اور حضرت مولانا مفتی عبد المتین سے آثار السنن پڑھ کر اگزامیشن بورڈ کا "ملا"، پاس کیا۔ حضرت مولانا عبد الغنی مدرسہ عزیزیہ کے صدر مدرس تھے۔ پھر مدرسہ حنفیہ جونپور۔ پھر دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف میں تعلیم پائی۔ دار العلوم کے اساتذہ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، مولانا حکیم سید عبد الحیٔ افغانی۔ مولانا مفتی امتیاز احمد امیٹھوی قدس سرہٗ العزیز سے درسیات کی تکمیل فرمائی۔ ۲۸ ذالحجہ بروز جمعرات ۱۳۴۷ھ کو حضرت قدوۃ الواصلین مولانا الحاج سید شاہ علی حسین محبوب ربانی سرکار کچھوچھہ کے مرید ہوئے۔ تمام سلاسل کی اجازت مرحمت ہوئی اور شجرۂ مبارک کی پشت پر دست مبارک سے سلسلہ عالیہ قادریہ منوریہ تحریر فرما کر اجازت دی۔ اجمیر شریف کے بزرگ شاعر خواجہ سید اکبر سے مشورۂ سخن کیا۔ ۱۳۵۲ھ میں حضرت صدر الشریعہ کی معیت میں بریلی شریف آئے۔ مدرسہ منظر اسلام میں درس و تدریس میں مشغول ہوئے ایک سال بعد مدرسہ محمدیہ جائس ضلع رائے بریلی کے صدر مدرس ہو کر تشریف لے گئے کچھ عرصہ بعد وہاں سے علیحدگی اختیار کر لی اور محلہ قضیانہ میں قیام کر کے مطب کے ساتھ درس دیتے رہے۔ لکھنؤ سے قربت اور نوابین کی قرابت کی وجہ سے جائس میں شیعیت کا زور۔ تبرا اور سب و شتم کا بازار گرم تھا۔ حضرت قبلہ گاہی نے روافض کا رد بلیغ فرمایا جس سے ان کا زور ٹوٹ گیا۔ چند سال جامع مسجد سلطانپور کے خطیب رہے یہاں مولوی امین نصیر آبادی کی سنیت دشمن سرگرمیوں کے انسداد کے لیے کوشش فرمائی۔ پھر جائس قیام فرما کر وطن مراجعت فرمائی۔

---

[1] "تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۸۴/۸۳ و مجاہد ملت نمبر ہفت روزہ نوائے حبیب کلکتہ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

شدید بیمار ہو کر صاحبِ فراش ہو گئے، پھر خدا نے صحت عطا فرمائی۔ وطن میں طبابت کا مشغلہ رہا۔ تین سال بعد پھر جائس تشریف لے گئے۔ تقریباً سترہ برس بعد شوال المکرم ۱۳۶۹ھ مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور کے صدر مدرس ہو کر تشریف لائے۔ ۱۳۷۲ھ میں مجلس علمائے اہلسنت کانپور نے مفتی اعظم کا منصبِ رفیع سپرد کیا۔ ۶ شوال ۱۳۷۴ھ کانپور سے بارادۂ حج و زیارت روانہ ہوئے۔ مکہ معظمہ میں الگ قیام جماعت کے سبب قاضی القضاۃ نجدی سے گفتگو ہوئی۔ آپ کامیاب اور وہ خائب و خاسر ہوا۔ بعدہٗ دربارِ نبوی میں حاضری دی۔ حضرت قطبِ مدینہ منورہ مولانا شاہ محمد ضیاء الدین قادری قدس سرہٗ نے سندِ حدیث اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت صدر الشریعہ اور حضرت حجۃ السلام مولانا حامد رضا قدس سرہما سے بھی جملہ سلاسل کی اجازت و خلافت حاصل کیا ۱۳۷۸ھ میں بغداد مقدس اور کربلا معلیٰ وغیرہ کی حاضریاں دیتے ہوئے حج و زیارت کا شرف حاصل کیا۔ ذوقعدہ ۱۳۷۹ھ میں دار العلوم شاہ عالم احمد آباد کے تین ماہ کے لیئے شیخ الحدیث و صدر المدرسین ہو کر تشریف لے گئے۔ اور تقریباً ڈیڑھ سال قیام فرمایا۔ پھر کانپور واپس آئے، مدرسہ سکینہ دھوراجی ضلع راج کوٹ تشریف لے گئے۔ ۱۳۸۱–۱۳۸۲ھ قیام رہا۔ اس کے بعد مستقلاً مدرسہ احسن المدارس قدیم کے سرپرست رہے۔ اور ملک کے طول و عرض میں بسلسلۂ ہدایت و ارشاد سیاحت فرمایا۔

آپ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد "درویش کا ظاہر سلطانی اور باطن فقیری ہونا چاہیے" کے مصداق و مظہر ہیں۔ اتباع سنت، اصابت رائے، قلت کلام، حلم و درگذر آپ کے اوصاف خاص تھے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے جو اپنے وقت کے مشاہیر اور فروغ دین میں کاربند ہیں۔ آپ کے مشاہیر خلفاء میں قاضی سید عابد حسین کٹنی مرحوم، مولانا ظہور احمد منظفر پوری، مولانا سید احسان علی باندوی وغیرہ ہیں۔ تصانیف میں سورۂ بقرہ کی تفسیر [مطبوعہ در رسالہ طیبہ احمد آباد] قادیانی کذاب، طریقۂ حنفیہ، الیاسی جماعت، عورت کی نماز مطبوعہ ہیں مجموعہ فتاویٰ دو ضخیم مجلدات قلمی ہیں علاوہ ازیں چند کتابیں قلمی ہیں۔ دین و ملت کی عظیم خدمت انجام دیتے ہوئے ملک جاودانی ہوئے ان للہ وانا الیہ راجعون [1]

(۴) حضرت مولانا حشمت علی خاں لکھنوی قدس سرہٗ۔ جائے ولادت لکھنؤ "سگِ درگہِ بغداد" اپنی تاریخ ولادت فرماتے۔ یہیں تربیت اور نشو و نما پائی۔ حضرت مولانا سید شاہ عین القضاۃ لکھنوی کے مشہور مدرسہ فرقانیہ کے اساتذہ سے حفظ کیا اور تجوید کی سند حاصل کی آپ کے والد نواب علی خاں حضرت مولانا شاہ ہدایت الرسول کے مرید تھے۔ والد نے پیر و مرشد کے حکم کے بموجب تحصیل علم کے لیے بریلی مدرسہ منظر اسلام میں بھیجا حضرت صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی و حضرت مولانا شاہ رحم الٰہی منظفر نگری صدر المدرسین و اساتذہ مدرسہ منظر اسلام سے درسیات پڑھی۔ شعبان ۱۳۴۰ھ کے جلسۂ دستار بندی میں علماء و فضلاء کی موجودگی میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا قادری نے دستار باندھی۔ اور سندِ اجازت مرحمت فرمائی۔ آپ کو علم کلام سے شغف تھا۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی حیات ظاہری میں نینی تال کے ایک مناظرے میں مولوی یٰسین خام سرائی کو شرمناک شکست دی۔ فتح کے بعد بریلی پہنچے تو اعلیٰحضرت نے خوش ہو کر دستار عنایت کی اور غیظ المنافقین، اور ولد صادق خطاب دیا۔ آپ کا نام نامی رد وہابیہ۔ دیوبندیہ میں بہت مشہور ہے۔ بزرگوں کے بڑے ادب شناس تھے۔ اپنی غلطی معلوم ہونے پر معافی طلب کرنے میں مطلق تاخیر نہ فرماتے حرمین طیبین کی

---

[1] تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۸۹/۹۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

زیارت سے مشرف تھے۔ بریلی پہنچنے سے پہلے فرنگی محل میں حضرت صدر الشریعہ استاذ الہند مولانا شاہ امجد علی اعظمی سے مرید ہوئے۔ شعر بھی عمدہ کہتے تھے۔ چند نعت مبارکہ یادگار ہیں۔ کانپور، بمبئی، گونڈہ، بستی وغیرہ میں آپ کے کافی مریدین ہیں۔ دو سال صاحب فراش رہ کر ۸ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ میں عالم بقا کو کوچ فرمایا۔ مرقد پیلی بھیت میں ہے۔ حضرت مولانا مشاہد رضا خاں فرزند اکبر اور مولانا مشہود رضا فرزند اصغر دار العلوم اشرفیہ کے سند یافتہ ہیں۔ شیر بیشۂ اہلسنت کے لقب سے مشہور ہیں۔ [1]

اولاد امجاد

حضور حجۃ الاسلام قدس سرہٗ کے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں صاحبزادگان کے نام یہ ہیں۔ (۱) مفسرِ اعظم ہند حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں قدس سرہٗ (۲) حضرت مولانا حماد رضا خاں نعمانی میاں قدس سرہٗ [2]

ذکر وصال

جب تری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی
جان لینے کو دلہن بن کے قضا آئی ہے

(حسن رضا خاں)

آپ اپنی کیفیت وصال بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ زبان ذکر صلوٰۃ وسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مشغول ہوگی اور روح قرب وصال کے چھلکتے کیف وسرور کے جام سے محظوظ ہوگی۔

حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہوگی حامد
خمیدہ سر بند آنکھیں لب پر میرے درود و سلام ہوگا [3]

وصال

آپ ۱۷ جمادی الاول ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۴۳ء بعمر ۷۰ سال عین حالت نماز میں دوران تشہد دس بجکر ۴۵ منٹ پر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون [4]

نماز جنازہ

جنازے کی نماز آپ کے خلیفۂ خاص حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قدس سرہٗ نے مجمع کثیر میں پڑھائی۔ [5]

مزار مبارک

آپ کا مزار مبارک خانقاہ رضویہ بریلی شریف میں والد ماجد کے پہلو میں ہے۔ ہر سال عرس کی تاریخ میں بیشمار علماء ومشائخ کے ساتھ عوام شریک ہوتے ہیں۔ اور اپنے اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے پر کرتے ہیں بریلی شریف کی خانقاہ کے علاوہ بھی برصغیر پاک وہند میں آپ کے بے شمار متوسلین مذکورہ تاریخ پر آپ کی روحانی فیض سے مستفیض ہوتے ہیں اور مقالے وتقریر سے آپ کی علمی، دینی وتصوفانہ کارنامے کو پیش کرتے ہیں۔

---

[1] ایضاً ایضاً ص ۸۲/۸۳ [2] ماہنامہ حجاز جدید دہلی اپریل ۱۹۸۹ء ص ۵۲
[3] تقدیم اسلام ص ۲۳/۷ وفاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں ص ۸۲
[4] ایضاً ایضاً ایضاً
[5] ماہنامہ اعلیحضرت جون ۱۹۶۳ء ص ۱۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مادۂ تاریخ

از مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب فریدی سمتی پوری۔

وے زبزمِ جہاں رفت بہ بزمِ جناں — مفتیِ دینِ متین مولوی حامد رضا
صاحبِ زہد و ورع، عالمِ با اتقاء — پیشرو اہلِ دیں، ہادیِ راہِ خدا
عابدِ شب زندہ دار، صوفیِ وصافی منش — رہروِ راہِ سلوک، صاحبِ رشد و ہدا
بر سرِ عرشِ ہدیٰ ماہِ شرفِ ذاتِ او — نجمِ صداقت پئے مطلعِ صدق و صفا
داغِ فراقِ رضا، باز بدل تازہ شد — وارثِ فضلِ رضا رفتہ بہ قربِ رضا
مرگ کزیں عالمے، مرگِ جہاں ہم بود — ماتمِ او ماتمِ دہر بود بر ملا
غیرِ رضا بالقضا، چارۂ دل ہیچ نیست — شیوۂ ایماں بود، صبر دمِ ابتلا
بسکہ بسر بردہ بود عمر بخیر العمل — رحمتِ رب بہرہ اش ساختہ خیر الجزا
اسم محمد شدہ عہدِ ولادت نگر — سیزدہ صد شش و دو دیدہ گزیدآں سرا
۱۲۹۲ھ — ۱۳۶۲ھ
شب زمہ پنجمیں سیزدہ ہم آمدہ — چوں زفنا پئے مکاں رفتہ بدار البقا
۴۳ — ۱۹

کلکِ فریدی نوشت از پئے سالِ وصال
بیں جناں آمدہ مولوی حامد رضا
۱۳ ھ ۶۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نور جمیل و بیکم

تاجدار اہلسنّت، شمس العارفین، نائب سیّد المرسلین

حضرت مولانا الحاج الشّاہ ابوالبرکات

محی الدّین جیلانی آل الرحمٰن **محمد مصطفےٰ رضا خاں** نوری بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۲۲ر ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ ۔ ۱۴ر محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

۱۸ر جولائی ۱۸۹۲ء ۔ ۱۱ر نومبر ۱۹۸۱ء

تاجدارِ اہلسنّت مفتیٔ اعظم شہا

حامل فیضِ رضا و مصطفےٰ امداد کن

(امیرؔ مرادآبادی)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اللّٰھم صلِّ وسلم وبارک علیہ وعلیھم وعلی المولی الکریم سراج الفقہاء مولانا الحاج الشاہ محمد ابوالبرکات محی الدین الجیلانی المعروف مصطفیٰ رضا خاں رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ عنّا۔

سایۂ جملہ مشائخ یا خدا ہم پر رہے — رحم فرما آلِ رحمٰن مصطفیٰ کے واسطے

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت ۲۲؍ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸؍جولائی سنہ ۱۸۹۲ء بروز دوشنبہ بریلی شریف میں ہوئی۔[1]

اسم مبارک

جس وقت آپ کی ولادت ہوئی اس وقت آپ کے والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ مارہرہ شریف میں جلوہ افروز تھے وہیں رات میں خواب میں دیکھا کہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ خواب ہی میں آل الرحمن نام رکھا۔ حضرت مخدوم شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں قدس سرہ نے ابوالبرکات محی الدین جیلانی نام تجویز فرمایا بعد میں مصطفےٰ رضا خاں عرف قرار پایا اور خاندان کے رسم کے مطابق محمد کے نام پر عقیقہ ہوا۔[2]

پیرومرشد کی بشارت

حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں قدس سرہ نے امام اہلسنت فاضل بریلی قدس سرہٗ سے فرمایا۔

"مولانا جب میں بریلی آؤں گا تو اس بچہ کو ضرور دیکھوں گا۔ وہ بہت ہی مبارک بچہ ہے۔ چنانچہ جب آپ بریلی تشریف رونق افروز ہوئے تو اسی وقت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی عمر شریف صرف چھ ماہ کی تھی۔ خواہش کے مطابق بچہ کو دیکھا اور اس نعمت کے حصول پر امام اہلسنت قدس سرہ کو مبارک باد دی اور فرمایا۔

یہ بچہ دین و ملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہنچے گا۔ یہ بچہ ولی ہے۔ اس کی نگاہوں سے لاکھوں گمراہ انسان دین حق پر قائم ہوں گے۔ یہ فیض کا دریا بہائے گا۔"

یہ فرماتے ہوئے حضرت نوری میاں قدس سرہ نے اپنی مبارک انگلیاں بلند اقبال بچہ کے دہن مبارک میں ڈال کر مرید کیا اور اسی وقت تمام سلاسل کی اجازت و خلافت بھی عطا فرمائی۔[3]

حلیۂ مبارک

گورا مکھڑا جلوے جس پر آ آ کر پھر جاتے ہیں
آؤ تم کو بھی صورت ایسی ایک دکھاتے ہیں

قد مبارک دراز: چہرہ گول، روشن وتابناک جس سے نور برس رہا ہو اور جسے دیکھ کر خدا یاد آئے۔ آنکھیں بڑی بڑی چمکدار گہرائی و گیرائی لئے ہوئے۔ بھویں گنجان ہالہ لئے ہوئے۔ پلکیں گھنی بالکل سفید (آخری عمر میں) انگشت سفید گندمی

---

[1] تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۲۲۳

[2] ایضاً ایضاً

[3] مفتی اعظم ہند نمبر ماہنامہ استقامت کانپور ص ۳۴۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ریش مبارک گھنی۔ مسترسل سفید و نرم ریشم کی طرح۔ مونچھ نہ بہت پست نہ اٹھی ہوئی۔ ناک تناسب درازی لئے ہوئے رخسار بھرے ہوئے گداز، جلال و جمال کا آئینہ دار۔ سر بڑا گول۔ پیشانی کشادہ ابھری ہوئی تقدس کے آثار لئے ہوئے۔ لب پتلے گلاب کی پتی کی طرح تبسم کے آثار لئے ہوئے۔ دندان مبارک چھوٹے چھوٹے ہموار موتیوں کی لڑی کی طرح۔ گردن معتدل۔ سینہ فراخ کچھ روئیں لئے ہوئے۔ کمر خمیدہ مائل۔ ہاتھ لمبے لمبے جو سخا و فیاضی میں ضرب المثل۔ انگلیاں لمبی لمبی موزوں و کشادہ۔ ہتھیلیاں بھری ہوئیں گداز۔ کلائیاں چوڑی روئیں دار۔ پاؤں متوسط ضعف کا اثر لئے ہوئے ایڑیاں گول موزوں۔ لباس عمامہ بڑے عرض کا زیادہ تر سفید، بادامی پوشاک۔ کرتہ کلی دار، پاجامہ علی گڑھ۔ جوتا ناگرہ، بے پوری۔[1]

فضائل

آفتاب علم معرفت، ماہتاب رشد و ہدایت، واقف اسرار شریعت، دانائے رموز و حقیقت، تاجدار اہل سنت، جامع معقول و منقول، حادی فروع و اصول، شمس العارفین، نائب سید المرسلین، متکلم اجل، محدث اکمل، فقیہ اجل، مقتدائے عالم، شہزادۂ مجدد اعظم، حضور سیدی و مرشدی مفتی اعظم ہند مولانا الحاج الشاہ ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن محمد مصطفےٰ رضا خاں نوری بریلوی قدس سرہ العزیز۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے اکتالیسویں امام و شیخ طریقت ہیں۔ آپ کے فضائل و مناقب بے شمار صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں جس کا احصار کا حقہ بیان تحریر سے باہر ہے۔ بالاختصار چند مشائخ کے اقوال سے آپ کے فضائل کو ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے بمبئی میں فرمایا تھا۔ آج کل دنیا میں جن کا فتویٰ سے بڑھ کر تقویٰ ہے۔ ایک شخصیت مجدد مأتہ حاضرہ کے فرزند دلبند کا پیارا نام مصطفےٰ رضا ہے جو بے ساختہ زبان پر آتا ہے اور زبان بے شمار برکتیں لیتی ہے۔ نور چشم اعلیٰ حضرت راحت دل خستگاں مفتی اعظم بنام مصطفےٰ شاہ زمن اور حضور مفتی اعظم ہند کے ایک شرعی فتویٰ پر محدث اعظم ہند نے تحریر فرمایا:

هٰذَا قَوْلُ الْعَالِمِ الْمُطَاعِ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْاِتِّبَاعِ

(یعنی یہ ایک ایسے عالم کا قول ہے جن کی اطاعت لازم ہے[2])

حضرت علامہ مفتی عبدالرشید صاحب فتحپوری: حضرت مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب شیخ الحدیث جامعہ امجدیہ ناگپور ۱۹۵۳ء سے پہلے کسی سے مرید نہیں ہوئے تھے۔ کسی بھی سلسلے میں وابستہ ہونے کے لئے بے چین تھے۔ آخرکار ایک دن ہندوستان کے مشہور عالم حضرت علامہ مفتی عبدالرشید صاحب (بانی جامعہ امجدیہ ناگپور) سے دریافت فرمایا کہ حضور! مرید ہونے کے لئے بے چین ہوں کس سے مرید ہونا چاہئے؟ تو حضرت نے ارشاد فرمایا: مولانا! اب کہاں ایسے

---

[1] سامان بخشش ص ۳/۴

[2] مفتی اعظم ہند نمبر ماہنامہ استقامت ص ۵۵۷/۵۵۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

لوگ رہ گئے ہیں جو شریعت وطریقت میں کامل ہوں سوائے مفتی اعظم ہند کے لے

۳ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ : اپنے شہر میں کسی کو عزت و مقبولیت نہیں ملتی لیکن حضور مفتی اعظم ہند کو اپنے دیار میں جو عزت و مقبولیت حاصل ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ یہ ان کی کرامت ولایت کی کھلی دلیل ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضور مفتی اعظم ہند شہنشاہ ہیں شہنشاہ یعنی حضرت کے ساتھ شہنشاہ کا سا برتاؤ کرنا چاہیے ٢ے

۴ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ نے فرمایا : اس دور میں ان کی (حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ) ہستی فقید المثال ہے خصوصیت کے ساتھ باب افتار میں بلکہ روزمرہ کی گفتگو میں جس قدر محتاط اور موزوں الفاظ اور قیود ارشاد فرماتے ہیں اہل علم ہی ان کی منزل سے لطف اندوز ہوتے ہیں ۳ے

۵ غزالی دوراں علامہ سعید احمد کاظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں : سیدی مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ کی شان اس حقیقت سے ظاہر ہے کہ حضرت ممدوح امام اہل سنت، مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رح کے لخت جگر اور صحیح جانشین ہونے کے ساتھ الولد سر لابیہ کے سچے مصداق ہیں ۴ے

۶ حضرت قاری مصلح الدین صاحب فرماتے ہیں : حضرت سیدی ومرشدی صدر الشریعہ وبدر الطریقہ کے وصال کے بعد میری تمناؤں اور آرزوؤں کا مرکز حضور مفتی اعظم ہند ہی کی ذات ہے اور وہ میرے ہی کیا تمام سینوں کی تمناؤں کا مرکز ہیں ۵ے

۷ حضور شمس العلماء جونپوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں : فقہ کا اتنا بڑا ماہر اس زمانے میں کوئی دوسرا نہیں۔ میں انکی خدمت میں جب حاضر ہوتا ہوں تو سر جھکا کر بیٹھا رہتا ہوں اور خاموشی کے ساتھ ان کی باتیں سنتا ہوں۔ ان سے زیادہ بات کرنے کی ہمت نہیں پڑتی ٦ے

۸ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیۃ العلماء پاکستان فرماتے ہیں : مفتی اعظم ہند علم وفضل اور فقہی بصیرت کے اعتبار سے لاثانی تھے۔ اسلام اور عالم اسلام کے لئے آپ کی عظیم خدمات ناقابل فراموش ہیں ٧ے

۹ ادیب شہید حضرت محمد میاں کامل سہسرامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں : عہد حاضر کی لائق صد تکریم ذات اور قدم قدم پر عقیدتوں کے پھول نچھاور کئے جانے والی شخصیت ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور حیات کی ایک ایک ساعت سرمایہ سعادت اور دولت افتخار ہے جن کی ساری عمر شریعت کی تعلیم پھیلانے اور طریقت کی راہ بتانے گزری اور جن کی زندگی کا ایک ایک عمل شریعت کی میزان اور طریقت کی ترازو پر تولا ہوا ہے۔ اس دور میں خود ممدوح

لے مفتی اعظم ہند نمبر ماہنامہ استقامت ص، ۵۵/۵۵۸
٢ے ایضاً ایضاً ایضاً ص ۵۵۸
۳ے ایضاً ایضاً ایضاً ص ۲۱
۴ے ایضاً ایضاً ایضاً
۵ے مفتی اعظم ہند نمبر استقامت
٦ے ایضاً ایضاً ص ۵۵۹
٧ے ایضاً ایضاً

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کی شخصیت مسلمانانِ ہند کی سرمدی سعادتوں کی ضمانت ہے [۱]

۱۰ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت شاہ ضیآء الدین احمد مدنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مفتی اعظم ہند، مفتی اعظم ہیں اعلیٰ حضرت ہیں۔ وہ درجۂ صدیقیت پر فائز ہیں [۲]

۱۱ حضرت علامہ عبد المصطفیٰ صاحب ازہری پاکستان فرماتے ہیں: مفتی اعظم امانت، دیانت، شفقت اور تواضع و انکساری کا عظیم پیکر تھے [۳]

۱۲ حضرت سید مختار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین کچھوچھہ شریف فرماتے ہیں:

حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ بلاشبہ ان ہی اکابرین میں سے تھے جو دین وسنیت کو فروغ دینے کے لئے پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت کی پوری زندگی پر ایک طائرانہ نگاہ ہی ڈالئے تو یہ حقیقت نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ خلوص و للٰہیت ان کی شخصیت کا طرۂ امتیاز تھا۔ ان کا کوئی قول یا عمل میری نگاہ میں ایسا نہیں ہے جو خلوص و للٰہیت سے عاری ہو۔ وہ اگر ایک طرف تبحر عالم، مستند اور معتبر فقیہہ، مختلف علوم وفنون کے ماہر اور شعر و ادب کے مزاج آشنا تھے تو دوسری جانب ریاضت، عبادت، مکاشفہ و مجاہدہ اور اسرارِ باطنی کے بھی محرم تھے اور ہر میدان میں ان کے خلوص و للٰہیت کی جلوہ گری نمایاں طور پر دکھائی دیتی تھی۔ وہ ایک ایسی شمع تھے جس کے گرد لاکھوں پروانے اکتسابِ فیض نور کی خاطر زندگیوں کو داؤں پر چڑھائے رہتے تھے۔ میرے گھرانے کے بزرگوں سے ان کے دیرینہ اور گہرے تعلقات تھے۔ اس پس منظر میں مجھے ان کا قرب خاص حاصل تھا [۴]

تعلیم وتربیت

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ ایک ایسے علمی وروحانی خانوادے کے چشم وچراغ ہیں جہاں کا پورا ماحول علم ونور کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے پھر آپ اس سے متاثر نہ ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے چنانچہ خوب خوب اکتسابِ فیض کیا اور جہاں بھی موقع ملا شوق سے اسے حاصل کیا۔ چنانچہ آپ نے پہلے حضرت مولانا شاہ رحم الٰہی منگلوری و مولانا بشیر احمد علی گڑھی علیہ الرحمہ سے خصوصی درس حاصل کیا۔ اس کے بعد علوم وفنون سرکارِ اعلیٰحضرت قدس سرہ کی آغوشِ تربیت میں جملہ علوم وفنون کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، صرف ونحو کے علاوہ تجوید، ادب، فلسفہ، منطق، ریاضی، علم جفر وتکسیر، علم توقیت اور فن تاریخ گوئی میں بھی کمال حاصل کیا [۵]

بیعت وخلافت: آپ کو بیعت کا شرف قطب عالم شیخ طریقت حضرت شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہ

---

[۱] مفتی اعظم ہند نمبر ماہنامہ استقامت،
[۲] ایضاً ایضاً ایضاً
[۳] ایضاً ایضاً ص ۶۴
[۴] ایضاً ایضاً ص ۴۴
[۵] مفتی اعظم ہند نمبر ماہنامہ استقامت ص ۳۰۷

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

سے تھا۔ اور چھ سال کی عمر شریف میں آپ کے شیخ طریقت نے بیعت کرنے کے بعد جملہ سلاسل مثلاً قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، مداریہ وغیرہ کی اجازت سے بھی نوازا۔ اپنے شیخ طریقت کے علاوہ والد ماجد امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ سے بھی خلافت و اجازت حاصل فرمائی۔

۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء بروز جمعہ کو والد ماجد امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ کا وصال ہوا۔ خلف اکبر حضور حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کو منصب سجادگی اور خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ اور منظر اسلام کے تمام امور و فرائض کی ذمہ داری آپ کو سپرد کی گئی حضور حجۃ الاسلام کے وصال کے بعد باتفاق رائے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ خانقاہ عالیہ قادریہ، برکاتیہ رضویہ دارالعلوم منظر اسلام کی سجادگی اور تمام امور دینیہ کے فرائض کی ذمہ داری آپ کو سپرد کی گئی۔ جسے تاحین حیات مثالی طریقے پر انجام دیا[1]

پہلا فتویٰ

آپ نے صرف تیرہ سال کی قلیل عمر میں رضاعت کا مسئلہ لکھا۔ بعد فراغت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی حیات طیبہ ہی میں فتویٰ نویسی کا کام سونپ دیا گیا تھا جس کی ابتدا کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے۔۔۔

حضرت مولانا ظفر الدین صاحب و حضرت مولانا سید عبدالرشید صاحب رحمہم اللہ دارالافتاء میں کام کرتے تھے۔ ابھی آپ کی نوعمری کا عالم تھا۔ ایک دن دارالافتاء میں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ فتویٰ لکھ رہے تھے۔ مراجع کے لئے فتاویٰ رضویہ الماری سے نکالنے لگے۔ اس پر حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے فرمایا:

"کیا فتاویٰ رضویہ دیکھ کر جواب لکھتے ہیں؟"

"مولانا نے فرمایا: اچھا تم بغیر دیکھے لکھ دو تو جانیں — حضرت نے قلم برداشتہ جواب لکھ دیا جو رضاعت کا مسئلہ تھا یہ آپ کا پہلا فتویٰ تھا جو اپنی زندگی میں قلمبند فرمایا۔ اصلاح و تصحیح کے لئے وہ جواب امام اہل سنت کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ صحت جواب پر امام اہل سنت بہت خوش ہوئے اور صَحَّ الْجَوابُ بِعَوْنِ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْوَهَّاب لکھ کر دستخط ثبت فرمایا یہی نہیں بلکہ انعام کے طور پر ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمن محمد عرف مصطفےٰ رضا کی مہر مولانا حافظ یقین الدین علیہ الرحمہ کے بھائی سے بنوا کر عطا فرمائی۔ یہ واقعہ ۱۳۲۸ھ کا ہے۔ بعدہٗ بارہ سال تک والد ماجد کی زندگی میں فتویٰ نویسی کرتے رہے جس کا سلسلہ آخری عمر تک جاری رہا[2] (یہ مہر حضرت کے تیسرے حج کے موقع پر جدہ میں دیگر سامانوں کیساتھ گم ہو گئی)

اخلاق و کردار

جھکی ہیں گردنیں در پر تمہارے تاج والوں کی
میرے آقا میرے مولیٰ وہ تاج اولیا تم ہو!

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ اس خانوادے کے چشم و چراغ ہیں جنھوں نے زمانے کو تہذیب و اخلاق،

---

[1] تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۲۲۴

[2] تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۲۲۳/۲۲۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اخوت مساوات اسلامی کا درس دیا جن کا در ہر منگتا کے لئے ہمہ وقت کھلا رہتا۔ آپ میں خوش اخلاقی، شفقت و رافت، تواضع و انکساری اور محبت و اخلاص بدرجہ اتم پائے جاتے تھے۔ آپ نے کبھی کسی غریب کی دعوت کو رد نہیں فرمایا۔ امیر و کبیر اور بڑے لوگوں سے دور بھاگتے تھے اور نہایت ہی پاکیزہ اور بلند کردار کے مالک تھے۔

آپکی حیات طیبہ میں ایک بار اکبر علی خاں صاحب جو یوپی کے گورنر تھے جو آپ کی زیارت کرنا چاہتے تھے مگر حضرت ان کے آنے سے کچھ دیر قبل پرانا شہر بریلی میں ایک بیمار دم توڑتے ہوئے غریب سنی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔

اسی طرح فخر الدین علی احمد سابق صدر جمہوریہ جب وزیر غذا تھے تو آستانۂ اعلیٰ حضرت پر حاضری دینے کے لئے آئے اور حضرت کی زیارت کرنی چاہی مگر حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ ان سے بھی نہ ملے۔ اس طرح نہ جانے کتنے وزراء اور امراء آتے رہتے تھے مگر حضرت ان سے ملنا گوارہ نہیں کرتے تھے کیونکہ حضرت کو آج کی سیاست اور دنیا داری سے کیا لگاؤ، مہمانوں کی خاطرداری میں کوئی کسر نہیں اٹھار کھتے۔ صحت کے عالم میں حضرت مہمان خانے میں تشریف لے جاکر ایک ایک مہمان سے دریافت فرماتے کہ کھانا کھایا کہ نہیں۔ چائے ملی یا نہیں۔ کوئی تکلیف تو نہیں۔ اکثر یہ بھی دیکھا گیا کہ آپ خود ہی مہمانوں کے لئے گھر کے اندر سے کھانے کا طشت لیکر آتے تھے [1]

بعض خصوصی عادتیں

حضور مفتی اعظم ہند ہر مسلمان کو ظاہر و باطن دونوں حالتوں میں مسلمان دیکھنا چاہتے تھے۔ ہر ایک کو اسلامی شعار اپنانے کی تعلیم اٹھتے بیٹھتے دیتے تھے۔ داڑھی منڈیل ننگے سروالوں اور انگریزی لباس پہننے والوں سے بیزاری کا اظہار فرماتے۔ سر پر ٹوپی لگانے، داڑھی رکھنے اور اسلامی لباس پہننے کی تلقین کرتے تھے۔ ٹائی باندھنے والے سے سخت بیزاری کا اظہار کرتے اور ٹائی کھینچ لیتے اور ٹائی باندھنے والوں سے توبہ کراتے تھے اور اس پر تجدید بیعت و تجدید نکاح کا حکم لگاتے تھے۔ ہر کام یا چیز کے لینے دینے کا داہنے ہاتھ سے اہتمام فرماتے۔ گورنمنٹ کو سرکار کہنے اور کورٹوں کو عدالت کہنے سے منع فرماتے تھے۔ کتب احادیث پر دوسری کتابیں نہیں رکھتے۔ ذکر میلاد پاک یا محفل نعت و منقبت میں ختم ہونے تک باادب بیٹھے رہتے تھے۔ قبلہ کی طرف منہ کرکے کبھی نہیں تھوکتے اور نہ ہی قبلہ کی طرف پاؤں کرتے تھے۔ قبرستان میں جب بھی تشریف لے جاتے تو پورا پیر رکھ کر نہیں چلتے۔ بلکہ ہمیشہ پنجوں کے بل تشریف لے جاتے یہاں تک کہ دھوپ میں آدھا آدھا گھنٹہ ایصال ثواب اور فاتحہ خوانی میں مصروف رہتے لیکن پنجوں کے ہی بل کھڑے رہتے۔ بدفال نکالنے کو ہمیشہ منع کرتے۔ بیماروں کی عیادت کو جاتے۔ اگر کسی کے ہاں غمی ہو جائے تو تعزیت کو جاتے اور میت والے کے گھر کچھ نہ کھاتے اور صبر و تسلی کی تلقین کرتے۔ علماء کا حد درجہ احترام کرتے سادات کرام کا اس انداز سے احترام کرتے جیسے کوئی رعایا اپنے بادشاہ کا احترام کرتا ہے۔ غیر اسلامی نام رکھنے کو منع فرماتے اور انگریزوں اور غیر مسلموں کے نام رکھنے کو منع فرماتے سخت ناراض ہوتے اور نام بدل دیتے۔ عبداللہ، عبدالرحمٰن، محمد، احمد نام کو پسند فرماتے [2]

---

[1] مفتی اعظم ہند ص ۷۶/۷۷

[2] مفتی اعظم ہند ص ۷۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تواضع وانکساری

آپ کے اندر تواضع وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اگر کسی کو اس کی کسی غیر شرعی حرکت پر ڈانٹ دیتے تھے یا کسی موقع پر خفگی یا ناراضگی کا اظہار کرتے تھے تو بعد میں اسے سمجھاتے اور اس کی دلجوئی فرماتے اور دعاؤں سے نوازتے۔ اکثر لوگ حضرت کی شان میں منقبت پڑھتے تو انہیں اس سے روکتے اور فرماتے کہ میں اس لائق کہاں۔ اللہ تعالیٰ اس لائق بنائے [1]

جود وسخا

مانگنے والا سب کچھ پائے روتا آئے ہنستا جائے
یہ ہے ان کی ادنیٰ کرامت مفتی اعظم زندہ باد

تخت وتاج اور حکومت وریاست کے مالک کسی کو دینوی دولت اور مسرت دے سکتے ہیں لیکن یہ ان کے بس کی بات نہیں کہ قلب بے قرار کو سکون اور بلکتے ہونٹوں کو مسکراہٹ دے سکیں مگر "تاجدار اہلسنت" تاج ولایت وکرامت لوگوں کو دولت دنیا کے ساتھ ساتھ دولت دین وعقبیٰ بھی عطا فرماتے تھے۔ ان کے در کی گدائی سروری سے کم نہیں۔ ہر روز سینکڑوں روحانی وقلبی حاجت مند آتے اور اپنی اپنی مرادیں لے کر جاتے۔ کوئی دعا کرانے آرہا ہے کوئی تعویذ لینے آتے مگر کسی کو منع نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ نہ جانے کتنے گھرانے حضرت کی جود وسخا سے پرورش پارہے تھے۔ طلبہ پر تو خاص کرم فرماتے تھے۔ مہمانوں کی خاطر ومدارات بھی کرتے اور اکثر کو کرایہ تک دیتے تھے۔ جاڑوں میں اکثر غریب لوگوں کو گرم کپڑے اور گرم چادریں اور لحاف وغیرہ دیتے تھے۔

اکثر علماء کرام کو حضرت نے خلافت عطا کی۔ خود حضرت نے اپنے ہاتھوں سے ان کے سر پر عمامہ باندھا۔ بہتوں کو جبہ ودستار اور ٹوپی بھی عطا کی۔ ایک مرتبہ جاڑے کے موسم میں کچھ خدام حضرت کی خدمت میں حاضر تھے۔ رات کا وقت تھا حضرت اپنے بدن پر شال ڈالے پلنگ پر نیم دراز تھے۔ مولوی ابو سفیان صاحب نے حضرت کی شال کو چھو کر دیکھا اور اس کی تعریف کی۔ حضرت نے فوراً وہ شال اتار کر ان کو دیدی۔ وہ بار بار منع کرتے رہے لیکن حضرت نے انھیں وہ بخش دیا [2]

علاوہ ازیں آپ کی اکثر مجلسیں علمی ادبی اور سراپا خیر وبرکت ہوتی تھیں اور مسائل تصوف کا ذکر بھی نہایت آسان ودلنشیں انداز میں آپ بیان فرماتے اور انوار وتجلیات کی بارشیں ہو

عبادت وریاضت

آپ سفر وحضر میں بھی ہمیشہ باجماعت نماز وقت معینہ پر ادا فرماتے۔ بریلی شریف میں قیام کے دوران گھر سے آپ کے برآمد ہوتے ہی کئی آدمی آپ کو آگے پیچھے سے گھیر لیتے اور مسجد کے دروازے تک پہنچتے پہنچتے جو بہ مشکل پچاس قدم دوری پر ہوگا کسی کو دست بوسی کا شرف بخشتے کسی کو مصافحہ سے نوازتے اور کسی کے سلام کا جواب دیتے۔ اتنے میں مسجد کے دروازے میں داخل ہونے کا موقع آجاتا آپ فوراً نہایت متانت وآہستگی سے اللھم افتح لی ابواب رحمتک پڑھتے اور عمامہ اتار کر وضو کے لئے بیٹھ جاتے۔ سارے

---

[1] مفتی اعظم ہند ص ۸۷

[2] ایضاً ص ۸۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اعضاء سنت کے مطابق مکمل طور پر ڈھلتے اور سارے وضو میں ادعیہ ماثورہ کی تلاوت پست آواز میں جاری رہتی۔ ارکان نماز کی ادائیگی میں تو معہود طریقہ ہی برتتے لیکن خشوع وخضوع کا یہ عالم تھا کہ پوری نماز میں آپ کے وجود پر عبودیت کی شان اور بندگی کا جمال طاری رہتا تھا۔ دیکھنے والا دور ہی سے فیصلہ کر لیتا تھا کہ ایک مومن قانت نے اپنے مولیٰ کی رضا جوئی کے لئے اپنے پورے وجود کو عجز و درماندگی اور عرض و التماس کے سانچے میں ڈھال لیا ہے اور قوموا للہ قانتین کی پوری تصویر بن جاتے تھے۔

ایک بار ناگپور سے تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں مغرب کا وقت ہو گیا۔ آپ فوراً گاڑی سے اتر پڑے لوگوں نے کہا بھی کہ گاڑی چلنے ہی والی ہے مگر حضرت کو فکر نماز دامنگیر تھی۔ حضرت کے اترتے ہی آپ کے ساتھی بھی اتر پڑے وضو کر کے ابھی نماز کی نیت باندھی تھی کہ ٹرین چھوٹ گئی۔ حضرت اور ان کے ساتھیوں کا سارا سامان ٹرین ہی میں رہ گیا۔ ٹرین کے چلتے ہی کچھ بدعقیدہ لوگوں نے پھبتی بھی کسی کہ میاں کی گاڑی گئی لیکن حضرت نماز میں مصروف تھے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو پلیٹ فارم خالی تھا۔ حضرت کے ساتھی سامان جانے کی وجہ سے پریشان تھے مگر حضرت مطمئن تھے۔ ابھی سب سوچ ہی رہے تھے کہ سامان کا کیا ہوگا اتنے میں دیکھا کہ گارڈ صاحب بھاگے چلے آ رہے ہیں اور ان کے پیچھے پچاسوں مسافر بھی دوڑتے آ رہے ہیں۔ گارڈ نے کہا حضور گاڑی رک گئی۔ حضرت نے فرمایا۔ انجن خراب ہو گیا ہے ـــ آخر حضرت ڈبہ میں بیٹھے۔ انجن بدلا گیا اور اس طرح پون گھنٹہ کی تاخیر کے بعد گاڑی چلی [1]

سراپا حبِّ رسول

حضور مفتی اعظم ہند سراپا حب رسول اور رضائے مصطفےٰ تھے اور جو عظمت انھیں حاصل ہوئی محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہی کی بنا پر حاصل ہوئی اور کیوں نہ ہو کہ عشق مصطفےٰ علیہ التحیۃ والتسلیم ہی جان ایمان ہے۔ حضرت کی سرکار علیہ السلام کے عشق میں فنائیت کا شاہد ان کی زندگی کا ہر لمحہ ہے ان کی محبت رسول میں فنائیت کا صحیح اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ آخری عمر میں باوجود شدید علالت کے نعت کی محفل میں گھنٹوں باادب بیٹھے رہتے تھے اور نعت پاک کے ہر ہر مصرعے پر رونا اور وارفتگی کیفیت کا طاری ہونا اس بات کی غماز ہے کہ وہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ضم ہو چکے تھے۔ ہر سال عید میلاد النبی کا جشن نہایت تزک و احتشام سے مناتے۔ بارھویں شب سے دوسرے دن دوپہر سے کچھ دیر قبل تک نعت خوانی، میلاد اور صلوٰۃ وسلام کا سلسلہ قائم رہتا۔ شیرینی تقسیم ہوتی، لنگر بٹتا اور دعوت عام ہوتی [2]

غوث اعظم سے عقیدت

یہ دل یہ جگر ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے
جہاں چاہو رکھو قدم غوث اعظم

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ العزیز کو حضرت غوث صمدانی محبوب سبحانی سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

---

[1] مفتی اعظم ہند

[2] مفتی اعظم ہند ص ۱۰۸

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کس درجہ عقیدت تھی اس کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے ہوتا ہے۔

ایک بار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ایک جوان العمر حضرت پیر طاہر علاء الدین گیلانی صاحب قبلہ بریلی شریف تشریف لائے تو حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کی نیازمندی اور عقیدت کا یہ عالم تھا کہ ان کے پیچھے مؤدب ہو کر ننگے پاؤں چلتے تھے۔ جیسے خادم اپنے آقا کے پیچھے چلا کرتا ہے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں فنائیت کا یہ عالم تھا کہ آپ کا جسم و شکل و شباہت حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم شکل تھی ع

دیکھ کر شکل مفتی اعظم

غوث اعظم کی یاد آئی ہے

علماء و سادات کرام کا احترام

حضرت کو علماء و سادات کرام کا احترام ورثہ میں ملا تھا۔ ایسے والہانہ انداز سے ان حضرات کی تعظیم و توقیر کرتے تھے کہ اس کا بیان کرنا مشکل ہے۔

۱۹۷۹ء کا واقعہ ہے کہ گرمی کی دوپہر میں ایک خاتون ایک بچہ کے ساتھ تعویذ لینے کے لئے آئیں۔ لوگوں نے بتایا کہ حضرت آرام فرما رہے ہیں مگر انھیں تعویذ کی سخت ضرورت تھی۔ انھوں نے کہلوایا کہ دیکھ لیا جائے کہ حضرت جگے ہوں اور مجھے تعویذ مل جائے مگر حضرت کے پاس کسی کو جانے کی ہمت نہ ہوئی۔

بالآخر وہ خاتون اپنے بچہ سے بولیں۔ چلو بیٹے یہ کیا معلوم تھا کہ اب یہاں سیدوں کی باتیں نہیں سنی جاتیں۔ نہ معلوم حضرت نے کیسے سن لیا اور خادمہ کو آواز دے کر کہا۔ جلدی بلاؤ شہزادی کہیں ناراض نہ ہو جائیں۔ انھیں روک لیا گیا۔ بچہ حضرت کے پاس گیا۔ حضرت نے نام پوچھا۔ اس نے بتایا سید فلاں۔ حضرت نے اس بچہ کو بڑی عزت و محبت کے ساتھ بٹھایا۔ پیار سے سر پر ہاتھ پھیرا۔ سیب منگا کر دیا اور پھر پردے کی آڑ سے محترم خاتون سے حال معلوم کر کے انھیں اسی وقت تعویذ لکھ کر دیا۔ اور گھر میں یہ کہہ کر رکوا لیا کہ دھوپ ختم ہو جائے تب جانے دینا اور ان کی خاطر و مدارات میں کمی نہ کرنا۔

عرس اعلیٰ حضرت قدس سرہ میں جب حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی علیہ الرحمہ بریلی شریف لائے تو حضرت ان کے استقبال کے لئے اسٹیشن جاتے اور بے پناہ عزت و قدر و منزلت کرتے۔ حافظ ملت حضرت مولانا الشاہ عبد العزیز[عہ] محدث مرادآبادی صاحب و شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ علیہ

عہ حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہٗ بروز دوشنبہ ۱۹۰۴ء میں بھوجپور میں پیدا ہوئے۔ شاہ عبد العزیز دہلوی کے نام کی مناسبت کی وجہ سے آپ کے جد امجد نے آپ کا بھی نام عبد العزیز رکھا۔ قرآن کریم کا حفظ آپ نے اپنے والد ماجد حافظ محمد غلام نور سے کی اور متعدد اساتذہ سے گلستاں بوستاں تک تعلیم کے بعد خانگی دشواریوں کی وجہ سے سلسلۂ تعلیم منقطع کر دیا۔ پھر جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخلہ لیا۔ تین سال تک متعدد اساتذہ سے نحو میر و صرف اور منطق کی کتابوں کا درس لیا۔ اسی دوران وہاں آل انڈیا سنی کانفرنس ہوئی جس میں ہندوستان کے مقتدر و ممتاز علماء نے شرکت کی۔ ۱۳۴۲ھ میں اپنے رفقاء درس کے ساتھ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کی بڑی عزت کرتے تھے۔ خلیفہ اعلیٰ حضرت حضور برہان الحق صاحب قبلہ جبلپوری علیہ الرحمہ سے اور ان کے صاحبزدگان سے بہت محبت فرماتے تھے اور جب کبھی یہ حضرات بریلی شریف آئیں ہیں تو حضرت ان کی بے انتہا قدرو منزلت کرتے تھے۔ حضور مجاہد ملت مولانا شاہ حبیب الرحمٰن صاحب علیہ الرحمہ کی بھی بہت عزت کرتے تھے۔ اپنے خلفاء و تلامذہ ودیگر مریدین اور پیر زادگان مارہرہ مطہرہ کا اگر خادم بھی آجائے تو ان تمام کی اسی انداز میں عزت افزائی کرتے تھے کہ وہ بے چارے خود شرمندہ ہو جاتے تھے۔

دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف میں حصول علم کیا۔ پھر ۱۳۵۱ھ میں اپنے استاذ مکرم صدر الشریعہ کے ہمراہ بریلی تشریف لائے اور ۱۳۵۲ھ میں حضرت حجۃ الاسلام کے دست مبارک سے دستار فضیلت حاصل کی۔ تکمیل علوم کے بعد حضرت صدر الافاضل نے آگرہ کی جامع مسجد میں خطابت و افتاء کے لئے مبلغ سو روپے ماہنامہ پر متعین کرنا چاہا لیکن آپ نے فرمایا کہ میں تجارت کروں گا اور حتی المقدور فی سبیل اللہ دینی خدمت انجام دوں گا لیکن اسی سال آپ کو صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے بریلی شریف بلاکر فرمایا کہ اپنے ضلع میں مسلسل باہر رہنے کی وجہ سے وہاں بد مذہب اور گمراہیت کا تسلط ہوتا جارہا ہے اس لئے بد عقیدگی اور گمراہی کے استحصال کے لئے آپ کو مبارک پور بھیجنا چاہتا ہوں۔ آپ نے عرض کیا حضور میں ملازمت نہیں کروں گا۔ حضرت نے فرمایا میں نے ملازمت کے لئے کب کہا ہے۔ میں تو دینی خدمات اور اشاعت حق کے لئے کہہ رہا ہوں اور آپ پینتیس روپے مشاہرہ پر ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۴ء میں مدرسہ مصباح العلوم مبارک پور تشریف لائے اور ہر طرف سے تشنگانِ علم کا قافلہ مبارک پور کی سرزمین پر اترنے لگا اور مدرسہ کی پرانی عمارت ناکافی ہوگئی تو ۱۳۵۳ھ میں ایک عظیم الشان دار العلوم کی بنیاد رکھی گئی جو دار العلوم اشرفیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ مبارک پور کی سرزمین پر آپ کے قدم رکھتے ہی دنیائے وہابیت میں ایک زلزلہ آگیا۔ آپ روزانہ ۱۴ کتابوں کا درس دیتے جس میں سب سے نیچی شرح جامی تھی۔ یہاں تک کہ وہ عمارت بھی ناکافی ہوگئی تو پھر آپ نے ایک جامعہ (عربی یونیورسٹی) کا منصوبہ بنایا آخر ۲۰، ۲۱، ۲۲ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ مطابق ۵، ۶، ۷ مئی ۱۹۷۲ء کو مبارک پور کی سرزمین پر ایک عظیم تعلیمی کانفرنس ہوا اور ایک وسیع و عریض میدان میں الجامعۃ الاشرفیہ کا سنگ بنیاد حضور مفتی اعظم ہند واکابر علماء کے ہاتھوں رکھا گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے علم کا ایک شہر آباد ہوگیا۔ چالیس سال تک مبارک پور کی سرزمین پر علوم دینیہ خصوصًا علم حدیث کی خدمت انجام دی۔ ہندوستان کے علاوہ یورپ وامریکہ اور عرب میں آپ سے اکتساب فیض کرنے والے علماء و مشائخ دانشور و صحافی آج بھی فروغ ملت میں مصروف عمل ہیں۔ آپ زہد و ورع، تقویٰ و طہارت، علم و حکمت، توکل و استغناء، شرم و حیا، صبر و تحمل، تواضع و منکسر المزاجی، رفاقت و اعادت، پابندی شریعت اور ایفائے عہد سادگی و شاگرد نوازی میں حضرت صدر الشریعہ کے سچی تصویر تھے۔ بغیر نوٹو کے حج و زیارت کو ۱۹۶۰ء میں تشریف لے گئے۔ شرف بیعت و خلافت حضرت علامہ شاہ علی حسین اشرفی سے حاصل تھا اور حضرت صدر الشریعہ نے سلسلہ قادریہ رضویہ کی خلافت واجازت سے نوازا اور اسی سلسلے میں آپ بیعت فرماتے۔ علم و فضل کا یہ کوہ گراں یکم جمادی الآخر ۱۳۹۶ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۷۶ء بروز دوشنبہ کا دن گزار کر شب میں گیارہ بجکر ۵۵ منٹ پر ہمیشہ کے لئے ہم سے رخصت ہوگیا۔ خلفاء و تلامذہ آپ کے کثیر ہیں۔ مشاہیر خلفاء حضرت مولانا عبد الحفیظ سربراہ اعلیٰ، حافظ محمد حنیف بلرامپوری، حافظ مولانا محمد تقی اعظمی اور مولانا تجمل بدیلی گیاوی قابل ذکر ہیں۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

زیارت حرمین طیبین

خدا خیر سے لائے وہ دن بھی نوری
مدینہ کی گلیاں بہارا کروں میں

حج و زیارت حرمین شریفین کی سعادت دو بار آپ کو تقسیم ہند سے پہلے حاصل ہوئی۔ تیسری بار ۱۹۷۱ء ۱۳۹۱ھ میں اس شان کے ساتھ عازم حرمین شریفین ہوئے کہ باوجودیکہ بہت سے علماء کرام کے نزدیک حج کے لئے فوٹو جائز ہے مگر آپ کی عزیمت کی بنیاد پر بین الاقوامی رائج الوقت عمل کے خلاف بغیر فوٹو کے پاسپورٹ حاصل ہوا اور سفر حج کے دوران جہاز میں کوئی ٹیکہ وغیرہ بھی نہ لگوا کر احتیاط و تقویٰ کی اس دور میں ایک روشن مثال قائم کردی اور ضعف و نقاہت کے باوجود جس نشاط اور مستعدی اور شیفتگی و وارفتگی کے ساتھ مناسک حج ادا کئے وہ ہم سب کے لئے قابل رشک ہے۔

اس سفر میں آپ نے مکہ معظمہ میں ان علماء حرمین سے بھی ملاقات کی جنہوں نے حضرت فاضل بریلوی سے ان کے وقت میں حرمین طیبین میں ملاقات و استفادہ کیا تھا۔ یہ حضرات سید یحییٰ علمان علیہ الرحمہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) سید امین قطبی (۲) سید عباس علوی (۳) سید نور محمد۔ ان تینوں حضرات نے حضرت فاضل بریلوی کے دور کے حالات و واقعات بتلائے۔ ان کے علم و فضل کی تعریف و توصیف کی اور حضرت مفتی اعظم سے خلافت حاصل کی۔

مفتی اعظم ہند کا فقہی و علمی مقام

تصوف فلسفہ تفسیر کے فقہی مسائل کے
سبھی کہتے ہیں کہ عقدہ کشا ہیں مفتی اعظم

سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا وہ شہزادہ جس نے دار العلوم منظر اسلام میں دوران تعلیم پہلا فتویٰ تحریر فرما کر مفتی کی حیثیت سے منصب افتاء پر فائز ہوا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد دنیا نے دیکھا کہ جب آپ کے علم و فضل کی صلاحیت اور فقہی مہارت اجاگر ہوتی چلی گئی تو آپ مفتی اعظم ہند کہلائے کہ یہ لقب ہی گویا آپ کا اسم ہو گیا۔ جہاں جہاں مفتی اعظم ہند بولا گیا وہاں صرف آپ ہی کی ذات اقدس سمجھ میں آئی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خود اعظم بننے سے کوئی اعظم نہیں بنتا۔ نہ کسی کو اس کے ایجنٹ اعظم بنا سکتے ہیں۔ اعظم تو وہ ہے جسے خدائے تعالیٰ اور اس کا پیارا رسول عظمت دے۔ بہر حال مفتی اعظم کی ذات خود غرضی، نام و نمود، شہرت و جاہ طلبی اور ریاکاری سے کوسوں دور تھی۔ ان کی عظمت تو خالص عطائے خدا و رسول تھی اور جب خدا و رسول کسی کو عطا فرمائیں تو اس کی کوئی حد کیا جانے یہی وجہ ہے کہ آپ کی فقہی عظمت صرف ہندوستان تک ہی محدود نہیں بلکہ وہ وقت بھی آیا جب آپ مفتی اعظم عالم بن کر جلوہ نگن ہوئے۔ جب آپ حج کو تشریف لے گئے تو علمائے حجاز، مصر، شام، عراق اور ترکی وغیرہ کے علمائے مشائخ نے آپ سے مسائل دریافت کئے اور بیعت سے مشرف ہوئے اور سند اجازت و خلافت حاصل کی۔ اس طرح آپ کا فیضان شریعت و

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

طریقت ساری دنیا میں پھیل گیا۔ علاوہ ازیں آپ کے پاس عرب، افریقہ، ماریشس، انگلینڈ، امریکہ، سری لنکا، ملیشیا اور بنگلہ دیش و پاکستان سے افتاء آتے اور ان کا جواب آپ تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت کا تاریخی فتویٰ

اب آئیے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کو "مفتی عالم" کہے جانے کے ثبوت میں مندرجۂ ذیل واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

جنرل ایوب خاں کے دور میں پاکستان میں حکومت کی طرف سے ایک رویت ہلال کمیٹی قائم کی گئی تھی۔ جس کے عہدیداران عید و بقرعید کے موقع پر خاص طور سے مشرقی و مغربی پاکستان میں جہاز کے ذریعے سے چاند دیکھنے کا اہتمام کرتے تھے۔ اور پھر ان کی تصدیق پر حکومت کی جانب سے ملک میں رویت ہلال کا اعلان کیا جاتا تھا۔

ایک بار عید کے موقع پر ۲۹ رمضان کو اس کمیٹی کے افراد ہوائی جہاز کے ذریعے چاند دیکھنے کو اڑے مشرقی پاکستان سے مغربی پاکستان جاتے ہوئے انھیں چاند نظر آگیا اور انھوں نے اس کی اطلاع حکومت کو دیدی اور پھر حکومت کی جانب سے رویت کا اعلان کر دیا گیا مگر وہاں کے سنی علماء نے اس کو نہ مانا اور انھوں نے دنیا کے تمام اسلامی ممالک جیسے شام، اردن، عرب، مصر وغیرہ کے مفتیان کرام سے اس سلسلہ میں فتویٰ مانگا اور ایک استفتا سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کے پاس بریلی شریف بھی روانہ کیا۔ تقریباً دنیا کے سبھی مفتیان کرام نے رویت ہلال کمیٹی پاکستان کی تائید کی مگر علم و فضل کے تاجدار فقیہ اعظم مفتی اعظم عالم قدس سرہٗ نے اسے نہیں مانا اور اپنا فتویٰ دیا کہ جس کا مضمون اس طرح ہے:

چاند دیکھ کر روزہ رکھنے اور عید کرنے کا شرعی حکم ہے اور جہاں چاند نظر نہ آئے وہاں شرعی شہادت پر قاضی شرع حکم دے گا۔ چاند کو سطح زمین یا ایسی جگہ سے کہ جو زمین سے ملی ہوئی ہو وہاں سے دیکھنا چاہئے۔ رہا جہاز سے چاند دیکھنا یہ غلط ہے کیونکہ چاند غروب ہوتا ہے فنا نہیں ہوتا اس لئے کہیں ۲۹ کو اور کہیں ۳۰ کو نظر آتا ہے اور اگر جہاز اڑا کر چاند دیکھنا شرط ہے تو اور بلندی پر جانے کے بعد ستائیس اور اٹھائیس تاریخ کو بھی نظر آسکتا ہے تو کیا ۲۷ اور ۲۸ تاریخ کو بھی چاند کا حکم دیا جائے گا اور نہ ہی کوئی عاقل اس کا اعتبار کرے گا۔ ایسی حالت میں جہاز سے ۲۹ کو چاند کو دیکھنا کب معتبر ہوگا۔

حضرت کے اس جواب کو پاکستان کے ہر اخبار میں جلی سرخیوں کے ساتھ شائع کیا گیا اور اس فتوے کو پاکستان میں جانے کے بعد اگلے مہینہ میں ۲۷ اور ۲۸ تاریخ کو حکومت کی جانب سے جہاز کے ذریعہ اس بات کی تصدیق کرائی گئی تو بلندی پر پرواز کرنے پر چاند نظر آیا۔ تب حکومت نے حضرت کے فتوے کو تسلیم کر کے رویت ہلال کمیٹی توڑ دی اور دنیا کے تمام مفتیان کرام نے ان کی بارگاہ علم و فضل میں سر عقیدت خم کر دیا۔ آپ نے اپنی عمر شریف میں کم و بیش پچاس ہزار فتاوے صادر فرمائے۔

آپ کی فقاہت کو بڑے بڑے علماء نے تسلیم کیا ہے اور آپ کی عبقری شخصیت کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ حضور

لہ مفتی اعظم ہند نمبر ماہنامہ استقامت کانپور

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

شمس العلماء حضرت مولانا شمس الدین جعفری جونپوری فرماتے ہیں کہ:

فقہ کا اتنا بڑا ماہر اس زمانے میں کوئی دوسرا نہیں ہے۔ میں ان کی خدمت میں جب حاضر ہوتا ہوں تو سر جھکا کر بیٹھا رہتا ہوں اور خاموشی کے ساتھ ان کی باتیں سنتا ہوں۔ ان سے زیادہ بات کرنے کی ہمت نہیں پڑتی [۱]

---

[۱] مفتی اعظم ہند نمبر ص ۵۵۹

[۲] حضور شمس العلماء حضرت علامہ قاضی شمس الدین صاحب قبلہ جعفری جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کا آبائی وطن جونپور تھا۔ آپ جعفری زینبی سید ہیں۔ آپ کے آباء واجداد شاہان شرقی کے زمانے میں منصب قضا پر فائز تھے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ حنفیہ جونپور میں ہوئی۔ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے انگلش میں بی، اے فائنل کیا۔ جدید تعلیم کی تکمیل کے بعد عربی کا شوق پیدا ہوا اور صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ سے کسب فیض کے لئے جامعہ نعیمیہ مرادآباد حاضر ہوئے۔ اور وہاں درس نظامیہ کی متعدد کتابوں کا درس لیا۔ فقیہ اعظم ہند حضرت صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی قدس سرہ کے درس کی شہرت سن کر بہت سارے طلبہ کے ساتھ دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف پہنچے۔ انتہائی شوق وذوق اور کمال انہماک ویکسوئی سے اساتذہ دار العلوم سے درس نظامیہ کی کتب متوسطات پڑھیں۔ معقولات ومنقولات کی منتہی کتابوں اور حدیث پاک کی تکمیل حضرت صدر الشریعہ سے کی۔ ۱۳۵۱ھ میں جب حضرت صدر الشریعہ مستعفی ہوکر چالیس طلبہ کے ساتھ جو اپنے دور کے اکابر علماء میں شمار کئے جاتے ہیں دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف تشریف لائے تو آپ بھی ساتھ آنے والے تلامذہ میں شامل تھے۔ دار العلوم منظر اسلام سے ۱۳۵۲ھ میں حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا قدس سرہ اور دیگر اکابر اہلسنت کے مبارک ہاتھوں سے دستار فضیلت حاصل کی۔ زمانۂ تعلیم ہی سے آپ کی ذہانت وفطانت اور حاضر جوابی بے مثل تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اپنے رفقاء درس میں خیر الاذکیاء سے مشہور تھے۔ حضرت صدر الشریعہ سے بہت زیادہ قربت حاصل تھی۔ فراغت کے بعد دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف، جامعہ نعیمیہ مرادآباد، دار العلوم منظر حق ٹانڈہ اور مدرسہ حنفیہ جونپور میں درس دیا پھر جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس میں منصب صدارت کی زینت رہے۔ حافظ ملت علیہ الرحمہ جامعہ کی تعمیری سرگرمیوں کی بنا پر تدریسی فرائض کے لئے آپ کا انتخاب کیا اور ۱۳۹۶ھ تک حسن وخوبی کے ساتھ شیخ الحدیث کے فرائض انجام دئے پھر احباب بنارس کے پیہم اصرار پر جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس تشریف لائے جہاں اخیر عمر تک مسند صدارت پر جلوہ افروز رہے۔ درس نظامیہ کے جملہ فنون پر آپ کو عبور حاصل تھا۔ خصوصاً فلسفۂ جدیدہ وقدیمہ میں تو مہارت تامہ حاصل تھی۔ متعدد بار ملحدوں اور بے دینوں اور دہریوں سے مناظرہ کیا اور آپ کے شافی ووافی جوابات سے اکثر وبیشتر نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی۔ تصانیف میں قانون شریعت، قواعد النظر اور قواعد الاعراب مشہور ہیں۔ دس سال کی عمر میں اعلیٰحضرت قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ شب جمعہ یکم محرم الحرام ۱۴۰۲ھ مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو بنارس میں علم وحکمت کا یہ آفتاب غروب ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازے کی نماز بنارس میں حضرت شیر بنارس شاہ عبد الوحید نے پڑھائی پھر بذریعہ کار آپ کی نعش مبارک جونپور آگئی اور وہیں مدفون ہوئے۔ اولاد میں حضرت مولانا محی الدین احمد ہشام آپ کی یادگار ہیں اور موصوف اپنے والد کے سچے جانشین ہیں۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ایک فلسفیانہ نکتہ

اس زمانے میں جب کہ امریکہ والوں کے چاند پر جانے کا چرچا عام تھا۔ ایک روز (غالباً شعبان کا مہینہ تھا) شمس العلماء حضرت علامہ قاضی شمس الدین علیہ الرحمہ اور صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی صاحب میرٹھی علیہ الرحمہ و دوسرے علماء حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ چاند سورج وغیرہ کی بات چل رہی تھی۔ حضرت نے فرمایا زمین اور آسمان دونوں ساکن ہیں اور سورج و چاند چلتے ہیں۔ اس پر علامہ میرٹھی نے فرمایا کہ قرآن مجید میں ہے وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا یعنی سورج چل رہا ہے اپنے مستقر میں۔ تجری سے معلوم ہوتا ہے کہ چلتا ہے اور مستقر لها سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ ٹھہرا ہوا ہے اور ایک قرار گاہ میں ٹھہرا رہنا یہ دونوں باتیں کیسے صحیح ہوں گی؟

اس پر حضرت نے فوراً جواب دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا گیا تھا وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ تو کیا وہ زمین کے ایک حصہ ہی پر ٹھہرے رہتے تھے چلتے نہیں تھے۔ اپنے مستقر میں رہنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے جائے رفتار سے، اپنی منزل سے باہر نہیں ہوتا۔ چلتا ہے مگر اپنے دائرۂ حرکت میں۔ اس پر علامہ میرٹھی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ خاموش ہو گئے۔

آپ کے فقہی مہارت کی تفصیلی روشنی کے لئے آپ کے فتاوے کا مطالعہ ضروری ہے جس میں فقہ کے بڑے بڑے انمول جواہر بکھرے پڑے ہیں۔ اور آپ کی فقاہت کی بولتی تصویر ہے [1]

حق گوئی اور شان مومنانہ

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیے تھے انداز خسروانہ

مومن کی شان یہ ہے کہ وہ باطل سے کبھی نہیں دبتا اور تختۂ دار پر بھی حق کا اعلان کرتا رہتا ہے۔ کہتے ہیں کہ حق کا کہنا جب جرم ہو جائے اس وقت ایک حق بات کہدینا سب سے بڑا جہاد ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں بیان ہے کہ افضل الجهاد كلمة حق عند السلطانِ الجائر یعنی ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا افضل جہاد ہے لیکن جس نے ہر دور میں اور ہر حالت میں کلمہ حق کا اعلان کیا ہو، حق و صداقت کا پرچم بلند کیا ہو بلکہ زندگی کے کسی بھی لمحہ میں بھی جس نے حق کا دامن نہ چھوڑا ہو بھلا ایسے حق گو کی شان کیا ہوگی۔

مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ تو مومنوں کے سردار ہیں، اہلسنت کے تاجدار ہیں ان کی مومنانہ شانِ حق گوئی و بے خوفی کا اندازہ کیا لگایا جا سکتا ہے۔ شروع سے آخر تک زندگی کا ہر لمحہ اعلان حق ہی میں گزرا ہے۔ نجدیت و دیوبندیت و دیگر فرق باطلہ کی دھجیاں بکھیرنے اور باطل پرستوں کی سرکوبی میں ہی آپ کی عمر گذری ہے۔ شدھی تحریک ہو یا انگریزی تحریک، قادیانیت یا نیچریت ان تمام کا بھرپور مقابلہ آپ نے فرمایا اور اپنے فتاوے سے دین حق اور مذہب اہل سنت کی ترجمانی فرمائی اور مسلمانان ہند و پاک کو ہر دشمن طاقتوں سے بچایا۔

---

[1] مفتی اعظم ہند ص ۳۹

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

زبان قلم و قول و فعل غرض کہ ہر ہر ادا سے باطل کا رد کرتے۔ آپ کے سامنے کوئی بھی اپنا یا غیر، غیر شرعی حرکت نہیں کرسکتا۔ یا حق و صداقت کے خلاف کوئی کلمہ نہیں بول سکتا۔ آپ فوراً اس کا رد کرتے۔ آپ کے دربار میں غیر مسلم بھی آتے اور اپنے عقیدے کے مطابق کچھ ایسے الفاظ بولتے یا کچھ ایسی حرکتیں کرتے جنھیں وہ صحیح سمجھتے تھے۔ لیکن جو اسلامی اصول اور شرع کے خلاف ہوتا فوراً اس کا رد کرتے۔ حضرت کے پرانے خادم ناصر میاں صاحب کا بیان ہے کہ ایک بار وہ اور حضرت ٹرین میں سفر کر رہے تھے۔ اتفاق سے اس ڈبہ میں کچھ ملیٹری کے لوگ تھے۔ جو شراب پی رہے تھے۔ حضرت اپنے برتھ سے سو کر اٹھے تو دیکھا اور منع کیا۔ وہ نہیں مانے تو جوان کا ہیڈ تھا اسے بڑی زور سے ڈانٹا اور ایسا زناٹے دار تھپڑ رسید کیا کہ شراب کی بوتل دور جا گری اور اس کا منہ گھوم گیا۔ ناصر میاں گھبرا گئے یا اللہ! ایسا نہ ہو کہ یہ حضرت کی گستاخی پر اتر آئیں۔ لیکن واہ رے اللہ کے شیر! یہ تمام گیدڑ خاموش ہو گئے اور پھر انھوں نے حضرت سے معافی مانگی [1]

نسبندی حرام ہے

۷۶-۱۹۷۷ء کا وہ پرفتن دور جس نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک ایسے بھیانک طوفان میں کھڑا کر دیا تھا جہاں سے اسلامیان ہند کے سفینۂ اعتقاد کے تختے ٹوٹتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ سعودی ریال اور امریکی ڈالر و حکومت وقت کے ٹکڑوں پر پلنے والے علماء کے قدموں میں لغزش آگئی تھی اور نسبندی کے جواز پر مسند افتا پر بیٹھنے والے مفتیوں نے فتویٰ صادر کر دیا تھا۔ ریڈیو اخبارات کے ذریعے خوب خوب پرچار بھی کیا گیا۔

ہندوستان کا مسلمان اب ایسے موڑ پر پہنچ چکا تھا جہاں ہر طرف تاریکی ہی تاریکی، خاموشی ہی خاموشی اور طوفان ہی طوفان تھا۔ پوری مسلم قوم ایک ایسے میر کارواں کی تلاش میں سرگرداں تھی جو اسے سہارا دے ایمان و اعتقاد کی کشت ویراں کو لالہ زار بنائے۔ سب کی نگاہیں شہر عشق و محبت، پاسبان ناموس رسالت بریلی کی جانب لگی ہوئی تھی۔ یکایک بریلی کا مرد مجاہد مخالفتوں کی تیز آندھیوں میں اپنے علمی وقار کی مشعل لے کر اٹھتا ہے اور بمصداق حدیث شریف افضل الجہاد کلمۃ حق عند السلطان الجائر ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنا افضل جہاد ہے۔ اعلان فرما دیا۔

نسبندی حرام ہے ——— حرام ہے ——— حرام ہے [2]

اور ملک بھر میں پوسٹروں کے ذریعہ اُسے پھیلایا۔ حکومت وقت منہ دیکھتی رہی اور خدا کا کرنا کچھ ایسا ہوا کہ حضرت کی دعا سے وہ حکومت ہی ختم ہو گئی۔

تصوّف کا مسئلہ

الحاج مولانا عبد الہادی صاحب افریقی اور صوفی اقبال احمد صاحب نوری نے حضرت سے دریافت کیا کہ حضور! کیا نماز میں شیخ کا تصور کیا جا سکتا ہے؟ حضرت نے فرمایا نماز میں کسی کا تصور کرنا ہی ہے تو تاجدار دو عالم حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور کیجئے۔ ہاں جس طرح حالت نماز میں لوگ ادھر ادھر کا خیال کرتے رہتے ہیں اسی طرح پیر کا تصور بھی آجائے تو حرج نہیں۔ سبحان اللہ کیا احتیاط ہے اس جواب میں اور ساتھ ساتھ ردِ وہابیت

---

[1] مفتی اعظم ہند ص ۱۰۹

[2] ایضاً ایضاً

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

در دیوبند بنتا بھی۔ آپ کی تصوّف و طریقت پر پوری مہارت کا علم تو آپ کی تصانیف ہی سے ہو سکتی ہے۔ آپ کی تصوفانہ زندگی اپنے والدگرامی الشاہ امامؔ احمد رضا قدس سرہٗ کے قدم بقدم تھی۔ اور تصوف پر شہرۂ آفاق کتاب ''مقال العرفاء،، کے عین مطابق تھی۔ ساتھ ہی آپ نے والد ماجد کے روز و شب کے ملفوظات جو آپ ہی کی تدوین ہے اس سے کامل طور پر حضور مفتیٔ اعظم ہند کی تصوفانہ زندگی کا پتہ چلتا ہے۔[1]

سیاسی بصیرت

اسلام میں دین اور سیاست الگ نہیں۔ علمائے حق وارثان رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونے کی بنا پر وارث سیاستِ اسلامی بھی ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر جگہ، ہر دور یا ہر کسی بھی حکومت میں سیاست کرتے رہیں محض عہدہ حاصل کرنے کے لیے یا اپنی غرض کی خاطر دنیوی عزت و دولت کی خاطر جیسا کہ آج کے مسلم سیاست داں کر رہے ہیں۔

ہندوستان کی تاریخ میں جب جب کسی فتنہ نے مسلمانوں کے خلاف سر اٹھایا اس کا جس سلیقہ مندی اور جرات و بیباکی سے مقابلہ کیا ہے یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

ہندوستان کی تاریخ میں ۱۸۵۷ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک انتہائی دھماکہ خیزیوں کا دور رہا ہے۔ جنگ عظیم، تقسیم ہند کا مسئلہ تحریک آزادی یہ وہ مسائل تھے جن میں ارباب فہم و بصیرت تو در کنار عوام الناس کو بھی اس کشمکش سے دوچار ہونا پڑا جس کے پاداش میں کئی تحریکوں نے جنم لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قوم مختلف جماعتوں میں بکھر گئی تقریباً ۱۵، ۱۶ پارٹیاں اور تحریکیں منصۂ شہود پر آئیں۔ دانش گاہیں، تربیت گاہیں، یونیورسٹیاں، کالجز سیاسی اکھاڑے بن گئے تمام تحریکوں نے ایک دوسرے کے خلاف علم بغاوت بلند کیا کچھ تحریکوں نے مسلمانوں کی غارت گری کو اپنا بنیادی مقصد قرار دیا جس کے لیے انہوں نے مختلف روپ اختیار کیا۔ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے کبھی شدھی تحریک کی شکل میں سازش کی جاتی اور کبھی سنگٹھن کی صورت میں۔ مسلمانوں کا خون بہانے کے لیے کبھی اذان کا بہانہ بنایا جاتا اور کبھی گائے کی قربانی کا سہارا لیا جاتا۔ سرکار الاقرار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں، مسجدوں کا انہدام اور قرآن پاک کی توہین اکثر تحریکوں کے روزمرہ کا معموم تھی۔ ہندو مسلم اتحاد، اکبری نعرے اکثر لگائے جا رہے تھے۔ اور انھیں باہم مدغم کرنے کی بھر پور کوشش کی جا رہی تھی۔ اس نظریہ کے علمبردار کچھ یہاں کے نام نہاد علماء بھی تھے جو دیوبند کی عظیم درس گاہ سے اس گاندھوی مذہب کی حمایت میں ہندوؤں کے ساتھ اسلامی مساوات کا درس دے رہے تھے۔

بیسویں صدی میں جب اکبری ذہنیت رکھنے والے نام نہاد علماء نے ایک قومی نظریہ پیش کیا تو جن علمائے حق نے شدت سے اس کی مخالفت کی ان میں مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں قدس سرہٗ کا نام قابل ذکر ہے۔ حضور مفتیٔ اعظم ہند کو یہ سیاسی بصیرت والد گرامی اعلیٰحضرت قدس سرہٗ سے ورثہ میں ملی تھی جس کی وجہ سے آپ نے ان نام نہاد علماء کی بساط سیاست کو الٹ کر رکھ دی۔ اور تحریک آزادی کے زمانے میں آپ نے جو اپنا سیاسی نظریہ پیش کیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔

حضرت ایک صاحب فکر و صاحب بصیرت مدبر سیاست داں تھے۔ حضرت کی سیاسی بصیرت کا بھرپور اندازہ لگانے کے لیے

---

[1] مفتی اعظم ہند ص ۵۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ان کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔

(۱) طرق الھدیٰ والارشاد (۲) مقدمہ دوام العیش[1]

ذوق شعروادب

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ اپنے وقت کے استاذ الشعراء اور فن شاعری میں کامل و اکمل ہیں آپ کے اکثر اشعار حمد، نعت، قصیدہ و منقبت اور رباعیات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ جو عربی فارسی، اردو، ہندی میں پوری انفرادیت کے ساتھ آپ کے دیوان "سامان بخشش" میں چھپ چکے ہیں۔ اور آپ پر سرکار ابد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیضان ہی کہا جا سکتا ہے کہ ایک ایسا انسان جو شب و روز سفر میں ہو گھر پر ہو تو افتاء کی ذمہ داری اس کے علاوہ دیگر اہم اور دینی ضرورتیں آخر کب اور کیسے آپ کو سکون کا وقت میسر آیا جس سے آج ہم ان کی نعتیہ شاعری کا ایک مکمل دیوان دیکھ رہے ہیں۔

آپ نے سب ہی موضوعات پر قلم اٹھایا ہے اور ہر ایک میں رنگ تغزل جھلملا رہا ہے اور تڑپ و کھٹک کے ساتھ ساتھ اس قدر رس اور نغمگی ہے کہ پڑھنے اور سننے والے مسحور ہو جاتے ہیں اور ان پر کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

شعروادب میں آپ نے اپنا تخلص اپنے پیر و مرشد کے تخلص پر نوریؔ رکھا اور اسی سے شعری دنیا میں جانے پہچانے جاتے ہیں۔

ایک بار حضرت ضلع بریلی کے ایک گاؤں میں تشریف لے گئے تھے۔ صاحب خانہ کی ۸ ۔ ۹ برس کی بچی کے ہاتھ میں کتاب کا ایک ورق تھا جس پر مرزا داغ دہلوی کی ایک غزل تھی جس کا ایک مصرعہ اس طرح تھا:

کون کہتا ہے آنکھیں چرا کر چلے۔

حضرت کو مصرعہ بہت پسند آیا اور وہیں بیٹھے بیٹھے تھوڑی دیر میں پوری نعت کہدی جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے:

کون کہتا ہے آنکھیں چرا کر چلے
کب کسی سے نگاہیں بچا کر چلے

یہ نعت ۴۳ ر اشعار پر مشتمل ہے اس طرح کے بے شمار اشعار آپ کے دیوان میں موجود ہیں مکمل اور پوری تفصیل کے لیے دیوان سامان بخشش کا مطالعہ کریں۔ چند نمونہ کلام حاضر ہیں۔

(۱)

تو شمع نبوت ہے عالم تیرا پروانہ
تو ماہ رسالت ہے اے جلوۂ جانانہ

سرشار مجھے کر دے اک جام لبالب سے
تا حشر رہے ساقی آباد یہ میخانہ

کیوں زلف معنبر سے کوچے نہ مہک اٹھے
ہے پنجۂ قدرت جب زلفوں کا تیری شانہ

اس در کی حضوری کا ہی عصیاں کی دوا ٹھہری
ہے زہر معاصی کا طیبہ ہی شفاخانہ

پیتے ہیں ترے در کا کھاتے ہیں ترے در کا
پانی ہے تیرا پانی دانہ ہے تیرا دانہ

سنگِ درِ جاں پر کرتا ہوں جبیں سائی
سجدہ نہ سمجھ نجدی سر دیتا ہوں نذرانہ

آباد اسے فرما ویراں ہے دل نوریؔ
جلوے تیرے بس جائیں آباد ہو ویرانہ

---

[1] ایضاً ص ۶۱/۶۲ ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

(۲)

مرضِ عشق کا بیمار بھی کیا ہوتا ہے — جتنی کرتا ہے دوا اور سوا ہوتا ہے
کیوں عبث خوف سے دل اپنا ہوا ہوتا ہے — جب کرم آپ کا عاصی پہ شہا ہوتا ہے
جس کا حامی وہ شہ ہر دو سرا ہوتا ہے — قید و بند دو جہاں سے وہ رہا ہوتا ہے
ان کا ارشاد ہے ارشاد خداوند جہاں — یہ وہی کہتے ہیں جو رب کا کہا ہوتا ہے
ترا جلوہ نہیں اللہ کا جلوہ ہے وہ — تری صورت سے خدا جلوہ نما ہوتا ہے
تو ہے آئینۂ ذات احدی اے پیارے — یوں اسی کا ہے وہ جلوہ جو ترا ہوتا ہے
داغ دل میں جو مزا پایا ہے نوریؔ تم نے — ایسا دنیا کی کسی شے میں مزا ہوتا ہے

(۳)

پیام لے کے جو آئی صبا مدینے سے — مریضِ عشق کی لائی دوا مدینے سے
سنو تو غور سے آئی صدا مدینے سے — قریں ہے رحمت و فضل خدا مدینے سے
ملے ہمارے بھی دل کو جلا مدینے سے — کہ مہر و ماہ نے پائی ضیاء مدینے سے
مدینہ چشمۂ آب حیات ہے یارو — چلو ہمیشہ کی لے لو بقا مدینے سے
ہمارے دل کو تو بھایا ہے طیبہ ہی زاہد — تمہیں ہے مکہ تو ہوگا سوا مدینے سے
ترے حبیب کا پیارا چمن کیا برباد — الٰہی نکلے یہ نجدی بلا مدینے سے
ترے نصیب کا نوریؔ ملے گا تجھ کو بھی — لے آتے حصہ یہ شاہ و گدا مدینے سے

تصانیف

حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہٗ ایک عظیم محقق اور مصنف بھی ہیں۔ آپ کی تحریر میں آپ کے والد ماجد امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے اسلوب کی جھلک اور ژرف نگاہی نظر آتی ہے، تحقیق کا کمال بھی نظر آتا ہے۔ اور تدقیق کا جمال بھی، فتاویٰ کے جزئیات پر عبور کا جلوہ بھی نظر آتا ہے اور علامہ شامی کے تفقہ کا انداز بھی، تصانیف میں امام غزالی کی تحقیق اور امام رازی کی تدقیق اور امام جلال الدین سیوطی کی تلاش و جستجو کی جلوہ گری نظر آتی ہے۔ آپ کی بعض تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) تنویر الحجۃ بالتواء الحجۃ (۲) طرد الشیطان (۳) حجۃ واہرہ بوجوب الحجۃ الحاضرہ (۴) القول العجیب فی اجوبۃ التثویب (۵) وقعات السنان فی حلقۃ مراۃ بسط البنان (۶) ادخال السنان (۷) مسائل سماع (۸) ہشتاد بید و بند بر مکال دیوبند (۹) الموت الاحمر (۱۰) مسئلہ اذان ثانی (۱۱) نفی العار من معائب المولوی عبد الغفار (۱۲) مقتل اکذب اجہل اول و دوم (۱۳) مقتل کذو کید (۱۴) حاشیہ الاستمداد (۱۵) طرق الہدیٰ والارشاد (۱۶) فتاویٰ مصطفویہ اول و دوم (۱۷) سامان بخشش (۱۸) حاشیہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم (۱۹) حاشیہ دوام العیش (۲۰) وقایہ اہل سنہ (۲۱) سیف الجبار (۲۲) نور العرفان (۲۳) الطاری الداری تین جلد (۲۴) الملفوظ اول تا چہارم [1]

---

[1] مفتی اعظم ہند ص ۶۴ / ۶۵ و مفتی اعظم ہند نمبر استقامت ص ۳۱۵

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کشف و کرامات

کشف و کرامات کے سلسلہ میں ایک مومن کامل کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ وہ شریعت مصطفےٰ و سنتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سختی سے عامل ہو اور اس راہ کی ہر سختی کو صبر و شکر سے ادا کرتا ہو۔ اس سلسلے کی اہم کڑی حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ العزیز کی پوری زندگی ہے آپ کی زندگی کا ہر لمحہ کرامت ہی کرامت ہوتا۔ اگر آپ کے جملہ کرامتوں کو ذکر کیا جائے تو دفتر درکار ہو لطور زرک صرف ایک کرامت پر اکتفا کرتا ہوں۔ تفصیل کے لیے دیگر کتابوں کا مطالعہ کریں۔

دل کے خطرات پر آگاہی

حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہٗ کے عرس میں شرکت کے لیے حضرت دہلی تشریف لے گئے۔ تو کوچہ جیلان میں قیام کیا۔ وہاں ایک بدعقیدہ ملّا آپ سے علم غیب کے مسئلے پر الجھ پڑا۔ صاحب خانہ جناب اشفاق احمد نے آپ سے مودبانہ گزارش کی، حضور بیر کج بحث ہیں ان پر کسی کی بات کا اثر نہیں ہوتا۔ آپ نے اپنے میزبان سے کہا، یہ اس وقت تمہارے گھر پر تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق تمہیں کوئی سخت بات نہ کہنا چاہیے۔ مولوی صاحب نے آج تک کسی کی بات سنی ہی نہیں۔ اس لیے اثر بھی قبول نہیں کیا۔ یہ تو صرف اپنی بات سناتے رہتے ہیں اور وہ بھی ان سنی کر دی جاتی ہیں۔ آج میں ان کی باتیں توجہ سے سنوں گا، حاضرین بھی خاموشی سے سنیں۔ مولوی سعید الدین انبالوی نے سوا گھنٹے تک یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا۔ جب وہ تھک کر خاموش ہو گئے تو آپ نے فرمایا، اگر کوئی دلیل تم اپنے موقف کی تائید میں بیان کرنا بھول گئے ہو تو یاد کر لو۔ مولوی صاحب پھر جوش تقریر میں آ گئے اور پھر آدھے گھنٹے تک بولنے کے بعد کہا: "یہ بات اچھی طرح ثابت ہو گئی ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا"، حضرت نے فرمایا تم اپنے باطل عقیدے سے فوراً توبہ کر لو، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم عطا فرمایا تھا، آپ اس کے رد میں وہ سب کچھ کہہ چکے ہیں جو کہہ سکتے تھے۔

اب اگر زحمت نہ ہو تو میرے دلائل بھی سن لیں۔ مولوی صاحب نے برہم ہو کر کہا: میں نے تم جیسے لوگوں کی ساری دلیلیں سن رکھی ہیں، مجھے سب معلوم ہے کہ تم کیا کہو گے۔ حضرت نے بڑے تحمل سے کہا مولوی صاحب! بیوہ ماں کے حقوق بیٹے پر کیا ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میں غیر متعلق سوال کا جواب نہیں دونگا تیز آواز میں کہا۔ حضرت نے فرمایا اچھا تم میرے کسی سوال کا جواب نہ دینا، میرے چند سوالات سن تو لو۔ میں نے ڈیڑھ پونے دو گھنٹے تک تمہارے دلائل سنے ہیں۔ حضرت کی بات سن کر مولوی صاحب با دل ناخواستہ خاموش ہو گئے تو آپ نے دوسرا سوال کیا:

کیا کسی سے قرض لے کر روپوش ہو جانا جائز ہے؟ کیا اپنے معذور بیٹے کی کفالت سے دست کش ہو کر اسے بھیک مانگنے کے لئے چھوڑا جا سکتا ہے؟ کیا حج بدل کے اخراجات کسی سے لے کر حج . . . . ابھی آپ نے اپنا سوال مکمل بھی نہیں کیا تھا کہ مولوی صاحب نے آگے بڑھ کر قدم پکڑتے ہوئے کہا: بس کیجئے حضرت! مسئلہ حل ہو گیا یہ بات آج میری سمجھ میں آگئی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا اور نبی کرم کے پاس علم غیب ہونا ہی چاہئے ورنہ منافقین مسلمانوں کی تنظیم کو تباہ و برباد کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو میرے متعلق ایسی باتیں بتا دی ہے جو یہاں کوئی نہیں جانتا تو بارگاہ علیم سے

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیا انکشافات نہ ہوتے ہوں گے؟ مولوی صاحب اسی وقت تائب ہو کر مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ سے بیعت ہو گئے [1]

مشاہیر خلفاء حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ العزیز کے خلفاء ہی کی تعداد اتنی ہے جتنے بڑے بڑے پیروں کے مریدوں کی تعداد نہ ہوگی۔ حضرت کے خلفاء ہزاروں کی تعداد میں ہیں جو نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ممالک تک پھیلے ہوئے ہیں چند مشاہیر جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

حرمین شریفین میں حضرت سید عباس علوی صاحب (۲) حضرت سید نور محمد صاحب (۳) حضرت سید محمد امین صاحب، **امریکہ** (۴) حضرت غفران صاحب صدیقی **لندن** (۵) حضرت مولینا ابراہیم خوشتر صاحب **افریقہ** (۶) حضرت مولینا عبد الہادی صاحب (۷) حضرت مولینا عبد الحمید صاحب (۸) حضرت مولینا احمد مقدم صاحب **موریشس** (۹) حضرت مولینا ایوب رضوی صاحب **ہالینڈ** (۱۰) حضرت مولینا بدر القادری صاحب **پاکستان** (۱۱) حضرت مولینا قاری مصلح الدین صاحب (۱۲) حضرت مولینا مفتی غلام سرور صاحب (۱۳) حضرت مولینا مفتی سید افضل حسین صاحب (۱۴) حضرت مولینا تراب الحق صاحب (۱۵) حضرت مولینا مراتب علی صاحب (۱۶) حضرت مولینا عبد الوہاب صاحب (۱۷) حضرت مولینا مفتی عبد القیوم صاحب ہزاروی (۱۸) حضرت مولینا مظفر اقبال صاحب (۱۹) حضرت مولینا مفتی محمد حسین صاحب

ہندوستان

(۲۰) حضرت مفسر اعظم ہند مولینا ابراہیم رضا خاں صاحب بریلوی (۲۱) حضرت مولینا ساجد علی خاں صاحب بریلوی (۲۲) حضرت مولینا تحسین رضا خاں صاحب بریلوی (۲۳) حضرت مولینا ریحان رضا خاں صاحب بریلوی (۲۴) حضرت مولینا مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری میاں بریلوی (۲۵) حضرت مولینا خالد علی خاں صاحب بریلوی (۲۶) حضرت مولینا سبطین رضا خاں صاحب بریلوی (۲۷) حضرت مولینا توصیف رضا خاں صاحب بریلوی (۲۸) حضرت مولینا شریف الحق صاحب اعظمی (۲۹) حضرت مولینا محمد جہانگیر خاں صاحب فتحپوری (۳۰) حضرت مولینا مفتی غلام محمد صاحب (۳۱) حضرت مولینا مفتی ضیاء المصطفےٰ صاحب اعظمی (۳۲) حضرت مولینا ثناء المصطفےٰ صاحب اعظمی (۳۳) حضرت مولانا بہاء المصطفےٰ صاحب اعظمی (۳۴) حضرت مولینا مفتی قاضی عبد الرحیم صاحب (۳۵) حضرت مولینا عبد الحفیظ صاحب مراد آبادی۔ سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور (۳۶) حضرت مولینا مفتی عبد المنان صاحب اعظمی (۳۷) حضرت مولینا ارشد القادری صاحب بلیاوی (۳۸) حضرت مولینا مشتاق احمد صاحب نظامی الہ آبادی (۳۹) حضرت مولینا مظہر ربانی صاحب (۴۰) حضرت حاجی مبین الدین صاحب (۴۱) حضرت مولینا غلام جیلانی صاحب اعظمی (۴۲) حضرت مولینا جلال الدین صاحب (۴۳) حضرت مولینا بدر الدین صاحب (۴۴) حضرت مولینا نسیم بستوی صاحب (۴۵) حضرت مولینا مفتی محمد اعظم صاحب (۴۶) حضرت مولینا شاہد رضا خاں صاحب (۴۷) حضرت مولینا عبد الوہاب صاحب (۴۸) حضرت مولینا منصور علی خاں صاحب (۴۹) حضرت مولینا صوفی اقبال صاحب بریلوی (۵۰) حضرت مولینا محمد غوث خاں صاحب (۵۱) حضرت راز صاحب الہ آبادی [2]

---

[1] مفتی اعظم ہند نمبر ماہنامہ استقامت کانپور ص ۶۰۳/۶۰۶ [2] مفتی اعظم ہند ص ۱۱۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تعداد مریدین

حضرت کے مریدوں میں بڑے بڑے علماء، صلحاء، مشائخ، شعراء و ادباء، مفکرین و قائدین، اسکالرز پروفیسر بھی ہیں جو حضرت کی غلامی پر فخر کرتے ہیں۔ حضرت کے مریدان کی تعداد لگ بھگ سوا کروڑ ہے جو قریب قریب پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ حرمین شریفین میں بھی ان کے مریدان ہیں اور وہاں کے کچھ خدام بھی حضرت کے مریدوں میں ہیں۔ درگاہ اجمیر مقدس کے جامع مسجد کے امام بھی حضرت کے مرید ہیں۔ اور درگاہ شریف کے بہت سارے گدی نشین بھی حضرت سے بیعت ہیں۔ ان میں سے کچھ حضرات کو خلافت بھی حاصل ہے۔ خود حضرت کے شیخ طریقت حضرت نوری میاں مارہروی علیہ الرحمہ کے خانوادے کے کچھ شہزادگان اور شہزادیوں نے بھی حضرت کے دست حق پرست پر بیعت کیا۔ جبکہ حضرت منع فرماتے رہے کہ مجھے جو کچھ ملا ہے۔ آپ ہی کے در سے، آپ ہی کے گھر سے ملا ہے۔ میں اس لائق کہاں ۔ لیکن وہ لوگ حضرت سے اصرار کرکے بیعت ہوئے۔

اولاد

حضرت کو چھ صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادے تھے، صاحبزادے حضرت انور رضا کا وصال کمسنی میں ہوگیا۔ حضرت کا سلسلۂ نسب آپ کے نواسے و نواسیاں سے چلیں جن میں پانچ نواسے اور تین نواسیاں ہیں۔[1]

وصال کے حیرت انگیز واقعات

حضرت کو اپنے وصال کا علم

حضرت کو اس بات کا علم تھا کہ ان کا وصال کس دن ہوگا چنانچہ ۶ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ فرماتے ہیں کہ ——— جو لوگ بھی مجھ سے مرید ہونے کی خواہش رکھتے تھے اور کسی مجبوری کے باعث میرے پاس بیعت ہونے کے لیے نہ آسکے میں نے ان سبھی لوگوں کو بیعت کیا اور ان کا ہاتھ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست پاک میں دیا۔

اس کے علاوہ ۱۲ محرم الحرام کو فرمایا کہ جس جس نے مجھ سے دعا کرنے کے لیے کہا تھا میں نے ان سب کے جائز مقاصد کے پورے ہونے کے لیے دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ۔ اسی روز حاضرین سے پوچھا آج کون سا دن ہے؟ حاضرین نے عرض کی کہ حضور! آج منگل ہے اور محرم کی بارہ تاریخ۔ حضرت جواب سن کر خاموش ہوگئے۔ پھر ۱۳ محرم الحرام کو چند مریدین و معتقدین حاضر خدمت ہیں صبح کے دس بجے کا وقت ہے حضرت پوچھتے ہیں آج کون سا دن ہے؟ غلام عرض کرتے ہیں حضور! آج چہار شنبہ ہے اور محرم کی ۱۳ تاریخ ہے حضرت فرماتے ہیں: نماز نو محلہ مسجد میں ہوگی۔

حاضرین اس کا مطلب سمجھ نہیں پاتے۔ مگر ادباً کوئی سوال نہیں کرتے ہیں اور خاموش رہے۔ کچھ وقفہ کے بعد پھر فرماتے ہیں: کیا کسی نے نماز کے لیے کہہ دیا ہے، جمعہ کی نماز نو محلہ مسجد میں پڑھونگا۔ کچھ وقفہ کے بعد پھر فرماتے ہیں: کیا کسی نے فاتحہ کے لیے کہا۔ حاضرین ایک دوسرے کا منہ تکتے ہیں اور خاموش رہتے ہیں۔

مذکورہ واقعات کی روشنی میں حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ اپنے طرز عمل سے بے قراروں کو حوصلہ دیئے رکھا اور اپنے سفر آخرت کی اطلاع بھی دی تو اس طرح کہ اضطراب خلق اعتدال کی حدیں نہ پھلانگ سکیں۔

---

[1] ایضاً ص ۱۲۳

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

آپ ہمیشہ مسجد میں نماز ادا کرتے تھے۔ مگر بدھ کے دن ظہر اور عصر کے لیے جب آپ مسجد میں نہ پہنچے تو لوگوں کے دل اس احساس سے دھڑکنے لگے کہ آپ کی طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی ہے۔ اسی لیئے خلاف معمول نمازیں گھر پر ہی ادا فرمائی ہیں۔ مغرب کی اذان ہوئی تو آپ نے تیمار داروں سے کہا: آپ سب مسجد میں جاکر مغرب ادا کریں۔ لوگ چلے گئے تو آپ نے فرمایا مجھے اٹھاؤ تازہ وضو کرونگا آپ کی حالت دیکھ کر لوگ آبدیدہ ہوگئے مگر تین افراد نے سہارا دیکر اٹھایا اور وضو گاہ تک لے گئے۔ ہاتھ پیروں پر لرزہ طاری تھا، بیٹھا بھی نہیں جارہا تھا۔ ایک صاحب نے وضو کرانے کے لیے لوٹا اٹھایا تو ان سے کہا: لوٹا رکھ دو، وضو میں خود کرونگا اور پھر بدقت تمام وضو کیا اور مصلے پر کھڑے ہوکر نماز ادا کی۔ خادم پاس ہی کھڑے رہے کہ سہارے کی ضرورت پڑے تو سنبھال سکیں۔ مگر نماز آپ کے لیئے سرچشمۂ توانائی تھی۔ اس طرح ادا کی جیسے آپ بیمار ہی نہ ہوں۔ مگر جب دعا سے فارغ ہوگئے تو لوگوں کو سہارا دیکر اٹھانا پڑا۔ آپ کو بستر پر لٹا دیا گیا۔ ابھی کچھ دیر ہی گذری تھی کہ آپ نے بستر سے اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر جسم نے ارادے سے تعاون نہ کیا تو لیٹ گئے اور پھر آپ نے رجال الغیب اور ان جنوں کو بیعت کیا جو دنیا کے دور دراز علاقوں سے آئے تھے۔ حاضرین بیعت ہونے والوں کو تو نہ دیکھ سکے مگر آپ کو دیکھ رہے تھے۔ آپ کا ہاتھ اٹھا ہوا تھا۔ بالکل اسی انداز سے جس انداز سے آپ کسی کو بیعت کیا کرتے تھے۔ آپ بار بار فرمار ہے تھے۔ میں نے تمہارا ہاتھ غوث اعظم کے ہاتھ میں دیا۔ تم بھی کہو۔ میں نے اپنا ہاتھ سیدنا غوث اعظم کے دست مبارک میں دیا۔ بیعت ہونے والوں کو جیب سے تعویز بھی نکال کر دیتے جاتے تھے۔ جیب سے جب ہاتھ نکلتا تھا اس میں تعویز موجود ہوتی تھی۔ مگر جب ہاتھ غیر مرئی مرید کو تعویز دیکر اٹھاتے تو ہاتھ خالی ہوجاتا تھا۔ عشاء کی نماز بستر پر ہی ادا فرمائی، اس کے بعد سب پر دم کیا اور خاموشی سے آنکھیں بند کر کے لیٹ گئے۔ تاکہ معمولات مکمل کر لیں۔ اب جمعرات کی شب اپنا نصف سفر طے کر چکی تھی [1]

آخری وصیت

نصف شب گزر گئی تو آنکھیں کھول کر بڑے ضبط سے مغموم چہروں پر نظر ڈالی اور پھر بطور وصیت فرمایا: سنت مصطفےٰ پر ہر حال میں عمل پیرا رہنا کہ یہی راہ نجات وکامرانی ہے ع

بہ مصطفےٰ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

پھر کچھ توقف کے بعد فرمایا: ہر کڑے وقت میں حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھتے رہنا۔ ان دو اہم وصیتوں کے بعد پہلے سورہ ملک کی تلاوت فرمائی اس کے بعد آیت الکرسی پڑھ کر کلمۂ طیبہ کا ورد پڑھتے پڑھتے وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وصال کے وقت گھڑی میں ایک بجکر ۴۰ منٹ تھے۔ بوقت وصال حضرت بستر پر بہ شکل محمد لیٹے ہوئے تھے۔ آہ! علم وفضل ومعرفت کا نیر تاباں غروب ہوچکا، آہ! قمر علم وفضل، آہ! ضیاء عقیدت۔[2] آہ! غروب ماہ علماء۔
۱۴۰۲ھ   ۱۴۰۲ھ   ۱۴۰۲ھ

ان کی رحلت کو نہ سمجھو اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

---

[1] مفتی اعظم ہند نمبر ماہنامہ استقامت کانپور [2] مفتی اعظم ہند استقامت کانپور ص ۲۲۲/۲۲۳

www.muftiakhtarrazakhan.com

غسل جنازہ شریف

بروز جمعہ ۱۵ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۳ نومبر ۱۹۸۱ء صبح ۸ بجے حضرت کے جنازہ کو غسل دیا گیا۔ حضرت کے نواسہ مولانا منان رضا خاں صاحب نے وضو کرایا اور غسل حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ نے کرایا۔ سلطان اشرف صاحب لوٹے سے پانی ڈالتے تھے۔ غسل کے وقت حضرت علامہ ریحان رضا خاں صاحب، سید مشتاق علی صاحب، سید محمد حسین صاحب، سید حنیف صاحب کانپوری، مولانا نعیم اللہ صاحب، مولانا عبد الحمید صاحب افریقی، محمد عیسیٰ صاحب مورشس، علی حسین صاحب، حافظ عبد الغفار صاحب، قاری امانت رسول صاحب، حاجی محمد فاروق صاحب بنارسی و دیگر مریدین اور خاندان کے افراد بھی موجود تھے اور سب نے غسل میں حصہ لیا۔[1]

وقت غسل عظیم کرامت

حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب و حضرت علامہ ریحان رضا خاں صاحب و حضرت امانت رسول و جناب حاجی محمد فاروق صاحب بنارسی و جناب ماسٹر شمیم احمد رضوی بنارسی و دیگر علمائے اہلسنت کا بیان ہے کہ جب حضرت کے جنازہ کو غسل دیا جا رہا تھا تو سہواً ران کے اوپر سے چادر ذرا سی ہٹ گئی۔ یکایک حضرت کے دست مبارک کی دو انگلیوں نے چادر کو پکڑ کر ران کو ڈھک لیا۔ لوگوں نے سمجھا شاید یونہی انگلیاں پھنس گئی ہوں گی۔ زور لگا کر چھڑانا چاہا لیکن انگلیاں چادر سے ہٹی نہیں۔ اس طرف سب سے پہلے حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ کی توجہ گئی۔ پھر انھوں نے سب کو دکھایا۔ انگلیاں اس وقت تک نہیں ہٹیں جب تک ان لوگوں نے ران کا وہ حصہ ٹھیک سے ڈھک نہیں دیا۔[2]

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

نماز جنازہ

آپ کی نماز جنازہ حضرت علامہ سید مختار اشرف صاحب قبلہ سجادہ نشین کچھوچھہ شریف نے پڑھائی اور یہ نماز ۲/۱ ۳ بجے دن اسلامیہ کالج بریلی میں ہوئی۔[3]

جلوس جنازہ

آپ کا جنازہ صبح دس بجکر ۳۵ منٹ پر آپ کے دولت کدے سے اٹھا۔ خاندان کے افراد و دوسرے مریدین و معتقدین نے کاندھا دیا۔ جلوس جنازہ کے ساتھ سوگواروں کا ایک عظیم الشان بحر بیکراں رواں دواں تھا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ۲۵ لاکھ افراد نے آپ کی نماز جنازہ و جلوس میں شرکت کی۔ امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ کے بعد چشم فلک نے ایسا مجمع نہ دیکھا کہ تمام گورنمنٹی دفاتر، حتی کہ پان و چائے کی دوکانیں بھی بند تھیں۔ اور پورے شہر میں ایک سوگوار منظر طاری تھا۔ یہاں تک کہ مختلف شاہراہوں سے گزرتا ہوا جنازہ شریف خانقاہ رضویہ میں شام کو پہنچا۔ آپ کے جلوس جنازہ میں ملکی و غیر ملکی سفراء اور اخبار نویسوں رپورٹروں کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی۔ جنھوں نے اپنے ان تاثرات کا اظہار کیا: کہ "دنیا کی تاریخ میں کسی مذہبی پیشوا کے جلوس جنازہ میں اتنی بڑی تعداد ریکارڈ نہیں کی گئی"۔

بے شمار مودودی، کمیونزم صرف جلوس جنازہ کو دیکھ کر اپنے عقائد باطلہ سے تائب ہو گئے۔

---

[1] ضمیمہ مفتی اعظم ص ۳۰ [2] ایضاً ص ۳۱ [3] ایضاً ص ۳۴

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جناب حاجی محمد فاروق صاحب بنارسی اور حضرت کے بھتیجے بنیرۂ استاذ زمن مولانا سبطین رضا خاں صاحب قبر شریف میں اترے۔ خاندان کے افراد و حاضرین کا آخری دیدار کیا۔ اور پھر جنازہ قبر شریف میں اتار دیا جاتا ہے۔ قبر میں اترتے ہی حضرت کا چہرہ خود بخود قبلہ کو ہو جاتا ہے۔ اور بسم اللہ علیٰ ملت رسول اللہ کی گونج میں آفتاب علم و حکمت، ماہتاب ولایت و کرامت قیامت تک کے لیئے اپنے والد ماجد سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے پہلو میں اکسٹھ ۶۱ سال کی جدائی کے بعد جلوہ گر ہو گیا۔

بعد تدفین فاتحہ ہوئی۔ حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب نے شجرہ و صلوٰۃ و سلام پڑھا اور مولانا محمد فاروق صاحب نے اذان دی۔ صلوٰۃ و سلام اور فاتحہ خوانی و گل پوشی کا سلسلہ رات بھر چلتا رہا۔

تاریخ وصال

آپ ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء بعمر ۹۲ سال بروز چہار شنبہ (بدھ) کو بوقت ایک بجکر ۴۰ منٹ رات میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔[1]

مزار مبارک

آپ کا مزار مقدس خانقاہ رضویہ بریلی شریف میں امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ کے بائیں پہلو میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ ہر سال لاکھوں عقیدت مند، مشائخ و علماء و دانشوران شریک ہوتے ہیں۔ اور فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے ہیں۔

مادہ ہائے تاریخ

حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ نے وصال شریف پر ایک طویل عربی منقبت لکھی جس کا آخری شعر وصال کی تاریخ بتا رہا ہے۔

سلون اختر ارخ رحلة سیدی
فقلت عظیم الشان لیتنا الدار ۱۴۰۲ھ

تاریخ وصال: از مولینا سید محمد قائم رضوی چشتی نظامی قتیل دانا پوری سجادہ نشین خانقاہ دانا پور بہار

گریانست چرخ، خاک بسر آمدہ صبا ۔ گلزار ہست سوختہ ہر شاخ آتشی ست
حیرت مرا چو گشت ازیں منظر عجیب ۔ غنچہ ندائے داد کہ ایں ماتم ولی ست
آں قطب عصر، پیر زماں مصطفیٰ رضا ۔ شد عازم بہشت کہ دنیائے دوں وفی ست
آمد چوں سیزدہ محرم میان شب ۔ معلوم شد کہ ا نیست شب آخری زلیست
مغموم و مضمحل ہمہ ارباب ہند اند ۔ نالہ کشا ز رنج و الم بہر بریلوی ست
من ہم قتیل آہ! ازیں حادثہ گشتم ۔ ہاتف بگفت سال چو پرسیدمش کہ چیست

ہجر بیست سال "سوئے بہشت بزرگ قصر" ۱۴۰۲ھ
پرواز کرد مفتی اعظم "بہ عبسوی ست" ۔[2]
۱۹۸۱ء

---

[1] ضمیمہ مفتی اعظم ہند ص ۱۷۔ [2] مفتی اعظم ہند نمبر استقامت کانپور

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

نورِ چہل و دوم

قمر العارفین عمدۃ المفسرین

مفسرِ اعظم ہند حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰ ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ ——— ۱۱ صفر ۱۳۸۵ھ

۱۹۰۷ء ۔ ۱۲ جون ۱۹۶۵ء

اے مفسر اے محقق شاہِ جیلانی میاں
از برائے شاہِ جیلاں غوثِ ما امداد کن

(امینؔ مراد آبادی)

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اللّٰھمّ صَلِّ وسلِّم وبَارِكْ عَلَيْہِ وَعَلَيْھِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى الْكَرِيْم نُوْرِ الْعَارِفِيْن مِصْبَاحِ الْمُفَسِّرِيْن مَوْلِيْنَا الْحَاجّ شَاہ اِبْرَاھِيْم رَضَا الْجِيْلَانِی رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰے عَنْہُ وَاَرْضَاہُ عَنَّا۔

بہر جیلانی میاں جو پر تو فاروق تھے!
امتیاز حق و باطل دے گدا کے واسطے

ولادت شریف

آپ کی ولادت باسعادت ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء بریلی شریف میں ہوئی۔ سنّت کے مطابق دونوں کانوں میں اذان و اقامت کہی گئی اور آپ کے دادا امام اہلسنّت قدس سرہٗ نے چھوہارے چبا کر تالو اور زبان میں ملا اور آپ کے منجھلے دادا استاذ زمن علامہ حسن رضا خبر پا کر اچھل پڑے اور بے ساختہ آپکی زبان مبارک سے یہ مصرعہ نکلا جو مادۂ تاریخ ولادت قرار پایا: ع علم ۲۵ و عمر ۱۳ اقبال و طالع دے خدا[1]

عقیقہ

امام اہلسنّت، اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے آپ کے عقیقہ کا شاہانہ طور پر اہتمام فرمایا۔ عزیز و اقرباء کے علاوہ دار العلوم منظر اسلام کے تمام طلباء کو عام دعوت دی اور ناظم مطبخ کو اس بات کی خاص ہدایت فرمادی کہ جن ممالک یا صوبہ جات کے طلباء دار العلوم میں ہیں ان سب کی خواہش کے مطابق انہیں وطنی کھانا ملنا چاہئے۔ چنانچہ افریقیوں کے لئے افریقی طرز کا کھانا تیار کیا گیا اور ہندوستانیوں کے لئے ہندوستانی طرز کا۔ پھر کابلیوں کے لئے بڑی بڑی چپاتیوں اور بھنے گوشت کا اہتمام ہوا۔ نو بہاریوں و یوپی والے طلباء کے لئے پلاؤ و زردہ اور قورمہ کا۔ اس طرح بنگالی طلباء کے لئے بدایونی چاول کا بھات اور مچھلی کا انتظام کیا گیا۔ گویا کہ اپنی نوعیت کی یہ بے مثال دعوت تھی۔ جس کا اہتمام آپ کی ولادت پر مجدد اعظم قدس سرہٗ العزیز نے بہ نفس نفیس خود فرمایا تھا۔[2]

اسم شریف

آپ کا عقیقہ کا نام "محمد" رکھا گیا۔ غالباً یہ خود اعلیحضرت نے رکھا۔ والد ماجد نے دین حنیف کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کا نام "ابراہیم رضا" تجویز فرمایا، آپ کی جدہ محترمہ نے پکارنے کا نام "جیلانی میاں" رکھا اور لقب آپ کا "مفسر اعظم ہند" قرار پایا۔[3]

تعلیم و تربیت

خاندان کے دستور کے مطابق جب آپ کی عمر شریف چار سال چار مہینے، چار دن کی ہوئی تو ۹ شعبان المعظم بروز چہارشنبہ ۱۳۲۹ھ کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے خاندان و شہر کے معزز بزرگوں کی موجودگی میں آپ کی بسم اللہ خوانی کرائی اور تمام حاضرین میں شیرینی تقسیم ہوئی۔ اس کے بعد اپنی والدہ کرمہ و جدہ معظمہ سے گھر ہی میں قرآن عظیم ناظرہ اور اردو کی ابتدائی کتابیں آپ نے پڑھ لیں۔

جب آپ کی عمر شریف سات سال کی ہوئی تو آپ دارالعلوم منظر اسلام کے اساتذہ کے حوالے کر دئے گئے۔ کافیہ قدوری

---

[1] تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۵۶
[2] حیات مفسر اعظم ہند ص ۱۰
[3] ایضاً ص ۱۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور فصول اکبری آپ نے حضرت مولینا احسان علی صاحب محدث فیض پوری بہار سے پڑھیں۔ عربی ادب اور مشکوٰۃ شریف خود حجۃ الاسلام قدس سرہٗ نے پڑھائی۔ کتب متداولہ حدیث وفقہ کی تکمیل حضرت مولانا سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان سے فرمائی صحاح ستہ کی بعض کتابیں اور علم کلام دار العلوم کے دیگر اساتذہ سے پڑھیں۔ یہاں تک کہ مسلسل بارہ سال تک دار العلوم کے نامور اساتذۂ کرام سے علوم وفنون حاصل فرماتے رہے۔ جب عمر شریف انیس سال چار ماہ کی ہوگئی تو ۱۳۴۴ھ کے جلسہ دستار فضیلت میں حضور حجۃ الاسلام قدس سرہٗ نے اساطین اسلام کی موجودگی میں آپ کے سر پر فضیلت کی دستار رکھی اور اپنی نیابت وخلافت سے بہرہ ور فرمایا۔ یہاں تک کہ علم وفضل، زہد وتقویٰ، خشیت ومعرفت نے پروان چڑھایا۔ آپ کے متعلق اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا تھا کہ:

"ایک وقت آئے گا کہ میرا یہ بیٹا دہابیوں، دیوبندیوں کی مخالفت میں وہ کرے گا کہ سب سے بڑھ جائے گا"

عقد شریف

ایام طفلی میں ایک دن اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے آغوش میں آپ اور رفیقہ اجل مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کی بڑی صاحبزادی دونوں کھیل رہے تھے اور اعلیٰحضرت باغ باغ ہو رہے تھے۔ اسی ساعت سعید میں اپنے دونوں نامور صاحبزادوں کو طلب فرمایا اور دونوں کمسن پوتا پوتی کے درمیان نکاح کر دیا۔ پھر فراغت علمی کے بعد سنت نبوی کے مطابق رخصتی ہوئی۔

عادات وصفات

آپ اپنے اسلاف کرام کے کامل نمونہ اور اخلاف کے لئے مشعل راہ ومقتدا تھے۔ کیونکہ آپ نے اپنی زندگی کو اس مقدس سانچے میں ڈھالا تھا جس میں ڈھل جانے کے بعد مرد مومن ہر کارواں بن جاتا ہے۔ جسکی ادائیں اہل دنیا کو دعوتِ صلاح وفلاح دیا کرتی ہیں اور جس کی عادت بھی اتباع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں روح عبادت بن جاتی ہے۔

آپ کی عادت کریمہ تھی کہ غسل کرنے کے بعد سر اور داڑھی کے بالوں میں ہلکا تیل لگا کر کنگھا فرمایا کرتے تھے۔ اور اگر سفر یا دینی مشغولیت کی وجہ سے غسل کرنے کا موقع نہیں ملتا تو ہر ایک دن یا دو دن کے بعد کنگھا کرتے اور فرماتے تھے یہ سنت رسول ضرور ہے مگر بے ضرورت وحاجت فضول ہے۔

عام استعمالی لباس میں ڈھیلا ڈھالا پنجابی کرتا جس کی آستین پہونچوں سے نیچے ہوا کرتی۔ کبھی کبھی معمولی بادامی رنگ اور چیکن بھی استعمال کرتے مگر اکثر سفید کرتا پہننے اور فرحت وخوشی کا اظہار فرماتے۔

کھانے میں روٹی، بھنا گوشت، کدو، بھنڈی، گوبھی اور ساگ زیادہ پسند فرماتے تھے، جب کوئی عطر پیش کرتا تو فرماتے انگریزی سینٹ تو نہیں ہے۔ اگر وہ شخص نفی میں جواب دیتا تو بڑھ کر عطر لے لیتے۔ دونوں ہتھیلیوں سے مل کر سینے اور بغل میں لگاتے۔ عطر ملتے وقت درود پاک کی کثرت کیا کرتے تھے۔ دائیں کروٹ سونے کا خاص اہتمام فرماتے۔ کبھی کبھی پاؤں پر پاؤں رکھ کر چت بھی سو جایا کرتے۔ سونے میں خراٹے کی ہلکی آواز ہوتی۔ تکیہ ہونے کے باوجود دایاں بازو سر کے نیچے رکھ کر سویا کرتے اگر کسی کو اوندھے منہ سویا ہوا دیکھتے تو سخت نفرت وبیزاری کا اظہار فرماتے۔[1]

---

[1] حیات مفسر اعظم ص ۹۰

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اجازت وخلافت

ایک دن حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہٗ اپنے سہ دریے میں فرمانے لگے کہ: جب مولانا (رحمۃ الاسلام) کا انتقال ہوا تو جیلانی یہاں نہیں تھے جب واپس آئے تو لوگوں کو ان کی خلافت پر اعتراض ہوا۔ تو میں نے کہا کہ اگر مولانا کی دی ہوئی خلافت پر اعتراض ہے تو میں نے اس کو اپنی خلافت دی۔ اب تو لوگوں کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے میری اس حمایت کی وجہ سے بہت سے لوگ اس کی مخالفت سے باز آئے اور مدرسہ اس کے حوالے کر دیا گیا۔[1]

زیارت حرمین طیبین

سنہ ۱۳۷۲ھ میں آپ زیارت حرمین طیبین سے مشرف ہوئے حرمین طیبین کے درجنوں علماء ومشائخ نے احادیث کریمہ واوراد مختلفہ خصوصاً دلائل الخیرات شریف اور حزب البحر شریف کی اجازت مرحمت فرمائی اور نسبتِ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی وجہ سے خوب خوب آپ کا استقبال کیا گیا۔

سیاسی بصیرت

حضور مفسرِ اعظم ہند قدس سرہٗ اپنے آباد اجداد کے نقش قدم پر رہ کر مسلمانوں کی سچی راہ نمائی فرمائی۔ چنانچہ اس واقعہ کا بیان اس طرح آپ کی حیات میں مذکور ہے:

ہندوستان میں ہر طرف افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ انگریزوں کی دہشت گردی کی گرم بازاری تھی۔ لوگ جیلوں میں ٹھونسے جا رہے تھے۔ رعایا لرزاں وترساں تھی لیکن آپ اس ہماہمی سے بے نیاز اور سیاسیات سے بہت دور رہتے تھے۔ لیکن تا کے۔ آخر لیڈران قوم وملک نے آپ پر ڈورے ڈالے اور کسی طرح سیاسیاتِ حاضرہ میں کھینچ لائے انگریزوں کی شدت سے مخالفت شروع فرمائی۔ سول نافرمانیوں کی راہیں ہموار کیں۔ لوگوں کے دکھ درد میں کام آنے لگے۔[2] انگریزوں نے سنہ ۱۹۴۵-۱۹۴۶ء میں آپ کو گرفتار کرنے کی بے حد کوشش کی مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور آپ بال بال محفوظ رہے بالآخر ۱۹۴۷ء کا تاریخی انخلاء شروع ہوا۔ جنگ آزادی کے مجاہدین سے آپ کو ہمدردی ہوگئی اور شب وروز اسی میں منہمک رہنے لگے۔ انگریزوں کے انخلاء کے بعد جب ظلم وبربریت کا بازار گرم ہوا تو بہت سے بریلی کے مسلم باشندے بھی شہر کو خیرباد کہہ گئے۔ لیکن آپ ثابت قدم رہے۔ موجودہ حکمراں جماعت نے عہدوں کی لالچ دی مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔[3]

ہندوستان گیر سیاحت

مدرسہ کا تعلیمی نظام بڑی حد تک سدھر چکا تھا۔ دیگر اساتذہ کے علاوہ حضرت مولانا احسان علی صاحب قبلہ، حضرت مولانا محمد احمد المدعو بجہانگیر صاحب، حضرت مولانا سید افضل حسین صاحب مونگیری اور خود آپ نہایت محنت ومحبت اور جانفشانی سے تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے۔ تھوڑے ہی دنوں میں پورے ہندوستان کے اندر آپ کے زہد وتقویٰ اور زور خطابت کا چرچا ہونے لگا۔ بڑے بڑے جلسہ وجلوس اور کانفرنسوں میں صدارت وقیادت کے لئے بلائے جانے لگے۔ کلکتہ، بمبئی، یوپی، بہار، پنجاب، گجرات،

---

[1] ایضاً ص ۲۳/۲۴ — [2] ایضاً ص ۲۴

[3] حیات مفسر اعظم ص ۱۹ — [4] ایضاً ص ۲۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

اور راجستھان جہاں جہاں آپ گئے۔ علم و وقار رضویت کا سکہ بٹھا دیا۔ آپ کے اس ہندوستان گیر سیاحت کی وجہ سے دار العلوم کو بہت فائدہ پہنچا اور مالی اعتبار سے بھی اس کی زبوں حالی دور ہونے لگی۔ تقریباً دو سو بیرونی طلباء نے دار العلوم میں داخلہ لیا اور حجۃ الاسلام کا دور دوبارہ لوٹ آیا۔[1] یہاں تک کہ مذکورہ شہروں کے علاوہ مظفرپور، سیتامڑھی، ترائی نیپال میں بھی سلسلہ کا کافی فروغ ہوا اور سلسلہ رضویہ کا سکہ بٹھایا۔

درس و تدریس

آپ ایک کامیاب مدرس بھی تھے۔ چنانچہ آپ کا معمول تھا کہ فجر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر اوراد و ظائف میں مشغول رہتے۔ بعدہٗ ناشتہ کھاتے اور درس گاہ میں چلے جاتے۔ اکثر صلوٰۃ و سلام کے ترانہ سے قبل دار العلوم میں آجاتے اور والہانہ انداز میں لڑکوں کے ساتھ ترانہ سلام میں شریک ہوتے۔ اختتام سلام پر نہایت اخلاص و گریہ و زاری کے ساتھ دعا فرماتے۔ پھر اپنی درس گاہ میں آجاتے۔ مسلم شریف، ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف اور کتاب التوحید اللنجدی بہت ہی انشراح صدر اور مناظرانہ ڈھنگ سے پڑھاتے۔ مسلم شریف اور شفا شریف پڑھاتے وقت عموماً آپ پر وجدانی کیفیت طاری رہتی اور کبھی کبھی تو وارفتہ ہو جاتے۔ کبھی کبھی آپ کتب متوسطات بھی بہت ذوق و شوق سے پڑھاتے۔ شافیہ لابن حاجب اور کافیہ تو ایسا پڑھاتے کہ نحو کی متداولہ کتب سے طلباء کو یکسر بے نیاز کر دیتے۔ عربی ادب پڑھاتے وقت صرف عربی زبان ہی میں گفتگو فرماتے۔ اور طلباء کو بھی مجبور کرتے کہ وہ عربی ہی میں ہر قسم کی باتیں کریں۔[2]

بے مثال مبلغ

حضور مفسر اعظم ہند قدس سرہٗ اپنے وقت کے بے مثال خطیب اور مسلک رضویت کے بے نظیر نقیب تھے۔ آپ کی خطابت میں بلا کی تاثیر تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ باڑہ ہندو راؤ دہلی میں تشریف لے گئے۔ دو روزہ اجلاس تھا۔ آپ پہلے دن بڑی ہی وہابیت سوز۔ دلائل و براہین سے مرصّع تقریر کی اور بریلی شریف واپس آئے۔ دوسرے روز حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی قدس سرہٗ کی تقریر تھی۔ حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی قدس سرہٗ کا بیان ہے کہ:

> صبح کو میرے پاس باڑہ ہندو راؤ دہلی کے بیس سے زائد وہابی آئے اور کہا کہ رات کی تقریر سن کر ہمیں پوری طرح اطمینان ہو گیا کہ آج تک ہم گمراہی میں تھے۔ اور اپنے عقیدۂ باطلہ سے توبہ کیا اور مسلمان ہوئے۔

نیز فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا یہ واقعہ آپ کی تقریر کے اثر کا دیکھا۔ جو کسی کے تقریریں، میں نے نہیں دیکھا۔[3]

ماہنامہ اعلیٰحضرت کا اجراء

فروغ سنیت کے خاطر ہی آپ نے ماہنامہ اعلیٰحضرت کا اجراء فرمایا جس سے تبلیغ سنیت کا بیش بہا کارنامہ انجام پایا۔ اور پوری تندہی کے ساتھ آپ نے دیگر تمام دینی امور کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ ماہنامہ میں اپنے مضامین کی بھی اشاعت کا اہم بار اپنے کاندھوں پر اٹھایا۔ جس کو پڑھ کر اردو نثر میں آپ کا مرتبہ و مقام سمجھ میں آتا ہے یہ ماہنامہ اس دور میں اردو ادب کی بھی بے پناہ خدمت انجام دیا اور اردو میں کار آمد اور مفید باتیں عوام الناس تک پہنچایا۔

---

[1] حیات مفسر اعظم ص ۲۷/۲۸ [2] ایضاً ص ۳۱
[3] ماہنامہ اعلیٰحضرت دسمبر ۱۹۶۰ء

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

"امن و اماں"، اس عنوان سے آپ کے نثری شہ پارے برابر ماہنامہ اعلیٰحضرت میں آتے رہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

عوام مسلمین کو امن و اماں کی ضرورت ہے اور وہ مفقود ہے۔ جیسا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش گوئی موجود ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علامات قیامت کے ضمن میں فرمایا: **الحرج والمرج** — پھر خود ہی بیان فرمایا ای **القتل** یعنی حرج اور مرج بہت ہوگا یعنی قتل تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ صالحین موجود ہوں گے تو بھی ایسا ہوگا (دیکھو برکت صالحین ثابت ہوئی) تو حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا **اذا ظھر الخبیث** اور دوسری حدیث میں **اذا کثر الخبیث** کہ جب خبیث ظاہر ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جب خبیث بہت ہو جائیں گے۔ اس خبیث سے کیا مراد ہے؟ اس کو سمجھئے تو پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔ کیا صالحین موجود ہوں گے تب بھی ایسا ہوگا؟ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خبیث پیدا ہوگا یا کثرت سے ہو جائیں گے تو ایسا ہوگا وہ خبیث جو صالحین اور اولیاء کاملین سے جلتے ہیں اور برکت صالحین کا انکار کرتے ہیں حدیث شاہد ہے کہ برکت صالحین سے ایسا نہیں ہونا چاہئے تو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایسا جب ہوگا کہ برکت صالحین کے منکر خبیث پیدا ہوں گے یا بکثرت ہوں گے۔ اور تفاسیر میں بھی خبیث سے مراد منافق کو لیا ہے۔ اور خبیث کے عدد ہیں ۱۲۱۱ تو شیخ نجدی جب مرا تو تاریخ لکھی **اذا ھلک الخبیث** اس تاریخ کو حضرت احمد زینی دحلان مکی نے لکھا ہے۔ اپنی کتاب الدرر السنیہ میں اب اس عدد کو بغور دیکھو ۱۲۱۱ دو کا زوج حاصل ہوا۔ ایک عدد کا زوج ۱۱ ہے اور دوسرے کا ۱۲ تو وہ برکت صالحین کا منکر معاند رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوا اور ۱۲۰۰ھ میں مرا۔

اسی طرح اور بھی مختلف عنوانات کے تحت آپ برابر دینی خدمات و اصلاح و عقائد پر بھرپور روشنی ڈالتے۔ مضامین میں معارف القرآن، سبیل مومنین، اشعار مثنوی مولانا روم کی تشریح و عمدہ نکات، معارف الحدیث، ہفوات مودودی، جیسے عنوانات پر آپ کی قلمی و علمی یادگاریں ہیں [1]

کشف و کرامات

حضور مفسر اعظم ہند قدس سرہ کی زندگی بیشمار کشف و کرامات سے پر ہیں۔ جس شعبہ حیات پر نگاہ ڈالئے۔ عارفانہ عجائب و غرائب کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوا ہے۔ قدرت نے زبان میں خاص اثر ودیعت فرمایا تھا۔ ذیل میں چند کرامتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پیدائشی گونگا زبان والا ہو گیا

حضور مفسر اعظم ہند قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں ایک ایسے آدمی کو لایا گیا جو پیدائشی گونگا تھا۔ حضرت نے دعا فرمادی بفضلہ تعالیٰ وہ زبان والا ہو گیا۔ آپ کی اس روشن کرامات کو دیکھ کر گاؤں کے بکثرت دیوبندی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے [2]

---

[1] ماہنامہ اعلیحضرت اپریل و مئی ۱۹۶۴ء

[2] تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۵۶

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

قید سے رہائی

کانپور کے قیام کے دوران ایک عورت و مرد حاضر خدمت ہوئے اور روتے ہوئے عرض کرنے لگے کہ حضور! یہ میری بہن ہے جس کے دو بچے ہیں۔ ان سب کی زندگی کا سہارا ہمارا بہنوئی تھا جو بلاقصور خون کے مقدمہ میں ماخوذ ہو گیا ہے۔ آئندہ پیشی میں فیصلہ ہے۔ دعا فرمادیجئے کہ وہ رہا ہو جائیں۔

آپ نے دریافت فرمایا! کیا وہ سنی ہے؟ جواب ملا ہاں! تو آپ نے ایک کاغذ پر۔ **اللّٰہ رب محمّد صلی علیه وسلما نحن عباد محمد صلی علیه وسلما** لکھا اور فرمایا اس کی بیوی سے کہو کہ اس درودِ اسم اعظم کو زبانی یاد کرے اور کثرت سے اسے پڑھا کرے۔ پھر جیل میں جہاں اس کا شوہر ہے۔ ملنے کے لیئے جاتے تو یہ پرزہ اسے دے کر ہدایت کردے کہ دائیں بازو پر باندھ لے۔ خدا نے چاہا تو وہ بے داغ رہا ہو جائے گا۔ تقریباً دس دنوں کے بعد بہت سی مٹھائیاں اور پھول و عطر لے کر وہی عورت و مرد ایک نئے چہرے کے ساتھ حاضر ہوئے۔ تینوں قدمبوس ہوئے اور عرض کرنے لگے! حضور! آج ہی یہ شخص مقدمہ سے بری الذمہ کردیا گیا۔ جب کہ اس کے دوسرے دو ساتھیوں کو حبسِ دوام کی سخت سزا دی گئی ہے۔ آپ نے تینوں کو داخل سلسلہ فرمایا اور نماز و درودِ اسم اعظم کی پابندی کی تاکید فرمائی۔[۱]

بارش موقوف

پوکھریرا ضلع سیتامڑھی جو بہار کی مردم خیز آبادی ہے۔ علاقائی اعتبار سے سنیت کا مرکز اور شمس العلماء حضرت محبا و فخر العارفین حضرت مولانا شاہ ولی الرحمٰن صاحب قدس سرہما کی تعلیم و تربیت کا سرسبز و شاداب گلشن ہے۔ حضرت اکثر و بیشتر وہاں تشریف لے جاتے اور سالانہ عرس میں پابندی کے ساتھ شرکت فرماتے اور گردو نواح کو اپنے فیوض و برکات سے نوازتے۔ ایک مرتبہ آپ وہیں تشریف فرما تھے کہ کرہر گاؤں کے کچھ لوگ جو آپ کے غلاموں میں سے تھے۔ حاضر خدمت ہوئے اور اپنے گاؤں چلنے پر اصرار کیا۔ حضرت نے وعدہ فرما لیا اور کہا کہ آپ لوگ جاؤ کل محفل کا انتظام کرو۔ میں انشا اللہ ضرور آؤنگا اور میرے ساتھ دیگر لوگ بھی ہوں گے۔ حضرت کو پوکھریرا اور اس کے گردو نواح سے بے پناہ محبت تھی شاید باید ہی کسی گاؤں والے کی دعوت کو رد فرماتے تھے۔ حالاں کہ گاؤں کے سفر میں آپ کو کافی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

دوسرے دن بعد نماز ظہر پوکھریرا سے کرہر کے لیئے روانگی ہوئی۔ ایک بیل گاڑی پر حضرت کے ہمراہ دو تین آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ چالیس پچاس آدمی گاڑی کے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ نعرۂ تکبیر و رسالت کی صداؤں کو سن کر پوکھریرا باتھ اور رائے پور کی آبادیاں سڑک کے کناروں پر امنڈ پڑیں اور زیارت سے مشرف ہونے لگیں۔ عصر کی نماز رائے پور میں پڑھی گئی اب گاڑی ایک ایسے میدان سے گذر رہی تھی جس کے دائیں بائیں آبادی نہیں تھی۔ سامنے دو ڈھائی میل کی دوری پر کرہر تھا اور پیچھے رائے پور۔ اسی اثنا میں شمال سے گھنگھور گھٹائیں بلند ہوئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے پوری فضا پر محیط ہو گئیں۔ جب ترشح ہوا تو میرے بغل میں گاڑی پر بیٹھے ہوئے مولوی عبد الوحید خاں صاحب مرحوم گنگٹوی نے چھاتا بلند کیا۔ حضرت اس وقت کچھ پڑھ رہے تھے۔ ہاتھ کے اشارہ سے منع فرما دیا اور چند لمحوں کے بعد اپنی انگشت شہادت پر کچھ دم کیا۔ پھر آسمان کی طرف اشارہ کر کے چکر دیا۔

---

[۱] حیات مفسر اعظم ص ۷۱/۷۲

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ادھر دائرہ بنانے کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا کہ بادل پھٹا اور دائرہ کی شکل میں صاف ہوگیا۔ ہم لوگ دیکھ رہے ہیں کہ ہر چہار جانب بارش ہو رہی ہے، کہیں کوئی آبادی نظر نہیں آرہی ہے۔ لیکن درمیان میں جہاں بیل گاڑی چل رہی ہے جس کے ساتھ پندرہ بیس آدمی پیدل چل رہے ہیں وہ بارش سے قطعاً محفوظ ہیں۔ اس عالم میں حضرت نے فرمایا: درود اسم اعظم سے بارش کو روک بھی سکتے ہو اور بارش کو بلا بھی سکتے ہو۔ ہم لوگ گفتگو کرتے ہوئے مغرب کے وقت گھر پہنچے۔ شفیق صاحب کے دروازہ پر گاڑی لگی۔ پوری بستی بارش سے شرابور تھی۔ مگر بیل گاڑی بالکل سوکھی ہوئی تھی۔ حضرت نیچے تشریف لائے۔ سامان اتارا گیا۔ دریاں بھی گاڑی سے اتار لی گئیں۔ اس کے بعد گاڑی پر بھی بارش شروع ہوگئی۔ ہم لوگوں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ مغرب کی نماز ادا کی اور اسی دالان میں حضرت کی تقریر شروع ہوگئی۔ چونکہ بارش کی وجہ سے بستی کے تمام لوگ تقریر سے فیضیاب نہیں ہو سکے اس لئے حضرت نے دوسرے دن بھی وہیں قیام فرمایا۔ پھر باضابطہ محفل کا انتظام ہوا۔[1]

تصانیف

حضور مفسر اعظم ہند قدس سرہٗ نے چھوٹے چھوٹے درجنوں رسالے لکھے جس میں چند مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ذکر اللہ (۲) نعمت اللہ (۳) حجۃ اللہ (۴) فضائل درود شریف (۵) تفسیر سورۂ بلد، (۶) تشریح قصیدہ نعمانیہ۔ ان کے علاوہ چند کتابوں کے ترجمے بھی آپ نے فرمائے۔ جیسے تحفۂ محمدیہ از مولانا اشرف علی گلشن آبادی والدرر السنیہ از علامہ احمد زین دحلان مفتی مکہ مکرمہ۔[2]

اولاد و امجاد

آپ کے کل پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت علامہ الحاج شاہ ریحان رضا خاں عرف رحمانی میاں۔ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۴ء کو خواجہ قطب بریلی شریف میں ولادت باسعادت ہوئی۔ خاندانی روایات کے مطابق محمد نام رکھا گیا اور عرف ریحان رضا قرار پایا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ پھر والد ماجد کے حکم پر لائلپور پاکستان میں جامعہ منظر اسلام کے سابق شیخ الحدیث محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قدس سرہٗ کی خدمت میں تین سال تک تحصیل علوم فرمایا۔ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ سے بیعت و خلافت کا شرف حاصل تھا۔ آپ صفات انسانی کے جامع اور اپنے خاندانی اصول پر مضبوطی سے قائم رہنے والے۔ نڈر، بے باک، مخلص اور عفو و کرم آپ کے اوصاف حمیدہ تھے۔ آپ نے اپنے وقت میں بے شمار سماجی و ملی کارنامے انجام دئے، آپ ایک اچھے سیاستداں اور اپنے موقف کا برملا اظہار کرنے میں کسی کو خاطر میں نہ لاتے، یہاں تک کہ ایوان حکومت میں بھی کسی سے نہ خوف کھاتے اور اپنے مسلک کی بھرپور وضاحت فرماتے۔ غیر ممالک کے کئی دورے کیئے اہلسنت کی ترویج و خانقاہ رضویہ کے فروغ میں مثالی اقدام فرمایا۔ عشق رسول و محبت انبیاء و اولیاء آپ کی تقریروں کے خصوصی عنوانات ہوتے۔ خطابت و صحافت کے ساتھ ساتھ شعر و ادب کا پاکیزہ ذوق تھا۔ آپ کے اشعار میں دعوت فکر، حرارت قلبی، و جوش ایمانی جیسے اہم مضامین کی کثرت ہوتی۔ جس کو پڑھ کر ہر قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اسلام و سنیت کا یہ عظیم مجاہد دین لافانی خدمات کو انجام دیتا ہوا ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

(۲) حضرت علامہ مفتی شاہ اختر رضا خاں مفتی اعظم ہند مدظلہ العالی۔ (۳) ڈاکٹر قمر رضا خاں صاحب (۴) حضرت مولانا منان

---

[1] حیات مفسر اعظم ص ۷۹/۸۰

[2] ایضاً ص ۱۰۱

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

رضاخاں عرف منانی میاں (۵) ایک صاجزادہ جو حضرت ازہری میاں قبلہ سے بڑے تھے جن کا نام تنویر رضا تھا۔ حضرت انہیں بہت پیار کرتے تھے وہ بچپن ہی سے جذبی کیفیت میں غرق رہتے تھے۔ بالآخر وہ مفقود الخبر ہوگئے۔

اور صاجزادیوں میں ایک پیلی بھیت میں جناب شوکت علی خاں سے بیاہی گئیں۔ (۲) دوسری بدایوں میں شیخ عبد الحبیب کے نکاح میں آئیں۔ بحمدہ تعالیٰ یہ دونوں صاجزادیوں سے لڑکے و لڑکیاں موجود ہیں۔ (۳) تیسری صاجزادی کا عقد نکاح خاندان ہی میں جناب یونس رضا خانصاحب سے ہوا جو لاولد ہیں [1]

خلفاء آپ کے خلفائے کرام کی صحیح فہرست دستیاب نہ ہوسکی۔ صرف جناب حضرت مولینا عبد الواحد صاحب قبلہ دربھنگوی مدظلہ العالی کا نام معلوم ہوسکا۔

ارشادات عالیہ

حضور مفسر اعظم ہند قدس سرہٗ کے ارشادات عالیہ علم و حکمت سے پُر اور سلوک و معرفت سے لبریز ہیں جو دل میں اتر کر قلب و روح کی تقویت کا سامان فراہم کرتا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں:

○ اپنے عیوب مجھے دوسروں کی عیب جوئی سے روکتے ہیں ○ عالم اگرچہ فی نفسہٖ بُرا ہو پھر بھی اس کے متعلق بُرے گمان سے بچو ○ تھوڑی جدائی محبت کو بڑھاتی ہے اور زیادہ جدائی محبت کو ختم کر دیتی ہے ○ عقل مند وہ ہے جو غذا کی لذت کے وقت دوا کی کڑواہٹ کو یاد رکھے ○ غلطی انسان کی شرست میں ہے اس کی معافی چاہنا مومنوں کا شیوہ ہے اور اس پر اصرار کرنا شیطان کا کام ہے۔

○ ہر قوم کی عزت و ذلت کا دارومدار اس کے علماء اور امراء پر ہے ○ جب عصمت اور عفت کے آئینہ کو ٹھیس لگ جاتی ہے تو کوئی کاریگر اس کی مرمت نہیں کرسکتا ہے ○ کم ظرف آدمی باتونی ہوا کرتا ہے ○ رعب و دبدبہ سے وہ کام نہیں نکلتا جو انکساری سے ○ خدا نے دو کان اور ایک زبان دی ہے تاکہ سنو زیادہ اور بولو کم ○ مخلوق میں بدترین وہ شخص ہے جس سے لوگ پناہ مانگتے ہوں ○ سب سے زیادہ ذی عقل وہ ہے جو بزرگوں کے افعال کی اچھی تاویل کرے ○ بزرگی اخلاق سے ہے نہ کہ نسبت و خاندان سے ○ اپنے علم اور عمل پر غرور کرنا جہل سے کم نہیں ○ کوئی عمل ضائع نہیں ہوتا اور کوئی قربانی رائیگاں نہیں جاتی ہے۔ ○ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ انسان کو مرد، جواں مرد اور صاحب درد بنا دیتا ہے ○ جو شخص خدا کا دوست نہیں وہ تمہارا دوست کیسے ہوسکتا ہے۔ ○ صبر زہر سے زیادہ کڑوا اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوتا ہے ○ علم بغیر عمل کے وبال جان ہے۔

○ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر جو راضی ہوجائے وہ غنی ہے ○ جو شخص آخرت کا کام کرتا ہے خدا اس کی دنیا سنوار دیتا ہے۔ ○ جب تم نے سب کچھ کر لیا تو ایسا جانو کہ کچھ نہیں کیا [2]

تاریخ وصال آپ گیارہ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۲ جون ۱۹۶۵ء بروز دوشنبہ کو صبح سات بجے بعمر ۶۰ سال داعی اجل کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ دوسرے دن ۱۲ صفر المظفر کو صبح

---

[1] حیات مفسر اعظم ص ۸۹ [2] ایضاً ص ۹۶

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

۱۰½ بجے حسب مجوزہ پروگرام میت کو نماز جنازہ کے لیے نعت خوانی ہوتے ہوئے مسجد نو محلہ لے جایا گیا مسجد مذکور کا حصہ نماز جنازہ کے لیے ناکافی تھا۔ اس لیئے اسلامیہ کالج کے میدان میں نماز صبح ۸ بجے ہوئی اور حضرت مولٰینا مفتی سید محمد افضل حسین صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ قبر اطہر میں جناب مفتی سید محمد افضل حسین صاحب جناب مولٰینا محمد احسان علی صاحب جناب مولٰینا سید عارف علی صاحب نانپاروی جناب سجاد حسین صاحب اور سید محمد حمایت رسول قادری نے جسد مبارک کو جناب مولٰینا حافظ محمد احمد صاحب جہانگیری جناب سید اعجاز حسین صاحب جناب محمد غوث خاں صاحب جو قبر منور کے اندر تھے اتارا اور آرام سے لٹا دیا۔

مزار شریف

آپ کا مزار شریف دائیں جانب جوار اعلیٰحضرت قدس سرہٗ میں مرجع خلائق ہے۔
تاریخ وصال از حضرت علامہ مولٰینا ابو الظفر محبوب علی خاں صاحب رضوی بمبئی۔

سیدنا ابراہیم رضا ، رفعت جنت بنیرہ مرشدی

۱۳۸۵ھ ۱۹۶۴ء

رب تبارک و تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے کہ مجھ گنہگار سیہ کار کو یہ خدمت انجام دینے کی توفیق بخشی جو پورے دو سال کی ہوشربا مشقتوں کے بعد دسمبر ۱۹۸۲ء کو شروع ہو کر آج مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۸۴ء مطابق ۱۱ ربیع الاول شریف ۱۴۰۵ھ کو ۱۲ بجے شب کو بفضلہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

بارگاہ الٰہی میں بوسیلۂ حضرت رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام دعا گو ہوں کہ اپنے دین کے خادم مشائخ کرام کے زمرہ میں حشر فرما۔ اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ و تابعین کی کامل اتباع کا جذبۂ حسن عطا فرما۔ اور سیہ کار کے والدین، اساتذہ، مشائخ، احباب و متعلقین کو دارین میں اپنی نعمتوں اور رحمتوں سے نواز آمین یا رب العالمین

بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ التحیۃ والتسلیم

بندۂ گنہگار

عبد المجتبیٰ رضوی صدیقی سندیلوری غفرلہ

تاریخ تبییض ۱۱ ربیع النور بروز چہار شنبہ بوقت شب ۱۲ بجے ۱۴۰۹ھ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

شجرہ

عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ حامدیہ مصطفویہ ابراہیمیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

شَجَرَۃٌ طَیِّبَۃٌ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَاءِ ھٰذِہٖ سِلْسِلَتِیْ مِنْ مَشَائِخِیْ فِی الطَّرِیْقَۃِ الْعَلِیَّۃِ الْعَالِیَۃِ الْقَادِرِیَّۃِ الطَّیِّبَۃِ الْمُبَارَکَۃِ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہِ الْکِرَامِ اَجْمَعِیْنَ۔

۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو وصال ہوا مزار مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی السَّیِّدِ الْکَرِیْمِ عَلِیِّ نِ الْمُرْتَضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ۔

۲۱ رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ کو وصال ہوا۔ مزار مبارک نجف اشرف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی السَّیِّدِ الْاِمَامِ الْحُسَیْنِ الشَّھِیْدِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ کو کربلا میں شہید ہوئے مزار مبارک کربلائے معلیٰ میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی السَّیِّدِ الْاِمَامِ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ زَیْنِ الْعَابِدِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

۱۸ محرم الحرام سنہ ۹۴ھ کو وصال ہوا مزار مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی السَّیِّدِ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

الامام محمد بن علیّ ن الباقر رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

۷، ذی الحجہ ۱۱۴ھ کو وصال ہوا مزار مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔

اللّٰھم صلِّ وسلِّم وبارک علیہ وعلیہم وعلی المولی السیّد الامام جعفر بن محمد ن الصادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

۱۵، رجب المرجب ۱۴۸ھ کو وصال ہوا۔ مزار مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔

اللّٰھم صلِّ وسلِّم وبارک علیہ وعلیہم وعلی المولی السیّد الامام موسیٰ بن جعفر ن الکاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۵، رجب المرجب ۱۸۳ھ کو وصال ہوا مزار مبارک بغداد شریف میں ہے۔

اللّٰھم صلِّ وسلِّم وبارک علیہ وعلیہم وعلی المولی السیّد الامام علیّ بن موسیٰ الرضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

۲۱، رمضان المبارک ۲۰۳ھ کو وصال ہوا مزار مبارک مشہد مقدس میں ہے۔

اللّٰھم صلِّ وسلِّم وبارک علیہ وعلیہم وعلی المولی الشیخ معروف ن الکرخیّ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

۲، محرم الحرام ۲۰۰ھ کو وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اللّٰھم صلِّ وسلِّم وبارک علیہ وعلیہم وعلی المولی الشیخ سری ن السقطیّ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

۱۳، رمضان المبارک ۲۵۳ھ کو وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اللّٰھم صلِّ وسلِّم وبارک علیہ وعلیہم وعلی المولیٰ الشیخ جنید ن البغدادیّ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

۲۷، رجب المرجب ۲۹۷ھ یا ۲۹۸ھ کو وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اللّٰھم صلِّ وسلِّم وبارک علیہ وعلیہم وعلی المولی الشیخ ابی بکر ن الشبلیّ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

۲۷، ذی الحجہ ۳۳۴ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اللّٰھم صلِّ وسلِّم وبارک علیہ وعلیہم وعلی المولی الشیخ ابی الفضل عبد الواحد التمیمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

۲۶، جمادی الآخرہ ۴۲۵ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اللّٰھم صلِّ وسلِّم وبارک علیہ وعلیہم وعلی الشیخ ابی الفرج الطرطوسیّ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

۲؍شعبان المکرم ۴۴۷ھ کو وصال ہوا۔ مزار مبارک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وبارِکْ علیہ وعَلَیْھِمْ وَعَلَی المولیٰ الشیخ اَبِی الحَسَنِ عَلِیِّ ن القرشِیِّ الھکّاری رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔

یکم محرم الحرام ۴۸۶ھ کو وصال ہوا۔ مزار مبارک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھمّ صَلِّ وَسَلِّمْ وبارِکْ علیہ وَعَلَیْھِمْ وعَلَی المولیٰ الشیخ ابی سَعِیْدِ ن المخزومی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔

۷؍شعبان المکرم ۵۱۳ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وبارِکْ عَلَیْہِ وعَلَیْھِمْ وَعَلَی المولی السّیّدِ الکریم غوثِ الثقلَیْنِ وَغَیثِ الکونَیْنِ الامام ابی محمّدٍ عَبْدِ القادِرِ الحسَنِیِّ الحسینیِّ الجیلانِیِّ صلی اللہُ تعالےٰ علیٰ جَدِّہٖ الکریم وَعَلَیْہِ وعلیٰ مَشَائِخِہِ العظامِ وَاُصُوْلِہِ الکرامِ وَفُرُوعِہِ الفخامِ وَمُحِبِّیْہِ وَالمنتمِیْنَ اِلَیْہِ اِلیٰ یَوْمِ القیامِ وَبارِکْ وسَلِّمْ اَبَدًا ؁ط

۱۱؍یا ۱۷؍ربیع الآخر شریف ۵۶۱ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وعَلَیْھِمْ عَلَی المولیٰ السّیّدِ اَبِی بَکْرٍ تاجِ المِلّۃِ والدِّیْنِ عَبْدِ الرَّزّاقِ رضی اللہ عنہٗ۔

۶؍شوال المکرم ۶۲۳ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وسَلِّمْ وبارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی المولی السیّدِ اَبِی صَالِحٍ نصْرٍ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔

۲۷؍رجب المرجب ۶۳۲ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِم وَعَلَی المولیٰ السیّدِ مُحیِّ الدِّیْنِ اَبِی نَصْرٍ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔

۲۷؍ربیع الاول ۶۵۶ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وبارِکْ علیہ وعَلَیْھِمْ وَعَلَی المولیٰ السّیّدِ عَلِیٍّ رضیَ اللہ تعالےٰ عنہٗ۔

۲۳؍شوال المکرم ۷۳۹ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وبارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وعَلَی المولیٰ السیّدِ موسیٰ رضی اللہ تعالےٰ عَنْہُ۔

۱۳؍رجب المرجب ۷۶۳ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی المولیٰ السیّد حَسَنٍ رضی اللّٰہ تعالٰے عنہٗ۔

۲۶ صفر المظفر ۸۱۷ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وبارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی المولیٰ السَّیِّدِ اَحْمَدَ الجیلانِیِّ رضی اللّٰہ تعالیٰ عَنْہُ۔

۱۹ محرم الحرام ۸۵۳ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وبارِکْ عَلَیْہِ وعَلَیْھم وعَلَی المولیٰ الشیخ بَہاءِ الدِّیْنِ رضی اللّٰہُ تعالیٰ عنہُ۔

۱۱ ذی الحجہ ۹۲۱ھ کو وصال ہوا۔ دولت آباد (دکن) میں مزار پاک ہے۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وبارِکْ علیہ وَعَلَیْھِمْ وعَلَی المولیٰ السَّیِّدِ ابْرَاھِیْمَ الایْرجیِّ رضی اللّٰہ تعالٰے عَنْہُ۔

۵ ربیع الآخر ۹۵۳ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک دہلی درگاہ محبوب الٰہی میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وسلّم وبارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی المولیٰ الشیخ مُحَمَّدٍ بِھکارِیْ رضی اللّٰہ تعالٰے عنہٗ۔

۹ ذی قعدہ ۹۸۱ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک کاکوری میں ہے۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی المولیٰ القاضِیْ ضِیَاءِ الدِّیْنِ المعروفِ بالشیخ جیا رضی اللّٰہ تعالٰے عنہٗ۔

۲۱ رجب المرجب ۹۸۹ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک قصبہ نیوتنی ضلع لکھنؤ میں ہے۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ علیہ وعلیھم وَعَلَی المولیٰ الشَّیْخِ جَمَالِ الاولیاءِ رضی اللّٰہُ تعالٰے عنہٗ۔

شب عید الفطر ۱۰۴۷ھ میں وصال ہوا۔ کوڑا جہان آباد ضلع فتحپور ہسوہ میں مزار پاک ہے۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وعَلَیْھِمْ وَعَلَی المولیٰ السَّیِّدِ محمّدٍ رضی اللّٰہ تعالٰے عنہٗ

۶ شعبان المکرم ۱۰۷۱ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک کالپی شریف میں ہے۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وعَلَیْھِمْ وَعَلَی المولیٰ السَّیِّدِ اَحْمَدُ رضی اللّٰہ تعالٰے عنہٗ۔

۹ صفر المظفر ۱۰۸۴ھ کو وصال ہوا مزار پاک کالپی شریف میں ہے۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ فَضْلُ اللهِ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔

۱۴ ر ذی قعدہ ۱۱۱۱ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک کالپی شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الشَّاہ بَرَكَةِ اللهِ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔

۱۰ ر محرم الحرام ۱۱۴۲ھ کو وصال ہوا مزار پاک مارہرہ شریف ضلع ایٹہ میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الشَّاہ آلِ مُحَمَّدٍ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔

۱۶ ر رمضان المبارک ۱۱۶۴ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَعَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الشَّاہ حَمْزَۃُ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔

۱۴ ر رمضان المبارک ۱۱۹۸ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک مارہرہ شریف ضلع ایٹہ میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الشَّاہ اَبِی الْفَضْلِ شَمْسِ الْمِلَّةِ وَالدِّيْنِ آلِ اَحْمَدْ اچھے میاں رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔

۱۷ ر ربیع الاول ۱۲۳۵ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْكَرِيْمِ الشَّاہ آلِ رَسُوْلِ الْاَحْمَدِيِّ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔

۱۸ ر ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى الْكَرِيْمِ سِرَاجِ السَّالِكِيْنَ نُوْرِ الْعَارِفِيْنَ سَيِّدِيْ اَبِی الْحُسَيْنِ اَحْمَدَ النُّوْرِيِّ الْمَارَهْرَوِيِّ رَضِيَ اللهُ تعالےٰ عنہٗ۔

۱۱ ر رجب المرجب ۱۳۲۴ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى الْهُمَامِ الْاِمَامِ اَهْلِ السُّنَّةِ مُجَدِّدِ الْمِائَةِ الْمَاضِيَةِ مُؤَيِّدِ الْمِلَّةِ الطَّاهِرَةِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ اَحْمَدْ رَضَا خَانْ رَضِيَ اللهُ تعالےٰ عنہ بِالرِّضَا السَّرْمَدِيِّ۔

۲۵ ر صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بریلی شریف محلہ سوداگران رضا نگر

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

میں ہے۔

اللّٰھمّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی الشَّیْخ حجّۃ الاسلام مولٰینا الحاج حامد رضا خان رضی اللہ تعالٰی عنہ وأرضاہ عنّا۔

۱۸ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء کو وصال ہوا۔ مزار پاک آستانہ رضویہ بریلی شریف میں ہے۔

اللّٰھمّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی الْکَرِیْم سراج الفقھاء مولانا الحاج الشاہ محمّد ابوالبرکات محی الدین الجیلانی المعروف مصطفیٰ رضا خان رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ عنّا۔

۱۳ر محرم الحرام ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱ء میں وصال ہوا۔ مزار پاک آستانہ رضویہ بریلی شریف میں ہے۔

اللّٰھمّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی الْکَرِیْم نور العارفین مصباح المفسّرین مولٰینا الحاج شاہ ابراھیم رضا الجیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ عنّا۔

۱۱ر صفر ۱۳۸۵ھ ۱۹۶۵ء کو وصال ہوا۔ مزار پاک آستانہ رضویہ بریلی شریف میں ہے

اللّٰھمّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمْ جمیعًا وَعَلَی الفقیر .... غفرلہ اللّٰھمّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمْ جمیعًا وَعَلٰی سائر اولیائك وَعَلَیْنَا بِهِمْ وَلَهُمْ وَفِیْهِمْ وَمَعَهُمْ یا ارحم الرّاحمین ۝ آمین۔

الٰہی بحرمت ایں مشائخ کرام عاقبت .... غفرلہ

ساکن .... بخیر گرداں آمین

دستخط ....

تاریخ ۱۴ھ ۱۹ء

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

شجرہ

عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ

رِضوانُ اللہ تعالےٰ علیہِم اجمعینَ الیٰ یومِ الدین

یا الٰہی ! رحم فرما مصطفٰے کے واسطے
یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

سیدِ سجاد کے صدقہ میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقرِ علمِ ہدیٰ کے واسطے

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہر معروف و سری معروف دے بیخود سری
جُندِ حق میں گن جُنیدِ با صفا کے واسطے

بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے

اَحْسَنَ اللہُ لَہٗ رِزقاً سے دے رزقِ حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے

نصر ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیاتِ دین محیِ جاں فزا کے واسطے

طور[1] عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہر ابراہیم مجھ پر نار غم گل زار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشا کے واسطے

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہِ ضیا مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے

---

[1] یعنی مرتبہ معرفت کا اور بلندی اور خوبی اور بہتری اور نور عطا کر ان مشائخ عظام کے واسطے ان میں علو بمناسبت نام پاک حضرت سید علی ہے اور طور عرفاں بمناسبت نام پاک سید موسیٰ اور حسنیٰ بمناسبت نام پاک حضرت سیدی حسن اور حمد بمناسبت نام پاک سیدی احمد اور بہا بمناسبت نام پاک حضرت سیدی شیخ بہاء الملۃ والدین قدست اسرارہم ہے۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

دے محمد کے لئے روزی کر احمد کے لئے
خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کی مجھے برکات دے برکات سے
عشقِ حق دے عشقیؔ[1] عشق انتما کے واسطے

حبِّ اہلِ بیت دے آلِ محمد کے لئے
کر شہیدِ عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُر نور کر
اچھے پیارے شمس دیں بدرالعلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادم آلِ رسول اللہ کر
حضرت آلِ رسول مقتدا کے واسطے

نورِ جان و نورِ ایماں نورِ قبر و حشر دے
بوالحسین احمد نوری لقا کے واسطے

کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے
میرے آقا حضرت احمد رضا کے واسطے

حامد و محمود اور حماد احمد کر مجھے
سیدی حامد رضائے مصطفیٰ کے واسطے

سایۂ جملہ مشائخ یا خدا ہم پر رہے
رحم فرما آلِ رحمٰن مصطفیٰ کے واسطے

بہر جیلانی میاں جو پرتو فاروق تھے
امتیاز حق و باطل دے گدا کے واسطے

صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عز و علم و عمل
عفو و عرفاں، عافیت اس بے نوا کے واسطے

---

[1] عشقی حضرت شاہ برکت اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تخلص ہے اور انتما بمعنیٰ انتساب یعنی نسبتِ عشق رکھنے والے۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

فاتحہ سلسلہ

یہ شجرہ مبارکہ ہر روز بعد نماز صبح ایک بار پڑھ لیا کریں، بعدہٗ درود غوثیہ سات بار الحمد شریف ایک بار آیۃ الکرسی ایک بار قل ہو اللہ شریف سات بار پھر درود غوثیہ تین بار پڑھ کر اس کا ثواب ان تمام مشائخ کرام کی ارواح طیبہ کی نذر کریں جس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ اگر وہ زندہ ہے تو اس کے لئے دعائے عافیت و سلامت کریں ورنہ اس کا نام بھی شامل فاتحہ کریں درود غوثیہ یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

پنج گنج قادری

بعد نماز صبح یَاعَزِیْزُ یَا اللّٰہُ ، بعد نماز ظہر یَاکَرِیْمُ یَا اللّٰہُ ، بعد نماز عصر یَاجَبَّارُ یَا اللّٰہُ ، بعد نماز مغرب یَاسَتَّارُ یَا اللّٰہُ ، بعد نماز عشاء یَاغَفَّارُ یَا اللّٰہُ ، سب سَو سَو بار اوّل و آخر تین تین بار درود شریف ، اس کی مداومت سے بے شمار برکاتِ دین و دنیا ظاہر ہوں گی۔ نیز بعد نماز فجر قبل طلوع آفتاب اور بعد نماز مغرب دس بار حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ دس بار رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔ دس بار رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۔ دس بار سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ دس بار اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ اس کی مداومت سے سب کام بنیں گے اور دشمن مغلوب رہیں گے۔

قضائے حاجات وحصولِ ظفر ومغلوبیٔ دشمنان

(۱) اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا شَرِیْکَ لَہٗ آٹھ سو چوہتر بار۔ اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف اس قدر عدد معین کے ساتھ باوضو قبلہ رُو دو زانو بیٹھ کر روزانہ تا حصول مراد پڑھیں اور اسی کلمہ کو اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، وضو بے وضو ہر حال میں بے گنتی بے شمار زبان سے جاری رکھیں۔

(۲) حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ۔ ساڑھے چار سو بار روزانہ تا حصول مراد۔ اوّل و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار۔ جس وقت گھبراہٹ ہو اسی کلمہ کی بے شمار تکثیر کریں۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

③ بعد نماز عشاء ایک سو گیارہ بار طفیل حضرت دستگیر دشمن ہووے زیر۔ اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف تا حصول مراد۔ یہ تینوں عمل امور مذکور کے لئے نہایت مجرب و سہل الحصول ہیں۔ ان سے غفلت نہ کی جائے۔

جب کوئی حاجت پیش آئے ہر ایک اپنے اپنے اعداد معینہ پر پڑھا جائے۔ پہلے اور دوسرے کے لئے کوئی وقت معین نہیں۔ جس وقت چاہیں پڑھیں اور تیسرے کا وقت بعد نماز عشاء ہے۔

جب تک مراد بر نہ آئے تینوں اسی ترکیب سے پڑھے جائیں اور جس زمانے میں کوئی خاص حاجت درپیش نہ ہو تو پہلے اور دوسرے کو سو سو بار روزانہ پڑھ لیا کریں۔ اول و آخر درود شریف تین تین بار پڑھا کریں۔

ضروری ہدایت

① مذہب اہل سنت وجماعت پر قائم رہیں۔ سنیوں کے جتنے مخالف مثلاً وہابی، دیوبندی، رافضی، تبلیغی مودودی، ندوی، نیچری، غیر مقلد، قادیانی، وغیرہم ہیں، سب سے جدا رہیں اور سب کو اپنا دشمن اور مخالف جانیں، ان کی بات نہ سنیں، ان کے پاس نہ بیٹھیں، ان کی کوئی تحریر نہ دیکھیں کہ شیطان کو معاذ اللہ دل میں وسوسہ ڈالتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ آدمی کو جہاں مال یا آبرو کا اندیشہ ہو، ہرگز نہ جاتے۔ دین وایمان سب سے زیادہ عزیز چیز ہے۔ ان کی محافظت میں حد سے زیادہ کوشش فرض ہے۔ مال اور دنیا کی عزت، دنیا کی زندگی، دنیا ہی تک ہیں۔ دین وایمان سے ہمیشگی کے گھر میں کام پڑنا ہے۔ ان کی فکر سب سے زیادہ ـــــ لازم ہے۔

② نماز پنجگانہ کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ مردوں کو مسجد وجماعت کا التزام بھی واجب ہے۔ بے نمازی مسلمان گویا تصویر کا آدمی ہے کہ ظاہری صورت انسان کی مگر انسان کا کام کچھ نہیں ہے۔ بے نمازی وہی نہیں ہے جو کبھی نہ پڑھے بلکہ جو ایک وقت کی بھی قصداً کھودے، بے نمازی ہے۔ نوکری، ملازمت خواہ تجارت وغیرہ کسی حاجت کے سبب نماز قضا کر دینی سخت ناشکری، پرلے درجے کی نادانی ہے کوئی آقا یہاں تک کہ کافر کا بھی اگر کوئی نوکر ہو، اپنے ملازم کو نماز سے باز نہیں رکھ سکتا، اگر منع کرے تو ایسی نوکری ہی حرام قطعی ہے اور کوئی وسیلہ رزق نماز کھو کر برکت نہیں لا سکتا رزق تو اس کے ہاتھ میں ہے جس نے نماز فرض کی ہے اور اس کے ترک پر سخت غضب فرماتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

③ جتنی نمازیں قضا ہو گئی ہیں، سب کا ایسا حساب لگائیں کہ تخمینے میں باقی نہ رہ جائیں زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ نہایت جلد ادا کریں کاہلی نہ کریں کہ موت کا وقت معلوم نہیں اور جب تک فرض ذمہ پر باقی ہوتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا۔ قضا نمازیں جب متعدد ہو جائیں۔ مثلاً سو بار کی فجر قضا ہے تو ہر باریوں نیت کریں کہ نیت کی میں نے اس نماز فجر کی جو سب سے پہلے مجھ سے قضا ہوئی۔ یعنی جب ایک ادا ہوئی۔ تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے۔ اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کریں۔ قضا میں فقط فرض اور وتر یعنی ہر دن اور رات کی بیس رکعتیں ادا کی جاتی ہیں۔

④ جتنے روزے بھی قضا ہوئے ہوں، دوسرا رمضان آنے سے پہلے ادا کر لئے جائیں کہ حدیث شریف میں ہے جب تک

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

پچھلے رمضان کے روزوں کی قضا نہ کرلی جائے اگلے روزے قبول نہیں ہوتے۔

۵ جو صاحب مال ہیں زکوٰۃ بھی دیں، جتنے برسوں کی نہ دی ہو فوراً حساب کرکے ادا کریں۔ ہر سال کی زکوٰۃ سال تمام ہونے سے پہلے دے دیا کریں۔ سال تمام ہونے کے بعد دیر لگانا گناہ ہے۔ لہٰذا شروع سال سے رفتہ رفتہ دیتے رہیں۔ سال تمام پر حساب کریں اگر پوری ادا ہوگئی بہتر، ورنہ جتنی باقی ہو فوراً دیدیں۔ اور اگر کچھ زیادہ نکل گیا ہے تو وہ آئندہ سال میں مجرا کریں۔ اللہ عزوجل کسی کا نیک عمل ضائع نہیں کرتا۔

۶ صاحب استطاعت پر حج بھی فرض اعظم ہے۔ اللہ عزوجل نے اس کی فرضیت بیان کرکے فرمایا۔ وَمَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ ؕ اور جو کفر کرے تو اللہ سارے جہاں سے بے پرواہ ہے۔ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے تارک حج کو فرمایا کہ! "چاہے یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر" والعیاذ باللہ تعالےٰ۔ ان دیشوں کے باعث باز نہ رہے۔

۷ کذب، فحش، چغلی، غیبت، زنا، لواطت، ظلم، خیانت، ریا، تکبر، داڑھی منڈانا یا کتروانا، فاسقوں کی وضع پہننا، ہر بری خصلت سے بچیں جو ان ساتوں باتوں کا عامل رہے گا اللہ ورسول کے وعدے سے اس کے لئے جنت ہے جل جلالہ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ وسلم آمین۔ بعد نماز پنجگانہ قبل شروع پنج گنج قادری پڑھیں۔ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ وَالنُّجُوۡمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمۡرِہٖ ؕ اَلَا لَہُ الۡخَلۡقُ وَالۡاَمۡرُ ؕ تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ گردِ من گردِ خانۂ من وگردِ زن وفرزندانِ من وگردِ مال ودوستانِ من حصار حفاظتِ تو شود تو نگہدار باشی۔ یَا اللّٰہُ بِحَقِّ سُلَیۡمَانَ بۡنِ دَاوٗدَ علیہما السَّلَامُ وَبِحَقِّ اِہۡیًا اَشۡرَاہِیًا وَبِحَقِّ عَلِیۡقًا مَلِیۡقًا تَلِیۡقًا انت تعلم مَافِی الۡقُلُوۡبِ وَبِحَقِّ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ وَبِحَقِّ یَا مُؤۡمِنُ یَا مُہَیۡمِنُ صَلَّی اللّٰہُ تعالےٰ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَسَلَّمَ۔

ایک بار پڑھ کر انگشتِ شہادت پر دم کرکے تین بار اپنے سیدھے کان کی جانب بہ نیت حصار کلمہ کی انگلی سے حلقہ کھینچا کریں۔ ہر وقت ایسا ہی کریں۔ پھر اس وقت کا عمل پنج گنج شروع کریں اور اگر ہر وقت کی پنج گنج کے عمل کے بعد یا بَاسِطُ ۷۲ بار اور اضافہ کریں تو اور بہتر ہے اور اگر چاہیں تو وقتِ فجر یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ بِرَحۡمَتِکَ اَسۡتَغِیۡثُ۔ وقت عصر حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ۔ وقت مغرب رَبِّ اِنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ۔ وقت عشاء وَاُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ ؕ ہر ایک، ایک سو گیارہ بار مع درود شریف اول وآخر گیارہ بار نیز وقتِ شب درود غوثیہ شریف ۵۰۰ بار اور اضافہ کریں کہ پنج گنج خاص ہوجائے۔ اول وآخر گیارہ گیارہ بار درود شریف یا کم از کم تین تین بار شب کو سوتے وقت بھی یہ حصار پڑھا کریں اور انگشتِ شہادت پر دم کرکے مکان کے حصار کی نیت سے اپنے اردگرد ہاتھ لمبا کرکے چوطرف حلقہ کھینچیں۔ پھر چت لیٹ کر گھٹنے کھڑے کرکے دونوں ہاتھ دعا کی طرح پھیلائے ہوئے سینہ پر رکھ کر آیۃ الکرسی شریف ایک بار، چاروں قل بالترتیب صرف قل ہو اللہ تین بار باقی ایک ایک بار پڑھا کریں۔ اور ہاتھوں پر دم کرکے اپنے سر سے پاؤں تک آگے پیچھے دائیں بائیں تمام جسم پر ہاتھ پھیر کر دائیں کروٹ سویا کریں۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

چھوٹے بچے جو خود نہیں پڑھ سکتے۔ ان کے بڑوں سے کوئی اپنے ہاتھوں پر دم کرکے ان کے جسم پر ہاتھ پھیرا کرے۔ سورہ واقعہ اور سورہ یٰسین اور سورۂ ملک یاد کریں ۔ یہ تینوں صورتیں بھی بلاناغہ شب کو سوتے وقت پڑھ لیا کریں ۔جب تک حفظ یاد نہ ہوں۔ قرآن عظیم سے دیکھ کر پڑھیں۔ یہ سب پڑھنے کے بعد پھر کوئی بات نہ کی جائے چپ سو رہیں۔ شب میں اگر ضروری بات کرنا ہی ہو تو بات کرلیں۔ پھر سورۃ کافروں ایک بار پڑھ کر چپکے سو جائیں ۔ انشاءاللہ تعالےٰ بلیات سے محفوظ رہیں گے ۔ دشمن دفع ہوں گے ، مرادیں حاصل ہوں گی ، رزق حلال وسیع ہوگا ۔ فاقہ کی مصیبت سے محفوظ رہیں گے اور خدا نصیب فرمائے دولتِ بیدار دیدار فیض آثار سرکار سرِ ہر کار حضور سیدالابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انشاءاللہ مستفیض ہونے کی قوی امید رکھیں ۔ انشاءاللہ تعالےٰ خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ عذاب سے بچے رہیں گے ۔ مگر صحیح پڑھنا شرط ہے قرآن عظیم جو صحیح نہ پڑھتا ہو اس پر فرض ہے کہ صحیح پڑھنا سیکھے ہر حرف کو اس کے صحیح مخرج سے نکالے ۔

ذکر نفی واثبات

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ۲۰۰ بار — اِلَّا اللّٰہ ۴۰۰ بار — اللّٰہ اللّٰہ ۶۰۰ بار۔ اوّل و آخر درود شریف تین تین بار۔

ترکیب ذکر جہر

ذکر جہر سے پہلے دس بار درود شریف ، دس بار استغفار ، ۳ بار آیۃ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ط پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے پھر ذکر جہر شروع کرے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ۲۰۰ بار اِلَّا اللّٰہ ۴۰۰ بار اللّٰہ اللّٰہ ۶۰۰ بار ۔ یہ ذکر دوازدہ تسبیح ہے ۔ اس کے بعد حق حق سو بار یا کم و بیش بطور سہ ضربی یا چہار ضربی ۔

یاددہانی

یاد داری کہ وقتِ زادن تو　　ہمہ خنداں بُدند و تو گریاں

آں چناں زی کہ وقتِ مُردن تو　　ہمہ گریاں شوند و تو خنداں

اے عزیز یاد رکھ کہ　　تری پیدائش کے وقت سب خنداں تھے ، مگر تو گریاں تھا۔ ایسا جینا جی کہ تیری موت کے وقت سب گریاں ہوں اور تو خنداں ۔ تو اگر اخلاص سے یادالٰہی میں تفرع وزاری کرتا رہے۔ ہجر حبیب و فراق محبوب میں دل تپاں ، سینہ بریاں وچشم گریہ کناں رہے۔ تو ضرور ضرور وقتِ انتقال وصالِ محبوب پاکر شاداں و فرحاں اور تیرے فراق پر مخلوق نالاں و پریشان ہوگی ۔

اے عزیز! اپنے یہ عہد یاد رکھ ، جو تو نے خدا سے اس کے اس ناچیز گنہگار بندے کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر کئے ہیں اور اس فقیر بے توقیر کے لئے بھی دعا کر کہ جیسی چاہیے ویسی پابندی احکام خداوندی میں جیوں ۔ تا دم واپسیں ایسی پابندی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کرتا رہوں آمین!

اے عزیز! تونے عہد کیا ہے کہ تو مذہب مہذب اہل سنت پر قائم رہے گا ہر بدمذہب کی صحبت سے بچتا رہے گا۔ اس پر سختی سے قائم رہنا اور لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ یاد رکھنا۔

اے عزیز! یاد رکھ تونے عہد کیا ہے کہ تو نماز، روزے، ہر فرض اور واجب کو بھی ان کے وقتوں پر ادا کرتا رہے گا اور گناہوں سے بچتا رہے گا۔ خدا کرے تو، اپنے عہد پر قائم رہے۔ عہد توڑ نا حرام، سخت عیب اور نہایت برا کام ہے۔ وفائے عہد لازم ہے اگر چہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق سے کیا ہو، یہ عہد تو تونے خالق جل وعلا سے کئے ہیں۔

اے عزیز! موت کو یاد رکھ! اگر موت کو یاد رکھے گا۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ ورطۂ ہلاکت سے بچا رہے گا۔ دین وایمان سلامت لے جائے گا اور اتباع شریعت کرتا رہے گا۔ گناہوں سے بچتا رہے گا۔

اے عزیز! آج جاگ لے کہ موت کے بعد سکھ، چین، اطمینان وآرام کی نیند سوتا رہے گا۔ فرشتہ تجھ سے کہے گا نَمْ کَنَوْمَةِ الْعَرُوْس۔ سن، سن، سن ؎

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے
حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سایہ تلے

اے عزیز! دنیا پر مت ریجھ، دنیا پر والہ وشیدا ہونا ہی خدا سے غافل ہونا ہے۔ دنیا خدا سے غفلت ہی کا نام ہے ؎

چیست دنیا از خدا غافل بُدن
نے قماش ونقرہ وفرزند وزن

پردہ کی اہمیت

عورتیں پردہ کو فرض جانیں۔ ہر نا محرم سے پردہ فرض ہے۔ نہ بے پردہ پھریں، نہ بے پردہ گھر میں رہیں۔ باریک کپڑے جن سے بال یا بدن چمکے، پہن کر، یا پہنچوں سے اوپر کا حصہ یا پاؤں کے ٹخنے کے اوپر پنڈلی کا حصہ اور گلا، سینہ کھول کر یا باریک کپڑوں سے نمایاں ہونے کی حالت میں محض غیر نہیں جیٹھ، دیور، بہنوئی ہی نہیں، اپنے سگے چچا زاد خالہ زاد، پھوپھی زاد، بھائی کے سامنے ہونا بھی حرام ہے۔ بدا نجام ہے۔ مردوں پر فرض ہے کہ وہ اپنی بیویوں بیٹیوں بہنوں وغیرہا محارم کو بے پردگی سے بچائیں۔ پردے کی تاکید کریں اور عدم تعمیل پر جنہیں سزا دے سکتے ہیں۔ سزا دیں۔ جو مرد اپنے محارم کی بے پردگی کی پرواہ نہ کرے گا۔ غیر محرموں کے سامنے پھرائے گا۔ خصوصاً اس طرح کہ بے پردگی کے ساتھ بعض اعضاء کی بے ستری بھی ہو تو وہ مرد، دیوث ٹھہرے گا۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تعالےٰ۔

یاراں بکوشید

کئے جاؤ کوشش مرے دوستو ۔۔۔ نہ کوشش سے اک آن کو تم تھکو

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

یقین کامرانی وکامیابی رکھو، قَالَ اللہ تعالٰے وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا۔ جو لوگ ہماری طلب میں کوشش کرتے ہیں ضرور ہم انہیں راہیں دکھاتے، مقصود سے واصل فرماتے ہیں۔ مولیٰ تعالےٰ تمہارے لئے فتح ہرباب خیر بالخیر فرمائے۔

اس کی راہ میں قدم رکھتے ہی اللہ کریم کے ذمہ کرم پر تمہارے لئے اجر ہوگا۔ وَمَنۡ یَّخۡرُجۡ مِنۡۢ بَیۡتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ثُمَّ یُدۡرِکۡهُ الۡمَوۡتُ فَقَدۡ وَقَعَ اَجۡرُهٗ عَلَی اللّٰهِ۔ حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں مَنۡ طَلَبَ شَیۡـئًا وَجَدَ وَجَدَ۔ جو شخص کسی شئی کا طالب ہوگا۔ اور کوشش کرے گا پالے گا۔ حدیث ہی کا ارشاد ہے۔ مَنۡ طَلَبَ اللّٰهَ وَجَدَهٗ ہاں ہاں بڑھے چلو، برابر بڑھے چلو۔ محبت واخلاص شرط ہے۔ پیر کی محبت رسول کی محبت ہے۔ رسول کی محبت خدا کی محبت ہے۔ محبت جتنی زیادہ ہوگی اور عقیدت جتنی پختہ، اتنا ہی زیادہ سے زیادہ فائدہ ہوگا۔ اگرچہ پیر ازآحاد ناس ہو، وہ باکمال نہ ہو مگر پیر صحیح ہو، کہ شرائطِ پیری کا جامع ہو۔ سلسلہ متصل ہوگا تو سرکار فیض سے ضرور فیض ملے گا۔ اے فرزند توحید! ہر امر میں توحید کو نگاہ رکھ!

خدا یکے و محمد یکے و پیر یکے

تیرا قبلہ توجہ ایک ہونا ایک ہی رہنا لازم، پریشان نظر، پریشان خاطر، دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ دین ودنیا کے ہر کام اخلاص کے ساتھ اس کے لئے کر، شریعت کی پیروی کر، جادۂ شریعت سے ایک دم کو قدم باہر نہ دھرنا، کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، لیٹنا، سونا، جانا، آنا، کہنا، سننا، لینا، دینا، کمانا، صرف کرنا، ہر امر اسی کے لئے کر۔ اسی کی رضا ہو مدنظر۔

اے رضوی! فنا فی الرضا ہو کر سراپا رضائے احمدی، رضائے الٰہی ہو جا۔ تیرا مقصود بس تیرا معبود ہو۔ اس کی رضا ہی تیرا مطلوب ہو۔

فراق وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

ریا سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا، ہر کام اخلاص سے خدا کی رضا کے لئے اتباع شریعت کرنا یہ بڑی سعادت عظیم مجاہدہ وریاضت ہے۔ ہمارے بعض مشائخ کا ارشاد ہے کہ لوگ ریاضتوں کی ہوس کرتے ہیں۔ کوئی ریاضت و مجاہدہ ارکان وآداب نماز کی رعایت کرنے کے برابر نہیں۔ خصوصًا پانچوں وقت مسجد میں باجماعت ادا کرنا جب کہ شرعی عذر نہ ہو۔

ختم قرآن کریم

اولیائے کاملین کا ارشاد ہے کہ بے شبہ تلاوت قرآن برائے قضاء حوائج مجرب ہے جتنا بھی روزانہ ہوسکے ادب کے ساتھ پڑھتا رہے۔ اگر وہ اس طرح پڑھے بہت بہتر جلد ان شاء اللہ تعالےٰ کامیاب ہو۔ روز جمعہ سے شروع کرو اور پنجشنبہ کو ختم کرو۔ روز جمعہ از فاتحہ تا آخر سورہ مائدہ، روز شنبہ از انعام تا آخر سورہ توبہ، اور یکشنبہ از سورہ یونس تا آخر سورہ ص

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

روز چہار شنبہ از سورہ زمر تا آخر سورہ رحمٰن ، روز پنجشنبہ از سورہ واقعہ تا آخر قرآن خلوت میں پڑھیں ۔ بیچ میں بات نہ کریں ہر مہم کے حصول کے لئے علی الاتصال ۱۲ ر ختم کو اکسیر اعظم یقین کریں ۔

فضیلت درود پاک

درود شریف کے فضائل و برکات بے شمار احادیث میں مذکور ہیں ۔ یہاں صرف ایک حدیث درج کی جاتی ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گہر بار میں ہدیۂ درود پیش کرنا کس قدر فوائد دینوی و اخروی کو متضمن ہے ۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور میں آپ پر بکثرت درود بھیجنا چاہتا ہوں پس اس کے لئے کتنا وقت مقرر کروں ؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا چاہو، ہاں اگر زیادہ کرو تمہارے لئے بہتر ہے ۔ میں نے عرض کیا کہ آدھا وقت ؟ فرمایا کہ تمہاری خوشی ، ہاں اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے ۔ میں نے عرض کیا کہ دوتہائی وقت ۔ فرمایا تمہیں اختیار ہے ، ہاں اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے ۔ میں نے عرض کیا کہ حضور تمام وقت ۔ تو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا کرو تو تمہارے تمام مقاصد (دینی و دنیوی) پورے ہوں گے اور تمام گناہ (ظاہری و باطنی) میٹ دئے جائیں گے ۔ (ترمذی)

نوٹ : طالبین کو اختیار ہے کہ وہ مذکورہ اوراد و وظائف مقررہ وقت پر پڑھا کریں یا صرف درود شریف کلمہ طیبہ ، تلاوتِ قرآن و تصور شیخ میں مشغول رہیں ۔ انشاء اللہ تعالےٰ عظیم فوائد ظاہر ہوں گے ۔

تصور شیخ

خلوت میں آوازوں سے دور ہو بمکان شیخ ، اور وصال ہوگیا ہو تو جس طرف مزار شیخ ہو ، متوجہ ہو کر بیٹھے محض خاموش باادب بکمال خشوع اور صورت شیخ کا تصور کرے اور اپنے آپ کو ان کے حضور جانے اور یہ خیال دل میں جمائے کہ سرکار رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے انوار فیوض شیخ کے قلب پر فائز ہو رہے ہیں اور میرا قلب شیخ کے نیچے بحالت دریوزہ گری لگا ہوا ہے ۔ اس میں سے انوار و فیوض ابل ابل کر میرے دل میں آرہے ہیں اس تصور کو بڑھاتے یہاں تک کہ جم جائے اور تکلف کی حاجت نہ رہے ۔ اس کی انتہا پر صورت شیخ خود متمثل ہو کر مرید کے ساتھ رہے گی اور ہر کام میں مدد کرے گی اور اس راہ میں جو مشکل اسے پیش آئے گی اس کا حل بتائے گی ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہر نماز کے بعد مناجات پڑھیں

یاالٰہی ہر جگہ تیـ عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں ـی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات
انکے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشید حشر
سیدِ بے سایہ کے ظلِ لو ا کا ساتھ ہو

یاالٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یاالٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
انکی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط
آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب حسابِ خندہ بیجا رلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجےٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
ربِّ سلم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

مآخذ

۱	الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ	امام احمد رضا قدس سرہٗ
۲	الوظیفۃ الکریمہ	〃 〃 〃
۳	الامن والعلیٰ	〃 〃 〃
۴	آداب السالکین	سید شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی
۵	البدایۃ والنہایہ	عماد الدین ابی الفدار اسماعیل
۶	اخبار الاخیار	شیخ عبد الحق محدث دہلوی
۷	انتباہ فی سلاسل اولیاء	شاہ ولی اللہ دہلوی
۸	اصح التواریخ	مولانا شاہ محمد میاں مارہروی
۹	انوار صوفیہ	مولانا جید القادری تیغی مظفرپوری
۱۰	اولیاء رجال الحدیث	مولانا عبد المصطفےٰ اعظمی
۱۱	انفاس العارفین	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
۱۲	الملفوظ	امام احمد رضا قدس سرہٗ
۱۳	امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں	مولانا یٰسین اختر مصباحی
۱۴	امام اہل سنت	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دہلوی
۱۵	الاجازات المتینۃ	امام احمد رضا قدس سرہٗ
۱۶	البشیر	مولانا غلام جیلانی میرٹھی
۱۷	امام شعر وادب	مولانا وارث جمال
۱۸	ایمان افروز وصایا	علامہ حسنین رضا بریلوی
۱۹	الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم دوم	مولانا محمد علی انور قلندری
۲۰	المدیح النبوی	مولانا یٰسین اختر مصباحی
۲۱	امام احمد رضا کے نثری شہ پارے	سید ریاست علی قادری کراچی
۲۲	امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری دوم	پروفیسر مجیب اللہ کراچی
۲۳	امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم	مولانا محمد جلال الدین قادری
۲۴	امام احمد رضا اور تصوف	مولانا محمد احمد مصباحی
۲۵	برکات اولیاء	سید امام الدین
۲۶	برکات قادریت	مولانا محمد جمیل الرحمٰن
۲۷	برکات مارہرہ	مولانا محمد میاں برکاتی مارہروی
۲۸	انوار رضا	کراچی
۲۹	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین عطار
۳۰	تاریخ بغداد	حافظ ابوبکر احمد بن علی
۳۱	تاریخ اولیاء	امام الدین احمد
۳۲	تذکرہ مشائخ قادریہ	محمد دین صاحب کلیم (لاہور)
۳۳	تذکرہ علمائے ہند	رحمان علی
۳۴	تذکرہ علمائے اہل سنت	مولانا محمود احمد قادری مظفرپوری
۳۵	تذکرۂ نوری	مولانا غلام شبر بدایونی
۳۶	تذکرۃ الحمید	مولانا عبد الرشید بنارسی
۳۷	تفسیر عزیزی	شاہ عبد العزیز دہلوی
۳۸	تاریخ الخلفاء	علامہ جلال الدین سیوطی
۳۹	تذکرۂ مشاہیر کاکوری	مولانا محمد علی حیدر
۴۰	ترجمہ قرآن	امام احمد رضا
۴۱	ترجمہ قرآن	فتح محمد جالندھری
۴۲	〃 〃	مودودی
۴۳	〃 〃	مولانا اشرف علی تھانوی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

۱۴۴: ترجمہ قرآن	ڈپٹی نذیر احمد دہلوی
۱۴۵ " "	محمد ثناء اللہ امرتسری
۱۴۶ " "	مرزا حیرت دہلوی
۱۴۷ " "	مولینا محمود الحسن دیوبندی
۱۴۸: جامع المناقب	رحمت اللہ لکھنوی
۱۴۹: جدید و قدیم سائنسی افکار و نظریات	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دہلوی
۱۵۰: حجۃ اللہ علی العالمین	شاہ ولی اللہ دہلوی
۱۵۱: حیات صاحب البرکات	مولینا مظفر احمد بدایونی
۱۵۲: حیات اعلیٰحضرت اوّل	مولینا ظفر الدین بہاری
۱۵۳: حدائق بخشش	اعلیٰحضرت بریلوی
۱۵۴: حیات مفسر اعظم ہند	مولینا عبدالواحد
۱۵۵: حلیۃ الاولیاء	حافظ ابی نعیم احمد اصفہانی
۱۵۶: خاندان برکات	مولینا محمد میاں مارہروی
۱۵۷: خزینۃ الاصفیاء اوّل	مفتی غلام سرور لاہوری
۱۵۸: دعوت فکر	منشا تابش قصوری
۱۵۹: روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم	شاہ عبدالرحیم دہلوی
۱۶۰: رد تقویۃ الایمان	مولینا مخلص الرحمٰن جہاں گیری
۱۶۱: روحانی حکایات	مولینا عبدالمصطفیٰ اعظمی
۱۶۲: رد کوثر	محمد اکرم
۱۶۳: سیرت رسول عربی	علامہ نور بخش توکلی
۱۶۴: سیرت المصطفیٰ	مولینا عبدالمصطفیٰ اعظمی
۱۶۵: سکینۃ الاولیاء	شہزادہ داراشکوہ
۱۶۶: سر الشہادتین	شاہ عبدالعزیز دہلوی
۱۶۷: سامانِ بخشش	مولینا مصطفیٰ رضا بریلوی
۱۶۸: سفینۃ الاولیاء	داراشکوہ
۱۶۹: سوانح اعلیٰحضرت	مولانا بدرالدین قادری
۱۷۰: سیرت اعلیٰحضرت	مولینا حسنین رضا بریلوی
۱۷۱: شجرۃ الکاملین	محمد محی الدین
۱۷۲: شذرات الذہب پنجم	ابی الفلاح عبدالحی حنبلی
۱۷۳: شاہ برکت اللہ	امین مارہروی
۱۷۴: طبقات ناصری	منہاج الدین ابوعمر عثمانی
۱۷۵: عوارف المعارف	عمر عبداللہ شیخ شہاب الدین (سہروردی)
۱۷۶: عمدۃ الصحائف	مولوی عبدالکریم حنفی
۱۷۷: عناصر الشہادتین	محمد ناصر علی
۱۷۸: غنیۃ الطالبین	حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ
۱۷۹: فتاوی رضویہ چہارم	امام احمد رضا قدس سرہٗ
۱۸۰: فقہ اکبر	حضرت امام اعظم ابوحنیفہ
۱۸۱: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں۔	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دہلوی
۱۸۲: فاضل بریلوی اور ترک موالات	" "
۱۸۳: فقیہ اسلام	مولانا ڈاکٹر حسن رضا خاں
۱۸۴: قلائد الجواہر	محمد یحییٰ تادفی
۱۸۵: کشف المتواری	شاہ تراب علی قلندری
۱۸۶: کشف المحجوب اردو	شاہ داتا گنج بخش علی ہجویری
۱۸۷: کرامات اعلیٰحضرت	مولانا اقبال احمد نوری
۱۸۸: کرامات مفتی اعظم ہند	راز الٰہ آبادی
۱۸۹: گلزار ابرار	محمد غوثی مندوی
۱۹۰: گاندھی نامہ	اکبر الٰہ آبادی
۱۹۱: مدارج النبوۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۱۹۲: مقامات دستگیری	مولانا عبدالرحیم ضیا
۱۹۳: مسالک السالکین اول	مرزا عبدالستار بیگ سہسرامی
۱۹۴: مولینا اسمٰعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان	مولینا شاہ ابوالحسن فاروقی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

۹۵: مقال عرفا ر	امام احمد رضا بریلوی
۹۶: مزارات اولیاء دہلی	مولوی محمد عاصم شاہ فریدی
۹۷: مرج البحرین اردو	شیخ عبد الحق محدث دہلوی
۹۸: مشاہیر کاکوری	مولینا محمد علی حیدر
۹۹: مآثر الکرم دفتر ثانی	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۱۰۰: مفتی اعظم ہند	مولانا عبد النعیم عزیزی
۱۰۱: مراۃ الجنان چہارم للیافعی	
۱۰۲: نور مدائح حضور	مولینا غلام شبر بدایونی
۱۰۳: نفحات العبریہ	مولوی محمد تقی حیدر

قلمی مخطوطات

۱۰۴: بیاض قلمی	شاہ محمد اجمل الہ آبادی
۱۰۵: خازن الشعراء	شاہ علی کبیر معروف شاہ میرخان (الہ آبادی)
۱۰۶: حالات مشائخ	حضرت مولینا برہان الحق قدس سرہٗ (جبل پوری)
۱۰۷: مکتوبات اول	شاہ خوب اللہ الہ آبادی
۱۰۸: 〃 سوم	〃 〃
۱۰۹: تذکرۂ وفیات الاعلام	شاہ خوب اللہ الہ آبادی
۱۱۰: عناقب العارفین	شاہ غلام یٰسین بنارسی

رسائل وجرائد

ماہنامہ، اعلیٰ حضرت دسمبر ۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۳ء

〃 کلیم الہ آباد شعبان ۱۳۵۴ھ

〃 استقامت کانپور جولائی ۱۹۷۷ء

〃 〃 〃 فروری ۱۹۸۴ء

امام احمد رضا نمبر المیزان بمبئی

ماہنامہ حجاز جدید دہلی اپریل ۱۹۸۹ء

〃 تحریک دہلی سالنامہ

معارف رضا سالنامہ کراچی ۱۹۸۳ء

〃 〃 〃 〃 ۱۹۸۴ء

〃 〃 〃 〃 ۱۹۸۵ء

〃 〃 〃 〃 ۱۹۸۶ء

ہفت روزہ ہجوم امام احمد رضا نمبر ۱۹۸۷ء دہلی

ماہنامہ سنی دنیا اگست ستمبر ۱۹۸۳ء

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۱	امام	ائمہ
۶	۱	کا یہ اجمالی تذکرہ	کے ایمان افروز حالات
۶	۶	شاہانہ	شاہاں
۷	۵	جس نے تم	جس نے تجھ
۸	۹	جداگانہ ہے	جداگانہ ہیں
۸	۱۳	حملہ کر رہے ہیں	حملہ کر رہا ہے
۸	۱۴	عقیدت کیش	عقیدت کیشوں نے
۸	۲۴	لیا	لی
۹	۶	مشکل اور	مشکل ہے
۹	۷	بھی کسی	بھی
۹	۹	جس کا	جن کا
۹	۱۴	تن	نہیں
۹	۱۵	سی	سے
۹	۱۶	کاپی	کالپی
۹	۱۸	طویل	طویل سفر کیا
۹	۲۳	حضرت علامہ	عالی جناب
۹	۲۶	اس کی	ان کی
۱۰	۱	فرمایا	فرمائی
۱۰	۲	کے تقدیم و مقدمہ	کے قلم سے
۱۱	۲	قربانیاں دیں ہیں	قربانیاں دی ہیں
۱۱	۴	پورا	مکمل
۱۱	۱۴	کے	کی
۱۱	۱۷	تیز	نیز
۱۱	۱۷	بنیم	بینیم
۱۷	۱۱	اللہ	اسد
۲۳	۱۵	مانل	مائل
۲۸	۱	حسن کا اتفاق	حسنِ اتفاق
۲۸	۱۳	تیر	تیرہ
۳۴	۹	زبان	زماں
۳۶	۱۰	زبانین	ربانین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۶	۱۱	حجاز	مجاز
۳۷	۸	اعلیٰ حضرت	امام احمد رضا
۴۰	۴	....	منتقل
۴۷	۲۲	فرزند	فرشتہ
۴۸	۸	حاطر	خاطر
۶۹	۱	کھانا	کھایا
۷۱	۵	عرصات	عرضیات
۷۱	۲۲	رضی اللہ تعالیٰ عنہا	رضی اللہ تعالیٰ عنہما
۷۳	۱۱	حضرت	حضرات
۸۱	۱۳	ساز	ستا تو
۸۱	۱۵	ربا	رہا
۸۲	۸	اعلیٰ حضرت	امام احمد رضا
۸۷	۱۴	تم ہ	تم سے
۹۱	۱۰	الجراح اور	الجراح ہیں اور
۹۳	۱۵	دوکتکدے	دولت کدے
۹۹	۹	کہنی	کنپٹی
۱۰۵	۱۷	سوار	سواری
۱۵۹	۸	چڑ	چھڑ
۱۶۷	۱۲	پوے	پورے
۱۶۹	۱۹	مملک	مملکت
۱۸۵	۳	منکر	منکسر
۱۸۴	۱۳	مزمد	مزید
۱۸۷	۱۹	......	تیسرے
۱۸۷	۲۵	.....	ترجیح نہ دے
۱۸۹	۷	کبر	کبریا
۱۹۰	۱۹	ایمن	اعین
۱۹۳	۲۴	مزدلفۃ	مزدلفہ
۱۹۵	۵	تالہ	تاکہ
۱۹۹	۲۲	کے	کی
۲۰۱	۱۴	حق لے	حق تعالیٰ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۱	۷	وہ ب	وہ محجوب
۲۰۱	۲۷	تماز	تمہاری
۲۰۵	۱	ینظو	ینظر
۲۰۵	۱۵	ای	اسی
۲۰۵	۱۸	کامقتول	کان مقتول
۲۰۵	۲۲	دانگی	دیوانگی
۲۰۸	۵	نکل	گل
۲۰۸	۱۴	نزنک	نزدیک
۲۰۹	۵-۶-۱۰	نکرین	نکیرین
۲۱۱	۶	بالفرج	بوالفرج
۲۱۳	۱۳	عبدالواحد	عبدواحد
״	۲۰	سالش	سالس
۲۲۱	۱۹	واصال	وصال
۲۲۳	۸	علوم و دینیہ	علوم دینیہ
حاشیہ	۱	او د	اولاد
۲۲۵	۳	ناافسوس	دستیاب نہ ہوسکا
۲۲۶	۲	قطب	قطب
۲۲۹	۲۷	د نہ	دانہ
۲۳۲	۲۵	او	اور
۲۳۶	۲۶	ہستی	ہیبتی
۲۳۷	۲۰	اس نحیف ونزار	اس قدر نحیف ونزار
۲۴۰	۱۲	بھر	پھر
۲۴۳	۱ / ۶	بجار / صیت	بجارا / خاصیت
۲۴۳	۱۶	بزرگا	بزرگان
۲۴۵	۸	گزرتو	گزرجائیں گے تو
۲۴۵	۱۶	چنانحہ	چنانچہ
۲۴۸	۲۲	نے کو	نے ان کو
۲۵۰	۳	،	سکا
۲۵۱	۲۵	تری	تیسری
۲۶۰	۲	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشابہ تھے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۰	۲۲	اور ایک قول	یہ روایتیں
۴۵۹	۵	نماز جنازہ صدر الشریعہ استاذ العلماء مولانا امجد علی رضوی مصنف بہار شریعت نے پڑھائی۔	نماز جنازہ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا علیہ الرحمہ نے پڑھائی۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan